

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا يَفْقَهُوا السَّمْعَ

الحمد لله الذي جعلنا من آل بيته من بيت المقدس من آل بيت المقدس من آل بيت المقدس

This is a highly detailed black and white woodcut-style illustration. The central focus is a large, oval medallion containing the word 'Allah' in a highly stylized, calligraphic script. The letters are thick and bold, with intricate internal patterns. The oval is surrounded by a dense, symmetrical border of floral and foliate motifs. At the top and bottom center of this border are small circular medallions, each containing Arabic script. The entire composition is framed by a decorative border of roses and leaves. The style is characteristic of Islamic art, particularly the intricate geometric and floral patterns found in manuscripts and architectural decorations.

ترجمہ صفحہ ۱۷۱ عالم اسلام سیرت و تاریخ فرقہ الہیہ الجماعت خواجہ محمد بن اعظم کو فی رحمۃ اللہ

بَطْنِ يَهُودِ هَلْ يَأْتِيهِمْ مَسِيرُ حَسَنَاتِهِمْ  
عَلَى وَطْنِ عَشِيرَتِهِمْ



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواجہ احمد بن انجم کوئی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے کہ حضرت سرور کائنات افضل موجودات محرم قباب قوسین رسول شقیں لوانہ  
 بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرۃ بن كعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ بن  
 بن مضر بن معد بن عدنان حب لو معرفت خداے واحد سے دینا کو محمود اور راہدیت سخی رسالت کو ادا کر چکے ہیں تمام عالم انور پر گیارہ  
 راہ ترع اختیار کرنی تو مار گاہ ماریتالی سے آیہ ترفیہ الیوم اکملت لکم دینکم وانکم مکملین یعنی میں نے تمہارے واسطے مہارادیں کا  
 اور تمہاری ہمتیں تمام کر دیں نازل ہوئی اور سرور کائنات صلعم اس نارفانی سے طرف عالم جاودانی انتقال فرمایا اس وقت بقاضا بشریت تمام اصحاب  
 نہایت معصوم اور ہر سال ہونے والے دیں اور کم اعتقاد والے ہر طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے طرح طرح کی صلاحین اور مشورے کرنے لگے موقع  
 پاسوالے اور بدگوائے اپنے فائدہ کی تدبیروں میں مصروف ہوئے جب علیہ میں مہاجر اور انصار جمع ہوئے تھے ان میں ابوہشیم بن التیمان نے کھڑے  
 ہو کر اس مضمون کے شعر پڑھے کہ انسان ہمیشہ دنیا میں نہیں رہتا موت ہر وی حیات کے دم کے ساتھ ہے اب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات  
 کے بعد ہم سے ہمارا اس پریشان میں عقل ٹھکانے نہیں ہے جن کافروں کی گردنیں توڑ ڈالی تھیں وہ سر اٹھا کر بدلیے پڑا دہ ہو رہے ہیں خصوصاً  
 ان تین گروہوں یہودیوں ترسا اور منافقوں میں مسیلمہ کذاب کی جماعت سب زیادہ غل و شور مچا رہی ہے جنگ و جدل کی تیاریاں کر رہی ہیں  
 جہان تک اونٹے ہو سکتا ہے ہاتھ پاؤں اور زبان دونوں سے کام لے رہے ہیں علیہ بن خویلد اور سکا شوروے جٹ بنا ہوا ہے اور اسے ساتھ ایک  
 تناؤ میں مبتلا ہے اب ہمیں نبی فکر لازم ہے کل کے انجام کو آج ہی سمجھ لینا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر ہتھیار دیے ہیں کہ  
 کوئی امر ظاہر نہ کرے اور انصار تمام اس بات کو خوب سمجھ لو کہ خلافت کے عہدہ کو کسی سر راوردہ قریش نے قبول نہ کیا تو اس امت کی  
 بعید یہ حال ہو گا جیسے جنگل میں انہی اور مینہ کے طوفان کی وقت گذرنے کی غیر حاضری سے غریب بھڑونکا حال ہو رہا ہے میں چاہتا ہوں  
 کہ حضرت علی مرتضیٰ بابوکر یا انصار و اصحاب میں سے کوئی اور اس کام کو سر انجام دے اگر ایسا ہو تو مسیلمہ کذاب کی مخالف سے سخت امید ہے  
 ابوہشیم کے اس مصروف کے شعروں سے صحابہ کے دلوں پر بہت بڑا اثر ہوا ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا اے نیک اور برگزیدہ لوگو اگر تم حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے ہو تو وہ حد سے جاٹے اور اگر میں اور اسمان کے بیٹا اگر نبی اللہ کی عبادت کرتے ہو تو وہ ہمیشہ موجود ہے اور اس  
 قرآن شریف میں کسی جگہ حضرت کی وفات مطلع کیا ہے اور سُن جیکے میں اب آنحضرت تو وفات پا چکے ہیں اور کل کی کجگوچھ خبر نہیں  
 ہو رہی ہے اس کا دل سے اس امت کے کاموں کی دیکھی گئی تو وہ ہلاک ہو جائیگی ہرگز نہ ہو سکتا ہے ہرگز نہ ہو سکتا ہے ہرگز نہ ہو سکتا ہے



کچھ بہتر نظر آئے کہ گدرے پھر تو ہر ایک انبی انبی سے کہنے لگا۔ انصار نے کہا کہ ہمیں دین یا ک کی مدد کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہماری تعریف و توصیف کی ہے جب حضرت رسالت نیا ہی حکم الہی مکہ سے ہجرت کر کے ہمارے نہر میں تشریف لائے تو ہمیں انیامال امیر تارکما اپنے گھروں کے اور ان کے دوستوں کے لئے چھوڑ دیئے انبی جانوں کو خدمت گزاری کے لئے تحصیلوں پر رکھ لیا یہ وہ حالات ہیں جسے کوئی نے خبر نہیں نہاں مصیبتوں کے کماؤ کا ہو سکتا ہے مناسب کہ ہم میں سے خلیفہ مقرر کیا جاوے ہجرت کر نیوالو میں سے ایک شخص بول اٹھا کہ امی انصار سے ای اور ایسی قوم کی دست جعفر زنگی اور ترف کا اظہار کیا بالکل سچ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکن ہجرت کر نیوالے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت ساتھ دیا ہے اور انبی جاس ویاں کی ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اون کی تعریف بھی کی اور برگی عطا ومانی ہے خلیفہ اسی گروہ میں سے ہونا چاہئے بھرا مور اصحاب کا ایک گروہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ رسول مقبول کے دوستو خلافت کے لئے نہ جھگڑو عمت کو شش سے ماز ہو ماہم صلح رکھو انصار میں سے کیا کو امیر نالینا چاہئے اور مہاجرین میں سے وریر کیونکہ آسمیں فساد ہونے یا تے بلکہ ماہمی ربط و ضبط کو ترقی ہو تمام اہل جلسہ نے دعا گوئی کے ساتھ اس را کو لیند کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے پیغمبر کے دوستو یہ بات تو ٹھیک ہیں ہے ایک محل میں دو تخت ایک تہر میں دو بادشاہ اور ایک خلاف میں دو تلواریں کب رہی ہیں ایک خلاف کے لئے ایک ہی تلوار موروں ہے لوگاں دہمہما الہما اکا اللہ لفسدنا یعنی اگر کوئیں میں کئی خدا ہوتے تو ضرور فساد پڑتا ہے ایک رہاں ہو کر کہانے ٹھیک بات کہی اور تم ہی سب اچھے شخص ہو اے انی تحافہ کے ٹھے خلاف کے لئے تم سے بہتر اور زیادہ لائق کوئی دوسرا شخص نہیں ہے اسلام کی وفق اور مسلمانوں کی مرضی اسی مات میں ہے کہ تم ہی خلیفہ ہو کہو کہ جناب رسول مقبول صلح کی زندگی میں بھی تم امت کے پیرو تھے اور سب سے پہلے صحابہ و فادار ازداں دوست اب بھی تم ہی اس عظیم الشان کام کے لئے سزاوار ہو کوئی اور اس منصب حلیہ کے لائق نہیں بھرتو سنے متفق ہو کر صدیق اکبر بعدہ سے بیعت کرنی چاہی ہر شخص بیعت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سب کرتا تھا تمام مہاجرین اور انصار نے کسی کراہت اور غدر کے بغیر بیعت کر کے کو خلیفہ مان لیا اور انیا ہاتھ اوکے ہاتھ پر رکھ دیا جب تمام حاضرین طلب بیعت کر چکے صدیق اکبر نے حضرت علی ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلانے کا بیغام با آپ نے قبول کیا اور جو بوقت جمع میں تشریف لائے رسم سلام ادا کر کے اپنے مرتبہ سے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ مجھے کسے بلایا ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہما آپ کو ان سب مہاجرین اور انصار نے اسلئے بلایا ہے کہ آپ بھی جسے متفق ہو جائیں اور جسطرح جملہ صحابہ ابو بکر کو خلیفہ بنا کر بیعت کر لی تو آپ بھی یہی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم نے اس منصب کو ہمارے ہاتھ سے ہٹا کر کے چھینا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہد داری کے دن سے اسلئے آپ کو برتر بنایا ہے میں تمہاری حجت کو تم ہی پر تمام کرتا ہوں اور مدلل دعوے تمہارے رو برویش کرتا ہوں مجھ سے وہ بات منو جو مال سے و را دہا یہ ہے اور مکر لازم تھا کہ اسے بیان کرتے اے رسول کے دوستو دیکھو دنیا میں حضرت محمد صلح کا کون زیادہ دبی رشتہ دار ہے خدا سے ڈرو اور ہمارے انصاف پر قہر ہو کر انصاف کی مات کہو۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا اے ابو الحسن تم ہی اس کام کے لائق ہو۔ بلکہ سب سے پہلے اسلام لانے اور قرأت برب یہ فصلت رکھنے کے سب اس سے بھی زیادہ مصدک سزاوار ہو لیکن اب رسول کے اصحاب اتفاق کر لیا ہے اور ایک کام ہو رہا ہو چکا ہے تم بھی اصحاب کی جوتی کے لئے رضامند ہو جاؤ اور جھگڑا کر کے اس مصلحت کو درہم برہم نہ کرو علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبیدہ تم ہی صلح کے پیارے اور امیں ہو اور اس امت کے مستعد اپنے حال پر رحم کھاؤ اور جو سچ بات ہو اس سے ظاہر کرو رب العزت نے جو زرگی جانداران نبوب کو عطا کی ہے اس سے اپنے کہوں کی طرف متقل نہ کرو ہمارے ہی گھر میں قرآن نازل ہوا ہے ہمارے ہی مکانوں میں جبریل آدمی ملتا ہے میں علم اور فہم اور دین اور سنت اور فریضہ کے معدن ہم ہی ہیں خلق اللہ کی صفائی کو ہم ہی خوب جانتے ہیں تم لالچ خور سے نہ بڑا اور اپنے کاک ہاتھ بھنور میں ڈالو اس میں تمہارا ہی نقصان ہے پھر یہاں البرائے نے کہا اے ابو الحسن علی کی تم اگر شہادی ساتش موت سے پہلے لوگاں کے کاروں میں بھٹیں تو کوئی صاحب

موت کیا صحابہ کا انوار ہے



آپ کی مرضی کے خلاف نہ کرنا اور سب مکمل ایک زبان ہو کر آپ کی معیت اختیار کر لیتے لیکن تم تو اپنے گھر میں ہو بیٹھے اور میرے علیحدگی اختیار کی لوگوں کا  
جاننا کہ تم یہاں نہ کر کے اس کام سے الگ تھلگ رہنا چاہتے ہو جب بات طے ہو گئی تو آپ تشریف لائے حضرت علیؓ نے کہا اے امیر کیا تو اس بات کو پسند کرتا  
ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی لاش منہ پر رکھ کر دفن کی تدبیر سرسری طور پر کر کے جھگڑے کے لئے کمر بستہ ہو جاتا اور خلافت لینے پر اڑ بیٹھتا صدیق  
نے کہا اے ابوالحسن اگر میں جانتا کہ تم کام میں جھگڑا کرو گے تو میں سرگز قبول نہ کرتا تو لوگوں نے بیعت کر لی ہے اگر تم بھی ساتھ ہو جاؤ تو ہماری غلطی سبکی کے  
درجہ پر پہنچ جائے اگر تم اس بات کو قبول نہیں کر سکتے اور کچھ فکر و تامل ہے تو تم سے کچھ عرصہ نہیں اور موقوف حضرت علیؓ علیہ السلام نے بغیر بیعت اس خطبہ  
سے راحت فرمائی بعض کا قول ہے کہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے ڈھائی مہینے بعد آپ نے بیعت کی اور عائشہؓ سے روایت ہے کہ چھ مہینے بعد  
بیعت کی باقی حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اس بات میں بہت سے قول ہیں حورانیوں اور ان کے مخالفوں کے مبالغہ اور علو کی راہ سے بیان کئے ہیں خلیفہ  
کھسے سے عرصہ بہت کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اللہ تعالیٰ لکھے اور پڑھنے والوں کو انہی مرضی کے خلاف باتوں سے بچائے رکھے تاریخ دان عالموں کا  
بیان ہے کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ کو خلاف مل گئی تو انہوں نے ایک دن ممبر بر جا کر ایک اچھا خطبہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اے لوگو حق سبحانہ تعالیٰ  
کی حمد و سپاس کے بعد معلوم ہو کہ تم پر سردار ہونا مجھ پر لازم ہو گیا ہے۔ تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں نیک زندگی بسر کروں تو تم سب اصلاح اور  
کوشش سے سرسری مدد کرتے رہنا اور اگر مجھ سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو بالضرورت تنبیہ کرنا سستی اور حشمت پوشی کو ذرا کام نہ فرمانا کیونکہ میرے نزدیک راستی  
سے اچھی چیز ہے میں امیں رہوں گا جھوٹ بولنا حیا نہ کرنا ہے تم کو قیاس رکھنا چاہئے کہ میری نگاہ میں کمزور اور طاقتور یکساں ہیں اور یہ میری پوشیدہ  
نہیں کہ جو گروہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر لڑائی میں سستی کرتا ہے وہ ان سے آپ کو ذلیل اور راد کرنا ہے اور جو لوگ فساد کی حریت کرتے ہیں وہ آفتوں  
میں پھلتے ہیں جب تک میں خداوند تعالیٰ کے حکم پر چلوں تم میرے کہنے کو ماننے سے مناجا جو وقت مجھے اسکے حکم کے برخلاف پاؤ تو فوراً مجھ سے علیحدہ ہو جانا  
اس خطبہ کے بعد صدیق اکبر ممبر سے اتر آئے اور امام بنکر لوگوں کو نماز پڑھائی پھر اپنے مکان کو تشریف لیگئے عرصہ دراز تک اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ  
رناؤ رہا بھرا طراف و جانب سے جس نے آنے لگے کہ عرب کے لوگ دین اسلام سے پھر گئے ہیں بعضوں نے سرع نبوی کو ترک کر دیا ہے کسی شخصوں  
نے عجمی کا دعویٰ کیا ہے کتنے ہی لوگوں نے بیت المال کے حقوق روک رکھے ہیں ابک فرقہ نے روزہ نماز کو ترک کر دیا ہے اس کے قبیلہ نے مکاری  
کا پتہ اختیار کر لیا ہے اور طحی بن خویلد کی جھوٹی باتوں کو سچ سمجھتا ہے نبی فرارہ نے عینیت بن حصین کو ابن ابی نمیر مان کر کھر کا جھنڈا بلند کیا ہے نبی سلیم  
نجات دھاری چور کو تیرا قرار دیکر دین محمدی سے پھر گیا ہے نبیتم نے مالک بن نویرہ کے ساتھ ہو کر مادی کی ہے کہ زکوٰۃ نہ دین ابک اور گروہ نے  
ایک عورت کو بیغمہ سالیہ ہے اور بنت المنذر کے حبیب اور فساد میں متال ہو گئے ہیں اس بحث میں میں نے نبی گندہ کو متلائے غور کر کے بہت سا  
نقصان جان و مال کیا ہے۔ بحیر کے لوگوں نے حصم بن ربیع کو سردار بنا کر قاعدہ محمدی توڑ ڈالا ہے یا مہ کے عوام الناس سہلہ کذا کے گرو جمع ہو کر  
اسے نہ سمجھے لگے ہیں جب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبریں تصدیق ہو گئیں تو مرد لوگوں کے دھیہ اور روک تھام کا مصمم ارادہ کیا  
امیر المومنین عمرؓ نے کہا اے خلیفہ بنیگر تم اب کے رس نال جاؤ اور حشمت پوشی کرو اور اہل عرب کو زکوٰۃ کے مواخذہ میں نہ سناؤ تو ممکن ہے کہ  
سال وہ آپ ہی سدہ جائیں اور راستی یہ آجائیں کیونکہ بیغمہ نے فرمایا ہے کہ کلمہ گو یوں کے ساتھ خونریزی کی اجازت نہیں اور کسی کلمہ گو کا خون  
اور مال کہنا مستحق اور محاسبہ کے سوا جائز نہیں صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عمر خدا کی قسم اگر میری حفاظت میں بکری کا بچہ چھ بیٹے کی  
بھی ہو اور اسے لینا چاہیں تو میں ہرگز ندوں کا ملک جہا تک ممکن ہو گا اسے جنگ کروں گا اور کسی مترک کی مات نہ لے دوں گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے خلیفہ اگر تم  
مشرکوں سے لڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تو ہم سب فرمانبردار ہیں جو کچھ حکم دوں گا لائیں صدیق رضی اللہ عنہ نے رید کے لشکر گاہ میں گئے جسے حضرت



رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں شام کی طرف جانیکا حکم دیا تھا مگر وہ آپ کی وفات کے وقوع کے سبب نہ گریا تھا کہا اے اسامہ اگر چہ انہوں نے تیری بہت ضرورت ہے لیکن غمغیر کے فرمان کے خلاف کرنا خطا ہے اس کے حکم کی پیروی کر اور جہ طرف کا راستہ ہو چکا ہے حادثاتی کے لئے رہے ہیں اور حقد ہوسکے کوشش کر اسامہ نے حلیہ کے کہنے سے شام کی طرف لشکر کشی کی اور صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی سرکوں سے نرنے کا مصمم ارادہ کر کے چاہا کہ نہایت حود روانہ ہوں مگر رسول نے اس کو مناسب نہ سمجھا کہا اے نائب رسول خدا کیلئے تم خود نہ جاؤ تم رمانہ کا حال دیکھ رہے ہو اگر تمہارا ایک ہاں بھی بیکا ہو تو تم سب ہلاک ہو چکا یہی بہتر ہے کہ تم مدینہ میں رہو ہر چار طرف خط لکھ کر روانہ کرو سرداروں اور عاملوں کو اس کے علاقوں پر سے طلب کر لو لشکر فراہم کرو زبیر گان قریش اور جاشنار انصار میں سے کیوں سپہ سالار بناؤ کہ وہ مرتد اور کافروں کی بجلی کرے اور ان کو جو سی سرادے صدیق نے خط بھیج کر عمال سے عمر بن العاص کو ٹھایا وہ حکم بحال لایا اور عمال کے بہادروں میں سے سرسوار اور اس علاقہ کا رہنما حصول ہمراہ لیکر مدینہ میں حاضر خدمت ہوا اور شرف سعادت حاصل کیا صدیق اور علمہ صحاب اس کے آنے اور خدمت گداری سے بہت خوش ہوئے عمال والوں کے حق میں دعائے خبر کی تعداد اس حلیہ نے حاکمانہ تحریر لکھ کر علاقہ بحرین سے ابان بن سعید کو طلب کیا ابان حسب الحکم اپنے قبیلہ کے سرداروں اور عبد القیس کے ناموروں اور تیس سوار کا آرمودہ کو ساتھ لیکر داخل مدینہ ہوا اور صدیق رضی اللہ عنہ سے املا صدیق نے ان کی توجہ کی اور بہت مہربانی فرمائی اسی طرح اور علاقوں اور دستوں بھی حرا فوجیں اور مشہور مشہور ہمارے حلیہ کے حضور میں حاضر ہونے لگے مرتد اور مدعہ لوگوں کی خونریزی برائے اتفاق کیا اور طے قبیلہ کی ملک جماعت نے جب کو ان باتوں کے فیصلہ اور احرا کی کچھ شرتھی بڑا کام کیا عدی بن حاتم طائی جس کے سینہ میں اس کے ماب کی مہر مروت کے سبب اسلام جا گرین ہو چکا تھا ساتھ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے قبائل طے ایک دم دعوائے اللہ یعنی تم اور عی کے گروہ اگر یکا دین یر رہو گے اور وفاسخاری اختیار کرو گے تو دیندار ہو گے اور اگر تیت پھرو گے تو مرناؤ گی اور مرک دونوں سے حالی رہاؤ گے بغیر اور عودائی کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہماری احتیاج نہیں اسے اپنے یارے غمیر کو ایسی مار گاہ میں ملا لیا ہے اور صدیق حلیہ نگیا ہے مال و متاع اس کے پاس بھید و اس کے دینے سے انکار کر دینا کہ وہ کو اذیت دے دینے سے رکت حاتی رہی ہے اور موت و انگیر مچاتی ہے مرتد لوگوں کو لڑنے کی تیاریاں کر لو خصوصاً تین قبیلوں اسد عطاں گراہ کے خلاف ہم کرو جو زمانہ حلیہ میں تنہا رہے دشمن تھے اور اسلام میں حاسد تنہا کام کل کی نسبت آج حوب سا ہوا ہے اور اس وقت صدیق اکبر اپنے جہاد کر نیکا ارادہ رکھتے ہیں خالد بن ولید کو ہمارے انصار کے لشکر حرا کا سردار بنایا ہے تم اسکی فوج کا بہترین حصہ بنو طے کے تمام قبیلوں نے اس تجویز کو پسند کیا۔ ہر طرف سے شہر بلند ہوا کہ جو کچھ کہا ہے سنا اور دل سے منظور کیا پھر تو عدی بن حاتم اور بدیل بن لہب اپنی قوم کا نذر کو اذیت جمع کیا اور مدینہ میں آئے اہل مدینہ کثرت لشکر اور اس قدر فوجی سپہ شتر و ساز و سامان کو دیکھ کر ڈر گئے انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ نذر کو اذیت اور حیرات کا حیرہ و خیال گذار کسی غنیم کی فوج ہے عدی اور بدیل نے آگے بڑھ کر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام کیا خلاف کی مبارکبادی پھر عدی نے یو جھپا کیا خلفہ پیغمبر مجھ کو پہچانتے ہیں خلیفہ نے کہا ہاں تو عدی بن حاتم ہے اور ایسے وقت میں تو نے ہمارا اقرار کیا ہے حب کہ اور لوگ انکار کر رہے ہیں اور ایسے وقت میں مدد کو آیا ہے جبکہ دوسرے علیحدہ ہو رہے ہیں تو نے وفائی کی جبکہ اور جھلے پیش آرہے ہیں میں تیرے دوست و مددگار ہوں حاسا ہوں حویرا مستند محرم رانا اور سجاد و دست ہے پھر اپنے انکے لئے تعریف اور دعا کی کلے کہے سب سامنے سجد نوازش فرمائی زرقان بن بدلتیسی نے بھی اسے خیراں بنی بعد کو جمع کیا اور کہا اے زید بن مسات کی اولاد تمہیں معلوم ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور صدیق کو امت کی حفاظت سونپی گئی ہے اور خالد بن ولید اہل رزۃ پر جہاد کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں تمہیں سا ہو گا کہ نہی طے نے اپنی بہودی کس بات میں دیکھی ہے اور ایسی بھلائی کیلئے کسی کوشش کی ہے تم بھی اپنے حال کی طرف توجہ کرو اور اقبول میں پیغمبر کے لاک بات کو انہیں تنہا ہی ہی بھلائی کی کہتا ہوں اس گروہ میں سے ایک آدمی نے اٹھ کر جواب دیا کہ ابو بکر کی نسبت تم اپنے مال کے زیادہ حقدار ہیں ہمارے دولت مندوں کی زکوٰۃ کا رو بہ ہمارے غریبوں پر خرچ ہونا چاہئے اب صاحب شریعت موجود ہیں اور اس حکم کے لئے مدد سدا ہو گیا ہے زرقان



لے کہا نہ ہمارا یہ جہاں لہو اور غلط ہے ہم بہ کمال نکر و کیس اس روپیہ میں سے کچھ کم لوگوں کو والس ویدو لگا بہ خدا کا مال ہے ہمیں بل برابر کبھی کسی کا دخل نہیں  
 باتیں میرے نزدیک کچھ حقیقت نہیں کھتیں میں تمہاری کوئی بات سن سکتا ہوں میں ضرور اس دولت کو صدق کے پاس بنیاد لگا یہ کہ سب مال متاع  
 سمیٹ دیکھ کی طرف جلد یا حب صدیق اگر کی سعادت دیدار سے مشرف ہو کر زکوٰۃ حوالہ کر چکا تو صدیق رہنے اسکے آنے کے شکر میں دعا تہ کھئے اور اہمیت  
 تعریف کی قاعدہ تھا کہ عرب کے سرداروں میں جو طرارتا اور اسنے ذمہ کے حقوق ادا کرتا اور سے خالد بن ولید کے لشکر میں مل کر دیتے تھے اسنے اب خالد کے  
 لشکر کی تعداد ہمت ٹھہر گئی تھی صدق نے اسے ایسے سامنے ٹھاکر احکام اور مید و نصائح سنائے کہ سب پہلے طلحہ بن حویدہ الاسدی کی خبر لے اس کے بروا  
 اور گراہ دوستوں یعنی قبیلہ اسد اور عطفان اور فرارہ کے شر کو دفع کر اگر تو ان کے شہروں کے ماس ہنچیکر اذان کی آواز سے نوحہ تک اور کوا چھی طرح نہ سمجھائے  
 اور جنگ کرنا لازم نہ ہو جائے تلوار نہ کھینچا اور نہ قتل و غارتگری کرنا ہر ایک قلعہ کے امروں اور سرداروں کے پاس حاسوسوں کو بھیجا کہ جسے وعدوں سے  
 مطمئن کرنا خاص شخص کو جس رتبہ کا ماتے اسی درجہ تک اور کسی دلجوئی واجب سمجھا جہاں تک ہو سکے ڈراؤ ہکا کر تحرص و ترغیب سے کام لینا کہ ان کے دلوں میں  
 یہ راہ بد اور رعب اچھی طرح اثر کر جائے۔ خالد نے کہا میں انکو کس خصلت کے اختیار کرنے اور کس رسم سے بار رہنے کی تاکید کروں صدیق نے کہا انکو دس باتوں  
 کے اختیار کرے یہ محور کرنا اور ان کے خلاف سے روکنا اور وہ یہ ہیں کلمہ نہادت صاحب شریع کے حکم کی متابعت۔ مار نیچکانہ ادا کرنا ماہ رمضان کے روزے  
 رکھنا خمس اور زکوٰۃ ادا کرنا حملہ ارکان اور تراط کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت کرنا نہنگ کام کرنا برسی اور فحش باتوں سے بچنا امام کا حکم ماننا اہل اسلام کیساتھ  
 ملکر ٹھیکیا حکم دیا کہ باشندگان رددہ کے نام خط لکھیں حکم مطلب یہ تھا یہی ہتھ سے واخذا کیوں سے یہ خط عبد اللہ بن عثمان خلیفہ رسول خدا صلعم کی طرف سے  
 اس عہد کے خاص عام کے نام روانہ کرتا ہے اس شخص تراوس ہے جسے اطاعت اختیار کی ہے اور دین پر چلتا ہے حق اور یقین کا دوستدار ہے غلامی  
 و حدیث کا قائل ہے اور حضرت محمد صلعم کی سچائی کا مقرر ہے و شخص نہ کی طرف رجوع کرے گا وہی سیدھا راستہ پائے گا اور جو حرص و ہوس میں مبتلا ہوگا  
 وہ نہ نصیب دیں و دیبا سے محروم رہے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں تمکو خدا کی طرف متوجہ کرتا ہوں اسکے عذاب سے ڈراتا ہوں اور شریعت محمدی کی طرف ترغیب  
 دلاتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ راستہ نہ دکھائے وہی گمراہ اور لے سامان ہے جس کی وہ حفاظت نہ کرے وہی خوف زدہ اور ٹوٹے میں ہے جسے سچ ہونے کی  
 توفیق نہ دے وہی جھوٹا ہوگا اسی ہے جسے صاحب اقبال نہ بناوے وہی ذلیل و خوار ہے جسے روزی نہ دے نادار و بیکار ہے جسے فتح نہ بخشے وہی خراب ہشتہ  
 ہے اللہ جل شانہ کا قرب اختیار کر حضرت رسالت پناہ پیر آخر الزمان کے پر ہو جسے خدا نے نہائی کرتا ہے اسے کسی بات کا غم نہیں رہتا اور جسے گمراہ کرتا  
 ہے بھروسے کوئی راستہ نہیں سکتا دربار خلافت میں یہ خبر پہنچ گئی ہے کہ کچھ لوگ طریقہ اسلام کو قبول کرے اور نیک کاموں کا عادی بننے کے بعد  
 دیں سے بھر گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہرانی پر مازان ہو کر اسکی طاعت گزار ی ہے غفلت کرنے لگے ہیں شیطان نے ان کے دماغوں میں گھر کر لیا  
 انہوں نے نہ نہ جانا کہ شیطان اور کافری دہمچ مردہ سے زندہ ہو جانا ممکن ہے لیکن قہری دشمنوں میں نیا دوست بنانا ناممکن ہی ہرگز نفس امارہ کی  
 باتوں پر نہ جاؤ اور شیطان مردود کا کہنا نہ مانو جس کا خرمن حلواتا ہے وہ دوسروں کو بھی ایسے ہی جیسا نقصان زدہ دیکھا چاہتا ہے شیطان نے ہینگی  
 کا عذاب خرید کر دو رخس گھرنا لیا ہے جب کہ اسنے اپنے ہی حال پر رحم نہیں کھایا تو تہیں کس چھوڑے گا اب میں خالد بن ولید کو ہا حرن اور انصار  
 کے لشکر حواری کے ساتھ ہمارے شہروں کی طرف بھیجتا ہوں اور اسے تمام باتیں سمجھا دیں ہیں کہ جب تک لڑائی اور جھلائی کو واضح طور سے پیش نہ کر چکے  
 تلوار نہ کھینچے اور کسی مجرم کو مارے تو شخص نبی ہودی سمجھ کر راہ راست بر آئے اور ناشائستہ افعال گزشتہ سے شرمندہ ہو کر یا مذاری اور طاعت الہی  
 کی بروی اختیار کرے اسکا عذر قبول کر لے اور کچھ مواخذہ نہ کرے میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے غرور حال لوگوں کو بخش دیا جائے کہ یہ شرمندہ ہونگے لیکن  
 جو دین پاک سے منکر ہو کر جہالت اور گمراہی پر رہیں گے انکی نسبت خالد کو اجازت ہے کہ ان کے نہروں گھروں اور ان کے جملہ دوستوں کی سچ کنی کر دے

اور جو شخص لڑائی میں بکڑے جاویں انہیں سے ایک کو بھی زندہ بچھوڑے اسکے کو غلام ساوے اور تمام نقد و جنس لوٹ اٹ لوگوں کی سلامتی ہو جو عدا پر  
 امان لائے ہیں اور بغیر صلح کے ساتھ عہد کسی ہوئے ہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مدد اور مہربانیوں کے بغیر نہ گماہوں سے ہٹ سکتا ہے نہ اسکی عداوت  
 کی طاقت رکھتا ہے جب یہ خط لکھا گیا لیٹ کر خالد بن ولید کو دیدیا اور کہا نہ خط عام و خاص کے لئے نصیحت اور تیرے لئے دستور العمل ہے فقط و سلام  
 خالد بن ولید صدیق سے خط لیکر ایسے ساتھیوں سمیت حاسب علاقہ نبی اسد روانہ ہوا حسب سلی سکو یہ خبر ہو گئی کہ خالد بن ولید انکے علاقہ کی طرف آ رہا ہے  
 تو حیدر آدمی طلحہ کے پاس گئے جسے انہوں نے انیایہ عمران رکھا تھا اور پوچھا کیا جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر تجھے خالد کے آنے کی خبر دی ہے اسنے کہا نہیں  
 لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ کسی ایسے شخص کو بھیج جو خالد کے اور اسکی فوج کی ٹھیک ٹھیک خبر لائے کہا بہت خوب اسنو ہندہ بن ارسس طلحہ  
 علیہ وسلم اعتقاد تھا کہ دھماں اعراب میں ہی نصیب تھا اسکو اس قوم میں بھی تم فلاں قبلہ کے دو سوار حاراسیان برق کردار تیر رفتار کالے گلدار تیر  
 بر سوار کر کر واند کر و تو وہ اسکی خبر لائے اس قوم گمراہ میں سے ایک شخص نے یہ کلام سن کر گواہی دی کہ فی الحقیقت تو سمیر ہے اور یہ گفتگو ٹھیک سی کی گفتگو ہے  
 پھر اس قبلہ کے دو سوار چسپے تباہ تھے ولسے ہی روانہ کئے وہ اونٹ پاؤں بھاگے آئے کہ خالد آجھا اس واقعہ سے اس گروہ کی گمراہی اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔  
 اور پہلے سے بھی سوا مقرر ہو گئے طلحہ اپنی قوم اور تابعین کا دل بڑھاتا تھا اور تاکید کرتا تھا کہ خالد اور اسکی لشکر سے در ابھی نہ ڈرو وہ سب گمراہ ہیں اونکے خط کا کھانا  
 محال ہو اور تم سردار ہو کہ وہ ایک مراحم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور جبریل میرے پاس خبر لایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ ہیں جانتا کہ اسکے منہ سے خاک نہ نہر نکلیں اور  
 جو تر او بچے کریں وہ حکم دیتا ہے کہ ہر حال میں مجھے یاد رکھو خواہ ٹھیک ہو یا کھڑے گھر میں ہو یا جنگل میں اسے مال و اسباب کو زیادہ جاہلیت کی طرح محفوظ رکھو جبریل  
 نے مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ علی بن حصین جو کچھ کہتا ہے اصحاب محمدی کے ڈر سے کہتا ہے اور اس میں شبہ نہیں اگر وہ اس دیں یہ سچا اعتقاد رکھتا تو تمام دشمنوں  
 کو عاجز اور غیر نہ سمجھتا اسی مطلب کا ایک ٹھیکھی گھر کر ٹیہہ دیا جب آخری شہر بڑھ گیا تو اسکی قوم کے کچھ آدمیوں نے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ ہم یہاں سے نیم جاز  
 ہو گئے ہیں اور ہمارے مویشی مر رہے ہیں ہم کہا تیر کریں اسوقت ایک تحرک ہوا کہ اسکا مطلب یہ تھا خاص میری سواری کے گھوڑے علانی میں سواری کر گئی  
 جاؤ یہاں لوں اور لشتوں میں تلاش کرو وٹاں صاف پانی پاؤ گے اسکی قوم کا ایک آدمی فوراً چل کھڑا ہوا اور حب مال سے کہ وہ یہ سچا توصاف پانی کا ایک چشمہ پایا  
 خود پیا اور لپکاتک بھرا لایا تمام لوگوں کو اسکا ہنگامہ دیا اور سیوقت سے سب وٹاں گئے آب پانی پیا جانوروں کو پلایا اور جب قدر ضرورت سمجھی مشکوں اور کھانوں  
 میں بھرا لائے اور بنے اس بات کو اسکا معجزہ تصور کیا اور خالد طلحہ سے جنگ کرنے میں تامل اور تاخیر کر رہا تھا فاصحیح بھیج کر اسکو اور اسکی قوم والوں کو سمجھا تا  
 تھا اور ترغیب دیتا تھا کہ لڑائی اور خونریزی سے باز ہو مگر طلحہ سختی اور سرکشی پر اڑ رہا تھا اور زیادہ زیادہ کھرا اور نامانی کی باتیں کرتا تھا اسطرح جب اسکی  
 شوخی حد سے زیادہ گز گئی خالد نے لڑائی کی ٹھان لی صف جنگ آراستہ کر کے اسکے مقابلہ پر رٹھا عدی بن حاتم طائی کو دانتیں مازور اور زید الجبل کو باتیں  
 طرف مقرر کیا زرقان بن مدر کو آگے رکھا اور خود قلب میں کھڑا ہوا دوسری طرف بھی طلحہ نے اسد اور غطفان اور ذارہ کے قبیلوں کو آراستہ کر کے جنگ شروع  
 کر دی عدی بن حاتم اور زید الجبل نے معیت قبائل طے کر کے مردوں سے خوب جنگ کی اور ایسی بہادری دکھائی کہ کبھی پہلے کسی جنگ میں غائب نہ ہوتی تھی  
 خالد نے انکو عادی اور بڑی تعریف و توصیف کی اسدن نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی دونوں لشکر بحث پٹ ہو گئے ایک دوسرے کو قتل کر رہا تھا خون کی نہریں  
 روان تھیں اس قیامت خیز جنگ میں عینہ بن مالک طلحہ کے پاس آتا اور جبریل کے نازل ہونے وحی کے آنے کا حال پوچھتا طلحہ نے کہا جبریل خبر لایا ہے کہ  
 تمہاری امیدیں خالد کی امیدوں کے ہم ہوتی ہوگی اور انکے اور تمہارے بائیں وہ کیفیت گذری کی جو کبھی نہ بھولیگی عینہ نے کہا تیرے ساتھ وہ جھگڑا ہو گا جسے  
 خلقت ہمیشہ یاد رکھے گی پھر کہا اسے غرور اور بھائی سڈھن جانو کہ یہ شخص جو کچھ بھی کم عقل ہے اور نہایت ہی جھوٹا اب بھڑکنا کھل گیا ہے بھاگنے  
 کے سوا اور کوئی چارہ نہیں یہ کہتے ہی ایشیت موڑی اور بھاگ نکلا عینہ کے بھاگتے ہی خالد نے اسد اور غطفان کی صفوں کو ریشان کر دیا اور وہ بہانوں کی

خالد بن ولید کی طلحہ کے ساتھ جنگ اور طلحہ کی طاقت



طرف منہ اٹھا کر کھا گئے اسوقت انیر عصب نازل تھی سب موت کے سیمے میں گرفتار تھے دلوں برحرف چھایا ہوا تھا اور گردنوں پر تلواریں پڑ رہی تھیں  
 سامے مہر و عوار در مدے تھے اور بس نیت رقی تیر تیر مغلہ مار طلیحہ حج راتھا ارے لے شرموٹھے تنہا چھوڑ چلے ایک کھکوڑے لے بھاگتے ہوئے کہا ہم کچھ دکھانا  
 چاہتے ہیں کہ ہم کیوں کھا گئے جاتے ہیں ہمارے دس وہ لوگ ہیں جو موت کی ایسے ہی شائق ہیں جیسے ہم زندہ رہنے کے اور وہ سختیوں اور کوششوں کے  
 اسیدر و لدادہ ہیں جسقدر تم عیش و راحت کے طلیحہ کی زوجہ لواروئی اگر تم میں کوئی شخص بھی اس دیں شراب دم ہو تو ایسے پیغمبر کو تہانہ چھوڑنا کیسے  
 ہو ایسا اگر تیرا خاوند پیغمبر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسکے حال پر ایسا مہرباں نہ ہوتا طلیحہ اپنی بیچ سے کہا اے توار ملاک سے بچ خود علال رہیٹھا اور اسی زوجہ کو مجھے بھٹا کر کھوڑو  
 کے نشان قدم پر پڑ لیا خالد لڑائی کے بعد مال و اسباب کے لٹنے میں مشغول ہوا زن و فرزند عزیز و قرب کی کھوٹا تھی پھوڑا تمام مال و متاع لوٹ لیا سارا علاقہ  
 صاف کر دیا۔ ایک انصاری نے اس مضمون کا ایک شعر بھی کہا ہے جب خالد مال غنیمت کے فراہم کرنے سے فارغ ہوا اور مخالفوں کو برباد کر چکا تو تمام مال  
 و اسباب ایک یا لکار جماعت کی تحویل میں دیکر خود طلیحہ اور اسکی قوم کے تعافب من گیا اور وادی الاخراب میں حالنا خفیف سی لڑائی ہوئی اور یہاں بھی مرتد  
 مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے عینہ بن حصص اور قرۃ بن سلمہ گرفتار ہوئے طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا اور غسان کے حاکموں سے بناہ چاہی خالد یہاں سے پھرا یا اور  
 قادیوں کی گردنوں میں طوق ڈالکر جانب مدینہ روانہ ہوا نزد یک شہر ہنیچا تو لوگ قادیوں کے دیکھنے کے لئے نکل پڑے جب قادی صدیق کے سامنے لائے گئے  
 تو آپ عینہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے دشمن خدا تو نے مسلمان ہو کر اور قرآن شریف سے واقف ہو کر دین کو دنیا سے بدل ڈالا عینہ نے کہا اے صدیق اگر خلیفہ پیغمبر  
 جاب رسالت نبیہ تمہاری نسبت میرے حال سے زیادہ واقف تھے تاہم انہوں نے مجھے اسی مسافقہ حالت پر رہنے دیا تھا خدا کی قسم اب میں گزری ہوئی  
 باتوں کو چھوڑ دیا ہے اور اس مذہب سے پھر گیا ہوں مجھے معاف کر دو خدا کو معاف کرے گا صدیق کا دل معافی کی طرف مائل ہوا فوراً بندہ بس کھلو اگر آزاد کیا او سیر اور اسکے  
 چچا زاد بھائیوں پر مہربانی فرمائی پھر قرۃ بن سلمہ نے کہا اے خلیفہ میں مسلمان ہوں اور دیں کی حفاظت میں ہوں میرے لئے اسقدر سہرا کافی ہے اور میرا قتل  
 کر دینا ہر طرح سے حرام ہے عمر نے کہا اے امیر المؤمنین قرۃ خود بھی کیم ہے اور کرم کا بیٹا ہے سردار اور آزاد شخص ہے اگرچہ اسنے گناہ کیا ہے مگر اب بہت شرمندہ  
 ہے اگر امیر المؤمنین اسکی گزشتہ خطائیں معاف فرما کر چھوڑ دیں تو موت اور رعایت سے بعید ہوگا صدیق اکبر نے اسپر بھی مہربانی فرمائی اور فرمایا او سکوا اور  
 اسکے بھائیوں اور چچا کو خلعت عطا کیا اور گھر جانے کی اجازت دیدی وہ صدیق کے بہت متاجواں ہوئے جب طلیحہ نے سنا کہ عینہ اور قرۃ کو معافی دیکر انکے سلف  
 اساحسان کیا گیا ہے اپنے فعل پر بہت نادم ہوا اپنے خطاؤں کی عذر خواہی و شرمندگی اور اسی حالت کی بے سرو سامانی کے مضمون کا ایک قطعو تصنیف کر کے  
 صدیق اکبر کی خدمت میں بھیج دیا وہ قطعو صدیق اکبر کے روبرو پیش ہوا تو آپ کو اسکے اظہار مذمت اور خستہ حالی پر بہت رونا آیا طلیحہ ابھی حق سبحانہ تعالیٰ  
 کی طرف متوجہ ہونے اور مدینہ آنے کی فکر کر رہا تھا کہ صدیق اکبر نے وفات پائی اور فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے اسلئے فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں  
 حاضر ہو کر سچے ارادہ سے مسلمان ہو گیا خالد اس ہم سے خارج ہو کر تسم کے شہروں کی طرف متوجہ ہوا اطلح کی سر زمین رقیام کر کے انتظار کرنے لگا کہ ماگاہ  
 صدیق سے کیا حکم صادر ہوتا ہے تاکہ اسکے بعد میلہ کذاب پر حملہ کر کے اسکے فساد کو مٹائے میلہ کا کام ترقی پر تھا وہ یامہ کے آدمیوں کو بہکا تھا کہ بھلا  
 کوئی یہ تو بتا کہ قریش نبوت ارامت میں کس سے ہے یہ سچ ہے یہ سچ ہے تمہارے ہمارے شہر بھی اسکے شہروں سے زیادہ  
 آباد ہیں اور تمہاری دولت بھی اوں کی دولت سے بڑھی ہوئی ہے میرے پاس بھی اسطرح ہر وقت حیرل آتا ہے جس طرح حضرت محمد صلعم کے پاس آتا اور وحی  
 لاتا تھا۔ زخائل بن ہسل و محکم بن طویل جو یامہ کے امور سردار ہیں اس امر کی گواہی دے سکتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبد اللہ صلعم نے اپنی زندگی میں اقرار کیا  
 تھا کہ میں نبوت میں انکا شریک حال ہوں اب یہ حیر جا بجا پھیل گئی کہ یامہ کے باشندوں نے میلہ کذاب پر ایمان لاکر اسکو اپنا پیغمبر مان لیا ہے اور بچے  
 لوگ کھلے دامن عقل سے معمور اور دل علم سے روشن ہیں اسے چھوٹا سمجھتے اور اسکی باتوں کو لغو جانتے ہیں علاوہ ازیں منذر بنی کی لڑکی سحاح نے





کے پاس خط پہنچا اس کے سرداروں کو بلا یا خط پڑھ کر سنایا مشورہ چاہا سب کہا جو تیری رائے وہی ہماری رائے ہے ہم میں سے کوئی تجھے مخالفت نہ کرے گا۔ خالد نے ہمارے ہمسایوں کی بات سن کر یا میرے لشکر کشی کی اس علاقہ میں خالد کے پہنچنے کی خبر سنتے ہی محکم سطل نے یمامہ کے نامور وکیل طلب کیا اور کہا اے حنیفہ کے قبیلہ کا گاہ ہو کہ خالد تمہارے تہروں کی طرف آ رہا ہے اب تم کو ایسے لوگوں سے لڑنا پڑے گا جو انہی جانوں کو سید سالار کے حکم کے سامنے بیچ بیچتے ہیں اور موت کو رضائے الہی کے مقابل حقیر تصور کرتے ہیں تم بھی استقلال کا جامہ پہن لو اور دل کھول کر جنگ کے سب سے ایک زمان ہو کر کہا جب وقت آگیا اور لڑائی سے یا لڑنے کا تو ہم خالد پر اس کی غلطی ثابت کر شگے دشمنوں کے خون سے ندی نالے بہا دینگے پھر حنیفہ کو معلوم ہوا کہ خالد ان کے قریب آ رہا ہے اور لشکر ساتھ ہے نامور اسحاق اپنے سردار کے پاس جب کا نام تمام بن اٹل تھا اسے وہ بہت ہی سمجھ دار اور عقلمند مشہور تھا۔ بولے ہم تیری مات کو سچا اور ترک جانتے ہیں آج ولید سے دسمن لے ہماری جنگی کار ارادہ کیا ہے اور سلیم بنوت کا دعویٰ کر کے ہمیں سرکش بنا رہا ہے ہم سخت حیران اور پریشان ہیں تو بتا تیری کیا رائے ہے کول سچا اور کون جھوٹا ہے تمام نے کہا اے لوگو سچ جانو کہ محمد بن عبداللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر تھے اور ان کا دین برحق ہے اور ان کے پیروار راست پر ہیں یقیناً سلیم جھوٹا مکار دغا باز ہے اس کی باتیں سب کی سب دھوکہ اور فریب میں سلیم کی خرافات بھی نہ مانی ہے اور محمد رسول اللہ کا قرآن بھی سنا ہے خودی انصاف کر سکتے ہو کہ اس کی باتوں کو کلام الہی سے کیا نسبت ہے پھر یہ آیت پڑھا سُبْحَانَ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ نَزَّلَ الْكِتَابَ مِنَ اللَّهِ الْعَرِیْبُ الْعَلِیْبُ عَادِلٌ لِّلْکَرِیْمِ وَ قَالِیْ التَّوْبَ سَدِّدْنَا الْعُقَابَ دِیْ کَلْوَلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْبَدِیْ الْمَصْرُومِ اور کہا انہی درستی کا خیال رکھو اور اس کام کو حقیر جانو میں نے اپنی بھلائی تو اسی بات میں سمجھی ہے کہ آج راکو متعلق سمیت خالد سے جان لو لگا اور اس سے نیاہ مانگو لگا کہ میری جان و مال اور متعلق کو انہی حفاظت میں لے سب کہا ہم تیری راہ کے ساتھی ہیں جہاں تو جائیگا ہم تیرے ساتھ جائینگے پھر جب کچھ رات گزرتی تمام بن اٹل معز بن دفرند وغیرہ اقربا سوار ہو کر خالد کی خدمت میں آیا غدر کیا اور نیا مانگی خالد نے اس پر بہت عنایت فرمائی جان و مال اہل و عیال سب کو امان دی اور ان کے حال پر اظہار شفقت و محبت فرمایا سلیم خالد کے آنے کی خبر سنتے ہی لشکر ہامہ سمیت لڑنے پر آمادہ ہو گیا دونوں لشکر مخالف تیرے دو سر دن سلیم نے فوج کے دائیں بائیں اور قلب و جناح کی صفیں آراستہ کر کے ہر ایک کو قرینہ سے کھڑا کیا اور خود قلب لشکر میں جا کر جھنڈا گاڑا خالد نے اس کی جرأت کو ملاحظہ کر کے زبد بن خطاب کو دست راست کی فوج حوالہ کی ساتھ میں زید کو دست چپے لشکر پر مقرر کیا اور اسکے بھائیوں کو جناح میں رکھا اور خود قلب لشکر میں جا کر بن ہوا دونوں طرف سے بہادریوں نے جوش خروش دکھایا جنگ و جدل شروع ہوا خونریزی کی آگ بھڑک اٹھی دونوں فوجیں غٹ مٹ ہو گئیں اسلامی لشکر میں سے تقریباً تین سو بہادر شہید ہوئے اور مخالفوں میں سے ہتیار مالک و اوروغہ و فرخ کے حوالہ ہو گئے جینا بچے محکم بن طفیل جو سلیم کا وزیر تھا ثابت بن قیس انصاری کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تاہم سلیم کے لشکر نے بدلہ نہ لیا ہو کہ ایک ایسا متفقہ حملہ کیا کہ غالب آ گئے اور اسلامی فوج کو بکوت چھپے ہٹا دیا کیسی بیش بخند دی اس حملہ میں یہ مسلمان شہید ہو گئے پھر تو لشکر اسلام نے بھی جوش خروش کے ساتھ حملہ کیا اور مدائن جنگ کی بہانہ تک کہ سلیم کی فوج کو ہتھیار اس وقت سلیم نے گار کئے اپنے ہامیوں کے حوصلہ بڑھا رہا تھا کہ میں خدا کا لیندہ رسول ہوں خالد جیسا فاسق اور فاجر نہیں وہ حملہ پر حملہ کرتا تھا اور کافروں نے اس کا ساتھ دیا کہ مسلمانوں کی جمعیت کو ایک طرف سے دیا مگر خالد قدم حمائے راہ میں گئی انہی جگہ نہ آنے دیا پھر ایسے لوگوں کو لیکار آگے قرآن پڑھنے والو حد سے ڈرو دین کے بزوا ہوں سے منہ نہ موڑو مبادا خدا تم سے ناراض ہو جائے اور توبہ قبول نہ کرے مسلمان یہ سنتے ہی پلٹ پلٹ بھوکے نیکر بیچ چھینے ابو جہانہ بھڑکے ہوئے تیر اور ماقی سن کی طرح رجز پڑھتا رہا جیسا ہاتھ صاف آگے لکل آیا اور ایسی جنگ کی کہ دیکھنے والے حیران تھے میدان میں خون کا دریا بہا دیا راسخ س خدیج الانصاری بیان کرتا ہے کہ میں نے نبی حنیفہ کی رائی کا استقبال کیا ہے انہوں نے میں دفعہ سے بھی زیادہ مسلمانوں کو چھپے ہٹا یا بہت سے مشہور بہادریوں کو شہید کیا اور قریب تھا کہ خدا کو دین محمدی کی عزت منظور نہ ہوتی تو تمام دولت و خوارچی فوج اسلام کو ہی نصیب ہوتی مگر مسلمانوں نے جمع ہو کر پھر صفیں باندھیں اور شیر غران کی طرح سلیم کی صفوں کو ابتر کر دیا تمام

مکات ابو جہاد

تسکر بھاگ نکلا اور سیلہ کے بائیں نیاہلی ابو جہاد نے ایسے دوستوں سے کہا کہ مجھے ایک ڈھال پر بٹھایا کرو اور نیزوں کے درلے سے اوپر اڑھاکر مانگی دلو اور سے اندر ڈالو انہوں نے ایسا ہی کیا ابو جہاد نے مانع کے اندر جانے ہی حسب کی تلوار کھینچ کر تنہا حملہ کیا قتل کر کے شربت رحمہ الہی کا جام نوش کیا اور رسول مقبول سے حاملہ خالد ابو جہاد کا یہ حال دیکھ کر مانع کو گرد و بھرا ایک جگہ رشتہ پیا یا سمیں سے اندر کو کو ڈپڑا اور داخل باغ ہو کر اس زور سے ہتھیر ماری کہ سنگ خارہ بھی ہاتھ پڑتا تو دو ٹکڑے کر دیتا سیلہ کذاب کا ایک ہوا خواہ اسکی طرف آیا بد زبانی شروع کی دونوں الجھڑے خالد اسے گھوڑے پر سے گرا کر اس پر آپ بھی آ رہا اس تلوں نے اپنے ہاتھ کے حرنے سے اسی گرا کر می میں خالد کو بے در پے سات زخم لگائے خالد زخمی ہو کر الگ ہوا اور چاہا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو مگر اس غل اور شور میں اسکا گھوڑا بھاگ کر باغ سے نکل گیا تھا خالد نے مہر دشمنوں کی طرف کر لیا اور لیت باغ کے دروازہ کے طرف کر کے لڑنا پھرتا اور لٹے قدموں ہٹتا مانع میں سے نکل آیا اسوقت بہت ہی زخمی اور کمزور ہو گیا تھا عباد بن اتر الضاری نے باغ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے انصار اور منک دل لوگو جاں اور زندگی سے ہاتھ دھو کر تلواریں سنھال لو اور باغ میں گھس جاؤ کافروں کا خون بہا کر دیا کو منک مامی کے ساتھ خرابو کہ جاؤ تمام مسلمانوں نے تلواریں کھینچ کر باغ کے دروازے پر حملہ کیا اور بکیر کا عمرہ مارنے ہوئے باغ میں گھس پڑے یہ سب ایکو میں آدمی تھے خوب ہی لڑے صرف چار شخص ہی رہ گئے تھے باہر والے اسے باقی سب کے سب عرقی رحمت خدا ہوئے اب طرفیں کا حال اتر ہو گیا تھا سب کی آنکھوں میں دنیا اندھیر تھی کچھ لوگوں نے سیلہ سے کہا تو دیکھتا ہے کہ حلق خراب کیا حال گذر رہا ہے اسے جو اب کہ میرے پاس اس واقعہ کی اسی کیفیت کی وحی مائل ہوئی تھی بیٹھوں لوگوں نے کہا کہ تو نے جو وعدے کئے تھے وہ کہاں ہیں اب ہمیں فتح نصیب نہیں ہوئی تو کسی متح سمجھنی چاہئے کیا تو نے ہمیں کہا تھا کہ ہمارا دس سیلہ ہے اور ہماری ہی سر زمین جانے نزل وحی ہے سیلہ سے سر جھکا لیا اور کہا کیسا دیں کیسا طریق تم مرد کو جگ کر دنا موری اور آبرو کا خیال رکھو تم بھی انکو مگر اہ اور ایسے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اگر ایسا ہی ہوتا تو تمہارا کام اس سے زیادہ عمدہ ہوتا جرت زدہ حالت میں ملا مت کر رہا تھا لوگ اسکی گمراہی اور رویا ہی سے واقف ہو گئے اسے مکر و فریب اور جھوٹ میں جانے شہد بانی نہ رہی سب انہی غلطی اور کھوکھوک سے آگاہ ہو کر مانگی دیوار سے سر ٹکرانے لگے مسلمانوں کے تسکر نے اونکی پریشانی اور گھبراہٹ کی یہ حالت دیکھ کر ایک دفعہ ہی اس دیوار سے حسرت کی اور کافروں کے رد گانی کے چرچ چھانٹ ڈالانڈی نالوں پر پانی کی جگہ خون بہ نکلا اور فریاد و مالہ کا شور آسمان تک پہنچا سیلہ نے فوج میں گھس کر چاہا کہ باغ کے دروازے سے نکل جائے اور حصار میں پناہ لے وحشی باغ کے دروازے پر کھڑا تھا ایک انصاری نے سیلہ کو ہچانکر غل مچایا کہ سیلہ جان بچا کر بھاگا جاتا ہے وحشی بیک کر وہی حربہ جس سے حضور صلح کے چچا حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا سیلہ کے بیٹ پر مارا حیرہ مذکور دوسری زرہ کو چیرتا ہوا کیر طوف نکل آیا سیلہ زب میں پر گر پڑا وحشی نے آواز دی کہ میں ہی حسین صلح کا علام حتی ہوں حسن زمانہ کفر میں بہترین شخص کو قتل کر کے ہشت میں پہنچایا تھا اور اب مسلمان ہو کر بدترین خلاق سیلہ کو مار کر واصل جہنم کیا اس جنگ میں باقی ہی حنیفہ جاں بچا کر مانع کے دروازے سے نکل گئے اسکا دل نے سیلہ کو باغ کے دروازہ پر مردہ پڑا پایا کالارنگ ٹہا بد صورت کمر تلوار کے نال کہا محامد بن مرار کو بلاؤ مجاع آیا کہ میں حاضر ہوں خالد نے لوجھا اس رویاہ نے تم کو اس مصیبت میں پھینسایا تھا اور تمہارے تہوں میں فساد پھیلایا مجاع نے جواب دیا کہ آئیں ہر جہ کہ تم ہی حنیفہ سے صلح کر لو کیونکہ صرف حلد باز لوگ نے کے لئے نکل آئے تھے ورنہ جنگ جو ہمارا اور تجھ کا لوگ سب موجود ہیں تمام قلعے اٹنے اور سامان جنگ سے بھر ہوئے ہیں خالد نے نال کیا اور سوچا کیا معصوب کہتا ہے ابھی وہ نیارا وہ کا فیصلہ کر چکا تھا کہ خود بھی اسنے دیکھ لیا کہ تمام حصار و دیروں سے پر اور سب ہتھیار بند ہیں اگر اسے لڑائی ہوئی تو او کا فتح کرنا اس ٹھکے اور زخمی ٹکڑے ہاتھوں بہت مشکل کام ہے مجاع کی بات کو پسند کیا اور اس شرط پر صلح کی اجازت دی کہ تمام زرو دینار اور مال و متاع جو ان قلعوں اندر ہیں بیت المال میں داخل کریں اور تین میں سے ایک مویشی اور چار میں سے ایک برودہ حوالہ کریں اس کے بعد خالد و اس جلا گیا اور صلح ہو گئی پھر لشکر کا حال درست





اچھا ہو کہ سب ہمارے دو گارتو ہوا اور اسی قوم سے لڑے میں مرسا تھ دے نامہ بے جواب کہ تو جانتا ہی ہے کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گزرا کہ سری قوم کے لوگ مسلمہ کے قلعہ میں مبتلا ہو چکے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ وہ سری بات نہ مانگے۔ ساتھ دنگے اگر تو کہے تو میں اسکا امتحان کروں اور اس مدعا کو اس سے مایا کروں علار نے کہا بہت اچھی بات ہے نامہ نے یامہ کے سرداروں کو طلب کیا اور اُن سے یہی کر کے جنگ کرنے کا حال کہہ کر پوچھا کہ اگر تم میرا ساتھ دو گے تو مجھے لگا ہونگی تو دو گے دھوئی جاوے گی یہ جنگ ہی بکر کے مرد اور بچہ کے کافروں کے ساتھ ہے یامہ کے امروں نے کہا اے نامہ سلمہ کا ساتھ دے سے جو کچھ ہمارا حال ہوا ہے کہ مال و دولت غارت ہو گئیں قطع ہو گئیں تھے خوب معلوم ہے کچھ دنوں کے لئے ٹھہر جائے ہم سبھل جائیں پھر جس خدمت کے لئے حکم دے گا اس سے سکا لائے نامہ کا کہنا متور نہوا تو وہ اپنے چچا کی اولاد سمیت بارادہ جہاد علار کے ہمراہ ہوا علار ہی ہم کے علاقہ میں پہنچا ہی تھا کہ قیس بن عاصم استقبال سے پیش آیا اور رسم سلام ادا کی علار نے اس سے نبی بکر کے ساتھ جنگ کر کے کی درخواست کی اس سے جواب دیا کہ میں اس قصد سے تیرے پاس آیا ہوں کہ تیرا سر بکرا اور علاقہ نبی سعد سے گزر کر مقدسہ طیس ہو نکاح ادا کروں پھر قیس سی علار کے ساتھ ہوا اور جب سی سعد کے ملک سے آگے نکل گئے تو قیس نے مناسب سمجھا کہ علار کا اور بھی ساتھ دے اب علار کے چھٹے کے نیچے دو ہزار حواں تھے یہ سب ہجرت کرنے والے انصار۔ نامہ میں انال اور اسکا خاندان اور قیس بن عاصم مع غزوہ و اقربا تھے بحرن کے علاقہ میں داخل ہوئے ہی حراتا قلعہ کے محصور مسلمانوں کو اُنکے آئے کی خبر مل گئی جس سے وہ ہمت ہی شاد ہوئے اور علار کو دشمنوں کی فوجی کثرت سے مطلع کیا علار نے یہی مناسب سمجھا کہ دشمنوں پر چھاپہ مارے اہل قلعہ کو بھی اس ارادہ سے آگاہ کر دیا کہ وہ بھی ہوتا رہیں اور جو وقت ہم محاصرہ کرنے والوں سے جنگ کریں اور تم تور غل بنو قرا قلعہ سے نکل کر حملہ کر دینا پھر پیرات گذرنے پر علار لشکر کو کمر بندی کا حکم دیا اور وہ پائوں روانہ ہوئے جب دشمنوں کی فوج قریب رہ گئی تو یکبارگی حملہ کر دیا اور شور و غل سے آسمان سرراٹھا اہل قلعہ کی سپاہ بھی اس ہنگامہ آرائی کا شور مچنے ہی دروازا کھول کر نکل پڑی اور ہر طرف سے دشمنوں کو زرخہ میں کر کے قتل کرنا شروع کر دیا کھار خواب غفلت میں تھے بھاگ نکلے اور قلعہ بھر میں نیاہ گیر ہوئے اگرچہ اس لڑائی میں بہت مسلمان بھی شہید ہوئے لکن مخالفوں میں سے اس قدر مارے گئے کہ میدانوں میں جا بجا اونکی لاتوں کے ڈھیر لگ گئے جملہ مال و اسباب اور مویشی لوٹ میں ہاتھ آئے علار نے عبد القیس کی جماعت سے کہا اس جنگ میں تمہیں اس قدر نواہ حاصل کیا ہے جو قدر ضرر رسول خدا صلعم کے سامنے محرم ہے بدر و احد اور دوسری لڑائیوں میں جنگ کرنے اور شہید ہونے والوں کو ملا ہے اب مضبوطی اور قلعہ کا ساتھ فتح و ظفر حاصل کرنے کی ریت کر لو اور جہاد کے لئے مستعد ہو جاؤ نبی عقیس جواب دیا کہ اے میرے خدائے نے مسلمانوں کو یہ فخر ترے قدموں کی برکت سے دی ہے اور کافروں کو ذلیل اور خوار کیا ہے لیکن قریب ہی ایک خبر یہ ہے جسکے باشندوں کی دشمنی ہمارے ساتھ دوسرے دشمنوں کے ارادوں سے نہایت زیادہ بڑھی ہوئی ہے اگر امروں کی فوج کو اس پر حملہ کا حکم دے تو ہم پہلے انکا کام تمام کر دیں پھر اور کوئی خدمت بجالاتیں علار نے حزرہ داریں پر لشکر کشی کر دی یہاں ہتیار کا فراہم ہوا تھے اور یہاں وہ کہہ کر راستہ نہ تھا مسلمانوں کو اتہا در جہ کی کوشش اور بہادری عمل میں لانی پڑی آخر کار وہ قلعہ بھی فتح ہو گیا اکثر کھار مار گئے انکی عورتیں اور بچے گرفتار ہو کر غلامی میں آئے تمام مال و اسباب اور مویشی لوٹ لئے گئے اس کے بعد لشکر اسلام مراجب کر کے اپنی پہلی ہی قیام گاہ پر چلا گیا حزرہ داریں کی فتح سے فارس ہو کر فارس کے کافروں اور یہی بکر کے لوگوں کھڑی رخ کیا جہوں نے تلخہ از دم کے پاس چھین کر راستہ کر کے جنگ کی دونوں لشکروں میں ہٹ ہو گئے اور طرفین سے شہداء آدمی مارے گئے انجام کار اسلامی فوج نے ایک یوجوش حملہ کیا کھار تاب مقابلہ لائے جہد کر مہمہ اٹھا سب بھاگ نکلے عجمی کافروں نے بکر کے مرد آگے دھرائے گئے مسلمانوں نے یہاں تک پیچھا کیا کہ وہ بے آب و دل ہو کر جنگوں میں بریشان و سرگردان ہو گئے و غز نے آل حنیفہ کے پاس بنیادی اور فارس کی فوج میں کچھ تو مویشی و اڑھت میں چلے گئے اور کچھ کہنے کی بارگاہ میں واپس گئے علار نے لوگ جمع کیا اور انکا حال حدیثی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور اپنی کوشش لوگوں میں تقسیم کر دیا حدیثی نے وہاں بھیجا کہ تجھے اسی علار میں ٹھہر جا



حضر موت اور کذہ کے باشندوں اور قبیلوں کے مرتد ہونیکا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے حضرت موت اور کذہ کی امامت اور انکی رکوۃ کی وصولت کی خدمت زیاد بن بلیہ انصاری کو عطا فرما رکھی تھی اور وہ ان حضرت کے زمانہ زندگی میں وہاں رہا کرتا تھا جب رسول مقبول کی وفات اور ابو مکر کی خلافت کی خبر سن وہاں پہنچیں تو زیاد نے اس علاقہ کے بزرگ اور سربراہوں کو جمع کر کے تمام حال بیان کیا اور چاہا کہ صدیق اکبر کی طرف سے انکی صحت شہادت بن قیس نے جو ان قبیلوں میں سب سے زیادہ معزز تھا جواب دیا کہ اے زیاد ہمنے تیری باتیں سیں اور حسن شہادت کی تو خواہش رکھتا ہے وہ بھی معلوم ہو گئی لیکن جب سب لوگ صدیق کی خلافت کو قبول کر لینگے تو ہم بھی شریک حال ہو جائینگے زیاد نے کہا ہمارے اور انصار کا اتفاق کافی اور مستر ہے اہل بیت نے کہا اسوقت یہ ہیں کہا جاسکتا کہ آئندہ کیا ہونا ہے پھر امیر انقیس بن عباس نے لگا اور کہا اے شہادت میں تیرے سامنے خدا و رسول اور ایمان و قرآن کو از روئے شہادت پیش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی مخالفت کا حال نہ کر اور اسلام سے نہ بھڑک کر تو ایسا کام کرے گا اور قبیلہ تیرا ساتھ دینگے تو جو وقت اللہ تعالیٰ میں مجھری کی مدد کرے گا اور کوئی حاشین قرار یا رنگا تو اسوقت اندیشہ ہے کہ تو خلافت کی ہلاکت کا باعث ہو تو نے ابھی سا ہو گا کہ بعض کم عقل مسیح اور بد مذہب لوگ کیا حال ہوا تھا کہ اب بن عباس مصلح نے حلت کی اور اہل عرب بیابان و امویہ کو پوچھ کر جو ہم عرب کے ایک کمارے پر آباد ہیں ابو مکر کی فوجیں ہم تک آسکیں گی نہ وہ ہم سے جنگ کرے گا۔ امیر انقیس نے کہا اے شہادت جان کہ ابو مکر نے ج طرح اور دشمنوں پر لشکر کشی کی ہے اس طرح ہمارے خلاف بھی فوجیں بھیجے گا۔ اور ان زیاد بن ولید جو اسوقت ہم میں موجود ہے کسی ایک شخص کو بھی برخلاف نہ ہونے دے گا۔ اہل بیت نے ہنس کر کہا کیا زیاد اس بات کو عنایت نہ سمجھتا کہ ہم اسے نہیں ستاتے اور وہ ہم میں اپنی جان صحیح سلامت رکھتا ہے امیر انقیس یہ کہتا ہوا دوستوں کا کام سمجھانا ہے ہم سمجھا چکے ہیں خوش نصیب اسکو سمجھے جو نصیحت مان لے۔ جلد یا اور کذہ کے قبیلوں اور حضرت موت کے باشندوں کے دو فریق ہو گئے ایک فریق نیک نیتی اور سچے عقیدہ سے اداۓ مازد رکوۃ میں مصروف ہو گیا اور دوسرے فریق نے سرکشی اور گمراہی کا طوق اختیار کیا دیا چال دیکھ کر گھبرا کر لگائی جان کی سلامتی سے خوش تھا جب کچھ دن گزر گئے اسنے منادی کر دی کہ اے مسلمانوں رکوۃ کا رویہ جمع کرو کہ صدیق کے پاس روانہ کروں کیونکہ فوجیں بکثرت جمع ہو رہی ہیں اور خرچ ٹرھا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اہل رُودۃ کی شر کو مٹا دیا ہے لوگوں نے رویہ داخل کرنا شروع کر دیا ہے بعض نے کمال آرزو مندی و جوش قلبی ادا کیا بعض نے دباؤ اور مجبوری سے دیا۔ زیاد بن ولید اور گرمی جبر لقیہ سے مناسب سمجھتا رویہ وصول کرتا تھا ایک دن جبکہ ایک جوان کے اونٹ کو رکوۃ کے نشان سے داغ کر بیت المال کے گلمے میں داخل کیا ہی تھا کہ وہ جوان آیا اور لولا کہ میں اس اونٹ کو بہت غریز رکھتا ہوں اسے نہ لو اور اس سے بھی اچھا کوئی اور اونٹ مجھ سے لیلو زیاد نے اس بات کو نہ مانا یہ جوان جب کا نام زید بن مویہ القری سے تھا حادث بن سراقہ کے پاس جو اس علاقہ کے سرداروں میں سے تھا گیا اور کہا زیاد نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا میں جاہتا ہوں کہ تو اس سے میری سفارش کر کہ وہ اونٹ مجھے دے دے اور دوسرے لیے کیونکہ مجھے اس اونٹ سے خاص انس ہے حادث زیاد بن ولید کے پاس آیا اور اس سے اس بات کا ذکر کیا کہ یہ کوئی بڑی بات ہیں ہے یہ اونٹ اسنے دید اور اسکے عوض کوئی اور لے لور یا دے اسنے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس اونٹ کو رکوۃ کے نشان سے داغ دیا ہے اب اسکا واپس لینا جائز نہیں یہ سکر سراقہ کے بیٹے کو غصہ آیا اونٹوں کے گلے کے پاس پہنچ کر اس جوان سے کہا اپنا اونٹ نکال کر لیجا اور میرے سامنے سلامتی سے اپنے گھر پہنچ جا اگر تجھ سے کوئی شخص کچھ بولیگا تو میں زور بازو سے اسکا بھیجا نکال دوں گا ہم اسی وقت تک خدا و رسول کے حکم کے تابع تھے۔ جب تک صاحب شریعت ہم میں موجود تھا اب کہ اسکی مجلس میں فرمان الہی پہنچ چکا ہے اگر اسکے اہل بیت میں سے کوئی اسکی جگہ پر مقرر ہوا تو ہم اسکی اطاعت کریں گے تو مخالفہ کے بیٹے کی حکمرانی کسی اور ہمارا کیا حق اس مضمون کا ایک تحریر بھی تصنیف کر کے جس سے خاندان مصطفویہ کی اطاعت سے اہل بیت اور ابو مکر سے بیزار سی طاہر ہوتی تھی زیاد کے پاس بھیج دیا زیاد اس شعر کو پڑھتے ہی کانپ اٹھا اور اپنے دوستوں کو ساتھ لیکر چلا

میدر واد ہو گیا وہ منزل طے کر کے ایک شعر نگار یا قتبیا تخت کے پاس بھیجا اشعث س قیس اور اسکے تمام قبیلہ پر پورا اثر پڑا اشعث نے کہا اگر اسی امر پر اسے مستقل ہو گئی ہے تو لازم ہے کہ ہم ہر طرف سے سختہ مدد لبس کریں اور با حقیاط تمام ایسے ملک کو دشمنوں سے بچائیں مجھے یقین ہے کہ اہل عرب و کفار کے حادیں یعنی تجمہن مرہ کی اطاعت اختیار نہ کریں گے اور لطحا کے سرداروں یعنی سی ہاشم کا ساتھ چھوڑینگے کیونکہ یہی لوگ محدث رسالت اور لائق امامت ہیں اور اگر نبی ہاشم کے علاوہ کسی اور شخص کے لئے خلاف جائز ہے تو ہم نے وہ اور کوئی اسکا حق نہیں ہے ہمارے ماب واد اس سرزمین کے بادشاہ ہو گئے وہ ہیں اس وقت دیسا میں نہ قریشی تھے نہ لطحا والے پھر اسی مضمون کا ایک شعر کہہ کر مخالفت پر مشتمل مزاج ہو بیٹھے زادن لبید قبایل کندہ میں سے نبی زہد کے پاس گیا اور بنی کندہ کی نکابت کر کے او کو ابو بکر کی اطاعت کی ترغیب دی انہوں نے بھی جواب دیا کہ ہم سے ایسے شخص کی اطاعت کیوں چاہتا ہے جسکی اطاعت کے لئے رسول صلعم نے کسی فرد شکر کو حکم نہیں دیا وہ اسکے لئے کوئی اسی مثال قائم کی ہے زیاد نے کہا یہ سب سچ ہے مگر تمام مسلمانوں نے متفق ہو کر اسے حلیفہ نہ لیا ہے اور انہوں نے جواب دیا کہ اجتہاد ہی کو اختیار کیا تھا تو رسول پاک کی اہل بیت کو کسے چھوڑ دیا یہ حق انہیں کے لئے سزاوار تھا صلیا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے **اولوا الیکلام بعضہم اولى ببعضہم** یعنی ابراہان نے کہا کہ مہاجرین اور انصار اسلام کے حقین ہم سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں اس سے کہا خدا کی قسم انہوں نے حسد کیا اور خدا سے حق چھین لیا ہو پورا یقین ہے کہ جب تک رسول مقبول نے ایسی اہل بیت میں سے ایک شخص کو امت کا پیشرو قرار نہیں دیا اس وقت تک دنیا سے حلت نہیں مسمائی ہے زیاد تو ہمارے قبیلہ سے دور ہو۔ تری اتباع ٹھیک نہیں اور ہم تیری باتوں کو ہرگز ماننے کے پھر ایک شخص عدی بن جوف نامی نے اٹھ کر کہا اے بھائی سند و غفلت کی بنیادیں چھوڑ دو اور ان باتوں کا خیال چھوڑ دو جو حکم و احکام آدمی اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تم کو ایمانی طریقہ سے پھیر دینا اور دوزخ میں پہنچا دینا خدا اور اسکے رسول کی طرف متوجہ ہو اور زیاد بن لبید کی مات کو مانو جس مات کو مہاجرین اور انصار نے اختیار کر لیا ہے اس کو تم بھی اختیار کرو کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کی بھلائی کی کو ہم تم سے بہت اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں اس معاملہ میں وہ سے زیادہ ماخرا اور رادان ہیں عدی کہتے تو یہ باتیں کہ گذر لیکن اسکے عزیز یہ باتیں سنتے ہی غیظ و غضب سے بھرک اٹھے عدی کو گالباں دینے لگے اور زیاد سمیت قتل کر دیے کا ارادہ کیا زیاد یہ رنگ دیکھتے ہی بھاگ نکلا اور ایک اور قبیلہ سے یاہ گیر ہو لیکن جہاں جاتا تھا اس طرح لوگ انکار کرتے تھے آخر مجبوروں کا چار ہو کر صدیق اکبر کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا صدیق اکبر کو سنتے ہی اضطراب پیدا ہوا اور اس واقعہ کے تذکر کے لئے لشکر نکلا کہ اس ہم پر کس شخص کو مقرر کریں کہ فساد دور ہو خاطر مبارک میں آیا کہ خالد بن ولید اگر اس کام کے لائق ہے مگر وہ سرزمین یاہمہ کو گیا پہلے اور زیاد بن لبید کا ان لوگوں کے معاملہ میں علم و تجربہ بڑا ہوا ہے اس لئے اسکو بھیجا جاتے مہاجر و انصار میں سے چار ہزار سوار نامزد کر کے ریا کو حکم دیا کہ باتسدا کا جو ضرورت اور اہل کندہ کی گسری مٹانے کے لئے جائے زیاد صدیق کا حکم سنتے ہی مہہ لشکر حیل پڑا لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ اسلامی دھمیں نزدیک آ پہنچی ہیں اور نواح میں ٹھہر کر مخالفوں کو تہ تیغ کر ڈالا ہے اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ہے سکال اور حجون کے قبیلے ان باتوں کے سنتے ہی کانپ اٹھے اور جان بچانے سے مایوس ہو کر رات کے وقت زیاد کے پاس آئے اور مل بیٹھے ریا نے انکو اماں دی اور مسلمانوں کی امداد کے لئے کہا پھر قبیلہ نبی مہند کے پاس آیا اور ان کے سر پر فضا کھیل رہی تھی کا ضرورت کو قتل کر ڈالا اور لوگوں اور بچوں کو قید کر لیا غرض کہ جس قبیلہ پر ہتھیار و تمنوں کو قتل کر ڈالا اور اطاعت قبول کرنے والو نکلا مان دیتا یہاں تک کہ قبیلہ نبی حجر کی باری آئی جو حضرت موت کے جنیل القدر لوگ تھے زیاد نے انہیں رات کے وقت چھاپ مارا کچھ دیر تو یہ لوگ اڑتے رہے آخر کار بھاگ نکلے اسلامی فوج کو لوٹ میں بہت سال با تھ آیا اور ان کے تمام اہل و عیال پکڑ لئے گئے پھر نبی حجر کی طرف رخ کیا یہ لوگ بھی بڑے بہادر اور دلیر مشہور تھے زیاد کے آنے کی خبر سنتے ہی اسلحا اٹھائے اور بڑے جوش و خروش سے شیروں کی طرح غارتے ہوئے حکم کیا لکھ بھر میں جس مسلمانوں کو شہید کیا اور ان کے بھی بہت سے مارے گئے انجام یہ ہوا کہ زیاد ہر مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے تمام مال و اسباب اور دن دن فوج کو چھوڑ گئے لشکر اسلام نے تمام لوٹ کو جمع کیا اور اس فتح سے بہت ہی شاد ہوئے



شکر الہی بجالائے۔ جب اشعث بن قیس نے سنا کہ زیاد نے ان قبیلوں کا ایسا حال کیا ہے منہ میں جھاگ بھر لایا اور کہا کہ اے میرے چچا کی اولاد جنگ کیلئے  
 مستعد ہو جاؤ اپنے عیروں میں نبی مرہ و حبلہ کو جمع کیا ایک ہزار آدمی اسکے جھنڈے کے نیچے آئے اور زیاد کے ساتھ چار ہزار کھاتروا انصار موجود تھے اور پانچ سو سال  
 اور حجلوں والے علاقہ حصر موت کے نامور تھر رجم کے دروازے پر جنگ پٹی پھر پھر مقابلہ ہوا تھا کہ اسلامی فوجیں جھاگ نکلیں تین سو نو آدمی شہید ہوئے  
 اور باقی بچ بچ لکھے اور رجم کے قلعے میں جا چھپے۔ اشعث تمام مال و غنیمت اور قیدیوں پر قبضہ کر لیا اور حقد ر سامان دوسرے قساوکا لوٹا کر آمد ہو اسب اس کے  
 مالکوں کے حوالہ کر دیا باقی کو اپنے لشکر اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا زیاد نے قلعہ برجم میں محصور ہوئے کے بعد کسی بہائے سے ہاجر بن ابی اسیمہ کو خط لکھ کر روانہ کیا اور کہم  
 کیفیت سے اطلاع دی ہاجر لشکر لیکر زیاد کی مدد کیواسطے جانب قلعہ برجم روانہ ہوا اشعث کو بھی خبر مل گئی وہ قلعہ کے دروازے سے دوفرنگ پرے چلا گیا اور  
 جب ہاجر زیاد سے آلا تو پھر قلعہ کے دروازے پر آ موجود ہوا اور سی کندہ کے ماس قاصد بھیج کر مدد طلب کی نبی ارقم و نبی حجر و نبی تھرب و نبی مہند کے لوگ آئے اور  
 اشعث کے عیروں اور دوستوں کا لشکر تیر فواہم ہو گیا اب تو زیاد اور ہاجر کی جان پر آئی اور سخت مصیبت واقع ہوئی زیاد نے بدریغ خط صدیق کو تمام حال  
 مطلع کیا صدیق کو سخت اذیت ہو اشعث بن قیس اور قبائل کدہ کے مشہور سرداروں کے نام نہایت ہی مہربانی اور نرمی کا خط روانہ کیا اس میں کچھ ڈراما و حکایا کچھ  
 اعلام کلام کی امیدیں دلائیں اور خاتمہ یہ لکھا کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ دین اسلام بر ثامت قدم رہو اور دین سیطان کی باتوں سے علیحدگی اختیار کرو  
 اور اگر چلے اور حسرتی جو تمہارے عقائد و میں واقع ہوئی ہے بجا بن لعبد کی حرکات سے ہو تو میں اسکو تمہاری سرداری سے معزول کر دوں گا اور تمہارے  
 یاس کسی ایسے شخص کو بھیجو لگا جو تمہارے ساتھ نکلی سے زندگی بسر کرے اور میں نے اس قاصد کو بھی فہمائش کر دی ہے کہ تم لوگ فرمانبرداری اختیار کرو اور راہ راست  
 پر آ جاؤ وہ ماد کو ہمارے پاس بھیج لائے تم نوبہ اور استغفار کرو اور گزشتہ معلول سے باز آ جاؤ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یعنی اللہ توبہ کو قبول کرنے والا اور رحیم قاصد بہ خط  
 اشعث کو دیا تو پھر ہر بہت ہی برجم ہوا خوب سچ و ماس کھایا اور صدیق کے دناں کو نہ مانا۔ قاصد نے بھی اشعث اور اسکے دوسروں کو سمجھانے کے طریقے جدید و نون  
 آمیز کلمے کہ اشعث کے ایک عزیز نے اُٹھتے ہی تلوار کا ایک ہاتھ قاصد کے سر پر مارا اور ہر قاصد زخمی ہوا اور ہر تمام مجلس میں شور مچایا اور اشعث نے اس شخص  
 کی تعریف کرتے ہوئے کہا خدا بھلا کون تھے اس نا انصافوں کا جواب اس سے پہلے نہیں ہو سکتا الوقرۃ نبی حجر نے کہا اے اشعث تجھے شرم نہیں آتی کہ یہ عام جواب  
 اس طریق سے و ما جائے خدا کی قسم تجھے زیادہ عقل کوئی اور دینا نہیں ہو گا اور ایسی بے انصافی دیکھ کر ہم میں کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے گا اگر ہم تیرا ساتھ  
 رہیں گے تو ہم کو کھلائیں گے۔ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے چچا کی اولاد اور دوسروں وغیرہ سے بولا کہ اس بیوفا شخص سے الگ ہو جاؤ اور اسکی محبت کو چھوڑ دو نہیں تو عذاب کو  
 امیدوار ہو رہو ہونا لکھ کر انرا اسنے لیانی حمزین سے ابوالشمر نے بھی اس قسم کی گفتگو کی اور اشعث کو چھوڑ گیا اور اس طرح اور لوگ بھی گروہ گروہ اسکے پاس چلے  
 گئے اور اشعث صرف ہزار سواروں کے ساتھ جو اسکے بھائی بدتھے رہ گیا سالک اور حجون کے پانچ ہزار جوان ما دن لکھیا اور ہاجر بن ابی اسیمہ جادو کا ارتقاں پر جنگ  
 ہوتی طریق سے ہتھیار آدمی ہلاک ہوئے اور ہاجر بن ابی اسیمہ اشعث کی تلوار سر پر رکھا کر زخمی ہوا پھر بھی اسلامی لشکر نے شکست کھائی اور جھاگ کر قلعہ برجم میں  
 نہا لی اشعث دروازے پر آ پڑا اور ہر طرف سے مضبوطی کر کے مسلمانوں کو سب تک کیا زیاد نے ج طرح بن پڑا صدیق کو خبر کو صورت حال سے آگاہ کیا صدیق نے  
 خط پڑ کر ہاجر بن ابی انصار کے سرداروں کو طلب کیا اور زیاد اور ہاجر کا سالہ حال کہہ سنا مالوایوب انصاری نے کہا اے حلیف رسول بی کدہ کی جماعت بہت  
 بڑی زور آدائی و حین بڑی مضبوطی میں مجتمع ہوئے یہ انکی اتحاد و شمار سے باہر ہو سکتی ہے مناسب کہ حصہ کو ضبط کر کے اس سال کے محصولات بشتم پوتی لکھا  
 بعد وہ خود مشغول ہو کر مطیع ہو جائیں گے اور بیت المال کے حقوق ادا کر دیں گے وہ جہاں کے بادشاہ ہو سہ میں اور دنیا کے سرداروں میں سے میں نہاں جیسا کوئی  
 سیاسی ہے ان سے مقابلہ نہ کرنا ہی بہتر ہے صدیق نے یہ کہہ کر کہا اے الوایوب میں نے عہد کر لیا ہے کہ سب المال کے حقوق میں سے کسی پر بھی کچھ نہیں لینے کا پیر  
 اب باقی بچ کر لگاؤ اگر کوئی اس سے بھی انکار کرے گا تو میں لامکان اس سے لڑوں گا پھر سب کو رحمت کر کے اپنے گھر چلے آئے اور فاروق رضی اللہ عنہ کو

نمایا اور سب حال سنا کر کہا ہیری یہ رائے ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اشعث کے مقابلہ کے لئے روانہ کروں کیونکہ وہ عقل اور سمجھ اور فصاحت اور فصاحت اور علم اور  
 رفتار و گفتار اور ہمت کے سب سے ممتاز ہے گھٹت اسی سے کھیلگی اور اسی کے ہاتھ سے کام انجام یائیکا فاروق نے کہا اچھا واما دیرت ہے علی اس صفات سے  
 اگر خدا نخواستہ اسنے ان لوگوں کے مقابلہ پر جاننا کو انہ کیا اور کھر اسلام میں کس قدر تامل واقع ہوا تو پھر کوئی ایک آدمی بھی اس قسم سے جنگ کرنے کو اچھا نہ سمجھے گا  
 بہرہی ہے کہ علی تیرے ساتھ مدینہ ہی میں رہے اور تو انکی صحبت اور مشورہ سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور عکرمہ بن ابی جہل کو اشعث سے لڑنے کے لئے بھیجے کیونکہ  
 وہ بھی بڑا بہادر اور نامور شخص ہے صدق نے فاروق کی رائے کو پسند کیا اور خط لکھ کر بن ابی جہل کو مطلع کیا کہ آگاہ ہو قبیلہ بنی کنندہ نے علانیہ گھڑگاری کا راستہ  
 اختیار کیا ہے اور زیاد بن لبید اور مہاجر بن ابی امیہ کا قافیہ تنگ کر رکھا ہے اس خط کے پڑھتے ہی اشکر سمیت حاسب قلعہ یرم علاقہ حضرموت روانہ ہوا اور ان  
 بد معاشر گھڑگروں کو سرا دے اور ان کے راہ میں اہل مکہ اور دوسرے عربی قبیلوں میں سے جو کوئی تیرا ساتھ دے اسے اپنے ہمراہ لے جا خط کے دیکھتے ہی  
 عکرمہ نے ملازموں اور جانوروں وغیرہ کو طلب کیا کل کیفیت سنادی سب سے اس امر کو قبول کیا تقریباً دو ہزار سواروں کی جمیعت سے محل لکلا علاقہ صنعا میں پہنچ کر  
 لوگوں کو بنی کنندہ کے جنگ پر آمادہ کیا وہ بھی اس درخواست کو منظور کر کے عکرمہ کے ساتھ ہوئے حب ماہ میں پہنچے اور قیام کیا تو اہل دنا کو اطلاع ہوئی  
 کہ عکرمہ بنی کنندہ سے لڑے جاتا ہے بہت ہی راز و خفیہ ہوتے اور کہا کہ ہم عکرمہ کی ایسی گوتھالی کر سیکے کہ وہ بنی کنندہ سے لڑا بھول جائے گا اس ارادہ سے مستقل  
 ہو صدیق کے عامل کو اپنے علاقہ سے نکال دیا اور جو دوسرے شخصے حذیفہ بن عمر نے خود باکا عامل تھا صدیق کو دہل و باکی بغاوت سے مطلع کیا صدیق اس اطلاع پر  
 سے سخت متروہ ہوا اور عکرمہ کو لکھا کہ دبا والوں نے ترات اور سرکشی کی ہے پہلے انہی کو حاجی سزا دے اور ذرا سستی نہ کر جس فتح یائے اور تمام کام حسب ارادہ  
 ٹھیک ہو جائے تو ماتنگان دبا کو قہر کر کے میرے پاس بھیجے پھر زیاد بن لبید کے پاس جانا اور اسکے ساتھ ہو کر محالوں کی سرکشی کو کرنا اور کوشش بلع سے  
 کام لینا تا ید اللہ تعالیٰ حضرموت کے علاقہ کو تمہارے ہاتھ سے فتح کر لے اور یہ مسادہٹ جائے عکرمہ نے صدیق کا خط پڑھتے ہی اہل تائی طرف رخ کیا اور دوسری  
 طرف سے قیطس مالک فوج جمع کر کے عکرمہ کی سمت کوچ کیا دو لوں فوجوں میں سخت جنگ ہوئی بقط نے شکست کھائی اور عکرمہ نے تعاقب کر کے  
 سہوں کو قتل کیا اور بھگڑوں نے اپنے قلعہ میں باہر لیکر دو واڑہ بند کر لیا۔ عکرمہ نے زفا اور حملہ سے قلعہ فتح کر کے اکثر سرداروں کو قتل کیا اور بعض کو قیدی بنایا  
 تمام سورتیں اور نیچے کر لئے مال غنیمت کے تیس سواوٹ لا کر صدیق کے پاس مدینہ کو روانہ کئے صدیق اس فتح سے بہت خوش ہوا اور چاہا کہ قیدیوں کو  
 سزا دے فاروق نے سفارش کی اور کہا کہ وہ کلمہ گو ہیں اور نازا دار کرتے ہیں اگر انکے قتل میں توقف کرے تو مصلحت سے بعید ہو گا۔ اسلئے حکم دیا کہ قیدیوں کو  
 انھیں ہر لوگ صدیق کی خلافت کے زمانہ میں قید رہے اور فاروق کے عہد میں آزاد کئے گئے کچھ ایسے وطن کو چلے گئے اور کچھ بصرہ میں رہے لکے انھیں  
 عکرمہ اہل دنا سے فارغ ہو کر حضرموت کے شہروں کی طرف جیلا اشعث کو بھی خبر لگی اسکے قبضہ میں بخیر نام قلعہ تھا خوب مضبوطی کے اسنے اہل و عیال اور  
 لوگوں چاکروں کو مال و دولت سمیت اس میں لے گیا اور لڑائی کے ارادہ سے مستعد ہو بیٹھا زیاد نے عکرمہ کے آنے کی خبر سن کر اپنی فوج میں منادی کر دی کہ ان  
 دشمنوں سے جنہوں نے کفر کا طریق اختیار کر لیا ہے اگر جہ مقابلہ کرنا ناممکن ہے لیکن میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ان سے جنگ کروں اور عکرمہ کے پیچھے  
 سے پہلے جو ہماری امداد کے واسطے رومی بھاری فوج کے ساتھ آیا ہے فتح حاصل کروں جس سے ہمارا اور تمہارا نام دنیا بھر میں نیکی اور دلیری کیساتھ مشہور ہو جائے  
 اشعث نے بھی اس معاملہ کو سن کر اپنی فوج سے اسی قسم کی گفتگو کی اور کہا کہ دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو تو یارین کھینچ لو اور حقد ہو سکے خوب کوشش کرو کہ دنیا  
 میں شہرت ہو جائے اسکے ساتھیوں نے طیب خاطر اسکی بات کو سنا اور اسکا ساتھ دینے اور لڑنے پر آمادہ ہو گئے زیاد نے صبح کی وقت فوج کو ترتیب  
 دیکر وائیں بائیں اور سامنے کی دستوں کو قائم کیا اور خود میدان میں نکل کر جنگ کی خواہش ظاہر کی اشعث نے بھی سہرا سر اور چال کی فوج کو قائم کر کے آپ



قلب سکریں جاگرن ہوا پھر تو دونوں فوجیں عسکریں ہو گئیں خوب ہی جنگ ہوئی طرفین سے ہتیار آدمی مار گئے زیادہ بن لہذا بازو انشت کی تلوار سے زخمی ہوا آخر اسکا لشکر بھاگ نکلا اور ایسی جگہ و تمنوں کے قبضے کے لئے چھوڑ کر خود قلعہ یرم میں جا چھپے دوسرے دن عکرمہ کو درست کر کے آگے بڑھا زیادہ بن لہذا اور ہاجر بن ابی امیہ سے آٹھ مسلمانوں کو اسکے آئیے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی مخالفوں پر وحشت طاری ہوئی انشت اپنی فوج کا دل بڑھاتا تھا کہ و تمسوں کی کثرت سے نہ ڈرو اور دلوں کو تیرم نہ ہونے و تیر کو بکریوں کی کثرت کا ڈر کیا اور چھینے کو گیدڑوں کے انہوہ کا خطر کیا۔ عکرمہ نے بھی اپنی فوج کو مردانہ حملہ کرنے کی ہدایت کی اور کہا کہ انکی صوفوں سامنے سے ہٹا دو عکرمہ کی فوجوں نے ایک لخت گھوڑے دوڑائے انشت کے جھنڈے مک جا پہنچے اور شہر مردے و سونگوں شہر تصور کر کے سامنے سے ہٹا دیا انشت اپنی فوج کیساتھ مضبوطی سے قدم جمائے رکھے اور اس حملہ میں اپنی جگہ پر قبضہ نہ ہونے و یا اس قدر گرد و غبار بلند ہوا کہ گویا قیامت آگئی ہتیار آدمی قتل اور زخمی ہو گئے نہ کہ وقت سے نماز عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی جب شاہ مرق سورج کی سواری افق مغرب میں پہنچی عکرمہ اور زیادہ بن ایسی فوج کو سنایا کہ اے دوستو! دشمن تکستہ دل ہو گیا ہے اور اے بہت سے آدمی زخمی ہو چکے ہیں ملکہ ایک حملہ کر دو اور تلواروں سے کام لو مکس ہے کہ قلعہ ہوا جو پھر تو عکرمہ اور زیادہ بن ایک ساتھ حملہ کر کے ان فاجروں کا کام تمام کر یا اور انکا سچیا کر کے قلعہ کے اندر داخل کر دیا خود قلعہ کے گرد ایڑے اور لشکر قائم کیا ہر طرف راستے بند کر دیئے اور خوب مضبوطی کر لی جب محصور بن تنگ ہوئے تو انشت نے کہا اے چچا کی اولاد اور خوشی و عجب کے ساتھ ہوا س ہم دشوار کی اب کتا تیر کچا گئے اور اس مشکل کے حل کرنے کے لئے تمہاری کیا رائے ہے سب ایک زبان ہو کر کہا ہم کو خوشدل دشمن کے زندہ رہنے کے سبب غرت و ابرو کے ساتھ مردانہ دل سے قبول ہے تو مطمئن رہ کہ جب تک ہمارے تن میں بق جان باقی ہے تھے تمہانہ چھوڑینگے اور جن دوستوں اور عزیزوں نے سبب بخش سابقہ اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا اب اس وقت ملائے مصیبت دیکھ کر حمایت کے لئے دوڑے آئے اور مرد کی اور کہا دلوں کو مضبوط رکھو اور قلعہ دشمن کے حوالہ نہ کرنا انشت اور ان کے آئے سے بہت خوش ہوا اور انہوں نے کا صم ارادہ کر لیا دوسرے دن فوج کو درست کر کے زیادہ بن حملہ کیا ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی بہت جوان مار گئے بہت زخمی ہوئے عکرمہ کے سر پر تلوا لگی اور مسلمانوں کے دل چھوٹ گئے زیادہ بن نے سکرا اور عکرمہ کا بہ حال دیکھ کر کہا اے ہاجر اور انصار اور اے یاران وفاء اور اے دشمن حسد اور محلوں ہو چلے ہیں صبر اور استقلال ہی سے راحت ملتی ہے ذرا دل کرا کر کے ایک دو دن مردانگی کی داد دو اور قدم مضبوطی سے جمائے رہو دشمنوں کو کھائے پینے تک کی ہدایت نہ دو مکس ہے پردہ شمش سے ہماری فتح ظاہر ہو اور یہ مشکل کام آسان ہو جائے ساتھ ہوں نے جواب دیا جعفر رحم میں تون ہے اور جب تک رقی جان بن میں موجود ہے دشمنوں کے دفع کرنے میں ذرا سستی نہ کریں گے باقی امیدیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہیں یہ کہا اور اپنے قیام گاہ میں چلے آئے زیادہ بن لہذا اور تمام مسلمانوں کے دلوں کے لئے ہاتھ اٹھائے اور خدا کے فضل پر بھروسہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کا عجب مخالفوں کے دل میں ڈال دیا زیادہ بن تمام راستے بند کر دیئے محصور بن اب و دانہ کی قلب سے عاجز ہو گئے انشت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ لوگ لڑائی سے ذرا نہیں اکتاتے مگر سب کے لئے صلح اور صفائی کر لیں اور امان طلب کریں جب دن ہوا اور انشت اور اسکے لوگوں پر سخت تلگی واقع ہوئی اور آدمی بھوک اور پیاس کے صدموں سے بے طاقت ہوئے لگے تو بابا قاصد زیادہ بن کے پاس بھیجا اور اپنے اولیاء و اہل عیال کے لئے امان چاہی زیادہ بن منظور کیا اور امان نامہ لکھا گواہی کدہ نے جانا کہ اس نے سب کے لئے امان طلب کی ہے کسی نے بھی کچھ نہ کہا انشت قلعہ سے باہر نکل آیا زیادہ بن نے پوچھا اے انشت کیا تو نے اپنے چچا زادوں کے لئے امان نہیں چاہی ہے اور اسی اقرار میں نے عہد نامہ لکھا ہے انشت نے کہا ہاں زیادہ بن نے کہا خدا تعالیٰ نے تیری عقل محو کر دی ہے کہ تو نے عہد نامے میں ایسا نام نہیں لکھا ہے اور اپنے لئے امان حاصل نہیں کی ہے خدا کی قسم میں تجھ کو تیرے کئے کی سزا دوں گا اور تیرے شر سے دنیا کو پاک کر دوں گا انشت نے کہا اے زیادہ بن تو مجھے اسانا سمجھتا ہے کہ سب کے لئے تو امان لوں اور اپنے آپ کو پاک کر دوں اگر تو مجھے قتل کرے گا تو تمام مین کو اپنے اور اپنے آقا کے خلاف غصہ ناک بنائے گا اور تیرے مقابلہ کے لئے اس قدر سوار اور پیادے امنڈ کر آئیں گے کہ تو اپنے پچھلے دن بھول جائیگا زیادہ بن انشت اور اسکے دوستوں

کو خوب طرح سے قبضے میں کر لیا اور فلعہ کے اندر داخل ہوا ایک ایک جنگجو کو اس کے سامنے ملاتا تھا اور حکم دیتا تھا کہ اس کا سر اڑا دے جب کچھ آدمی قتل ہو چکے تو باقیوں کو امان دی پھیل س اور انصار کی کامیابی سے کہ میں نے اس کی کشتیوں کی طرف نظر کی تو ان کو نئی قریب کے اُس کے کشتیوں کی مانند پایا کہ جب ان رسول مقبول انکو دوزخ میں داخل کر رہے تھے ہر زبانی کہہ چکے تھے البتہ تیرا کی گنتی کا حکم دیا وہ اسٹی آدمی تھے سب قید کر کے اتھت سرت صدیق کے پاس روانہ کئے گئے جس سے اُسے توصیفی نے کہا ہے اسی جان کے دشمن اتھت حد کا شکر ہے کہ اسے تجھ کو میرے حوالہ کر دیا اشعب بولا ہاں اے صدیق خدا نے تجھ کو ہمیر فتحیاب کیا کیونکہ میری قوم نے مرا ساتھ نہ دیا اور جو کچھ مجھے ظہور میں آیا وہ زیلو کا قصور تھا۔ وہ میرے ہم قوم لوگوں کو ظلم و ستم قتل اور بے عزت کرتا تھا مجھے بھی جو کچھ بن پڑا کئے گیا پھر قسم کھانی کہ میں دیں اسلام تر تات قدم ہوں نہ مذہب بدلے نہ مال سے بچلی کی ہے لیکن زیادہ ہمیر ظلم کرتا تھا اور بے گماہوں کو مارتا تھا مجھ سے اس ذلت کی عار نہ اٹھائی گئی سانی قوم کو مصیبت میں چھوڑ سکا اب تو جو کچھ گداگر گیا خدا کی قسم میں بیا ز آریا اپنی زندگی کو بادشاہوں کی جانوں کے عوض خریدتا ہوں میں کے تمام قیدی را کر دوں گا اور اسلام کی مدد اظہر میں اس مس کرد گا صدیق نے اسکو اور اس کے چچا زاد بھائیوں کو چھوڑ دیا اور سب کو خلعت عطا کئے اشعث کو ایسا داماد بایا یعنی ام فروہ سے اسکا نکاح پڑھ دیا اور بھی مٹی مارا احسان و اکرام کئے اشعث نے صدیق کے نزدیک بہت ثری غرت و ابرویائی ام فروہ سے اتھت کی چار اولادیں پیدا ہوئیں۔ محمد۔ اسخیل۔ اسحاق اور جحدہ۔ محمد عمر و عثمان و علی کے ہوا خواہوں میں سے گدا رہے۔ جناب ام المومنین جیس اب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تہادت کے وقت میدان کر بلا میں حاضر تھا۔ اسخیل اور اسحاق عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں قتل کئے گئے اہل رزہ کا محل حال یہی ہے فتوحات ذیل کے بعد انصار اللہ یہاں کما حواے گا۔

## صدیق رضی اللہ عنہ کی اُن فتح مندیوں کا ذکر جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں

مورخ لکھتے ہیں کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کی درستی اور اصلاح سے فارغ ہو چکے تو روم اور عجم کے قبضہ میں لائے اور ان اطراف ممالک میں نے اسلام کو پھیلانے کا مصمم ارادہ کر لیا سب سے پہلے جس شخص نے عرب اور عجم میں جنگ شروع کی اور مخالفت بھیلانی وہ شعی بن حارث شیبانی تھا اس واقعہ کی بنیاد ہے کہ قائل رسیہ لوجہ قحط سالی تہامہ اور حجار سے نقل مکان کر کے عراق میں داخل ہوئے۔ خیرہ اور یمامہ کی سرزمین میں قیام کیا تو شمران نے ملا کر دریافت کیا کہ تم یہاں کیوں آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے شہزوں اور میدانوں میں قحط سالی واقع ہوئی اور ہم مجبور ہوئے کہ حضور عالمیہ کی دولت و جہمت کے زیر سایہ بیاہ لیں اگر اجازت ہو تو ہم یہاں ٹھہر جائیں ورنہ اور کسی طرف کو نکل جائینگے کس نے اس شرط پر ٹھہرنے کی اجازت دی کہ وہ فساد اور شورش برپا نہ کریں اور نہک طریقے سے بسر اوقات کریں انہوں نے بھی اس امر کو قبول کر لیا اور عرصہ دار تک وہاں رہے نہایت سیک چلی سے سر کی اور ایرانیوں نے بھی اُسے کچھ مخالفت نہ کی نہ انہوں ہی نے انکی کسی حیر سے کچھ واسطہ رکھا آخر کار اُردنیر ایرانی فوج کی بری نگاہیں پڑنے لگیں اور طبع دامنگیر ہوئی پھر تو انہوں نے بھی ہاتھ پاؤں لکالے اور مخالفت اعتبار کی اس خاندان کا ایک سردار شعی بن حارث شیبانی نام تھا لوٹ مار کرنے لگا کو فساد اُس کے لوح میں ڈاکے ڈالتا زمینداروں کو لوٹا اور دیں اسلام کے قبول کرنے کی درخواست کرتا لوگوں نے صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اسکا حال بیان کیا اور ایرانیوں کے ساتھ اُس کے فتنہ و فساد کا سب حال کہہ سنایا صدیق نے بوجھاجس شخص کا ایسا حال سنا جاتا ہے وہ کون ہے لوگوں نے جواب دیا اے خلیفہ رسول خدا جب اور سب کے لحاظ سے یہ شخص بڑا محترم و نامتد۔ صاحب دولت و جہمت اور باشوکت ہے شعی بن حارث شیبانی نام ہے صدیق اُس کے لئے خلعت اور جھنڈا تجویز کیا اور ایرانیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی اور بڑی دلجوئی کی شعی بھی زیادہ شیر دل نہ گیا کو فساد اُس کے لوح پر حملہ آور ہوا اور لوٹ سے ایک چوپایہ باقی نہ چھوڑا ایک برس تک ایسا ہی کرتا رہا پھر اپنے چچا زاد بھائی سید ابن قطبہ کو بلا لیا اور فوج دگر بصرہ کا طرف



کھینچا کہ ماریوں پر حملہ کرے اور خود کو نہ کیطرف رجوع رہا اور سویدا کو بصرہ کی دھن لگ گئی شمش کے ہمراہ اس کے چچا کی اولاد بھی اور سویدا کے ساتھ خاص عام لوگوں کی جمیعت آخر کار انکی دست و رانیوں کی فریاد ایران تک پہنچی کس نے انکے دغیہ کا حکم دے دیا تمام اطراف کی فوجیں اسیر اٹھائیں صدیق کو بھی اس حال کی اطلاع ملی سخت فکر مند ہوئے فاروق نے کہا اے خلیفہ رسول مجھے ایک بات سوچی ہے اگر حکم ہو تو عرض کروں صدیق نے کہا ضروریات کرنا چاہیے خازق نے کہا خالد بن ولید علاقہ یمامہ کو فتح کر چکا ہے اور اب اسی طرف متوجہ ہے اور ہم سے فلعج ہو کر ان لوگوں سے رشتہ داری پیدا کر لی ہے اسے حکم دے کہ عراق کیطرف متوجہ ہوا اور تھمتے کی ہمراہ ہو کر ایرانیوں سے جنگ کرے شاہد اللہ تعالیٰ ایران کو بھی انکے ہاتھوں فتح کر دے اور مسلمانوں کی آرزوئے دلی بر آئے صدیق نے کہا بہت اچھی بات ہے فوراً خالد کو اس مضمون کا خط لکھا کہ حمد و شایاری تمنا ہے اور جناب رسالت مآب پر درود و سلام کے بعد خالد کو دعا اور سلام بھیجے اور تمام گروہ صحابہ اور مہاجرین و انصار اور ان اشخاص کو جو اسکی خدمت میں موجود ہیں معلوم ہو کہ خلائے غزوہ جل نے اپنی کلام پاک میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کو واجب ٹھہرایا ہے اور رسول صلعم نے بھی بہت ترغیب دلائی ہے اے بندگان خدا اسکے عہد بر ثابت قدم رہو اور فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کرو اور اپنا آیہ بجاؤ نہ حقیقوں اور وقتوں سے کچھ اندیشہ کرو دَا لِمُكْحَلِّ لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تمہارے حق میں ایسا کرنا بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو اے خالد اس خط کو پڑھتے ہی عراق کیطرف جا اور تھمتی بن حارث سے مل کر اسکا معین و مددگار بن اور تمام مسلمانوں کے لئے یہی حکم ہے کہ ترے ہمراہ جانیں اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے دونوں جہان کی سیکیاں پائیں پھر ابو سعید حدادی کو طلب کیا اور خط دیکر کہا خالد کے پاس لیجا اور جنگ وہ عراق کیطرف پہل نکھڑا ہو تو اسکے پاس سے نہ ٹھنکا اسے خلوت میں سمجھا دنیا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ایرانیوں سے جنگ کر رہی ہے تو پہنچ کر ان کو مدد دے اللہ تعالیٰ ایران کو ترے ہاتھ سے فتح کرے گا اور اگر تجھے کوئی اور کام آبرو تو او اس بلالو لگا تو جس کسی جگہ ہو اپنے لشکر کا سردار ہے مہرے ہوا اور کوئی تیرا بر نہیں ابو سعید خالد کے پاس گیا خط دیا خالد نے کہا اے ابو سعید یہ تجھ تو خلیفہ کی بہن معلوم ہوتی محض عمر کی کارستانی ہے کیونکہ اس نے سن لیا ہے کہ میں اوجیفہ سے رشتہ داری جوڑ لی ہے اس وقت سے بیچ و تاب میں ہے غرض خالد نے لشکر جمع کیا اور جہاد کی خوب طرح سے نیاری کی پھر سب کو صدیق کا حکم سنایا انہوں نے کہا ہم سب کو منظور ہے خالد دوسرے دن چل پڑا اور زرقان بن بدر کو فوج کا سردار بنایا صدیق نے شمش بن حارث کو بھی خط لکھا کہ میں نے خالد بن ولید کو لکھ بھیجا ہے وہ بھی تیری امر کو ٹھہریا چاہا ہے اسکا استقبال و احترام کم کچھ کیونکہ رایت شریف اسکے حسب حال ہے اَسَلُّوْا عَلٰی الْكَلْبِ رَحْمَةً لِّسَلَامٍ تَرَاهُمْ رُكْعًا لِّعَلَّاهُمْ فَصَلُّوْا مِنَ اللّٰهِ وَرَضُوْا لَآ اِنِّیْ جَنَّتْ خَالِدَ عِرَاقٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَامِیر اور تو وزیر سمجھا جاوے گا اور جب میں اسے بلالو لگا تو اپنے علاقہ کا امیر ہو گا۔ شمش نے خط پاتے ہی اپنے ہمراہیوں کو بلالیا اور کہا صدیق نے ہماری بڑی تعظیم و توقیر کی ہے اور خالد کے آنے کی خوشخبری دی ہے ہم کو انتظار کرنا چاہئے کہ خالد آئے پھر خالد بھی منزل در منزل جلا آ رہا تھا صاحب بصرہ کی حد پہنچا پڑا فتح ہمایہ خوشی سے استقبال کے لئے آیا خالد نے بھی اظہار سرب کیا اور پوچھا کہ اس علاقہ میں کون قوم زیادہ ہے اور اسلحہ اور سامان حرب میں کون برتر ہے شجاع میں کون تہور ہے سوید نے کہا اے امیر ابد قوم کے لوگ بہت اور بہادری میں شہور اور سرکش ہیں خالد نے کہا پہلے انہی کو ایسی نرا دینی چاہئے کہ عربوں کا خوف اور رعب انکے دلوں میں ٹھہ جائے اور پھر سرکشی نکریں۔ سوید نے کہا امیر کی رائے عین صواب ہے خالد نے سویدا کو حکم دیا کہ تو فوج لیکر انکے مقابل ہو اور میں انکی پس پشت سے حملہ کر دوں گا سوید نے فوج کو متعین کیا ابلہ کیطرف روانہ ہوا وہ لوگ بھی اس سے لڑنے کے لئے نکلے حب و دو میں جنگ ہونے لگی خالد کیں گاہ سے نکل آیا مہاجر اور انصار کے لشکر نے باہم ملکر اہل ابلہ کو مسکت دی ایرانیوں نے دشمن کیطرف اُتیت کی اور جانب حصار ٹھہرا ٹھہرایا سامنے دریا تھا اور پس پشت تلوار چار ہزار جوان مارے گئے اور اسقدر دریا میں ہلاک ہوئے ماتی ماندہ حصار میں پناہ گیر ہوئے خالد آگے کیطرف روانہ ہوا منزل در منزل کوچ کرتا بلانج کے علاقہ میں داخل ہوا نبی بکر کی جماعت کے پاس قیام کیا شمش بن حارث بھی اپنے چچا زاد بھائیوں اور فوج کو ساتھ لیکر خالد کے پاس آیا اور اسکے آئین کا شکریہ ادا کیا خالد نے بھی تعظیم و

تکرم اور لٹوئی کی بھر سوار ہو کر نواح کو فہ کی طرف فوج کسی کی غمیوں کے دلوں پر اس قدر خوف چھا گیا تھا کہ خالد اور مثنیٰ حطوف جاتے تھے وہ راستہ چھوڑ دیتے تھے اور کسی انصوح کی طرف بھاگ جاتے تھے۔ خالد نے کوفہ میں ہینیکر شہر کے ماہر حمیمہ نصب کیا اور چھاؤنی ڈال دی پھر غمیوں کو لکھا مطیعان اہل ہدایت پر درویشا اور اس خدائے عزوجل کی حمد و شکر کے بعد جس نے تمہاری جمعیت کو استراحت دہاری ہوئی ہو کو بے جبر اور تمہارے ارادوں کو مست کر دیا ہے اور تمہاری گھڑی ختم کو ہینچا دی ہے۔ تم میں اختلاف ڈال دیا ہے۔ اور تمہاری دلیری کو خوف اور گریہ وزاری سے بدل دیا ہے معلوم ہو کہ جو شخص مکر اہی کا راستہ چھوڑ کر ہمارے قبلہ کی طرف جھکے گا اور خدا اور اس کے رسول کا حکم مانے گا اور جس امر کی ہم گواہی دیتے ہیں اس کی گواہی دیگا اور ہماری قسمی سے باز آئے گا وہ ہم میں سے ہے اور ہم اس کے ہیں اور جو شخص ہماری نیاہ میں آئے گا اور جزیرہ دنیا قبول کرے گا وہ بے خوف رہیگا۔ اور جو شخص مخالفت پر مستعد ہو گا اور میدان میں قدم لگا لیا گا وہ یاد رکھے کہ ہم بھی آیا ہی جاتے ہیں ہم سب شمشیر زن ہیں تلوار اور موت سے اسی قدر مانوس ہیں جب قدر تم عیش اور زندگی سے اور ہم تنگی میں اس طرح سر کرتے ہیں ج طرح تم فلاح الیالی میں فقط و اسلام۔ حث خط ایرانی حاکموں کے یاس نہیں بہت ہی خوش و خوش میں آئے مگر جواب میں کچھ دم نہ مارا خالد دستہ دستہ فوج چار طرف کو بھیجا اور لوٹ مار کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ علاقہ مویشیوں سے خالی کر دیا اور خالد کے یاس لائے پھر خالد نے وہاں سے حیرہ کی طرف لشکر کشی کی ان اطراف میں بڑے مضبوط قلعے دیکھے عمدہ سپاہی اور اسلحہ وافر پائے حب خالد اس علاقہ میں ٹھہرا وہ لوگ زیادتی کرنے لگے اور گالیاں دیتے تھے خالد نے جابا کہ مسرکہ آرا ہو صراہیں ملازور اسدی نے کہا امیر یہ لوگ ہب بے وقوف اور اینے آب تہس ہیں اگر تمہاری رائے ہو تو انہیں سے کیوں طلب کرو اور سمجھاؤ تباہ بغیر بدلہ لئے کام بن جائے اور یہ مشکل حل ہو جائے پھر اس تجویز کے مطابق ایک آدمی کو قلعہ کی طرف بھیجا اسے کہا تم انہی جماعت میں سے کسی ایسے شخص کو بھیجو جو عقل اور سمجھ میں مشہور ہو تاکہ ہماری باتیں سنے اور تم سے بیان کرے اور پھر اس کا جواب ہم تک نہیں آوے انہوں نے عبد المج بن قلیدہستانی کو منتخب کر کے بھیجا اور یہ بات قرار دی کہ اگر صلح ہو سکے تو تمام اسلامی فوج کو واپس ہٹا آئے یہ شخص عبد المسیح نام بڑے عجب و داب اور نورانی چہرہ کا بوڑھا تھا دو سو کئی سال کی عمر تھی خالد کے یاس ہینیکر اس نے سرٹریٹ جہنم آل عثمان کی تعریف اور ان کے ملک کی خوبی بیان کی کہ اندر اور آل عثمان کے بعد میں اور کہا ان جیراگا ہوں میں کبھی تیروں نے بھی شکر نہیں کیا اور اس جگہ دزدوں نے یرہیز گاری کا حام پیایہ۔ بھڑوں کے گلے حیرہ کی جیراگا ہوں میں جرتے تھے اور چڑیاں تخت خورق کے سایہ میں اڑتی تھیں اب یونہی بے فائدہ خراب خستہ اور عمر آباد بے کار بڑے ہیں ہاں سچ ہے اسی لئے دنیا و دلوں کا نام جہان ہوا ہے۔ جب وہ بوڑھا اس خطبہ سے فلاح ہوا خالد نے پوچھا تو کون ہے اسے کہا خدا کا مذہ پوچھا کہاں کا ماشدہ ہے کہا دنیا کا پھر پوچھا کہاں سے آیا ہے کہا یاب کی پشت سے پوچھا کس مقام سے آیا ہے بولاماں کے پیٹ سے کہا کس حال میں ہے کہا کپڑوں میں پھر پوچھا کس پر ہے کہا زمین پر خالد نے کہا مجھے تیری باتوں مکر اہی کے سوا اور کسی بات کا پتہ نہیں ملتا۔ سچ بتا تجھ میں کچھ عقل ہے یا نہیں اور تو نے اونٹ کا گھنٹہ بھی باندھ دیا ہے یا نہیں اس نے آخری بات کو سمجھا اور کہا میں نے اونٹ کا گھنٹہ باندھ دیا ہے اور خوب مضبوط کر رکھا ہے خالد نے کہا میں تجھے آدمیوں کی باتیں کرتا ہوں بڑھے نے جواب دیا کہ میں بھی آدمیوں ہی کا جواب دیتا ہوں خالد نے پھر پوچھا تم کون لوگ ہو جواب دیا ہم آدم کی اولاد ہیں خالد نے پوچھا تم لڑنے کے لئے آئے ہو یا صلح کے لئے کہا صلح کے واسطے خالد نے کہا تم عرب ہو یا ایرانی بڑھے نے کہا ہم عربی تھے ایرانی بن گئے اور ایرانی تھے عربی ہو گئے خالد نے کہا اللہ اکبر میں اب تیری بات سمجھا رہا ہوں کہ یہ دیوایں کس کام کے لئے بنائی ہیں کہا ہنوزوں کے لئے اس قدر ہے کہ عقلمند ہی ہماری بات سن سکیں اور ان کو ہر ظلم کرنے سے روکیں خالد نے کہا میں تیرے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھتا ہوں وہ کیا ہے کہا ہر قاتل ہے خالد نے کہا یہ ہر شہی میں کیوں لے رکھا ہے۔ کہا اس احتیاط کے لئے کہ اگر تمہاری طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو میری قوم کے لائق ہو تو خبر دے۔



رہ کر کھارم جاؤں کیونکہ میری عمر اتنا ہے کہ مجھ کو پہنچ چکی ہے اور آخری دن آئینہ چاہے نہ خال نہ کہہا نہ نہ مجھے دے کہ اسے دیکھوں اس نے دیکھا  
وہ نہ خال کو دیکھا یا خال نہ اسے پہنچا کر رکھا اور کہا لیسجد للہ ودا للہ رب الارض والسما والذی لا یصور مع اسمہ شیئی فی الارض ولا فی السماء  
یمنے میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں اور زمین اور آسمان کے بنائے والے خدا کی قسم ہے کہ اس کے نام لینے کے سبب سے دنیا اور دنیا  
کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی بھرا اس نہ کہ مہنہ میں ڈالا اور لگ گیا اللہ تعالیٰ نے اس وقت جیسے کے راہ سے اس کے ضرر کو خارج کر دیا یا خال نے  
کہا اے بڑے خدا سے درو اور محمدی دین کو اختیار کرو میں تمہاری جنگ کے لئے ایسے شخصوں کو لایا ہوں جنکی نظر میں موت کوئی چیز نہیں اور زندگی  
لے حقیقت نے بے ڈھ نے کہا مجھے اس قدر اجازت دے کہ میں اپنی قوم کے پاس ہواؤں اور حال سنا دوں خال نے کہا جا بڑھنے اپنی قوم کے پاس جا کر  
تمام حال سچ سچ کہہ سنایا اور کہا یہ وہ لوگ ہیں جنکو نہ کچھ اثر نہیں کرتا اور وہ موت سے اسے خوش ہوتے ہیں جسے ہم زندگی سے غرض عدم مسج  
کے ایسا کے مطابق وہ لوگ صلح کے لئے رضامند ہو گئے اور ایک لاکھ درم اور شیریں بن کسرے کی طلیسان یعنی چادر کے عوض صلح قرار پائی اس چادر کی  
قیمت تیس ہزار درم تھی عبد المسیح نے وہ نقد جنس خالد کے حوالہ کر دی خالد نے سب کا سب صدق کے پاس پہنچا دیا اور یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایران سے  
مہینہ رسول کو روپیہ پہنچا گیا پھر خالد بن ولید نے اس صلح پر عہد نامہ لکھ کر ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور مراجعت کی جو رین عبد اللہ ابجدی کو ایک ہزار درم  
کا جو انان مہاجر و انصار دیکر موضع مالتیا کی طرف بھیجا جہاں ادویہ بن فرخان موجود تھا جب حریر کا لشکر دریا کے کنارے پہنچا اور وہاں کہ عبور کریں  
مالتیا کی طرف سے ایک قاصد آہنچا اور ایک لاکھ درم دیکر حریر بن عبد اللہ سے صلح کر لی حریر نے عہد نامہ لکھ کر ان کے حوالہ کیا داوید بھاگ کر نزد حریر کے  
پاس پہنچا تمام حال کہہ سنایا نہ خود ہمت نہ لگے ہو اسی اثنا میں خالد نے اپنی جگہ سے کوچ کر کے موضع عین الیم کا محاصرہ کر لیا اور تمام ہاتھوں کو  
پکڑ کر مال مویشی سب کچھ لوٹ لیا اس طرح عراق کے اور بھی کئی شہر اور قریبی علاقہ لیتے اور جس جس موضع کو لیتا اسکے مال و غنیمت میں سے خمس یعنی  
پانچواں حصہ علیحدہ کرتا اور صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیتا باقی فوج میں بانٹ دیتا۔

## صدق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شام و روم کی ولایتوں کا فتح ہونا

راویوں کا بیان ہے کہ جب شام کی طرف سے ہم خبریں پہنچیں کہ کادوں کے لشکروں نے روم اور شام پر تسلط کر کے فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے تو صدیق  
کا ارادہ ہوا کہ ان کے مقابلے کے لئے اسلامی وحیں روانہ کی جائیں اور وہ فساد کو دفع کریں مگر اس ارادہ کو دلیس پوشیدہ ہی رکھا اور ایک دن عشرہ مبشرہ اور مشورہ  
و معروف صحابیوں رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کر کے کہا اے رفیقو تم جانتے ہو کہ خلاق عالم کی نعمتیں ہم پر احاطہ کئے ہوئے ہیں شکر خدا کا جو جن کا اُن سے  
ہم سب کے ظاہر و باطن کو باہمی الفت سے آراستہ کیا اور مخالفت اور دشمنی کو ہم سے نکال ڈالا ہمیں کلمہ گو بنایا ہمارے گرد سے شیطان کو بھگا دیا نجاست  
اور سرک سے پاک کیا ہم خالص دوست بن گئے تم اہل بیت سے واقف ہی ہو کہ ہم سب عرب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں میں نے مصمم ارادہ کر لیا  
کہ عربی لشکروں کو شام کی طرف بھیجوں اور رومیوں سے جنگ کر کے اُن اطراف کے ملعونوں کو ہلاک کروں تم میں سے جو شخص فتح پائے گا دولت مند  
اور شہرور ہو جائیگا اور جس کی موت آجائیگی وہ اپنا جھنڈا اہل بیت میں جاگاڑے گا اور اس فعل کا اجر جو خدا کی طرف سے ملیگا وہ بے شمار ہے اُسے  
کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اب میں نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے اور تمہاری رائے کا منتظر ہوں امیر المؤمنین عمر و عثمان و طلحہ و زبیر و سعد و ابوبکر  
میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا خیال ظاہر کیا پھر صدیق نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ابوالحسن تمہاری کیا رائے ہے کچھ اب بھی نہیں  
علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو شکر روانہ کرے گا تب بھی کمال فتح پائے گا اور اگر خود اس ہم پر روانہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ رکھے گا تب

بھی کامیاب ہو گا اور سب کام درست ہو جائیں گے۔ صدیق نے کہا اے ابوالحسن خدا انکو شاد رکھو تم یہ بات کہ طرح کہتے ہو جواب دیا کہ میں نے کئی دفعہ جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ قیامت تک ہمشہ دس اسلام نام دسوں بر غالب رہے گا۔ اے خلیفہ صلی علیہ وسلم اس کام میں ثابت قدمی اختیار کر خدا تعالیٰ نے تجھ کو عجب قدر لوگوں پر فتح دی اب روم و خبرہ کے کافروں پر بھی فتح نصیب کرے۔ صدیق نے کہا اے ابوالحسن تم سے مجھے بہ بات سنا کر دل سا کر دیا اب خدا تعالیٰ تم کو بہت کے اعلیٰ درج عطا کر کے دل تاد فرمائے پھر دوستوں کی طرف منہ کر کے کہا اے مسلمانوں یہ شخص علم سیمیر کا وارث ہے جو شخص اس کے صدق کلام میں شبہ کرے گا بے شک وہ منافق ہے۔ انکی باتوں نے مجھے جنگ روم کا زیادہ ساعی و مشتاق بنادیا اور مجھ کو بہت ہی بڑی جوتی حاصل ہوئی اب تم سب اس کام میں کوشش کرو۔ بھر بلال سے کہا کہ صحابہ کو حاضر ہونے کے لئے کہو جب اہل مدینہ حاضر ہوئے صدیق نے اٹھ کر جنگ کا حطہ پڑھا مضمون یہ تھا۔ خلاق عالم کے حمد و شکر اور رسول مقبول صلعم پر درود و سلام کے بعد تمام بھائیوں اور دوستوں کو معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے تم سب لوگوں کو بطور انعام ایمان کراست فرمایا اور تم کو قرآن شریف نازل کر کے رہے زادہ عزیز بنایا اور تمہارے دین کو اور سب دینوں پر صلیبت بخشی۔ لازم ہے کہ تم بھی اس نعمت و بخشش کی قدر کرو اور اس عطیہ کا شکریہ بجا لاؤ اور جنگ روم کا ارادہ مصمم کر لو میں کچھ شخصوں کو تم پر امیر مقرر کروں گا تم ان کی فرمانرواری کرنا اور بنک بیتی اور ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کی طرف متوجہ ہو جاؤ عروس عاص کا بھائی خالد اٹھا اور کہا اے رسول کے خلیفہ ہم سب تیری رعیت ہیں اور تو ہمارا امیر ہے تیرا کام حکم دینا اور اس کو بجا لانا ہمارا کام ہے۔ جو کچھ تو حکم دیگا ہم اس کو بجا لائیں گے اور جہاد بھی گاہ دھری جائیں گے صدیق نے کہا خدا تجھ پر رحمت نازل کرے اور نیک ہلاک اب نوابی تیری کرے کہ میں تجھے اس لشکر کا سردار مقرر کروں گا۔ خالد نے قبول کیا اور کہا کاب میں اور میرے بھائی اور چچا کی اولاد نے ایسے آپ کو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے وقف کر دیا ہے اور جہاد تک ہو سکے گا کافروں کے ساتھ جنگ کرو میں سچی بیعت کی جاوے گی کہ یا تو خداوند تعالیٰ نے ہمارا کام بنادیا یا ہماری عمر میں تمام ہو گئیں اور میں اس اقرار پر تھکوا اور تمام حاضرین کو اس قدر گواہ کرتا ہوں اور اس خدمت کے لئے لوگوں سے تعریف کا خواستگار و اسب وار نہیں ہوں پھر صدیق نے اسکی تعریف کی اور یہی خالد تھا جس نے حکم جناب رسول صلعم ولایت یمن کا انتظام کیا تھا فاروق نے کہا اے خلیفہ رسول خالد بن سعید جسے تو نے اس لشکر کی سرداری عطا کی ہے اس کام کے لائق اور مناسب ہے اور تیرے پاس بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس محبت رکھتے ہیں بایں وجہ کہ یہ بہت ہی ثرا کام ہے اگر ابو عبیدہ کو جو تجربہ کار سخت کوشش موقع و محل سے واقف زمانہ کی اور خیر نیج کو دیکھے ہونے ہے اور معاذ بن جبل اور شرجیل بن حسنہ اور ید بن ابی سفیان جیسے سر آوردہ اور لائق لوگوں کو بھی خالد بن سعید کے ساتھ کر دے اور یہ لوگ باہمی اتفاق سے کام کریں تو بہت مناسب ہو۔ صدیق نے اس بات کو بہت ہی پسند کیا پھر انکو بلا کر کہا اے ابو عبیدہ اے معاذ اے شرجیل اے ید بن سعید تم دین کے حامی ہو اور بے دین کافروں کے دشمن بنائے والے اس جنگ میں جو روق دین کی باعث ہے میں تم کو ان لشکروں کا سردار بناتا ہوں خوب کوشش کرنا اور جاکر قدم رکھنا اگر دشمن تم سے ٹرنا چاہے تو تم بھی متفق رہ کر جنگ کرنا عمر نے کہا اے خلیفہ رسول یہ لشکر بہت تھوڑا ہے بہتر ہے کہ ایک فرمان لشکر اہل یمن کو اس جہاد کے لئے بلا جاوے خلیفہ نے اس متورہ کو پسند کیا اور اہل یمن کو خط لکھ کر روم کے ساتھ جہاد کرنے کے واسطے بلا دیا خط لکھنے ہی تمام اہل یمن راضی ہو گئے چار ہزار سوار مدینہ میں آ پہنچے انکا سردار قیس بن العیز المرادی تھا۔ صدیق نے تعریف کی اور قیس بن العیز ابو عبیدہ و خالد و شرجیل و ید بن ابی سفیان اور لشکر مہاجر و انصار کے ساتھ ہوا صدیق نے دور بطور مشایعت پایادہ ساتھ لے کر لے کر کہا اے خلیفہ ہم خدا کے غضب سے ڈرتے ہیں یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں یا ہم کو ابازت دین کہ ہم بھی گھوڑوں پر سے اتریں اور لڑیں کہ اس میں یہ قدم خدا کی راہ میں رکھنا ہوں غرض اس طرح شینہ ابوالحارث کب پایادہ لے گئے پھر کہا اے ید بن ابی سفیان میں بہت کوشش کرنا اور گھڑا میں اس طرح ہو کہ تم ایسے ملک



میں جاتے ہو جہان تمہیں بھی بہت ہیں اور دولت بھی بیشمار ہے کسی وقت بھی یاد خدا سے غافل نہ رہنا دل کو اسکی درگاہ کی طرف رجوع رکھنا عورتوں اور بچوں کے قتل کا ارادہ نہ کرنا ناخوں اور سیوہ دار و رختوں کو نہ کاٹنا بوڑھوں اور بچوں کو ہلاک نہ کرنا اور کسی شخص کو فضول طور سے نہ مارنا بستیوں کو نہ اجارنا اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا وہی سب پر غالب اور سب زیادہ طاقتور ہے پھر صدیق نے ہاتھ اٹھائے اور قبلہ رو ہو کر دعا مانگی کہ اے خدا تو نے ہکو پد کیا اور نیا پیٹا حضرت محمد صلعم کی زبانی ہم پر نازل کیا اور ہم کو دین کی لازمی تعلیم دی بہشت کا امیدوار کیا اور دوزخ سے ڈرایا اگر اسی سے نکالا جسکے ہم کافر تھے ہر ایک ذریعہ ایمان بخشا ہم کچھ تیرے فضل سے زیادہ ہو گئے پریشان تھے اور تیرے لطف سے شوق ہو گئے تو نے ہی ہکو حکم دیا کہ دین کو نہ چھپاؤ اور کلمہ کے ظاہر کرنے میں ایسی کوشش نہ کرو کہ مخالف بھی یا ان لائیں یا دولت سے خیرہ دینا قبول کریں اب ہم تیرے رستے میں جیتے ہیں تیری رضامندی جیسے ہیں لوگوں سے لڑتے ہیں جو بچے نہیں جانتے اور ان آدمیوں سے دشمنی کرتے ہیں جو تیرا شریک اور ہمسر بناتے ہیں اے خدا اپنے دوستوں کی مدد کر مشرکوں کی مٹانیوں کو ہلاک کے داغوں سے داغدار کر امت محمدی کو ان پریری بخش مجاہدین کے قدموں کو قائم رکھ دشمنوں کے پاؤں اکھاڑان کے دلوں میں خوف اور دہشت ڈال انکی امیدوں کو خاک میں ملا ان کے ملک مومنوں کو نصیب کر اسکے بعد ان سب کو رعیت کے ساتھ رعایت سے پیش آنے با ہم لشکروں میں موافقت رکھنے اور ایک دوسرے سے اتحاد و محبت برتنے کی نصیحت کی اور سب کو خلا کے حوالہ کیا اسلامی فوجیں ایک دوسرے سے رخصت ہو کر ارادہ جنگ روم شام کی طرف روانہ ہوئیں ہر قتل بادشاہ روم کو بھی پرچا لگا اس وقت وہ فلسطین میں تھا یہ سنتے ہی کہ اہل عرب معہ زن و بچہ آتے ہیں اور اپنے مذہبی طریق پر قسم کھا بیٹھے ہیں کہ جنگ و جدال میں پہاٹنگ ثابت قدمی کریں گے کہ جب تک ایک بھی زندہ رہے گا کچھ نہ ٹھیکے گا اور جب تک فلسطین کو فتح نہ کر لینگے دل میں واپس جانے کا خیال تک نہ لائینگے پھر ہر قتل نے اپنی فوج کو طلب کیا اور عربوں کے آنے کا حال کہہ سنایا اور کہا کہ عربوں نے بہت ہی بڑی بات کا ارادہ کیا ہے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہکو ہمارے پیغمبر نے خردی ہے کہ اس ملک کو فتح کر لینگے آج اسی خوش خبری کے سبب چڑھ کر آئے ہیں وہ اپنے پیغمبر کے بیان میں کسی طرح کا شک اور شبہ نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین کو بہت اچھا بنایا ہے اور دینوں یہود و مجوس وغیرہ پر ترجیح دی اور بزرگی بخشی ہے کیونکہ وہ خدا کے سوا اور چیزوں کو پوجتے ہیں اور تم حضرت عیسیٰ روح اللہ کی نورانی کتاب کے مطابق ہمیشہ حق سبحانہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو اور اسکی قدرت و عظمت اور یکتائی کا اقرار رکھتے ہو اور تم حضرت عیسیٰ کو جو اللہ کی روح ہے اور جبکا علم خلق خدا کا رہنا ہے اور راستہ درست اور سیدھا ہے برابر مانتے ہو۔ لازم ہے کہ مستعد اور آمادہ ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں کو درست کرو اور ہر طرح سے ہوتیار اور ماحر ہو اور اپنے زل و بچہ اور غریزوں قریبوں ملک و مال کے لئے بہت مروانہ کو کام میں لاؤ اور ہماری طرف سے مطمئن اور قوی دل رہو ہم نے سارے ہمارے سپاہیوں کا راز مودہ سواروں سے برابر دیتے رہیں گے اور بڑے بڑے مامور اور جانباز ہمارے اور جنگ خوسر داروں اور امیروں کو سر لشکر مقرر کر کے تم کو لازم ہے کہ انکے حکم سے سرنامی نہ کرو اور انکے خلاف نہ جلیو پھر ہر قتل نے شام کے شہروں کی طرف خطر روانہ کئے دمشق محصل اٹھا کیہ حلب وغیرہ سے لشکر طلب کئے بے شمار جمیعت فراہم ہو گئی ابو عبیدہ اور اسلامی فوجیں وادی القری میں داخل ہوئیں وہاں سے موضع قرعہ علاقہ ملک حجر میں جو حضرت صالح پیغمبر کا ملک ہے آئے پھر وہاں سے منزل در منزل سفر کرتے ہوئے شام کے ملک میں آئے پیغمبر ہر قتل بادشاہ روم نے بھی بے شمار فوجوں کے ساتھ حرکت کی اور اٹھا کیہ میں فوجیں لاؤ انس ابو عبیدہ کو بھی خبر ملی اور اسنے امیر المؤمنین ابو بکر صدیق کو خط لکھا کہ یہ خط عام جراح خلیفہ رسول عبد اللہ ابو بکر کے نام لکھا ہے۔ اور خداوند سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد خلیفہ رسول خدا کو اطلاع دیتا ہے کہ ہر قتل نے ہم سے پہلے ہنچ کر جمیعت جمعیت بے تعداد شہر اٹھا کیہ میں قیام کیا ہے اسکے پاس ان غلاموں اور خواصوں اور شاہی ملازموں اور سواروں کے علاوہ جو خاص درگاہ شاہی کے ملازم ہیں ایسی ہزار جواووں سے بھی زیادہ لشکر ہے اطلاع لکھتا ہوں کہ خلیفہ رسول اس امر میں غور فرما کر حکم صادر کرے کہ ہکو کیا کرنا چاہئے جس پر ہم عمل کرینگے فقط والسلام

ایسے لوگوں میں صدیق نے جواب میں لکھا خط پہنچا حال معلوم ہوا تو نے لکھا ہے کہ ہر قتل ملطیں سے اٹھایا گیا ہے اسکا یہ فعل اس بات کی دلیل ہے کہ اسکا لشکر شکست کھایا گیا اور انطاکیہ تمہارے قبضہ میں آگیا اگرچہ اسکے پاس نے تمہارے حاکم کو گنتی ہے مگر یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ اسے شکست سے نکلنے جائیں گے خدا کا شکر ہے کہ تیرے ساتھ جو تھوڑے سے آدمی ہیں وہ ایسے ہیں کہ لڑائی کے وقت موت کو زندگی سے بڑا دہا چھٹا سمجھتے ہیں اور خدا کے راستے میں کوتاہی کرنے کو ایسا تعاربا ہے ہوئے ہیں مجھے امید ہے کہ تم کا دلوں سے جنگ کر کے نواب عظیم یاوگے دل کو مضبوط رکھا اور اپنی لگول کو لیکر جنگ کرکے سے گھر ایک مسلمان مرد لڑائی کے وقت نہرا مشرکوں پر غالب ہے اس مقولہ کو سچا جان اور یقین کامل رکھ کہ اللہ تیرے ساتھ ہے وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا علاوہ انہیں بے دریغ و حبس روانہ کی جائیں گی اور وہ ایک کے بعد ایک کر کے تیرے پاس پہنچیں گی یہاں تک کہ تو اس ہم کو سر کرے گا اسی طرح کا ایک خط معاذ بن جبل و سرجیل بن حسہ اور یزید بن ابی سہیان اور اس امیروں کے نام جو اس لشکر میں سردار مقرر ہوئے تھے روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ ہم جب جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر صف بست ہوئے اور سچی بت اور یقین کامل کے ساتھ جنگ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا تھا اور فتح دیتا تھا یہ دین وہی دین ہے جس پر آج ایما عقیدہ رکھتے ہیں اور آج بھی ہمارا خدا وہی خدا ہے جو کل تھا۔ اسی خدا کی قسم جسکی طرف مندرے رجوع کرتے ہیں کہ مشرک کسی حالت میں بھی موحدوں کی برابر نہیں کر سکتے اور خدا کی عبادت کرنے والوں سے صلیب یوحنا والے ہمسری نہیں کر سکتے اسے خدا کے دوستوا لیس میں محنت اور اتحاد پورا پورا رکھو اور جب کا فروں سے مقابلہ ہو تو سنجیدہ ارادوں مضبوط دلوں اور نیک نیتوں اور راست قدمیوں کے ساتھ مردانہ جنگ کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور اسنے کلام مجید میں خبر دی ہے کہ کہ من دة قليلة علمه دة کثيرة داد الله واللہ مع الصابرین سے اکثر حکم خدا سے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑے بڑے گروہوں پر غالب ہو جاتی ہیں اور اللہ تمہارے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے پھر صدیق نے ہاشم بن عتبہ ابی وقاص کو بلا کر کہا ہے ہاشم خوش نصیبی سے تو وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس گروہ میں سے پیدا کیا ہے کہ جس سے امت کو دشمنان دین کے دفعہ کے لئے مدد کے خواستگار ہوتی ہے۔ جو عبیدہ حراح نے مجھے خبر دی ہے کہ روم کے سب کافر امتدائے ہیں اور اس سے لڑنا چاہتے ہیں تجھے اسوقت اسکی مدد کرنی چاہئے ابھی شہر سے باہر نکل کر قیام کرنا کہ جو لوگ تیرا ساتھ دینا چاہتے ہوں وہ تجھے آملیں ہاشم نے خلیفہ کے حکم کو مان لیا فوراً روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں پھر خلیفہ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے دوستو میں نے ہاشم بن عتبہ کو عبیدہ و معاویہ بن جبل کی مدد کے لئے مقرر کیا ہے اور وہ شہر سے باہر چلا گیا ہے اور عبیدہ لگا کر مقیم ہے تم میں سے جو جو بہادر ہو اور اسکا ساتھ دینا چاہتا ہو وہ اس جہاد میں شریک ہو جائے یہ بہت ہی بڑا کام ہے اور اس جنگ میں دو عادتیں ہیں فتح اور لوٹ یا جنگ اور شہادت اس بات کو ستر قبیلہ ہمدان و اسلم خفاری و عبیدہ و معاویہ و معاویہ بن جبل سے بہت سے آدمی مستعد ہو گئے اور ہاشم سے جا ملے از قبیلہ میں سے ایک شخص ہاشم بن حارث بن عمر بنی اردی بنی ہاشم اور عبیدہ ہی بہادر اور جی تھا نہرا سواروں کے برابر اکیلا سمجھا جاتا تھا نہرا باہلیت میں بڑے بڑے مشہور اور جنگ جو تجربہ کار مردوں سے بڑے بہادر تھا چکا تھا اور تمام عرب میں شہرت پا گیا تھا اور صدیق کے عہد میں سعادت اسلام سے بہرہ مند ہو چکا تھا اسوقت جبکہ ہاشم بن عتبہ ہاشم بن حراح کی مدد کے لئے جانب شام جا رہا تھا اور مختلف قبیلوں کے آدمی اس کے ہمراہ تھے یہ شخص صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کے خازن اور گروہ اور چھاپی اولاد میں سے شراوی تھے پھر ہاشم بن عتبہ کے ہمراہ ہوا اور اس کے ساتھ شام کو روانہ ہوا اسکی تعداد میں نہرا سوار سجد بن ابی وقاص ہاشم کے چنانے اسکو نصیحت کی کہ اے ہاشم یہ بہت بڑی جہاد ہے اور عرب کے سردار تیرے ساتھ ہیں ان کے ساتھ سرتوت اسلحہ ہے جس کا ہرگز غور وادار نہ ہو اسے نہ ان کے دینا سب کے ساتھ ایک روش اختیار کرنا شریعت کے لحاظ سے کسی شخص کو دوسرے بر صلیب نہیں



لیکن پرہیزگاری کو سب پر فضیلت ہے جب دشمنان دین سے جنگ پیش آئے ہر ایک نیزہ اور ہر ایک تیر خدا کی رضا مندی کے لئے لگایا جائے کیونکہ دینارہ گزرے اسے کسی کے ساتھ جانیں کی تجھ سے بھی وفادہ کرے گی اور جب تو دنیا سے جائیگا تو عمل نیک اور خلقت کے ساتھ برتے ہوئے احسانوں کو سوا اور کوئی چیز تیرا ساتھ نہ دے گی آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے ہاتھ بن عقبہ معہ ہقام بن حرث الازدی اور ہیرہ جو اپنی قوموں کے سردار اور بہادری اولیٰ میں ایسے نامی گرامی تھے کہ خلقت کی انگلیاں اُن کی طرف اٹھتی تھیں اور جنگی سفارش بھی صدیق نے حد سے زیادہ کی تھی تین ہزار سوار لیکر روانہ ہوا ابو عبیدہ اور تمام مسلمان ہاتھ اور اس بھاری لشکر کی آمد سے بڑے خوش ہوئے اور دل بڑھ گئے۔ پھر ایک نہایت ہی نیک مرد مسلمان سعد بن عامر بن خدیج صدیق کے پاس آیا اور کہا اے خلیفہ رسول میں بھی روم کے کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کام کی طرف میری ملی رغبت اور نہایت دھچکا شوق ہے اگر کچھ ہمارے ہمراہ کئے جائیں تو حکم بجا لاؤں اور انشاء اللہ خدمت جہاد پر کمر بستہ رہ کر ہم کو انجام دوں۔ صدیق نے دعا دی اور اہل عرب کی ایک جماعت اس کے ساتھ کوئی تقریباً دو ہزار جوان اس کے پاس فراہم ہو گئے۔ بلال نے بھی جو حضرت رسول خدا صلعم کے منوون تھے صدیق سے کہا اے خلیفہ مجھ کو تنے آزاد کیا ہے اور میں اب تک تمہاری خدمت میں رہتا ہوں اور رسول خدا کی مسجد میں اذان دیتا ہوں۔ مگر جب سے آنحضرت نے اس دنیا سے صاحب دار آخرت رحلت فرمائی ہے میرا دل اذان دینے کو نہیں چاہتا اگر تم اجازت دو تو میں بھی روم کی طرف جاؤں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں صدیق نے جواب دیا تو خود مختار ہے جو چاہے سو کرا اعمال نیک میں کوشش بلین کر کے آخرت کا توشہ حاصل کرا سکے بعد صدیق نے سعید بن عامر کو اور اس گروہ کو جو اس کے ساتھ تھا دعا دیکر رخصت کیا سعید بن عامر دو ہزار جوانوں کے ساتھ مدینہ سے نکل کر جانب شام روانہ ہوا منزل در منزل چلا جاتا تھا یہاں تک کہ ابو عبیدہ سے جا ملا ابو عبیدہ نے یہ قاعدہ ٹھہرا رکھا تھا کہ جو قوت کوئی جماعت اس کے پاس پہنچتی اسے ملک شام کی طرف روانہ کر دیتا رومی یہ حال دیکھ کر کہ عربی فوجیں لگاتار آ رہی ہیں بخیاں کثرت ڈر گئے اور اپنے بادشاہ ہرقل کو لکھ کر مطلع کیا اور مدد طلب کی ہرقل نے جواب دیا کہ تم بار بار فوج عرب کی کثرت کا حال لکھ کر بھیجتے ہو مجھے اس بات سے بہت ہی برا لگتا ہے کہ کیوں نہ شام کے شہروں میں سے ایک ہی شہر سے اس قدر جوان ہم پہنچ سکتے ہیں کہ جو قدر ایک لشکر کے لئے کافی ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ تم کو لازم ہے کہ پوری کوشش سے مسلح ہو کر بہر عمت تمام جنگ کرو اور اپنے دشمنوں کو بھگا دو میں روح اللہ علیہ بن مریم کی روح پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس خط کے بعد اتنی فوجیں روانہ کروں گا کہ ان کے سامنے کا وسیع میدان تنگ اور تاریک نظر آنے لگیگا۔ پھر اس نے ملک روم کے حاکموں کے نام فرمان لکھوائے اور مدد طلب کی بے شمار فوجیں اُسڈرپین ابو عبیدہ نے بھی صدیق کو اس حال سے مطلع کیا صدیق فاروق نے عثمان علی اور عشرہ مبشرہ اور دوسرے دوستوں کو بلایا اور رومی لشکروں کے غلبہ کی کیفیت کہہ سنائی اور ابو عبیدہ کا خط بھی پڑھ دیا انجام کار یہ امر قرار پایا کہ عمر بن العاص کو فوج دیکر اور سر لشکر بنا کر ابو عبیدہ کی مدد کے لئے روانہ کریں عمر نے اس بات کو منظور کر لیا لیکن کہا اس شرط سے جاتا ہوں کہ شام کی تمام فوجوں کا سپہ سالار سمجھا جاؤں صدیق نے اس کو فہمائش کر کے اس خیال سے باز رکھا کہ فوج تیرے ساتھ ہے اسکا لشکر تو تو ہی ہے اور جو سردار اور جو فوجیں شام میں ہیں انکا سپہ سالار اور امیر ابو عبیدہ ہی کو سمجھنا چاہئے غرض عمر عاص نے ناچار ہو کر اس بات کو مان لیا اور مدینہ سے نکل کر غصے صوب کے کہ لوگ آکر اس کے پاس فراہم ہوں پہلے ہسبل بن عمر بن حرث اہل مکہ اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں وغیرہ میں دو ہزار سوار لے کر اس کے ساتھ ملا پھر ابوالاعور سہمی اور معین بن یزید سہمی ایک ہزار سات سو سوار لیکر آیا۔ پھر ضحاک بن قیس فہری تین سو سواروں کے ساتھ آ ملا اس کے بعد حمزہ بن مالک ہمدانی بھی تین سو سواروں کے ساتھ شامل ہوا پھر جنید بن ہبہ فہری چار سو سوار لیکر آیا پچاس کے بعد عمر بن حرام المرادی دو سو سوار لے ہوئے آیا غرض کل چھ ہزار سوار عمر بن عاص کے پاس فراہم ہو گئے اور عمر بن

اس لشکر کو ترتیب دیکر شام کی مہم کا ارادہ کر لیا صدیق نے ابو عبیدہ کو خط لکھا کہ تیرا خط پہنچا دشمنوں کی فوجوں کی فراہمی اور انکے ماسواہ کا اٹکنا نام یہ لکھنا اور وعدہ دینا کہ اس قدر تک روانہ کروں گا کہ میرے مہمان ننگ ہو جائیگا ذوق و توبہ حال معلوم ہوا زمین خود انہی لوگوں پر جو اُنکے ظلم و ستم اور غرور و جہالت کے ننگ ہو رہی ہے۔ مجھے اُسی خدا کی قسم ہے جو واحد ہے کہ لو کہ کو یہ امید واقع ہے کہ ہر قتل کی خراسکی ولایت سے اُکھاڑی جائے گی اور اُس کا ملک السار اللہ مسلمانوں کے ہاتھ آئیگا اس خط کے پہنچنے ہی ایسے لشکر کو فراہم کر لکھا اور ہوشیاری سے کام لینا جن راتوں سے دشمن کی رسید پہنچتی ہو ان کو نہ کرو نہ بنا۔ آگاہ ہو کہ ہر قتل جب قدر مدد روانہ کرے گا اس سے دو جندیں تیرے پاس روانہ کرتا ہوں گا ان سب امور کو سمجھ لے اور ہر طرف سے اطمینان رکھ خدا کا شکر ہے کہ قدرتی سامان فراہم میں کسی چیز کی کمی نہیں فوج کو گروہ و گروہ شام کی حدود پر روانہ کر کہ وہ لوٹ کھال حاصل کریں اور اگر دشمن مقابلہ پر آئے تو اس کا مقابلہ کریں اور خدا تعالیٰ کی امداد پر بھروسہ رکھیں تم خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے لڑتے ہو اور وہ شیطان کی خوش کرنے کے واسطے۔ خدا ہی تمہارا غماز اور مددگار ہے۔ بہت جلدی تم کو فتح نصیب کرے گا عرصہ عاص کو جبکی عقل و تجربہ کا حال معلوم ہے اور جس کی حکمرانی اور شجاعت و کوشش و دانائی بیان سے ماہر ہے تیری مدد کے لئے روانہ کرتا ہوں میں نے اسے سمجھا دیا ہے کہ وہ تیرے حقوق کو صلح نہ کرے گا اور تیرے کہنے سے منحرف نہ ہوگا تجھے بھی لازم ہے کہ اسکی بہت بڑی عزت کرتا رہے۔ اور مشکل مواقع پر اس سے متورہ لے اور اسکی رائے سے فائدہ اٹھائے اور اسکی خاطر داری کو لازمی امر حالے زیادہ سلام یہ خط عرصہ عاص کی روانگی سے پیشتر روانہ کیا گیا تھا۔ جب ابو عبیدہ کو ملا اور مضمون معلوم ہوا تو عرصہ عاص اور فوج کسیر کے آنے سے بہت حوش ہوا اور تمام مسلمانوں کی مکرمت مضبوط ہو گئی دوسرے دن عرصہ عاص مع فوج ابو عبیدہ کے لشکر میں آہنی ٹامی خوشیاں منائی گئیں ابو عبیدہ نے عرصہ عاص سے ملاقات کر کے کہا تیری رائے نہایت عمدہ اور تجویز بڑی مبارک ہے مسلمانوں کو تو نے جن جن امور میں صلاح دی اسکی بے شمار نیکیتیں ظاہر ہوئیں اور ان باتوں کا انجام نہایت خوب نکلا اب اس مہم میں جو مجھے دیر تیش ہے متورہ دیتے رہنا اسی اثنا میں خبر آئی کہ ہر قتل بادشاہ روم نے جبکہ الایم الغسانی کو چالیس ہزار جوان دیکر بھیجا ہے اور وہ دمشق کے غوطہ میں پہنچ گیا ہے ابو عبیدہ نے عمر کے بھائی ہشام بن عاص کو بلا کر ہر قتل کے پاس جانے کے لئے مقرر کیا اور کچھ دین دار لوگ متعین کئے کہ اس کے ساتھ حائین اور بن اسلام کو ہر قتل پر ظاہر اور ثابت کریں اگر وہ دین اسلام کو قبول کرے گا تو ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے مجبور ہونگے پھر ہشام کو حکم دیا کہ دمشق کے غوطہ کی طرف روانہ ہو اور جلد کے پاس جائے اور اسلام کو اس پر ظاہر کرے ہشام ایسے ہمارے بیوں کے ساتھ جلد دمشق کے غوطہ میں پہنچا اور اجازت طلب کی جب اندر پہنچے تو دیکھا کہ دربار لگا ہوا ہے جلد ایک اونچے تخت پر بیٹھا ہے دہنی طرف میں کے بادشاہ شہری کو سیوں بزمین میں اور زلف کے لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں اور عربی طریق کی عملے سرو پر میں و بار میں سیاہ دیا کا فرش کیا ہوا ہے جلد کے سر پر بھی شہری تاج رکھا ہے اور سیاہ ریشی لباس پہنے ہے اسے مسلمانوں کو دیکھ کر کہا بیٹھو وہ لوگ کچھ دور بیٹھ گئے نقیب نے اگر پوچھا جلد دریافت کرتا ہے کہ تم کس غرض سے آئے ہو ہشام نے کہا جلد سے کہو اگر مجھے گفتگو کرنی ہے تو تخت سے اُترے ہم سے باتیں کرے اور ہمارا بدعائنہ نقیب نے جلد سے ایسا ہی کہیا اور اُس نے بھی قبول کیا تخت سے اتر کر ایک اور کم درجہ بلند حکم پر بیٹھا اور ہشام کو زیادہ نزدیک بلا لیا ہشام اس کے ساتھی قریب آ گئے اور اس کے تخت کے پاس ہو بیٹھے پھر ہشام نے قرآن شریف کی کئی آیتیں پڑھیں اور جلد کو اسلام کی طرف نکالیا بہشت اور دوزخ اور ثواب و عذاب کی اطلاع دی اور دین اسلام کی چند شرطیں اور بعض طریقے بتائے جلد نے مسطورہ کئے ہشام نے کہا اگر تو اسلام کو قبول نہیں کرتا تو میں چند باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں ان کے جواب دے جلد نے کہا پوچھ ہشام نے کہا تو نے یہ سیاہ لباس کس لئے پہنا ہے جلد نے کہا میں نے اس نیت سے پہنا ہے کہ جب تک تم لوگوں کو ان کے ملک سے نہ نکال دوں گا اسے بدن پر سے نہ اتاروں گا ہشام نے ہنس کر کہا خدا کی قسم تو ہمارے دربار سے بھی نہیں نکال سکتا ولایت شام تو دوسری چیز ہے تم خدا کے حکم سے



اور تیرے مانتا کو بھی گرفتار کرینگے جو روم میں موجود ہے جب لے کہا کیا تم سمرام ہشام نے کہا سمرام کون ہوتا ہے اسنے جواب دیا کہ سمرام وہ قوم ہے جسکا ذکر  
 انجیل میں آیا ہے کہ وہ دل میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت خدا میں مصروف رہتے ہیں نیک کاموں کے لئے تاکید کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے  
 ہیں اور ان کے مقبوضات مرق سے سحر تک پھیل چائینگے تنہا غلطی سے اپنے آپ کو سمرام سمجھ لیا ہے۔ ہشام نے کہا حدیث کی قسم ہم وہی لوگ ہیں جنکا ذکر اللہ تعالیٰ  
 نے انجیل میں کیا ہے اور یہی حقیقتیں ہم میں موجود ہیں اس میں ذرا سا بھی شک نہیں جبکہ اس رات سے بڑی حیرت ہوئی اور کچھ دیر سوچ کر کہا تمہیں  
 میرے پاس بھلا ہے یا شہنشاہ کے پاس۔ ہشام نے کہا تیرے پاس بھی اور ہر قل کے پاس بھی جبکہ کہا مناسب یہی ہے کہ تم ہر قل کے پاس جا کر اس  
 امر کو بیان کرو اگر وہ قبول کرے گا تو میں بھی قبول کر لوں گا اور کوئی انکار نہ ہوگا ہشام اور اس کے ہمراہی انطاکیہ کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ روم کا  
 مانتا وہاں قیام پذیر تھا۔ انطاکیہ میں داخل ہوتے وقت لوگ انکو دیکھتے تھے ہر قل کے محل سے اس کے دروازہ پر آتے ہی اونٹوں کو ٹھکرایا اور  
 سبے ملکر آواز بلند کرکے کہی اللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر واللہ الاکبر  
 کا آواز بلند نکلتا تھا کہ ہر قل کے کمرہ کی چھت گر کر مٹی کے ٹکڑے ہر قل پر پڑے اور وہ زخمی ہو گیا۔ ہشام نے کہا اب تک ہم یہ معاملہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہمارے اس لئے وقوع میں آیا ہو کہ تجھے تہیہ ہو جائے ہر قل کچھ دیر سوچتا رہا پھر بوجھتا کہ اس  
 آئے ہو اور تمہارا کہا مطلب ہے انیا نیام نہیں یا تو مسلمان اس کے سامنے گئے اس وقت وہ سونے کے تخت پر حیرت منور دیکھا بھی ہوئی تھی بیٹھا تھا اور سونے  
 کا تلخ سر پہ تھا وہ عربی زبان سے واقف تھا مگر کبھی طرح نہ بول سکتا تھا مسلمان اس کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے نہ اسے سلام کیا نہ اسکی تعریف کی ہر قل  
 نے مسر کر بوجھتا ہے مانتا کی توفیق اس طریق پر کیوں نہ کی جس طرح تم اپنے مانتا کی کرتے ہو۔ ہشام نے کہا ہمارے لئے یہ امر جائز نہیں کہ تیری تباہی کریں  
 کیونکہ تو غیر دس پر ہے۔ ہر قل نے بوجھتا کہ اس درتہ کس طریق پر نہیں چاہا ہے۔ ہشام نے کہا جو مرنے والے سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتا ہو وہی پاتا ہے پھر ہر قل  
 نے نماز اور روزے کا حال پوچھا کہ تمہارے دین میں کس طریق پر ہے ہشام نے اسکا بیان کیا ہر قل نے کہا میں نے تمہارے لئے ایک مکان خالی کر دیا  
 ہے وہاں جاؤ اور ٹھہرو۔ ہشام اور سب مسلمان اس مکان میں چلے آئے ہر قل نے انکو مہمان رکھا اور سرد پہنچائی دوسرے دن اپنے سامنے بلایا  
 اور طرح طرح کے حالات پوچھتا رہا پھر اپنے غلام کو بلا کر کہا وہ صند و قیو و لوہا ایک جھوٹا مگر لٹا صند و قیو لائے جس میں مختلف خانے تھے ایک  
 خانہ کھوکھلا ایک سیاہ تیشی کپڑا نکالا حیرت راز قد سفید رنگ بڑی بڑی آنکھوں اور کانوں اور روشن چہرہ والے کسی مرد کی تصویر تھی ہر قل نے کہا اسے  
 جانتے ہو ہشام نے کہا میں نہیں جانتا ہر قل نے کہا یہ آدم علیہ السلام انسانوں کے باب کی تصویر ہے پھر دوسرا خانہ کھوکھلا اور ایک اور سیاہ تیشی  
 کپڑا نکالا اس میں بھی ایک مرد کی تصویر تھی۔ رنگ سفید لمبے لمبے ہاتھ آنکھوں کے حلقے ابھرے ہوئے ریش اور نیڈیاں تیار۔ کہا یہ نوح علیہ السلام کی تصویر  
 ہے پھر اس کو بھی لپیٹ کر رکھ دیا اور ایک اور خانہ کھولا اس میں سے بھی ایک شبیہ نکلی میانہ قد گول سر نرم اور کتا وہ چیتا سی سیاہ آنکھیں نہہ کا وہاں لطیف  
 ڈانچہ ریشہ کی علامت عیاں دکھا کر کہا یہ ابراہیم کی شبیہ ہے پھر اس سیاہ کپڑے کو بھی اپنی جگہ رکھ کر ایک اور خانہ کھولا جس میں سے سفید ریشہ  
 کپڑا نکلا اس میں ایک گندمی رنگ سیاہ بالوں لمبے قد گھٹان ریشہ والے مرد کی تصویر تھی کہا یہ موسیٰ بن عمران کی شکل ہے بعض اسی طرح بہت سے  
 تصویریں دکھلائیں بعد ازاں ایک اور سیاہ تیشی کپڑا نکالا جس کے کناروں پر ریشہ کا کام تھا ہشام کو دکھا کر بوجھتا کہ کون شخص ہے ہشام اور اس کے  
 ساتھی اس شبیہ کو دیکھتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے ہر قل نے کہا تم کیوں روتے ہو انہوں نے کہا یہ ہمارے پیغمبر کی شبیہ ہے اور گویا ہم اسے دیکھ رہے  
 ہیں یہ تباہی کہ تصویر تم کو کہاں سے ملی جواب دیا کہ آدم صلی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے انبیاء کی شبیہ طلب کی تھیں خدا نے ان کے کہنے کو پورا کیا اور  
 ہر قل ان شبیہوں کو دیکھ کر دیا پر بنا کر لائے حضرت آدم سے حضرت شیث علیہ السلام کو اور ان سے دوسرے نبیوں کو ملتی چلی آئیں یہاں تک میرے آباؤ اجداد

کے ہاتھ آئیں اور اب سرے قضے میں میں مجھے حق کی قسم ہے کہ اگر اس سلطنت سے دل کو پھیر لیتا یا میرے لوگ میرا ساتھ دیتے تو میں تمہارے دین کو قبول کر لیتا اور تمہارے ساتھ ہو جاتا کیونکہ تمہارا دین درست ہے مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سلطنت کو برباد کر کے فقیری اختیار کر لوں اور اس عتس و راحت کو بھڑوڑوں پھر حکم دیا کہ ہشام اور اسکے ساتھیوں کو حطت گراں بہا اور انعامات کثیر عطا کریں ہشام نے ایسے سے انکار کیا اور ان عطیوں پر ذرا توجہ نہ کی ایسی سواری پر چڑھ کر ابو عبیدہ کطرف چل کھڑا ہوا اور خدمت میں پہنچ کر جلد اور ہرقل کا تمام حال کہہ سایا ابو عبیدہ متحجب ہوا اور سمجھا کہ ابجا کارڈائی ہوگی ہرقل نے تنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور فراہمی و درستی اسلحہ اور آراستگی افواج و افزونی سامان حرب و ضرب میں سعی بیچ کی ابو عبیدہ نے یہ حال اُس کے لئے لکھ کر جمع کیا اور جائزہ لیے سے معلوم ہوا کہ کل تیس ہزار کی جمعیت ہے اُس فوج کو لیکر حاصیہ مقام تک کوچ کیا اور چھاپی ڈال دی ہرقل نے اس امر سے مطلع ہو کر راستی ہر ارحکچور وارہ کئے کال کو بھیجے ہنادیں ابو عبیدہ نے تمام کیفیت صدق کو لکھ بھیجی صدیق نے عمرو عتس و علی مرصے اور حملہ صحاب کو فراہم کر کے متورہ کیا عمر نے کہا میری تویر رائے ہے کہ خالد بن ولید کو خط لکھ کر حکم دیا جائے کہ جب قدر سوار و سپاہ اسکے ساتھ ہوں انہیں لیکر ابو عبیدہ کی مدد کرے خالد اس وقت عراق میں تھا صدیق نے خالد کو ایک خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ خط ابی کر کی طرف سے خالد بن ولید کے نام ہے میں تجھے اسلامی فوج کا امیر بنا کر و میوں سے جنگ کرے کے لئے مقرر کیا ہے پس حلدی کر اور خدا کے دتموں کا مقابلہ کر اور ان لوگوں میں سے جو جنہوں نے جہاد کا حق ادا کیا ہے خدا بھی فرماتا ہے کہ اس تجارت میں آخرت کا فائدہ ہے میں نے تجھ کو ابو عبیدہ اور اُس کے لشکر پر بھی امیر مقرر کیا ہے خط پہنچتے ہی اگر ٹھیک ہے تو اٹھ کھڑا ہو اور اگر کھڑا ہے تو ٹھیکامت فوراً لشکر کی تیاری کر کے اور اپنے معتد نام کو عراق میں اپنی جگہ چھوڑ کر مدد فوج اس کام کی طرف متوجہ ہو ابو عبیدہ اور مسلمانوں سے حامل مجھے کھرو سہ ہے کہ حوصت تو وہاں پہنچ کر فوجوں کی مدد کرے گا تو وہ قوی دل ہو جائیں گے اور فتح حاصل ہوگی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو طاقت نہیں جب یہ خط پہنچا خالد نے اس فرمان کی پیروی کی اور تسی بن حارث کو ملک عراق میں اینا نائب قرار دیکر اپنی جمیع کا جائزہ لیا اس میں حجاز اور یمامہ کے لوگ تھے اور کل سات ہزار سوار تھے تیاری کرتے ہی شام کی طرف روانہ ہوا منزل در منزل جاتا تھا اور اتنا راہ میں مخالف قوموں کو قتل و غارت کرتا تھا اسی طرح شام کی سرحد ہاٹھینجا اب مسلمانوں میں سے کوئی شخص راستہ نہ جانتا تھا رافع بن عمیر طائی سامے آیا اور کہا میں اس راستے کو اور اس کی منزلوں کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں اگر حکم ہو تو میں فوج کا رہبر بنوں یہی رافع اُس عمر کا بیٹا ہے جس سے بھڑے نے ماتیں کی تھیں اور یہ حکایت اس طرح ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے عہد میں عمیر طائی کے پاس حمد بھڑین تھیں جنگل میں حیرا ہوا تھا کہ ایک بھڑیاں میں سے ایک بھڑی کو اٹھا کر لے جلا عمر نے چھپا لیا اور اپنی بھڑی چھالی بھڑیا اس سے گویا ہوا کہ اے لوگو خدا نے مجھے روزی دی تھی میں اپنی روزی کھانا چاہتا تھا تھے چھین لی عمیر بولا عجیب بات ہے کہ بھڑیا باتیں کرتا ہے بھڑے نے کہا اس سے زیادہ تجھ کی یہ بات ہے کہ ایک سچا بیغمیہ ظاہر ہو کر سیدھے راستہ پر تم کو بلاتا ہے اور تم اس کی بات کو نہیں ملتے ایسے توں ہی کی طرف متوجہ ہوا اور ان ہی کی عبادت کرتے ہوا وہ توں کی یو جا کو اللہ کی عبادت پر ترجیح دیتے ہو عمیر بھڑے کی گفتگو سے بہت ہی حیران اور متحجب ہوا دل میں کہا اس نے سچ کہا ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر بھڑے کا حال کہہ سنایا اور ایمان لا کر مسلمان ہو گیا اُس نے دین اسلام میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا عرض خالد نے رافع کو اگوا مقرر کیا رافع رہبریں کو اسلامی لشکر کو اُس بے آب و دانہ دشت سے نکال لے گیا پھر براہِ افراط آب و طمانہ والا علاقہ آیا منزل در منزل کوچ کرتے ہوئے ابو عبیدہ کے متصل پہنچے تو خالد نے مسلمانوں کی امداد کے لئے اپنے آنے کی اطلاع دی ابو عبیدہ اُس کے آنے سے بہت شاد ہوا اور جس آدمی اس بات سے رنجیدہ بھی ہوئے کہ خالد ابو عبیدہ اور سرطالان لشکر کا امیر مقرر کیا گیا ہے مگر ابو عبیدہ کی حالت حسبِ معمول تھی



جب خالد قریب آیا تو ابو عبیدہ اور دوسرے امیران لشکر اور نامور فوجی اشخاص سوار ہو کر خالد کے استقبال کے لئے گئے اور نہایت ہی عمدہ طریق سے انہما خدر مت گزار دی کیا اور اسکے آگے بڑے انتہا خوشی ظاہر کی خالد ایک صومعہ میں جو دمشق سے تین میل دور تھا اُتر اسی وقت سے وہ صومعہ ویر خالد کہلانے لگا خالد نے ہم کی تیاری اور کاموں کی درستی شروع کی یزید بن ابی سفیان کو پانچ ہزار سوار دیکر بلقا کی طرف روانہ کیا اور وہ علاقہ اُس کے حوالہ کر دیا عمر وعاص کو بھی پانچ ہزار سوار دیکر کہا کہ فلسطین کی طرف کوچ کر کے اسے فتح کرے اور اسلام کے طریقوں کو پھیلاتے پھر شہیل بن حسنہ کو بلاتین ہزار سوار دے کہ بصرہ کی فوج میں جائے سعید بن العاص کو بھی بلایا اور چار ہزار سوار دیکر سرحد جوزان پر مقرر کیا معاذ بن جبل کو دو ہزار سوار دے کہ جبلک کی طرف بھیجا اس طرح اُنیس ہزار سواروں کے تحت میں دے کر ولایت شام کی سرحد پر مامور کر دے ابو عبیدہ کو نیند نہ آئے کر دمشق کے غوطہ میں قیام رکھنے کے لئے کہا اور جاسوسوں اور خبروں کو ہر چار طرف بھیج دیا کہ بادشاہ ہر قتل اور رومی لشکر کے حالات معلوم کر کے صحیح صحیح حالات سے مطلع کرتے ہیں اتفاقاً ایک جاسوس خبر لایا کہ چالیس ہزار رومی لشکر اجنادین موضع میں فراہم ہوا ہے اور تم جو بے کار ارادہ رکھتا ہے اور وہ عرب جنہوں نے ترسانہ مذہب اختیار کر لیا ہے ہر طرح سے اُن کو مدد دے رہے ہیں اُن کی طرف سے بری احتیاط رکھنی لازم ہے خالد اور ابو عبیدہ نے ان امیروں اور لشکری سرداروں کو جنہیں حدود شام پر مسلط کیا تھا خط لکھ کر خبردار کیا کہ رومی فوجیں مسلمانوں پر حملہ آور ہیں جنگ پر مستعد ہو کر خالد سے آئیں اور راستہ میں ہر طرح کی ہوشیاری اور احتیاط عمل میں لائیں پھر آپ پندرہ ہزار سوار لیکر مسرت تمام غوطہ سے وشمون کی طرف بڑھا ابو عبیدہ نے کہا اے خالد اس قدر جلدی نہ کر آہستہ چلنا بہتر ہے کہ جو لشکر ادھر ادھر پھیلا ہوا ہے ہمسے آئے خالد نے کہا مجھے ایسی باتیں نہ کرو قسم خدا کی اسی لشکر سے جو میرے ساتھ ہے میں بادشاہ روم سے جنگ کر سکتا ہوں اور زمانہ دروں گا گوان لشکر شمار میں دس گنا ہی ہو فتح اور کامیابی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے غرض اجنادین کا رخ کیا جمعہ کا دن اور نماز مغرب کا وقت تھا کہ اوس موضع میں پہنچے لشکر کفار کے مقابل اُتر پڑے اسی منزل میں امداد کے لئے وہ فوجیں بھی آکر شامل ہونے لگیں جن کو خالد نے متفرق مقامات پر تعین کیا تھا صبح کو پہنچے دن تھا سورج نکلتے ہی خالد نے لشکر کو صف آرا کیا دائیں بائیں جناح اور ساق اور قلب لشکر کو ترتیب دیا عورتوں اور لونڈیوں کو مردانہ لباس پہنا کر جمعیت زیادہ معلوم ہو عقب میں جگھ دی اور کہا تم دعا سے مدد کرتی رہو اور خدا سے مسلمانوں کی فتح مندی کے لئے التجا کرتی رہو پھر لشکری سرداروں اور امیروں اور جوانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے خدا کے بندو حد سے ڈرو اور اس سے شرم کرو اور خدا کی راہ میں کافروں سے جو دین حق کے دشمن ہیں جنگ کرو قدم جاؤ اور پشت نہ پھیرو اور بھوکے تیروں کی طرح حملہ کرو دل سے دنیاوی زندگی کے خیالات دور کرو اور آخرت کے ثواب کی آرزو کرو فتح اور نصرت حاصل کرو اور دشمنوں سے اس زرخیز ولایت کو چھین لو خدا تم سے خوش ہو گا پھر توری لشکر بھی سب طرح سے مسلمان جنگ وغیرہ مکمل اور درست ہو کر آگے بڑھا اور صفین قیام ہونے کے بعد جنگجو بہادر میدان میں نکلے گھوڑوں کو کاوے دیتے تھے اور اشعار جز پڑھتے تھے یکایک ایک رومی بطریق قلعہ نام لکھنا زری کا لباس اور سونے کا تلج سر پہ تھا شکی گھوڑا زیران زین اور لگام سراسر زین اپنے مرکب کو کاوے دیتا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا اس طرف سے بھی کار آزمودہ بہادر میدان میں نکل پڑے باہم جنگ ہونے لگی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ رومی لشکر کو غلبہ حاصل ہوا وہ تیر سارے تھے اور مسلمان بہ کثرت زخمی ہونے لگے خالد اُن کا دل بڑھا بڑھا کر رٹنے کی ترغیب دے رہا تھا جوانوں نے فریاد کی کہ اے امیر کافروں کے لشکر نے ہمیں تیروں سے مجروح کر دیا اور تواجارت ہمیں دیتا کہ ہم اُن پر حملہ کریں یہ کیا بات ہے ہم کو اجازت دے کہ ہم بھی اُن کی خبر لین خالد نے کہا جلدی نہ کرو ہمارے پیغمبر صلیم نے بھی لڑائی میں کبھی جلدی نہیں کی اور فرماتے تھے کہ جلدی شیطان کا کام ہے اور دھیل رحمانی کام ہے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے پھر حکم دیا کہ سب ملکر ایک ہی دفعہ نفر تکبیر باورائید

کہیں تاکہ خلافت لائے ان کے دل میں رعب پیدا کر دے اور وہ اہل بیت و جہاں غرض مسلمانوں نے اس زور سے تکیہ کا نعرہ لگایا کہ رومی کافروں کے  
 دل ہل گئے اور ان کے جوش و خروش جاتے رہے اب خالد نے کہا کہ سب کے سب متفق ہو کر حملہ کر دو فی الفور انہوں نے گھوڑے اڑا کر حملہ کیا اور غازی  
 گھسٹ کر کافروں پر ٹوٹ پڑے پہلے ہی حملہ میں ایک ہزار سات سو جوان مار ڈالے اور ان کا سردار قلعہ بھی اسی حملہ میں قتل ہو گیا رومیوں میں مقابلہ کی تاب نہ  
 پشت پھیری اور بھاگ نکلے جھنڈے گرا دیے اور جدید کو مہمہ اٹھا کر بھاگے اسلامی فوج نے چھپا کیا سوار اور پیدل جو سامنے آتا اسے قتل کر ڈالتے  
 جو تلوار کی آغ سے بچ رہے انہوں نے قلعوں میں پناہ لی بے شمار لوٹ مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور آٹھ سو رومی سوار گرفتار کئے گئے جب ان کو  
 خالد کے سامنے حاضر کیا تو حکم دیا کہ ان کے سامنے دین اسلام کو پیش کریں مگر نہ قبول کرے یہ سب گردن مارے گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسی  
 بڑی فتح نصیب کی کہ وہ لوٹ کے مال و اسباب سے مالا مال ہو کر شکر ادا کرتے تھے اسکے بعد خالد بن ولید نے امیر المؤمنین صدیق کی خدمت  
 میں خط لکھا مضمون یہ تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اوائے لازم خدمت و سنت سلام و درود خالد بن ولید خلیفہ رسول کی حساب میں تحریر  
 کرتا ہے کہ خلیفہ کے حکم سے خالد نواح شام میں پہنچ کر ابو عبیدہ اور دوسرے امیروں اور لشکر کے سرداروں سے جاملما اور سب باہمی اتفاق سے  
 ہمہ کی طرف متوجہ ہوئے شام کے متصل ایک موضع اجنادین ہے کافروں کا جمع ہوئے صلیبیں اور جھنڈے بلند کر کے آپس میں عہد باندھا کہ مسلمانوں  
 کے مقابلہ پر چاہتا ہو سکے گا جان توڑ کر لڑیں گے اور ان کو اپنی جگہ سے نکال دیں گے اور جب تک غیروں کو اپنے ملک سے خالی نہ کرالیں گے ان کے  
 سے نہ بٹھیں گے غرض یہ قول قسم کر کے ایک دوسرے کی مدد پر مل گئے اور ہمارے قتل اور دغیہ کے لئے ایک زبان ہو گئے ہم نے بھی تیاری  
 کی اور فدا یر بھروسہ کر کے باہمی اتفاق سے بہادرانہ حصول شہادت و ثواب جہاد پوری کوشش اور مضبوط دلوں کے ساتھ متوجہ ہوئے تلواریں بھینچ  
 لیں موقع موقع ہندی شمشیروں، خنجروں اور تیروں کی بوچھاڑوں سے پیچھا تنگ کر کے دشمنوں کو مغلوب اور خستہ حال کر دیا اللہ تعالیٰ نے  
 مسلمانوں کو ان سب پر فتحیاب کیا اور صحابہ کی نیک دعاؤں کی برکت سے ایسی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من  
 یشاء یعنی یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے جو وقت یہ فتح نامہ امیر المؤمنین صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا نہایت ہی دلنوا ہوئے اور  
 جہن مبارک سے مسرت اور خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے خالد بن ولید کے خط کے جواب میں امیر المؤمنین نے ایک خط تحریر کیا اس کی سہی اور  
 کوششوں کی بہت تعریف کی اور لشکر کے دوسرے سرداروں اور بہادروں کی خدمتوں کی بھی خوب داد دی اور درگاہ الہی سے بے حساب  
 ثواب حاصل ہونے کی خوشخبری دیتے ہوئے ہدایت کی کہ اس کے افضال بے پایاں کا شکر یہ ادا کرتے رہو اور ہر وقت اس کو یاد رکھو اس فتح  
 کے بعد خالد اور فوج کے امیروں نے دمشق کی طرف واپس چلے آئے کو مناسب سمجھا دشمن دمشق کے قلعہ میں موجود تھے اس لئے اسلامی فوج  
 نے اس کے دروازوں کی تقسیم کے بعد مورچا لیں قائم کر کے قیام کیا اور دمشق کو ہر طرف سے محاصرہ کر لیا اب دمشق کے قلعہ والے دشمنوں پر  
 سختی کے ساتھ تنگی شروع کی وہ بھی خوب خوب لڑتے اور جوانوں کو تیروں اور تپھروں سے زخم پہنچاتے تھے طرفین سے کامل جدوجہد و قوت  
 میں آتی تھی اسی شان میں ایک جاٹوں نے روم کی طرف سے حاضر ہو کر خبر دی کہ ہر قتل نے اہل قلعہ کی کمک کے واسطے فوج روانہ کی ہے جو غریب  
 ہی پہنچا چاہتی ہے خالد نے سنتے ہی دمشق کا محاصرہ اٹھا دیا اور رومی لشکر کے مقابلہ کی غرض سے تیاریاں کر کے ان کو موضع مرج صفر میں جا  
 لیا دیکھا کہ رومی فوج کے دو نشان ہیں اور ہر نشان کے نیچے دس ہزار سپاہی خالد نے اپنے جوانوں کا دل بڑھایا اور کہا مردانہ جوصلہ رکھ کر  
 جنگ کرو جو وقت میں حملہ آور ہوں اسی وقت تم سب ایک دل ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑو تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مدد سے ہم دشمنوں کا  
 صیبا نکال ڈالیں غرض اسی طرح تمام فوج نے ایک ہی دغہ حملہ کر دیا کافروں کے بہت سے آدمی مار ڈالے اور ضل آگئی سے اس جنگ



میں لشکر اسلام کا ایک آدمی بھی نہ بھیجا۔ میں ہزار سے زیادہ کافر داخل جہنم ہوئے رومیوں کا سردار ایک بطریق قسطا نام بڑا جلیل القدر تھا ابابک  
سوساٹھ آدمیوں سمیت گرفتار کر کے خالد کے سامنے لایا گیا خالد نے اسے دین اسلام کی ہدایت کی اور اس نے انکار کیا کہ میں اپنے مذہب سے پھر گنا  
اسے حکم خالد مع ہمراہیوں کے اسکا سر قلم کیا گیا اسلامی لشکر مظفر اور منصور ہو کر کچال شادمانی موضع مرج صعر سے مراجعت کر کے دمشق کی طرف  
آیا اس لڑائی سے بے شمار لوٹ کا مال و اسباب ہاتھ لگا تھا اور یہاں وجہ کہ اس وقت کے حکم کے مطابق جو لوٹ کا مال ہوتا تھا وہاں بہت سی باتیں کہ  
رسی کا ٹکڑا یا اون کا پارچہ ہی کیوں نہ ہوتا کوئی شخص بال برابر بھی نقص نہ کرتا تھا اور تمام لوٹ عامل کے سامنے لائی جاتی تھی تاکہ امیر کے حکم  
دینے کے بعد برابر ہی حصہ سے آپس میں تقسیم کی جائے جو وقت خالد نے قلعہ دمشق کے گرد قیام کیا سرداران فوج مال غنیمت لالا کر اس کے سامنے  
رکھتے جاتے تھے اور خالد اس کو تمام مسلمانوں پر تقسیم کرنا جاتا تھا قلعہ کے اندر ایک بطریق قلعان نام تھا اس نے یہ حال دیکھا تو مسلمانوں کی کمال ہمت  
اور حسن سیرت پر بڑا تعجب کیا اور صاحبوں سے کہا مجھے اس قوم کے طریقوں سے حیرت ہوتی ہے کہ دشمنوں کا جو مال ہاتھ آتا ہے اسے افسر کے  
حکم بغیر اس میں ذرا سا تصرف بھی نہیں کرتے اور نہ امیر کی اجازت بغیر کسی چیز کو حلال سمجھتے ہیں راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں اور دن میں سونا  
رکھتے ہیں اگر بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو ثابت ہو جانے کے بعد اس کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا ہے اور اگر اس میں سے کوئی کسی کی عورت سے زنا  
کرتا ہے تو اسے سنگسار کرتے ہیں مجھے ہر قل کی ناراضی کا اندیشہ نہ ہوتا تو ان سے صلح کر لیتا اور انہی کے دین میں جا ملتا غرض خالد اور اسلامی  
لشکر ان کو گھیرے پڑے تھے اور محاصرہ کی تنگی میں بڑی کوششیں ہو رہی تھیں جن سے کمال امید تھی کہ دمشق جلد ہی فتح ہو جائے گا اور ایسا بارونتی  
اور متمول اور خوش حال شہر معہ حرائنوں قبضے میں آجائے گا کہ اتنے میں خالد بن ولید کو یہ حال کا کہ صدیق کی بیماری سے نہایت کمزور اور ناتوان ہو گیا  
ہے اس حسرت سے تمام مسلمانوں کو بے حد رنج ہوا اور فطرت کی حالت میں اس خبر کو بند رکھا کہ مبادا دشمن اس پائیں اور قلعہ کے فتح ہونے میں مشکلات  
واقع ہو جائیں \*

## صدیق کی بیماری اور نیافانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کرنے کا حال

لکھا ہے کہ جب صدیق کی بیماری حد سے زیادہ بڑھ گئی اور تاب و طاقت بالکل گھٹ گئی تو قلم و دوات اور کچھ کاغذ لکھا اور ایک عہد نامہ لکھ کر  
کسی صحابی کے حوالہ کیا کہ جا اور صحابہ کو باہر جمع کر کے جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے پڑھ کر سنا دے اور کہہ دے کہ خلیفہ کی اس تحریر پر عمل کریں اور جس  
ولی عہد قرار دیا ہے بغیر عذر مان لیں وہ شخص رسول خدا کی مسجد میں آیا وہاں تمام ہاجرین اور انصار اور کل وضع و شریعت جمع تھے کہا اے  
دوستو رسول خدا کے خلیفہ نے کچھ لکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم اس کی پیروی کرو لوگوں نے کہا جو کچھ فرمایا ہے اسے بیان کرنا ہے وہ کاغذ نکالا  
اور پڑھا جو صدیق نے اپنی ہاتھ سے لکھا تھا اور جس میں عمر خطاب کو اپنا جانشین قرار دیا تھا بعض آدمیوں نے کہا میں نے سنا اور دل بہان سے  
منظور کیا اور بعض سن کر خاموش ہو رہے اس کے بعد طلحہ بن عبد اللہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق کے پاس گیا اور کہا اے خلیفہ رسول تو عمر خطاب  
کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کرتا ہے صدیق نے کہا کس لئے اسے خلیفہ نہ بناؤں طلحہ نے کہا عمر سخت مزاج شخص ہے اور تو بھی جانتا ہے کہ تیرے زمانہ  
میں بھی اس کی سختی سے کتنے آدمیوں کو بے نیچا ہے اگر خدا نخواستہ تو نے اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا تو لوگوں کو  
کیا کچھ ایسا پہنچے گی اور بے آسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ کس طرح شیش آئے گا دراشتک نہیں کہ آخرت میں اس امر کی یازیں  
تجسس کی جائے گی کہ ماتحتوں کے کام کو کس طرح انجام دیا اور کس شخص کو مسلمانوں پر خلیفہ اور نائب مقرر کیا صدیق طلحہ کی یہ باتیں سن کر

کچھ دیر خاموش رہا اور اس معاملہ پر غور کر لے لگا پھر سر اٹھا کر کہا اے طلحہ تو مجھے خدا سے ڈرتا ہے اور موت کی تمہارے کرتا ہے جب میں اس یا سحر کر جاؤں گا اور خدا مجھ سے ماتحتوں کی نسبت سوال کرے گا کہ ان پر کس شخص کو امیر اور خلیفہ کیا ہے تو کہو لگا اے عزیز خدا میں اس پر سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ کیا ہے اس کے بعد عثمان بن عفان کو اپنے یاس بلایا اور کہا بری طرف سے وصیت نامہ لکھ عثمان قلم دوات لیکر اس مضمون کا وصیت نامہ لکھا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** یہ وہ وصیت ہے جسکو بعد اللہ ابو بکر رسول خدا کے خلیفہ اے ایسی حیات کے اُس آخری وقت میں جو دار عقبہ کے شروع زمانہ سے ملحق ہو والا ہے بیان کیا ہے کہ میں عمر بن خطاب کو اُمت محمد مصطفیٰ صلعم پر خلیفہ کیا اگر وہ انصاف پروری عدل گستری اور دیانت داری سے چلے گا اور راست بازی اور نیک صلت اختیار کریگا تو میری اُسے حق میں غلطی پر نہ ہوگی اور اگر اس کے برخلاف کچھ الٹا بیٹی کریگا اور رعایا کا حق نہ پہچان کر ظلم و ستم اور کسری کا تخم لووے گا تو اس کا منظر اُسی پر پڑے گا اور اس کی جواب دہی بھی اُسی کو کرنی ہوگی اپنے قول و فعل کی ذمہ داری وہ آپ جیسے گا پھر آدمی بھیج کر عمر کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر کہا اے عمر آدمی دوستی اور دشمنی سے خالی نہیں ہوتے نیک کچھ لوگ تیرے بھی دوست ہوں گے اور کچھ دشمن وہ نہ چاہیں گے کہ بہ مرتبہ تجھکو حاصل ہو تو اس امر کا کچھ خیال نہ کرنا ایسا ہوا ہی کرتا ہے میں نے تیرے لئے وصیت نامہ لکھا ہے اور تجھے ایسا خلیفہ کیا ہے اس عہد نامہ کو لے اور مضبوطی و استقلال سے اُمت کے کام میں مشغول ہو اگر وہ ہو کہ تو آج سے اُمت رسول پر میرا خلیفہ ہے اور قیامت کے دن تجھکو اپنے کاموں کی جواب دہی کرنی ہوگی عمر نے کہا اے خلیفہ یہ بہت مشکل کام ہے میں اس سے عہدہ برا نہ ہوں سکوں گا مجھے اس کی ضرورت نہیں صدق نے جواب دیا کہ تجھے خلافت کی ضرورت نہ ہو مگر خلافت کو تیری ضرورت ہے میں تجھے خلافت نہیں دیتا بلکہ میں خلافت کو تیرا احسان مند بناتا ہوں کیونکہ اُسکو تیری ذات سے زیب و زینت اور عظمت و جلال حاصل ہو گا تبھی خلافت کے سبب تو خیالات نفسانی کو اپنے نفس سے دور کر اور اپنے نفس کی حکمرانی سے بچنا اور خود کو بھی اور لوگوں سے حفاظت میں رکھنا کہ نہ بہت سے سینوں میں کینہ نہاں ہے اے عمر صبر کر تو خدا سے ڈرنا دیکھا اور اس کی رضا مسد کی کو اپنی خواہشوں پر ترجیح دیتا رہا گا تمام آدمی تجھ سے ڈرتے رہیں گے۔ جان رکھ کہ اہل بہشت کے اچھے افعال بیان کئے گئے ہیں اور دوزخی کی رُمی خصلتیں قیامت کے دن عملوں کی نرا زحمت کی بروی میں قائم ہوگی وہ باطل کے واسطے کم آتے گی اے عمر میری نصیحت سُن رکھ اسے نہ بھلا دینا مہاجر بن اور انصاف کی جانب داری مسکینوں کی رعایت کرنا اُنکی مصلحتوں کے حقوق کو پہچانتے رہنا کبھی اُنکو اپنے سے دُور نہ رکھنا اُن کے ساتھ حلم اور تواضع سے بسر کرنا ان برتاؤں سے وہ بھی تجھکو سامنے اور پیٹھ پیچھے دوست رکھیں گے اور ظاہر و باطن میں تیرے رفیق ہونگے جب عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح کی وصیتیں کر چکے تو اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اُسوقت دایں بائیں جانب بتیما خلقت موجود تھی کہا اے رسول کی اُمت میں عمر بن خطاب کو تم پر اہمتر مقرر کیا تم ہی قبول کرو اور اس کے حکم سے سر تابی نہ کرنا جس سبب تم کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی قربت حاصل ہوگی سُن کہا ہم نے سنا اور منظور کیا پھر بادلِ غلغلہ باہر چلے آئے اور امر الہی پر رضا مند ہوئے اسکے بعد صدق نے عائشہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا اے میری بیٹی میرا آخری وقت آئینہ نما عمر کا کوئی لمحہ ماتی ہے جب میں شربتِ مرگ کی چلوں تجھے اچھی طرح غسل دینا خود اور کفن دیکر نماز جنازہ پڑھوانا پھر بعد رسول کے قریب لیجا کر اجازت طلب کرنا کہ لوڑھا غلام ابو بکر دروازے پر حاضر ہے اگر اجازت پناؤ تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا پھر کہا **اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اِلَیْهِ رَاٰحَتُوْنَ** یعنی ہم خدا کے واسطے ہیں اور ہم اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں جس دن وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا اور دوسرے دن میری وفات پائی اُس دن مدینہ میں عام نے قراری تھی ہر سمت سے ایسی ہی رونے پینے کی آوازیں آرہی تھیں جیسی پیغمبر صلعم کی وفات کے دن غرض غسل دیکر خود چھڑکا اور کفن پہنا کر نمازِ حارہ پڑھی اور میت کو اٹھا کر رسول خدا کے روضہ مبارک کے پاس لائے جنازہ کو زمین پر رکھ کر آدمی دیکھنے لگے کہ پردہ خیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے یکایک روضہ کے دروازے کو اڑے اور قفل الٹک ہو کر گر پڑا اور روضہ کا دروازہ کھل گیا یہی اجازت کی علامت تھی تمام حاضرین نے شور مچایا اور جنازہ کو اٹھا کر اندر لے گئے پھر مقرر رسول کے پہلو میں دفن کیا اُسوقت سترہ سحری تھا جمادی الاخری سن ۲۳ گزر کر جمادی الاول کی پہلی روزہ



بیاری میں گذرے اور بائیسویں جمادی الآخر کو وفات پائی تریسٹھ برس کی عمر تھی مدت خلافت دو برس تیس مہینے بائیس دن باقی خلافتی خوب جاتا ہے۔

## امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان۔

عمر رضی اللہ عنہ نے حلیفہ ہوتے ہی پہلا خط لشکر سام کے نام لکھا مضمون یہ تھا کہ لیسیم اللہ الشہید الرحمن فرماں امیر المؤمنین عمر بن خطاب کی طرف سے  
اُن مسلمانوں اور مومنین کے نام ہے جو ملک شام میں ہیں۔ السلام علیکم سب آگاہ ہوں کہ رسول کی آیت پر لوگوں کی وفات سے بڑی مصیبت نازل ہوئی  
ہے اور یہ ہنس ہی بڑا حادثہ وقوع میں آیا ہے وہ بڑا راست گو نصف فراج حلیم طبع رحم دل پرہیزگار کریم نفس نیکو کار اور ریشیوں سے بچا ہوا سندھ جھیلوں  
اور سارک حلال والا تھا اُس کا رہنقوت علم اور ورع زمانہ کی زنت اور اُس کے حالات کے لباس تھے رسول خدا کی اُمت اُسے متواسے محروم ہو گئی اور  
اُس کی وفات سے بہت بڑا نقصان ظہور میں آیا لیکن خدا تعالیٰ کی مرضی یہی تھی اور سب کو یہی ترست بنیاد ہے اُس کے حکم پر صبر اور رضا و تسلیم کے سوا اور کوئی  
چارہ نہیں حکم اُسی کے لئے ہے اور ہم اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اس شخصیت عظیم اور حادثہ دردناک کے واقع ہونے سے بیشتر ہمارے اہل انصاف و انصاف  
اور صحابہ کرام کی موجودگی میں مجھے ایسا مات اور خلیفہ مقرر کر کے اس اُمت بزرگ کی باگ میرے ہاتھ میں دیدی اگرچہ میں نے انکار کیا مگر کچھ حاصل نہ تھا قبول  
کرنے کے سوا کچھ نہ تھا یا چارہ مسلمانوں کے کاموں کی فکر کرنی اور حتی المقدور مصلحتوں اور کاموں کی دُرسی اور بہتوں کے انتظام میں کوشش کرنی چاہی  
اب مصلحت یہ ہے کہ خالد بن ولید ابھر ہوئے سے دست بردار ہو جائے اور ابو عبیدہ بن جراح کو لشکر کی سرداری سونپ دے جب تم اس فرمان کے مطلب سے  
آگاہ ہو جاؤ ابو عبیدہ کو ایسا امیر سمجھو لازم ہے کہ ایسے کاموں کی درستی کے لئے اُسی کے متورہ رجیلو اور دس کے مقابلوں کے لئے اُس کے حکم اور تجویز سے انحراف  
نہ کرو پھر ایک خط ابو عبیدہ بن جراح کے نام اس مضمون کا لکھا کہ بہ تحریر عبد اللہ عمر کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح کے نام ہے اے ابو عبیدہ خدا کا شکر ہے  
کہ تیرے پاس اس قدر فوج ہے جو دمشق کے قلعہ کے فتح کرنے کی واسطے کافی ہے جو قوت تیرے پاس یہ جتنی لشکر کے سرداروں کے ہلاک یہ خط سنا دیا کہ وہ تیرے امیر مقرر ہو جائے  
سے آگاہ ہو جائیں مطلع رہو کہ خالد مغزول کر دیا گیا ہے اُسے تیری فرمانبرداری لازم ہے حقد فوج کی تجھے ضرورت ہو تو میرے پاس بھیجے اور حقد لشکر تیرے پاس بھیجے  
اچھے یا اس کہ خالد بن ولید بھی اپنی لوگوں میں سے چکی تجھ کو ضرورت ہوگی اُسے بھی اس کے حبیب امیر المؤمنین عمر کا خط ابو عبیدہ کے پاس بھیجا تو اسے ترس کر کہ خالد کو اس کے  
مغزول ہونے کی خبر سنائے مدستور سابق خالد کے پیچھے مار بڑھتا رہا لیکن خالد نے سن پایا کہ ساد می گفتگو کو بوقت اسو امیر کہتے ہیں سمجھ گیا کہ امیر المؤمنین عمر نے اسے مغزول کر دیا  
اور ابو عبیدہ کو امیر مقرر کیا ہے کہا صدیق برحمت نازل کرے اگر وہ زندہ ہوتا تو مجھے کبھی مغزول نہ کرتا پھر ابو عبیدہ کی طرف موجه ہو کر کہا تم نے مجھے میرے  
مغزول ہونے کی خبر کیوں نہیں کی اور کیوں میرے پیچھے مار بڑھتے ہو اُس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے اس حال سے مطلع کرنا نہ چاہا کہ دنیا کے کاروبار اور اُس کی  
امیری کوئی تہ نہیں اور ہم بھائی ہیں پھر خدا کے راستہ میں ایک بھائی دوسرے کا حاکم کس طرح ہو سکتا ہے دینی اور دنیوی امور کے متعلق فرق رکھا  
حمت ہے مگر ہے کہ حاکم رعیت کے بعض بار ملک امور کی حفاظت کے متعلق غلطی میں پڑ جائے صرف خدا ہی سب کو بچا سکتا ہے۔ انصاف اسلامی فوجوں نے  
اسی طرح دمشق کے قلعہ کو محاصرہ میں رکھا اور اہل قلعہ کو زیادہ تنگ اور مجبور کرتے گئے دمشق کا حاکم قلعان نام فوج جمع کر کے قلعہ سے نکلتا اور مسلمانوں  
سے لڑتا مسلمان بھی مقابلہ کرتے اور اہل دمشق شکست کھا کر قلعہ میں پناہ لے کر موحلتے اسی طرح ایک برس تک محاصرہ رہا اب اہل قلعہ بہت ہی تنگ آ گئے  
تھے انہوں نے ایسے بادشاہ ہرقل کو ایسی محوری کی اطلاع دی ہرقل سوقت انطاکیہ میں تھا جواب میں لکھا کہ قلعہ کی حفاظت میں بخوبی کوشش کرتے رہنا اور چاہنا ہے  
لشکر عرب سے جنگ کرنا قلعہ اُس کے حوالہ ہونے دینا مایہ دولت بھی اس فرمان کے بعد پادوں اور سواروں کے لشکر تیار سمیت مہاری مدد کو پہنچے ہیں  
اہل دمشق کو اس خبر سے ڈھارس بندھ گئی ہر روز مدد کے آنے کا انتظار کرتے تھے جب ایک عرصہ گزر گیا اور کوئی مدد نہ آئی اور عربی فوج کی طاقت بڑھتی

گئی تو کچھ مامور لوگ ابو عبیدہ کے پاس بھیج کر صلح کی درخواست کی ابو عبیدہ نے بھی منظور کیا یہ بات قرار پائی کہ دمشق ایک لاکھ دینار نقد حوالہ کریں غرض صلح نامہ لکھا گیا اور امیر دمشق نے صلح کے متعلق جو رویہ قرار پایا تھا ابو عبیدہ کے پاس بھیج دیا ابو عبیدہ نے لیکر اسکا یا جواب حصہ علیہ کر کے امیر التمیمین عمر کے پاس بھیج دیا اور صلح کے ہوجانے اور اس قرارداد سے حوالہ دمشق کے ساتھ وقوع میں آیا اطلاع دی باقی مال لشکر میں تقسیم کر دیا اس وقت اس کے پاس تیس ہزار مرد تھے دمشق کے دروازے کھول دیے گئے اور مسلمان تادساد تہر میں داخل ہوئے فتح دمشق کے وقت عمر کی خلافت کو تیرہ مہینے گزرے تھے اور شکمہ ہجری تھا حبش رومیوں کو اس حال کی خبر ہوئی کہ مسلمانوں اور اہل دمشق میں کس طرف سے صلح ہوئی اور عراق میں اسلامی لشکر کی قدر جمع ہو چکا ہے تو بہت ہی ہراساں ہوئے اور دلوں پر سخت رعب چھا گیا ہر طرف سے رومی فوجیں حرکت میں آئیں ہزار ہا روم کے ترسا اور دس ہزار وہ عرب بھی جنہوں نے روم میں پیچھا کر رہا تھا جمع ہوئے یہ سب تیس ہزار کا لشکر تھا جو وقت یہ حوالہ دیکھ کر بھی وہ دمشق میں مقیم تھا عمر وعاص کو بلایا سات ہزار سوار حواساں سے آراستہ کارآمد و دیر میں منتخب اور مامور تھے اسکے حوالہ کر کے روم کی طرف روانہ کیا اور اس کے چھے زبیریں انی سفیاں کو سات ہزار سوار دیکر بھیجا اور اسکے عقب میں تیز جل بن حصہ کو چھ ہزار سوار دیکر حلیا کیا اب اسلامی فوجوں کی تعداد میں ہزار تک پہنچ گئی تھی جنہوں نے رومی لشکر کی طرف پیش قدمی کی اس وقت رومی فوجوں کا قیام گاہ ایک موضع نخل نام تھا انہوں نے نہ خیر پاتے ہی کہیں مسلمان انہیں چڑھے چلے آ رہے ہیں ایسے بادشاہ ہر قل والے روم کو خط لکھا اور مسلمانوں کے حالات اور اُن کے لشکر کی جمعیت سے آگاہ کیا اور مدد طلب کی ہر قل نے دو لاکھ فوجوں کو دو جہنڈے دے کر روانہ کیا ہر ایک جہنڈے سے دس ہزار جواں تھے یہ میں ہزار کا لشکر مدد کے لئے چلا اب اہل کی ساری جمعیت ساتھ ہزار ہو گئی عمر وعاص نے بھی خط لکھا ابو عبیدہ کو اطلاع دی ابو عبیدہ نے خالد بن ولید سے مشورہ کیا کہ حاسوس خبر لائے ہیں فلسطین میں ساتھ ہزار سوار فراہم ہو گئے ہیں اور بلبلک سے بھی حرا آئی ہے کہ وہاں میں ہزار کی جمعیت ہے اور فلسطین کی فوجوں سے ملنا چاہتے ہیں یہ بڑی بھاری ہم پیش آئی ہے اور عمر وعاص میں اُن لشکروں سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے اب کوئی تدبیر ماسب ہے خالد نے کہا اب عمر وعاص اور حلیہ ہواجرین اور انصار کو لکھ بھیجیں کہ مقابلہ میں جلدی نہ کریں تا وقتیکہ میں بلبلک پہنچ کر وہاں کی جمعیت کو منتشر کر دوں پھر میں بہ امداد اللہ جل شانہ اس جہم سے نازع ہو کر فلسطین کی طرف کوچ کر کے وہاں کے مسلمانوں کو مدد دینگا ابو عبیدہ نے عمر وعاص اور تمام سرداران اسلام کے نام جو فلسطین کے مقابلہ پر تھے خط لکھا کہ جنگ کر لے میں جلدی نہ کرنا اس خط کے بعد خالد بن ولید کو مدد کے لئے روانہ کرتا ہوں خالد بن ولید یا پھر ہزار سوار لیکر دمشق سے بلبلک کی طرف روانہ ہوا جب قریب بنجا بلبلک والے اسلامی فوج کو دیکھتے ہی آگے بڑھے شور کرتے تھے اور ڈھول بجاتے تھے آخر لڑائی شروع ہو گئی شروع سے ماز طہر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی اب خالد نے تمام فوج کے ساتھ ایک ایسا دلیہ حملہ کیا اور اسقدر رومی قتل کئے کہ تمام رومیں اُن کے خون سے لال ہو گئی اللہ تعالیٰ نے مدد کی مسلمان فتح پاب ہوئے رومی تاب مغالہ نہ لاکر بھاگ نکلے کچھ مارے گئے اور کچھ بلبلک کے قلعہ میں جا چھپے اور کس قدر فلسطین کی طرف چلے گئے بے شمار مال و دولت اور سامان جنگ اور قیدی خالد کے ہاتھ آئے خالد نے خط لکھا ابو عبیدہ کو اس مختصری سے اور شمار لوٹ لے سے مطلع کیا اور تمام مال غنیمت ابو عبیدہ کے پاس بھیج دیا ابو عبیدہ نے خوش ہو کر جواب میں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے تجھ کو اہل بلبلک پر فتح دی ابنل جمی سے فلسطین کی طرف جا خالد بن ولید فرمان کے مطابق فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا اور جب رومیوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی کمک ہر طرف سے آرہی ہے اور انکی جمعیت روز بروز بڑھتی اور قوت ترقی کرتی جا رہی ہے سب کے سب موضع نخل میں جمع ہو گئے اور بہت بڑا اجتماع کر لیا ابو عبیدہ نے بھی خبر پائی کہ رومیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور لشکر عظیم فراہم ہوا ہے دمشق میں ایک نائب چھوڑ کر خود بھی مدد میں روانہ فلسطین کو چلایا جو وقت مسلمانوں کے لشکر میں جا پہنچا رومیوں نے بھی آگاہ ہو کر ڈرانے اور دھمکانے کے طریق سے ایک خط بھیجا کہ ہمارے علاقہ



موضع خصیت جو نعمتوں اور میوہوں اور عتوں سے ہے اسی جماعت کو نکال لیجاؤ اور جو لوگ اپنے ہی مذہب پر مہیا ہوتے ہیں وہ ایسے ہی ملک میں جو  
قطار و نصیبت کی جگہ ہے جیسے حائس درہم اس قدر فوجوں سے حملہ آور ہوں گے کہ تم کو تاب نہ ملے گی اور پھر تم میں سے ایک آدمی کو بھی زندہ بچھوڑے  
سب کو تیرہ شمشیر کر ڈالیں گے اب ہم نے یہ خط لکھ کر تم کو خدا دیا اور ایسے دوسرے مری ہو چکے ہیں فقط والسلام ابو عبیدہ نے اس خط کو پڑھ کر جواب لکھا کہ تم نے  
اس لایت سے نکل جانے کی سست جو کچھ لکھا ہے یہ بہت بڑی بھول ہے ہم نے اس علاقہ کو تم ہی سے روڑ شہر لیا ہے اور حجاب ماری سے امید ہے کہ تمہارا  
باقی ملک بھی ہم کو عطا فرمائے گا تمام ملک اس کا ملک ہے اور ہم اسکے اندر سے ہیں وہ جسے چاہے ملک دے اور دوست رکھے اور جس سے چاہے ملک چھین لے  
اور دلیل دھار کرے اور تم نے جو ہمارے ملک کی سست لکھا ہے کہ وہ محنت و مصیبت اور تکلیف کی جگہ ہے یہ درست ہے ہم نے تکلیف و مصیبت میں صبر کیا  
اور تم نے نعمتوں کی ناشکری کی ہم اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان لائے اور انکی بھیجی ہوئی کتاب اور اس کے رسول کی وحی کو ہم نے سچا اور رقی مانا نہ تم  
ناشکری کے ساتھ کفر کرتی دی اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ملک کو حراحت و آسائش اور نعمت و دولت کی جگہ ہے ہمارے ہاتھ زدہ اور ضرر رسا  
علاقہ کے عوض ہمو عطا فرمایا اب تم اس خیال کو جانے دو ہم اس ملک سے ہرگز نہ نکلیں گے اور اپنے گھر وں کی طرف لوٹ کر نہ جائیں گے اور ہم سے لڑنے  
کے لئے جس لشکر کے بھیجنے کا ذکر کیا ہے کہ ہم اسکا مقابلہ نہ کر سکیں گے اب تک تمہارا حوالہ لشکر ہم سے لڑنے کے لئے آیا ہے ہم اس سے دو چند رہے ہیں اور سامان  
حرب و صرب اور تیاری میں فصل اور جو لشکر ہماری مدد کے واسطے آیا ہے خدا کی عنایت سے دشمنان دین کے لئے کافی ہے تم بہت جلدی اپنی سزا پاؤ  
اور نیچا دکھو گے۔ ابو عبیدہ کے اس خط کے پہنچنے سے وہ اور بھی شکستہ دل ہو گئے اور بہت ٹراخون و خطر لاحق ہو گیا ابو عبیدہ کے پاس قاصد بھیجا کہ اپنے  
کسی ہوتیار سردار کو ہمارے پاس بھیجو کہ ہم اس سے گفتگو کریں اور معلوم ہو کہ تم اس ملک میں کس عرص سے آئے ہو اور کس لئے جنگ پر تلے ہوئے ہو  
ہم تمہارا حال معلوم کر کے جواب دیں گے ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو جو صحابہ میں سے بہت ثقات تھے اور سر لشکر تھے ان کے پاس بھیجا معاذ نے ایک کشتہ  
رہہ اور اس پر زردیشی لباس پہن کر سر پر لال عمامہ باندھا اور شمشیر انداز حایل کر کے ایک کشتی گھوڑے پر سوار ہوا ان کے پاس بھیجا بطریقوں اور سرداروں  
کی جماعت کثیر ایسے تھے قیمت اور تکلف قرش پر عمدہ عمدہ نئے لگائے بیٹھے تھے کہ ان کی حوشمانی دیکھ کر آنکھیں جھپک جاتی تھیں معاذ نے گھوڑے  
سے اتر کر باگ ہاتھ میں لی اور ان سے بہت دور کھڑا ہو گیا ہر چند سب نے اصرار کیا کہ گھوڑے کی باگ ہمارے کسی غلام کو دیکر خود ہم میں آکر بیٹھے اور جو کچھ ہم  
کہنا چاہتے ہیں سکرانکا جواب اُس نے کہا ہمارا یہی قاعدہ ہے کہ ریگانوں سے علیحدہ رہتے ہیں اُن سے ملکر نہیں بیٹھتے تمہیں جو کچھ کہنا ہے کہو میں اسے  
اُس کو کھڑے ہی کھڑے جواب دے دوں گا جب اہوں نے اُس کے بیٹھے کے لئے بہت ہی کہا تو گھوڑے کی باگ دُور سے ہاتھ میں لے کر زمین پر بیٹھ گیا اور  
کہا لو اب کہو کیا کہتے ہو انہوں نے کہا اے عوب تم خوب سمجھ لو کہ ہم میں معرکہ آرائی کی حرمت اور قوت بہت زیادہ ہے اور ہماری فوجیں بیٹھارہیں اور ہمارے  
شہروں اور قلعوں کا کچھ شمار ہی نہیں ہے اگر تم نے ایک دو شہر یا قلعے لئے اور لوٹ کر جواب کر دیے تو کیا ہوا ان کی وجہ سے ہمو کوئی نقصان یا کمزوری  
محسوس نہیں ہوتی کیونکہ ہمارے پاس اعلیٰ درجہ کے مضبوط اور مستحکم قلعے شمار سے باہر ہیں اور فوجیں بے اندازہ موجود ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے  
اُسے کہ تم حضرت عسے کو غیر ملتے اور اُن کے کلام کو سچا سمجھتے ہو۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر تم ہم سے کیوں لڑتے ہو اور کس لئے ہمارے مال کو لوٹ لیا حلال  
اور ہمارے بچوں کا غلام تالینا حایر تصور کرتے ہو۔ معاذ نے جواب دیا تم نے اپنی فوجوں کی کثرت اور ان کی دلیری و بہادری کی تسبیح جو کچھ کہا ہے  
اُس کا جواب یہ ہے کہ گو تمہاری فوجوں کا شمار اور ان کی تیاری ہم سے بہت زیادہ ہے مگر اہل عرب کی بہادری تم پر روشن دن کی طرح ظاہر ہو چکی ہے  
اور ان کی قوت ہم کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل پر بھروسہ ہے نہ کثرت لشکر یہ حیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مَن ذَلَّ قَلِيلًا عَلَيَّ ذَلَّ كَثِيرًا  
بِإِذْنِ اللَّهِ مَن ذَلَّ خَلَا سَبْعُونَ جَيْشًا مِّنْ جَيْشِ بَنِي إِسْرَءِيلَ مِثْلَ يَوْمِ أُحُدٍ

اور سستی سے ہر ایک کام کرتے ہیں فوجوں کی کثرت اور دلیری پر تکیہ کئے ہوئے ہوا ہر محض اس اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصرت پر نظر رکھتے ہیں جو کبھی نہیں  
مرے گا اور نہ موت اس تک پہنچ سکتی ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ سب سے بڑا پاک خدا اور برتر قدرت رکھنے والا ہے تم جس پر پھر دوسرے رکھتے ہو وہ  
مر جائے والا ہے اسکا نام و نشان نہ رہے گا اور نہ کوئی اسکا نام لیوا رہے گا ہاں تم نے جو ہمارے سردار کی نسبت دریافت کیا ہے کہ وہ کس عادت و خصلت کا  
ہے سن لو ہمارا حاکم اور امیر ہم ہی ہیں سے ایک شخص ہو اگر تمہیں جو ہم پر ظلم نہیں کرتا نہ مخالفت اختیار کرتا ہے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو پورا کرتا رہتا  
ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور پیغمبر کے طریقہ کے موافق عمل درآمد کرتا رہتا ہے انصاف سے تجاوز نہیں کرتا عدالت کو برتا ہے ہم پر ایسا اور سردار رہتا ہے نہیں  
اسکو علیحدہ کر کے کسی دوسرے کو جس کی عادت و خصلت زیادہ نیک ہوتی ہے امیر بنالیتے ہیں وہ لوٹ کے مال میں سے ہماری برابر حصہ یا اپنے زرین لباس  
نہیں پہنتا ہے محلی تکیہ برسر نہیں رکھ سکتا نہ شہری کرسی پر بیٹھتا ہے صاحب تواضع ہوتا ہے حضرت عیسیٰ کے ماننے کی نسبت بیشک ہم ان کو جو میرا ست  
حالتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوئے نبیوں میں شمار کرتے ہیں لیکن تمہاری طرح ہم انکو خدا نہیں سمجھتے اور تین خداؤں میں سے ایک خدا کہتے ہیں جیسا کہ  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ اَعْلَوْا کَلْبًا یعنی ہم اللہ تعالیٰ کو یکہ و نہما سمجھتے ہیں اور اس کے واحد ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اسکو قادر مطلق  
حالتے ہیں اور تمہارے قول کو ہم مطلق کفر جانتے ہیں اگر تم بھی حضرت عیسیٰ کو ایسا ہی سمجھو جیسا ہم کہتے ہیں تو پھر ہم تم میں کوئی لڑائی نہ ہو اور ہم تم سے  
صلح کر لیں اور تمہیں بھی ایسے ہی جیسا سمجھیں لیکن تمہارا قول اور ہے اور ہمارا عقیدہ اور تمہارا یہ سوال کہ ہم تم کو کس چیز کی طرف رغب دلاتے ہیں۔ ہم  
اللہ تعالیٰ کی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالہ پر ایمان لانے کے لئے کہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی اسلامی شریعت مثل نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کو قبول کرو  
صلیبوں کو توڑ دو اور شراب اور شہوات اور حرام چیزوں کا کھانا چھوڑ دو اگر تم ان سب امور کو اختیار کرو تو ہم تمہارا اور تم ہمارے ہونے کے دشمنوں کے دشمن  
ہونگے تمہارے مخالفوں سے تمہاری حمایت میں جنگ کریں گے اور ہر ایک امر میں تمہاری امداد اور کمک کو لازمی امر تصور کریں گے اور اگر اسلام کو قبول  
نہیں کرتے تو جزیرہ دنیا اختیار کر دیجے جو تم قرار پا جائے سالانہ ادا کرتے رہو پھر کوئی غدار اور حیلہ نہ کرو تو بھی اچھا ہے ہماری طرف سے ہر طرح سے بخوف رہ  
سکتے ہو اور اگر ایمان لانا یا جزیرہ دنیا منظور ہو تو جنگ کے لئے تیار ہو رہو رو میوں نے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان مات بہت بڑھ چکی ہے ہمارے قول  
اور تمہاری خواہشوں میں بہت ٹافوق ہے ہم تم سے اس امر پر صلح کرنا چاہتے ہیں کہ ولایت بلقا کو جس پر تم قبضہ کر چکے ہو تمہارے لئے چھوڑ دیں  
اور تم ملک روم کے اور علاقوں سے ہاتھ روکو زیادہ لالچ نہ کرو اور اس صلح کا وثیقہ لکھا جائے جس پر تمہارے سردار دستخط کریں اور اٹے پھر جائیں۔  
اور قبول کردہ عہد کے پابند رہیں اور ہم بھی ان قتلوں اور اقراروں پر ثابت قدم رہیں گے اسکے بعد تم فارس کے ملک پر چڑھائی کرنا اور ہم تم کی سرک  
آرائی میں تمکو مدد دیں گے معاذے حوا دیا کہ ولایت بلقا اور روم کے اور علاقے سب ہمارے قبضہ میں ہیں اور ہمارا یہ قصد ہے کہ اللہ جل شانہ  
کی مدد سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں گے اور تمام روم کو انبیا نالیں جس طرح کی صلح تم چاہتے ہو وہ بہت ہی بعید اور ناممکن ہے انہوں نے  
کہا ہم تم سے صلح چاہتے ہیں اور تم ہم سے بہت دور کھتے ہو اور اس کی خواہش نہیں رکھتے اٹے پھر جاؤ ہم جنگ کے لئے مستعد اور تمہارے نکالنے کے لئے کمر بستہ  
کھڑے ہیں یہ کہہ کر معاذ کے پاس سے چلے گئے معاذ نے بھی جب یہ امر ملاحظہ کیا اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا آیا ابو عبیدہ کے پاس پہنچ کر تمام کیفیت  
سیان کی دو گھنٹوں صبح کے وقت اسلامی لشکر نے کوچ کیا تخمیناً بیس ہزار جوانوں نے کھار پر حملہ کیا رو میوں نے بھی یہ حال دیکھ کر اپنے لشکر کو درست کیا  
اور اسلامی فوجوں کی طرف بڑھے اسوقت رومی لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تھی مقابل پہنچ کر علم کھول دیئے اور صلیبیں بلند کیں اور معرکہ آرائی کے لئے  
مستعد ہو گئے اسلامی فوجوں نے اپنا مینہ اور میسرہ اور تلک جناح اس طریق سے قائم کیا کہ زید بن ابی سفیان مینہ پر تھا شریح بن حصہ میسرہ پر خالد  
بن ولید تلک میں اور ابو عبیدہ جناح میں جب رومی لشکر نے زید بن ابی سفیان پر حملہ کر دیا مگر زید نے جری مروا کی سے اس حملہ کو روکا اور اپنی



جگہ سے ذرا نہ سرکاب ایک اور رومی دستے ترحیل رو دھاوا کیا ترحیل نے بھی دلیرانہ جواب دیا اور ذرا نہ ڈگمگا با اس کے بعد دس نہر اسے بھی زائد مسلح فوج قلب لشکر پٹوٹیری اور جاں توڑ کر جنگ کی حالت نے اسے درجہ کی بہادری کے ساتھ معاملہ کیا اور چہ ہزین حالی نہ دی رومی اس غضب کی ویلری کو دیکھ کر عتس عتس کر گئے اور اہل عرب کی ثابت قدمی سے حیران اور تباہ ہو گئے پھر تو ابو عبیدہ نے دلیرانہ آواز دی کہ اے مسلمانو اس لشکر کی بہادری اور جنگ صرف اس قدر تھی جو غم نے دیکھ لی اللہ تعالیٰ نے اسے فصل و گرم سے ہم کو بچائے رکھا یہی وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بھروسہ کر کے یکبارگی سب کے سب کافروں پر گریو اللہ نے چاہا تو اس کی مدد سے فتح یاؤ گے مادر کھو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور دائمی بہشت بخرا لیسے سو فتح کے صبر کے اور کہیں نہیں ہے جو اس میدان میں مارا جائیگا شہادت کا دھریا لینگا اور جو بچ رہے گل فتح اور لوٹ کا مال پائیگا دل سے جنگ کرو اور تلوار و نیزے سے کام لو اسوقت تمام فوج نے ابو عبیدہ کا ساتھ دیا اور دفعۃً حملہ کر دیا سخت خون ریزی واقع ہوئی یکبارگی رومی صفوں پر اس طرح گر کر کہ مہمہ اور میسرہ کو توڑ کر منتشر کر دیا لشکر کفار کا بہت بڑا حصہ قتل ہو گیا اور باقی با حال خراب و خستہ بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے تکیہ کرتے ہوئے دوتنگ اون کا تعاقب کیا تیس بن ہبرۃ المرادی نے جو نامور بہادر دل میں سے تھا اس لڑائی میں نیزہ اور تلوار سے اس قدر کام لیا کئی نیزے لوٹ لوٹ کر رہ گئے اور تلواروں کی باڑیں گر گئیں جب ایسا ہوتا تھا واپس آکر دوسرے ہتھیار لیجاتا تھا اور پھر دشمنوں سے جا بھڑتا تھا اور ان کے کئی مامور ہاروں کو داخل جہنم کیا بیان کرتے ہیں کہ اسد تیس بن ہبرہ کے ہاتھ سے دس نیزے اور دو تلواریں شکستہ ہوئیں اور تیس سے بھی رماہ نامی لوگوں کو قتل اور زخمی کیا۔ اوس کے اپنے بدن پر بھی شیشیا لیس رحم آئے تھے تاہم رنہ اور سلامت رہا الغرض رومی بھاگنے کے بعد بھر جمع ہو کر پلے اور ڈھول تاشے بجاتے تھے خالد بن ولید نے ابو عبیدہ کے پاس پہنچ کر قلب سیاہ میں قیام کیا اور میسرہ و حاسح کو تریب دیکر ہر ایک شخص کو اپنی ایسی جگہ پر قیام کر دیا پھر سر کھول ڈالا اور یہ اس کی عادت تھی کہ تنگے سر ہو کر حملہ کرتا تھا اور اسی طرح جنگ کرتا تھا سب نے اس کے ساتھ تکیہ کا نعرہ مارا اور رومی لشکر پر چاڑھے رومی ان کے مقابلہ کی طاقت نہ لاکر بھر بھاگ نکلے مسلمان یں نشت تعاقب کنان تھے اور تلواروں اور نیزوں سے ہلاک کرتے جاتے تھے اس لڑائی میں کیا رہ نہار کے قریب کافراں سے گئے اور مسلمانوں میں سے سات سو آدمی نہید ہوئے بہت سے کافر قیدی بن گئے تھے مار ڈالے گئے اور بے شمار لوٹ کا مال جمع ہاتھ آیا تھا ابو عبیدہ کے سامنے پیش کیا گیا جس سے جس لکا لکر مافی فوج پر تقسیم کیا گیا ابو عبیدہ نے جس کا حصہ امیر المومنین عمر کے پاس بھیج دیا اور اس فتح کی اطلاع دی حضرت عمر اس فتح کی حیران کن بہت ہی خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ مال خمس مسلمانوں میں تقسیم کر دیا پھر اس کے خط کا جواب لکھا کہ مسلمانوں کی اس فتح کی خبر میری شکر الہی بجا لایا تم کو لارم ہے کہ چند روز اس سرزمین میں قیام کرو تاکہ لشکر آرام پائے اور تا وقتیکہ سعد و قاص عراق میں بھیج کر فارس کی فوج کو یہ منادے تم اور علاقوں پر ہاتھ نہ ڈالنا۔

## عمر کی خلافت کے دوسرے سال مطابق سنہ ہجری کے اٹھارہ اور عجم کے محاربہ پر عبد بن وقاص کا مقرر ہونا

جب خالد بن ولید ابو عبیدہ کی مدد کے واسطے دمشق سے فلسطین کی طرف روانہ ہوا اور عراق میں شمی بن حارث شسانی کو اپنا نائب مقرر کر گیا فارس کا بادشاہ تیرد و جرد اور اس کے سرداروں نے جمعیت کثیر کے ساتھ ارادہ کیا کہ شمی بن حارث کو عراق اور اس کے نواح سے نکالیں۔ یہ اتفاق ایک دن تیرد و جرد بادشاہ مارادہ تکار خیل میں آیا اور ایک گورخسہ کے پیچھے گھوڑا ڈالا گورخسہ چھڑ گیا اور بادشاہ کی طرف ہڑکے لگے گویا ہوا کہ اے تیرد و جرد! لٹا پھر جا اور خدا کے پیغمبر پر ایمان لاکر تیری نعمت تیرے واسطے سلامت رہے کفران نعمت سے باز آ مبادا موجب زوال ہو تیرد و جرد گورخسہ سے فصیح الفاظ میں اس بات کو سن کر ڈر گیا فوراً مراجعت کر کے اپنے قیام گاہ پر آ گیا اسی حیرانی اور پریشانی کے عالم میں

علماء اور حکماء کو طلب کر کے گورخر کی مات کہ سائی عقل مندوں نے کہا یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے ہمارا قیاس یہ چاہتا ہے کہ عراق میں وارد ہونے والے عربوں کی ذات سے کوئی عجب و غریب امر ظہور پذیر ہوگا۔ مثنیٰ بن حارث مایب خالد بن ولید نے بھی ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں علم لے آ رہا ہے اور جب قریب پہنچا تو اس جھڈے کو میرے ہاتھ میں دیکر کہا فارس کے بادشاہوں کا زمانہ ختم ہو چکا ہے وہ دلیل و خوار ہو گئے اٹھا اور خدا سے فتح و فیروزی طلب کر اور حلیہ سے امداد اور اجازت طلب کر کے غمی کا فروں سے جنگ کر مثنیٰ نے لوگوں سے اس خواب کو بیان کیا تو انہوں نے کہا یہ جواب سچا ہے فارس کے بادشاہوں کا ردال شروع ہو گیا ہے وہ بے عزت اور خراب خستہ ہو جائیں گے اور تو مسلمانی فوجوں کا سپہ سالار ہوگا اور تیرے ہاتھ سے عظیم الشان کام س یزین گے اٹھا اور امیر المؤمنین عمر کے پاس حاکم اس لشکر اور سرزمین کے حالاً کہہ سنا مثنیٰ نے بھی اس منورے کو لے کر دیکھا گھوڑے پر سوار ہو جیندہ آمدن ہمراہ لئے مدینہ کی طرف روانہ ہوا امیر المؤمنین عمر کی خدمت میں پہنچ کر دیکھا کہ آپ مسجد رسول خدا میں موجود ہیں اور گرد و پیش بہت سے ہاجرا اور انصار اور صحابہ اور زرگ اشخاص بیٹھے ہوئے ہیں مثنیٰ نے آگے بڑھ کر سلام کیا امیر المؤمنین نے جواب دیکر پوچھا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کیا مطلب رکھتا ہے مثنیٰ نے کہا عراق سے آتا ہوں مثنیٰ میرا نام ہے عمر نے کہا ہر حال آج کل عراق کا کیا حال ہے اُس نے کہا یزدجرد مادشاہ نے بڑی جمعیت فراہم کی ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں کہ اُس کی اور اگلے ملک کی کیفیت عرصہ کر دوں عمر نے فرمایا تو نے اب اچھا کیا جو کچھ تجھے معلوم ہے بیان کر اُس نے کہا شروع کیا کہ اے امیر المؤمنین سرزمین عراق بڑی زر حرے پوشیوں اور طرح طرح کے منافعون سے بھری ہوئی اور دولت سے مالا مال ہے امیر المؤمنین اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوئے اور اُسے اٹھ کر منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد سردار بنیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلعم پر درود بھیج کر کہا اے مسلمانوں آگاہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول سے وعدہ کیا ہے کہ روم اور فارس کو اہل اسلام فتح کر نیگے اسلئے یہ امر لاتنبہ ظہور میں آکر ہیکل عجم کے کافروں سے جنگ کرنے میں جلدی کرو اور یقین جانو کہ ان معرکہ آرائیوں سے کسرے اور فارس کے اور بادشاہوں کے خزانے تمہارے ہاتھ آئیں گے جب تک تم جہاد کی شقت نہ اٹھاؤ گے لوٹ اور ثواب حاصل نہ کر سکو گے اور تا وقتیکہ معرکہ آرائیوں کی محنت برداشت نہ کرو گے دین اور آخرت کی سعادت پاؤ گے میں تم کو اہل جہادوں اور جنگوں کی ترغیب دلاتا ہوں تم قبول کرو اور پوری کوشش اور کامل ارادوں سے اس ہم کو اختیار کر و سستی اور کلامی کو راہ نہ دو یہ سستہ ہی بوجہ بن مسعود ثقفی اور سلط بن قیس الانصاری اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المؤمنین ہم تلح فرماں ہیں آپ کے حکم کو دل و جان سے بحالائیں گے جس طرف بھیجے جائیں گے اور جہاد کا حکم ہو گا معرکہ خیزوں رفیقوں اور زن و فرزند کے اسی طرف پہنچیں گے حتیٰ الامکان لڑیں گے اور جب تک ہمارے جموں میں رقت برار بھی جان رہے گی کافروں سے منہ نہ موڑیں گے امیر المؤمنین نے ابو عبیدہ ثقفی اور سلط انصاری کی یہ آمادگی دیکھ کر آفرین کی اور سب لوگوں کے سامنے بڑی تعریف کی پھر کہا اس ہم میں تجھ کو فوج کا سردار کیا اور سلط کو تیرا صلاح کار سب آدمیوں نے ابو عبیدہ کی سرداری اور سلط کی وزارت سے رضامندی ظاہر کی پھر تیاری جنگ ہونے لگی مہاجر و انصار اور ملازمین و خدمتکاران سمیت چار ہزار جنگجو آدمیوں کا لشکر فراہم ہو گیا اور ہجر ہی بوجہ و سلط و مثنیٰ کو ج کیا عراق میں داخل ہوئے ہی ربیعہ قبیلہ کے ایک ہزار جرار سوار مثنیٰ سے آئے اب گل پا بھرار سوار ہو گئے اور عجمی لشکر کے مقابل حواس سرحد میں چھینچ چکا تھا خیمہ زن ہوئے فارس کی فوج کے سردار کا نام جانا تھا عجمی لشکر کی آمد سے مطلع ہو کر فارس کی فوج نے جنگ کی تیاری کی اور علی الصبح میسہ اور میسرہ کو ترتیب دیکر میدان میں آنکے طرفین نے ایک دوسرے کی طرف بڑھ کر جنگ شروع کر دی اسی خور زلزلہ ہوئی کہ ہزاروں خوں کے ندی نالے بن گئے اسی شان میں ایرانی لشکر کا سردار جانا نام میدان جنگ میں نکلا اور جوڑ طلب کی اور لشکر اسلام کے چار ہزار



حوالہ یکے بعد دیگرے شہید کر کے آخر کار گردہ انصاریں سے ایک شخص جبکا نام مگر بن فضہ تھا سلیط بن قیس الانصاری کی صف سے نکلا اور جانان سے موڑ کر آگیا کچھ دیر تک دونوں لڑتے رہے آخر کار مگر نے ابک نیزہ مار کر اسے گھوڑے سے گرا دیا اور حوذا تر کر اس کے سینے پر چڑھ کر چاہتا تھا کہ اس کا سر کاٹ لے جانان نے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں اور تجھے ایک غلام اور ایک لونڈی سمیت رد و بلوہ دو لگا تو مجھے نہ مار اپنے سردار کے یاس لے چل مگر اس کے سبب سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے پر سوار کر اگر ابو عبیدہ ثقفی کے یاس لایا ربعیہ قبیلہ کے ایک آدمی نے کہا تو اب تنہا کی کو جانتا ہے کہ وہ کون ہے اُس نے کہا دشمنوں کی فوج کا ایک جوان ہے وہ مسلمان ہوتا ہے اسلئے میں نے اُسے ماہ دی ہے اُس نے کہا یہ حمالا ہے جو اُس فوج کا سردار اور فارس کا سپہ سالار ہے تو نے اُسے معیت ہاتھ سے کھو دیا اگر تو اس سے ایک سو لونڈی غلام بھی طلب کرتا تو وہ دے دینا مگر نے کہا اب تو میں نے اسی بات پر اقرار کر لیا ہے اسی بات سے نہ پھر ونگا عہد سے پھرنا اچھا نہیں اور مردوں کی ایک ہی بات ہو ا کرتی ہے۔ جانان نے اس سے غدر کیا اور دس غلام دو لونڈیاں اور دو ہزار درم دے اور مسلمان ہو گیا پھر اُس نے اسلام میں شراعت پائی اور سب اُسے عزیز رکھنے لگے یزدجرد و جانان کے مسلمان ہونے کی خبر سکر بہت ہی غمگین ہوا اور آذربائیجان کے بادشاہ مہران کو خط لکھ کر عربی لشکر کے علیہ اور فتح سے اطلاع دی کہ تو خود آئے اور اپنے لشکر سے میری مدد کر کے عربی فوج کو اس ملک سے نکال دے تو فارس کی بادشاہت تجھے دے دو لگا اور اپنی لڑکی پوران دخت سے تیرا نکاح کر دو لگا مہران یزدجرد کا خط مالتے ہی آذربائیجان اور اُس کے نواح سے آتی ہزار سوار اور جنگی ہاتھی فراہم کر کے اہم طرح کے ساز و سامان سے دُست ہو کر یزدجرد کے پاس آبا یزدجرد نے اُس کے پیچھے سے شیر دل ہو کر بڑی خاطر داری کی اور اپنے اقاروں کو دعا کر کے اُسے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا مہراں اس لشکر کو لئے ہوئے درباے فزات پر آئینچا اور اُس کے کنارے پر خیمے لگا دئے ابو عبیدہ اور سلیط نے اس خبر کو سن کر فارسی فوجوں کی کثرت سے اندیشہ کیا اور مسلمانوں کی دلجوئی کر کے حوصلہ بڑھائے اور کہا اگر یہ یہ لشکر شمار میں بشمار ہے مگر اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے ہم کو اپنا دل مضبوط رکھنا چاہئے گھبراہٹ اور زردلی کا کامقام نہیں ہے اُس کے بعد حکم دیا کہ درباے فزات کا پل ماندھکر لشکر اسلامی عبور کر جائے اُس دن ابو عبیدہ کے لشکر میں صرف بائیس ہزار آدمی تھے دوسرے دن طرفین کی فوجیں جنگ کے لئے متحد ہو گئیں اور میدان میں نکلیں فارسی فوجوں کا ابک حصہ مع چند ہاتھیوں کے جن پر پہنچا ہو دھکے ہوئے اور ایک ایک سورا جو ان کی گردنوں پر بیٹھا ہوا تھا آگے بڑھا اور سیدیوں کے دستے اور سواروں کے پرے ہوسر تا ہاتھیوں سے آراستہ پراسر تھے آنے شروع ہوئے اسلامی لشکر نے جب اُن فوجوں اور ہاتھیوں کو دیکھا اور اُنکی اُس شوکت اور عظمت غایتیوں کو ملاحظہ کیا تو خوف طاری ہو گیا اور دل لرزنے لگے ابو عبیدہ اور سلیط نے آگے بڑھکر دل ٹڑھایا اور کھار سے جنگ کرنے کی ترغیب لائی اُس کے بعد ابو عبیدہ نے گھوڑے سے اتر کر با سپاہ تشریف لے کر ایک ہاتھی کی طرح کیا جس پر کافروں کو بہت بڑا بھروسہ تھا تلوار سے سونڈ کاٹ کر ہاتھی کو خاک پر گرا دیا اور لیت کر چاکہ اپنی فوج میں آجائے مگر پاؤں پھیلا اور گر گیا دشمنوں نے اُس پر دوسرا ہاتھی ریلیدیا اور ہلاک کر دیا اُس کے بعد وہب بن ابو عبیدہ نے علم سنخا لا اور کافروں کی طرف بھٹک پڑا کئی نامور بہادر قتل کئے آخر کار خود بھی شہید ہو گیا اُس کے بعد اُس کے بھائی مالک بن ابو عبیدہ نے علم لیا اور میدان جنگ میں نکل کر خوب ہی داؤتجا عن دی اور کئی کافر قتل کر کے جام شہادت نوش کیا۔ پھر اُس کے دوسرے بھائی حمیر بن ابو عبیدہ نے اپنے باپ بھائیوں کے انتقام کے لئے حملہ کیا اور خوب لڑا اور کئی سرداروں کو مار کر شہید ہو گیا پھر سلیط بن قیس الانصاری نے علم اٹھا با اور کھار پر حملہ کر کے یزدجرد جنگ کے بعد شہادت پائی جب اس طرح سے اسلامی فوجوں کا اکثر حصہ بحکم الہی شہید ہو چکا تو متقی بن حارث تیمانی نے جو بڑے بڑے سپہ سالار اور تجربہ کار تھے تھا جھنڈا لیا اور مسلمانوں کا دل بڑھانے کے

لے گئے تھے تاکہ ان کے مسلمانوں ایمان والوں جان جو کھوں کی نوبت ہے اور تشریف نہ دے تاکہ پہنچ کر مرنے والے ہوں۔ اس کی خبر ان کی والدہ سے آج مارا جا گیا  
تہیکہ کیا گیا اور سیدھا وائی بہت میں داخل ہو گا میں تلواریں کھینچ لو اور ایک دل ہو گا کافروں پر ٹوٹ پڑو سنے اسکا ساتھ دیا اور ایکارگی مل کر کے دس بر چارے  
غروب ہی گھسان کارں پڑا وائیں نے جی نور کر معاہدہ کیا آخر کار رضی اللہ عنہ ہی تھی کہ مسلمانوں کو شک ہو رہا تھا کہ ان کے لئے پہلے ہی بل کو توڑ دیا تھا عربی لشکر کے  
بہت سے آدمی یا بی میں کو دو دو گئے اور بہت سے لڑائی میں مارے گئے اسی اتنا ریل کتاب غروب ہو گیا اور لکڑوں نے اپنی اپنی جگہ قیام کیا تھی کہ یاس تین  
سے راید آدمی خاتم ہوئے دریا کے کنارے بیچکر دکھا کہ بل موجود ہیں ہے مگر بدقت تمام بل باز تھا اور دریا کو عبور کر کے دوسری طرف پہنچے دوسرے دن صبح کے وقت  
ہیں جادو فوج لیکر دریا کے کنارے آیا کہ اہل عرب کا تعاقب کرے بل کو شکستے یا یا اس لڑائی میں قتل ہوئی تھی سخت نقصان پہنچا تھا اس کی سیلی کی پٹیاں ٹوٹ گئی  
تھیں وہ ایسے پہلے لشکر گاہ میں آیا اور رات کے وقت ایک قاصد موصوفہ عمر کثیف روانہ کیا اور لشکر عرب کی شکست اور ابو عبیدہ وغیرہ سرداروں کے قتل کا تمام حال  
لکھ دیا تھی کا قاصد اس وقت مدینہ میں داخل ہوا کہ حضرت عمر سرریٹھے ہوئے تھے آگے بڑھ کر خط دیا اور سب حال کہہ سنا ما عمر نے سر اٹھا کر کہا اے لوگو ابو عبیدہ شہید ہو گئے  
اور مسلمانوں نے شکست کھائی لیکن تم لوگ غمگین نہ ہو کیونکہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اسلام کو روز بروز ترقی ہوگی یہ ایک ممبر پر سے اترائے بھاگے ہوئے مسلمان بھی  
شب کے وقت مدینہ میں آئے اپنے اپنے گھروں میں چھپ چھپ کر مونٹھے زار قطار روتے تھے اور کہتے تھے ہائے ہم کافر ہو گئے کہ کافروں کے مقابلہ پر بیٹھ دیکھائی اور جہاد  
پر سے بھاگ آئے اللہ تعالیٰ و ملا ہے یا اَنْفُکَ الْاِیْمَنُ اَمْنُوا اِذَا قِیْمَ الْاِیْمَنُ کُفُّوا رَحْمًا فَاَلَا تَوَدُّهُمْ اَلَا دُّنَا وَمَنْ یُّوَدِّهُمْ فَاَلَا تَوَدُّهُمْ اَلَا تَوَدُّهُمْ اَلَا تَوَدُّهُمْ اَلَا تَوَدُّهُمْ اَلَا تَوَدُّهُمْ  
اَوْ یُحِبُّ الْاَوْفَیْقَ فَقَدْ نَاعَیْ بَعْضُ قَوْمِ اللّٰهِ وَکَاوَاہُ حَمَلَتْکُمْ وَبَلَّسَ الْبَصَائِرَ یَعِیْ مَا ذَا انْصَارِی ہر تب ان لوگوں کے سامنے اس آیت شریفہ کو پڑھنا تھا اور  
وہ چھین مار مار کر روتے تھے عمر نے ان لوگوں کو طلب کیا وہ نہ آئے پھر عبدالرحمن بن عوف کو بھیجا وہ سب کو لے کر آیا عمر نے انہیں مخاطب ہو کر کہا تم اس امر میں مجھ  
ہو اور لڑائی میں ایسے معاملے اکثر پیش آتے ہیں اور معاذ قرآن شریف کا مطلب نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ نے تمہیں آلی ذکرتہ فرمایا ہے کہ یہ دایمی جہاد سے بھاگ  
آنے میں داخل نہیں ہے بلکہ متعدد خدمتوں کے لئے ہے اب میں تم کو قوت پہنچاؤں گا کہ کافروں سے بدلہ لے سکو پھر خبریں عبد اللہ بن کولہا کہ اسے خبر بات بہت  
بڑھ گئی ہے قتی بن حارث رحمی ہے اور دوسرے سرداروں کے مارے جانے اور اب کوئی افسر موجود نہ ہونے کے سبب سمجھ سکتا ہے کہ باقی ماندہ فوج کا کیا حال ہو رہا  
ہو گا تجھے عراق میں پہنچنا چاہئے شاید اللہ تعالیٰ تیرے دربار سے کافروں کے غلبہ کو نیت دنا بدو کر کے ان کے شر کو مٹا دے جو رے اس امر کو منظور کر کے چھ سو جنگجو  
امراہ لے اور حارب عراق روانہ ہو گیا حارب عراق میں پہنچ گیا اور چند منزل جگہ ماتی رہ گئی تو اسے قتی بن حارث کو خط لکھا کہ تو نے اس قدر جرحیت کا وجود اتے مسلمان  
قتل کرادیے اور خود زخمی ہونے کا بیان کر کے عیش و آرام میں پڑا ہوا ہے اور غفلت کو پریشان کر رکھا ہے اب میں اپنی پہنچا ہوں مردوں کی بہادری کو دیکھنا اور ملاحظہ  
کرنا کہ سردار اور افسر ایسا کچھ کیا کرتے ہیں یعنی حریر کے اس خط کو پڑھ کر طعن تشنیع سے بھرک اٹھا اور جواب میں لکھا کہ میں ہی اس فوج کو عراق میں لایا ہوں اور  
میں نے ہی کافروں سے سرکرہ لڑائیاں کی ہیں جبکہ ہمارے مقابلے میری ذات سے ظہور میں آئے ہیں وہ سب فوج کے نامور اشخاص یہ تیرے ہیں مرضی اللہ عنہ  
فوج کے حیدر و قاتل ہو گئے اور کچھ لوگوں نے دل چھوڑ کر فرار اختیار کیا اور میں باوجود زخمی اور خستہ ہونے کے دشمنوں کے مقابلہ پر موجود ہوں اور رات دن جنگ  
میں مصروف ہوں اگر امیر المؤمنین نے تھے اس لشکر کی مدد کے لئے بھیجا ہے تو دیر کس لئے ہے اور دوسری دوسرے یہ خط و کتابت کیسی بہادری کی شہنی گھارنی  
طریقہ انسانیت سے بعید ہے قدم آگے بڑھا اور دشمنوں کا جواب دے پھر ایک کی مردانگی اور دلیری کا حال کھل جائیگا غرض خبر اور غلطی میں اس قسم کی گفتگو  
پیش آئی مخالفت باہمی کے آثار ظاہر ہوئے امیر المؤمنین عمر کو یہ خبر پہنچی تو یہ امر مناسب سمجھا کہ خود عراق کا غم کریں صحابہ کرام کا کہ آپ کا مدینہ میں رہنا ہی  
اچھا ہے اس بات سے کافروں کے دلوں پر اسلام کا رخ ہو گیا اور مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوگی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس رائے کو مسترد  
فرمایا اور کہا کہ مناسب یہی ہے کہ تم مدینہ میں رہو اور مسلمانوں اور کافروں کے مابین حکمت پر نظر رکھو اور حد درجہ خاص کو انکار اسلامی لشکر کی مدد کے واسطے



نامہ کرد و کیونکہ یہ کام اسی سے بڑے گام امیر المؤمنین عمر کو امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی رائے لینا پڑی اور کہا ہاں سعد ہی اس کام کے لائق ہے اور اس کے سوا اور کسی سے یہ کام نہیں ہو سکے گا پس سعد وقاص کو بلایا اور کہا اے سعد جب خداوند تعالیٰ آدم کی اولاد میں سے کسی کو دوست رکھنا ہے تو تمام حلفت اسکو عزیز رکھنے لگتی ہے اور الحمد للہ کہ یہ صفت تجھ میں موجود ہے تو نے عراق کے لشکر کا حال سُن ہی لیا ہو گا کہ وہ بغیر سرداروں اور سپہ سالاروں کے تہا کا فزوں سے جنگ کر رہا ہے اور جریر بن عبد اللہ اور تنسیہ بن حارث میں مخالفت آٹری ہے میں چاہتا ہوں کہ کسی اور کو اس کا سردار بنا کر بھیجوں کہ وہ مسلمانوں کی مدد کرے میں تجھی کو اس کام کے لائق پاتا ہوں اور تمام لوگوں میں سے تجھی کو پسند کرتا ہوں تو ہی اس لشکر کا سردار ہو گا جو عراق میں ہے اور تو ہی اس تمام فوج کا سپہ سالار ہو گا جو اب روانہ کیا جائے گی اٹھا اور اس کام کی تیاری کر کے انطرف روانہ ہو جا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمید کرتا ہوں کہ یہ کام تیرے ہی ہاتھ سے انجام پائے گا سعد نے امیر المؤمنین کے حکم کو قبول کر کے لشکر جمع کیا سب ہر راجہ فوج فراہم ہو گئی سعد وقاص اس فوج کو لیکر روانہ ہو گیا امیر المؤمنین عمرؓ کے نامور لوگوں میں سے تھیں جو خدمت میں حاضر ہوئے سعد وقاص کی مدد کے لئے روانہ کر دیئے جنابہ عمر بن سعد کرب پاجھو سواروں کے ساتھ آیا اور طلحہ بن خویلد الاسدی آٹھ سو سواروں اور پیدوں کی جمیت لایا اور شریح بن سمط الکندی سات سو سوار اور پیادوں کے ساتھ اور فزاع بن حیاں اعلیٰ بھی سات سو سواروں اور یاسد اور معیرہ بن نعمان سو کی جمعیت کے ساتھ جن میں سے بعض گھوڑوں پر سوار تھے اور بعض سادہ ٹھیلوں پر اسی طرح اور بھی کئی سرگردہ حوامیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے سعد وقاص کے چچے روانہ کئے گئے ابھی سعد منزل مقصود پر بھی نہ پہنچا تھا کہ یہ جو جن بھی عقب سے پہنچ کر جا ملے سعد وقاص سردی کی شدت اور مینہ اور رن کی کثرت کے سبب جس تمام آدمی اور مویشی نکلے میں تھے اتراف نام سرل میں مقیم تھا کہ حرانی کہ ثنی بن حارث زخموں کے سبب رحلت کر کے عالم آخرت ہو گیا سعد وقاص نے اس کی زوجہ سلمیٰ بنت جعصہ سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کر لیا اور اسی مقام پر قیام پذیر رہا جب موسم سرما کی سختی گزر گئی اور موسم بہار نمودار ہوا سعد وقاص قادسیہ میں داخل ہوا اس وقت نبرد حرد میں تھا لوگوں نے اسے خبر دی اور اس نے سعد وقاص کے پاس قاصد بھیج کر درخواست کی کہ جید عقل مند اور بیک خصلت شخصوں کو ہمارے پاس روانہ کرے ہم اُن سے دریافت کریں گے کہ تمہارے یہاں آیکا کیا مطلب ہے اور لڑائی اور صلح کی سبب اُسے کچھ کہیں گے سعد وقاص نے مصاحلوں کے ساتھ مشورہ کر کے لشکر میں سے چند مشہور سردار طلحہ بن خویلد الاسدی جریر بن عبد اللہ الجلی مغیرہ بن شعبہ عامر بن عمرو التیمی شریح بن سمط الکندی منذر بن حسان ابنتی ذات بن حیاں اعلیٰ ابہریم بن حارث السیانی نعمان بن مقرن المزنی بشیر بن ابی حرا حنظلہ بن ابی سحین کریرہ وجرہ کے پاس بھیجے اور ہدایت کی کہ اُسے دین اسلام کی ترغیب دیں ممکن ہے کہ ہلوڑنے کی ضرورت نہ پڑے یہ لوگ سفر کرتے ہوئے دریائے دجلہ اور فرات کو عبور کر کے داس میں آئے اور یہ وجرہ کے محل سے اس کے دربار پر پھر کر داخل ہوئے کی اجازت چاہی یہ وجرہ اور اولاد سلاطین کے ساتھ شراب نوشی کی محفل گرم کر رہا تھا مالائے بام سے دیکھ کر کہ اہل عرب آ رہے ہیں حکم دیا کہ شراب نوشی کے پیالے اور دوسری ماحایز چیزیں اٹھا ڈالیں پھر اُنکو بلایا عرب کو گھر پر وجرہ اور نذرادوں کے برابر اکھڑے ہوئے یہ وجرہ نے کہا بیٹھ جاؤ سب ایسی اپنی جگہ بیٹھ گئے مگر معیرہ بن شعبہ جت کر کے بادشاہ کے تحت یہ جا بیٹھا معیرہ مجیم آدمی تھا تحت کے پائے اس کا لوجھ نہ سہار سکے ایک طراتے کی آوار آئی جس سے اندیشہ ہوا کہ یہ وجرہ نیچے گر پڑے گا مغیرہ فوراً تحت کے پیچ میں چلا کھڑا ہو گیا اور تحت بھی سنبھل گیا یہ وجرہ کے حو دارے چاہا کہ مغیرہ کا ہاتھ پکڑ کر تحت سے نیچے اُتارے مگر بادشاہ نے روکا اور چو مدار اٹھا پھر گیا یہ وجرہ دعویٰ زبان حب جاتا تھا اور بڑی فصاحت سے بول سکتا تھا اور آج حلام دمان سفارت کی رائے سے مغیرہ کی باری تھی کہ یہ وجرہ سے گفتگو کرے معیرہ تمہارے بارے میں ہوتے تھا اور ایک خاص قسم کا صودا کر پیر الیٹ رکھا تھا یعنی چادر نکیت پر تھی اور ہاتھ میں کوڑا تھا یہ وجرہ مغیرہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اس کی نظریں چادر پر چاڑی ایک کھمبہ جو رامی سے جوڑ جانی کی خدمت کے لئے حاضر تھا لوجھ اس کے لئے کا کیا نام ہے اُس نے کہا بردیانی بادشاہ نے اس نام کو فال بد تصور کیا اور کئی دفعہ کہا برد و جہاں رائے انہوں نے جہاں کو لے لیا پھر مغیرہ نے کہا تو قاصد تھا مجھے لازم تھا کہ میری مجلس میں داخل ہونے کے بعد جہاں میں حکم دیتا بیٹھ جاتا

تو میری اجازت بغیر تخت سرکوں آٹھیا مغیرہ لے کہا تیرے تخت پر بیٹھنے سے مجھے کوئی نزرنگی حاصل نہیں ہوئی مگر میں نے ایسی لائق اس سے زیادہ اور کوئی جگہ سیائی اب اس بات کو چھوڑ دو اور مطلب کی بات کہو نیز درجہ دے کہاتم عروں نے سرے ملک میں کبھی سوداگری کے لئے اور کبھی سیر منکر اور کبھی عہدیک مانگتے ہوئے گذر کیا مغیرہ کھائے کھائے ٹھڈے بانی بیٹے اور بیٹی لہاس دیکھے مغیرہ واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو مطلع کیا اب تم پھر آئے ہو اور ایک سیادیں نکال کر لائے لوگوں کو اس کی ترغیب دلاتے ہو اور چاہتے ہو کہ اس جیلہ سے ہماری سلطنت اور دولت و نعمت پر ایسا قبضہ کر لیں تمہاری مثال اس لوٹری کی سی ہے جسے انگوڑوں کے تحت میں پھینک کر کچھ کھائے کچھ حراس کے انگوڑوں کے مالک نے کچھ خیال نہ کیا حانے دیا پھر اُس نے اپنے ساتھیوں سے جا کہا اور سب کی سب جمع ہو کر آئیں اُس وقت بلخ کے مالک نے چار دیواری کے تمام دروازے اور جسے بند کر کے سب کو مار ڈالا اب اگر میں چاہوں تو تم سب کا یہی حال کر دکھاؤ لیکن میں ایسا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم سے علم کے ہونے اور معاش کی تنگی اور سختیوں کی کثرت کے سبب اس ملک کا قصد کیا ہے میں تم کو کھانا اور کیراؤن لگاؤں اور تم کو عمدہ طور سے نعمتیں اور خلعتیں بخشوں گا اور ہمیں میں سے کسی شخص کو تمہارا سردار قرار دینا مغیرہ نے کہا اب تم اپنی باتیں بیان کر چکے نیز درجہ دے کہا ہاں میرے جواب دیا کہ قحط زدگی اور تنگیوں کی نسبت جو کچھ آپ نے کہا ہے تنگ سب صحیح ہے ہم ایسے ہی تھے جو ہے اور سو سنا کھایا کرتے تھے مکرہوں کے بالوں کا لڑا پستے تھے اور حرام اور حلال میں کچھ تمیز نہ کرتے تھے اور اپنے چچا کی اولاد کو ایک کوڑی کے مقابلہ پر باخیز سمجھتے تھے اور ایسی اُن حالتوں پر ہم فخر کرتے تھے اور ہمارا یہی حال رہا اب خدا نے ہم پر انبار رسول بھیجا اور حکوتوں اور یہود و عیسویوں کے پوچھے سے روکا اور عبادت الہی کی توفیق دی حرام اور حلال اُسور سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ ہم کا فوس سے جنگ کریں اور اُن ملکوں اور شہروں کو بھی ظاہر کر دیا جو ہم مسلمانوں کے قصے میں آئینگے تیرا شہر اور محل بھی ہمارے قصہ میں آینگا۔ تجھے اب اس میں باتوں میں سے ایک قبول کر لینی چاہئے اول یہ کہ تو اس دین الہی کو قبول و منظور کر جس سے میری بادشاہت تیرے پاس رہے پھر ہم میں سے کوئی تیری اجازت بغیر تیرے ملک میں نہ آینگا ہمیں تو خراج دینا قبول کر اور خراج دینے کی وقت ساغرنا اختیار کر اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو لڑائی کی تیاری کر جسے خدا چاہے ہلاک کرے اور جسے چاہے سلامت رکھے نیز درجہ دے کہا میں نے سب سمجھ لیا لیکن ساغر لفظ سمجھ میں نہیں آیا مغیرہ نے کہا ساغر کا بہ مطلب ہے کہ جو وقت تو خراج ادا کرے تو کھڑا رہے اور ایک کوڑا تیرے سر پر اس غرض سے رہے کہ تو اس کے ادا کرنے میں سستی نہ کیا کرے نیز درجہ داس بات کو سنتے ہی غضبناک ہوا اور کہا میں نہیں سمجھتا تھا کہ جیسے ہی تم حبیبوں کی ایسی باتیں سنوں گا میرا ارادہ تھا کہ تم پر جہر بانی کروں گا اور انعاموں اور بخششوں کا ترانہ دیکھوں لگا ب تم نے میرے سامنے ایسے بے ادبانہ کلام کہے ہیں تو میری جانب سے تم کو خاک کے سوا اور کچھ نصیب نہو گا پھر غلام کو حکم دیا کہ مٹی کا ایک ٹشت بھر کر ان کے حوالہ کر دے کہ اُسے اپنے امیر پاس لیجائیں اور سادیں کہ مبرے پاس تمہارے واسطے یہی حصہ تھا اور میں ابھی ایک لشکر کو بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادیسیہ کی خندق میں زیر خاک دین کرے گا مغیرہ تخت پر سے اُتر آیا اور ہماریوں کے ساتھ سوار ہو سوحد و قاص کے پاس پہنچا جو کچھ گفتگو پیش آئی تھی کہ سنائی سعد نے مغیرہ کی سفارت سے خوش ہو کر تعریف کی نیز درجہ دے لے بھی عربی لشکر کے مقابلہ کی تیاری کی اپنے وزیر ستم نام کو بچہ نظیر بہادر اور تمام فوج کا سپہ سالار تھا ملا کر کہا موسم سرما گذر گیا ہے اور مویشیوں کا چارہ ہر طرف بکثرت موجود ہے فوجوں کو جمع کر کے عربی لشکر پر چڑھائی کرنی چاہئے اور انہیں اس ملک سے ہٹا دے رستم نے زبان شاہی کی تعمیل کی اور ہر ایک جانب خط لکھ کر فوجوں کو طلب کیا جسے پہلے ہمدان کا سردار چپیس ہزار سوار اور پیدل لیکر حاضر ہوا اُس کے بعد شیرازہ حاکم قہم و کاشان چپیس ہزار سواروں اور پیدلوں کی جمعیت سے آیا اصفہان سے شیروان شاہ اسقدر لشکر بجا دے کر آیا تو جنگ اسی طرح ہر ایک طرف سے صوبہ دار اور حاکم فوجیں لے کر نیز درجہ دے دربار میں حاضر ہوئے نیز درجہ دے انگوڑے شمار لاغام و اکرام دے کر باجی رستم مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا لشکر کفار نے جس کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھی اور سب کے سب قہودان اور ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ تھے اسلامی فوجوں کے سامنے



قیام کیا سعد وقاص نے کفار کی تعداد اور تیاری دیکھ کر اندیشہ کیا کیونکہ اس کے جھنڈے تلے کل چالیس ہزار عرب تھے مگر ابراہیم بن عبدالمطلب نے عمر کو خط لکھا اور یسری لشکر کی سہارا و تیاری سے آگاہ کیا عمر نے ابو عبیدہ جراح کو لکھا کہ میں ہزار بہادروں کی جمعیت سے سعد وقاص کی مدد کرے اُس نے قبیلہ ارشاد و خلفہ سبزا ہزار تجربہ کار جوان روانہ کر دیئے اب اسلامی لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار ہو گئی طرفین کی فوجیں معرکہ آرائی کے لئے نکلیں سعد وقاص نے دابیں بازویر عمر بن سعید کی رائے پر عمر بن عبد اللہ بن ابی سلمیٰ کو مقرر کر کے دس ہزار سپاہ حوالہ کی اور بائیں پہلو پر ابراہیم بن حارث اور علی بن محسب علی کو دس ہزار فوج دیکر قائم کیا اور قلب میں طلحہ بن خزیلہ الاسدی اور منذر بن حسان البشتی کو سپہرہ ہزار سوار اور پیدل دے کر متعین کیا اسی طرح جناح اور ساقی اور کس گاہ میں حمیدہ حمیدہ فوجیں مقرر کیں اب دونوں طرف کے بہادروں نے ہتھیار سمجھائے سب سے پہلے آذربائیجان کا امیر ہرآن نام جو زرد کرد کا داماد بھی تھا بڑی شان و شکوہ سے میدان جنگ میں گھوڑا اڑاتا ہوا آیا حریر کی قبا اور دیبا کا قمیض زیب تن تھا جو اسے نگار شیکہ کر میں تھا اور دوش قیمتی موتی کانوں میں ٹیڑے ہوئے تھے اور ایک قوی ہیکل گھوڑا ریران تھا سہدی تلوار ہاتھ میں لئے آتھن شعلہ کی طرح گھوڑے کو کا دے دیتا جاتا تھا اور کتا تھا کہ میں آج عربوں کے خون سے اس میدان میں دیدیاں بہا دوں گا اور زجر و کو اُن کی طرف سے مطلوب کر کے خلقت کو اُن لوگوں کے غرور اور تکبر سے آزاد کر دوں گا سعد وقاص نے اپنے ہتھیار کی طرف مڑ کر کہا اے بہادر پہلو انو دیکھتے ہو یہ کافر کیا بہودہ بک رہا ہے تم میں سے کون شخص میدان میں نکلے اسکو مرادے سکتا ہے منذر بن حسان ابھی قلب لشکر سے نکل کر ہاں کی طرف بڑھا اور بولا اے جوان تو بے شرمی کی تک گھارے جائیگا ذرا ٹھہرا اور مردوں کا حملہ ملاحظہ کر پھر تو دونوں نیزہ لے کر گتھ گئے اور خوب ہی داور داگی دی آخر کار منذر نے نیزہ مار کر ہراں کو گھوڑے سے بچے گرا دیا اور حوئیجے اور ترکمر کاٹنے کے ارادے سے تلوار کا ایک ہاتھ چھوڑا مگر ہراں نے یہ وار پاؤں پر روکا اور تلوار بھی پاؤں پر لگ کر ٹوٹ گئی اب منذر سر کی طرف آیا کہ بدن سے علیحدہ کرے اسی اشار میں منذر کا گھوڑا بھاگ نکلا اور وہ بیکرنے کے لئے اُٹھ چھپ گیا جریر بن عبد اللہ بھلی نے ایک کر ہراں کی ڈاڑھی پکڑ لی اور سر کاٹ کر تمام ہتھیار اور قیمتی کپڑے اوتار لئے منذر بھی اپنے گھوڑے کو پکڑ کر آیا کہ ہراں کا کام تمام کرے دیکھا کہ جریر نے سر کاٹ لیا ہے تمام کپڑے اوتار لئے ہیں منذر نے کہا میں نے اسے نیزہ مار کر گھوڑے سے گرایا ہے اور تلوار سے اسکا پائوں کا ٹاپا ہے اسے ہتھیار اور سامان سب میرا حصہ ہے دونوں بحث ہونے کے بعد یہ بات قرار پائی کہ خراؤ ننگہ منذر پائے اور باقی تمام اسباب جریر بن عبد اللہ نے حب ہتھیار اور شیکہ وغیرہ کی قیمت کا اندازہ کیا تو شیکہ تیس ہزار درہم کا نکلا اور باقی تمام چیزیں دس ہزار درہم کی ہوئیں اُس دن صبح سے شام تک دونوں لشکر لڑتے رہے رات ہونے پر اپنے اپنے حیوں کی طرف بلت آئے دوسرے دن بھی میدان میں لڑ کر جنگ شروع ہوئی سب سے پہلے ایرانی فوج کا ایک پہلو ان فیروز نام کوہ شمال ہاتھی پر سوار ہو کر نکلا اور پہلو سپاہیوں کی ایک جماعت اُس کے ارد گرد حشی مسلمانوں میں سے ایک شخص واس نام جسکی کنیت ابابہول تھی بنی اسد کے قبیلہ سے نکلا اور فیروز سے تنگ کرنے کا قصد کیا یہ شخص بڑا بہادر اور بہت چھرتیلا تھا گھوڑے کو جیند کوڑے لگا کر گرم کیا پھر اُس ہاتھی پر حملہ کر دیا اور تلوار کی ایک ہی ضرب میں سوئد و ٹکڑے کر کے گرا دی اسی اشار میں فیلمان نے بھی ایک وار کیا جس سے اسدی جوان زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے آ رہا دوسری طرف سے فیروز بھی ہاتھی پر سے آ رہا مسلمان اسے کرتے ہوئے دیکھ کر ٹوٹ پڑے اور دم زدن میں تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا فیروز کے قتل ہوتے ہی کافروں نے بھی مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کیا طرفین سے بڑی خون ریز جنگ ہوئی آخر کار مسلمان فتیاب ہوئے کافروں میں سے بہت سے مارے گئے باقی پس پامو گئے اور محل قادیہ جس پر کافر قبضہ کے ہوئے تھے مسلمانوں کے ہاتھ آیا اس میں سے بے شمار مال اور غلہ اور ہتھیار برآمد ہوئے یہاں بہت ہی عالیشان اور نہایت ہی مضبوط تھا سعد وقاص نے بہت پسند کیا اور اُسی جگہ قیام فرمایا اور اسلامی فوجیں اُس کے گرد و آتر پڑیں ایرانی لشکر دیکھ کر کہ کوشک قادیہ پر مسلمان قابض ہو گئے ہیں اور اسکا تمام مال و اسباب اُن کے ہاتھ آ گیا ہے بہت ہی جوش و خروش میں آئے اگلے دن سب نے متفق ہو کر اور دابیں بائیں دستوں کو جنگ کا رخ کیا ان کوہ پیکر ہاتھیوں کی ہدایت اور شان و شوکت کو دیکھ کر

مسلمانوں کے چھکے چھوٹ گئے اور سوچنے لگے کہ ان ہاتھیوں کا مقابلہ کس طریق سے کرنا چاہیے آخر کار یہی صلاح ٹھہری کہ پیدل ہو کر حملہ کریں سب گھوڑوں  
 پر سے اتر پڑے اور تلواریں کھینچ کر ایک دم سے ہاتھیوں پر جاڑے اُنکی سوندوں کو قلمہ تمشیر سا کر تمام گرد و پیش کی جمیعت کو کاٹ ڈالا اب ایک ایرانی بہادر نام  
 نامی صفوں کے درمیان سے گھوڑا اٹاتا ہوا آیا اور اڑے والوں کو طلب کیا یکے بعد دیگرے مسلمانوں میں سے چار بہادروں کو ہلاک کیا عمر بن محمدی کرب  
 لے جو نہایت ضعیف اور بوڑھا تھا اُسکے مقابلہ کا ارادہ کیا اُسکے چچا کی اولاد اُسے روکے لگی کہ تم بوڑھے ہو گئے ہو اور تم میں پہلی طاقت نہیں رہی ہے اور  
 مقابل جوان اور بہت شہ زور معلوم ہوتا ہے ایسا ہو کہ تم کو صد مہینے عمر معذ کر کے ایک نہ سنی اور گھوڑا اڑا کر میدان میں نکل آیا دونوں نے ایک دوسرے  
 پر حملہ کیا اور میان سے تلواریں گھسیٹ لیں انجام کار عمر معذ کر لے اُس کے سر پر ایک ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے آ کر عمر فوراً گھوڑے  
 پر سے کود پڑا اور سیہ پر سوار ہو کر سر کاٹ لیا سر کاٹاج اور بدن کا لباس اور کل تھیں لیکر اسی فوج میں واپس آیا تمام بھائی بند نہایت ہی شاد ہوئے اور جہاں  
 کہتے تھے آج بھی تمام ملک دونوں وجہیں لڑتی ہیں بہت ہی سخت لڑائی ہوئی رات کے وقت دونوں لشکر اسی جگہ پر واپس آ گئے چوتھے دن بھی اسی  
 طریق سے صف آرائی ہوئی اور کس قدر کافروں کو غلبہ حاصل ہوا بہت سے مسلمان قتل اور زخمی ہو گئے۔ قرب تھا کہ وہ بھاگ کر کو شک قادیہ میں پناہ لیں  
 کیونکہ کافروں کی جمیعت کارات دن تانتا لگا ہوا تھا اور ان کی تعداد دم بدم بڑھتی جاتی تھی جب ملک آتی تھی تو وہ دھول اور نقارے بجاتے  
 اور بڑا شور و غل کرتے تھے مسلمان بھی خدا کو یاد کر کے نعرہ تکرار کرتے تھے مگر ان کی جمیعت شہادت پانے کے سبب سے گھٹتی جاتی تھی ان دنوں میں  
 ابوالمحن تقی جو عرب کے نامور بہادروں میں سے کہتا اور بڑا تمشیر زن اور نیزہ باز تھا بھرم تراب نوشی کو شک قادیہ میں قید تھا ایرانی لشکر کے غلبہ  
 کی خبر اور ان کے نقاروں کے شور و غل کو سُن کر سعد وقاص کی منگو جو سلی کے پاس آدمی بھیجا کہ تو دیکھنی ہے لشکر اسلام مغلوب ہوتا جا رہا ہے اور  
 کافر طرف سے ٹھٹھے آرہے ہیں میں قید میں ہوں اور ترسندگی کے سبب سعد وقاص سے کچھ نہیں کہہ سکتا کیا تو مجھ سے خدائے پاک اور سچے دین  
 اسلام کی قسم لیکر اور ایک گھوڑا اور اسلحہ دے کر چھوڑ سکتی ہے کہ میں آج کی جنگ میں شجاعت اور بہادری دکھا کر اپنی ترسندگی کو مٹاؤں شاید میں مسلمانوں  
 کی مدد کر سکوں اور کافروں کو سزا دوں جس سے دنیا میں ناموری اور آخرت میں ثواب یا و لگتا اور تو بھی میرے ساتھ ثواب میں شریک ہو جائے گی  
 سلمیٰ کو یہ بات پسند آئی اور اینایت کی محبت نے جوش مارا اُسے قسم دلا کہ قید سے رہا کر دیا کہ اگر جنگ سے زندہ بھر کر آئے تو سعد وقاص کے سامنے بجا  
 بلکہ اپنی جگہ اسی قید خانہ میں داخل ہو جائے پھر سعد وقاص کی سواری کا گھوڑا اور اُسی کے اسلحہ دے کر خدا کے سپرد کر دیا اس وقت سعد کو شک قادیہ  
 کی بلندی پر کھڑا ہوا تھا اور لڑائی کی کیفیت دیکھ رہا تھا اور ایلی برابر خبر پہنچا رہے تھے اور یہ مسلمانوں کا دل بڑھاتا تھا اور حطون مد کی ضرورت  
 پڑتی تھی سواری کے گھوڑے اور اسلحہ پہنچا رہا تھا ابوالمحن تھیں لگا اور سعد کے اُبلق گھوڑے پر بیٹھ مسلمانوں کی صفوں میں آیا اور مہر پر نقاب لے  
 ہوئے تھا کہ کوئی شخص اُسے نہ پہچانے پھر وہاں سے نکل کر میدان میں آیا اور اُس ایرانی فوج پر جو غلبہ حاصل کے برابر مسلمانوں کو باقی چلی آ رہی تھی  
 حملہ کیا کبھی تلوار سے اور کبھی نیزہ سے جنگ کرتا تھا تمام مسلمان اُسکی دلیری اور بہادری پر عیش کش کر رہے تھے سعد وقاص بھی اُسے دیکھ کر بہت خوش  
 تعریف کرتا تھا اور صاحبوں سے پوچھتا تھا کہ تم اس سوار کو پہنچاتے ہو کہ یہ کون ہے وہ کہتے تھے ہم نہیں جانتے بظاہر کوئی فوجی معلوم ہوتا ہے  
 جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے واسطے بھیج دیا ہے یا حضرت خضر علیہ السلام میں اور حکم الہی ہماری مدد کو آئے ہیں کیونکہ کسی انسانی طاقت  
 کا کام نہیں ہے کہ اس غضب کی جنگ کرے اور ایسی بہادری دکھائے سعد کہتا تھا بیشک یہی بات ہے غرض کہ ابوالمحن حطون حملہ کرتا تھا غلبہ  
 حاصل کرتا تھا جس پر ہاتھ چھوڑتا تھا دو ٹکڑے کر دیتا تھا ہاتھ ہٹا کر ایرانیوں کا بڑھتا ہوا قدم پیچھے ہٹنے لگا اور کوئی شخص اُس کے مقابلہ کے لئے  
 آگے نہ بڑھتا تھا اب ابوالمحن اپنی صف میں چلا آیا اور کسی طرف سے نہ کڑکڑاتے علیحدہ ہو کر شک قادیہ میں داخل ہوا گھوڑی کو طرے میں



اور اسلحہ کھول کر قید خانہ میں آٹھیا اور سعد کی نکاحی سے کہلا بھیجا کہ میں واپس آ گیا ہوں اپنی لونڈی کو بھیجے کہ میرے پاؤں میں بٹری پہنا جاوے سعد کی زوجہ نے تعریف کی اور وعدہ کی سچائی سے خوش ہوئی اور کہلا بھیجا کہ مطمئن رہ جو قوت سعد گھڑ میں آئیگا تو اُس سے تیری رہائی کے واسطے جعفر رنکن ہو گا۔ کہا جا گیا جب رات کے وقت سعد گھڑ میں آیا سلمیٰ نے پوچھا کہ آج اسلامی لشکر کا کیا حال رہا اُس نے کہا کچھ نہ پوچھ مسلمان بھاگ نکلنے ہی کو تھے کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ایک بڑا بہادر اور چالاک سوار نمودار ہوا میں نہیں جانتا کہ وہ آدمی تھا یا فرستہ ایسی مردانہ جنگ کی کہ بیان نہیں ہو سکتی پس پاموئے کے بعد مسلمانوں کو اُسی کی بہادری کی بدولت غلبہ حاصل ہوا سلمیٰ نے کہا وہ شخص ابوحنن تھا سعد حیران ہوا سلمیٰ نے اسکا تمام حال کہہ سنایا سعد اوس کے پاس آیا شری تعریف و توصیف کی اور حکم دیا کہ اوسکے پاؤں سے شری نکال ڈالیں اور نصیحت کی ایسے اعمال پر نظر رکھ اور عاقبت سے ڈرنا رہ العرض تمام شب لشکر کا یہ حال تھا کہ وہ جی کوشش کرنے سے تھکے ہوئے تھے اور کشتوں اور زخموں کی کثرت کے سبب عمر وہ اور اندیشناک تھے اور سعد وقاص بھی زخمی ہونے کے سبب سداڑ جنگ میں نہ آ سکتا تھا مگر صبح کے وقت ایک تیز رفتار گھوڑے پر زین ڈلو کر سوار ہوا اور باہر نکلا تمام سردار اُسکے گرد جمع ہو گئے اور کہا اے امیر ہم تمہارا حال اور تمہاری تکلیف سے بخوبی واقف ہیں تم باہر نہ آنے کے لئے مجبور ہو اب بڑا طمیان گھڑ میں واپس جاؤ ہم جہاں تک قوت مدد کی لڑائی میں سخت کوشش کریں گے اور انتہائی سعی و توفیق حسنہ کی بدولت اس ہم کو بخوبی انجام دے گا سعد نے کہا تم سچ کہے ہو اور میری تکلیف سے خدا تعالیٰ خوب آگاہ ہے مگر اس جنگ اور ہم کا خود ہی زیادہ خیال ہے میرے کچھ کہنے کی حاجت نہیں ہے مگر زیادہ مرغیب جنگ دلانے کے لئے فہمائش کروں اس لڑائی کو چار دن گزر چکے آج پانچواں دن ہے میں امید کرتا ہوں کہ آج فتح مندی اور نصرت کا دن ہے انتہا اللہ تعالیٰ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ کہہ کر سعد وقاص گھڑ میں چلا گیا اور بالائے بام بیٹھ کر لڑائی کا رنگ ملاحظہ کرنے لگا ایرانی لشکر بڑی تیاری اور انتظام کے ساتھ میدان جنگ میں آیا مسلمان بھی حسب دستور مستعد اور لیس ہو کر نکلے سب سے پہلے مسلمانوں میں سے حریر بن عبد اللہ انخلی نے نکل کر ایرانی صفوں پر حملہ کیا اُسکے بعد علی بن حش الحجبی دشمن پر جا پڑا اُسکے پیچھے ہی ابراہیم بن حارث اشیانی نے ہٹا کر دیا پھر عمر بن معدی کرب اور اور سرداروں اور امیروں نے یکے بعد دیگرے کافروں پر چڑھائی کر دی خوب ہی گھمسان کارن پڑا مسلمانوں کی تکبیروں کی آوازیں آسمان پر جارہی تھیں فارسی لشکر کے بہت سے سپاہی کشتہ اور خستہ حاک و خون میں لوٹ رہے تھے اور جنگ بڑی خون ریزی کے ساتھ جاری تھی کہ اچانک تمام کی طرف سے غبار اُڑتا ہوا نظر پڑا دونوں فوجوں کی آنکھیں اسی طرف لگ گئیں کہ یہ کسی ملک آتی ہے اسلامی لشکر غلگین تھا اتنے میں گرد و مٹی اور لشکر نظر آنے لگا دیکھا کہ اُن کا سردار ہاشم بن عتبہ بن امی وقاص ہے جسے موجب فرمان عمر ابو عبیدہ جراح نے ملک تمام سے سعد وقاص کی مدد کے لئے بھیجا ہے ہاشم نے اپنے چچا سعد وقاص کے لشکر کو دیکھتے ہی ایسی دس ہزار فوج کے دس حصے بے ہزار ہزار جوانوں کا ایک ایک دستہ قرار دیا اور آپ سب سے اگلے دستہ کے ساتھ آگے بڑھا اور اسلامی لشکر میں پھینک کر سعد وقاص اور دوسرے بہادر و معروف سردار بن عرب کا حال یوچھا لوگوں نے کہا سعد بھی سلامتی ہو اور دوست بھی زندہ ہیں لیکن ایرانی لشکر کو غلہ حاصل ہے کہو کہ اُن میں سے ایک مرتا ہے تو سو آدمی اُن کی مدد کے لئے آموعد ہوئے ہیں ہاشم نے کہا تم کچھ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اُس والوں کا حامی ہے یہ اُس کی فوجوں کے دستے ابک دوسرے کے بعد پیچھے لگے آخری دستہ کا سردار قحطاع بن عمر صبی تھا آتے ہی اُسے ایرانی لشکر پر حملہ کیا بیاں کرتے ہیں کہ اوس نے بے دریغ تین حملے کئے اور ہر حملہ میں ایک سے لیکر تین ہزاروں تک قتل کئے ایرانی لشکر پر اوس کے سپہم حملوں سے خوف اور رعب چھا گیا اور اس کی بہادری کے شان خواں ہوئے رنم کا بھائی شہر یار جو اس فوج کا سردار تھا قحطاع کی جرات کو دیکھ کر انہی صفت سے نکلا اور قحطاع پر حملہ کیا پھر تو دوسری جنگ ہوئے لگی ایک گھنٹہ نہ گزرا تھا کہ قحطاع نے اُسکے گھڑ میں ایسا تیرہ مارا کہ وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا کافروں نے شہر یار کے مرتے ہی شور و غوغا بلند کیا اور زندہ سے نکھارے اور ڈھول تاتے اور جھانچنے لگی اور جوق جوق مسلمانوں پر لوٹ پڑے مزین سے چوتھے جوق کی جنگ ہونے لگی مگر اس کا کارن پڑا اس قدر گرد و غبار بلند ہوا کہ دنیا تاریک ہو گئی ایک مسلمان بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ

دوستو جنگ بدر واحد کو دیکھنا ہوا تو اس سرکر کو دیکھ لو اب عمر بن عبد ربیع اپنی قوم کو لیکر بلند آواز سے تکبیر کہتے ہو گا وہیں یہ حملہ کیا کر چڑھتا جاتا تھا اور حملہ کر رہا تھا اور حملہ میں کسی کئی ایرانی حوالوں کو خاک خون میں ملا دیتا تھا پھر تو جملہ مسلمانوں کی ایسی جگہ سے ٹھہر کر ایرانیوں سے رخصت کی اور انگوٹھی صفوں کے آگے رکھ لیا اور یہاں تک کہ تکبیر تک اس کا دیا اس جنگ میں اس ہزار سے زیادہ ایرانی قتل ہوئے اور انکا لشکر بھاگ نکلا جھڑپ جھکاٹھہہ اٹھا چلا گیا مسلمانوں کو لوٹ میں ہتھیار مال دولت ملی وہ لوٹ سے فارغ ہو کر قادیسیہ میں آئے اور شکست خوردہ فوج کے مافی ماندہ آدمیوں نے مدین کا رخ کیا اور وہاں بھی کرا من سے ہوئے سعد وقاص کی یہ راہبونی کہ شکست خوردہ فوج کے عقب میں لشکر بھیجا جاتے حکم دیا کہ دس ہزار فوج مع ساز سامان جنگ لیں کہ کافور کا چچا کری اور ایرانی لشکر کا کام تمام کر کے اطمینان قلبی حاصل کریں مسلمانوں کا لشکر ان کے چچے روانہ ہوا ایرانی اسلحہ سے واقف ہو کر کہ اسلامی لشکر ہماری چھٹی آ رہا ہے عالم محوری مقابلہ کے لئے مستعد ہو مسلمانوں میں ایک ہزار ہزار ہلال بن علقمہ اعقبی نے رستم پر جو زبرد کا سید سالار اور وزیر تھا حملہ کیا رستم نے ایک سیرہ مارا جس سے ہلال کا یاؤں سے رکاب جھد کر لستہ ہو گیا ہلال نے بھی اسی گرامرچی میں ایک ایسی تلوار لگائی کہ رستم کا تلخ اور سرکٹ گیا اور رستم اس کے سینہ تک اتر آئی رستم گھوڑے پر سے گر پڑا ہلال نیزہ یاؤں سے انکال کر گھوڑے سے اتر اور رستم کا تلخ اور اس کے تمام کپڑے اور اسلحہ لے کر سرکٹ لیا ایرانی لشکر اپنے سردار کو بے سر دیکھ کر بھاگ نکلا اور مدائن میں داخل ہوا یہاں حضور کو بانی سولہ زکر کے زہر قاتل ملا دیا اور بہت سازہر آمیز کھانا پکا کر سا باط ملائیں میں رکھ چھوڑا اُس کے بعد دریائے دجلہ کو عبور کر کے اور اس کے نیلے کو توڑ کر لشکر عرب اس طرف نہ آ سکے نیزہ درجہ کے قیام گاہ کی طرف پھیرے جب مسلمانوں کا لشکر سا باط میں داخل ہوا تو بہت ہی بھوکا اور پیاسا تھا کھانا پیا اور پانی خوشکوار پیا خوب سیر ہو کر کھایا پیا اور اسودہ ہو کر لیٹ بیٹھ رہے خداوند کریم کے فضل سے زہر نے بھی انکو کچھ نقصان نہ پہنچایا مسلمانوں نے ابھی اکثر مکمل مقفل یا نے انکو کھولا تو بے شمار مال و دولت اور اسلحہ ہاتھ آئے سب اس غنیمت کی مدولت مالا مال ہو گئے پھر تو بڑی خوشیاں منائی گئیں اور لشکر الہی ادا کیا دوسرے دن سعد وقاص کی یہ رائے ہوئی کہ حیدر روزا سی جگہ قیام کریں اور حب دریا پر نیل سندھ جائیں تو پار جا کر کلانہول کا کام تمام کریں ایک شخص نے کہا اے امیر جس خدا نے ہمیں جنگی میں حفاظت سے رکھا ہے وہی ہمارے پانی سے بھی بچا سکتا ہے میری رائے ہے کہ فوراً دریا سے گر کر کھار کا چھینا پھوڑیں اس امر سے ہمارے ہمیت ادن کے دلوں میں جم جائے گی علار نے کہا بے شک یہ رائے درست ہے مگر دجلہ طغیانی پر ہے اور اسے عبور کرنا مشکل کام ہے اس حوالہ نے کہا اے امیر سب پہلے میں اپنے آپ کو گھوڑے سمیت دریا میں ڈالتا ہوں اور مجھے فضل الہی سے یو را بھر دے ہے کہ صحیح سالم پار جا پہنچوں گا یہ کہہ کر پانی میں گھوڑا ڈال دیا اس کے چچے ہی ہقام بن المحرث اعقبی جو عرب کے بہادر لوگوں میں شمار ہوتا تھا داخل آب ہوا اس کی تقلید دوسرے عبد اللہ اور عمر بن محمدی کرب نے کی اس نظارے کو ملاحظہ کر کے تمام سردار اور امیر دریا میں اتر پڑے اور ان کے پیچھے ہی تمام لشکر نے بھی اپنے اپنے گھوڑوں کو کوڑا کر کے پانی میں ڈال دیا اور آواز بلند تکبیر کہتے جاتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ لَا اَحْزَنُ اِلَّا اَحْزَنُ لَیْسَ اَنْ کے بعد سعد وقاص نے بھی ایسا گھوڑا دجلہ میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل شامل حال فرما کر سب کو صحیح سلامت دوسرے کنارے پہنچایا ایک آدمی یا ایک گھوڑا بھی ضائع نہیں ہوا نیزہ و سر بادشاہ ایران اپنے محل کے پھروکوں سے اس کیفیت کو دیکھ رہا تھا انگوٹھی طریق سے دریا عبور کر کے اور صحیح سلامت اس پار پہنچا ہوا دیکھ کر ذریروں سے کہا کہ یہ لوگ نہ آدمی ہیں نہ پری ضرور سیٹھانی زمرہ سے ہیں دیکھے نہیں کہ ایسے بڑے بہادر کو بھرتی استی اور پیل کے کس طریق سے عبور کر آئے ہیں مناس کہ ہم یہاں سے اور طرف نکل جائیں اور پہاڑوں اور میدانوں میں نہاد گروں پھرائیں معزین و فرزند و سامان و دولت جگہ لاکھ طرف رخ کیا اور عرب ادن کے عقب سے داخل مدائن ہوئے جو کچھ یا یا خوب لوٹا بیاں کرتے ہیں کہ کافور کا پیکر دھیرا تھ آیا جسے نمک کے برابر دیتے تھے اور کہتے تھے ہمنے بڑا نمک دیکھا تھا نمک خرید ہے ایک عربی کو دوسرے کے پالے سے اس نے آواز لگائی کہ کوئی ہے جو ان دوزیروں کے پایلوں کے عرض ایک سفید جام دے ایک اور عرب اسی وقت ایک چاندی کے پالے کو گھونٹ ادا کر کے دوسرے



کے پیلے خرید لئے العرض سعد وقاص نے مدائن میں قیام کیا اور مال و غنیمت کا پانچواں حصہ عمر کے پاس بھیجا اور تمام کیفیت لکھدی اور عمر بن سعد کی  
کی نسبت سے تعریف کی یہ خط مع مال و غنیمت عمر کو دیکر جانب مدینہ روانہ کیا حب عمر مدینہ میں پہنچا تو سعد کا خط عمر خطاب کے حوالہ کیا آپ نے عمر بن سعد کی کرب  
کی تعریف کو پڑھ کر لہجہ سدا کا کیا رنگ ہے اور وہ دوسرے لوگوں سے کس طرح پیش آتا ہے اُسے کہا وہ لشکریوں کا باپ ہے اور معاش کے کام کو عمدہ طور  
پر انجام دے رہا ہے اپنے مواقع اور اوقات میں ذرا نہیں گھبراتا وہ ایسا ہے صیاعرب والا ایسے لباس میں مایثراپنے جنگل میں اور بطنی جوان اپنی ریاست  
میں وہ لوٹ کے مال کو مساوی حصوں سے تقسیم کرتا ہے منصفانہ حکم جاری کرتا ہے اور لشکر سے باقاعدہ کام لیتا ہے آپ نے فرمایا وہ تیری تعریف لکھتا ہے  
اور تو اُس کی توصیف بہاں کرتا ہے اوس کے بعد عمر خطاب نے سعد وقاص کے خط کا جواب لکھا کہ کچھ حصہ تک مدائن ہی میں ٹھہرا رہے اور کسی دوسرے مقام  
کی طرف حرکت نہ کرنا اور جس لشکر کو ابو عبیدہ نے مدد کی عرض سے بھیجا تھا اُسے واپس کر دے کیونکہ رومی فوجوں نے اپنے مقام سے کوچ کر کے حص  
میں قیام کیا ہے اور جو حیت و اجماع کی ہے جب تک تجھ کو شام کی طرف سے کوئی اطلاع نہ سے مدائن ہی میں قیام رہے سعد نے خلیفہ کے حسب اُحکم مدائن میں  
قیام کروایا اور جو دوح شام سے آئی تھی اُسکو واپس بھیج دیا۔

## سنة هجری میں ابو عبیدہ بن الجراح کا ملک شام میں فتح پانا اور شہر حمص کا تسخیر کرنا

جب عمر بن الخطاب حکم سے عربی فوج نے حمیوں کی جنگ سے ہاتھ روک لیا اور رومیوں کے ساتھ نبرد آزمائی کی نوبت آئی تو ابو عبیدہ بن جراح  
متردد تھا کہ بیت المقدس کی طرف بڑھے یا یہ قریب حملہ آور ہوا سنے عمر بن خطاب کو خط لکھا کہ ان چند مہینوں کے عرصہ میں اجازت جنگ نہونے کے  
سبب ابالیان لشکر عیت و راحت سے سسر کرنے لگے ہیں اور بعض شراب نوشی کی طرف راجع ہو کر اُسے اچھا سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کی نسبت کیا حکم ہے  
عمر بن خطاب اس خط کو پڑھ کر شکر ہوئے کہ کیا جواب دین حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمان ایسے آب کو شراب سے ہمیں روکتے اور حد  
شرعی کو خاطر میں نہیں لاتے اُسے حیف اور تصور کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اِنَّ الشُّكْرَانَ اِدْ اَسْكُرْ هَلْدَى وَاِدْ اَهْلْدَى اَفْتَرَى وَاِدْ اَفْتَرَى فَعَلْبِ  
نَمَاوُنْ یعنی اب شراب نوشی کی سزا آتی ہے مقرر ہو گئی تو عمر بن خطاب نے ابو عبیدہ کے جواب میں لکھا کہ سب کو جمع کر کے یہ احکام سنا دے شاید شراب  
مخوری ترک کر دیں اور آئندہ کے لئے توبہ اور عہد کر لیں جب یہ خط پہنچا تو ابو عبیدہ نے تمام مجمع کے روبرو پڑھ کر سنا دیا اور کہا سفر کی تیاری کر لو میں یہاں سے  
حلب جاؤں گا اور اُسے فتح کرنے کے بعد اللطاک کا غزم ہے کہ ہر قریب سے سحر کہ آئیں سب مسلمانوں نے کہا ہم آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں اسی  
وقت ابو عبیدہ نے عامر بن صعصعہ بن عامر الاسلمی کو اپنا نائب قرار دے کر دمشق میں چھوڑا اور یانوسواروں کا دستہ اُسے حوالہ کیا خود دمشق سے باہر  
فلکلکریے کھڑے کئے پھر قنعا اور بلدہ کی طرف کوچ کیا وہاں پہنچ کر فوج کو قلعہ کے گرد ڈال دیا اور حکم دیا کہ محاصرو میں سختی کریں کوئی تے ہو تو قہوڑی یا  
بہت جھٹس کے حصار کے اندر نہ جانے دیں حصار کے لوگ تنگ حال ہو گئے کھانا تک نہ رہا جب زیادہ سختی گزرنے لگی سامان جنگ کر کے باہر نکلے اور  
لڑائی شروع کر دی خالد بن ولید نے ترقی دروازہ کی طرف سے اور ابو عبیدہ نے عربی دروازہ کی سمت سے حملہ کیا اور فحاصین کی بہت سی جمعیت قتل  
کر ڈالی اہل حص یہ حال دیکھ کر حصار کے اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر کے پناہ گیر ہوئے مگر اُن کے دلوں میں اس قدر ہمت ساگئی تھی کہ وہ رات بھر  
تمام سیر کی علی الصباح ابو عبیدہ کے پاس قاصد بھیجا کہ مصالحت کر لیں ابو عبیدہ نے کہا ستر نزار دینا نقد حوالہ کریں اور ہر سال فی کس چار دینا  
جزیہ دینا قبول کریں اور جو وقت مسلمانوں کا عامل اُن کے پاس پہنچا کرے تو اُسکو تنظیم و تکریم کے ساتھ ایک دن اور ایک رات جہان رکھا کریں۔  
اور مسلمان بھی اُن کے ساتھ رعایت کریں گے طرفین سے ان امور پر رضامندی ہو گئی اور ایک عہد نامہ لکھا گیا جس پر مشہور و معروف لوگوں کے

دستخط بھی ہو گئے اُسکے بعد حصار کے دروازے کھل گئے اور مسلمان اندر داخل ہو گئے اور ایمان من و اطمینان سے رہے لکے ابو عبیدہ نے حصّے کے حصار میں قیام کیا اور فوجوں کو لوٹ مار کرنے کی غرض سے ہر سمت بھیجا شروع کیا بھرا میر المؤمنین عمر کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا کہ سلام دینا کی ملازم کے بعد امیر المؤمنین کو معلوم ہو کہ حصّے جو تمام کے سب سے عمدہ تہوں میں سے ایک تہ ہے اور جب کا خراج اور دیگر فوائد سے تمہا میں اہل اسلام نے نفع کر لیا ہے اور کیفیت یہ ہے کہ حصّے کے قریب پہنچ کر اول اس کا محاصرہ کر لیا تھا آخر کار اس متحکم قلعہ کی جمیعت کیترے ماہ نکل کر جنگ کی بڑی سخت لڑائی پتیں آئی ہم نے جماعت کیترے قتل کر دیا باقی بھاگ کر قلعہ میں نیاہ گیر ہوئے اور دروازے بند کر لئے دوسرے دن انہوں نے صلح کا پیغام بھیجا میں نے شرائط مصلہ ذیل پر صلح منظور کر لی کہ ستر ہزار دینار نقد حوالہ کریں اور ہر شخص سالہ چار دینار جزیرہ دیا کرے اس قرار دیر عہد نامہ لکھا گیا ہے جس پر اگر براں قوم کے دستخط ہو کر تحریج صلح ہو گئی ہے اب رہے صلحت کا یا نخواستہ بھیجا جاتا ہے اور جو کچھ میں نے امیر المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا ہے اُس کا خیال ہے صلح باز تھا سے اُمت پر کہ لکرا سلام کو اب رور بروز فتح حاصل ہوتی جائے گی اور میں ہی قیاب ہو گئے فقط والسلام۔ جب یہ خط امیر المؤمنین کی کیندرت میں پہنچا تو بہت بڑی خوشی منائی گئی اس قیامی اور مال و غنیمت کے لئے تشکر الہی بجالائے اور تمام مسلمان تادشاہد ہو گئے اور خدا کا شکر کر لے تھے امیر المؤمنین نے ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا کہ حمد و ثناء اور درود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو عبیدہ کو واضح ہو کہ خط پہنچا اور مسلمانوں کی فحتمندی پر تشکر الہی ادا کیا گیا اور تمام احوال مسددرجہ سے کہ ہر سمت کو اس عرض سے فوج بھیجی جا رہی ہے کہ کافروں کا مال و متاع لوٹ لائیں اور اُن کے زن و فرزند کو گرفتار کر لائیں تاکہ وہ اسلام کو قبول کریں یا جزیرہ دینا اختیار کریں آگاہی حاصل ہوئی میری رائے میں یہ امر مناسب ہو گا کہ ابھی فوجوں کو اپنے پاس سے علیحدہ نہ ہونے دے اور حصّے میں قیام رکھے زیادہ سلام اس خط کے پیچھے ہی ابو عبیدہ نے حلیہ کے فرمان کی تعمیل کی جس امیروں اور سرداروں کو ادھر ادھر بھیج رکھا تھا اپنے پاس واپس بلا لیا اور شہر حصّے میں قیام کیا۔

## اسلامی فوجوں سے لڑنے کے لئے رومی لشکر کا جمع ہونا

جب مسلمانوں نے تہر حصّے کو فتح کر لیا تو وہاں کے تسکت خورہ بطریق بھاگ کر روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس آئے ہرقل اس وقت انطاکیہ میں تھا۔ اپنے قبضے سے شہر حصّے کے نکل جانے کا حال سن کر نہایت ہی غمگین ہوا اور کہا مجھ سے اُن عربوں کا حال بیان کرو کیا وہ تم جیسے آدمی نہیں ہیں یا تمہاری تعداد اُن سے زیادہ نہیں ہے جواب دیا ہاں یہ سب صحیح ہے کہ ہم جیسے ہی آدمی ہیں اور تمہا میں بھی ہم اُن سے زیادہ ہیں ہرقل نے کہا پھر تم کُن کے سامنے سے کیوں بھاگ نکلتے ہو ایک بدتھے عقلمند نے جواب دیا اے بادشاہ میری سمجھ میں ایک بات آتی ہے اگر حکم دے تو عرض کروں ہرقل نے کہا بیان کر بڑھے نے کہا اہل عرب نیکو کلام آدمی ہیں اور ہم اُن کے برخلاف مدکار وہ اصلاح کرنے والے ہیں اور ہم فساد ہی وہ پاکباز ہیں اور ہم عاجز جب ہم اُن پر حملہ کرتے ہیں وہ قدم جمائے دھتے ہیں اور جو وقت وہ ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہمارے یاؤں اکٹھے جلتے ہیں ہرقل نے کہا مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہے کہ جب ہم اُن سے بہت زیادہ ہوا اور اسلحہ اور شان و شکوہ میں بڑھے ہوئے پھر کیوں قائم نہیں رہتے بڑھے نے جواب دیا کہ اُن لوگوں کے عمل ہمارے اعمال سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں اقرار کے پورا کرنے والے ہیں حکم الہی پر چلنا اور ممنوعات سے سچا اُن کے افعال و اعمال کا خاص حصّہ ہے ہم لوگوں پر جبر کرتے ہیں قول کے پابند نہیں ہیں شراب پیتے ہیں گناہ کرنے کو سہل سمجھتے ہیں اور خدا کو نادراست کرتے ہیں ہرقل نے کہا جو کچھ تو نے بیان کیا بالکل سچ ہے اور بہت ہی کم آدمی ہیں جو تیرے جیسی شان بات کہہ گزرتے ہیں اب میری رائے ہے کہ خاص عام سمیت اس شہر سے نکل جاؤں اور کسی اور شہر میں سکونت اختیار کروں کیونکہ مجھے تم لوگوں کے ساتھ رہنے میں ایسی خیر نظر نہیں آتی تم خراب کام اور بڑی حرکتیں



کرتے ہوئے دیکھا کہ بادشاہ شام جیسے علاقہ کو جو دنیا کی بہت اور جہان کا خلاصہ ہے ایسی حالت میں کہ یہاں ابھی تک کوئی جنگ نہیں ہوئی نہ دشمن کا قدم ہی اس جگہ تک آیا ہے چھوڑا نامناسب نہیں ہر قل نے کہا اے مذھے ہم دشمن سے مختلف مقاموں پر اُسے تدمر اتحادیں تعجب کی وفاق محل آ رہی اور ملقا پر مقابلے ہوئے لیکن ہر جگہ اُسی لوگوں کو فتح حاصل ہوئی اب تہہ جس بھی جو روم کا دار الحکومت تھا ہم سے چھین لیا مذھے نے جواب دیا کہ یہ تقدیر باتیں ہیں ان کے سبب دل بہار چاہئے لڑائیوں میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے کبھی فتح ہے کبھی شکست ملتا ہے کام درست کرنا چاہئے لازم ہے کہ فرمان جاری کرو اور تمام اطراف ملک سے تجربہ کار بہادر سپاہیوں کو فراہم کرو اور عربوں سے لڑنے کے لئے حیدرہ حیدرہ بہادر بھیجو اللہ نے چاہا تو متیاب ہو گے اور انکو اپنے ملک سے نکال دے اگر اُلٹا معاملہ ظاہر ہوا اور دشمن غالب آیا تو اُس وقت ملک کو اُنکے حوالہ کر دینا مجبوری میں داخل ہوگا اور پھر کوئی شخص تھکوا ملامت نہ کرے گا ہر قل کو مذھے کی نصیحت پسند آئی تیر و قاصد ہر طرف کو دوڑائے اور تمام حاکموں اور سرداروں اور اُمراء دولت کو لکھ دیا کہ فی الفور سپاہی فراہم کر حضور والا میں روانہ کریں تھوڑے ہی عرصہ میں بے شمار فوجیں آ موجود ہوئیں جن میں اُسے اُسے بہادر اور نامور لوگ شامل تھے ہر قل نے اپنے وزیر مستی مایاں کو طلب کیا اگر اُن بہا طاعت بختا اور تیں لاکھ دینار نقد بطور انعام دیکر ایک لاکھ فوج کا افسر مقرر کیا اسی طرح دوسرے وزیر کو بھی ملایا انعام و اکرام دیکر ایک لاکھ جوانوں کا سردار بنایا تیسرے وزیر کو بھی خلعت و انعام دیکر ایک لاکھ سپاہی روانہ کیا اور اُس سب پر وزیر اعظم کو مقرر کر کے حکم دیا کہ وزیر اعظم کا حکم میری باقی فوج اپنے پاس رکھی پھر فوج کے سرداروں اور امراء کی طرف مخاطب ہو کر کہتا تم دیکھ رہے ہو اور جاتے ہو کہ عربی فوجوں نے ہم پر کیسا غلبہ حاصل کیا ہے تہہ چھین لئے ہیں اور اب ہماری طرف آ رہے ہیں ہمارے زن و فرزند اور مال و دولت کی لوٹ کی طرح دامن گیر ہے چاہتے ہیں کہ سب کو باندھ لیجا لیں اور اپنے کام میں لائیں لازم ہے کہ ابھی دفعہ خوب ہی جان توڑ کر مقابلہ کرو اور انکو اچھی طرح سے سردار و اگر ذرا بھی سستی اور نرم دلی اختیار کرو گے تو بعینہ ہی حال ہوگا حکما میں نے ذکر کیا ہے سب سے قبل کیا اور اس ارادہ سے کہ روانہ جنگ کرینگے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے رومی فوجوں کی تیاری اور فراہمی کی خبر سنے ہی ابو عبیدہ نے بھی اپنے سرداران لشکر کو جمع کیا اور صلاح لی جسے کہا ہم تھوڑے ہیں اور دشمن بتیار اور ہمارے اہل و عیال بھی مخالفوں کے ملک میں موجود ہیں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہم اپنے بال بچوں کو شہر حص سے دمشق میں ہتھیادیں کیونکہ یہاں کے مائتدوں کی نسبت وہاں کے لوگوں پر زیادہ بھروسہ ہے وہاں جتنی چکر پشی مضبوطی کر لیں اور خلیفہ کو اطلاع دیں اگر دشمن نے اس قدر توقف کیا کہ امیر المومنین عیسیٰ کے پاس سے جواب اور بدو آجائے تو گویا مرد بڑائی ورنہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے خود ہی معرکہ آرا ہونگے اور فتح اللہ کی طرف سے ہے یہاں صلح کے صلح حص سے کوچ کر کے معرکہ و فرزند دمشق میں چلے آئے اور ابو عبیدہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے لبسہ اللہ الرحمن الرحیم دعا و ستار کے بعد امیر المومنین کو معلوم ہو کہ الطاکیر سے جاسوس خبر لائے ہیں کہ روم کے بادشاہ ہر قل نے ہتھیار جمعیت کو فراہم کر کے سامان جنگ سے ایسا آئہ کیا ہے کہ کسی بادشاہ کو یہ شوکت نصیب نہیں ہوئی اب وہ ہم سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہے آج کل ہی میں حملہ کیا جاتا ہے ہموادیتہ اگر حیر حص کا قلعہ نہایت مضبوط ہے لیکن باہر وچہ وہاں کے باشندوں پر زیادہ اعتماد نہیں ہو سکتا اور اس بے شمار جماعت سے مقابلہ کی طاقت نہیں تھی وہاں رہنا مناسب نہ سمجھ کر ہم مع اہل و عیال و عشق میں چلے آئے ہیں اور صورت حال سے امیر المومنین کو اطلاع دیے ہیں اس معاملہ میں جو حکم مناسب ہو صادر فرمایا جائے فقط والسلام عمر نے ابو عبیدہ کا خط لیکر کھولا اور پڑھا تو سرور مبارک سے آثار رنج و ملال ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو پلے در پلے کئی فتوحات عطا کی ہیں لوٹ میں بہت سال و متاع پاتھ آیا ہے یہ بات مناسبت تھی کہ تم لوگ کو دشمن کے سامنے سے پیچھے ہٹ آؤ گے کہ اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ دشمن ہمارے دمشق میں واپس چلے آئے تو ہماری کمزوری سمجھ کر زیادہ دیر نہ جائیں گے دوسروں نے کہا اے امیر المومنین دیکھنے والے ہی خوب جانتے ہیں دُور مٹھنے والے ایسے واقف نہیں ہو سکتے اس لئے ہر قل نے اس قدر حقیقت ہم سے بھائی ہے کہ پہلے بھی نہ دیکھی تھی اور نہ کسی اور بادشاہ

کو نصیب ہوئی ہے اس وقت یہی بات مناسب کہ امیر المؤمنین سرور دست فوج بھیجا کہ انکو مدد دے اُمید ہے کہ اس فتح بھی حکومت نصیب ہوئی تو تمام ملک روم مسلمانوں کے ہاتھ آجائے گا اور کافرا لیے نیست و نابود ہو جائیگے جیسے عادی اور تودہ ہلاک ہوئے تھے امیر المؤمنین نے کہا اے دوستو خوش رہو اللہ عزوجل اپنے بندوں کا مددگار ہے وہی التار التدراس کام کو انجام دے گا جس تمام مسلمان ستائش ہو جائیں گے یہ ابو عبیدہ کی مدد کے لئے عامر بن خدیج کے ہمراہی میں تین ہزار نامور بہادر فہارحیں اور انصار دیکر کہا کہ اس وقت تہر سے نکل جاؤ عامر نے قبول کیا اور فی الفور تہر سے باہر چلے گئے اگلے بعد امیر المؤمنین نے ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا کہ دُعَا دے سلام کے بعد ابو عبیدہ کو واضح ہو کہ تمہارا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا جس جیسے برکت سہر کو جسے اللہ تعالیٰ نے تمکو بخشا تھا چھوڑ کر دستق میں چلے آنا میرے رنج و افسوس کا باعث ہوا اور مجھ کو یہ کام بہت ناگوار گذرا لیکن میں تقیٰی طور پر سمجھتا ہوں کہ سمجھ دار اور تجربہ کار اشخاص از روئے صلاح و مشورہ اسی کام کو مناسب اور مفید سمجھا ہو گا اور جس فہم کو وہ فکرو تامل اور مشورہ سے انجام دینگے ضرور اس میں کامیاب ہونگے اور اسکا نتیجہ ہر طرح سیک اور اچھا ہو گا اور جو دہ طلب کی تھی اسے میں منظور کرتا ہوں عامر بن خدیج کو لشکر جہاد کے ساتھ مدد کے لئے بھیجتا ہوں وہ اس خط سے پہلے تمہارے پاس پہنچ جائیگا ہاں اس دفعہ دشمنوں کی کثرت اور رومی فوجوں کی زیادتی کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اس سے تسکنت خاطر ہونا چاہئے کیونکہ فتح اور نصرت لشکروں کی زیادتی پر منحصر نہیں ہے اگر ایسا ہوا ہے کہ حضور جیت لے رہے لشکر کو شکست دیکر ریشان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کی عنایتوں پر بھروسہ رکھو وہی اچھا مالک اور چارہ مددگار ہے جب عمر کا خط ابو عبیدہ کو ملا تو وہ دستق میں تھا خط پڑھتے ہی دل بڑھ گیا دشق کی موجودہ فوجوں کا شمار کیا گیا سب شیش ہزار آدمی تھے اور عامر بن خدیج کے پیچھے رجب امیر المؤمنین نے مدد کے لئے بھیجا تھا جیسے ہزار جوان ہو گئے ابو عبیدہ نے عمر بن عباس کو بلایا چار ہزار سوار دیکر کہا کہ شہر اردن کو روانہ ہو جا اور وہاں پہنچ کر قیام کرو اور جہانگ ہو سکے لشکر کفار کو اسلامی فوجوں سے ڈراؤ اسی اتار میں ابو عبیدہ کو خبر لگی ہر قتل کا وزیر ماہان ایک لاکھ فوج لیکر جنس میں داخل ہو گیا اور اہل تہر کو بہت ملامت کی اور سخت دُست کہا کہ ایسے مضبوط تہر کو مسلمانوں کے حوالہ کیوں کر دیتا تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں تہر کی حفاظت ہونی نامکن تھی اور نہ ہم عربوں سے جنگ کر کے کی طاقت رکھتے تھے تم بادشاہ اور امیر وزیر ہونے کے سبب اس ملامت کے زیادہ حق دار ہو کیونکہ اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے اور ہجو چھوڑ گئے ہماری کچھ مدد نہ کی حسب ضرورت ہمارے صلح کر لی روید دیکر ایسے اہل و عیال اور مال و اسباب اور جانوں کو بچا یا پھر جبراً لے لیا ایک اور سردار ایک لاکھ جوان لیکر یروشلم کے متصل خمیر زن ہوا ہے ماہان اپنی جمیعت کے ساتھ جمشہر ہی نکلا دوسرے سرداروں کے ساتھ آملاسب کی فوجیں مل ملا کر چار لاکھ ہو گئیں مسلمانوں کو اس خبر سے اضطراب پیدا ہوا اور انجام کار کو سوچنے لگے اور حیران تھے ابو عبیدہ نے فوراً امیر المؤمنین کے نام خط لکھا سب کیفیت درج کی اور ایک تیز رفتار قاصد کو دیکر تاکید شدید کر دی کہ اتنا راہ میں کسی ہستی میں نہ ٹھہرے اور نہ ہی جائے خط کا مطلب یہ تھا کہ دُعَا اور خدمت گذاری کی رسموں کے بعد امیر المؤمنین آگاہ ہو کہ رومی فوجیں نام شکی اور تیزی میدان اور پھاڑوں پر پھیلی پڑی ہیں یہاں تک کہ اگرچہ ہرسان اور ترساقوم کے زائد تک اور وہ سب لوگ حوالم کے دین پر ہیں اور ہتھیار اٹھا سکتے ہیں اُنہوں نے ہیں اور وہ عرب بھی جنہوں نے ترساقوم اختیار کر رکھا ہے جس کے حسب اس مقام پر جسے آپ یرموک کہتے ہیں جمع ہو گئے ہیں انکا شمار چار لاکھ سوار اور پیدل ہوا اور توکت بہت زیادہ ہے اگر مکمل ہو ہمارے فوج مدد نہ کی جائے اور ہمارے یہ کہ مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچے اور ایک آدمی بھی جان نہ ہو سکے بہت ہی سخت ہم آئری ہو اور اس قدر کثیر فوجیں ہم پر حملہ کیا جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے ہماری مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے ہماری مدد کو پہنچے امیر المؤمنین عمر ابو عبیدہ کا یہ خط پڑھتے ہی بہت متحکم ہوئے رنج کو ضبط نہ کر سکے اور آواز بلند کر دیا اور فرمایا میں نے اپنے ساتھ رونے لگے اور گویا ہوئے کہ اے امیر المؤمنین ہمارے یہاں کی مدد کے لئے جانے دو کیونکہ کفار نے اُس پر قابو پالیا تو پھر اگلے بغیر ہماری زندگی ہی ہے اور ہمارے چھوٹے لطف ہے نہ امان نہ راحت کی صورت عمر اس امر میں فکر مند تھے کہ کیا کیا جائے آخر کار اُنہوں نے یہ بات قرار پائی کہ جہاد کا ارادہ کر کے اپنی ذات سے مسلمانوں کی امداد کریں بزرگوں کی ایک جماعت نے مشورہ کیا کہ ہمیں ایک فوج مرتب کر کے مدد کے لئے بھیجا جائے لیکن ہاں وجہ کہ کفار کا لشکر بہت قریب تھا اور میں میں دن کا رستہ تھا



تھا کہا افسوس افسوس کس طرح ان تک مدد پہنچانی جائے پھر ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا اور وہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سلام اور درود کے بعد ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ تیرا خط وصول ہوا حال معلوم ہوا اور لشکر کفار کا سلطنت روم کے ہر گوشہ سے فراہم ہونا بہانہ تک کہ قسیوں اور حتی لوگوں اور سہری میوں کا جوہم کرنا معرض اطلاع میں آیا اللہ تعالیٰ کو قسیوں اور حتیوں کا حال معلوم تھا اس لئے ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو ہمارے یاس بھیجا اور اسکو فتح و نصرت سے ممتاز فرمایا کفار کے دل میں آپ کا رعب پیدا کیا اسی امر میں یہ وحی نازل ہوئی **هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهٰذِیْ وَذِیْنَ اَتَتْهُمْ عَلٰی الدِّیْنِ کَلِمَہٗ وَاَوْکُوْا لِمَشْرِئِکُمْ** یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ سے تجاوز نہیں کرتا اسے ابو عبیدہ خوب یاد رکھ کہ کوئی تکلیف اور محنت ایسی نہیں جسکے بعد خوشی و راحت حاصل نہیں ہوتی و تمہنوں کی کثرت سے نہ ڈرنا چاہئے خدا اُنہیں نیراز ہے اور جس سے خدا نیراز ہے اسکا پھر کوئی مددگار نہیں بنتا اور جس کو اللہ کی طرف سے مدد ملے وہ برباد ہونے والا ہے اور برباد ہونے والوں سے کیا ڈرنا مسلمانوں کی کمی اور کفار کی زیادتی سے نہ گھبرا جس کا اللہ نگہبان اسکو کرب کا غم جس جگہ تھے قیام کیا ہے اُسی جگہ ٹھہرے ہو اور جنگ کرو خدا تعالیٰ پر نظر رکھو اور اسکی امداد پر بھروسہ کرو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کافی ہے اس خط کے چھپے ہی چھپے لگ کی فوج بھیجی جاتی ہے جو قبل از جنگ تمہارے یاس پہنچ جائے گی خط لپیٹ کر ابو عبیدہ کے پاس روانہ کر دیا اور ایچے منریر چڑھ کر لوگوں سے ابو عبیدہ کی مدد کے لئے کہاتیں نہرا جو ان مستعد ہو گئے سوید بن الصامت الانصاری کو اسکا سردار مقرر کر کے شام کی روانگی کا حکم دیا سوید رات دن تیز رفتاری سے سفر کرتا ہوا اس سے پہلے کہ حلیف کا خط ابو عبیدہ کے یاس پہنچے اسلامی فوجوں سے جا ملا تمام اہل اسلام اُسکے آئیے بہت خوش ہوئے اب کل بنی قریظہ انہرا عرب تھے ہر قیل کے وزیر یاہان کو اسکا لگ کے آنے کی خبر پہنچی تو ایک قاصد بھیج کر درخواست کی کہ کسی عقلمند اور معتمد شخص کو ہمارے پاس بھیجو جس سے ثرائی اور صلح کے بارے میں کچھ گفتگو کجائے اور اس امر میں جو کچھ کہنا ہو کہا جائے ابو عبیدہ نے خالد سے کہا اس کام کے لئے نیک بختی کے ساتھ ٹھہر جانا چاہئے دیکھا کا کیا خیال ہے اور جواب میں جو کچھ مناسب معلوم ہو بجا لا اور واپس آکر صورت حال سے مجھے خبر دے خالد نے کہا ناز کا وقت ہے پھر قاصد سے کہا ٹھہر میں نازیہ نول پھر حیلو لگا قاصد سالار کے پاس ٹھہر گیا اور انکی جانب دیکھتا رہا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ کیسے اچھے طریقہ سے نازیہ رہتے ہیں خدا سے دعا مانگتے ہیں اور اس کی درگاہ میں گریہ و زاری کے ساتھ توبہ کرنے اور مغفرت چاہتے ہیں بہت متحجب ہوا اور اسکا دل مسلمان ہونے کی طرف مائل ہو گیا ابو عبیدہ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ مجھے مسلمان بنا لیں میں تمہارے پیغمبر کا دین قبول کرتا ہوں مجھے بتاؤ کیا تم سب ایک ہی ساتھ مسلمان ہونے ہو ابو عبیدہ نے کہا ہم میں سے کچھ شخصوں نے اسوقت اسلام کو اختیار کیا ہے جو وقت ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلعم اسلام کی طرف بلاتے تھے اور بہت سے آنحضرت کی وفات کے بعد ایمان لائے ہیں رومی نے پوچھا کیا تمہارے رسول نے بھی کہا ہے کہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر پیدا ہوگا جواب دیا نہیں بلکہ فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایسی قوم کو میرے آنے کی خوش خبری دی ہے رومی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ نے انہل میں اس بات کی بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک پیغمبر پیدا ہوگا جو لال بالوں والے اونٹ پر سوار ہوا کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارا ہی پیغمبر ہے لیکن مجھے بتاؤ کہ تم عیسیٰ بن مریم کے حق میں کیا کہتے ہو ابو عبیدہ نے کہا ہم وہی کہتے جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے **اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقْنٰہُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَکُنْ فِیْکُوْنُ** اور ہمارے پیغمبر نے ہکو بدریہ وحی اطلاع دی ہے **قُلْ یَا اٰہْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلٰی اللّٰهِ الْاَلْفَاحِیْ** اور نیز **لَنْ یَسْتَلٰکُمْ الْمَسِیْحُ اَبَ تَکُوْنُ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا الْمَلٰئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ** تک پڑھ کر سنایا رومی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا پیغمبر سچا ہے اور تمہاری قوم بھی سچی اور سچے راستے پر ہے اگر میں مسلمان ہو جاؤں اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کروں تو کیا تم مجھے بہت دلوانے کے لئے ضامن ہو سکتے ہو ابو عبیدہ نے پوچھا تو بہت کو جانتا ہے کہا کیوں نہیں حضرت عیسیٰ نے اس کی تعریف کی ہے اور انہل میں اسکا حال درج ہے ابو عبیدہ نے کہا اگر تو کلمہ تہادت پڑھ کر ناز روزہ ادا کر گیا اور جہاد میں شریک ہوگا اور اپنے دل کو ڈال دے گا تو دل نہ رکھیں گے تو ہم تہانت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھکو بہت عطا فرمائے گا رومی نے کہا تم گواہ رہو کہ میں مسلمان ہو گیا ابو عبیدہ نے کہا اگر تو ہمارے پاس

ٹھہر جائیگا اور وائیں رحانیکا توکل جب ہمارا قاصدان کے پاس پہنچا گا وہ بھی تیرے عوض اسے روک لینگے اور وائیں برآنے دینگے مناسبت کہ تو حیرت سے جیلا حا اور اسوقت ایسے اسلام کو یقین دہا کہ ہمارا قاصد کا حالات سن لے اور ہکو معلوم ہو جائے کہ وہ کیا کہتا ہے اور کیا بات قرار پاتی ہے جب ہمارا قاصد وائیں جلیکا تو پھر ہکو تجھ سے زیادہ اور کوئی عزیز اور بیارا نہیں ہوگا رومی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو اور یہی تدریر اچھی ہے جیلا گیا اور ماہان کے یاس ٹھیک کہا میں نے تیرا پیغام بھیجا دیا اور انہوں نے کہا ہے کل خالد بن ولید کو تمہارے پاس روانہ کریں گے وہ تمہاری باتیں سنے گا اور ہماری کہ سنائیگا

## رومیوں کے لشکر گاہ میں خالد بن ولید کا قاصد بن کر جانا اور ماہان سے گفتگو کرنا

خالد بن ولید نے رومیوں کے لشکر گاہ میں جانے کا مقصد ارادہ کر کے حکم دیا کہ اوسکا لال خیمہ جو تین سو درم کی خرید تھا ماہر لکالیں اور رومیوں کے لشکر گاہ کے قریب کھڑا کریں پھر خالد اور میرہ بن مسروق عسی ہمراہ لکلا اُس خیمہ میں آئیے اور دروازہ پر علاموں کا پہرہ کھڑا ہو گیا ماہان کے حکم سے اُسکے گرد بھی دس مسلح حواں صف باندھ کر کھڑے ہو گئے ہر ایک کے دل پر زہر سرچورد ہاتھوں میں سنہرے دستانے تھے اور تلواریں نکلا رکھی تھیں آنکھ کے سوا اور کوئی عضو نظر نہیں آتا تھا۔ ماہان رزین کرسی پر ٹھکن ہوا اور سر پر چوہر لگا کر شہری تلح رکھا دس بھی بہت مت قیمت بچھایا اور دیبا کے تئیں لگائے وائیں بائیں جانب رومی غلام شہری رزین عصا ہاتھوں میں لیکر کھڑے ہو گئے اسوقت آدمی بھیجا خالد کو طلب کیا خالد نے خیمہ سے نکلا اُس کی تیسری زمین پر خط کھینچی جا رہی تھی اور وائیں جانب میرہ بن مسروق تھا خالد دراز قدر اور بڑے رعب و داب کا تسلیل جان تھا شخص اوس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے سے ڈرتا تھا ماہان اُسے آتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور بڑے اعزاز و اکرام سے ایسے قریب ٹھایا اور اُسکے پہلو میں میرہ بن مسروق کو جگہ دی ماہان نے خالد سے کہا تمہارے ساتھ یہ کون شخص آیا ہے خالد نے جواب دیا میرا ایک بھائی ہوتا ہے ایسے معاملات میں مشورہ لینے کے لئے اسے ساتھ لے آیا ہوں ماہان عربی زبان خوب جانتا تھا اور اس زبان کے لغات سے بھی واقف تھا بولا اے خالد میں نے تمکو تمام اہل عرب میں سے اسلئے طلب کیا ہے کہ تم عالی حسب اور بڑے خاندانی ہو اور میں نے سنا ہے کہ بہایت عقل مند اور مضبوط رائے کے آدمی ہو عقل مند آدمی کے ساتھ ہر ایک معاملہ سہولت سے ہو جاتا ہے وہ لائق اعتماد ہوتا ہے اور اُس کی ذات سے فائدہ بخش باتیں معلوم ہو سکتی ہیں خالد نے کہا تمہارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نے فرمایا ہے اِنَّ حَسْبَ الرَّحْلِ دِيْنُهُ وَمَنْ لَا دِيْنََ لَهُ فَكَأَنَّهُ حَسْبُ لَيْسِي مُرَدَّ كَا حَسْبُ دِيْنٍ ہے اور جو بے دین ہے اُسکا کچھ حسب نہیں ہے میری کمالیت عقل کی نسبت جو کچھ تم سے سا اور بیان کیا ہے شکر خدا کہ ایسا ہی حال ہے عقل کا عقل کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اپنے بدوں پر بے اتہاسا احسان ہے ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پدا کردہ اشیاء میں سے عقل کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے بندہ عقل ہی کے ذریعہ سے ایسے خالق کی عبادت کرتا ہے اور اُسی کے وسیلہ سے بہت پاتا ہے جس شخص میں عقل نہ ہوگی وہ بے دماغ ہوگا ماہان نے کہا میرے خیال میں تم نہایت ہی عقل مند آدمی ہو کیونکہ وہی شخص اس قسم کا عمدہ کلام کر سکتا ہے جس میں اعلا درجہ کی عقل ہوتی ہے اور ایسی کامل عقل کے ماوجود تم کو دوسرے شخص کے علاوہ لانے کی کیا حاجت تھی خالد نے جواب دیا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ہمارے لشکر میں نہراوں آدمی اس سے متورہ لینے کے محتاج ہیں کیونکہ یہ شخص عقل مند اور عالم فاضل ہے ماہان نے کہا میں اسے ایسا نہ سمجھتا تھا خالد نے کہا انہیں یہ ایسا ہی ہے ماہان نے کہا سب پہلی بات یہ ہے کہ کسی طرح ہم اور تم میں دوستی اور محبت کی بنیاد قائم اور مضبوط ہو جائے خالد نے کہا یہ کیوں کر اور کس طریق اور کس بنا پر لگا لگت اور اتحاد قائم ہو سکتا ہے حالانکہ ہم دونوں ایک دوسرے کے عقل پر کمر بستہ ہیں ماہان نے کہا بات تو ایسی ہی ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم میں کس طرح سے صلح اور صفائی ہو سکتی ہے خالد نے کہا اگر سطور الہی ہے تو کچھ بات نہیں ماہان نے کہا میں تم سے بے لکھا باتیں کرنا چاہتا ہوں اور حسنت و عفت کے لحاظ کو درمیان سے اٹھائے دیتا ہوں جلیوں کی طرح باہم رفا و ہونا چاہئے اگر گستاخی و مزاح کے دروازے مفتوح رہنے چاہئیں مجھے بالال خیمہ جو تمہارے واسطے کیا گیا ہے بہت پسند آیا ہے تمہارے لشکر میں سے



زیادہ شہنشاہ اور کوئی نہیں جس میں جانتا ہوں کہ اُس مجھے دیدار و معاوضہ میں جوتے ٹکڑے بدو و لیلو خالد نے کہا میں نے جو تیرہ لکھ دیا اور اس کے عوض میں بھی کوئی تیرہ لکھ دیا نہیں جو میرے حکم دیا کہ اُس خیمہ کو اٹھا کر ماہاں کے حوالہ کر دیں پھر ماہاں نے کہا کہ اب ہر کوئی میں نے بد عاکی ست لکھ کر دینی چاہئے اور میں نے کچھ کہوں یا تم بیان کرو گے خالد نے کہا مجھے خوب طرح سے معلوم ہے کہ تم ہماری گفتگو سے واقف ہو کہ ہمارا مقولہ عیاں ہو اور کسی متنفذ سے پوشیدہ نہیں رہا جو تمہاری ماوشاہ ہر قل کو ہماری لڑائی کی حقیقت جو غیر قوموں کے ساتھ ہیں اچھی طرح معلوم ہے زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے اور مقامات اجنادین و جہ صغریٰ و جہ فسطین محل حصہ لعلک عیرہ میں ہمارا ہمارا شکروں کے ساتھ جو کیفیت گداری ہے ظاہر ہے ہماری بات اگر دفعہ پیش ہو چکی ہو اور تمہارے کانوں میں نہ پہنچ چکی ہے اگر تم کو کچھ اور کہنا ہو تو بیان کرو ماہاں نے کہا اُس خدائے جلیل کے لئے حمد و ثناء واجب ہے جس نے ہمارے غیر کو ہمیں سے فصل اور چارے ماوشاہ کو سب بادشاہوں سے رتر اور ہماری قوم کو اور قوم سے بہتر بنایا ہے خالد نے ماہاں کی اسات کو در بیان ہی سے قطع کر کے کہا شروع کیا کہ اُس سرگ درتر خدا کا شکر یہ واجب ہے جس نے ہمارے اور تمہارے عیسیر ماہاں لانے اور انہی اور ہماری کتاب رحق کے ماسے کی توفیق کراست کی ہے اور شکر گداری ہے اس خدائے جلیل کی کہ جسے ہمارے بدایت کی سعاد عطا کی کہ ہم حلقہ کو سبکی کا حکم دیں اور مدعی روکیں اور گناہوں کی مصفرت مانگیں ہم ایک حد کی عبادت کرتے ہیں اور کیکو اس میں شریک نہیں کرتے خالد کی اس باتوں کو سنتے ہی ماہاں کا رنگ رخ متغیر ہوا اور غلبنی کے آثار بترہ سے ہوتا ہوا لگے پھر لولا کہ اُس خدا کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جس نے ہمارے عمرہ جنت عطا کی ہیں اور ہمیں اعلاس سے بھار رکھا ہے اور زمینوں رختیاب کیا ہے اور ہم سے طلبوں کو علیحدہ کر کے ہمارے اہل و عیال کو انہی ساہ میں لے رکھا ہے اور توفیق شکر عطا کی ہے اے امیر گاہ ہو کہ اس سے پہلے ہم میں تم میں ہمسائیگی کے حقوق مرعی تھے اور تم ہمارے اچھے ہمسائے تھے اور ہم بھی تمہارے حقوق کا خیال رکھتے تھے تم میری بانی کرتے تھے اور تمہارے ساتھ حملہ و عہد و عیال پورے کرتے تھے تم جہاں جاتے ہمارے ملکوں میں قیام کرتے تھے اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے ہم سمجھتے تھے کہ تم بھی ہمارے ان احساہوں کو نہ بھولو گے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ہمارے تمام احساہوں اور ہمہ بانیوں کو فراموش کر دیا ہے ہماری محنتوں کے حقوق بالائے طاق رکھ دیے ہیں اولیٰ چڑائی کر کے آئے اور جنگ و جدال کر کے ہمیں اپنے قدیم وطنوں اور بیارے تہوں سے نکال باہر کیا اب پھر آئے ہو اور چاہتے ہو کہ ہمیں رخ و بنیاد ہی سے یاد کرواؤ اور ہمارے تمام مقامات ایسے تصرف میں لاؤ تم اس امر سے غافل ہو کہ تم سے بیشتر بہت سی ایسی قومیں گداری ہیں جن کی عظمت و شوکت تم سے بہت زیادہ تھی مگر بھی انکو یہ دل نصیب ہوا ملک بد نصیب اور امیر و قتل ہو کر میں ہمارے عالمات نے سنا ہی ہو گا کہ اہل ایران نے ہماری سلطنت پر حملہ کیا تھا پھر انہیں کس حال سے اولٹا کھانڈیا ہماری نگاہوں میں مشرق سے بیکر مغرب تک تم سے زیادہ حقیر ذلیل اور کمزور قوم کوئی دوسری نہیں تھی کیونکہ تم اوتوں اور پھر وین چلنے دینے تھے بالوں کے کپڑے پہنتے تھے مردار کھانے کھا کھا کر اور میں لباس میں بن کر لالچی نکلے کہ ہم سے ہمارا ملک جس لو اور تمہیں تمہاری خیالات فاسدہ نے آمادہ کر دیا کہ سلطنت روم پر قبضہ کرو اور ہم کو یاریاں کرو لیکن تمہارا خیال بالکل محال ہے اور یہ آرزو رائے والی نہیں ہے ہاں اگر کسی فردا دیر صلح کرو اور ملل طلب کرو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ملک میں طلب سے زیادہ حوالہ کر دو لگا کہ تم خوش خوش ایسے وطن کو چھو جاؤ تمہارے امیر عمر بن خطاب کو دس ہزار دینار ابو عبدہ کو پانچ ہزار تکو بھی اسبقہ اور تمہارے لشکر کے مشہور سرداروں میں سے ایک سو آدمیوں کو ہزار ہزار و نثار و ننگا سپاہیوں اور لشکریوں کو فی کس ایک سو دینار اور بیدلوں کو فی جوان پچاس دینار نقد حوالہ کر دوں گا اور تم ایک عہد نامہ لکھ کر ہمارے حوالہ کر دو کہ مال لیکر انہی ولایت کو واپس چلے جائے اور پھر کبھی چڑھائی نہ کرے گے ہماری تم سے اسی قدر خواہش ہے اور بس خالد نے کہا اے محمد بنی اللہ ماہاں نے کہا بہت اچھا حکم ہے خالد نے کہا اے محمد بنی اللہ ماہاں نے کہا بہت درست ہے خالد نے کہا و خدا لا کثر لک کہ اب ماہاں حاموس رہا اور کچھ نہ بولا خالد نے کہا اے محمد بنی اللہ ماہاں نے کہا میں نہیں جانتا کہ محمد بنی اللہ کے رسول میں خالد نے کہا تم نے جو کچھ کہا میں نے سنا اپنے ہمسائے عربوں پر مہربانی کر لے اور انعام و اکرام وہ ہے کی نسبت جو کچھ کہا سچ ہے تو انہی سلطنت کی سپردہ کے لئے کیا ہو گا جس سے تمہارے ملک کو ترقی حاصل ہوئی ہے انعام و اکرام کے سبب بہت ہے اہل عرب تمہارے ملک اور تمہارا

نہیب میں داخل ہوئے اور اب تمہارے ساتھ ہو کر مجھے جنگ کر رہے ہیں مثلاً جلیس الایم الغسانی متعلقین جس کی جنگ ہمارے مقابلہ تریم کو لوگوں کی نسبت زیادہ سخت ہے بیٹروں اور اونٹوں کے چرانے کی نسبت جو کچھ کہا ہے یہ کام علمدوں کے نزدیک موجب ترم یا واجب ذلت نہیں ہے ہمارے نزدیک وہ قوم جو اونٹ براتی اور بکریان پالتی ہے تمام گروہوں سے افضل اور بہتر ہے بیٹر بکری کے بالوں کے لباس سے ہکو ترم عائد نہیں ہو سکتی اور جس تکلیف اور محنت و مشقت میں سر کرے کا طعنہ دیا ہے ہاں ہم اس سے بھی بہت زیادہ رنجوں اور ملاؤں میں گرا کر لڑتے تھے ہماری عادتیں اور خصلتیں سب خراب تھیں جو اٹھتے تھے توں کو جو جوتے تھے قطع رحم کرتے تھے اولاد کو افلاس کے خوف سے خود ہلاک کر دیتے تھے تھوڑا بگڑی کاٹ تڑا کرٹ ملتے تھے ہر اکو مسجد کرتے تھے اسی عظم گراہی اور سیدی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر عیاب کی ایک سارک پیغمبر ہماری ہدایت کے لئے بھیجا اور پاک کتاب نازل کی کہ ہم راہ حق اختیار کریں ہکودات الہی کی معرفت سمجھتے کہ وہ قادر مطلق ہے اور فرد ہے اُسکے نہ کوئی مٹا ہے نہ بیوی کوئی اُسکا ترکہ اور مثل نہیں ہے وہ سب نے تیار ہے ہم نے اُس کی ذات پاک کے سوا اور چیزوں کی عبادت سے نفرت اختیار کی اور اُسی ایک خدا کی عبادت کی طرف ہم جھکا پڑے جو زندہ ہے اور موت سے مستثنیٰ اُس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جس شخص کا یہ اعتقاد اور مذہب ہو کہ خدا زوجہ اور نیچے رکھتا ہے اور دو یا تین میں سے ایک ہے اُس سے جنگ کریں یہاں تک کہ وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ واتقوا اللہ انکم عینہ عینکم لا ورنہ سؤلہ کا قائل ہو جائے اے ماہاں اگر تم اس کلمہ کے قائل ہو جاؤ اور ایمان اختیار کرو اور ترک کو چھوڑ دو تو پھر تمہارا مال اور خون ہم پر حرام تم ہمارے دیہی بھائی ہو گے اور اگر اسی طریق سے کھراور ترک میں توت رہا جیا پتے ہو اور ہمارے پیغمبر ایمان نہیں لاتے تو حزیہ دنا قبول کرو اور حالت صاغون اختیار کرو اسکے معاوضہ میں ہم تمہارے محافظ ہو گے اور لڑائی نہ کروینگے اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جنگ کے لئے آمادہ رہو ہم تم سے جنگ کریں گے چکو حقین کامل ہے کہ ان لڑائیوں میں جو حصہ ہم میں سے مارا جائیگا بہت میں داخل ہوگا اور شہید کھلیگا اور جو تم میں سے ہلاک ہوگا دور رخ میں پڑے گا اے ماہان اب اس باتوں میں سے جو پسند ہو اختیار کرو اور اگر گاہ رہو کہ یہ لوگ جو تم سے جنگ کرے اُسے میں وہ لوگ ہیں جو موت کو اُس سے ہی زیادہ عزیز رکھتے ہیں جس قدر تم زندگی کو جو کچھ مجھے کہنا تھا کہ چکا اب تمہیں اختیار ہے حتیٰ انکم اللہ لیساً وھو خیر الخاکیاں وای الکرھن للہ یورہا من یتساءرون عبادہ والعاقبت للشیقین یعنی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ طرفین کا فیصلہ فرمائیگا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرے والا ہے اور فی الحقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جانتا ہے اُسکا وارث نہاتا ہے اور یہ میرے گاروں کے لئے نیک انجام ہے ماہان نے کہا اے خالد تمہارے پیغمبر کے دیں کا قبول کرنا یہ تو ناممکن ہے رومی ہرگز اپنے ماب دادا کے دین کو چھوڑ کر تمہارا دین اختیار کریں گے اور جزیہ دینا کس طرح مان لیں جبکہ تم حالت صاغون کے مکی ہو ہم اس ذلت و جوارہ کو گوارا نہیں کر سکتے رہی جنگ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ طرفین میں فیصلہ فرمائے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے بجان و دل منظور ہے میں بھی یہ جو صحن ہر سی عرض ہو لایا ہوں کہ میرے آراہوں تا وقتیکہ ہم تم میں خدائے سبحانہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی فیصلہ کرے۔ اے خالد تمہارا یہ بیان کہ ان الارض للہ یورہا من یتساءرون عبادہ والعاقبت للشیقین بالکل سچ ہے ملک خدا کا ملک ہے میتزاد قوموں کے قبضے میں تھا اُن سے ہمیں یہ قہر غلبہ لیا اور ہم نصین کے ہونے میں کہ ہمیشہ ہمارے پاس ہی نہ رہے گا کیونکہ کارخانہ دنیا کا یہی حال ہے دنیا میں کبھی نیکی کا دور ہے اور کبھی بدی کا اب یہ زمانہ ہے کہ ہم لڑائی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں خالد ہر سنے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور میرے ساتھ باہر آکر کھڑے ہوئے اور ابو عبیدہ کے پاس آیا تمام گفتگو کہہ سنائی ابو عبیدہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر اسلام دشمنان دین سے جنگ کرے کے لئے مستعد ہو رہے اب وقت بہت قریب آچکا ہے خدا کے فضل پر پھر وہ دیکھو اور اُسی کی ہر بانی اور کرم پر نظر کرو جو خدا تعالیٰ وبعث النبیؐ یسے دبی سب سے اچھا آقا اور سب سے اچھا و گار ہے ماہان نے بھی خالد کے جاتے ہی بادشاہ ہرقل کو خط لکھا اور تمام گفت و شنید سے اطلاع دی کہ میں نے ابو عبیدہ کو جو امیر لکھے اور خالد و لینا و دوسرے نامی سرداروں کو صلح کی طرف رجعت دلائی اور سب کو لے آتا مال و دولت و ناکا اور خرض آئندہ وعدوں سے امیدیں بڑھائی اور سبیت ناک باتوں سے دلانے و دھمکانے کی کوشش کی مگر وہ مال کسرت راجت ہوئے اور شاہی گئی



بات کا اترنا ہر جہنم میں لے آگیا و شاہ کی طرف سے طرح طرح کے الطاف اور مہربانیوں اور انعامات وغیرہ کا امتیاز دیا تھا مگر ایک بات رہی راضی رہو  
 صاف انکار کر گئے انکا مقصد ارادہ یہی ہے کہ ہکونیت دنیا بدو کر دیں مگر آرائی کے سوا اور کسی شے کے طالب نہیں ہیں یہی چاہتے ہیں کہ لوٹ مار کریں اور ہماری  
 عورتوں اور بچوں کو قیدی بنائیں اب ہم نے اُسے مقابلہ کر کے ارادہ کر لیا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت سے ہم اُن کے نکلنے کی کوشش کریں گے خط لکھ کر بطریقوں  
 اور تمامی اہل اور سرداروں کی طرف مخاطب ہوا اور لوچھا کہ تم اہل عرب کے ساتھ مقابلہ کرنے کو کیسا سمجھتے ہو اور کوئی تہہ بہ تہہ ہے اہوں نے جواب دیا کہ  
 جہاں تک ہوسکے گا ہم اُسے لڑیں گے اور امید کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے فضل و کرم سے ہم کو اُتر فتحیاب کرے گا دوسری بیات ہے کہ ہمارا لشکر اُسے کسی حصہ باد  
 ہماری جہت چار لاکھ ہے اور وہ چالیس ہزار ہیں ہر روز ہم میں سے ایک لاکھ کا لشکر اُسے جنگ کرنے کے لئے حایا کرے اگر شکست بھی ہوئی تو تین لاکھ باقی رہے گی  
 حوا نگور وک سکتے ہیں ماہان نے کہا اس سے بھی زیادہ اچھی کوئی اور رائے ہونی چاہئے ایک بطریق بولایں کچھ کہا چاہتا ہوں اگر حکم ہو دوزر نے کہا سناں کر اُسے  
 کہا سب سے ایک ہی دفعہ صف آرا ہو کر مقابلہ کو نکلیں اور جب کوئی شخص اُن میں سے جنگ کے لئے نکلے تو ہم میں سے دس آدمی مقابلہ پر جائیں اور جنگ کر کے  
 اُسے ہلاک کریں یا باندھ لائیں دوزر نے کہا برائے ٹھیک ہیں ہے کیونکہ وہ اس بات کو گوارا نہ کریں گے ہم دس نکلیں گے تو وہ بھی دس نکل آئیں گے میری رائے ہے  
 کہ تمام فوج چار لاکھ کی جمیے سے ایک ہی دفعہ آمادہ جنگ ہو کر اُتر جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم میں اور اُن میں فیصلہ فرما دے تمام بطریقوں اور سرداران  
 لشکر نے اس رائے کو پسند کیا کہ اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں ہے ماہان نے ہر قل کو اپنے ارادہ اور صورت جنگ سے اطلاع دی کہ فلان دن مبارک آئے  
 سید ہے اُسی دن جنگ کی جائے گی مجھے امید ہے کہ ہم فتح پائیں گے اور بادشاہ کے اقبال کی مدد سے اہل عرب کو نکال دیں گے لیکن انہی دنوں میں میں نے  
 ایک رات کو یہ خواب دیکھا ہے کہ کسی نے میرے پاس آکر کہا اے ماہان اس لشکر سے جنگ نہ کرنا اگر تو اُسے کا تو شکست کھا لیا اور مارا جائیگا بیدار ہو کر مجھے اس خواب  
 کا خیال آیا ہر چند کہ میں اُسے شیطانی و سوسہ اور خواب پریشان تصور کرتا ہوں اور غم و بالغم ہے کہ اُسے لڑو لگا تا ہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور ایسے حرم  
 اور غزائوں اور تشاہی سامانوں کو قسطنطنیہ میں پہنچا دیں اور خود انطاکیہ میں قیام فرما ہوں اور حریہ طور پر منتظر رہیں کہ اس قسم کی حرکت آرائی کا نتیجہ  
 کیا نکلتا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اُتر فتحیاب کیا تو فہوالم ادا اور اگر دگرگوں حالت ہوئی اور کوئی صدمہ پہنچا تو جائے افسوس نہیں کیونکہ زمانہ کا یہی رنگ ہے  
 ملک خدائے جلیل کا ملک ہے جس سے چاہے چھین لے اور جسے چاہے محتہ سے حضور علیک نہوں اور اپنے دار الحکومت میں جا بیٹھیں رعیت کو خوش  
 رکھیں ماہان نے خط کو تمام کر کے ایک معتد کے حوالہ کیا کہ ہر قل کی خدمت میں پہنچا دے پھر ایک عیسائی عرب کو طلب کر کے حکم دیا کہ عربی لشکر میں جا کر اُنکے  
 سردار سے دریافت کر کہ اب لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے فرمائے کس وقت اور کس دن جنگ کے لئے نکلے کہ ہم بھی میدان میں آکر جنگ کریں اور  
 اور دیکھیں کہ کس فتح نصیب ہوتی ہے ابو عبیدہ نے کہا ہم کل نکل کر حرکت آراہون گے واللہ المؤمنین نصیر من تشاء اور اللہ تعالیٰ اس کی چاہے مدد کرے  
 سعید نے ماہان پاس واپس آکر ابو عبیدہ سے کچھ سنا تھا بیان کر دیا اسی وقت ایک بطریق نے کھڑے ہو کر سناں کیا کہ ابو عبیدہ شب کو ایک خواب دیکھا ہے  
 اسے بیان کرنا چاہتا ہوں ماہان نے اجازت دی اُس بطریق نے کہا میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایسے دراز قد آدمی مجھے آکر رہے ہیں جن کے سر آسمان  
 باتیں کرتے ہیں انکا لباس سعید ہے اور سر پر سبز عمامے ہاتھوں میں تیرے لئے ہکو مار مار کر گرتے ہیں اور کہتے ہیں بھاگو بھاگو اور اپنی راہ لو نہیں تو بے ب  
 مارے جاؤ گے ہم بھاگتے ہیں اور بعض گر پڑنے میں اور جو لوگ اپنی جگہ قائم رہے ہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے جواتے جاتے ہیں وہ غائب ہوتے جاتے ہیں  
 اور پھر ہم کو نہیں دیکھتے میں اس قسم کا خواب دیکھ رہا تھا اور عم شکست کھا رہے تھے کہ میں بیدار ہو گیا ماہان نے کیفیت خواب سُن کر کہا تیری نگاہیں  
 چھوٹ جائیں اور کبھی تجھے راحت نصیب نہو اور نہ کوئی خوشی کی خبر سنے تو بڑانا مبارک اور خوش شخص ہے ہمارے واسطے یہ خواب بننا بہت عجیب  
 ہے اور تیرے واسطے تو نے جن لوگوں کو گرتے ہوئے یا ایک جگہ بے حس حرکت کھڑے ہوئے دیکھا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اس لڑائی میں مارے جا رہے ہیں

اور تو ان لوگوں میں سے پہلا شخص ہوگا۔ اور جو لوگ آتے جاتے تھے اور غائب ہوتے جاتے تھے وہ ہیں جو اس لڑائی میں زندہ رہ کر کھاتے یا بیگے اور میری آرزو ہے کہ تجھے بنجاب نصیب نہوا اور اس لشکر میں سے سب سے پہلے تو ہی مارا جائے کیونکہ تو نے خیر بدستاری ہے اور ہولناک خواب بیان کیا ہے مابین اس شخص کو اسی قسم کے جواب دے مگر دل میں بہت ہی پریشان اور فکر مند ہوا دوسری طرف مسلمانوں نے صبح کے وقت نیند سے بیدار ہو کر واپس حق ادا کئے راتند بن عبد اللہ از دی کہتا ہے کہ جس وقت ہم غار صبح کے لئے ابو عبیدہ کے چھ کھڑے ہوئے میں نے سوچا کہ ابو عبیدہ قرآن شریف کی حوسرتیں پڑھیں گے اُس سے نتیجہ جنگ کی فال نونکا ابو عبیدہ نے پہلی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد سورۃ والعجر پڑھی اور جب اس آیت پڑھیے اَلْفَرَّ کَیْفَ حَکَلْ دَکَلْ لَعَا دَا دَا ذَاتِ الْجَادِ اَلَّتِیْ کَدَّ یُحِلِّقُ مِثْلَهَا فِی الدَّیْدِ یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رسنے اُس حیم اور قوی ہیکل قوم عاود کا کیا حال کیا دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الشمس پڑھی اور جب ان کلموں کی نوبت آئی فَکَلَّ نَوَّۃً فَعَقَّرَ هَکَا فَا مَدَامَ عَلَیْہِمْ دَنُّهُمُ لَدَّیْہِمْ مِمَّ مَسَّوْ لَهَا وَا لَیْسَ عَلَیْہِمَا یَیْسَ اُنہوں نے اُسکو جھٹلایا اور اُسکی کو خچیں کاٹ ڈالیں تو اُسکے رب نے اُس پر اُنکے گناہوں کے سبب عذاب نازل کیا اور سب کو رابر کر دیا اور اُنکے انجام کا کچھ فکر نہ کیا میں نے ایسے دل میں کہا اللہ تعالیٰ ان دشمنوں کا وہی حال کرے گا جو تود اور سرحدوں وغیرہ کا کیا ہے ابو عبیدہ نے غار اور دعا کا اور وظیفہ سے فارغ ہو کر کہا میں نے کل رات ایک خواب دیکھا ہے مسلمانوں کا انشاء اللہ مبارک نگا فرمائیے ہم سب سنا جاتے ہیں دیکھیں اُس میں کیا خوشخبری نکلتی ہے۔

### ابو عبیدہ سراج کا خواب دیکھنا اور ہم اسویگ بیان کرنا

ابو عبیدہ نے کہا میں نے کل رات کو خواب میں دیکھا کہ بہت سے خوبصورت اور مارعب آدمی سفید یوتاں پہنے میرے پاس آئے ہیں اور میرے گرد حلقہ باندھ لیا ہے اُس کے بعد تم میں سے کچھ لوگوں کو طلب کر کے کہا ہے کہ اُن دشمنوں سے مت ڈرو بلکہ اُن پر حملہ کرو اللہ تعالیٰ تمکو محمدی جتہ گا اور تم ہی اس جنگ میں غالب آؤ گے اُس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہم سب نے مع سواروں اور پیادوں کے جانب دشمن حملہ کیا ہے اور وہ ہمیں حملہ کرتے دیکھ کر بھاگ نکلتے ہیں ہم اُنکی فوج میں جا گئے ہیں اور وہ سب کے سب ایسے منتشر اور پریشان ہو گئے ہیں گویا سب کے سر پر اُن کا نام و نشان نہ تھا اس خانہ کو شکر تمام مسلمان بہت ہی دلشاد اور لہلہاتے ہوئے اور کہا بڑا مبارک خواب ہے اور صاف صاف خوشخبری ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا ہے۔ پھر یہ خیالات نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہی نیک ہوگا ابو عبیدہ نے کہا بیان کر تو نے کیا دیکھا ہے زید نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ہم سبے دشمنوں کے متقابل صفیں باندھ رکھیں ہیں اور غم جنگ ہے اتنے میں آسمان سے عقاب جیسے بڑے بڑے سفید پرندے شروع ہوئے اور دشمنوں میں سے جس شخص کے پاس سے گزرتے ہیں ایک چوخی مارتے ہیں جبکہ صدر سے وہ جوان ہلاک ہو کر گر پڑتا ہے میں بھی دیکھ رہا تھا کہ کھل گئی ابو عبیدہ اس خواب کو سنا نہایت ہی خوش ہوا اور کہا تو نے بھی بہت اچھا خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے خزان کو تیار کرے اور ہر کوششوں کی مدد عطا کرے تاکہ ہم اُن دشمنوں کو قتل کریں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ امر مشکل نہیں ہے۔

### رومی سپاہ کا صف آرا ہونا

الحقہ کا قزاق نے اپنی فوج کو سامان جنگ سے رزٹ کر کے صف بستہ کیا حسب اتفاق اُس دن ہوا تیر تھی گرد و غبار چھلایا تھا اور آسمان پر سپاہ بادل نمودار تھا مابان نے اپنے لشکر کی صفیں تیار دیں اور ہر صف میں میں ہزار جنگجو سپاہی در رکھے فوج سپہ قبا طار اور حوسرت کے حوالہ کی اور سپہ پرورش اور در بجان کو مقرر کیا۔ یہ چاروں شخص بادشاہ ہر قتل کے وزیر تھے عینہ کی جگہ پر جگہ اہم حسالی کو سپہ عیدہ ہر حاجت کے مامور کیا اور



جناح میسرہ علقہ میں مسند حرامی اور اسکی قوم کے حوالہ کی اور ہر موقع پر بطریقوں کی پیش صفیں قائم کیں کہ سپاہیوں کو ہٹنے نہ دیں بلکہ جوش جنگ دلاتے رہیں  
 ماہان بدلت خود سے پہلی صف میں کھڑا ہوا ایک بڑا قد آور گھوڑا زیر ران تھا جبکہ لگام اور زین سب سنہری اور جواہرات سے جڑا تھا فراخ زہر پہ بدل تھی  
 اور اسکے اوپر زربفتی دیا کالباس تھا سنہری مرصع تیسرہ حائل کئے ہوئے تھا اور ابدار جواہرات کا تلج سر پر تھا لشکر اسلام اسکی طرف تہج کی لگا ہوں سے  
 دیکھ رہا تھا اس لشکر کی تعداد اس قدر کثیر تھی کہ کسی نے میسرہ نہ دیکھی ہوگی گویا وہ لشکر ایک سیلاب تھا یا خوفناک تیرہ دن ایک رات تھی کہ ہر طرف چھائی ہوئی تھی  
 اور انجام تک نظر کام نہیں کر سکتی تھی مقابلہ براہو عبیدہ نے بھی اپنی فوج کو مرتب کیا میسرہ پر عمر وعاص اور زید بن ابی سفیان کو بسر کر دیں دس ہزار مرد ہاتھ  
 معز کیا فوج میسرہ معادن جبل اور زید بن صامت انصاری کے حوالہ کی اور دس ہزار بہادر حوالہ کے حلیہ میسرہ شرجیل بن حسنہ کو متین ہزار جوانان انصاری دی  
 اور اسقدر جمعیت سعید بن عامر کو دی سعید بن زید بن عمر بن معیل کو چار ہزار سوار دیکر کمین گاہ پر چھوڑا یہ سب نہیں ہزار تھے آپ قہر لشکر میں جگہ لی اور باقی تیرہ  
 ہزار سواروں کا لشکر اپنے پاس رکھا پھر خالد سے کہا کہ سواروں کا انتظام میں نے تیرے حوالہ کیا ان کی طرف پوری توجہ رکھنا اور ماتم بن عتہ بن ابی وقاص سے  
 کہا تو سپہیوں سے خبردار رہ ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ قائم رکھنا اس کے بعد اسلامی لشکر بہاہنگی کا فزوں کی وجوں کی طرف بڑھا سوار اور پیدل سب سے ٹٹھ  
 دھولے تھے اور زندہ رہے کا خیال ترک کر دیا تھا آپس میں پند و صلاح بیان کرتے تھے اور جان توڑ کر لڑنے کی ترغیب دلاتے تھے ابو عبیدہ نے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر  
 کہا اے مسلمانوں نیت کو درست رکھو اور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہو اسی سے مدد طلب کرو اور صبر کو اپنا صلہ قرار دو اور دوستوں کو صبر کے ساتھ اطمینان دلاؤ  
 وَتَقْوَالَهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ یعنی اللہ سے ڈرو شاید تم نفع پاؤ گے اُس کے بعد خالد بن ولید نے کہا اے مسلمانوں ایسے دلوں کو نیکی کی طرف مائل رکھو اور لڑائی کو  
 محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اختیار کرو اور بروقت جنگ اپنی جگہ پر جمے رہو خود لڑائی میں پیش قدمی نہ کرنا اور جب مقابل سے لڑائی چھڑ دیکھو تو تم  
 تمہاری سونٹ لو نیزے اُن کی طرف سیدھے کر لو کماندار تیروں کو کمان میں جوڑ لیں اور ڈھالوں کو منہ کے سامنے لیکر خاموش کھڑے رہیں مگر اللہ کو یاد کرتے  
 رہیں اور جب تک میں اجازت نہ دوں حملہ نہ کریں معادن جبل نے کہا اے قرآن کے پڑھے والو اور دین کی مدد کرنے والو اب دُحَّةُ اللہ قریب مِّنَ الْمُخْسِرِينَ یہی  
 بالتحقیق اللہ کی رحمت سیکوں سے بہت قریب ہے تو اب کی طرف دل سے راغب ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غازیوں کو جہاد میں صبر کی ہدایت فرمائی ہے اور وہ صبر  
 کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے فَإِنَّ اللہَ مَعَ الصَّابِرِينَ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے عمر وعاص نے بھی اپنے دوستوں سے کہا اے مسلمانوں آنکھیں  
 نیچی کر کے اپنی جگہ پر قائم رہو اور تیروں کو دشمنوں کی طرف سیدھا کر لو اور جب وہ حملہ کریں تو اپنی دیر خاموش رہو کہ وہ نزدیک آجائیں پھر اپنا ہر طرح ٹوٹ پڑنا  
 جس طرح بھوکا شیر شکار پر گرتا ہے اُس خدا کی قسم جو راستی کو لینا کرتا ہے اور اُس پر ثواب عطا فرماتا ہے اور جھوٹ کو راسخ جھٹاتا ہے اور اُس پر عذاب نازل فرماتا ہے  
 اور نیکی کا بدلہ نیک دیتا ہے گناہوں کو خشتا ہے اُسے اپنے پیچھے وعدہ فرمایا ہے اور اہل مر سے مطلع کیا ہے کہ یہ زرخیز اور پر نعمت سلطنت اور اُسکے عالیشان محل  
 سب مسلمانوں کے ہاتھوں سے فتح ہوں گے اور ان ممالک میں دین اسلام اشاعت یا نیگاتم کا فزوں کی کثرت اور اُن کے جنگی ساز و سامان کی تیاریوں پر  
 بالکل نہ ڈرو انشاء اللہ تعالیٰ خدا تمہارا مددگار ہے اس رومی لشکر اندھیری رات کی طرح چھا گیا اور اُن کے پیدل چوٹیوں اور ڈھیلے دل کی طرح اُمنڈ پڑے علم  
 کھلے ہوئے تھے صلیبیں بلند تھیں اور اُن کے پادری اور عالم زاہر اخیل سنا سنا کر لشکر کو لڑائی کا جوش دلا رہے تھے ہر صف میں ایک ہزار کرنا پھونکی جا رہی تھی  
 اور تقاروں اور دھولوں کی آوازیں رعد کی طرح گرج رہی تھیں رومی ہمارے صفوں سے نکل لشکر بھی مارتے تھے اُن کے لشکر میں سے سب پیشتر ایک تہ  
 عرب سے ترسانی دین اختیار کر لیا تھا میدان میں ہلکے دو نو صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند بولا اے گروہ عرب تم کو شیطان نے دھوکہ دیا  
 کہ مفرور بنا رکھا ہے اسی سبب سے تم اپنی جگہ سے نکل کر سلطنت روم میں داخل ہوئے ہو تم اُن لوگوں پر حسد کرتے اور چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اُن کو  
 عطا کر رکھی ہیں انہیں چھین لو اور خود انکو نعمت دنا بود کرو روم کے بادشاہ سلطنت اور حکومت میں تم سے بہت زیادہ پیشتر کے ہیں اور تمہاری نسبت تو

حکومت اور سامانِ حفاظت میں بہت زیادہ واقف میں تم نے ایسے کام میں ہاتھ ڈال دیے اور ایسی چیز کالاج کیا ہے جو تکوین میں نہیں ہو سکتی تھیں لازم ہے کہ اور مدینہ کو چلے جاؤ ایسے سروں سے اس عذر کو نکال ڈالو اب تم میں سے وہ شخص مقابلہ پر آئے اور مردانہ جنگ کا ملاحظہ کرے جو بہت زیادہ بہادر اور جری ہو خالد بن ولید نے اس جنگجو کو دیکھ کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی باہر نکلے اور اس کا کام تمام کرے قیس بن ہیرہ مرادی خالد سے احازت طلب کر کے میدان میں آیا دونوں میں جنگ ہونے لگی اور جو ہی اُسے آخر کار قیس نے اپنے گھوڑے کو اس کی طرف پٹ کر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ سر کے بل زمین پر آ رہا قیس نے فوراً ہی نیچے اتر کر سر کاٹ لیا اور نیزہ پر رکھ کر سوار ہوا اور گھوڑے کو میدان میں کاوے دیے لگا کافر قیس کی طعن اور ضرب کا معائنہ کر کے کہ کس طریق سے قتل کر کے نیزہ پر رکھ لیا ہے بہت ہی اندوہناک ہوئے اور مسلمان بھولے نہ سمائے اُسی وقت خالد نے ابو عبیدہ سے کہا اے امیر شاد ہو کہ مطلع ہم سے اس طغیان کو دانا ہونا فال نیک ہے یقیناً اُس کے بعد سعادت ملی نمایاں ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ اور دولت و اقبال اور فتح و ظفر کا اتمام ترقی سے بلند ہوگا لا فَوْقَ اِلَآہِ بِاللّٰہِ پھر بلند آواز سے کہا اے مسلمانوں حدائے شجاعت تھالے کے فضل پر بھروسہ رکھو اور قوی دل رہو اور امداد الہی کی یقینی امید کے ساتھ سب یکدل ہو کر حملہ کرو دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے اور کیا رنگ نمایاں ہوئے مسلمان خالد کا حکم سنتے ہی ٹوٹ پڑے اور پہلی ہی حملہ میں چار صفوف کو درہم برہم کر کے ایک ہزار آدمی مار ڈالے اور خود سلامتی کے ساتھ پٹ کر اسی جگہ اکٹھے ہوئے اتنے میں ایک مسلمان بہادر نے ابو عبیدہ کے پاس آ کر کہا اے امیر میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ان کافروں کے ساتھ آج اس قدر جنگ کروں کہ انجام کار تہید ہو جاؤں جناب رسول خدا صلعم کی درگاہ میں کوئی پیغام بھیجنا ہو تو فرمادیجئے ابو عبیدہ نے کہا میری طرف سے سلام بھیجنا اور کہنا کہ ہم دین کے دشمنوں سے جنگ و جدل کر رہے ہیں اور خدا کے وعدوں اور آیات کے فراموش پرکرتے ہیں حق تعالیٰ ممکن ہو گا جہاد کرے کہ اُس کا ثواب ہم کو نصیب ہوا سکے بعد وہ بہادر اسی صفوں سے نکل کر کفار پر حملہ آور ہوا مردانہ جنگ کی اور کسے ہی نامی لوگوں کو قتل کر کے تہید ہو گیا اُس پر اللہ کی رحمت ہو پھر کافروں کے لشکر میں سے ایک نری جماعت آگے رھی تھیں یاروں سے خوب طرح مسلح تھی اور باہم عہد و پیمان کر رکھا تھا کہ جب تک بدن میں جان باقی ہے دس کے لشکر کے مقابلہ سے پٹ نہ بھیرینگے خالد نے اُن کے ارادہ سے مطلع ہو کر اپنی فوج سے کہا اے امت محمدیہ ایسے مقام پر صبر کرنا موجبِ عزت و دنیا اور سب حصولِ نجات عقیقہ ہے اور کافروں کے جنگ میں شخص ثابت قدم رہے گا اور رھاے الہی کے لئے اپنی جگہ پر قائم رہ کر ان سطانوں اور دین کے دشمنوں کے دغیہ کے لئے کوشش کرے گا اُس کے علاج و حساب بلند ہونگے میرا قصد ہے کہ تم سب کے ہمراہ اس سواروں کی فوج پر حملہ کروں لازم ہے کہ تم بھی ہوشیاری اور یقین کامل کے ساتھ میرا ساتھ دو اور جب تک انکو شکست نہ دے لو قدم نہ ہٹاؤ مجھے فضل الہی سے قوی امید ہے کہ ان دشمنوں پر اللہ تعالیٰ ہلکے ہو فوجیاں فرمایا گیا کہ ہر حملہ کر دیا اور دس ہزار مسلمان سپاہ نے ساتھ دیا سب کے سب ایک دھل چکر حارثیہ اور مدح خدا کافروں کے اُس لشکر کو جس نے باہم عہد کر رکھا تھا اور غالب آ گیا جھنڈا اٹھا رکھا تھا شکست دی اور بہت ہی کم آدمی اُن میں سے بچا ہوا ہے اس کی سیابی سے رومی لشکر کا انتظام خراب ہو گیا اور اُس ٹوٹ گئی اور جو نقصان اٹھایا اُسکا ذکر کر کے اور متفق ہو کر مسلمانوں پر تیرے رسانی شروع کئے تھے انکا ایک تیر مالک بن حارث بن عقیق کے آنکھ کے کوئے پر آ لگا اور رگ لنگڑا شتر ہو گئی اُسی دن سے اُسے مالک اشر کہنے لگے مالک آنکھ کے صدر سے حصناک ہو کر مالک کے لشکر پر گر اگئی کا قتل کئے یہ درپے عقب سے اُس کو بھی گئی زخم آئے اور کافروں نے اُسے گھیر لیا اور تیرے رسانی لگے زخم پر زخم ڈالتے تھے اور وہ مردانہ طور سے کربا تھا یہاں تک کہ اور بھی کمی زخم لگے اور وہ زخموں کی کثرت سے جو چوڑ ہو گیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس فوج میں تھا فوراً باز بلند ہوا کہ ہاں، وہ گروہ جس نے اپنے آپ کو محمد تعالیٰ کے ہاتھ اسکی رضامندی کے لئے فروخت کر دیا ہے اور وہ جماعت کہاں ہے جو دینی بشت کی مشاق اور آرزو مند ہے اے قوم اسد میرے بابا پر قداموں جنتوں اور جہنم کی طعن دوڑو مسلمانوں نے کامل جوش و خروش کے ساتھ رومی لشکر پر حملہ کیا باہم قتل و قح کرتے تھے طعن کے بہادروں اور جوانوں کے انہرے ہم بلند تھے حصول اور نقارے گرج رہے تھے دار و گھر کا قتل اور مردوں کی لٹکانا سامانِ جنگ بھی تھی





عاصم بن الیرتوخی وقد کان فکل الوقعة لصبت علیہم رجل یقال لہ الوالحید من اهل حمص والفاہم فی موضع من المؤمنین یقال لہ النافیضہ فہزم منہم ما لا یحصى عددہم واما من قتل منہم فی الاذویۃ والجمال من المہرین وعیدہم فخصرت عدتہم سبعون الفا وقد ملکنا أموالہم وحصونہم وبلادہم وکلان ہذا الذل من ذمتی لعدا لفتحہ وحصفت العاتق والسلام علیک وعلى خبیہ المسلمین یعنی از طرف ابو عبیدہ معلوم ہو کہ ہم جب یروک کی سرزمین میں داخل ہو تو ماہان بھی اس قدر فوج کثیر لے کر آیا کہ بیشتر کبھی نہ دیکھی تھی با ہم جنگ شروع ہوئی اور ہتھے ان کے ایک لاکھ پانچ ہزار آدمی قتل کئے اور چالیس ہزار قید کر لئے مسلمانوں میں سے بھی چار ہزار آدمیوں نے عام شہادت نوش کیا میدان میں بہت سے ایسے سر بھی پائے گئے جنکی بیجان ہو سکی کہ وہ کافروں کے سر میں یا مسلمانوں کے ہتھے اُس سب پر نماز پڑھی اور ایک جگہ فراہم کر کے دفن کر دیئے گئے ماہان دمشق کی جانب بھاگ گیا تھا عاصم ربوہی نے اُسے قتل کر دیا ابو حیدر نے اس قوم کے خلاف ایک دھوکہ دہی اختیار کی جس سے ہشمار کافران ہوں اور جو لوگ جنگلوں اور پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے ان میں سے تو نے ہزار لقمہ اہل ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُس کی تمام سلطنت اور مال پر ہم کو قبضہ عطا فرما دیا اب میں نے یہ خط و عشق سے روانہ کیا ہے اور تمام مال غنیمت کو جمع رکھ چھوڑا ہے اُس کی نسبت کیا حکم ہے اس خط کو حکم کر کے انہی ہر شے کی مال غنیمت کا خمس حلیفہ ایمان کو دیکھ کر دس سو اوروں کے جانب مدینہ روانہ کیا خلیفہ سرے کر کے مدینہ میں داخل ہوا ابو عبیدہ کا خط مع مال و غنیمت عمر بن خطاب کے حوالہ کیا آپ بہت ہی خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجالائے پھر خلیفہ سے پوچھا کہ ابو عبیدہ نے مال غنیمت کو فوج پر تقسیم کر دیا یا نہیں اس کے بعد ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا لیس جہ الرحمن الرحمن ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ اس کا خط وصول ہوا احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی ہم مسلمانوں کی فتح کے لئے فتح تکر الہی بجالائے اور بہت ہی شادمان ہوئے کہ ایسی عظیم الشان فتح اللہ تعالیٰ نے کرامت فرمائی اور اس لشکر کثیر کفار کو جس سے تمام میدان اور پہاڑ بھر گئے تھے خراب و خستہ اور بد حال کر کے ہلاک کر دیا مکتوبین کر لیا جاتا ہے کہ اس ہتھیار جمیعت پر اپنی قوت اور بہادری کے سبب فتح یاب نہیں ہوئے ہو بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ کی مدد سے یہ نصرت نصیب ہوئی ہے مبادا تم اُن کے دل میں غرور کرو واللہ المن والفصل العظیم و تبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین یعنی اللہ تعالیٰ بہت بڑا فضل اور احسان فرمانے والا ہے برکت والا اللہ ہے اور سب سے اچھا خالق ہے اور حمد خلاق کے پروردگار کرنے والے اللہ ہی کے واسطے ہے شکر روم کے شکست کھانے کے بعد کچھ لوگ بڑے حال سے گرتے پرتے انطاکیہ میں پہنچے بادشاہ ہرقل اس خبر کو سنکر نہایت ہی مضطرب ہوا اور ایک بطریق کو بلا کر فرمایا کھاگ کر آؤ تو لوگوں میں سے ایک ایسے شخص کو جو زیادہ صاحب عقل ہو میرے سامنے حاضر کرو میں اُس سے حقیقت حال دریافت کروں گا بطریق نے ایسا عرب کر جب کا نام خذیمہ بن عمر بنوخی تھا اور جو اُسی معرکہ سے بچ کر آتا تھا بادشاہ کے سامنے لاکھڑا کیا ہرقل نے رومی زبان میں دریافت کیا لشکر اور افسران و سرداران لشکر کا کیا حال ہے اُس نے کہا رومی لشکر نے شکست کھائی اور لاکھ لاکھ قتل ہو گیا اور بہت تھوڑے محال خستہ و مجروح جنگلوں اور پہاڑوں میں بھاگ کر منتشر ہو گئے ہرقل نے جس جس کا نام لے کر پوچھا جواب میں یہی سننا کہ وہ مارا گیا تب ہرقل نے کہا مبادا میں سے خبر بد کے سوا اور کیا سنتا پھر اُس سے کہا خذیمہ بن عمر بنوخی تو یہی ہے اُس نے کہا ہاں ہرقل نے کہا تجھے یاد ہے کہ جسد محمد رسول کا خطاب ہماری پاس آتا تھا اور قبولیت دین کے لئے لکھا تھا تو میں اُسے منظور کرنے کو تھا مگر تجھ سے زیادہ اور کسی نے مجھے نہیں روکا تھا خذیمہ نے کہا بے شک ایسا ہی ہوا تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کا سر قلم کر دیں بعد فرمایا مجھے یقین تھا کہ عربی لشکر میری فوجوں کو شکست دے گا اور ہر ملک اُن کے قبضہ میں چلا جائیگا پھر گھوڑا طلب کیا اور سوار ہو کر اہل و عیال اور شیریں امیروں کے ہمراہ قسطنطنیہ کی طرف سفر کیا ولایت شام کی سرحد پر سر راہ ایک بہت بلند سیار تھا اس کی چوٹی پر چکر اطراف شام پر نظر ڈالی اور زار قطار روئے ہوئے کہا اے پاک زمین تجھ کو ہمارا اسلام ہے اور اے دنیا کی بہشت اور نعمتوں اور راحتوں والی سرزمین ہمارا تیسری سلام عرض کر اسی طرح کے

لحمہ فہزم



حیدر افسوساک کلمے کہے اور ولایت تمام کو خراب و کھربا کرے اترا اور جانبِ مصلطینہ روانہ ہوا اب سلام دوسری سمت سے حلب میں داخل ہوئے بائیں  
نے قلعہ میں نیا دی اور محصور ہوئے لشکر اسلام نے راستے منکر دیے اسکے بعد محصورین نے امان مانگی اور ابو عبیدہ نے تیس ہزار دینار نقد صلح کر لی اور  
سب پر جزیہ مقرر کیا اور عہد نامہ مرتب ہو گیا حلب والوں نے دروازے کھول دیے اور مسلمان تہہ میں داخل ہو کر قیام فرما ہوئے ابو عبیدہ نے مالک  
اتر تخی کو بلا کر لبر کر دی ایک ہزار سوار حکم دیا کہ رو میوں کا تعاقب کرے اور درہند تک دیکھ بھال کرے اتر فوراً روانہ ہو گیا اسکے بعد میرہ بن مسروق  
کو ایک ہزار سوار دے کر کہا کہ اتر کے عقب میں جائے اترے در بدر روم پر بھیج کر تیس ہزار سے بھی سوار رومی لشکر کی جمعیت موجود پائی اور وجہ کثرت لشکر  
خفا کیا کہ مقابلہ کرنا ناممکن ہے میرہ کے ملحق ہوئے تاکہ انتظار کرنا چاہئے جب میرہ آگیا تو دو لوگے معرکہ آرائی کا قصد کیا اور جنگ شروع کر دی اور جنگ  
ہوئی صبح سے لڑتے لڑتے تیسرا ہر ہو گیا اسوقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور رومی جو پیشتر ہی سے شکستہ دل تھے بھاگ نکلے اب ہمار  
کا وقت آگیا تھا میرہ نے اپنے لشکر کو مار پڑھائی اور مالک نے انہی جماعت کو بعد از میرہ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے مالک کے پاس آکر کہا تم نے امیر  
کو کس لئے امام نہ بنایا اتر نے کہا میرہ کون ہوتا ہے اس شخص نے جواب دیا عسین میں سے ہے اتر نے کہا عسین کون ہے اس نے کہا سحان اللہ تم عسین کو بھی نہیں  
جانتے پھر بولا تم کون ہو اتر نے کہا میں مالک بن حارث تخی ہوں اُس نے کہا میں تخی کو نہیں جانتا اور نہ انہیں کچھ سمجھتا ہوں اس کلام کو سنا اتر کی جماعت  
میں سے کئی شخصوں نے اُسے سرا دینے کا قصد کیا اتر نے روکا کہ اسے نہ ساؤ وہ شخص اپنے عزیزوں کے لئے اُلجھتا ہے یہاں سے کہا اے شخص انصاف کی بات سن  
ابو عبیدہ نے مجھے اس لشکر کا سردار بنایا ہے اور اُس میری و ماہر داری کا حکم دیا ہے اور کسی شخص کو مجھ پر سردار نہیں کہا میرہ ایسے لشکر کا سردار ہے اور میں اسے لشکر  
اُس شخص نے واپس جا کر یہ سب گفت و شنید میرہ سے کہی میرہ نے پوچھا تو کس کے حکم سے اشر کے ساتھ جا اُلجھا اور ابو عبیدہ کی عطا کی ہوئی سرداری پر اُس سے  
جھگڑا کیا غرض وہ رات اتر اور میرہ نے اُسی مقام پر لبر کر کے پہلے صبح کے وقت ابو عبیدہ کے پاس سے تاصد پہنچا اور خط دیا لکھا تھا میرہ اور اتر اس خط کے  
پہنچے ہی بیٹ کر میرہ کے پاس چلے آئیں خط پڑھتے ہی مراجعت کی اور حلب میں ابو عبیدہ سے آئے رومی لشکر سے جنگ ہوئی تھی اسکی کیفیت بیان کی ابو عبیدہ  
بہت خوش ہو کر سجدہ شکر بجالایا اور دوسرے مسلمانوں نے بھی اسلامی فوج کی سلامتی کا لشکر آوا کیا ابو عبیدہ اب دمشق کی مہم کا غم ماہر م کر کے حبیب بن مسلمہ ثمری کو  
طلب کیا اور حلب اور اسکے نواح کا امیر مقرر کر کے آپ جانب دمشق روانہ ہوا شام کے حصہ میں گزر ہوا ایک سردار وہاں کا امیر مقرر ہوتا اور حملہ و انصاف کے لئے  
تاکید کی حاتی تھی اس طرح واصل دمشق ہوئے اور وہاں سے امیر المؤمنین عمر کنیہ دست میں خط لکھا جس میں تہر ج و لطف کے ساتھ رومی لشکر کی شکستوں اور ہر قل کے  
قسطینہ کی طرف فرار کرنے اور اسے داخل دمشق ہونے کی تمام کیفیت درج کی امیر المؤمنین نے خط لکھا کہ ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ اسکا خط وصول ہوا جملہ حالات سے  
پوری اطلاع ملی ان فتوحات عظمت اور تمہائے نیکر ال کے لئے شکر الہی ادا کیا گیا ہے اے ابو عبیدہ ابھی ملک شام میں اور بہت سے تہہ باقی ہیں جنگ فرما  
ضروری ہے اور بہت سی جہیں یوری کرنی ہیں لیکن بالفصل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دمشق میں قیام کر کے لشکر کو آرام دینا چاہئے اور کسی حائل کو اور کسی طرف  
بھیجا چاہئے تا وقتیکہ میں کچھ حکم دوں اسوقت اُس کے موجب عمل درآمد کرنا ہو گا یہ بھی معلوم ہو کہ سعد و قاص کا خط آیا ہے اُسے معلوم ہوا ہے کہ انارانی لشکر  
موضع جلولا میں جمع ہو رہا ہے اور ہم جناب ماری لعلے سے مدد کے خواستگار ہیں کہ کافروں پر قیام ہوں ابو عبیدہ نے امیر المؤمنین عمر کے اس خط کو پڑھ کر حکم  
طریقہ دمشق میں قیام کر دیا اور دمشق اور اُس کے نواح کی حفاظت شروع کی امیر المؤمنین عمر نے سعد و قاص کو بھی خط لکھا کہ لشکر میں سے کئی مشہور شخص حسب  
تشار خود مائن کا حکم مقرر کر کے اور اب جلولا پر لشکر کشی کرو اللہ تعالیٰ اُس مقام کو تیرے ہاتھ سے فتح کرے گا اس خط کے پہنچے پھر سعد و قاص نے اپنے جلیے ہونے کی خبر  
سنائی و قاص کو بلا کر لبر کر دی دس ہزار سوار ان جہازیم جلولا پر روانہ کیا اور خود ہماری کی وجہ سے مدائن میں توقف کیا آخر میں عقبہ بن حلو لکے قریب پہنچا وہاں  
کے ایرانی لشکر نے گرا کر خود قتل کھو دی اور اسی مقدس آل کی قسم کھائی اور سب باہم جہد کر لیا کہ عربی لشکر کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر تھا ان جہازیم جلولا پر

در بیان فتوحاتیکه در ایام خلافت امیر المومنین عمر بروداد





حارث بن اشتر اسلام باکفار

امان سعد و قاص بن جلالہ

مستوح کر لیا اور حارث نے موقع پا کر اس کے سر پر ایسی تلوار لگائی کہ تاج اور آنہی خود کو کاٹتی ہوئی سر میں اتر گئی اور سر کے دو حصے کرتی ہوئی سینہ میں داخل ہوئی رستم بے جان ہو کر زمین پر آ رہا تینوں شخصوں نے اس کے تھیلا اور کپڑے اتار لئے ایک ہزار دینار قیمت جا بھی گئی اور تینوں نے آپس میں بانٹ لی اب سام جو چلی تھی اور لڑنے والے مردانہ جنگ کرتے کرتے تھک گئے تھے گھوڑے بھی جو رچورچ ہو گئے تھے جابا کہ طرہین سے ایسے قیام گاہ کو لوٹ جائیں مگر اس وقت فارسی لشکر کے بعض سرداروں نے ایک تازہ دم فوج اسلحہ سے بخوبی آراستہ کر کے بڑی تان و شکوہ کے ساتھ انہی صفوں سے علیحدہ کی اور لشکر اسلام پر دھاوا کر دیا مسلمان ایسے وقت میں اس مستعد فوج کو دیکھ کر ڈھل گئے اور سخت رعب چھا گیا عمر بن سعدؓ کرب لکھا لکھا اے مسلمانوں ان سواروں سے صدمہ ڈرو ورنہ مضبوط رکھو الحمد للہ کہ ہم نے ایسی بہت سی لڑائیاں دیکھ رکھی ہیں تم میدان کے بہادر اور جنگجو شیر مو اس وقت کا حکمہ شیر کی لڑائیوں سے زیادہ سخت نہیں گھوڑوں سے اتر پڑو نیزہ اور تیشہ ہاتھ میں لے کر ایک دوسرے سے مل جاؤ مقابل کے حملہ کے وقت مات قدمی اختیار کرو اور اپنے وقت پر سخت حملہ کرو مجھے حارث کا کی درگاہ سے اُمید تو یہ ہے کہ اس قوم پر تم قیاب ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہاری امداد فرما کر دیں اسلام کو سرخرو رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوار اور ہلاک ہو گئے یہ کہ گھوڑے پر سے اتر پڑا نئی قبیلہ کے ایک ہزار جوانوں نے اس کا ساتھ دیا عمر بن سعدؓ کرب شانے پر تلوار رکھ کر بخوان تھا اور انہی معرکہ آرائیان بیان کر رہا تھا کہ فوج کفار نے بڑے خوش و خروش سے عمر سعدؓ کرب پر حملہ کیا مگر جب اس کی حمایت پہاڑ کی طرح انہی مقام سے روانہ ہوئی تو عمر سعدؓ صبیحہ کی طرف سے اور عمر سعدؓ کی طرف سے اور مکتوح مرادی خناج کی فوج سے مدد کو آ پہنچے اور ایک دم سے ایرانی لشکر کو پھرتی ہوئی فوج پر جنگ و فوج میں آئی آخر کار حق سبحانہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح مند کیا اور لشکر کفار نے شکست کھائی مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں اور کاٹتے چھانٹتے خائفیں تک تعاقب کیا رات کو اسی موضع میں رہے جبکہ حلو لائیں داخل ہوئے اور مال غنیمت و اہم کیا اس جنگ میں چھ ہزار مال و متاع اور نفیس نفیس اشیاء مسلمانوں کے ہاتھ آئیں انکار سے باہر تھیں ایک مسلمان بولا اللہ تعالیٰ اتنی ہی حارث تیبائی یہ رحمت نازل کرے اگر آج کے دن وہ زندہ ہوتا تو فتح حلو لائے کس قدر شادماں ہوتا کیونکہ وہ اکثر آرزو کیا کرتا تھا کہ کسی طرح میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں حلو لا کو فتح کیا ہوا دیکھ لوں خواہ وہ میری زندگی کا آخری ہی دن کیوں نہ ہو اور مختار آدمی بول اٹھا اگرچہ اسکی آنکھیں دنیا میں اس فتح سے روشن نہیں ہو سکیں لیکن اسکی دونوں آنکھیں مٹی بہت میں روشن ہیں اس کے بعد ہاشم بن عقبہ نے حلو لا کا تمام مال غنیمت جمع کر کے اپنے چچا سعدؓ کی خدمت میں بھیج دیا مسلمانوں کو اس نصرت سے نہایت ہی خوشی حاصل ہوئی فتح حلو لا کے بعد لشکر اسلام خائفیں کی طرف روانہ ہوا ایرانی فوج اُس کے آنے کی خبر سن کر خائفیں میں بھی قدم نہ چاکی ایک اور موضع میں جسے قصر تیرین کہتے ہیں قیام کیا اور وہاں سے اٹھ کر حلو ان کی طرف بھاگے یہاں یزید و جرد و بادشاہ علاموں اور خواصوں کے ہمراہ قیام رہا تھا یہ سن کر کہ اسلامی لشکر تعاقب کے چلا آ رہا ہے جا یا کہ اس قوم کا مقابلہ کرنا محال ہے ایک تہور عجمی سردار منوچہر بن ہر فر کو طلب کیا اور حلو ان میں اپنا نائب بنا کر خود جانب ہناوند کوچ کیا اسلامی لشکر نے قصر تیرین میں پہنچ کر سعدؓ و قاص کو نامہ لکھا تمام حالات درج کرنے کے بعد اجازت چاہی کہ ہم حلو ان کی طرف بڑھیں یا خود بھی پہنچو کہ تب مفتی ہو کر حلو ان پر چڑھائی کی جائے اگرچہ سعدؓ نہایت کمزور تھا لیکن اپنی شرکت کو زیادہ مناسب تصور کر کے سلمان فارسی کو مدائن میں اپنا نائب قرار دیا اور خود گھوڑے پر بٹھیا اسی ہماری کی حالت میں چل پڑا قصر تیرین میں پہنچ کر ایک دن قیام کیا دوسرے دن حلو ان کی طرف بڑھ منوچہر نائب یزید و جرد و حاکم حلو ان تھا سعدؓ و قاص اور اسلامی فوج کے لئے کی خبر سن کر بھاگ نکلا اور یزید و جرد و خدمت میں پہنچا پھر دونوں نے اس حجت سمیت جو ان کے ہمراہ تھی مسلمانوں کے آگے سے گریز اختیار کی سعدؓ و قاص نے حلو ان میں قیام کر کے جریر بن عبداللہؓ کی حکم دیا کہ جلد مویشی اور مال و دولت اور خزانے و متاع ہوتے ہیں سب کو جمع کر دے اس کے بعد مکتوح مرادی کو طلب کیا اور دس ہزار سوار و دیگر علاقہ ماسدان اور اس کے نواح کی طرف روانہ کیا اور عتبات بن زید طاعی کو بھی دس ہزار کی جمیعت دے کر شہر ذراہ اس کے نواح میں بھیجا علاقہ ماسدان اور شہر ذراہ سے اس قدر مال و دولت میں ملا جلا کاغذ ہوا کہ اس کا شمار سب کو فراہم کرنے پر ہر دو ہزار صحیح سلامت عجمی کے ساتھ ہر ہفت





بنی کعبہ

حضرت امیر المومنین

اس کام سے فارغ ہو کر سعد و قاص کو خط لکھا کہ مسلمانوں کو مدائن اور اُس کے نواح کا حاکم مقرر کر کے آپ کو فہم حاصل ہو اور وہاں کی امارت اختیار کر کے لوگوں کی کوئی  
 کرے سعد بموجب ارشاد کو فہم آیا اور اسی حکم قیام کیا اسوقت سے اہل عرب کو فہم آباد ہوئے شروع ہوئے اسکے بعد امیر المومنین عمرؓ نے سعد کو حکم دیا کہ کو فہم میں حرا  
 ثری مبارک اور عجمہ جگہ ہے ایک مسجد بنائے لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت امیر المومنین بن ابی طالب علیہ السلام مسجد کو فہم میں تشریف فرما تھے ایک شخص حاضر  
 ہوا اور عرض کی یا امیر میں مسافر ہوں اور کوئی مسر نہ نہیں رکھتا اور ایک فرض حج کر چکا ہوں اب ارادہ ہے کہ حج کر کے بیت المقدس جلا جاؤں اور وہاں  
 گوشہ نشین ہو کر نماز اور عبادت میں مشغول ہوں حضرت فرمایا تیرے پاس جو توشہ ہے وہ کھائے اور سالانہ سفر حج ڈال اور کو فہم کی مسجد میں ٹھہر جا کہونکہ یہ مسجد دیہاتی  
 چار مقدس مسجدوں میں سے ایک مسجد ہے اور مسجدوں کے مقابلہ پر اس جگہ دو رکعت نماز چھناؤں رکعتوں کے برابر ہے مگر اُسے بھی سوا اور اس مسجد کی اہمیت  
 یہ ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کے وقت سب پہلے جس مقام سے یانی اُلبنا شروع ہوا تھا وہ اسی مسجد کے ایک گوشہ میں واقع ہے اور جبکہ باخچاں ستون ہے  
 وہاں ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ نماز پڑھتی ہے اور نوح علیہ السلام بھی اس مسجد میں نمازیں ادا کر چکے ہیں اور عرصہ تک حضرت موسیٰ کا عصا اس  
 مسجد میں رکھا تھا ہے متھور خلائق نبوت اور یحییٰ نبوت اسی مسجد میں توڑے گئے ہیں کو فہم اور اس مسجد کا مہر ہے قیامت کے روز کوئی نہر حلققت اسی مسجد سے  
 اٹھیکے جگہ حساب لیا جائیگا نہ کوئی عذاب ہوگا اسی مسجد کے وسط میں ایک ہشتی چمن نمایا ہوگا اسی مسجد میں ایک حتمہ ہے حوامام آخر الزمان کے عہد میں عیان  
 ہوگا ایک سوت پانی کا دوسرا دودھ کا تیسرا روغن کا ہوگا یہ حتمہ جاب راست واقع ہے اگر انسان اس مسجد کے جملہ فضائل سے آگاہ ہوتے تو وہ کبھی اس سے  
 علیحدہ نہ ہوتے پھر فرمایا اے لوگو کو فہم والوں کو برا نہ کہو کیونکہ اس کو فہم میں راہ راست پر چلنے اور ہر دم با الہی کرے والے لوگ بھی ہیں اسی مقام پر آخری دور میں  
 اہل فساد کے ہاتھ پاؤں توڑے جائیں گے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کو فہم اسلام کا گنبد اور دین کا گوشہ ہے اور اہل کو فہم ہی کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ  
 منافقوں کو سزا دے گا سعد و قاص نے کو فہم کی سکونت اختیار کر کے ہر سمت کو فہم لکھا تک و صحن رواہ کین اور حکم دیا کہ اس علاقہ کو فتح کرو اور لوگوں کو اسلام  
 میں داخل ہونے کی ہمائش کرو غرض کہ اُس کی وجہیں اہل اطراف میں پہنچیں اور اکثر فتح کر لیا اسی دوران میں خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ کو خط لکھا کہ بیت المقدس  
 پر چڑھائی کر کے وہاں کے باشندوں سے معرکہ آرا ہوتا وقتیکہ وہ دین اسلام یا خیر قبول کریں ابو عبیدہ نے اس خط کو ملاحظہ کر کے سعید بن ربیعہ بن عمر بن نفیل کو طلب  
 کیا اور دمشق میں اپنا مات مقرر کر کے خود مع لشکر جاب اردن روانہ ہوا وہاں پہنچ کر قیام کیا اور بیت المقدس کے حاکموں کے نام اس مضمون کا خط بھیجا کہ  
 ابو عبیدہ کی طرف سے اہل ایلیا اور دوسرے سرداروں کو معلوم ہوا اور سلام ہوا اُس شخص پر جو راہ راست پر چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہوا ہے پھر میں تم سب کو  
 قبولیت دین اسلام اور ترک کفر کا پیغام پہنچاتا ہوں کہ راہ راست کو اختیار کرو و کلمہ تہات یٰھو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرو اور محمد کو برحق پیغمبر جانو اور قرآن  
 کو کلام الہی تسلیم کرو اگر تم ان سب باتوں کو اختیار کرو گے تو تم ہمارے دینی بھائی ہو اور ثواب میں ہمارے شریک حال اور پھر تمہارا خون اور مال ہم پر حرام ہو جائیگا  
 اور اگر تم ایسا نہ کرو گے اور ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر ایک ایسا لشکر چڑھا کر لاؤں گا جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہادت کو اس سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں صیور زندگی کو اور میں  
 واپس نہ جاؤں گا تک کہ تم مردوں کو قتل تمہاری عورتوں اور بچوں کو قید اور مال اور دولت کو غارت نہ کروں گا آئندہ کو اختیار ہے اہل ایلیا نے خط پڑھا  
 کر دیا اور ایمان نہ لائے ابو عبیدہ نے انکی طرف کو رخ کیا اور متصل پہنچ کر ایک حصار کے نیچے اتر پڑے باشندگان ایلیا معمرہ راہی کے لئے تہرے نکلے اور لشکر اسلام سے  
 جنگ چھڑ دی اور جو خوار جنگ کے نہ شکست کھائی مسلمانوں نے بہت سی جمیعت کو قتل کر دیا اور کس قدر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئے اور کچھ دنوں تک مقابلہ  
 کرتے رہے آخر کار تاب مقابلہ لاکر ابو عبیدہ کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ ہم تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں لیکن باس وجہ کہ ہم کو تمہاری صلح پر بھروسہ نہیں ہے اپنے  
 سردار عمر بن خطاب کو لکھو کہ بذات خود یہاں تشریف لائیں اور ہمارے واسطے ایک عہد نامہ اور سند تحریر کر دیں اور ہم کو امن دیں تب ہم کو اعتماد اور یقین میں  
 حاصل ہوگا ابو عبیدہ نے مناسب سمجھا کہ امیر المومنین عمر کو اہل ایلیا کے حال سے مطلع کرے خط لکھا کہ اہل لوگوں نے پہلے اسلام کا مقابلہ کیا ہے اور اب

صلح کے خواستگار ہیں لیکن ہماری صلح پر بھروسہ نہ کر کے جانتے ہیں کہ آپ یہاں تسلی لائیں اب اگر امیر المومنین کی رائے ہو اکی در خواست کو شرف قبولیت بخشا جائے باجیسے رائے قرار پائے عمر نے اوعیدہ کے اس خط کو پڑھ کر جملہ مباح اور انصار اور نامور اشخاص کو جمع کیا اور بیت المقدس کی طرف جانے کے باب میں اس سے متورہ کیا اس امر کو سن کر آپ نے عباس بن عبدالمطلب کو بلایا اور فرمایا کہ تمہارے باہر خیمہ لگاؤ اور لشکر کی حکمت ترتیب دو کہ لشکر جمع ہو اس کے بعد میرے حاکم اول حمد و تارسیان کی پھر کہا اے لوگو مجھے اس عزم کے تم کر کے کی ضرورت سے جسے تم جانتے ہو بیت المقدس کی طرف جانا پڑا ہے اگر مجھے ان مسلمانوں کی فکر لاحق نہ ہوتی تو میں کبھی تم سے علیحدہ نہ ہوتا مگر اب مسلمانوں کی امداد کے لئے حانا ضروری امر علی ابن ابی طالب بصبر عادت مدینہ میں ہیں جب کوئی ضرورت لاحق ہو ان کی طرف رجوع کرنا ان کے متورہ سے غایہ اٹھانا اور حکم مامور فرمائیں یا جس امر کو مناسب تصور فرمائیں اس سے انحراف نہ کرنا آپ کی مامور داری کرتے رہنا مسیح کے ہر گز سے ستم و ظلم و اظہار یعنی ہر ستم و ظلم اور قول کیا کی اور اس بعد ہونی پھر امیر المومنین محمد بن ابی بکر کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین اسلام سے ممتاز کیا ہے اور عزت بخشی ہے اور قرآن مجید عسی کتاب نازل و اگر بہت بڑا احساں فرمایا ہے اور محمد مصطفیٰ علیہ السلام خدا سے بھیج کر ہمارے دلوں سے ظلم و جہالت کو اور بدی کی تاریکیوں کو نکال دیا ہے اور ہم سب کے دلوں میں ماسی الفت پیدا کر دی ہے ہمسوئوں پر ہموافق کیا ہے ماسی ربط و ضبط اور محنت کو استحکام بخشا ہے اے خدا کا خدا اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شکر یہ ادا کرو اور شکر یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ ایسی فرید نعمتیں عطا فرماتا ہے فقط والسلام علی من التبع الخدی بھر منہ سے اگر حکم دیا کہ تیاری کرو اور باہر خیمہ لگاؤ شہر سے باہر تشریف لا کر ایک اوٹ سرد و ظروف ماند سے ایک میں سٹو اور دوسرے میں خسر بھرے اور پانی کا مشکیزہ سامنے لٹکا مامور فرمایا ہر روزہ مسافت طے کر کے حبس بیت المقدس کے علاقہ میں داخل ہوئے تو اوعیدہ نے اطلاع پا کر تہور و معروف اشخاص اور امیروں اور سرداروں کی جمعیت کے ساتھ استقبال کیا اور نزدیک پہنچ کر دیکھا کہ امیر المومنین اونٹ پر سوار ہے بدن میں صوف کا لباس اور ایک تلوار حائل اور کندھے پر عری کمان ٹری ہوئی ہے ابو عبیدہ گھوڑے سے اتر کر رسم سلام بجالایا اور عمر بھی اوعیدہ کو بیدل دیکھ کر اونٹ سے اتر پڑے اور باہم بنگلیں ہوئے اور عذر کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر پوسہ دیا اور ابو عبیدہ نے اپنا ہاتھ ان کے پاؤں سے مس کیا امیر المومنین نے اس کے یاؤں پر اس کے سر جھکایا اور چاک لوسے ابو عبیدہ اٹھتے قدموں کو دو کر الگ ہو گیا اور عرض کی امیر المومنین آپ کو یہ کیا ہو گیا ہے خدا کے واسطے ایسا تو نہ کیجئے میں گہگہا رہتا ہوں اس لئے انھوں نے اسی طرح سر جھکائے آنسوؤں سے روتے اور عذر کرتے تھے پھر ایک دوسرے لگے میں مایں ڈال کر احوال پرسی کی اوس کے بعد سوار ہو کر دمشق تک آئے اور قیام کیا ہر ایک قبیلہ کے لوگ آتے تھے اور امیر المومنین کو سلام کرتے تھے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے تمام اصحاب اور ابو ہریرہ ابو دردار اور بلال نے شرف خدمت حاصل کیا ابو عبیدہ نے کہا اگر آپ اس یتیم کے خیر کو اتار ڈالیں اور سفید لباس زیب بدن کر لیں تو غیر ملک میں ہونے کے سبب کافروں کی نگاہ میں زیادہ رعب اور خوف کا موجب ہو گا آپ فرمایا اے ابو عبیدہ مجھے اسی مالدار کیڑے کی عادت پڑی ہوئی ہے اگر نرم کیڑے ہینو لگا تو تن آسانی کی عادت پڑ جائیگی اور عادت کو تبدیل کرنا چاہئے اے دوستو تم بھی تکلف اور امیری کی عادت ترک کر کے میانہ روی کی عادت پیدا کر دو پھر گام گھوڑوں پر سوار ہو کر غور کو راہ نہ دو کیونکہ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ہر شخص کے دل میں کچھ نہ کچھ غور پیدا ہو ہی جاتا ہے انہوں ہی کی سواری کی عادت رکھو اللہ تعالیٰ نے ہر کے دل میں انہی اونٹوں کے ساتھ ہموافق بخشی تھی اور بیت ستر بھی ہم کئی مرتبہ ہمراہی حباب رسالت مآب صلعم اونٹوں پر سوار ہو کر جنگ کر چکے ہیں دوسرے دن روانہ ہو کر بیت المقدس کے قریب پہنچے تو لشکر کے تمام سردار امیروں اور شہور و معروف لوگوں میں سادہ بن چل دیں اور بوس فیان لے جو ایلیا کے محاصرہ میں مشغول تھے امیر المومنین کا استقبال کیا جس کے سب گھوڑوں پر سوار تھے اور دیکھا کہ لباس زیب تن تھے یہ سب روم کی لوٹ کا سامان تھا امیر المومنین نے انکو اس حال میں دیکھ کر فرمایا اے عزیزو تمہارے واسطے ان کپڑوں کا پہننا حرام ہے انہوں نے جواب دیا ہم اس وقت جہاد اور جنگ میں مصروف ہیں اور اپنی جنگوں سے یہ لباس ہم پہنچا ہے آپ نے فرمایا انکو نہ تنگ رہی پڑی ہے اور ان کپڑوں سے غار جائز نہیں مگر دشمنان دین سے جنگ کرنے کے وقت انکا پہننا واجب ہے مگر آرائی کے وقت انہوں کو نہ رکھو رسول خدا

وقتی امیر المومنین عمر بن الخطاب بیت المقدس



مردوں کو ریشمی اور زربفتی لباس پہنے سے منع کیا ہے اور ایسی اُمت کے مردوں کے لئے حرام فرمایا ہے صرف عورتوں کے لئے حلال ہے یہ یمن ابی سفیان نے کہا ہے امیر المومنین ہم ایسے ملک میں ہیں جہاں ریشمی کپڑا بہت سستا اور نعمت لے امدارہ اور مویشی بکرت ہیں اور مسلمانوں کو اس قدر روٹ کا مال ملا ہے کہ سب سے دولت مند ہو گئے ہیں اگر سراسر معلوم ہو تو آپ بھی یہ صوف کا چٹخہ اتار ڈالیں اور سفید مہین لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور حکم دے دیں کہ ہم سب بھی قسمتی لباس پہن کر اور گھوڑوں پر سوار ہو کر ہر ملک جلیں جس سے کا دروں پر زیادہ سعادت طاری ہو جائے گی اور کھار اُپکوار صوف کے لباس میں دیکھیں تو حقیر حاسن گئیے کہا ہے عزیزوں اس لباس کو جس کی وجہ سے مجھے درگاہ بائیں لیتی تھی وہ حلقہ کے خوش کرنے کے لئے ریب مد کرنا نہیں چاہتا اور نہ میں اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ وہ مجھے نہتے ترا سچھیں غرض کہ بیت المقدس کے دروازہ پر پہنچے تو باشندگان ایلیا کو حشر ملی انہوں ایک شخص ابو السجید کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا کہ صلح ہو جائے اور اس شرط پر کہ وہ اپنے وطن میں رہے پائین حریہ قبول کریں امیر المومنین نے رضامندی ظاہر کی اور ایک عہد نامہ لکھ دیا مسلمانوں نے اسے اپنے پاس رکھ لیا اس کے بعد امیر المومنین بیت المقدس میں داخل ہوئے اور قوم ترسا کے ایک بڑے عبادت خانے میں اُترے کوٹ لاجار حریہ رسا قوم کا رٹا متناز اور عابد تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ دین اسلام کو قبول کرے امیر المومنین نے اسے آتے دیکھ کر قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی یا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰوَلَوْا الْكِتٰبَ اٰمَنُوْا اِمَّا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّظْمِسَ وَّحُوْهَا فَنَزَّلَهَا عَلٰى اَدْنٰى اَرْضًا اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا اَصْحٰبَ السَّمٰوٰتِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا كَعِبَادِ اس آیت کو سنتے ہی ایمان لے آیا امیر المومنین اس کے مسلمان ہونے سے بہت ہی خوش ہوئے کیونکہ وہ ایسی قوم میں بہت بزرگ اور دانا سمجھا جاتا تھا اُس نے کہا امیر المومنین تو ریت میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کے شہر ایک ایسے نیک آدمی کے ہاتھ سے فتح ہوئے جو امان والو پر بہت ہی مہربان ہو گا اور کافروں کے حق میں سخت گیر اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو گا اور قول و فعل مساوی اس کے پر دال تعجب اور خدایرت ہونگے آپس میں متفق اپنے مال کا دوسروں سے دریغ نہ کرے والے اپنے اندام نہانی کو دھوئے اور ارار کو کمر میں مادھتے ہونگے ہر وقت اُنکی زبان سے تکبیر اور تقدیس اور تہلیل سننے میں آئے گی کہیں ہوں پہاڑ میں یا بیاں میں ہر حالت میں تکبیر اور تعریف الہی سجالائینگے اور یہی اُمت سب سے پہلے بروہ قیامت داخل بہشت ہوگی امیر المومنین نے کہا اے کعب جو کچھ تو نے بیان کیا ہے یہ سب سچ ہے اُسے کہا خدا کی قسم میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب سچ ہے عمر نے زمین پر منہ رکھ کر سجدہ شکر الہی ادا کیا اور کہا جس نے عروجل کا احسان ہے کہ ہلکا اسلام کے ساتھ عزیز اور مکرّم فرمایا اور حشر مجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہم پر رحمت نازل فرمائی اور ترف خستہ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے مسلمانوں تلکو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اُسے پورا کر دیا ہمیں دشمنوں پر فتح دی اُن کے شہر ہمیں عطا کئے ان ہمتوں کے عوض میں شکر ادا کرو اور گناہوں سے بچو کیونکہ گناہ کرنا اور گناہوں پر مصرتا گناہانِ نعمت ہے اور کسی قوم کی نعمت و تمت کو زوال نہیں آیا ہے اور ناسیر دشمن نے قابو پایا ہے مگر اُس وقت جبکہ اُسے ناشکری اور کھلا بغیرت کو اختیار کیا ہے امیر المومنین نے بیت المقدس میں حیدر و قیام کیا اور تحویل عبادت الہی رہے ایک دن عمر بن عاص نے کہا اے امیر المومنین تہر والے انکو رکاشیرہ لگا کر آگ بریکاتے ہیں پھر اُسے کھاتے ہیں وہ یا فی جیسا اور نہایت ہی شیرہ دار بافرہ ہوتا ہے اُنکا میا حلال ہے یا حرام امیر المومنین نے کہا ہمیں سے کس قدر مسکاؤ میں دیکھنا چاہتا ہوں لوگوں نے شیشہ کے رتس میں حضور اساکر سامنے رکھ دیا عمر نے کس قدر لے کر سونگھا پھر شہر والوں سے پوچھا کہ تم اسے کس طرح بناتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ انکو دروں کا شیرہ لگا کر اور ایک دیگ میں ڈال کر آگ بریکاتے ہیں یہاں تک کہ دو حصہ جل کر ایک حصہ باقی رہ جاتا ہے امیر المومنین نے کہا اگر اس طرح تیار کرتے ہو جیسا بیان کیا تو جوش کرنے سے جعفر حرام ہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے اور باقی رہا ہو حلال ہے پھر انگلی بھر کر چائی اور فرمایا اے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں خوشی سے کھاؤ پیو اور جب جانو کہ آگ بعیر خود بخود جوش کھا کر تیار ہوتا ہے تو وہ حرام ہے اُسے مت کھاؤ پھر اُن حشر بانوں اور قوم ترسا کے عاملوں کی طرف دیکھا جو اُس عبادت خانہ میں کھلے پیے عبادت کو رہے تھے اور فرمایا احمد و ثار خدا نے عروجل وہ جسے چاہے

گمراہ کرے اور جے چاہے ہدایت فرمائے ایک رہبان نے سکر کہا خدائے کیو گمراہ نہیں کیا ہے امیر المومنین کو سکر عصبہ آگیا اور کہا اے دتس جہا اگر اس وقت صلح نہ ہو چکی ہو تو اور امن کا عہد نامہ لکھ کر نہ دیا ہوا ہوتا تو اس وقت تمہارے سر اڑا دیتا اور تمام و فتاں مٹا دیتا تو دعوے کرتا ہے کہ خدا کو گمراہ نہیں کرتا ابھی تجھ کو گمراہ کر دیا ہے اور گمراہی کی مہر تیرے دل اور آنکھوں پر لگا دی ہے جسے سبب تو راہ راست کو نہیں پاسکتا اور دیکھتی آنکھوں اُسے چھوڑ رکھا ہے اگر تم آخر تک اسی حال میں رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمکو دوزخ میں ڈالے گا اور یہ کوئی ظلم کی بات ہوگی رہبان سکر خاموش ہو رہا اب امیر المومنین نے وایسی کا ارادہ کیا حکم دیا کہ خیریاہر لگائیں پھر سوار ہو کر مدینہ کی راہ لی ابو عبیدہ اور لشکر کے ممتاز سردار جہا جہا و انصار مشایعت کے لئے ہمراہ ہوئے آپ نے تمام کی حد سے گزر کر انہیں پس کر دیا اور خود جانب مدینہ سفر کیا راستے میں عرب کی ندیوں میں سے ایک مدی میں آئی جسے دات المنار کہتے تھے نبی خدام وہاں کے باشندے تھے امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور کہا ہمارے ہاں دو مسلمان مرد ایسے ہیں جو ایک ہی عورت کو ایسی انبی زوجہ سمجھتے ہیں انکا یہ فعل حلال ہے یا نہیں امیر المومنین نے فرمایا یہی غصہ ساک ہوئے اور کہا ان تینوں شخصوں کو حاضر کر دو جب وہ حاضر ہو گئے دیکھا کہ ان میں ایک بڑھا دوسرا جوان ہے پوچھا تم کس اداں رکھتے ہو کہا ہم مسلمان ہیں پھر پوچھا اس عورت کا کیا دین ہے کہا وہ بھی مسلمان ہے پھر فرمایا لوگوں نے مجھے بیان کیا ہے کہ تم دو لو اس عورت سے تعلق رکھتے ہو اور اس فعل کو حرام نہیں سمجھتے ہو انہوں نے جواب دیا ہم اس فعل کو حرام نہیں جانتے پھر عورت سے پوچھا کہ تیرا پہلا خاوند کونسا ہے اُسے کہا یہ بڑھا آدمی امیر المومنین نے کہا افسوس اے بڑھے کس سبب تو نے اس بڑھے کو اختیار کر رکھا ہے میں نے اب تک ایسا معاملہ کبھی نہیں سنا تھا اور نہ کسی قوم میں اسی نے عرقی یا بی جاتی ہے بڑھے نے کہا میں بڑھا ہو گیا ہوں میری دونوں آنکھیں خراب اور اعضا رست ہو گئے ہیں اور میرے پاس کئی اونٹ ہیں اسقدر طاقت ہیں کہ انہیں جیسے گاہ میں لیجاؤں نہ میرے کوئی فرزند ہے نہ عزیز جو ان اونٹوں کی خدمت کرے اور مجھے فارغ کر سکے اس آدمی نے میرے پاس آکر درخواست کی تھی کہ ایک رات دن کے لئے اُسے بھی اس عورت میں شریک کروں میں نے اجازت دی اور وہ میرے اونٹوں کی خیر گیری رکھتا ہے اب جیسا آپ فرمائیں گے اسی عمل کو لگا امیر المومنین کو بڑا تعجب ہوا اور اس شخص کو بہت سب و سخت الفاظ کہے اور فرمایا اس عورت کو گھر میں بٹھا اس میں کیسا کچھ حصہ نہیں پھر اُس جوان کو لگا کر دھمکایا کہ اگر تو قسم کھا کر اس فعل کی حرمت سے لاعلمی نہ بیان کرنا تو میں ضرور ہی شرعی حد جاری کرتا جا کوئی اور عورت نکاح میں لا اور اگر پھر اس عورت کے پاس آیا اور میں نے سنا تو حکم دوں گا کہ تیرا سر کاٹا جائے اُسکے بعد امیر المومنین اُس بستی سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں پہنچے تمام جہا جہا و انصار اور مدینہ کے رہنے والے مسلمان استقبال کے لئے آئے اور صحت و عافیت کی مبارکبادی انہی دنوں میں کہ امیر المومنین عمر تمام سے مدینہ تشریف لائے تھے جلیلہ اہم عسائی مع ایک سترتہ جوانوں کے جو اُس کے عزیز اور رشتہ دار تھے مسلمان ہونے کے ارادہ سے حاضر ہوئے اُسے مدینہ کے قریب پہنچ کر ہمراہیوں سے کہا عمدہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اُن کے سروسر چادری کی کلفیاں لگائیں بالوں میں موتی اور میٹھانیوں پر جواہرات لٹکائے جلیلہ بھی اس روز ایک نہایت قیمتی گھوڑے پر سوار ہوا سونے کا تاج سر پر رکھا اور موتیوں کا طرہ کان کیطون لٹکایا۔ باشندگان مدینہ جلیلہ کے آنے سے مطلع ہو کر بہایت خوش ہوئے اور امیر المومنین سے اجازت استقبال طلب کی آپ نے اجازت دی شہر کے تمام امیر و غریب نے اُسکا استقبال کیا اور عمر کے پاس لائے امیر المومنین نے اُسکے آنے کو عزیز سمجھا اور بہت اچھی طرح مزاج پر کسی کی جلیلہ کے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا امیر المومنین نے بڑی عورت و حرمت کی ادا نے یاس بٹھایا اور اُسکے مسلمان ہونے کی بہت بڑی خوشی کی انصار کو حکم دیا کہ اسکی تعظیم بہت بڑھ کر کی جائے اور حقدار محکم ہو دلجوئی کرتے رہیں جلیلہ مدینہ ہی میں رہنے لگا جب مسلمانوں کے حج کا وقت آیا امیر المومنین نے حج کا ارادہ کیا آپ جانے کہ طوان کو رہے تھے اور نبی سارہ کا ایک آدمی بھی آپ کے عقب میں طوان کر رہا تھا ناگاہ اُس شخص کا پاؤں جلیلہ کے تہ پڑ گیا اور تہ بند ٹھکرنے لگا جلیلہ کو طیش ہو گیا فوراً اُس شخص کی ناک پر ناک گھونسا رسید کیا جس کے صدر سے اُس کی کسیر بیٹھ نکلی وہ شخص شکایت لگا امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور جلیلہ سے بدلہ چاہا آپ نے جلیلہ کو بلایا اور پوچھا کس وجہ سے تو نے اس شخص کی ناک پر ایسا گھونسا مارا کہ

مسلمان بنان جلیلہ اہم عسائی



کثیر جاری ہو رہا تھا اس میں طوائف کعبہ میں تھا اس شخص نے وہ وہ فائزہ سے تہ بند پاپوں رکھ دیا جس سے تہ نہ کھل کر گر گیا اور میرے اعضاء  
مخصوصہ کے سامنے نہ پہنچ سکے تھے طوائف کعبہ میں مسوا کیا اس سبب سے میں نے اسے تنبیہ کی اور اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو خدا کی قسم میں اس کا  
تن سے جڑا کر دیتا اور میرے لہا تو نے اسے صورت کا اقرار کر لیا ہے جا اس شخص کو راضی کر لے ورنہ میں حکم دوں گا کہ جس طرح تو نے اسے مارا ہے اس طرح وہ تجھے مارے حملہ  
کہا اسے امیر وہ ایک بازاری شخص ہے اور میں بادشاہ کی اولاد میں نے جو اسے ایک گھونسا مار دیا ہے تو اسے بدلہ آپ اسی طرح مجھے میوانا چاہتے ہیں خدا کی قسم میرا تو  
یہ خیال تھا کہ مسلمان ہونے سے میں زیادہ عزت اور محترم ہو جاؤں گا امیر المومنین نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے اور مذہب اسلام کے قوانین جاہلیت کو  
قاعدوں کے خلاف ہیں میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اسے اپنے سے راضی کر لے جلد نے کہا اگر نہ کروں امیر نے کہا اگر نہ کرے گا تو حکم دوں گا کہ تیرے ناک پر گھونسا لگاؤں  
جیسا تو نے اس کی ناک پر لگایا ہے کیونکہ تو اور وہ اسلام اور شریعت کے لحاظ سے برابر ہیں اور اسلام میں کسی شخص کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے مگر اتفاق کے لحاظ سے  
جلد یہ کہہ کر جو امیر المومنین کا حکم ہو گا دیکھا جائے گا چلا گیا انصار آب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حملہ کے واسطے ہم اسے رضامند کر دیتے ہیں جلد مرد بزرگ  
اور بزرگ زادہ ہے شریعت کی رو سے جو گھونسا امیر عاید ہوا ہے ہم اس شخص کو کچھ دیکر راضی کر لیتے ہیں تاکہ جلد تنگ نہ ہو عمر نے قسم کھائی کہ جلد اسے  
راضی کرے گا تو جلد سے اس شخص کا بدلہ لو لگا جب رات ہو گئی اور سب آدمی سو رہے جلد اٹھا اور اسباب مادہ صحران رشتہ داروں کے جو شام سے اس کے  
سمراہ آئے تھے روم کھن چل دیا اور بادشاہ ہرقل کی خدمت میں بمقام قسطنطنیہ پہنچ کر دین اسلام سے پھر گیا اور مدعو کر کے سادہ مذہب اختیار کر لیا ہرقل اس واقعہ سے  
بہت ہی شاد ہوا اور اسے اتفاق حسنہ سمجھا اس سے اور اس کے چچا زادوں کو ولایت روم میں بری بری جاگرس عطا کیں اور خود اس کو انبار اور عظیم بنا لیا اور تمام  
کار و بار سلطنت حوالہ کر دیا جلد بصد جلال رہنے لگا خیر روز کے بعد امیر المومنین عمر نے خلیفہ یامی کو سفیر بنا کر ملک ہرقل کے پاس بھیجا اور خط دیا جس میں ہرقل کو  
قبول دین اسلام کی ہدایت کی تھی خلیفہ مدیر سے چکر روم میں داخل ہوا اور بادشاہ ہرقل کی خدمت میں حاضر ہو کر خط دیا اور جس سفارت سجالا ہرقل نے دین  
اسلام کے قبول کر لے سے انکار کیا اور اشارہ گفتگو میں کہا ایسے چچا زاد بھائی کے پاس جاؤ اسے ہمارے پاس آکر تمہیں اور تمہارے دین کو ترک کر دیا ہے اور ہمارا مذہب  
اختیار کر لیا ہے اگر تمہارا مذہب اچھا ہوتا تو جلد جیسا عقلمند آدمی ہمارے دین کو اختیار نہ کرتا خلیفہ ہرقل سے رخصت ہو کر جلد کے مکان پر آیا اور اس کے دروازہ  
پر بادشاہی دیوڑھی سے بھی بہت زیادہ شان و شوکت اور محوم خدمت و شہم ملاحظہ کیا اور جانے کی اجازت حاصل کر کے بعد جلد کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ سہری تحت  
پر بیٹھا ہے اور باقوت و زبرد کا ٹھوڑا تاج سر پر ہے خلیفہ کو دیکھ کر بے خوش سے مزاج پوچھی کی اور بہت ہی مہربانی و مائی اپنے قریب بیٹھا یا پھر امیر المومنین عمر اور  
اور ان کے اصحاب اور دیگر بزرگ اشخاص کا حال دریافت کیا خلیفہ ہرقل ان کا جواب دیا گیا جلد کا بیان ہے کہ جب میں اس کے قریب بیٹھا تھا تو اس نے اچھی طرح  
نہ دیکھا تھا کہ کس چہرے پر بیٹھا ہوں تھوڑی دیر کے بعد جب مجھے معلوم ہوا کہ سوئے کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں تو میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں پر بیٹھ گیا جلد نے مسکرا کر  
کہا دل پاک ہے تو کوئی ساکڑا نہیں لو اور کسی چیز پر بیٹھا جاؤ کوئی ادبیتہ نہیں میں نے کہا رسول خدا محمد مصطفیٰ صلعم نے انبی امت کے مردوں کو زنجی لباس اور سوئے  
کے استعمال سے ممانعت کر دی ہے اسے جلد تو نے کس سبب سے دین اسلام کو اور اپنے ملک اور وطن کو ترک کر دیا حالانکہ تو شریک اسلام سے آگاہ ہو چکا تھا قرآن  
پر جتنا تھا اور فرض حج ادا کیا تھا اس نے کہا اے خلیفہ کیا تجھے خبر نہیں کہ عمر نے میرے ساتھ کیا کرتا دیکھا میں نے ایک بازاری شخص کو سزا دی تھی عمر اس کے  
سرے میں مجھے سزا دینا اور اس کے مساوی کرنا چاہتا تھا خلیفہ نے کہا امیر المومنین کا حکم شریعت کے موافق انصاف پر مبنی تھا اور تجھے مہصاہ حکم ہونے کی وجہ سے  
ذکر کیا جائے تھا تو نے اسلام کو بھی ترک کر دیا اور بیان جلا آیا اب بھی آساں بان ہے اس واقعہ کا تذکرہ ہو سکتا ہے اشعث بن قیس کہی اور طلحہ بن حذافہ  
دو دونوں سے رشتہ ہو گئے تھے اور زکوٰۃ نہ دیتے تھے پھر انہوں نے توبہ کر لی اور دین اسلام کو قبول کیا ان کی توبہ قبول ہو گئی اور دین اسلام میں بہت شراعت کو  
لہذا وجہ پایا اگر تجھے بھی منظور ہو تو واپس چل سکتا ہے جلد نے کہا اے خلیفہ اب وہ وقت گزر گیا ان باتوں کو چھوڑ پھر ایک غلام کو جو اس کے سامنے کھڑا تھا حکم دیا

فاجلہ امیر المومنین عمر فاروق

اُسے دسترخوان لٹا بھیجا اور طرح طرح کے کھانے پینے کے جو نہایت ہی عمدہ اور پسندیدہ تھے جملہ تخت سے اتر کر اس فرش پر جو تخت کے سامنے بچھا ہوا تھا آٹھیا اور مجھے بنا کر ایسے قریب جگہ دی اسکے سامنے سوئے چاندی کے برتنوں میں کھانا پڑا ہوا تھا کہ نوس جان کرے میں نے سوئے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھائے سے کراہت کی جملہ سمجھ گیا اور حکم دیا کہ ایک لکڑی کا خوان لاؤ پھر میرے سامنے رکھ کر اس میں طرح طرح کے گرم اور سرد نہایت لذیذ کھانے کتنے نے کبھی دیکھا تھے لا لاکر رکھتے تھے بعدہ شراب لائے اور چاہا کہ دسترخوان پر رکھیں میں نے کہا ہر بانی رکھنے اور کھاتے کے شراب نہ لائیں خدا کا اس کے حکم سے وہاں سے لے گئے جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو ایک طلائی طست اور لوہا ہاتھ دھونے کے واسطے حاضر کیا میں نے ایک طرف جا کر جہاں آب روان موجود تھا ہاتھ دھوئے اور پھر باقی آٹھیا جملہ نے حکم دیا کہ شربت کے پیالے لائیں شربت پی کر ایک خادم سے کہا گائینوں کو حاضر کر دو اس وقت دس لوندیاں جنہیں سے ہر ایک تصویر کی حالت تھی حاضر ہوئیں اور ان کے ساتھ ہی ہاتھی دانت اور آسوس کی مریض گریاں حنیز زلفٹ سٹھا ہوا تھا لائی گئیں وہ کینز بہایت ہی خوشنما اور قیمتی لباس مریض و بیمار پہنے ہوئے محب مار و انداز سے خزانہ انکاراں کر سون پر بیٹھ گئیں اور ستار سمجھا لی پھر ایک اور سب سے زیادہ حسینہ جملہ لوندی آئی ایک ہاتھ میں مشک حنیز کا حام تھا اور دوسرے میں گلاب کا پیالہ اور ایک نہایت ہی سفید اور پاکیزہ رینگو یارف کا ٹاپو ہے اسکے سر پر ٹھیا تھا یہ کینز اس آن بان اگر حلیہ کے سامنے کھڑی ہو گئی اور ایک سیٹی بجائی سیٹی کے بجتے ہی پرندہ اڑ کر مشک و عطر کے پیالے میں جایا اور لوٹ لوٹ کر اپنے پر شک و عطر میں آدودہ کر لے اُس لوندی نے پھر سیٹی بجائی تو وہ اڑ کر جملہ کے تاج پر جا بیٹھا اور اس طرح پھر پھر آیا کہ جوتوا اسکے سر پر چھڑکی گئی اس کام کے بعد پھر اسی لوندی کے سر پر آٹھیا اور لوندی وائیں چلی گئی اب جملہ نے جام شراب بیا اور کینز مول کی طرف جہاں من راست بیٹھی ہوئی تھیں متوجہ ہوا اور کچھ دیر کے لئے اپنے عزیزوں دوستوں اور وطن کی جدائی کا خیال کر کے عمگین ہوا اور لوندیوں نے بھی ریلط بجا کر آل جملہ کے وطنوں اور محلوں کی مفارقت کے نہایت ہی مٹو شاعرانہ لگائے اور اپنے حکما سے نکلنے اور دور جا پڑنے کے مضامین مناسبت کی آوازوں سے ادا کئے جملہ زار قطار رونے لگا اور اس کا تمام رحرساروں اور ڈھنسی پر پہننے کے تب ایک کینز نے اٹھ کر دیا کہ رومال سے اس تک بونچھے اور جملہ نے خلیفہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا بیچاتے ہو کہ اس قصیدہ میں کس جگہ اور کس مقام کے حالات ہیں اُس نے کہا کہ یہ قصیدہ تجھتا ہوں خلیفہ نے کہا غوطہ دشت میں ہمارا ایک موضع تھا حسان بن ثابت نے اُسی جگہ کی تعریف میں یہ قصیدہ لکھا ہے حسان اُن دلوں میں اکثر ہمارے پاس آیا کرتا تھا خلیفہ نے کہا حسان تکو بہت ہی یاد کرتا ہے تمہارے اور تمہارے خاندان کے اکثر حالات بیان کیا کرتا ہے اور اُن الفاظوں اور احسانوں کو یاد کرتا رہتا ہے جبکہ برتاؤ تمہارے خاندان نے اُس کے ساتھ کیا ہے جملہ نے یوحیا کیا حسان اب تک زندہ ہے خلیفہ نے کہا ہاں زندہ ہے لیکن نابینا ہو گیا ہے کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا جملہ نے اس وقت پانسوا تر فیاں اور جا مہائے دیا جزا و ریزوں کے پانچ یا پانچ تھاں منگائے اور خلیفہ کو دیکر کہا کہ یہ پانچ حسان بن ثابت کو میرا سلام کہنا اور یہ ہدیہ دے دینا خلیفہ نے کہا ایسا ہی کرونگا پھر جملہ نے خلیفہ کو بھی کچھ نذر کرنا چاہا مگر اُس نے نہ لیا اور کہا مجھے اس کی حاجت نہیں جب ہر قل کے دربار سے خلیفہ کو واپس جانے کی اجازت مل گئی تو وہ پھر رخصت لینے کے لئے جملہ کے پاس آیا اور یوحیا اپنے دوستوں کو کچھ پیغام دیتے ہو کہ اے جملہ کیا پیغام دوں مجھے میری بد نصیبی اور کم نختی اور سرتستی نے سادت اسلام سے محروم کر کے میری جائے پیدائش اور وطن مالون سے علیحدہ کر دیا ہے اور میں اس ولایت میں آپر ہوں کاش میں اس وقت اپنے وطن اور اپنے گھر میں ہوتا تو اس حالت سے بدتر کوئی اور حالت نہیں ہوتی پھر اس مضمون کا ایک قطعہ پڑھا خلیفہ نے یہ دیکھ کر میری نصیحت نہیں سنا اور دین اسلام کی طرف ذرا رجوع نہیں ہوتا اُس سے علیحدہ ہوا اور سفرِ شہ اختیار کیا حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ میں پچھلے مقل اور جملہ کے تمام حالات جو کہنے اور دیکھے تھے اور ان کے محل اور شکوہ کی سب کیفیت عرض کر دی امیر المومنین نے کہا اے خلیفہ تو اس کو دیکھا کہ وہ اسلام لانے کے بعد شراب پیلا ہے خلیفہ نے کہا ہاں پھر پوچھا تو نے اُسے صلیب لگائے ہو دیکھا اوس نے جواب دیا ہاں کہا اُس نے زوال پذیر شے کو دائمی سے بدل لیا ہے اور اسی کو فانی کے عوض حج ڈالا ہے اس معاملہ میں اُس نے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا نہ آئندہ فائدہ



اٹھائیکا بلکاس گراچی کی سزا ضرور پائیگا اور اسوقت کی شرمندگی فائدہ بخش ہوگی خلیفہ نے کہا اے امیر المؤمنین میرے ہاتھ جلد نے حسان بن ثابت کے لئے کچھ تحفہ بھیجا ہے آپ نے حسان کو بلایا ایک شخص اسکا ہاتھ پکڑ کر لایا اُسے مسجد میں داخل ہو کر کہا اے امیر المؤمنین السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عمر نے جواب سلام کے بعد کہا اے ابوالولید اللہ تعالیٰ نے تجھے کسی جگہ سے کچھ عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ شکر ادا کر کہ اُس نے یہ اشرافیاں اور شہی تھان اُسکے ہاتھ سے نکال کر تجھے دیئے ہیں حسان نے وہ اشرافیاں لے لیں اور تھانوں کو ہاتھ سے ٹٹول کر اہل حنفیہ کی تعریف میں اللہ پر تعظیم انتہا کیا اور ان عطیات کو لے کر خوش خوش اپنے گھر چلا گیا خلیفہ نے کہا میں نے دوران گفتگو میں جلد سے پوچھا تھا کہ تجھے قرآن شریف میں بھی کچھ یاد رہا ہے اُس نے کہا نہیں سب بھول گیا ہوں صرف ایک آیت جو میرے شقاوتِ مالِ حال کے مطابق ہے یاد رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے وَمَنْ يَتَّبِعْ عَمَّا لَا سَلَامَ دِيْنًا فَلَنْ يَفْزِلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرٰتِ ط

## اٹھارویں سال ہجری میں قصہ عمواس و سرزمین شام کے دیگر مقامات میں باکاپھیلنا

### اور ابو عبیدہ کا وفات پانا

راوی بیان کرتے ہیں کہ ملک شام کے علاقہ فلسطین میں ایک قصبہ عمواس نام شہر مکہ کے مضافات سے تھا اس میں سخت وبا پھیلی جس سے بہت مسلمان ضائع ہو گئے اور ابو عبیدہ بھی سخت مبتلا ہو گیا چند روز اسی بیماری میں گزرے جب حالت بگڑ گئی لشکر کے مسہور سرداروں کو بلایا گیا کہ تمہیں وصیت کرتا ہوں اسے سن لو اور عمل میں لاؤ وصیت کا خلاصہ یہ تھا نماز کے ادا کرنے رکوع دینے روزہ رکھنے حج کرنے عاجزی سے رہے باہم اچھا برتاؤ رکھنے دوسروں کی بھلائی چاہئے کو اپنا شمار بنائے رکھنا ہرگز ہرگز دنیا پر فریفتہ نہ ہونا یقین رکھو کہ تم میں سے کسی کی عمر ہزار برس کی بھی ہو جائے تو کسا ہے آخر اسکا بھی انجام فنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کے واسطے موت قرار دیدی ہے اور چارنا چار اُسے یہ شہرت بینا ہی پڑتا ہے عقلمند وہ شخص ہے جو اس دنیا میں آخرت کا گوشہ فراہم کرتا ہے اور اس دنیا میں ایسے کام کرتا ہے جو یادگار رہ جائے ہیں پھر معاذ بن جبل کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے معاذ صاحب اسلام! کاپیش نماز بن میں نے تجھے اپنا نائب بنایا یہ کہہ کر کلمہ شہادت پڑھا اور وفات پائی اس پر اللہ کی رحمت ہو ملک شام ہی میں بمقام اروں مدفن بنا اس واقعہ کے بعد معاذ بن جبل نے مسلمانوں کے درستی احوال کبھوں توجہ کی اور ایک خطہ متعلیٰ محمد و ثنائی تھے اہل بیت و نقبت حضرت محمد مصطفیٰ صلعم پڑھا اُسکے بعد کہا اے مسلمانوں! اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور اپنے رب کی طرف سوجھو جو جو کیونکہ جو زندہ بغیر توبہ کے مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے نہیں بخشتا اور قسیدہ اس کی رحمت کا نزول نہوا جس شخص کی گردن پر حقوق دین ہوں اُسے لازم ہے کہ ادا کرے کیونکہ زندگانی کا کچھ بھر دسم نہیں جس شخص نے مسلمان بھائی سے گفت و شنید کر کے ملنا جلتا ترک کر دیا ہے اُسے چاہئے کہ صلح کر کے مل جائے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں تین روز سے زیادہ بخش یا بات چیت بند رکھنی نہ چاہئے آج ہمیں ایسے شخص کی وفات کا صدمہ عظیم پہنچا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اُس سے زیادہ خوش اعتقاد اور قوی حال ہو یا اُس کی نسبت مکر و فریب سے دور اور مسلمانوں کا نیک خواہ ہو اللہ تعالیٰ ابو عبیدہ پر رحمت نازل کرے جیسا کہ میں زندہ رہوں گا اسکا شاگرد بنوں گا اور اُس کی جو تعزین کی جائے وہ جھوٹ نہ ہوگی اللہ تعالیٰ ہے اُسکے واسطے ثواب کی اتنا کرنا ہوگا کیونکہ وہ بہت ہی رحم دل اور مستضعف تھا تمہوں کو پرورش کرتا تھا فقیروں کو دینا تھا خلقِ خدا سے نرمی کا برتاؤ رکھتا تھا عمر و عاص نے ایک مسلمان سے جو اُسکے برابر بیٹھا ہوا تھا کہا دیکھ ابو عبیدہ نے جو اُسے اپنا نائب بنا دیا تو اُس سے کیا خوش اور صامند ہے اور اسی سبب سے اُس کی کسی تعزین کر رہا ہے کسی نے معاذ سے بھی جاکر اُس کو دعا حاصل تیری نسبت ایسا کچھ کہتا ہے

۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰

معاذ نے عمر کو بلایا اور پوچھا کیا تو نے ایسا کہا ہے اور کس غرض سے کہا ہے اگر تو سچ کہا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے اسی ماری سے جس میں ابو عبیدہ واسے مار ڈالے اور تہدیکے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دبا سے مرتا ہے درجہ شہادت پاتا ہے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو اللہ مجھے اسی بیماری میں مبتلا کرے اور زندہ رکھے اے عمر وعاص تو اس دنیا میں امانت کا بہت ہی شائق ہے ممکن ہے کہ تو ہی اس مرتبہ کو پہنچ جائے اور درجہ امانت پائے عمر وعاص نے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ غصہ نہ کر اور کلمہ خیر کے سوا کچھ اور نہ کہہ میں نے رائی کی راہ سے نہ کہا تھا معاذ نے پھر کچھ نہ کہا چپ ہو رہا اور امیر المومنین عمر کو اس مصوں کا خط لکھا کہ یہ نامہ معاذ بن جبل کی طرف سے بام عمر بن خطاب تحریر ہے اور میں ایسے شخص کی وفات سے قطع کرنا ہوں جو ہمارا سرور اور آپ کے اور ہمارے نزدیک نہایت عزیز تھا یعنی ابو عبیدہ بن جراح رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَعُفَيْرَةُ مَا لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَيْهِ وَمَا كُنَّا نَدْرِي أَنَّ بَيْنَنا وَبَيْنَكَ لَكُنَّا نَحْنُ وَأَيُّكُمْ وَأَحَقُّونَ میں یہ خط ولایت شام سے روانہ کرتا ہوں امیر المومنین کو واضح ہو کہ اس علاقہ میں سخت ترین وبا پھیلی ہوئی ہے بہت سی صحت مرگ چکی ہے اور لشکر کے اکثر آدمی وبا میں مبتلا اور قریب مرگ ہو رہے ہیں اللہ انجام بخیر کرے اور امیر المومنین کو حوالہ صحت دے دے وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ امیر المومنین اس خط کو پڑھ کر بہت روئے اور تمام لوگوں نے جو اس وقت موجود تھے بہت افسوس کیا اور خدا سے اس کی بخشش کی دعائیں مانگیں اُس کے بعد میں طاعون اسلامی لشکر میں تری سخت سے پھیلا اکثر آدمی مبتلا ہو گئے اور بہت سے جان بحق ہوئے عمر وعاص کہا کرتا کہ یہ وبا میں ہے صحت پریت کی مخالفت ہے اسی جگہ یہ مرض لاحق ہوتا ہے اور دوسری جگہ جانے سے انسان بچ جاتا ہے معاذ بن جبل نے بھی یہ بات سنی اور غصہ ہو کر کہا عمر وعاص جو کچھ کہتا ہے لاعلمی سے کہتا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے موت نہیں مل سکتی اور حکم الہی کی طرح مل سکتا ہے پھر مادی کر دی کہ تمام آدمی جمع ہوں اُن کے جمع ہونے پر خطہ پڑھا اور کہا اے لوگو عمر وعاص و ما کے متعلق ایک من گھڑت بات کہتا ہے اُسے بھوت پریت کی مخالفت سمجھتا ہے ہنہ حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں رہ کر اسلام اختیار کیا ہے اُن کے ساتھ ہماری ٹپری ہیں اور زباں مبارک سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں اس وقت عمر وعاص گراہ تھا اور علیہ پڑا ہوا تھا ہنہ رسول پاک کی زباں سے و ما کی سنت کبھی کوئی ایسی بات نہیں سنی ہے جو عمر و ماں کرتا ہے آگاہ ہو کہ دبا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور ہمارے پیغمبر کی دعا کی قبولیت کا نشان ہے اور یہ سب نندوں کی وفات کی ایک صورت ہے اے خدا معاذ اور اُس کے فرزندوں کو اس وبا میں سے بہت سادھہ عطا کر معاذ یہ دعا مانگ کر گھر واپس گیا تو اسکا بیٹا عبد الرحمن اس وبا میں مبتلا ہو چکا تھا تہذیب لاحق تھی اور وہ اسی دن مر گیا معاذ نے اُسے غسل دینا اور حنوط کر کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا گھر پہنچ کر آپ بھی بیمار گیا اور و ما کی علامتیں ظاہر ہوئیں لوگ بیمار پڑنے کے لئے آتے تھے اور اُسکے واسطے تہذیب کی دعا مانگتے اور اُسکے مرنے سے اندیشناک ہونے لگتے جو گروہ انگلی عبادت کو آتا معاذ اُن کو نصیحتیں اور ہماشتیں کرتا کہ اے لوگو آخرت کی تیاری کرو تم آج کر سکتے ہو وقت کو غنیمت حاصلو ایسا نہ ہو کہ تم اس وقت آرزو کرو حکم کچھ نہ کر سکو جو کچھ تمہارے پاس ہے قتل ازین کہ اس دنیا سے سفر کرو اور میراث چھوڑ دو خدا کے راستہ میں خرچ کرو کیونکہ دنیا میں تمہارا حصہ وہی ہے جو کھالیا ہیں لیا یا تصدق کرو اور جو کچھ چھوڑ جاؤ گے وہ گیا گذر ہو اسی اشار میں ایک شخص نے اُس سے کہا میں جانتا ہوں تو مسلمانوں پر بہت ہی مہربان ہے اور دل سے نیک خواہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے ایسی نصیحت کر جس پر کا بند ہوئے سے میر کسی نصیحت کا محتاج نہیں معاذ نے کہا اے بھائی دل میں روزے رکھ اور دن کی وقت نمازیں پڑھا کر صبح کے وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعا کیا کہ اگر جہنم ہو سکے یا دھما میں مشغول رہے شراب نہ پیا نہ زنا نہ کر نہ کھانا کھا نہ بھیا بار بار عورتوں اور مردوں کو برا نہ کہنا اور انہیں بدکردار نہ تانا جو وقت تو لشکر اسلام کی صفوں سے نکل کر افروں کے ساتھ جنگ کرتا تھا ہے تو نتیجہ نہ دکھانا اور بھاننا نہ کر و فیض نماز کو وقت پر مشروط ادا کرتے رہنا زکوٰۃ بند نہ کرنا عزیزوں اور رشتہ داروں سے صلہ رحم سے پیش نہ آنا مومنوں پر مہربان رہنا اگر تو ان باتوں کو خواہ میں نے بیان کی ہیں اختیار کر لیا اور ان پر عمل درآمد کر لیا تو میرا خاص من تھا کہ ضروری بہت میں جگہ یا جگہ اس کے لئے شش انگلیاں دے دے



آپ ہی تمام آدمی عیسیٰ ہو کر باہر چلے آئے کچھ عرصہ کے بعد ہوش آیا لومدی سے جو سر ہائے موجود تھی پوچھا کہ قدرت باتی ہوگی اُسے جواب دیا پھر رات ماتی ہے کہا  
اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ معاہدے کبھی دنیا کو غرور نہیں رکھا اور نازوں کے لئے تکلیفوں کی برداشت کو اور روزوں میں پیاسا رہنے اور ذکر الہی کے حلقوں میں  
بیٹھنے کو اپنی جان سے اچھا سمجھتا رہا ہوں اب میں تجھ سے ایسے گناہوں کی معافی کا حواسگار ہوں اور دینی و دہوی بھلائی تجھ سے طلب کرتا ہوں اُس کے  
دوستوں میں سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبد الرحمن میں کچھ نصیحت کر کہ تجھے یاد رکھیں اور عمل میں لائیں ہم دینا اور دین میں تجھ جیسا دیدار اور امانت و امانت  
شخص کوئی اور نہیں پاتے کہا مجھے تھا دو اُسے تھا دیا اور ایک شخص سہارا دیکر تجھے پوچھا معاہدے کہا میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور ایسے وقت میں  
کوئی شخص جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو مومن سدا دنیا سے رحلت کرے کے وقت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ  
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ کا اور تصدیق کرے گا کہ قیامت کا دن رحق ہے اور قریں سے قریوں کا اٹھنا بھی رحق ہے اللہ تعالیٰ اُسے داخل بہشت و مہنگا اور درج  
کی آگ اُسی حرام ہوگی عبد الرحمن بن عثمان ثانی اس وقت حاضر تھا لولا اے معاہدہ اور بھی وصیت کر معاہدے کہا اے عہد یار یا در کھو کہ علم سیکھو اور تحصیل علم میں سعی یمن  
کر دو اور علم حاصل کرنے کے بعد اوروں کو سیکھاؤ کیونکہ علم کا سیکھنا عبادت ہے اور علم سکھانا رحمت اور مغفرت کا موجب ہے اور علمی مسئلہ سیاں کرنا اور اُس کی باریکیوں  
کو باہم ظاہر کرنا عین مسیح ہے علم حراز ہے اور علم صدقہ دنیا اور ایسے شخص کو علم سکھانا اُس کی قابلیت رکھنا ہو موجب قوت ہے کیونکہ علم ہی سے حلال اور حرام  
کی تیسر حاصل ہوتی ہے علم ہی کی روشنی سے درمائے بہشت کو کسادہ دیکھ سکتے ہیں علم موس وحدت ہے اور بے منت حدیث کو مسافرت میں ساتھی و مسوں کے  
دفعیہ کے لئے کامل منورہ ہے اور ظاہر اور پورے بندہ و موطنی سے راہ ہدایت کا رہبر ہے اللہ تعالیٰ نے اہل علم کا بہت بڑا اجر رکھا ہے اور انہیں اہل بہت کا سردار قرار  
دیا ہے اور وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ حیات کرنے میں بھی اُن کی پیروی کرنی چاہئے اور انعام سعادت کی تحصیل میں انہی کے نشان قدم پر چلنا لازم ہے اتنا یہ ہے کہ فر  
ہی اُن کی دوستی کی آرزو کرنے میں ایسے پروں کو اُن سے مل کر رہے ہیں نازوں میں خدا سے اُن کے لئے دعا و بخشش ملے گی ہیں دنیا کی ہر ایک چیز دیر یا بہار صحرا  
کاں نہوا تمام دریائی حاور کل ریدے و غیرہ سب کے سب آفرین کرتے ہیں علم دل کی تازگی آنکھ کا نور جان کی تقویت ہے علم کی مدد و نرگوں کی محسوس غلوں  
کی محسوس بادستاہوں کی صحتوں میں پہنچ سکتے ہیں عقے میں درجات عالیہ ملتے ہیں علمی و فائق کے صل کرے کی غور و فکر روزہ رکھنے کی مانند ہے اور علم کا پھینکا  
ایسا ہے گویا درص نازوں کا ہمیشہ ادا کرتے رہنا علمی باریکیوں کے جائے بغیر عبادت اور طاعت کرنا ممکن نہیں ہے اور علم کے عمل کا ثواب ہے نہ کچھ نتیجہ صلہ  
اور حلال و حرام کی تیسر علم ہی سے حاصل ہوتی ہے علم کا حصہ نیک نیتوں کی پہنچتا ہے اور بدعت اُس کے فوائد اور منافع سے محروم رہتے ہیں شقی بزرگ لوگ ہیں اور  
فقیرا دن کے سردار علما کی طرف دیکھنا داخل عبادت ہے اور اُن کے ساتھ اٹھنا نیک نیت و سعادت ہے اس امر میں یہ چند باتیں کہیں پھر عمر و عاص کو سامنے  
بلکہ مسلمانوں کی درستی حالات کے واسطے اُسے مقرر کیا اور شکر اسلام پر اپنا نایب بایا اور اُس کے بعد کلمہ شہادت پڑھا جان بحق تسلیم ہوا اِنْشَآءُ اللّٰہِ عَلَیْہِ  
عمر و عاص نے ناز جنازہ پڑھائی اور اُسی جگہ دفن کر دیا لوگوں نے مٹی دی جب دفن سے فرسخت پانی عمر و عاص نے کہا اے معاہدہ تجھ پر خدا کی  
رحمت ہو تو مسلمانوں کا نیک خواہ تھا تو نے اُن کے کاموں کو بہت اچھی طرح یوں کیا تھا جاہلوں کو ادب دیتا تھا نیکوں کی مدد کرتا تھا حدیث کی قسم علم اور زہد اور  
صلاحیت اور کمال میں تجھ جیسا کوئی ہو گا پھر عمر و عاص نے امیر المومنین عمر کی خدمت میں حطر وہاں کا معاہدہ بن چیل کی وفات سے آگاہ کیا اور اجازت چاہی کہ  
جگہ و باپ چیلی ہوئی ہے حسن مسلمانوں کو برادر دیا ہے اور مسلمان جانتے ہیں کہ اس جگہ سے کسی اور جگہ نقل مکان کریں پس اس امر میں امیر المومنین کی کیا مرضی  
ہے علینہ عمر اس خط کو پڑھتے ہی معاہدہ بن چیل کی وفات پر جو ابو عبیدہ کے بعد ہی وقوع میں آئی بہت روئے اور مسلمانوں نے بہت ہی افسوس کیا اور روتے  
تھے امیر المومنین عمر نے کہا اللہ تعالیٰ معاہدہ کو بخشے اور اپنی رحمت نازل فرمائے وہ بڑا عالم زہد و عرو تھا اُس کے مرنے سے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا ہے لوگ  
اُس کے علم و فضل کی روشنی سے محروم ہو گئے مشکل مسکوں کی رقت وہ اس سے دریافت کیا کرتے تھے اور اُس کی ذات سے بڑے فائدہ اٹھاتے تھے

وصیائے معاہدہ بن چیل وفات او

و جھول فصل خیر و رسول علم کارستہ دکھاتا تھا اللہ تعالیٰ اسے نیک مردوں کی سب سے بڑی نعمت میں سے ایک نعمت کے طور پر اسے بعد امیر المومنین کے اس امر کو ہر سمجھا کہ اس لشکر اور شام کے شہروں پر جو مسلمانوں نے فتح کر کے ہیں یزید بن ابی سفیان کو امیر بنائے اور وہی جیسا ہے ایسا نایب قرار دے اور حریف مناسب سمجھے جو ہیں روانہ کرے اس وقت یزید بن ابی سفیان کے نام خط لکھا مضمون یہ تھا **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** یہ فرمان امیر المومنین عمر کی طرف سے نام یزید بن ابی سفیان صادر ہوتا ہے واضح ہو کہ ہمیں اسے ابو عبیدہ بن جراح اور معاویہ بن جمل اور خالد بن ولید اور اس کے دوسرے امیروں کی جگہ جواب سے پہلے ملک شام میں موجود تھے اور اب اسے فنا فی جگہ ہیں لشکر اسلام کا عہدہ امارت عطا کیا ہے اور یہ حکم جاری کر دیا گیا ہے کہ کمال شجاعت اور شہادت کی دلائل کے ساتھ کام انجام دے اور اس سب کی مہتموں اور اراکوں کو پورا کر کے ہیں اطمینان خاطر دلانے اور ہر طرح سے فارغ ہو کر مددگار بارے آگاہ ہو کہ عمر دھارے اور لشکر کے دوسرے سرداروں اور مشہور انخاص کو بھی لکھ بھیجا ہے کہ یزید بن ابی سفیان کی اطاعت کریں اور اسکی تجویزوں اور حکموں سے انکار و انحراف نہ کریں موافقت کا طریقہ بتائیں یقین ہے کہ وہ مخالفت اور دشمنی کا اختیار نہ کریں گے حقیقت یہ خط تھے اور مضمون سے آگاہ ہو جائے لشکر و جم کے مع رفیقوں کی سیارہ پر چڑھائی کرنا اور اس ہم میں بقدر سعی کرنا کہ وہ شہر فتح ہو جائے ہرگز اس جگہ سے نہ ہٹنا تا وقتیکہ نہر قبضے میں نہ کر ملک شام کی آمدنی و اہم نہ ہو جائے اور اس ملک کی طرف سے ہر قل بالکل مایوس ہو جائے اور اس سے ہمارے قصے میں آنے سے ہر قل کی امیدیں ضرور منقطع ہو جائیں گی اس امر کو بالکل سمجھنا اور ان سب باتوں پر عمل کرنا **اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لَنَا فِتْنَةً وَلَا تُؤَيِّدْ لَنَا فِتْنَةً وَلَا تُؤَيِّدْ لَنَا فِتْنَةً وَلَا تُؤَيِّدْ لَنَا فِتْنَةً** کا یہ خط یزید بن ابی سفیان اور لشکر کے امیروں اور سرداروں کے نام بھیجا اور وہ مضمون خط سے آگاہ ہوئے یزید کی امارت سے بہت خوش ہوئے اور امیر المومنین کے فرمان کو قبول کر لیا یزید نے بموجب حکم لشکر جمع کر کے قیساہ کی طرف کوچ کیا سرزمین دمشق میں ایک مقام جسے کسوت کہتے تھے قیام کیا اور کئی روز وہاں رہا کہ تمام لشکر جمع ہو جائے جب سب اُمراء اور سرداران لشکر اور مشہور و معروف انخاص مع جہم و حتم جمع ہو گئے تو بنی ابی سفیان نے خطبہ پڑھا حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضرت محمد مصطفیٰ پر درود بھیجے کے بعد کہا ہے لوگو آگاہ ہو کہ امیر المومنین نے یہ فرمان میرے واسطے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ تمام لشکر کے ساتھ دنیا کی ریچڑھائی کروں اور وہاں کے باشندوں کو کتاب خدا اور سنت رسول کی طرف مٹاؤں اگر انہوں نے دین اسلام قبول کر لیا تو فوجوں اور نوائے معرکہ آرائی کروں گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے اس شہر کو فتح کر دوں گا اصل حال یہ ہے مطلع ہوا اور جہاد پر مکرر کس کو فتح اور لوٹ سے شہادت اور ثواب دلوں کو شاد کروں گا **وَلَا تَحُولُ وَلَا قُوَّةُ لَكَ يَا لَهِ** اس خطبہ سے فارغ ہو کر فوجیں سمت قیساہ پر روانہ کر دیں قیساہ میں پہنچے پر دیکھا رومی سردار اور بطریق اور ہر قل بادشاہ کے بڑے بڑے افسر لشکر کے ساتھ موجود ہیں حبیب بن مسلمہ ہماری نے جو یزید بن ابی سفیان کا پیش خیمہ تھا قلعہ قیساہ کے دروازے پر پہنچ کر حصار ڈال دیا تھا رومی لشکر نے قلعہ سے لشکر حبیب اور اسکی فوج پر حملہ کیا اور شکست دیکر ہاتھ بھاگیا کہ وہ یزید کی فوج سے آئے یزید یہ حال دیکھ کر اسی جگہ ٹھہر گیا اور فوج اس طرح ترتیب دیا کہ میسرہ پر اشتر تھکی کو رکھا اور میسرہ پر ضحاک بن قیس فہری کو اور جراح میں عبادہ بن صامت کو اس ترتیب سے آگے بڑھے جب قلعہ قیساہ کے دروازہ پر پہنچے رومی فوجیں جنگ کے لئے مامور تھیں اور اس قدر قرب آگئے کہ اول کے گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے آگے نکلیں یزید بن ابی سفیان نے آواز دی کہ اے مسلمانوں ثابت قدم رہنا بھاگنے کی عاقبت سے بچنا کیونکہ اسی جگہ سے بھاگنا دوزخ کی آگ میں ڈالتا ہے دینا سے مامور رکھتا ہے اور عاقبت میں نرا ملتی ہے مسلمان یہ سنے ہی جنگ پر لوٹ پڑے طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک بڑی سخت جنگ ہوتی رہی اور دن کے ختم ہونے کے وقت تو بہت ہی سخت خوزیری ظہور میں آئی انجام کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور رومی لشکر شکست کھا کر بھاگ نکلا مسلمانوں نے قتل کر کے ہر گئے تعاقب کیا رومیوں کی بہت سی فوج کٹ گئی اور خوزیری سی جمیعت نے قلعہ میں نیاہلی تیرہ صابکے دروازہ پر پہنچا اور جنگ کر کے قلعہ کا محاصرہ کر کے کسی دفعہ رومی لشکر حصار سے نکلا اور مقابلہ کیا مگر مدد نہ ہو سکی مسلمانوں ہی کو فتح نصیب ہوئی رومی یہ کیفیت دیکھ کر حصار سے ہٹ گئے یزید بن ابی سفیان نے لشکر میں سے مشہور و معروف اور سچے دار لوگوں کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اس جگہ چارہ کیا ہے اور ہمارا لشکر کثیر چارہ نہ ملے کے وقت کے سبب اس قدر فوج کا حال



رہنا مشکل ہے اور نہ اس قدر فوج کثیر کی یہاں ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ تھوڑا سا لشکر حصار کے دروازے پر چھوڑ دوں کہ اہل حصار مانہ نظر کر جنگ کرنا چاہیں تو اُن سے برسرِ مقابلہ ہوں ورنہ انہیں محصور کئے رہے اور ہم باقی لشکر سمیت دمشق کی طرف پھر جائیں سب لوگوں نے کہا تمہاری رائے بہت درست ہے اس میں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے نیز یہ کہ اپنے حاکمی معاویہ بن ابی سفیان کو چار ہزار اتھارہ سو آدمی حکم دیا کہ اسی جگہ قیام کر اگر اہل حصار لشکر جنگ کریں تو مقابلہ سے پیش آ ورنہ اسی طرح محصور کئے رہنا تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کرے معاویہ نے منظور کیا نیز بد معاویہ کو اسی جگہ چھوڑ کر آپ باقی لشکر سمیت دمشق میں چلا آیا رومی لشکر نے یہ دیکھ کر کہ زید سے فوج یہاں سے چلا گیا ہے اور معاویہ بھڑکی سی فوج سے مقیم ہے حیاں کیا کہ اب اچھا موقع ہے حصار سے لشکر انہیں بھگا دیں اس لالچ میں اگر لشکر کو درست کیا اور بہت سی فوج لیکر حصار سے نکل پڑے اور جنگ شروع کی معاویہ نے بھی فوج کو راستہ کر کے مقابلہ کیا خوب لڑائی ہوئی انجام کار مسلمان فتحیاب ہوئے رومیوں کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اور باقیوں نے بھاگ کر حصار میں پناہ لی اور سوچے کم سی طرح اس گروہ سے برسرِ نہیں آ سکتے کیونکہ وہ ہماری سمت زیادہ جنگ حوا اور بہادر ہیں قوت و شوکت بھی زیادہ رکھتے ہیں اور اقبال بھی اُن کے ساتھ ہے بہتر ہے کہ صلح کر لیں دوسرے دن ایک شخص کو معاویہ کے پاس بھیجا کہ ان شرائط پر صلح کر لینی چاہئے کہ معاویہ ہکا و پسی تہر میں رہے دسے تو ہم میں ہزار دینار نقد اور چیریا دار کینگے اور آئندہ فساد نہ رواں اور خدمت گداز نہ ہو معاویہ نے زید کو خط لکھا اور اہل قیساریہ کی جنگ اور درخواست صلح کی تمام کیفیت درج کی زید نے لکھ بھیجا کہ صلح کر لے اور اُن کی درخواست مان لے معاویہ نے ان تمام امور کے متعلق و تفریق لکھ دیا اور صلح ہو گئی حب اہل شہر نے زمر قرہ ادا کر دیا معاویہ بھی اپنا لشکر لے کر دمشق میں چلا آیا نو شک قیساریہ کی ہم اس طریق سے انجام کو پہنچ گئی اب زید نے امیر المومنین عمرؓ کو خط لکھا حکمہ واقعات گذشتہ اہل قیساریہ کی جنگ و جدال اور صلح و اطاعت کو متعلق حالات درج کئے اور زمر قرہ کا پانچواں حصہ بھیجا امیر المومنین اس ماحرے سے مطلع ہو کر نہایت ہی شادمان ہوئے اور حق سبحانہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے جواب خط لکھا کہ زید بن ابی سفیان کو معلوم ہو کہ تیرا خط وصول ہوا حالات مندرجہ سے آگاہی حاصل ہوئی اور فتح قیساریہ کی خبر سے نہایت ہی خوشی ہوئی کیونکہ اُس سرزمین میں یہ آخری ہم تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب کیا اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا شکر ادا کیا گیا الحمد للہ کہ اب اس ہم کی طرف سے دل بھی ہو گئی اور خزانے تمہاری روزی میں وسعت کرامت کی اور دشمن جواب خستہ ہو گیا ہمارا مطلب پورا ہو گیا تم بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کیونکہ لشکر کذاری سبب ریاضت و نعمت ہے اور دائمی سعادت حاصل ہوتی ہے **وَإِنْ تَعَدُّوا لِعِمَّتِ اللَّهُ لَا تَحْصُوهُمَا وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ** اس واقعہ کے بعد امیر المومنین کو یہ چہ لگا کہ رومی لشکر جزیرہ میں بہت بڑی جمعیت کے ساتھ فراہم ہو رہا ہے سواروں اور پیادوں کا کچھ شمار نہیں ہے اور سماںِ حرب و ضرب بھی بے انتہا جمع کر لیا ہے اب حڑھائی کی تدبیریں کر رہی ہیں امیر المومنین نے فوراً انصار اور مہاجر و صحابہ کبار اور دیگر مشاہیر اسخاص کو طلب کر کے یہ کیفیت سنائی اور کہا نواح جزیرہ پر قبضہ ہوئے بغیر ولایت شام محفوظ نہیں رہ سکتی اور جنگ اس جزیرہ کا نواح فتح ہونگا ولایت شام سے پورا مقصد حاصل ہونگا ہمیشہ ہماری راحت میں حائل واقع ہوتا رہے گا اب رومی فوجیں وہاں فراہم ہو چکی ہیں اور تقیدی کاروائی رکھتی ہیں تم کو اس لئے بلایا ہے کہ اس ہم کی نسبت مشورہ کرو اور جواب موجب ثواب اور حصولِ مراد معلوم ہو ظاہر کرو اور کسی ایسے شخص کو معین کرو جو اس ہم کو اختیار کرے اور ہمیں اُس کی طرف سے اطمینان بخشنے جو قدر اللہ العزیم اور شائستہ سردار تھے سب کے سب ملک شام میں فوت ہو چکے ہیں اُن سے بجز زید بن ابی سفیان کے اور کوئی ایسا باقی نہیں رہا جو اس ہم کو انجام دے سکے نیز یہاں وقت و مشق میں ہے اور اُنسی کی موجودگی کے سبب یہ ملک محفوظ اور مضبوط ہے میں کیسویہ سے بھی اسکا وٹاں سے علیحدہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا تم کسی ایسے شخص کا نشان بناؤ جو نہایت بہادر اور صاحب عقل فہم اور نبروازا ہوا اور اُن اوصاف کے ساتھ یرمیز گاری اور خداداد پستی میں بھی موصوف ہوا اور اس ہم میں مصروف رہ کر جزیرہ کو فتح کر سکتا ہو اس جماعت نے اس ہم کی نسبت بہت سے غور اور غوض کے بعد عیاض بن ثعمر قہری پر اتفاق رائے کیا کہ اس ہم کے پورا کر کے لئے اُس سے بہتر دوسرا شخص نہیں مل سکتا

اور جن اوصاف کو امیر المومنین نے بیان کیا ہے سب اس میں موجود ہیں مگر استعداد اور نامی جنگ تو خاص ہے پھر عابد اور یرمیزگار امیر المومنین نے بھی اس سے  
 سدا کیا اور عیاض کے نام جو اس وقت ملک تمام میں شریک لشکر زید تھا اس مضمون کا خط لکھا امیر المومنین عبداللہ کی طرف سے عیاض بن نعم ہری کو سلام پہنچے  
 اور واضح ہو کہ ہم تجھے بہت سے مسلمانوں کی دوستی احوال اور کفایت بہت کی طرف متوجہ یاتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ اکثر اوقات مسلمانوں کو فحش  
 کی تاکید کرتا رہتا ہے اور اہل جہاں کو طاعت خدا کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے اور پھر بزرگ بھی قابل تعریف عادت اور سیدہ طریقہ رکھتے تھے تھے دنیا اور حقے دو جگہ کے تھے  
 عظم قرین جیل کی تسارت ہو مجھے امید ہے کہ تو انبی ان حصائل حمیدہ اور عادات حمیدہ کے سبب ایسے نام مطالب و مقاصد کو حاصل کرے گا اور تیری تعلیم  
 دینی اور دنیوی آرزوئیں اور امتدیں رائے کی تو بکنا می اور بقائے شہرت سے مخصوص ہوگا اللہ تعالیٰ آگاہ ہو کہ تو نے بھی سنا ہوگا کہ بلا دھیرہ میں رومی شکر  
 جمع ہو رہے ہیں جیسا ہمیں کہ وہاں فوج روانہ کروں ہواں کی جمعیت کو بریشان کر دے مجھے سرکاری لشکر کے واسطے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو راہب اور  
 عقلمند ہو۔ پورا سرور و ما اور خدا ترس بھی ہو میں نے خود بھی سوچا اور اصحاب سے بھی مشورہ کیا اور رسم ہم کی انجام دہی کی نسبت صلاح کی سب کی رائے  
 تیرے حق میں قرار پائی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس ہم کو کوئی اور شخص تجھ سے بہتر انجام نہیں دے سکتا اس خط کو پڑھتے ہی رید کے لشکر میں سے جس فوج کو بہتر حال  
 اور سید کرے جس نے اور بلا دھیرہ کی طرف قدم رکھا تو نے کو اپنا شعار بنائے رہا اور اس سے ڈرا ہو پشیدہ ماتوں کو بھی اس طرح حاکم ہے جیسا ظاہری  
 حالت کو مشکل امور کے وقت خدا تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول خدا اور سنت خلیفہ یحییٰ ابوکر صدیق کو اپنا ستارہ اور دس کی کثرت اور انبی فوج کی کمی سی  
 خوف زدہ ہو کر اکثر دیکھا گیا ہے کہ تھوڑی سی اسلامی فوج نے کافروں کے لشکر عظیم کو دبل کر کے اسیر فتح حاصل کی ہے تو نے یہ بھی سنا رکھا ہوگا جنگ خندق کے  
 دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ عقیق کسے اور قصیر کی سلطنتیں تمہارے ہاتھوں سے فتح ہو گئی اور ان کی دولت تمہیں نصیب  
 ہو گئی اے عیاض تو نے دیکھ ہی لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی کلام کو سچا کر دیا ہم کسے اور قصیر کی ولایتیں پر فاض ہو گئے ہیں کافر لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں  
 اسیر اور ہلاک ہو چکے ہیں اب وہ سبک سب ہمارے زیر فرمان اور غیر و بیعت میں آگیا مگر اس سے قبل جو رد ہو کر ملک تمام سے حاکم روم بھاگ گیا ہے یہ سب اللہ  
 کی نعمتیں ہیں ہمارے ہاں ہے کہ اسکا شکر کرتے ہیں ذلک فضل اللہ کو نشہ من تبتا و اللہ ذو الفضل العظیم یحییٰ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے  
 عطا کرتا ہے اور اللہ بہت ثرا فضل کرے والا ہے۔ ہمے رید بن الوسیان کو بھی خط لکھ دیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ حقد فوج کی ضرورت ہو اور بلا دھیرہ کی جمعیت  
 کو دست کر کے اسقدر فوج تیرے ہمراہ کر دے تجھے لازم ہے کہ ساتھیوں کے ساتھ اسطرح ہم لچائے اور دشمنوں کی جمعیت کو بریشان کر دے عیاض اور زید نے  
 امیر المومنین کی خط کو ملاحظہ کر کے اور حالات مندرجہ سے اطلاع پاکر یا پھر اس شخص سوار کہ ہر ایک امین لکھا ہوا دروازہ لگی و مگر آرائی میں خود تھا علیحدہ کے اور  
 عیاض نے اس فوج کو لے کر سالانہ حب و ضرب سے بخوبی آراستہ کیا جمعرات کے دن ۵۰ ارشعان اعظم کو ملک تمام سے لشکر بلا دھیرہ کی طرف چلا فوج کا حوالہ  
 میرہ بن مسروق قیس تھا میرہ بن سعد بن عامر بن خدیم اور میرہ بن سعد بن سعد بن ساق بن سفیال بن سطل سلی سردار تھیں تھے اس ترتیب سے  
 شہر و قریہ کی طرف جہاں اس وقت میں لشکر کفار جمع تھا کوچ کیا عیاض نے شہر کے متصل پہنچا قیام کر دیا اور فوجی دستوں کو اطراف جوانب میں لوٹا تاکہ کسی مسجد یا مسلمانوں کی مشا  
 مال و دولت اور موتی دستیاب ہوئے رومی لشکر نے صیل ریسے جنگ شروع کی ہم تھیرا تیرے سامنے لگے جب رات ہو گئی عیاض نے تین سو حید ہوا ہمارے لشکر  
 رتہ کے دروازے باہر دیا نام کی طرف بڑھا تقریباً تین گھنٹہ رات گزری ہو گئی کہ اس دروازے پر جانپنا دیکھا کہ بہت سی بڑی بھاری دروازہ کے سامنے موجود ہے  
 شرا میں بی رہے ہیں یہ وہ لوگ تھے جنہیں حاکم رتہ نے دروازہ کی حفاظت کے لئے مقرر کر رکھا تھا جو وقت سبک سب غافل ہو گئے اور شہر نے اپنا اثر دکھایا  
 ایک ایک عیاض تین سو سواروں کے ساتھ ان کے سردار جانپنا وہ دیکھتے ہی ڈر گئے اور چاکہ دست بقبضہ ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو جانے لگے عیاض نے خود حاکم کو  
 اور ذرا سی دیر میں اکثروں کو قتل کر اور باقیوں کو قید کر کے اپنے مقام پر صبح کے وقت تک ٹوٹ آیا صبح نو وار ہوئی اور رومی اس واقعہ سے مطلع ہوئے



بہت ہی روئے بیٹھے اور خونِ ردہ ہو گئے امیرؓ نے ایک قاصد بھیج کر عیاض سے درخواست کی مجھے تم سے کچھ کہنا ہے اگر ایمان اور احازت دو تو باہر آ کر تسبیح بیان کروں عیاض نے کہا ابھی کہ اطمینان خاطر کہ میری بے احازت تجھے کوئی کچھ نہ کہیگا نہ تیری ہلاکت کا قصہ کرینگے تاوقتیکہ تو باہر آ کر عادی ظاہر کرے اور پھر سلامتی سے انی جگہ واپس چلا جائے امیرؓ نے روم کے بطریقوں میں سے دس بطریقوں کے ساتھ قلعہ سے نکلا اور دوسرے لباس زیب تن کئے جو اس کی مرتبہ پٹیاں لگائے ہوئے تھے عیاض کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے عیاض نے انکی طرف نظر اٹھائی اور امیرؓ کو دیکھ کر دیکھ کر کہا تمہارا کیا نام ہے اسنے جواب دیا بنظر عیاض نے کہا جو کہنا ہے بیان کرو اسنے کہا تمہارا کیا نام ہے عیاض نے اپنا نام بتایا اسنے پھر پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے اسے کہا عیاض منظر اسکے باپ کا نام سنتے ہی خوش ہوا اور عیاض کے آثار نظام ہوئے پھر اپنے ہمراہیوں کی طرف دیکھا اور عیاض سے کہا تم سے کیا چاہتے ہو عیاض نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ تم دین اسلام کو قبول کرو اور صاف دل سے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ اَمِيْرُ الْاُمَمِیْنَ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہو کلمہ تہادت کے بعد نبوت دین اور شرائط اسلام نماز روزہ رکوع حج کو اختیار کرو اور اہل و انقیض کو واجب طور پر ادا کرو۔ پھر جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمادیا ہے اسے حلال سمجھو اور جسے حرام ٹھہرا دیا ہے اسے حرام جانو ان سب باتوں کے اختیار کرنے پر تم ہمارے دی بھائی ہو جاؤ گے پھر ہمیں تم سے کوئی تعرض نہیں ہوگا تمہارا مال اور خون ہم پر حرام ہو جائیگا بنظر نے کہا اگر کلمہ نہ پڑھوں اور تمہارا دین اختیار نہ کروں تو اور کیا کرنا چاہئے عیاض نے جواب دیا جزیرہ دنیا اور اسکے دینے کے وقت ذات کی حالت کو قبول کر جب تم ان باتوں کو مان لو گے تو ہماری نیاہ میں آ جاؤ گے اور اہل ذمہ کہلاؤ گے ہم تمہیں تمہارے وطنوں میں جھوڑ دیں گے اور سالانہ جزیرہ مقررہ لے لیا کریں گے اور کسی کو تم پر زیادتی نہ کرنے دیں گے اسنے کہا اے امیرؓ میں اپنے دین سے نہیں بھڑچا ہوتا ہاں جب قدر روپہ کہو گے دیا کروں گا عرض صلح ہو گئی اور میں ہزار دینار نقد خیرہ مقرر ہوئے ہر مرد دینار دیا ادا کیا کرے اور حب کو بی بیچ سن بلوغ کو بیٹھے تو وہ بھی ہر سال چار دینار دینے اختیار کر موشیوں میں سے دس پیچھے ایک دین اور جب کوئی عامل روپہ لینے کے واسطے آئے تو اسے تین دن وہاں رکھیں اس کے سوا انکو اور کسی قسم کی ذراسی بھی تکلف نہ دیکھائے گی ان شرائط پر نظر راضی ہو گیا اور عیاض نے اس مضمون کا ایک وثیقہ لکھ دیا جس پر لشکر کے متہور و معروف انخاص کے دستخط کرائے گئے پھر اسی مہر ثبت کر کے مطر کے حوالہ کر دیا اور پوچھا اے بنظر جو وقت تو نے میرا اور میرے باپ کا نام پوچھا تھا اور میں بخاتم بتائے تھے اسوقت تو نے سر ملا کر اور شکر اکر اپنے ساتھیوں کی طرف کیوں دیکھا تھا کس امر پر تعجب اور شرم کیا تھا بنظر نے کہا سچ بولنی پتہ اور جھوٹ بولنے سے مدد کرنی بات نہیں ہے میں سچ بیان کرتا ہوں کہ اس شہر کا ایک بطریق ہوں اب سے پہلے میرے باپ دادا اس شہر کے بطریق تھے انکی امارت مجھے ورثہ میں پہنچی ہے ایک عہدہ اراکی لشکر نے ہمیں طلب اور شہر کو فتح کر کے طرح طرح کی اندائیں دیں اسکے بعد روم کے بادشاہ ہرقل نے ہم پر عتاب نازل کیا اور قیدیوں کو ہم پر مسلط کر کے انتہار درجہ کے ظلم کئے اللہ تعالیٰ کا فضل ہمارے شامل حال تھا اس مصیبت کو بھی ہم سے نال دیا اور ہمارا ملک ہمارے قبضہ میں آ گیا اور یہ سبب یہی تھا کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس شہر کوئی شخص قبضہ نہ کر سکیگا اور نہ یہاں کے باشندے کسی اور کی فرمانبرداری اختیار کریں گے مگر ایک عربی جوان حکمانام غنم یا عنم کے چچا کا بیٹا ہو گا اس شہر کو فتح کرے گا میں تبرے باپ کا نام جنتے ہی سمجھ گیا کہ تو وہی شخص ہے جسکا ذکر مجھے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس شہر کو فتح کرے گا اور غالب آئیگا یہی تعجب کی وجہ تھی عیاض نے کہا تم کتاب سے واقف ہو اور اسے پڑھا کرتے ہو اسنے جواب دیا ہاں اے امیرؓ حضرت عیؓ ہمارے واسطے انجیل نام ایک کتاب جھوڑ گئے ہیں عیاض نے پوچھا تمہاری انجیل میں ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا بھی کچھ ذکر درج ہے یا نہیں اسنے کہا ہاں انجیل میں درج ہے کہ آخری دور میں ایک عربی پیغمبر علیہ السلام پیدا ہوئے لوگوں کو راہِ راست کی ہدایت کریں گے اور پیغمبروں میں سب سے افضل ہونگے اور ان کی امت قیامت میں تمام امتوں سے بہتر ہوگی اور اس پیغمبر کی نشانی یہ ہے کہ آپ منبر پر بیٹھیں گے کھل اور چھین کے خلعت کو ہاتھ کا مول کی طرح ڈالیں گے بدی سے روکیں گے اے امیرؓ میں نے اپنی قوم کو تمہارے دین کی طرف بہت ہی راجح کرنا چاہا اور اسلام اختیار کرنے کے لئے ہر طرح سے سچا یا مکر انہوں نے میری ایک نہ سنی اور صاف

انکار کر دیا اور کہا اگر تو پھر ایسی باتیں کرے گا تو ہم تجھے بھی قتل کر دیں گے میں انہی ہلاکت کے ڈر سے خاموش ہو رہا عیاض نے اس کی راست گوئی اور نیک خصلت پر تعجب کیا اور چند روز رقبہ میں ٹھہر کر دہاکہ طعن کوچ کیا دہاکے باشندے رقبہ کی فتح کی خبر سنا کر نہایت ہی خون زدہ ہو گئے غلاور چارہ شہر کے اندر بھریا اور جو پر سامان حرب فراہم کر کے بہت سے پتھر دیواروں پر چن لئے جب لشکر اسلام نے متصل قلعہ پہنچ کر تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں تو گھار کانپ اٹھے اور دلوں پر سخت رعب چھا گیا مگر پھر بھی نصیر مار مار کر دلاوریاں دکھانے لگے لشکر اسلام کے قریب پہنچتے ہی وہ تیاری کر چکے تھے اور جھنڈے کھول دئے تھے ماہم کہنے لگے یہ تو بڑا بھاری لشکر ہے میں نہراسے بھی زیادہ ہو گا ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے عیاض نے بھی شہر کے سب سے بڑے دروازے کے مقابل جو بہت روٹم تھا قیام کیا ماہم سخت جنگ ہونے لگی پندرہ روز تک رات دن لڑائی ہوا کی آخر کار ماسدگان دہانے مشورہ کیا کہ بولگ بڑے مضبوط اور بہادر ہیں لڑائی میں ہم سے زیادہ دلیر اور ثابت قدم ہیں ہم اُن کے کس طرح سر نہیں ہو سکتے ماسب یہ ہے کہ باشندگان رقبہ کی طرح ہم بھی صلح کر لیں اس تجویز کے مطابق ایک قاصد کو عیاض کے پاس بھیجا کہ صلح کی درخواست کی عیاض نے بھی منظور کر لی اور صلح کی دستاویز لکھ دی کہ وہ نقدی ادا کرینگے اور جزیرہ دینگے نیز مسادی کر دی کہ پہلے اہل دہاکے صلح کر لی ہے وہ ہماری دلداری میں آگئے ہیں کوئی شخص انکو نہ سائے بے اجازت اُن کے گھروں اور مکانوں میں رہائش مسالوں نے حاکم سے ہاتھ روک لیا عیاض نے رقبہ و وصول کر کے اُس تہر کا دورہ کیا اوس کے ماغات اور گھر ملاحظہ کئے نہت پسندائے کئی روز قیام کیا شہر کے طریق موطوں نے جو سپہ سالار فوج بھی تھا عیاض کی دعوت کی اور نہت ہی تکلف کیا اور عیاض کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا امیر میں تمہارا قیام کے لئے بہت بڑی کھلیسیاں فرش کر دیا ہیں جاساں کو آپ وہاں قدم رنجہ فرما کر غرت بخشیں اور کھانا نوش کریں اور جن سرداروں کو ساتھ لیجانا چاہیں ساتھ لیجیں عیاض نے کہا اے موطوں تجھ ان تکلفات کی کچھ ضرورت نہیں اگر میں کبھی تیرے دین والوں میں کسی کی دعوت قبول کی ہوتی تو تیری دعوت بھی قبول کر لیتا بیت القنن میں امیر المومنین بھی اُس تہر کے بطریق کی دعوت قبول نہ کی تھی اگر وہ بھی قبول کرتے تو میں بھی انکار نہ کرتا اور بطریق ان تکلفات کو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک تم سے ڈرتے ہو تم خاطر مطمئن کھو کہ ہماری طاقت تم پر طرے امن میں ہو پہنچے جو عہد کر لیا ہے اس عہد پر کڑ عمل میں نہ آئیگا اور جو بات قرار پائی ہے کبھی اُس میں ورنہ آئیگا وہ تو اپنے گھر چلا گیا پھر ایک عیسائی عورت آئی عیسائی عورت پر دعوت دے دیتی تھی عیاض نے ایسا جیٹا انصاف کیا کہ دونوں رضامند ہو کر اسکی تعمیل کرتے چلے گئے عیاض کو اس عورت کا اُس لید آیا تو بھیا تو سوہم رکھتی ہے اُسے حامد یا نہیں پھر کہا کیا تجھے شوہر کی ضرورت ہے اُسے کہا بہت زیادہ کیونکہ میری عمر لینے والا کوئی نہیں عیاض نے کہا اگر تیرا شوہر تجھے عزیز رکھے تو اُسکے واسطے اپنا مذہب ترک اور اسکا مذہب قبول کر سکتی ہے اُسے کہا میں اپنا مذہب ہرگز نہ بدلوں گی تو ہر کو میرے دین سے کیا واسطہ اور مجھے اُس کے دین سے کیا غرض وہ اپنے دین پر بسے میں ایسے دین پر عیاض نے چاہا کہ اُسے اسی زوجہ بنا لے پھر سوچا کسی قوم کے سردار کے گھر میں کافر عورت کا ہونا اچھا نہیں اسلئے اپنا ارادہ ترک کر دیا اس عورت نے عیاض کے لئے کھانا پکا کر بھیجا عیاض نے اُسے لیکر ایک سقلا بیہ لوٹھی عطا کی ابھی عیاض اسی مقام پر تھا کہ زید بن ابی سفیان نے بسترین ارطاہ کو دو ہزار حوان اور ایک سفید چھٹا دیکر عیاض کی مدد کے واسطے بھیجا اُسکے قریب پہنچے پر مسلمان گھبرا گئے کہ باتندگان دہاکے واسطے روحی لشکر آئیچا جب معلوم ہوا کہ بسترین ارطاہ اہل اسلام کی مدد کے واسطے آیا ہے تو بہت خوش ہوئے اُسے متصل پہنچ کر عیاض کے پاس آدمی بھیجا کہ مال غنیمت میں سے چار اچھے ہمیں دو عیاض نے کہا تمہارے آئے سے پہلے ان لوگوں نے محنت و مشقت اٹھائی مقابلہ کر کے مال غنیمت حاصل کیا ہے اس میں تمہارا کوئی حق نہیں باقی رہے ہوئے شہروں کو فتح کرنا چاہئے جب تمہاری مدد سے اور شہر فتح ہونگے اور لوٹ کا مال ہاتھ آئیگا تو ہم بھی لینا اور ہم بھی مگر وہ اس بات پر رضامند ہوئے اشرے عیاض ہی اس بات میں استغفر گفت و شنید کی کہ ماہم بخش پیدا ہو گئی عیاض نے کہا مجھے تیری اور ترے لشکر کی ضرورت نہیں اگر تو چاہتا ہے تو یہاں ٹھہر جا اور نہ شام کو واپس چلا ماہم غصہ ہو کر بجانب شام واپس ہوا اور رید کے پاس پہنچ کر عیاض کی شکایت کی اور جو کچھ اُس میں کہا تھی سب بیان کر دی عیاض نے عیاض کی طرف سے پیچیدہ ہو کر امیر المومنین کی خدمت میں سب حال لکھ بھیجا امیر المومنین نے عیاض بن ختم کو لکھا کہ تجھے بھی ہے کہ زید نے شہر ہار لیا

وقت عیاض بن ختم شہر ہار

دین شہرین ارطاہ را بد عیاض بن ختم



کو تیری مدد کے لئے بھیجا تھا اور تو نے اُسے واپس کر دیا اس فوج کے تیرے پاس پہنچے سے یہ مراد تھی کہ وہ تیری مدد کریں اور فوج کی زیادتی کے سبب پھر مرتبہ اور سُرست میں ترستی ہو اور دس سال میں کہ تیرے پاس مدد پہنچتی رہتی ہے دس سال سے دل شکستہ ہو کر بہت جلدی تری اطاعت اختیار کرتی ہیں یہیں سمجھ سکتا کہ تیرے اس فوج کو کوسلطے واپس کر دیا اب مجھے اس حال سے مطلع کر کہ سب معلوم ہو والسلام حب امیر المومنین کا یہ خط عیاض کے پاس پہنچا اور وہ احوال مندرجہ سے واقف ہوا یہ جواب دیا کہ یہ خط عیاض بن غنیم کی طرف سے امیر المومنین عمر کیجہ دست میں بھیجا جاتا ہے واضح ہو کہ آپ کا خط پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوئے گزرتی ہیں یہ ہے کہ تہر قہ اور دہا بستر اس ارطاہ کے پہنچنے سے پہلے مسلمانوں نے فتح کر لئے تھے اور مال غنیمت بھی تقسیم ہو کر ہر ایک ایسے حصہ کا مالک بن چکا تھا بستر نے بعد میں پہنچ کر اُس مال غنیمت میں سے حصہ لینا چاہا میں نے جواب دیا کہ دونوں شہر تمہارے آنے سے پہلے فتح ہو چکے ہیں انکی لوٹ میں تمہارا کچھ حصہ نہیں اب جو کچھ فتح ہو گا اُس کی لوٹ میں سے ہم تم دونوں حصہ یا بیگے لشر اس بات پر رضامند ہوا مجھے امدتیتہ ہوا کہ مبادا مخالفت اختصار کرے جس سے اسلامی لشکر میں فساد ہو جائے اور اُس کی وجہ سے دس غلہ کرے مجھے اُس کی موجودگی یا مدد کی ضرورت بھی نہ تھی میں نے اس حیلہ سے اُسے واپس کر دیا اور یہی واپسی کی وجہ ہوئی جو جو عرص کی گئی اللہ تعالیٰ آپ کو ہوش سعاد رکھی فقط والسلام والا کرام امیر المومنین عمر نے عیاض کا خط پڑھ کر اُس کی رائے پر افریقہ کی اور جواب لکھا کہ تیرا خط پہنچا بشر بن ارطاہ کے واپس کرنے کی وجہ معلوم ہوئی جو عین صواب تھی۔ اللہ تعالیٰ تجھے خزانے خیر دے رحاب ماری تعالیٰ میں دعا کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تجھے کام سے علیحدہ نہ کروں اور جب قریب المرگ ہو گا اور تو زندہ تو وصیت کر جاؤں گا کہ جو کوئی خلیفہ ہو وہ بھی تجھے تیرے کام سے علیحدہ نہ کرے اور جب تک تو زندہ رہے اُسے کام پر رقرار ہے تو ہر طرح سے مطمئن رہ اور جہاد اور جنگ میں خوب کوشش کرتا رہ والسلام عیاض نے اس خط کو پڑھ کر درگاہ الہی میں شکر یہ ادا کیا اور دعا مانگی کہ اے خدا میں عمر خطاب کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتا انکی وفات کے وقت تک میری موت میں تاخیر ہو تو محض ایک دل کی ہوا اُس سے زیادہ مجھے زندہ نہ رکھو اللہ علی کل شیء قدير و یا ارحم الراحمین یعنی باقی حق تو ہر چیز کا دربار قبولیت نما کے لئے شکر ہے

عیاض بن غنم کا حشران کی طرف جانا

کچھ دنوں کے بعد عیاض بن غنم کو خبر لگی کہ شہر حرا میں میں ہر روز رومی لشکر و اہم ہوا ہے فوراً منادی کر دی کہ تمام سپاہ جنگ کی تیاری کرے جو بوقت اسلامی فوجیں شہر حرا کے قریب پہنچیں مائیدوں کے دلوں پر رحم اور خوف جھا گیا۔ اسی عیاض کا تمام لشکر قیام نہ کرنے یا یا تھا کہ فاصلہ بھی جگر صلح کی درخواست پیش کی عیاض نے بھی منظور کر لی جس شرط پر باشندگانِ رقد و دہا سے صلح ہوئی تھی وہی اہل حرا کے قریب یا گئیں عیاض نے دست آور لیگی اور انہوں نے نہر کے دروازے کھول دیے جس دن مسلمان داخل شہر ہوئے اور صلح نامہ مکمل ہو گیا محرم کا ہینہ پر کا دن اور نمازِ طہر کا وقت تھا عیاض کسی دن ٹھہرا ہوا زمرہ وصول کر کے شہر عین کی طرف جسے اس العین بھی کہتے تھے روانہ ہوا بیان کرتے ہیں کہ اس شہر والوں میں ایک شخص ایسا ترطر تھا جو ایک دن کی مسافت کے فاصلہ پر بذریعہ دو درین دیکھ سکتا تھا اتفاقاً جس روز اسلامی فوج ایک دن کے راستے پر پہنچی ایسا مہابہ بادل اٹھا اور غبار آسمان پھیل گیا کہ اس نظر باز کو کچھ نظر نہ آتا تھا شہر والے پوچھتے تھے کسی اجنبی لشکر کا کچھ تپہ لگتا ہے یا نہیں وہ کہتا تھا کہ آج ایسا غبار اور غبار چڑھا ہوا ہے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا اگر تم دیکھنا ہی چاہتے ہو تو اپنے مویشی باہر نکالو اور جنگل میں پھیل دو گو مجھے اس دورین کے ذریعہ سے فوج کا نشان نہیں چتا مگر مویشیوں کی بل بل کے معائنہ سے معلوم ہو جائیگا پھر تمہیں خبر کروں گا سننے کا بے ہل جھینس گھوڑے اور اونٹ اور بھیڑ مکرمان باہر نکال دیں جب عیاض قریب شہر پہنچ گیا تو بار اور غبار مٹ گیا سورج نکل آیا لشکر والے مویشیوں کو دیکھ کر سب ہکا بے نظر مارنے لگے چایا اور لوگوں کو مطلع کر دیا سب کے سب دروازے بند کر کے فاصل اور برجوں پر اترے اہل اسلام نے حصار کے قریب پہنچ کر قیام کیا اور قلعہ والوں نے پتھر اور تیر مارنے شروع کئے جس سے کسی مسلمان

جواب نامہ میاض پرین عیض

مصالحه شهر خزان بسجی عیاض بن عیض

ہلک ہو گئے شہر کا ایک بطریق قلعہ کی تفصیل پر چڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ مددگامی کرنے لگا کہ اسے جو کھائے اور شیشہ پہنے والو تنے ہمیں بھی باتندگان رقمہ اور دوا اور حیران جیسا سمجھ لیا ہے ہمارے سامنے ان کی کچھ حقیقت نہیں تم نہیں جانتے کہ ایسے یاؤں آب موت کی طون ٹھہرا کرے ہو ایک مسلمان نے جو فصل کے متصل تھا کہا کہ یہودہ مت باب سے رقمہ اور دوا اور حیران ہی بھی بہت زیادہ مضبوط اور مستحکم قلعوں کو فتح کر لیا ہے اور بت پرست کاہلوں یہودیوں اور گروہوں کو ان کے قلعوں سے لگا کر دور رخ میں پھینکا دیا ہے اے علی تیرا اور تیرے اس حصار کا ایسا نقشہ ہے جیسا ہمارے روئیک کوئی تہری آدمی مری کے بالوں کا سایہ باں سا کر اس کے نیچے ہو بیٹھا ہو اور اسے اپنی حفاظت گاہ سمجھتا ہو۔ اے علی تھے ان باتوں کی خبر نہیں ایسا سطلے جو کچھ تیرے منہ میں آتا ہے بکتا ہے تھوڑی ہی دیر میں تجھے اس زمانہ درازی کی کیفیت یاد آجائے گی پھر کچھ فائدہ ہو گا بطریق کو غصہ آگیا ایسے ہمارے یوں سے کہا مجھے تفصیل سے سچے آثار و دوا میں ان ماجر لوگوں کو سزا دی ان لوگوں نے اسے ایک جھینکے میں جٹا کر قلعہ کی تفصیل سے سچے لٹا دیا اسنے جھینکے میں سے انکار دہرہ پہی سہری خود سر رہا اور رری کی مٹی کیس کرتی سرباب دار ہاتھ میں لی اور دروازہ قلعہ پر آکھڑا پھر مسلمانوں کی طون سے مقال کو طلب کیا نئی فریبہ میں سے ایک جوان نکلا ٹراٹرا بصورت آدمی تھا جھوٹا روں کے تیل کی دھال ہاتھ میں تھی اور تلوار حائل پر آنا سیاہ عام سر پر باندھ رکھا تھا بطریق نے اسے جھیر بھرا کر حکم کیا اور تلوار جھوڑی عربی جوان نے وار کو سپر لیا اور رانو تہ کر کے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ بطریق کی دہلی پٹلیا ترستی گئیں اور وہ پتت کے بل زمین پر گر ترا عربی جوان نے وار کر کے اس کا سر کاٹ کر دوڑ بھینکا یا پھر اس کے تمام ہتھیار اور کپڑے اتار لے گا و دیکھ تفصیل سے اس پر پتھرا پھرا پھرا تھا گروہ ذرا نہ ڈرا اور بطریق کا کل سامان لیکر اور اس کی حق کو سکا حصار کے نیچے چھو کر صبح سلامت اپنے دوستوں میں حاملہ اہل تہر بطریق کا یہ حال دیکھ کر خون روہ ہو گئے اسدن لڑائی بند کر دی اور دوسرے روز باہر نکل کر سخت مقابلہ کیا۔ کتنے ہی مسلمان مارے گئے عیاض نے کس قدر دستہ کو حکمت یا شکست کھا جانے کا رنگ دکھاؤ جو ہی انہوں نے بیت موڑی اہل شہر نے تعاقب کیا حب تہر سے کچھ دور نکل گئے عیاض نے ملت کر حملہ کرنے کا حکم دیا کیا رگی سب کے سب ٹوٹ پڑے اور اکثر حصہ قتل کر دیا باقی ماندہ بھاگ کر قلعہ میں آچھپے اب اہلوں نے سمجھ لیا کہ ہم مسلمانوں سے نہیں لڑ سکتے قاصد بھیج کر صلح کی درخواست کی عیاض نے بھی ان تر طریق پر صلح منظور کر لی کہ میں ہر اردو سار نقد دیں اور ہر شخص چار دینار سناہہ حریر وقت پر ادا کیا کرے غرض اس قرار داد پر صلح نامہ لکھا گیا اور اہل شہر کے حوالہ کر دیا گیا۔

## عیاض بن غنم کا میرہ بن مسروق عسبی کو علاقہ خاپورا اور اسکے نواح میں بھیجنا

عیاض نے میرہ کو بلا کر ایک ہزار چیدہ سوار مکت کے اور علاقہ خاپورا کی طرف بھیجا میرہ نے حسب الحکم کوچ کیا جس موضع میں پہنچتا اسے فتح کر کے رہبر حاصل کرتا اور عیاض کے پاس روانہ کر دیتا اس طرح اس طرف کا کل علاقہ فتح کر لیا اور دریائے رات کے ساحل کی طون ٹھہر کر قیسا میں وارد ہوا وہاں حیدر و زور ہر اہل قلعہ سے جنگ کرتا رہا باشندگان تہر اور لشکر اسلام میں سے بہت سے آدمی ضائع ہوئے انجام کار شہر فتح ہو گیا میرہ نے تمام لڑے والے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان کے زن بچہ اسہر کر لئے پھر باشندوں کو از روئے احسان معاف کر کے ان سے تن ہزار دینار سرخ لئے اور حسب معمول جزیرہ قائم کیا اس کے بعد شہر کو تباہی کے حوالہ کر کے حاضر خدمت عیاض ہوا جب قدر مال عنیت لایا تھا حوالہ کر دیا میرہ کے آلے پر عیاض نے نصیبین کا بیج کیا آدمی شمار راہ میں اسکے سامنے سے بھاگ نکلا کہ قلعہ نصیبین میں پناہ لیتے تھے عیاض نے وہاں پہنچ کر فوج کے چار حصے کئے اور ہر ایک حصہ شہر کے چاروں دروازوں میں ایک ایک پر مقرر کر دیا پھر جنگ شروع کر دی طرین نے کئی روز تک جواب ہی دیا و جماعت دی اور سخت کوشش کی قلعہ نہایت ہی مضبوط تھا اسلئے عیاض نے اس کے فتح کرنے سے عاجز ہو کر حضور رکھنے پر اکتفا کیا پھر عمر بن سعد انصاری کو بلا کر اور اسکی جماعت اسکے ساتھ کر کے شہر سجا کر کیڑن بھیجا۔ عمر حکم پاتے ہی روانہ ہو گیا اور دوسرے دن اہل سجا سے مکر آرائی کی باشندوں نے امان طلب کی عمر نے پناہ دی اور تیں ہر اردو سار نقد لیتے کے علاوہ ہر شخص پر چار دینار جزیرہ مقرر کیا اور صلح کر کے عیاض کے پاس

عیاض نے میرہ کو بلا کر ایک ہزار چیدہ سوار مکت کے اور علاقہ خاپورا کی طرف بھیجا میرہ نے حسب الحکم کوچ کیا جس موضع میں پہنچتا اسے فتح کر کے رہبر حاصل کرتا اور عیاض کے پاس روانہ کر دیتا اس طرح اس طرف کا کل علاقہ فتح کر لیا اور دریائے رات کے ساحل کی طون ٹھہر کر قیسا میں وارد ہوا وہاں حیدر و زور ہر اہل قلعہ سے جنگ کرتا رہا باشندگان تہر اور لشکر اسلام میں سے بہت سے آدمی ضائع ہوئے انجام کار شہر فتح ہو گیا میرہ نے تمام لڑے والے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان کے زن بچہ اسہر کر لئے پھر باشندوں کو از روئے احسان معاف کر کے ان سے تن ہزار دینار سرخ لئے اور حسب معمول جزیرہ قائم کیا اس کے بعد شہر کو تباہی کے حوالہ کر کے حاضر خدمت عیاض ہوا جب قدر مال عنیت لایا تھا حوالہ کر دیا میرہ کے آلے پر عیاض نے نصیبین کا بیج کیا آدمی شمار راہ میں اسکے سامنے سے بھاگ نکلا کہ قلعہ نصیبین میں پناہ لیتے تھے عیاض نے وہاں پہنچ کر فوج کے چار حصے کئے اور ہر ایک حصہ شہر کے چاروں دروازوں میں ایک ایک پر مقرر کر دیا پھر جنگ شروع کر دی طرین نے کئی روز تک جواب ہی دیا و جماعت دی اور سخت کوشش کی قلعہ نہایت ہی مضبوط تھا اسلئے عیاض نے اس کے فتح کرنے سے عاجز ہو کر حضور رکھنے پر اکتفا کیا پھر عمر بن سعد انصاری کو بلا کر اور اسکی جماعت اسکے ساتھ کر کے شہر سجا کر کیڑن بھیجا۔ عمر حکم پاتے ہی روانہ ہو گیا اور دوسرے دن اہل سجا سے مکر آرائی کی باشندوں نے امان طلب کی عمر نے پناہ دی اور تیں ہر اردو سار نقد لیتے کے علاوہ ہر شخص پر چار دینار جزیرہ مقرر کیا اور صلح کر کے عیاض کے پاس



اگیا عیاض نے پھر مالک اشتر سے جارت مخی کو طلب کیا اور ایک ہزار سوار حوالہ کر کے آمد اور میافارقین کی طرف روانہ کیا

## عیاض بن غنم کا مالک اشتر مخی کو آمد اور میافارقین کی طرف بھیجنا

مالک اشتر نے آمد کی طرف روانہ ہونے کے بعد اُتار راہ میں اس شہر کی فصیل اور قلعہ کی مضبوطی کا حال معلوم کر کے اندیشہ کیا کہ وہاں زیادہ عرصہ تک ٹھہرنا پڑے گا آمد کے متصل پہنچ کر اس قلعہ کی مضبوطی کو ملاحظہ کیا اور حکم دیا کہ تمام لشکر متفق ہو کر لغرہ تکبیر بلند کریں تاکہ گان آمد آواز تکبیر سے ہی ایسے خوف زدہ اور مڑھو ہوں کہ اُن کے یاؤں اکھر گئے اور سمجھے کہ یہ لشکر دس ہزار جوانوں سے بھی زیادہ ہے ہم اُن سے جنگ نہ کر سکیں گے اسوقت قاصد بھیجا صلح کی درخواست کی اشتر نے صلح منظور کر لی اور کہا کہ یا بھرا دیار نقد اور فی کس چار دیار سلامہ حریہ دیں۔ حکم آمد نے منظور کر کے حصار کے دروازے کھول دیئے۔ مسلمان نہر میں داخل ہوئے۔ صبح کو روز جمعہ تھا مسلمانوں نے تہر کا گنت کیا اور باہر نکلا تہر کے دروازہ پر قیام کیا اور زر عفرہ لیکر میافارقین کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو اُس مقام کے طریقہ فطوس نے اشتر کے پاس آدمی بھیجا صلح کی درخواست کی اور تین ہزار دیار نقد و خیرہ دینا قبول کیا اشتر نے بھی منظور کر کے دستاویز لکھ دی اور زر عفرہ وصول کر کے مراجعت کی۔ عیاض ابھی تک نصیب کے محاصرہ ہی میں مصروف تھا کہ مالک اشتر آہٹچا اور زر وصول کر دے اسکے حوالہ کر دیا۔

## عیاض بن غنم کا شہر نصیبین کی فتح کے لئے مشورہ کرنا

محاصرہ نصیبین کو ایک سال گذر گیا اور فتح ہو سکا تو عیاض بہت بخیرہ ہوا فوج کے سرداروں کو ورام کر کے مشورہ کیا ایک مسلمان نے حوسعہ قاص کی خدمت میں رہتا تھا اور عراق سے آیا ہوا تھا عیاض نے سے کہا مجھے ایک بے سر سوچھی ہے جس سے ہر ہمارے ہاتھ آجائے عیاض نے پوچھا وہ کیا؟ کہا کسی شخص کو بھیجا کہ تہر زور سے جو اسوقت مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور وہاں کچھ نہایت کثرت سے ہیں بہت سے بھجھو کوزوں میں مندر کے منگالے چاہئیں اور رات کے وقت اُن کوزوں کو گھپھوں میں رکھ کر تہر کے اندر پھینکیں وہ بھجھو اسے میں کہ جسکو ڈمک مارینگے وہ فوراً م جاگے۔ مانندے اس امر سے بچر ہونے کے سبب ایسی ہی حالت میں متحول ہو جائینگے ہر ہم تہر کو تسانی لے سکیں گے۔ عیاض نے اس تجویز کو پسند کیا آدمی بھیجا اور بہت سے کوزوں میں بھجھو اوجھاں بھرا کر منگالے بوقت تب انہیں شہر میں پھینکا کہ کوزوں کے ٹوٹتے ہی بھجھو ہر طرف کو پھیل گئے اور کتنے ہی آدمی اُن کے ڈمک مارنے سے مر گئے دن نکلنے کے بعد بھی کئی آدمی اُن کے ڈمک سے ہلاک ہوئے اس لئے تہر والوں نے پیغام بھیجا صلح کر لیں چاہی مگر عیاض نے سطور نہ کی اور حقد کو نہ بے باقی تھے کہ بھیل میں نکلا تہر یہ آگہ کر دیئے کہ اگر آدمی بھجھو دیکھ مارنے میں متحمل ہو گئے اور عیاض نے اور دونوں کی بہت بہت زور دیا گیا اور دل توڑ کر حکم کیا عفرہ شہر زور اور غلبہ سے فتح ہو گیا تمام قلعہ والے آدمی قتل کر دیئے گئے اور بطریقوں کے گھر ساراں کے دل و فرما سب کے گئے۔ انجام کار جو لوگ تلوار کی دھارس سے بچے تھے اُن کو طلب کرتے ہوئے عیاض کے سامنے حاضر ہوئے اسوقت عیاض نے فوج کو حکم دیا کہ ہر دیکھیں اور ایک دیکھیں اور زور دیاں کے حوالہ کر کے دستاویز جیسے سر دلاں اشک کے دستخط کر کے گئے تھے لکھ دی پھر مال نصیب کا جس امیر المومنین کی خدمت میں روانہ کر کے باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ہر شخص کے حصہ میں دس ہزار درہم بھی زیادہ آئے اور پوشی اور لونڈی علامہ امیر نصیبین ماں جو ہاتھ آیا تھا وہ اس اتحاد کے علاوہ تھا اب عیاض نے اسی جبرہ میں قیام کیا صدر حکم امیر المومنین کا انتظار کرتا رہا تا کہ امیر المومنین عیاض کا خط لکھ کر اور مال نصیب کو ملاحظہ فرما کر بہت ہی خوش ہوا اور شکر الہی بحال لائے

## امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا خط بنام عیاض بن غنم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عمر امیر المومنین کی طرف سے عیاض بن غنم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ولایت خیرہ پر مسلمانوں کو فتح کیا

فقیری سے امیری کا رتبہ بگڑا۔ اور رزق وسیع عطا کی۔ اس کے ہتھاری مٹھاسی کی طرف سے ڈر نہیں لیکن ادا شدہ ہے کہ ساداقم کثرت مال پر مغرور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو۔ اے عیاض تو نے کمی نہیں کی اور جزیرہ کے فتح کرنے میں حد سے زیادہ کوشش کی ہے۔ تجھ سے سینہ دہ خدیتیں ملہو میں آئی ہیں اللہ تعالیٰ تجھ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے حرائے خیر کرامت فرمائے تو اس خط کو پڑھتے ہی ایسے لشکر کے کسی مشہور سردار کو جس کے قول و فعل پر پھر وہ ہوا یا ناب قرار دیکر مستحقِ علاقہ کی بگڑانی پر چھوڑا اور خود ملک شام کی طرف لوٹ جا کیونکہ یزید بن ابی سفیان سخت بیمار ہو۔ اگر اس نے وفات پائی تو وہ علاقہ حجاب ہو جائیگا اور مسلمانوں کے انتظام میں مل جل کر جائے گی۔ اس لئے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو فوراً شام میں پہنچ جائے اور اس علاقہ میں نہ ٹھہرے والسلام۔ اُسے عمر کا حکم پڑھتے ہی عتبہ بن وقاد سلمیٰ کو بلا لیا اور تمام علاقہ کا حکم بنا کر چار ہزار سوار حوالے کئے اور باقی لشکر اپنے ساتھ لے کر شام کا رخ کیا۔ تہر جنس میں پہنچ کر اتنی ظاہر ہوئی اور جان بحق تسلیم ہوا کہ اللہ علیہ السلام نے روایت ہے کہ حدیں عیاض نے وفات پائی اُس کے پاس صرف دسویں دو گھوڑے تھے جنہیں جزیرہ کی قوم کے وقت وہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک اونٹ تھا جس پر سلمان لہتا تھا اس کے اسباب میں سے ایک دینار بھی راہد ہوا۔ وہ تمام مال و دولت جو اُسے جزیرہ سے ہم پہنچی تھی محتاجوں کو بختی اور صدقہ کر دینی تھی۔ ایسے پاس کچھ رکھتا تھا اُس پر اللہ کی رحمت ہو۔

## یزید بن ابی سفیان کا امیر المومنین عجم کی خدمت میں خطر و اہل کرنا

فتح جزیرہ اور وفات عیاض بن غنم کے بعد یزید بہت کمزور ہو گیا اور بیماری نے سخت شدت پکڑ لی ایسا یہ حال دیکھ کر اُسے عمر بن خطاب کی مدد میں اس مضمون کا خط لکھا۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** ادا دے مرا عجم خدمت و دعا کے بعد معلوم ہو کہ یزید بن ابی سفیان کو کوئی امید نہیں رہی ہے کہ اس خط کے بعد بھی کوئی اور خط آپ کی خدمت میں روا نہ کر سکے کیونکہ بیماری بہت شدت کر گئی ہے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو حرائے خیر کرامت فرمائے اور ہر حکومت النعم میں جگہ دے۔ میرا کام تمام ہو چکا ہے۔ امیر المومنین جس کسی کو مناسب سمجھے اس ملک اور فوج کا امیر وار دے والسلام علیک اور آپ کو اس دنیا میں یزید کا یہ آخری سلام ہے۔ اس خط کے پیچھے سے پہلے ہی یزید نے وفات پائی امیر المومنین نے خط پڑھ کر بہت رنج کیا اور قاصد سے پوچھا کہ تو نے روانگی کے وقت اُسے کس حالت میں چھوڑا ہے کیا خط اس کے نام لکھوں۔ قاصد نے کہا آپ کی عمر و راز ہوا سو وقت یزید قریب المرگ تھا۔ عمر نے کہا اللہ تعالیٰ یزید کو بخیر دے۔ بڑا ایک آدمی تھا دینی کی طرف ذوق پر بھی۔ اس کی تمام بہت آخرت کے امور کی طرف مصروف رہتی تھی پھر آپ نے امیر المومنین کو بلا کر اس حال کی اطلاع دی۔ وہ بہت رویا پشیا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ پھر دریافت کیا آپ نے امارت شام کی نسبت کیا تجویز کی ہے کس شخص کو وہاں بھیجیں گے۔ عمر نے کہا تیرے دوسرے بیٹے معاویہ کو۔ ابی سفیان اس خبر کو سن کر بہت خوش ہوا اور امیر المومنین کو دعا دی کہ آپ نے صلہ رحم فرمایا۔ اُس کے بعد ابوسفیان اسے مکان پر آیا ہند کو یزید کے مرنے کی خبر سنائی۔ ہند نالہ و دیا د کرے پیچھا اور چلائے لگی مہر پر ملائی مارتی تھی اور کہتی تھی۔ کاتس یزید کے مدد معاویہ اور عتبہ مرحلے۔ ابوسفیان نے کہا رو پیٹ مت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کہ امیر نے میری مہربانی فرمائی ہے۔ تیرے دوسرے بیٹے معاویہ کو ولایت شام ناویا ہے۔ ہند خاموش ہو گئی اور کہا امیر المومنین نے صلہ رحم فرمایا معاویہ کو شام کی امارت مبارک ہو۔ اُس کے بعد امیر المومنین نے معاویہ کے نام اس مضمون کا خط لکھا کہ عبد اللہ بن عمر کی طرف سے معاویہ کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو آبر و عطا کی ہے اور شرک و ذلیل و خوار ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ امتِ رسول خدا صلعم کو فخر دی تھی کہ ولایت شام اور اور ملک اور رے رے بادشاہوں کے حرائے اور مال اُن کے قبضے میں آئے اب اس خوش خبری کے مطابق یہ سب چیزیں مسلمانوں کو مل گئی ہیں۔ خاص کر ولایت شام کا شہر قیاریہ جو نہایت ہی مضبوط اور مستحکم قلعہ ہے اور رومی اوس پر رے نالان تھے کہ اس شان و شکوہ کا دوسرا شہر ان ملک میں نہیں ہے فتح ہو چکا ہے۔ اب قتلان۔ غرہ اور اُس کے نواحی علاقوں کے فتح کرنے کی طرف رجوع ہونا چاہئے کیونکہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ تم تمام ملک شام میں فتح پاب ہو گے اور میں ننگو و زینت یافتہ شہروں کی فتح کی خوشخبری سنائوں۔ وہ ننگو اور عطلان میں۔ اور آپ نے یہی ارشاد کیا



عقرب میری اُمت کے کچھ لوگ دریا کنارے سکونت اختیار کر گئے۔ واضح ہو کہ وہ یہی عسقلان شہر ہے نیز آنحضرت کا یہ بھی ارشاد ہے۔ کہ جو وقت قتلہ و فساد کی آگ  
مشرق اور مغرب میں پھیلی ہوئی ہوگی اُس وقت شہر مارا اور ستاوا میں رہنا مشکل ہوگا اُس وقت عسقلان میں قیام کرنا۔ ملک شام جیسے کہ تو ترجیح ہے وہ عسقلان ہے  
اس خط کو مطالعہ کرتے ہی ملا وقت حانچ عسقلان چڑھائی کر اور اس شہر اور اس کے نواح کے فتح کرے میں کو شش طبع عمل میں لا۔ اللہ تعالیٰ اس علامہ کو تیرے ہاتھ  
سے فتح کرے گا۔ لارم ہے کہ مقام مدکور پہنچ کر میرے پاس روزانہ حروانہ کرنا والسلام

## معاویہ بن ابی سفیان کا عسقلان پر چڑھائی کرنا

عمر بن خطاب کے فرمان کے پہنچنے ہی معاویہ نے عسقلان پر چڑھائی کر دی وہاں پہنچ کر باشندوں کے ساتھ تین روز سے زیادہ محاصرہ کرانی ہونے پائی تھی کہ مسلمانوں  
نے فتح پائی اور وہ موضع اُن کے قبضہ میں آگیا معاویہ نے خط لکھ کر امیر المومنین کو فتح عسقلان کی خبر دی۔ آپ نہایت خوش ہوئے اور اُس حصول طرہ پر شکر الہی بجا  
لائے اور کہا کہ اگر عسقلان فتح ہوتا تو مقامات مفتوحہ کی سرحدیں خالی چھوڑ کر باشندگان عسقلان کو مجبور کرنا پڑتا اور تمہاری بھی قبریں وہیں بنتیں اگر مجھے ملک  
شام میں قیام کرنے کا اتفاق ہوتا تو عسقلان کے سوا اور کسی جگہ نہ ٹھہرتا۔ ہر تے کا وسط ہوتا ہے اور شام کا وسط عسقلان ہے۔ اُنکے بعد معاویہ نے سفیان بن حبیب  
ازدی کو نکالا اور لشکر حاکم کے حکم دیا کہ طرابلس پر حملہ کرے وہ حکم پاتے ہی روانہ ہو گیا۔ اور طرابلس سے یانچ و سنگ کے فاصلہ پر ایک چراگاہ میں جسے فرعون اسلمہ  
کہتے تھے قیام کیا۔ پھر وہاں سے طرابلس کی طرف حرکت کی اور وہاں پہنچ کر حصار کے مقابل صف بندی کر کے جنگ شروع کر دی۔ ہر روز اسی طرح محاصرہ کرانی کرتا  
اور تب کے وقت خونِ سخون وہاں سے داپس آتا تھا جب اہل طرابلس سے جنگ کرتے ہوئے زیادہ عرصہ گزر گیا تو اسے اندیشہ ہوا کہ خیر ازیر یا اس سے نزدیک ہیں  
ببادا یحیری کے عالم میں وہاں سے کوئی لشکر اگر گھیرے فوراً معاویہ کو خط لکھا اور اس اندیشہ سے اطلاع دی۔ معاویہ نے جواب میں لکھا کہ مصلحت یہ ہے کہ طرابلس  
سے دو فرسنگ پر ایک ایسا مضبوط قلعہ تعمیر کرے جس میں تمام فوج سما سکے اور سخون سے محفوظ رہے۔ سفیان نے ایسا ہی کیا اور ایک بڑا مضبوط قلعہ بنا کر اس میں  
قیام کر دیا باشندگان طرابلس یہ دیکھ کر سفیان نے اُن کی سر زمین میں اپنا قلعہ بنا کر سکونت اختیار کی ہے۔ بہت ہی ناراض ہوئے اور آخر کار جزائر کو جہاں سے  
اہل طرابلس کے میوے اور پھل اور غلے وغیرہ بکثرت حاصل ہوتے تھے چھوڑ دیا۔ اور ایک اور زیادہ مضبوط قلعے میں جمع ہو کر بادشاہ ہرقل کو لکھا کہ یہاں مسلمانوں  
نے ایک قلعہ تعمیر کر لیا ہے تم ہماری مدد کرو۔ ہرقل نے مصمون سے اطلاع پا کر حکم دیا کہ کچھ فوج کشتیوں میں سوار ہو کر اُن کی مدد کو جائے مدد لیجئے پر بھی انہوں نے  
مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ راتوں رات تمام مال و اسباب طرابلس کے قلعہ سے لٹکا لٹکھ کر دیا اور آگ و دہری اور کشتیوں میں سوار ہو کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گئے۔ اور  
خدمت ہرقل میں حاضر ہوئے دوسرے دن سفیان نے حصار سے نکل کر طرابلس کا قصد کیا تو نزدیک پہنچ کر کسی آدمی کو نہ پایا قلعہ خالی تھا مسلمان اُس میں داخل  
ہوئے۔ ایک یہودی کے سوا جو تہ خانہ میں چھپا ہوا تھا اور کوئی متنبش ملا۔ اُسے باہر لا کر حال پوچھا تو سب کیفیت معلوم ہوئی سفیان نے معاویہ کو خط لکھا اس حال  
ماخبر کیا۔ معاویہ رومیوں کے اس جیل اور بھاگنے سے بہت متعجب ہوا پھر اردن کے یہودیوں کو بھیج دیا کہ طرابلس میں جا کر آباد ہوں اور مکانات بنا لیں یہاں  
نے ساحل بحر اور جزیروں کو یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کیا ایک ایک موضع پر قبضہ کرتا اور وہاں دین اسلام پھیلاتا جتنا تھا یہاں تک کہ عسقلان سے مبرا بقیہ  
وغیرہ سب کے سب فتح ہو گئے پھر امیر المومنین ع کو خط لکھا اور اُن فتوحات سے اطلاع دی اور درخواست کی کہ جزیرہ قبرس جسے بہت نزدیک ہے وہاں کے پرندوں کی  
آوازیں ہم تک پہنچتی ہیں اور وہ مقام نہایت ہی سرسبز اور زرخیز ہے طرح طرح کے میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اور ان کا فتح کر لیا بھی آسان ہے اگر امیر المومنین  
حکم دے تو وہاں پہنچ کر اسے بھی فتح کر لوں امیر المومنین ع نے مصمون خط سے واقف ہو کر سرور کیا کہ پندرہ کنا اور کچھ غور کے بعد عرصہ سے جو سکندریہ میں تھا  
سفر دیا اور فتح جزیرہ قبرس کی نسبت مشورہ کیا لکھا کہ میرا ایک مددگار راجات طلب کرتا ہے کہ پانی کو چھوڑ کر کے جزیرہ قبرس پر قبضہ کرے مجھے گوارا نہیں کہ مسلمانوں کو

ذکر فتوحات اعراب و ریشام





در بیان فتح بلاد بیدست لشکر اسلام در خلافت امیر المومنین عمر رضی

جائے کے بعد یہ لوگ ان مغربی نہروں میں جو زمانہ قدیم میں رومیوں کے شہر تھے جا آباد ہوئے۔ کچھ برقعہ چیلے گئے اور کچھ مغربی طراکس میں جالے۔ بعضے طبعہ افواج اور سوس اربی و سوس قلعے میں داخل ہوئے پھر رومیوں کے ان علاقوں پر غالب آکر انہیں نکال دیا اور اپنا وطن قرار دے لیا۔ افریقیہ اور برقعہ والے اکثر بربر کی طرف سے ڈرتے اور احتیاط رکھتے تھے اب عمر وعاص نے مع لشکر اس طرف کو منہ اٹھایا۔ ہر کے ایک تہہ کے قریب پہنچتے ہی ماتندے نکلے اور سخت مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ ہر دو اہل کج سادات مو آدمی مارے گئے یہ حال دیکھ کر انہیں خوف چھا گیا اور امان طلب کی عمر وعاص نے اہل کی درخواست منظور کر کے اور تین سو نو ہندو غلاموں اور گھوڑے اونٹن خرگاہے مکری میں سے ہر ایک تین سو لیکر صلح کر لی پھر مرقہ۔ ولیدہ۔ شترہ۔ زوالہ کی طرف رخ کیا جس شہر پہنچا ماتندے صلح کر لیتے۔ اور مال مصالحت اسی شرح سے ادا کرتے عمر وعاص جب برقعہ کے متصل پہنچا تو ابھی لشکر نے قیام بھی نہ کیا تھا کہ وہاں کے باشندوں نے تہہ سے نکل کر حملہ کیا۔ کچھ دیر جنگ کی مگر بہت سے آدمی قتل ہو جانے کے سبب فرار اختیار کر کے قلعہ بند ہو بیٹھے اور قاصد بھیکر صلح کی درخواست پیش کی پانچ سو غلاموں اور دو سو کینڑوں اور موشوں پر صلح ہو گئی۔ عمر وعاص نے وھول کرنے کے بعد امیر المومنین عمر خطاب کو خط لکھا اور ان معرکوں اور فتحندیوں اور زبردست مصالحت کی تعداد وغیرہ سے تفصیل وار اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ میں اسی علاقہ میں جواب کا منتظر ہوں۔

## امیر المومنین عمر کا خط بنام ابو موسیٰ اشعری

بسم اللہ الرحمن الرحیم طے خط عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبد اللہ بن قیس کے نام ہے واضح ہو کہ امیرانیوں نے اسوار تہہ سوس۔ سنا اور اس نواح میں لشکر تہہ جمع کر لیا ہے اور غریب مسلمانوں پر چڑھائی کرنے والے ہیں بحقوق یہ خط پہنچے اور پڑھے ہاتھ سے نہ رکھنا و قتیقہ لشکر فراہم نہ کرے لہذا جو شخص ایک ہونا چاہے اس کی دلجوئی کرنی چاہئے اور حقدار ہو سکے فوج کی کثرت فراہمی میں سعی کرنی لازم ہے پھر متمنوں کی طرف ہم پر جا۔ داخل سرحد ہو کر کسی کی بات نہ دہیائے۔ دنیا۔ سک کو دین کی طرف طلب کر جو شخص ایمان لے آئے اُسے ان دے اور اُس کے رن و روزن دار مال و دولت میں اپنا کوئی حق نہ سمجھنا مگر صرف اس قدر لینا جس کی تحف ضرورت لاحق ہو زیادہ طلب نہ کرنا۔ اس امر کو خوب یاد رکھنا اور اپنے آپ کو سمجھاتے رہنا فوجوں کو معرکہ آرائیوں پر اس کثرت سے نہ بھیجنا کہ وہ تھکا جائیں۔ ہر ایک لڑائی سچائی اور صفائی عقیدہ کے ساتھ ہونی چاہئے۔ سب سے اچھا سلوک رکھنا۔ تواضع۔ جھوڑنا۔ آگاہ ہو کہ درگاہ رب العزت میں مسلمان مرد سے زیادہ اور کسی کی حرمت نہیں ہے۔ اس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے کہ قیامت کے دن کوئی مسلمہ باقی نہ رہے۔ ظالموں سے مظلوموں کا بدلہ لے طرفین کی صلاح میں پوری کوشش کرنا۔ لوگوں کو قرآن نہ لہجہ کی تلاوت کی ترغیب دلاتے رہنا اور خدا کے عذابوں سے ڈرانا۔ کسی شخص کو زمانہ جاہلیت کا ذکر یا کسی کسی رسم کو زندہ نہ کرنے دینا کیونکہ اُس سے باہم کینہ پیدا ہو گا اور گزشتہ عداوتیں یاد آجائیں گی۔ اے پسر قیس خدائے تعالیٰ نے دین والوں کی فتح و نصرت کا وعدہ لے لیا ہے ایسی طرح بسر کرنا کہ رضائے باری تعالیٰ حاصل ہو۔ اس بات سے بچنا کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف سے رخ پھیرے اور کسی اور کی طرف رجوع فرما کر اپنے بندوں میں سے کسی دوسرے کو تیری جگہ اختیار کرے والسلام امیر المومنین عمر رضی نے اس خط کو پڑھ کر دعا کی کہ الہی امیر المومنین عمر کو زندہ رکھ اور اس پر رحمت نازل فرما۔ عجب گلے اور عجیب نصیحتیں لکھی ہیں گویا فرشتہ بقیقن کر رہا ہے اور بد بھرا اعلیٰ قابلیت عطا کی ہوئی ہے۔ پھر منادی کر کے لوگوں کو جمع کیا۔ جب سب جمع ہو کر اتفاق رائے کیا تو جمعیت کا شمار کیا دس ہزار سیدیل اور سوار لکھے جو اسلحہ سے بخوبی آراستہ تھے ابو موسیٰ نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا۔ لشکر کو جہاد کی رغبت دلائی نصیحتیں کیں اور فرمان امیر المومنین پڑھ کر سنایا اور کہا اے لوگو جو وقت دشمن سے مقابلہ کرو لازم ہے کہ جہاد میں ثابت قدمی اور صبر اختیار کرو دینی حفاظت اور پناہ صرف دھمال تلوار نیزہ و تیغ ازہ و جوشن سے سمجھو۔ تلوارین اور نیزے ٹوٹ جائیں تو تیر کاں سمجھا لو جب تیر بھی باقی نہ ہیں پھر دین سے لڑو۔ دنیا کو سب چیزوں سے زیادہ ذلیل اور خیر سمجھتے رہو کیونکہ دنیا سارے فانی ہے اور ایمان والوں کا قید خانہ ہے۔ حقے کو سب چیزوں سے بہتر

سمجھو اور خوشی وہاں کار آمد ہے اسکے ہمیا کرنے میں سعی کرو۔ ہر ایک حال میں دلو مضبوط اور مطمئن رکھو اسلام۔ اسکے بعد ابو موسیٰ نے منبر سے اتر کر اور  
عمر بن حصین خزاعی کو ملا کر نصیر میں اپنا نام کیا۔ اور خود تہر سے نکل کر موضع امدہ میں مقیم ہوا۔ فوج یہ فوج آ کر لشکر گاہ میں جمع ہوتی گئی جب لشکر طغیان  
بیکر فراہم ہو گیا امدہ سے سمت اہواز کوچ کیا۔ داخل ہر حد ہو کر جنگ شروع کر دی۔ یکے بعد دیگرے سرگروہوں کو گرفتار کرتا تھا اور ایرانی لوگ کو گھاتے جاتے  
تھے غرض کہ قلعہات کو فتح کرنا تو سنا کھسوتا تمام علاقہ اہواز پر قابض ہو گیا۔ بیمار مال عنیت اور لوہی غلام ہاتھ آئے۔ اب صرف چار شہر فتح کر کے باقی بچ گئے  
تھے۔ سوس۔ تسنہ۔ منادر۔ رام۔ ہر فرز۔ پھر ابو موسیٰ نے منادر کبریٰ پر چڑھائی کی۔ اٹھکے ایرانی لشکر بہت کثرت سے جمع تھا۔ شہر سے نکل کر مقابلہ کیا بہت سخت  
حملے ہوئے۔ لشکر اسلام میں سے ایک شخص ہاجر نام نے اس معرکہ میں بڑی سخت جنگ کی۔ اسکا بھائی سیرج بن زیاد ابو موسیٰ کے پاس آ کر بولا میرے  
بھائی ہاجر بن زیاد نے آج ایسے آپ کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور روزہ دار ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اسوقت بہت ہی بیاسا ہے۔ اگر مناسب ہو  
تو اجازت دیجئے کہ تھوڑا سا شربت پی لے۔ اور پھر جنگ میں مصروف ہو۔ ابو موسیٰ نے آواز دی کہ جو مسلمان روزہ داریں اور جنگ کر رہے ہیں۔ میں بجا کرتا  
اُن کا جنگ کرنا گوارا نہیں کر سکتا۔ ہاجر نے ابو موسیٰ کی آواز سکر کچھ شربت طلب کیا اور پیکر لکھا اے امیر کیا کہتے ہو یا بی کا یہ گھونٹ مجھ میں اور بہت میں  
مائل نہ ہوگا ابو موسیٰ نے کہا انشاء اللہ ہرگز بائیل نہ ہوگا۔ ہاجر نے کہا میری آرزو ہے کہ شہادت کا درجہ پاؤں۔ پھر جنگ کی طرف متوجہ ہوا اور آخر کار  
رٹا رٹا شہید ہو گیا۔ اسپر اللہ کی رحمت ہو ایرانی لشکر میں سے جس نے اسے قتل کیا تھا سر کاٹ کر لے گیا مہاجر کے سر کے بال بہت لمبے تھے۔ اس نے اُن بالوں  
کے ذریعہ سے اسکا سر حصار کے گنگوہ پر لٹکا دیا۔ ابو موسیٰ اسکے سر کی یہ حالت دیکھ کر غصہ بنا کہ ہو گیا فوج کو سخت ترین حملہ کا حکم دیا اور بڑی خوریر جنگ  
وقوع ہوئی آخر کار مسلمانوں نے غلبہ کر کے قلعہ چھین لیا۔ پھر لوٹ اور قتل یہ ہاتھ کھو لکر تمام جنگ خود مردوں اور بالغ لڑکوں کو قتل کر ڈالا اور اسکے  
زن و فرزند قید کر کے بے انتہا مال و دولت اور موشی لوٹے۔

## ابو موسیٰ اشعری کا سوس پر حملہ کرنا

ابو موسیٰ منادر کی فوج سے فارغ ہو کر سوس کی طرف چلا۔ اور وہاں پہنچ کر دس سو کو حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کر لیں۔ اسوقت وہاں کا بادشاہ شاہ پور بن آذر نام  
تھا۔ اسے ابو موسیٰ کی تدبیر محاصرہ کو شدید پکارا۔ وزیر کو جو حکام نام ماہ کر دیں آذر ہر تھا بلایا اور ابو موسیٰ کی خدمت میں بھیجا اپنے اور اپنے خاندان کے دس  
ہزار سپاہیوں کے واسطے پیادہ مانگی۔ ابو موسیٰ نے قبول کر کے وزیر سے کہا جن دس شخصوں کے واسطے امان مانگتا ہے ان کے نام کاغذ پر لکھو اللہ و زراں قرار داد  
یہ کہ قلعہ سے باہر آئیں والے دس شخصوں کو پناہ دیجائے گی اور وہ قلعہ حوالہ کر دینگے واپس گیا۔ شاہ پور نے اُن دس آدمیوں کے نام جنہیں وہ اپنے ہمراہ رکھنا اور قلعہ  
سے ساتھ لانا چاہتا تھا تحریر کر دیئے پھر قلعہ سے نکل کر ابو موسیٰ کے پاس آیا۔ ابو موسیٰ نے وہ نوشتہ لیکر پڑھا اور شاہ پور سے  
پوچھا کہ تیری درخواست یہی تھی کہ میں دس آدمیوں کو پناہ دوں شاہ پور نے کہا ہاں۔ ابو موسیٰ نے کہا اس کاغذ پر دس آدمیوں کے  
نام درج ہیں اور تیرا نام درج نہیں اِن دس آدمیوں کو پناہ دی جاتی ہے اور تجھ کو نہیں دیجاتی۔ تیرا ملاک کرنا مسلمانوں کے واسطے داخل  
مصلحت ہے یہ کہ حکم دیا کہ اسکا سر کاٹ ڈالیں۔ شاہ پور کے قتل کرانے کے بعد قلعہ میں داخل ہوئے حیدر مال و دولت اور خزانے  
اقابل و کثیرے۔ قلعے میں لائے۔ شاہی محلات میں خزانوں اور ذخیروں کی تلاشی لیتے ہوئے ایک مقفل اور نہایت مضبوط مکان  
کو دیکھا۔ جس کے قفل پر چہرہ ثبت تھی۔ ابو موسیٰ نے سوس کے وزیر سے دریافت کیا اس مکان میں کیا چیز ہے وزیر نے کہا آپ کے  
کام کی کوئی تے نہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا ضرور کوئی تے ہوگی دیکھنا چاہئے دروازہ کھولو۔

ذکر حارثہ شکر اسلام کا کفار



شہر سوس میں حضرت دانیال کی لاش کا برآمد ہونا

جب ابو موسیٰ نے دروازہ کھولے کا حکم دیا۔ لوگوں نے قفل توڑ کر دروازہ کھولا ابو موسیٰ اندر گیا۔ دیکھا ایک بہت ہی بڑا پتھر قمر کی مانند رکھا ہوا ہے۔ اور اوس میں ایک لاش رکھی ہوئی جو سپر زلفت کا گفن ہے اور سر برہنہ ہے۔ ابو موسیٰ اور اُس شخصوں کو جو اُس کے ہمراہ تھے لاش کی داری پر سخت تعجب ہوا۔ ناک کو بایا تو ایک ہاتھ سے بھی زیادہ بھی دلو موسیٰ نے اہل سوس سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا یہ شخص عراق میں رہتا تھا بارش نہونے کے وقت نماز بائیں اسکے ذریعہ سے مینہ کی دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے بانیں کو نازل فرماتا اور قحط کی بلا دفع ہو جاتی۔ ہمارے ہاں بھی ایک سال بہت سخت قحط پڑا مینہ نہ برسا تھا اور ہماری دعائیں بھی قبول نہ ہوتی تھیں یہاں تک نوت پہنچی کہ ہمیں ایک قاصد بھیج کر عراق سے اس شخص کو طلب کیا تاکہ اسے قدموں کی برکت سے مینہ برسے۔ اہل عراق نے ہماری درخواست نامنظور کی۔ آخر مجبور ہو کر ہم نے چاش آدمی بطور صاس اُن کے حوالہ کے کہ تم اہیں ایسے پاس رکھو اور اس شخص کو ہمارے ہاں بھیجو کہ یہاں پہنچے سے برکت دعا بارش ہو کر قحط کی بلا دفع ہو جائے اور ہم پر سے یہ رحمت اور سختی اٹ جائے اہل سوس نے ہمارے چاش آدمی اپنے پاس رکھ کر اس نیک خصلت شخص کو ہمارے ہاں بھیج دیا۔ مینہ کی دُعا مانگی خوب مینہ برسا۔ تمام قحط اور سختی رفع ہو گئی۔ ہر جگہ سبزہ اور غلہ پیدا ہو گیا۔ پھر ہم نے سچا پاکہ اس متبرک شخص کو اپنے ہاں سے جانے دیں ایسے چاش آدمیوں کو عراق ہی میں چھوڑا اور اس شخص کو اپنے پاس رکھا اور اُس کے برکات نفس سے رفاه و آسائش حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اُسکی اہل آپچی جو کچھ کہتے ہیں کیا اسقید اس شخص حاصل معلوم ابو موسیٰ نے امیر المومنین کو خط لکھا اسی تمام فوجات کی کیفیت سے اطلاع دی سوس اور سادہ وغیرہ سے حبقدر مال عنیت محال ہوا تھا ورج کیا۔ اور اُناتے انظہارات میں دانیال حکم کی لاش کی کیفیت بھی لکھی۔ امیر المومنین نے ابو موسیٰ کا خط پڑھ کر تمام اصحاب کو جمع کیا اور دانیال کا حال پوچھا۔ کیسے کچھ حال معلوم ہوا۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں زمانہ قدیم میں بعد نخت نصر دانیال حکیم ایک پیغمبر نام مل گذرا ہے۔ نخت نصر کے بعد اُس عہد کے اور بادشاہوں کے ساتھ بھی رہا ہے۔ عرض کیا آپ نے اول سے آخر تک تمام حال بیان فرمایا۔ اور دعات کا حال بھی ترح وار ظاہر کیا۔ پھر فرمایا کہ مصلحت یہ ہے کہ ابو موسیٰ کو لکھ بھیج کہ اوس کی لاش وٹلنے اٹھا کر اور اس پر ہک کسی ایسی جگہ دفن کر دیجائے کہ اہل سوس اُس قمر کا تیانہ پاسکیں۔ عمرے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ابو موسیٰ کو لکھ دیا کہ موجب ارشاد حضرت علی علیہ السلام نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ دریائے سوس کا رخ پھیر دیں۔ بعدہ دانیال کی لاش وہاں سے نکال کر اور موجودہ کفس پر دوسرا کفس پہنا کر نماز جنازہ پڑھی اور اس دریا کے راستہ میں کسی جگہ بڑی مضبوط اور مستحکم سنگین قبر بنا کر دیا کہ پھر اُسکی جگہ پر جاری کر دیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت دانیال اُسی دریا میں دفن ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

## تشریح موسیقی اشعری کی چڑھائی

ابو موسے سوس کی فوج سے فلع ہو کر تشریف لے رہا۔ اور جب وہاں پہنچ گیا قیام کیا۔ اس وقت نو شیراز عادل کا بنیا ہرزان تشریں موجود تھا اہل  
کو دیکھ کر فوج جمع کی اور نیزہ و درجو کو جو اس وقت لشکر تیر کے ساتھ ہناد میں تھا حاکم بادشاہ نے خطیر حکم معلوم کیا کہ ہرزان، وجاہتا ہے ایسے ایک وزیر شاہ  
نام کو ملا کر دہل ہزار سوار دیے اور سمیت ہرزان روانہ کیا اس کے بعد دوسرے وزیر واد فوش کو دہل ہزار سوار دیکر بھیجا اور اسی طرح دوا و سر داروں کو  
بھی فوج دے دے دیکر کے بعد گئے ہرزان کی کمک پر بھیجے۔ ہرزان نے خاص اپنے لشکر کا شمار کیا تو وہ بھی پیش ہزار تھا۔ اب کل ایرانی فوجوں کی تعداد  
پنسیہ ہزار ہو گئی۔ ابو موسے نے یہ حال دیکھ کر امیر المومنین کو کثرت لشکر عجم قلت فوج عرب سے مطلع کیا۔ امیر المومنین نے اس وقت خیر بن عبد اللہ

جو حلوٰں میں موجود تھا خط لکھا کہ اپنے لکھنؤ سمیت ابو موسیٰ کی مدد کر۔ اور دوسرا خط عمار یاسر کے نام کو روانہ کیا کہ وہ بھی ابو موسیٰ کی مدد کے لئے جائے  
 حریر نے اپنے چچا زاد بھائی عروہ بن قیس بجلی کو لکھا کہ بہت دلجوئی کی اور انتظام ملک اور رعایا پروری کے متعلق بہت سی عمدہ اور فائدہ بخش صلاحات یا کر کے  
 ایسا نام مقرر کیا اور لکھا کہ ہزاروں دیکھو حلوٰں میں چھوڑا۔ خود چار ہزار سو لکھ ابو موسیٰ کی مدد کے واسطے روانہ ہو گیا۔ عمار یاسر نے عبداللہ مسعود کو کوہ میں اپنا پناہ  
 قرار دیکر ادھر سے فوج و اہم کی اور چھ ہزار کی جمعیت سے بجانب ابو موسیٰ کوچ کیا۔ ان دونوں کے پیچھے سے ابو موسیٰ کو تقویت ہو گئی اور اسلامی فوج کی  
 تعداد میں سوار اور پیادہ میں ہزار تک پہنچ گئی۔ اس سستی یا کر نعمان بن مقرن مرنی اور جبریر کو رام ہر مقرر کیوں بھیجا کہ وہاں کے باشندوں کو دین اسلام  
 کی طرف راغب کریں۔ دونوں اطراف روانہ ہوئے۔ جبریر نے رام ہر کے حصار کے دروازے پر قیام کر کے محاصرہ کی تدبیر کی اور نعمان نے اسی علاقہ کے ایک قلعہ  
 میں اتر کر جنگ شروع کی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اُسے دونوں قلعے فتح کئے اور بہت سا مال غنیمت پایا۔ جبریر کو بمقابلہ باشندگان رام ہر مقرر بہت سخت جنگ  
 پیش آئی۔ انجام کار مرنی کو تش اور غلبہ سے اُس تہر پر قابو پایا اُس کے زن و سرمد قید کر لئے اور تمام مال و اسباب اور مویشی لوٹ لئے۔ ابو موسیٰ کو بھی  
 یہ خبر پہنچی اُسے بصرہ والوں سے کہا میں سے رام ہر کے باشندوں کو چھپے کی مہلت دے رکھی تھی کہ اس عرصہ میں اپنا انجام کار سوچ سمجھ لیں۔ جبریر اور  
 اہل کوہ نے جلدی کر کے ان کے شہر کو نامناسب طور پر زبردستی فتح کر لیا اور ان کا مال و متاع اور زن و فرزند کو اسی میں بانٹ لیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے  
 کہ امیر المومنین عمر کو اس کیفیت سے مطلع کرنے پر ایک خط لکھ کر بھیج دیا۔ عمر نے مضمون خط سے آگاہ ہو کر ابو موسیٰ کی فوج کے نامی سرداروں خلیفہ الیامانی  
 انس بن مالک۔ سعد بن زید بن عمر الضاری وغیرہ کے نام خط روانہ کئے کہ اس واقعہ پر غور کر کے اور اصل کیفیت دریافت کر کے لکھیں۔ اگر ابو موسیٰ نے  
 جیسا کہ اُسکیاں ہے باشندگان رام ہر کو کسی خاص مدت کے لئے امان دے رکھی ہو تو احتیاط ترین اور ابو موسیٰ کو قسم دیکر دریافت کریں اگر وہ قسم کھا  
 تو حقدور دے رام ہر سے لائے ہیں واپس نہ چادیں۔ اور قیدیوں کو کوئی عورت حاملہ ہو تو اسے اس وقت تک روکے رکھیں کہ وضع حمل ہو جائے اور اسلام قبول  
 کر لے یا واپس جانے کا اُسے اختیار حاصل ہے۔ جو کوئی جس راستہ کو چاہے اختیار کرے۔ جب سرداران لشکر کے یاس امیر المومنین کا فرماں پہنچا اس امر میں احتیاط  
 اختیار کر کے ابو موسیٰ کو قسم دلائی۔ اور قیدیوں کی سست بھی جوگم صادر ہو تھا سبھا لائے لشکر کے ایک نامی سردار جبریر بن عبداللہ نے عمر کو قسم کھا کر لکھا کہ میں اپنی مرضی  
 سے کوئی کام نہیں کیا۔ محض ابو موسیٰ کے حکم سے رام ہر پر چڑھائی اور وہاں کے باشندوں سے معرکہ آرائی کی ہے امیر المومنین نے اُسے راستہ کو سمجھا اور  
 ابو موسیٰ کو طاعت کر کے سوتوں اور بے عقل بھرا دیا۔ اب ہم تستر کی تم کا حال بیان کرتے ہیں۔ جب ابو موسیٰ کے یاس و جہن جمع ہوئے سے فوج ہم پہنچ گئی  
 تو مسلمانوں نے باشندگان تستر سے مقابلہ کرنے کا قصد کیا۔ ابو موسیٰ نے فوج کو اس طرح مرت کیا کہ سینہ میں جبریر بن عبداللہ بجلی کو میرہ میں نعمان بن  
 مقرن مرنی کو جناح میں براہ بن عازب کو اور سواروں پر عمار یاسر کو امیر مقرر کیا اور پیدلوں کی فوج خلیفہ یامانی کے سپرد کی۔ اس ترتیب سے جانب  
 تستر تھے۔ ہرمران بن نوئیر وال عادل مرنی شاہ و شوکت سے آراستہ ہو کر شہر سے نکلا سر جہاں سمت سے سپہ سالار افسر اس فوج اور مشلمان جنگ  
 افواج کثیر کے ساتھ آگے گئے ایک مسلمان جوان نے اس جمعیت کثیر کو دیکھ کر کہا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اِنَّ رِیْ اَحْتٰ لِقَاكَ وَ اَحْتٰ  
 اَعْلٰكَ اِنَّكَ فَاصْبِرْ عَلٰیہُمْ وَاَقْضِیْہِمْ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کَا یُنِیْ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور تیرے  
 دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہوں سب کو ان لوگوں پر فتحیاب کر اور مجھے اپنے یاس بلائے۔ بات تحقیق تو تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یہ کہہ کر وہاں سے  
 پر حملہ کیا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ امیر اللہ کی رحمت ہو۔ اب دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور کچھ دیر تک جنگ جھڑپیں ہی۔ ایک ایرانی سردار  
 مروان شاہ نام نے ایک ہزار سواروں کو لے کر فوج کو فہ کے بائیں بازو میں کھینچ کر باشندگان کو کڑھ بھیج کر ایک طرف سے اور ان کا سر و کار کر

ذکر حاریرہ شکر اسلام ہا کفار



بن دال تھا حملہ کیا۔ اس سردار کو اس شان و شکوہ سے حملہ کرتے ہوئے دیکھ کر کچھ راسخا سپاہ نے پس پانی اختیار کی اور مردان شاہ زیادہ دیر ہو کر چھل گھسا  
بھرتو سوکر دال اور ناسخداگان کدہ پلٹ پڑے اور تلوار پر کرکرت و خون کا بازار گرم کیا انجام کار فوج مخالف بھاگ کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئی۔ ابو موسیٰ نے دوسرے  
دو فوج کو ترتیب دیکر مہینہ اور میرہ کو تنہا کھڑا رکھا یا۔ ہر فوج بھی بڑی رعب و داب کے ساتھ تہر سے نکلا اُس کے راس و چپ زور و کد کا ایک سپہ سالار ہر پانچ  
نام و سہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ موجود تھا اس طرح ایک اور سردار حکم تہر سے سسی شیر دہان مارہ ہزار سوار و سیاہ ہمراہ لے کر ایک اور جنگ آرمی ویرام  
جیار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ موجود تھا اور پیش میں اموار کا مادشاہ جو رشید بن بہرام دس ہزار سواروں کی جمعیت سے صف بستہ تھا یہ فوج سرتایا اسکو  
خود وزیر اور جوٹن میں غرق تھی گھوڑوں پر پکھڑیں اور سبوں پر نعل آہنی نصب تھے۔ ہر فوج اُس لشکر کے قلب میں سرسیر ہونے کا فواد و جوش فراخ پیسے سہری  
قصہ کی تلوار دال میں لگائے۔ طائی گزنا تھ میں لے کر زین سیر و تہر پر راستہ لے ہوئے موجود تھا۔ یہ تھی ہزار و ستر ہزار تھے بھیسے تھے۔ ابو موسیٰ نے ہر فوج  
کو اس کروفر کے ساتھ دیکھ کر آواز بلند کہا اے اہل اسلام قرآن شریف کے پڑھے اور ایمان کے لائے والو اس فوج سے مت ڈرو یہ وہی لشکر اور وہی تیار یان  
ہیں جسے ہمیں بیتیر کئی مقامات پر مقابلہ پیش آچکا ہے۔ اب دلو مضبوط کر کے جہاد اور جنگ اختیار کرو ہر گز دھم اور ہراس کو پاس نہ آئے دو یہ کہ لشکر اسلام کو  
ترجیح جنگ دلائی۔ دونوں فوجوں کے مقابل ہوتے ہی تیروں کی بوجھاڑ شروع کی۔ پھر تو دونوں طرف سے حملہ ہو گیا ٹری سخت جنگ ہوئی طرفین نے جی توڑ کر  
مقابلہ کیا یہاں تک کہ طلوع آفتاب سے لڑتے لڑتے نماز طہر کا وقت آگیا۔ اب جویر بن محمد اللہ دو لوصفوں کے چھپن کھڑے ہو کر ملندہ اوار سے کہا اے مسلمانوں جہاد کا  
تو اب نہت ٹرا ہے۔ اور یہ ایسا دن ہے کہ ہمارے بعد اکثر حلقہ اس دن کا دیکھا کرے گی اللہ تعالیٰ نے ہمیں کادوں کے ساتھ جہاد کرنے کی ٹری تاکید فرمائی ہے اور  
ثواب بھی کرامت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اے مسلمانوں آج ایسا کام کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اسکا ثواب عطا فرمائے۔ بہ کہہ کر جویر نے صیغہ سے اور نکلے میرہ سے حملہ  
کیا اور دو لوصف غنیمت ہو گئے بڑی خوریر جنگ ہوئی جس میں ہر فوج کی جمعیت کتر قتل ہو گئی۔ احکام کار ہر فوج نے نیت دکھائی اور شکست فاش کھائی  
مسلمانوں نے تعاقب کر کے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور بہت سے قید کر لے۔ نقتہ اسیف بھاگ کر حصار میں جا بیٹھے جس میں اکثر سخت محروم تھے۔ غرض کہ  
مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور ابو موسیٰ مراجحت کر کے اپنے لشکر گاہ میں آیا قیدیوں کو طلب کر کے دین اسلام کی طرف ہدایت کی نص نے قول کیا اور جس نے  
انکار کر دیا جس لوگوں نے دین اسلام سے انکار کیا تھا ان کے سرا و سیوقت قلم کر دیئے گئے۔ دوسرے دن نماز شام کے وقت تتر کا ایک ماشدہ نسیمہ بن داؤد  
نام ابو موسیٰ کے پاس آیا اور لولا اگر امیر مجھے اور میرے بیٹوں اور رستہ داروں اور مال و متاع کو امان دے اور کچھ تعرص ذکرے تو میں اس شہر میں داخل  
کر سکتا ہوں اور اس قلعہ کے لینے کی راہ بتا سکتا ہوں۔ ابو موسیٰ نے کہا مری طرف سے تجھے تیرے تعلقین اور مال و دولت کو امان دیجاتی ہے شرطیکہ تو ایسا  
عمل میں لائے اس نے کہا اس وقت ایک معتد کو میرے ساتھ روانہ کر بس اُسے راستہ دکھا دو لگا جہاں سے فوج اور چڑھ سکتی ہے۔ ابو موسیٰ نے عون بن فخرہ  
کو ساتھ کر کے کہا اس کے ساتھ جا وہ تجھے ایسا راستہ دکھا بگا جہاں سے فوج داخل قلعہ ہو سکتی ہے۔ عون آدھی رات کے وقت اس ایرانی شخص کے ساتھ روانہ  
ہوا اور دو بجائے تتر کو ایک گھاٹ کی جگہ سے جس سے ایرانی واقع تھا عبور کر ایک پہاڑی میدان میں لے گیا۔ یہاں پہاڑوں کے درمیان میں ایک باریک راستہ پایا  
نسید نے کہا اس راستہ کو اچھی طرح دیکھ لے اور یاد رکھ اس راستے کو طے کرنے کے بعد وہ قلعہ پر جا بیٹھے۔ ہر فوج نے اس حکم پر جو پہرہ دار مقرر کر رکھے تھے۔ حسب اتفاق  
اس وقت وہ سب غافل ہو کر سو گئے تھے۔ وہ ایرانی اور عربی جوان اُن کے پاس سے گزر کر تہر میں ہوتے ہوئے نسید کے گھر بیٹھے نسید نے اُسے رات بھر تیرہ کھا  
دوسرے دن اسکا لباس تبدیل کر کے کہا میرے ساتھ آ۔ عون اُسکے پیچھے رہا ہوا یہاں تک کہ وہ ہر فوج کے محل تک پہنچے ہر فوج اس وقت کھانے پر سے اٹھا تھا اور  
خادم کھا رہے تھے نسید نے عون سے کہا یہ ہر فوج کا محل ہے اچھی طرح یاد رکھ۔ اوس کے بعد شہر کے دروازے پر لایا اور سب دروازے دکھا کر شہر کے گرد  
پھرایا۔ تمام سرداروں اور امیروں کے مکانات دکھا کر اپنے گھر واپس لایا جب رات ہو گئی اس جگہ سے جہاں سے شہر میں لایا تھا باہر نکال لایا اور جب دیا کو

عجور کرنے کی جگہ پہنچے اس سے کہا اسی جگہ سے دریا کو عبور کرنا چاہئے۔ یہاں سے چل کر ایسے ایر کے پاس جا اور قلعہ کی کیفیت سے مطلع کرو کہ وہ کھڑے سے تخریب کار بہادر تیرے ہمراہ کر دئے جائیں۔ وہ تیرے ساتھ اسی راسہ سے جو میں نے تجھے دکھایا ہے۔ قلعہ کی تفصیل یا چائیں اور کوشش کر کے ان بہرہ داروں کو نہیں تو سوتا یا یا تھا مار ڈالیں پھر قلعہ کے دروازے پر پہنچ کر قتل توڑ کر دروازہ کھولیں تاکہ امیر مرح شکر کے حور و ازہر پر پیشتر سے مستعد ہو قلعہ میں گھس گئے اور تھر تھر قصہ کر لے۔ اسے شخص یاد رکھ کہ میں نے تجھے ان مقامات سے بخوبی آگاہ کر دیا ہے۔ جہاں سے تھر میں داخل ہو سکتے ہیں یا باہر جا سکتے ہیں ایسے امیر سے ہر ایک امر کہہ دیا اور سب باتیں جتلا دینا اور اسے بھی یہ راستہ دکھا دینا۔ عوف نے اسے ہمت کر دیا اور حور و دریا کو عبور کر کے راتوں رات ابو موسیٰ کے پاس آ پہنچا اور جو کچھ دیکھا تھا اسے قتل سے آخر تک مصلح عرض کر دیا۔ ابکہ دن ابو موسیٰ نے لشکر میں گت کرنا اور ابن جحان کی پائل یا شخص بہت ہی دروین عالم شباب تھا

## بنی تمیم کے قبیلہ کے ایک شخص لضر بن حجاج کا قصہ

مساحہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے لضر بن حجاج کا قصہ درج کریں یہ شخص اساحیں اور خوبصورت تھا کہ اس کے زور چہرہ کی ستائش اُن کا کو شرمندہ کرتی تھیں اور اس کے بالوں کی خوشبو مشک انفر کومات کرتی تھی۔ مدینہ کی عورتیں اس پر دل و دماغ سے فریقتہ اور عاشق ہو جاتی تھیں ایک دفعہ شب کے وقت عمر بن خطاب مدینہ کی گلی کوچوں میں گشت کر رہے تھے ناگاہ ایک عورت کی آواز آئی۔ آپ کھڑے ہو گئے اور اسکی ربانی اتنا رستے هل من سبیل الی حمزہ فاشترکھا + ام هل سبیل الی لضر بن حجاج + الی فتی مکید الاخری مقتیل + سهل الخنا کر نو عیر مٹھا + و ثمنہ عرآن صدق حین تکتبہ + احو فلا عی المکروں قرا + ساعی النواظر من لضر بن حجاج + قد یصنی صورۃ فی الخالک اللہ اسحق عمرے ان شروں کو سکر جانا کہ زلفا نام ابکہ عورت لضر پر عاشق ہو گئی ہے۔ اور وہی یہ اتنا عروہی ہے۔ اس وقت رھا کو گھر میں سے نکال کر قید خانہ میں بھیج دیا۔ صبح کے وقت لضر بن حجاج کو بھی طلب کیا اور یو جیا کیا سب سے کہ مدینہ کی عورتیں تیرے لئے نخل جوانی کرتی ہیں۔ لضر نے کہا اس میں میرا کچھ قصور نہیں آپ مامحت کریں کہ میری نسبت کوئی تحریر ہے۔ عمر نے کہا تیرے یہ بال اور چہرہ فتنہ گر ہے حکم دیا کہ اس کے سر کے بال مونڈ دیں۔ مال دہر کر کے لے کر جو دیکھا تو انوار عارض کو اور بھی زیادہ ناناک پایا۔ آپ نے کہا یہ بات کافی ہیں ہے مصلحت یہ ہے کہ وہ نہر بدر کر دیا جائے غرض کہ لضر کو حلا وطن کرنا اور زلفا نے خوف کھا کر کہ مبادا عمر زیادہ نرا دی تیرخانہ ہی میں سے یہ شر لکھ کر عمر کے پاس بھیجے قل لا میڈ الذی عیشہ نوادر + مالی وللجمر او لضر بن حجاج + الی نلیست اما حفص بعیر ہما + شرب الحلیب و طرف کا ترسیح + لا تحفل الظن حقا او تکتبہ + اب السبیل سبیل الخالیف الراعی + ما مئیۃ قاتلہا صفا بشارتہ + والناس من ہالک قد ما و من ناح + اب اللہوی دمنۃ التقوی + حفطی اقر ما لحام و ابنا + عمر نے اس کے استغاثہ سے مطلع ہو کر ربانی دیدی۔ لضر بن حجاج مدینہ سے نکل کر بصرہ پہنچا اور وہاں رہنے لگا پھر اسے یہ اتنا عمر کو لکھ کر بھیجے بعد اللہ عمل میں المؤمنین من لضر بن حجاج سلام علیک یا امیر المؤمنین لعمری لئن سیتونی وحر مینی لیمابلت من عر ضی عذک حرام + بلین عیت الدفاء یومنا رکتیہ + وکص اما فی الساع عرام + صنت فی الظن الذی لیس لعدا + لقاء نما فی الیدی کلام + واصبحت مٹیا علی غیر دیکہ + وقد کان لی بامکتین مقام + سیمعی عما لظن نکر فی + واکا عذیق صالحوں کرام + عمر نے ان اشعار کو پڑھ کر ابو موسیٰ کو تحریر کیا کہ لضر بن حجاج کی ملاقات کرنا ہے اور اسے اختیار ہے چاہے بصرہ میں رہے چاہے مدینہ میں جلا آے۔ لضر نے بصرہ ہی کی سکونت اختیار کر لی۔ جب ابو موسیٰ نے اہواز کی ہتم پر جانا ہوا تو لضر بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ تتر کے سفر کے دن لضر نہرنگ گھوڑے پر سوار تھا ابو موسیٰ اس کے پاس آکر گھوڑے کی بدنظور دیکھنے لگا۔ لضر نے پوچھا اسے امیر عمر اس گھوڑے میں کیا بات دیکھ رہے ہو۔ اس نے ملاقات سے کہا تیرا گھوڑا کچھ نہیں ہے بل کہارین بہت عمدہ ہے اگرچہ



جیسا ہے تو میں حسرت و لوگاکا لہر نے غصہ ہو کر کہا تم گھوڑے کو کیا جانو اسکی نسبت اور چیزوں کو خوب پہچان سکتے ہو۔ ابو موسیٰ نے کہا تو نے سچ کہا ہے اور میں جس گائے پر تو سوار ہے۔ اسکا سراورناک بھی خوب ہے اور دونوکان باریک اور پستانی جوڑی۔ پیٹ بڑا ہے۔ اسے بہت چیا۔ لہر نے کہا اے امیر! اور آواز مار کر کچھ لے کر تو مجھ سے آگے نکلا گا تو میں ایسی گائے تجھے دید و لگا۔ قربانی کے کام میں لے آنا اور اگر میں آگے لھل گیا تو جس بل پر تو سوار ہے اُسے میں لے لوں گا۔ مصر کی اس کلام سے ابو موسیٰ شرمندہ ہو کر کچھ کی طرف دیکھے لگا۔ اسوقت مصر کا جبار اوصحاتی بھی موجود تھا۔ بولا اے امیر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے جبار اوصحاتی سے ناراض ہو گئے ہو۔ اور اُس کے گھوڑے کو بُرا مانتے ہو۔ اور جس گھوڑے پر تم سوار ہو وہ مایں و جہ میں سے زیادہ متا بہت رکھتا ہے کہ اسکا سر بڑا کان چوڑے دم میں بال کم اور باریک ہیں۔ اور دو پاؤں چھوٹے۔ ابو موسیٰ نے ہنس بڑا اور کہا اے بھائی مری باتیں مذاق کی راہ سے تھیں اور تیرے چچا راہ بھائی کی نسبت حیران دیشی کے سوا میرا اور کوئی خیال نہیں ہے۔ اب جہاد اور معرکہ آرائی کا زمانہ ہے ایسی باتوں کا موقع نہیں۔ غصہ اور جواب سوال کو جانے دو۔ جہاد کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ الغرض دن نکلنے پر ابو موسیٰ نے لشکر میں سے کچھ لوگوں کو طلب کیا۔ تمام حال سُنا کر کہا اس پانی کی مری خندق کے سبب جو شہر کے گرد موجود ہے۔ اس شہر کا فتح کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ لیکن ایک تدبیر سے فتح ہو سکتا ہے اور وہ تدبیر یہ ہے ایک شخص نے بیان کر کے اس تہ میں آئے جانے کے راستے دکھا دیے ہیں۔ اب تم میں سے جو شخص اپنی جان راہ خدا میں دنیا چاہتا ہو عرف کے ہمراہ جائے شاید اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سچی و کوشش سے اس شہر کو فتح کرادے۔ سر آدمیوں نے خوشی اس فہم کو قبول کیا۔ ہتھیار لگا کر عوں کے ساتھ ہوئے قسریٰ آب خندق کو ایرانی کی تائی ہوئی جگہ سے گزر کر اوزنگ راستہ سے ہو کر نصیل پہنچ گئے۔ تمام پہرہ دار بخیر پڑے سوتے تھے۔ سب کو اُسکھ مار کر بہانہ لگی تھر کے دروازے پر آئیے اُس میں تین بھاری قفل پڑے ہوئے تھے اور انھیں ہر خزان کی محل سرا میں محفوظ تھیں۔ جو نہی مسلمانوں نے قفل توڑنے کی کوشش کی۔ وہ نہی اسکی آواز سے اہل قلعہ خبردار ہو گئے۔ کچھ لوگ مسلمانوں پر آ پڑے۔ اُن میں سے بعض قفلوں کے توڑنے میں مصروف رہے اور بعض مقابلہ کرتے رہے۔ دو قفل ٹوٹ چکے تھے اور ایک بہت ہی یا وہ مضبوط تھا شکستہ نہ تھا کہ ہر خزان بھی اپنے سرداروں اور سپاہیوں سمیت آپہنچا اور شریک جنگ ہو گیا اُن سر مسلمانوں میں سے زیادہ تر تہید ہو گئے۔ جید ہی باقی رہ گئے تھے۔ وہ کچھ دیر مقابلہ کرتے اور کچھ قفل توڑنے میں زور لگاتے رہے یہاں تک کہ تین شخصوں کے سوا سب مارے گئے۔ انجام کار ان قیوں شخصوں نے قفل توڑ ڈالا اور دروازہ کھول کر نعرہ تکریم بلند کیا۔ ابو موسیٰ دروازے کے باہر فوج لے مستعد کھڑا تھا۔ فوراً اندر گھس پڑا اور فوج بھی اُمنڈ پڑی۔ ہر خزان یہ حال دیکھ کر دوسرے دروازہ سے مصاحوں اور شیروں سمیت نکل بھاگا اور دوسرے قلعہ میں جو تھر قسریٰ کے قریب ہی واقع تھا۔ اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کو لے کر یاہ گیر تہا وہ تینوں مسلمان جنہوں نے قفل توڑ کر دروازہ کھولا تھا فوج اسلام کے داخلہ کے وقت گھوڑوں کی روندوں میں اگر ہلاک ہو گئے اُن پر اللہ کی رحمت ہو۔ اب اسلامی فوج قفل اور غارت گرمی میں مصروف ہوئی ہتھیار زو ووت ہاتھ آیا۔ شہر کے لوگ بھی جہاننگ ہو سکا شہر کے دوسرے دروازے سے نکل کر بھاگ گئے۔ ابو موسیٰ نے مال و غنیمت فراہم کر کے خمس علیحدہ کیا اور باقی کو لشکر میں تقسیم کر دیا۔ پھر قسریٰ سے نکل کر اُس قلعہ کا محاصرہ کیا جس میں ہر خزان یاہ گیر تھا جب قلعہ والوں کا حال بہت تنگ ہوا ایک سفیر بھیجا اس شرط پر امان طلب کی کہ میں قلعہ سے نکل آؤں تو مجھ سے اور میرے متعلقین اور خاندان اور مال و دولت سے کچھ تعرض نہ کریں اور مجھے مع متعلقین علیحدہ کی خدمت میں پہنچا دیں۔ ابو موسیٰ نے صلح منظور کر کے مقبرہ قسریٰ کے ساتھ دستاویز لکھ دی۔ ہر خزان وہ دستاویز لیکر میرے متعلقین و سامان گراں بہا قلعہ سے نکل آیا اور مسلمانوں نے داخل قلعہ ہو کر باقی اسباب سمیت لیا اس کے بعد ابو موسیٰ نے ہر خزان کو مع متعلقین خدمت امیر المومنین میں روانہ کر دیا اور زرخش بھی اس کے ساتھ بھیج دیا جب متصل مدینہ کے پہنچے شہر کے لوگ باہر آ کر اس مال غنیمت کو حیرت سے دیکھتے تھے اور اُس حصول دولت پر شکر خدا بجالاتے تھے۔ ابو موسیٰ کے آدمی جو ہر خزان کے ہمراہ تھے امیر المومنین کے دروازے پر آئے مگر غلیہ کو موجود پایا کچھ آدمی تلاش کے لئے ابھرا دھڑکے معلوم ہوا کہ آپ مسجد کے دوسری طرف دھوپ میں سوتے ہیں۔

ہر فرماں کو غلیصہ کی اس کیفیت سے نہت تعجب ہوا۔ پھر یہ لوگ وہاں گئے اور امیر المومنین خواب سے بیدار ہو کر اٹھ بیٹھے۔ لوگوں نے سلام کیا۔ آپ نے جواب سلام دے کر ابو موسیٰ اور اسکے لشکر کا حال پوچھا۔ اور فتوحات کا ذکر سکرور گاہ ماری میں سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر ہر فرماں اور اسکے خاندان کی طرف جو قیدی تھے۔ نگاہ کی اور کہا ہر جہاں کے عروجن سے ایسے ایسے تھکوں پر ہیں قالو عطا کیا اور عجم کے سرکش اور زور آور بادشاہوں پر غالب کیا۔ وہاں سے اٹھ کر مسجد میں آئے۔ تمام ہاجر اور انصار کو بلا کر وہ حسن کا مال تقسیم کر دیا۔ پھر ہر فرماں کو بلا کر کہا اسے ہر فرماں تو نے قدرت الہی کا کیسا معائنہ کیا۔ اُس نے کہا میں ہی ہلاکتیں نہیں ہوں جو مشکل امتحانوں سخت بلاؤں میں مبتلا ہوا ہوں بلکہ ربخ اور سختی خاص مردوں ہی کا حصہ ہے اور کسی مرد کو زیادتیں کہ وہ کسی شخصیت اور تکلیف میں زمان شکایت ہلائے۔ عمر نے کہا اگر تو جان بچانا چاہتا ہے تو ایمان قبول کر ورنہ قتل کرادوں گا۔ اوس نے کہا تم مجھے قتل کرو گے تو قہر و سانیانی پینے کے واسطے دو۔ عمر نے کہا اسے یابی دو۔ لوگوں نے ایک لکڑی کے پیالے میں پانی دیا۔ اوس نے کہا میں اس پیالے سے پریو گیا کیونکہ میں ہمیشہ جوار نکلاں اب خوروں سے تیار ہا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام اس وقت تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ شیتہ کے آنحورے میں یابی دید کوئی نہ تیتہ بھی ایک جوہر ہے۔ اسے اُسے شیتہ کے آنحورے میں یابی دیا۔ اُسے آنحورہ ہاتھ میں لے لیا اور بغیر بے ہاتھ میں لئے رہا۔ عمر نے پوچھا اب کون نہیں پیتا۔ اوس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ مبادا تو اس پانی کے پینے سے پہلے مجھے مار ڈالے۔ عمر نے کہا میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ جس تک تو یہ یابی نہ پی لگائیں تجھے ہلاک نہ کروں گا۔ ہر فرماں نے اس وقت وہ جام زمین پر دے مارا کہ جام ٹوٹ گیا اور پانی خلیع ہو گیا۔ عمر نے مسلمانوں کی طرف دیکھ کر کہا تم نے اس شخص کو وہ دیکھا اب میں کیا کروں سب خاموش تھے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تم امان دے چکے ہو کہ جب تک یہ پانی نہ پی لگا مارا نہ جائیگا اور اب وہ یابی خلیع ہو گیا ہے۔ تو اب تم اسے مار بھی نہیں سکتو اس پر جنہر مقرر کرو اور وہ مدینہ میں سکونت رکھے۔ ہر فرماں نے کہا مجھے جیسے شخص سے خیرہ کیو کر لے سکتے ہیں۔ میں بادشاہ اور بادشاہ کی اولاد ہوں۔ لیکن محض میں اپنی لیند اور دینی رعیت سے بغیر کسی کراہت اور حرج کے مسلمان ہوتا ہوں پھر کلمہ تہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے تمام حلقے اور فرزند بھی جو جو ہمراہ تھے مسلمان ہو گئے۔ امیر المومنین اور سب اصحاب رسول ان کے مسلمان ہونے سے نہت ہی خوش ہوئے۔ امیر المومنین نے اُسے اپنے پاس جگہ دی اور بڑی عزت سے لطف امیر باتیں کیں مدینہ میں ایک محل اوس کے رہنے کے واسطے دیا وہاں رہ کر دینی و دنیوی اور شرائع سیکھنے میں مصروف ہوا۔ اور مسلمانوں سے نہت اچھی طرح ملتا جلتا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حسب اتفاق ابو موسیٰ کے لشکر کا ایک سپاہی ہر فرماں کے قلعہ کی حیر کر ہا تھا ایک محل سے دوسرے میں جاتا اسی اشار میں اس کی نظر تھیر کی ایک مورت پر پڑی جو دیوار میں نصب اور نیچے کی طرف ہاتھ سے اتار رکھا تھا تھی گویا اُس زمین کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ یہاں کوئی خزانہ دفن ہے وہ شخص بڑا سمجھ دار تھا۔ فوراً تازہ لگیا کہ اس مورت کا یہ اشارہ خالی از غلت نہیں ہے۔ ہر فرماں جبکہ خزانہ دبا ہوا ہو گا اور یہ مورت نشانی کے لئے نصب کی گئی۔ اس وقت ابو موسیٰ کے پاس آیا اور اُس مورت کا ذکر کیا۔ ابو موسیٰ نے کچھ معتمد آدمی اوس کے ہمراہ کر دیئے جنہوں نے وہاں پہنچ کر زمین کھودی اور ایک مقفل صندوق برآمد کر کے ابو موسیٰ کے پاس لائے۔ بحکم امیر اُسے کھولا تو نہت رفقہ اس طمانی سلمان شل گوتوارہ اور گوتہ اور گوتہ کا مخرج ہوا اور ایک انگوٹھی جو نہایت ہی خوبصورت تھی بنام کسرا برآمد ہوئی ابو موسیٰ نے اس طمانی سلمان کو ملاحظہ کیا اُس میں یا قوت کا ایک نگینہ نہایت ہی خوبصورت تھا۔ ابو موسیٰ کو پسند آیا اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیا اور قفل لگا کر معتبر آدمیوں کے ہاتھ امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیا اور اُس صندوق کے پانے کی کل کیفیت درج کر دی۔ عمر نے ابو موسیٰ کے مضمون خط سے آگاہ ہو کر ہر فرماں کو بلا لیا اور اُس کے مال و اسباب کی کیفیت پوچھی اُس نے کہا میرا اور میرے متعلق تمام مال و اسباب غلت گری کی وقت ابو موسیٰ کے ہاتھ لگ گیا تھا جس میں سے جس آپ کے پاس بھیج کر باقی لشکر میں تقسیم کر دیا تھا عمر نے پوچھا کچھ مال قلعہ میں بھی رہ گیا تھا یا نہیں۔ اُس نے کہا نہیں لیکن ایک صندوق نیز زمین پر ستیدہ کیا ہوا ہے جس سے کوئی شخص واقف نہیں ہو سکتا۔ امیر المومنین نے لشکر اور وہ صندوق منگوا اور ساتھ رکھ کر کہا اسی کو بھرا کر کھاتا ہر فرماں نے کہا ہاں یہ وہی صندوق ہے جس شخص نے اسے دریافت کیا۔



تخلیفہ نے کہا ابو موسیٰ نے لکا لکر میرے پاس بھیجا ہے۔ اس کو دیکھ لو کوئی شے کم تو نہیں ہوئی۔ پھر قرآن نے صندوق کھول کر تقدیٰ اور اسباب کو ایک ایک کر کے دیکھا اور کہا سب موجود ہے۔ مگر یا قوت کا ایک ٹکینہ نہیں ہے جسکی قیمت اس صندوق کی کل مالیت تہائی کے برابر ہے۔ امیر المومنین نے کہا ابو موسیٰ نے لکھا ہے کہ اس صندوق میں سے میں نے یا قوت کا ایک ٹکینہ نکال لیا ہے۔ اور اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔ ہر مردان وہ ٹکینہ تو اسے تختہ سے۔ اوس نے کہا میں نے تختہ یا کیونکہ ابو موسیٰ بڑا مستعد اور امین شخص ہے اسے جھوٹ نہیں بولا۔ اس واقعہ کے بعد کوفیوں اور بصرہ والوں میں خصومت پیدا ہوئی۔ بصرہ والے دعوے کرتے تھے کہ ہمارے سبب سے فتح میسر ہوئی ہے اور کوئی کہتے تھے ہم نے فتح کیا ہے۔ یہ مخالفت اسد رجو کو پہنچ گئی فریب تھا کہ ماحم توارین کھینچ کر پڑین ابو موسیٰ نے اسے تمام کیفیت حلیفہ کو لکھ کر بھیجی کہ وہاں سے جو حکم صادر ہوگا اس پر عمل کرینگے اور دو ذوقی انتظار جواب امیر المومنین خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ امیر نے لکھا کہ تشر بصرہ والوں کے ہاتھ سے فتح ہوا ہے۔ کیونکہ کوفہ والے انکے مددگار ہوئے ہیں اور اس جہم کی سر کرنے میں انہوں نے اعانت کی ہے اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کی تقویت سے دشمنوں کو مغلوب کیا ہے وینداری کے لحاظ سے تمام مسلمان آئیں بھائی ہیں۔ تشر کو بصرہ والوں نے فتح کیا ہے اور مال غنیمت میں کوفہ والے ان کے شریک حال ہیں سب کو لازم ہے کہ ایک دوسرے کا لحاظ رکھیں اور مخالفت سے احتراز کریں و السلام عمر بن خطاب کے زمانہ پہنچے پر اہل کوفہ اور اہل بصرہ باہم مل گئے اور مخالفت کو ترک کر دیا۔ پھر کوفہ والوں نے اپنے امیر عمار یاسر کے ساتھ کوفہ طبرن اور اہل بصرہ نے حویر بن عبد اللہ کے ساتھ بصرہ کی طرف مراجعت کی۔

## اہل عرب جنگ کرنے کے لئے دوبارہ ایرانی لشکروں کا جمع ہونا

کوفہ طبرن عمار یاسر اور اس کی فوج کے واپس جانے کے بعد خبر گئی کہ ایرانی ہنہاند میں جمع ہو رہے ہیں۔ اور ہر طرف قاصد بھیجا اور اد طلب کی گئی ہے مقامات رے۔ سمنان۔ دامنان اور ان کے نواح سے بیس ہزار۔ سہدان اور اصفہان سے دس ہزار سپاہی تم اور کاشان سے بیس ہزار سوار فارس اور کرمان سے چالیس ہزار اور آذربائیجان سے پچاس ہزار کی جمیعت یعنی ایک لاکھ پچاس ہزار سوار اور پیدل جنہیں ہر ایک علاقہ کے نامور بہادر اور مشہور و معروف سردار شامل ہیں ہنہاند میں آکر جمع ہوئے ہیں۔ اور تترجنگی مانتی ساتھ ہیں۔ سب باہم عہد کیا ہے کہ عربی لشکر کا قتل و قمع کرنے کے بعد عرب پر چڑھائی کر کے اس کے بادشاہ کو گرفتار کرینگے اور ان کے شر کو روئے زمیں سے دور کر کے مسلمانوں کا نام و نشان سنا دیں گے۔ عمار یاسر اور اہل کوفہ نے امیر المومنین عمر کو لکھا ادا ئے مراسم خدمت کے بعد گزارش ہے کہ مقامات رے۔ سمنان۔ دامنان۔ سہدان۔ قم۔ کاشان۔ اصفہان۔ فارس۔ کرمان اور آذربائیجان سے ایک لاکھ پچاس ہزار جنگجو بہادر سامان جنگ سے آراستہ ہو کر ہنہاند میں جمع ہوئے ہیں۔ اور ابراہان کے چار بادشاہوں ذوالحاج بن حداد۔ سفار بن حوزہ۔ جہانگیر بن رزو۔ سروشاں بن اسفندیار۔ کو اپنا سپہ سالار قرار دیکر ہمے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ہلکونہ صرف ایران ہی سے بلکہ عرب سے بھی نکال دیں اور جہان تک ملن ہو نور اسلام کے معدوم اور ملک عرب کے قتل و قمع میں کوشش کریں۔ ہم نے اس حال سے اطلاع دیتے ہی آپ کو خبر کر دی ہے مبادا یہ لشکر ہمارے علاقوں کو نقصان پہنچائے۔ اب آپ کی کیا رائے ہے اور کیا ارشاد صادر ہوتا ہے و السلام۔ امیر المومنین عمر عمار یاسر کے مصرون خط سے واقف ہو کر غیظ و غضب سے کانپنے لگے کہ سب لوگوں نے دیکھ پایا۔ وہاں سے اٹھ کر آپ مسجد رسول خدا میں تشریف لائے اور تمام جہاج اور انصار بھی جمع ہو گئے۔ امیر المومنین عین حالت غضب میں کانپتے ہوئے منبر چاکر محمد ثناء باری تعالیٰ اور درود رحمتی مصطفیٰ صلعم کے بعد فرمایا اے عسائیہ اور اے دوستو واضح ہو کہ کفار عجم نے شیطان کے دغلاں سے منکر ہنہاند میں فوج جمع کی ہے اور اس یاس کے مسلمانوں کو قتل کر دیا ہے۔ عمار یاسر نے یہ خط بھیجا ہے کہ ہنہاند میں ایک لاکھ پچاس ہزار سوار اور پیدل فوج جمع ہوئے ہیں۔ اور جہان خالقین اور جلولا کی طرف توجہ نہیں دوانے

کی ہیں اور اس بات پر کمر بستہ ہیں کہ مابین اور کوفہ کو فتح کریں۔ اگر یہ دونوں شہر اذن کے قصہ میں چلے گئے تو بہت نقصان پہنچے گا۔ اور اسلام میں ایسا فتور واقع ہوگا جسکا انشاؤں ہو سکیگا۔ اور یہ وہ واقعہ ہے جسکا ذکر عرصہ دراز تک ہوتا رہے گا۔ اب اس ہم کی تدبیر سوچو اور اس قصہ عظیم کے وسیعہ پر کمر لیں۔ کس کو راہِ خدا میں سر دینے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ اور جو کچھ سمجھ میں آئے بیان کرو۔ میں اُسے سنوں گا کیونکہ تم بھی رفقاءِ خلافت میں میرے ساتھ شریک ہو۔ امیر المومنین کا یہ کلام سنکر طلحہؓ، زبیر اور عبدالرحمن عوف نے بالاتفاق عرض کیا۔ اے اللہ! آپ بڑے تجربہ کار زمانہ کے نسیب و فزائے واقعہ اور حجابِ حجاب ہیں۔ آپ کی سوچی ہوئی تدابیر بالکل درست ہونگی۔ ہم سے فرمائیے اور جو کچھ مناسب ہو حکم کیجئے۔ ہم فرمان بردار ہیں۔ اُن کے بعد زبیر بن عوام نے کھڑے ہو کر کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ سے اس دیں کے سبب تم کو عزیز کیا۔ مسلمانوں کی لپٹ دیا۔ بنایا۔ جیسے تمہارے فضائل اور مناقب ہیں ہم میں سے کسی کے نہیں بجا۔ ماری تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت عطا فرمائے۔ تمہاری تدابیر بمقابلہ دیگر اشخاص زیادہ درست اور ارادہ زیادہ نچتے ہیں۔ اور ہر ایک کام میں آپ کی معلومات اور صلاح زیادہ صحیح ہے۔ اس ہم کی نسبت جو کچھ آپ نے سوچا ہے بیان فرمائے اور اپنی رائے کے مطابق عمل درآمد کیجئے کیونکہ تمہاری رائے ہم سب کی رائے سے افضل ہے۔ ہم سب گوشت و راہ ہیں جو کچھ حکم ہوگا انشاء اللہ بجالائے گا۔ امیر المومنین نے طلحہ اور زبیر کی باتیں سن کر کہا جو کچھ تم کہتے ہو تدبیر کا سوچو اس سے زیادہ اچھا ہے۔ پھر عبدالرحمن عوف نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے امیر! میں نے سمجھا اور عقل کے موافق بات کہتا ہے۔ آپ کی رائے ہم سے بہت زیادہ ٹھیک ہوتی ہے اور آپ کی تدبیر سب سے تر ہے۔ اسی سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارا سردار بنایا اور فضیلت بخشی ہے آپ کا جوارادہ ہو اُسے پورا دے دے اور اپنے خالق پر پھر دہرے رکھئے کیونکہ یہی منکبِ معلوم ہوتا ہے۔ ہم سب مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ جیسا حکم صادر ہوگا بجالائے گا اور اللہ تعالیٰ تیرا مددگار ہے۔ اوستے پہلے بھی تمہاری تمہیں پر تمہیں کیا ہی و اسلام امیر المومنین نے فرمایا اس سے بھی زیادہ عمدہ دے کی ضرورت ہے۔ پھر عثمان نے کہا اے امیر المومنین! تم بھی جلتے ہو اور ہم بھی خوب واقف ہیں کہ ابو بکر صدیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم کو امتِ رسول پر مصیبت دی ہے۔ اصحابِ رسول سے تمہارے قول و فعل کو پسند کیا ہے مگر راہِ فاجر لوگ تمہارے خوں اور دھت کے سبب مسخ و فحور سے مازا گئے ہیں۔ کافراؤں نے تمہاری سختی سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں تمہاری رائے سب کی رائے سے اچھی ہے۔ اور میری رائے یہ ہے کہ تم خود اس ہم پر جاؤ و لشکر جمع کرو اور بنفسِ نفیس عثمانؓ ہم ہاتھ میں لوجو و فوجیں شام اور دوسرے مالک میں لگئی ہوئی ہیں سب کو طلب کرو۔ اور یہاں سے چلکر کوفہ اور بصرہ میں قیام کرو جب وہاں کی فوجیں بھی ساتھ ہو جائیں تو اُن افواجِ کثیرہ کی بھرپور بھارت کے ساتھ اللہ پر پھر دہرے کر کے چلو۔ اور ہمارے لشکر کھار کو شکست دیکر پریشان کر دو۔ آمینہ ہو تو نہیں منظور ہو۔ والسلام۔

## امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا رائے دینا

انجام کار امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف مخاطب ہو کر کہا یا ابوالحسن! تم بھی اپنی رائے ظاہر کرو جس میں مسلمانوں کی بہتری شامل ہو۔ آپ نے فرمایا اے خلیفہ رسول! تم خوب جانتے ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عزیز فرمایا اس امت کی ہدایت کے واسطے بھیجا تو اس وقت نہ کوئی دھت ہی تھا نہ کوئی پیسہ ہی پاس تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے مدد کی۔ ایک دن دو دستوں سے قوت بخشی۔ دین کے جھنڈے کو بلند کیا۔ مشکل کاموں کو حل کر دیا۔ بڑے بڑے سرکش اور مغرور سردارانِ روئے کار کی گردنیں توڑ ڈالیں۔ بہت سی فتوحات اور خوشیاں عطا کیں جس خدا نے ہمیں ایسے وقت میں کہ ہم بہت تھوڑے تھے فتوحات کرات کی ہیں۔ وہی خلافت میں بھی کہ ہم بہت زیادہ ہیں۔ ہم کو طغیانیوں کا۔ اے اللہ! اگر آپ امیر المومنین اپنے اصحاب میں زیادتی عقل اور فضیلت رائے کے سبب مستثنیٰ فرمائے۔ اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے رعایا کی بہتری کا ذمہ دراز ٹھہرایا ہے تو جو کچھ اذن کے لئے ہوتا ہے اسب ہوگا اسی امر کی توفیق کرات کرے گا اور شرکوں اور کافروں پر غلبہ بخشے گا۔ خلیفہ کو اس ہم سے شادمان رہنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور ظفر کی امید دہانی رکھنا چاہئے۔ اس وقت جو ہم میں آئی ہے اسکا تذکرہ نہایت

امیر المومنین علی بن ابی طالب

رائے اور حکم کی بات

رائے اور حکم کی بات



حوری ہے۔ ہر شخص اسی رائے ظاہر کر چکا ہے۔ اور کبھی رائے ٹکوں نہیں آئی۔ اسلئے سری یہ رائے ہے کہ تمام اویس کے لشکروں کو واپس بلالینے سے مقل کو مرنے  
 بلجیگا کہ ایسا لشکر لیکر تمام چیرٹھائے اور واک کر رہے وائے تمام مسلمانوں کو قتل کر کے اُن کے زل و فرزد کو اسیر کر لیجائے اور جو مسحدین تعمیر ہو چکی ہیں انہیں گراؤ  
 پھر ایسا فساد پھیل جائیگا کہ جکا و عیہ آسان نہوگا۔ اساسی مین کا حال ہے اگر دمان کا لشکر جلا آئیگا تو دمان کے مسلمانوں اور مساجد کی بھی یہی کیفیت ہوگی  
 جس کی تلافی نا ممکن ہے۔ اور یہ رائے کہ امیر المومنین خود چیرٹھائی کر کے مصلحت سے بہت بعید ہے کیونکہ مدینہ سے نصرہ اور کوہ کیطون امیر المومنین کے چلے جانے سے  
 اطراف و جواس کے سرکش گروہ بد مذہب اور کٹر چیرٹھائے اور یہ دونو شہر جو اسلام کے مرکز میں واقع ہیں جاتے رہینگے اور امیر المومنین کے لئے موجب تشویش اور مسلمانوں کے  
 کے واسطے خطرناک امر ہوگا کیونکہ اسوقت یہاں پر کوئی لشکر موجود نہیں جو تمہارے بعد مکہ اور مدینہ کی حفاظت کر سکے تمہارے جانے کے بعد مکہ اور مدینہ والوں کے لئے کوئی جگہ  
 نہیں کہ حادثہ کے وقت نیامہ سکین مسلمانوں کی نیت یہاں صرف انکا حلیہ ہی ہے۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ امیر المومنین مدینہ ہی میں قیام کے لشکر میں موجود رہیں  
 نسبت یہاں رہنے سے دشمنوں کو زیادہ خوف رہیگا۔ کیونکہ امیر المومنین خود ہم پر جانے لگے تو ایرانی چیر چاکریگے کہ عرب کا بادشاہ ہم سے ڈر گیا اسلئے خود ہم پر آیا ہے  
 اور جب قدر فوج اس کے ساتھ ہے سب اس قدر ہوگی اپنے مقام پر رہے اور مقابلہ کے لئے کسی بہادر تجربہ کار سردار کو شایستہ فوج سمیت روانہ کرے زیادہ تر  
 داب پیدا ہوگا اور آبروی رہے گی۔ آئندہ جو تمہاری رائے ہو۔ عمر نے کہا یا ابو الحسن آپ ہی ان سب مسلمانوں میں سے سے سینہ فرمائیں مقرر کریں کہ وہ اس فوج کو  
 انجام پہنچائے۔ آپ نے فرمایا نعمان بن مقرن مرنے اس جہم کے لائق ہے۔ عمر نے جوہی حضرت علی کی زبان مبارک سے نعمان مرنے کا نام سنا اچھل پڑے اور حضرت علی  
 کی رُئی تقریباً کین اور تمام اصحاب اس رائے کو بہت ہی پسند کر کے حضرت علی کے مدح سرا ہوئے۔ الغرض یہ نری فوج نعمان کے حوالہ کی گئی امیر المومنین نے منبر پر  
 اتر کر سائب بن اترع کو بلایا اور کہا میں تجھے عراق کی طرف ایک فوج پر بھیجا چاہتا ہوں اگر تجھے منظور ہو تو اُن کی تیاری کر لے۔ سائب نے کہا میں تیار ہوں جو کچھ  
 حکم دو بجا لاؤں۔ عمر نے کہا میں بہادری عراق کی طرف لشکر روانہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس لشکر کو جو نہاد میں فراہم ہو رہا ہے نیکست دے لشکر اسلام مقصد  
 تو مالی غنیمت کو تو تقسیم کرنا۔ اور ہر شخص کا حق بہت احتیاط سے ادا کرنا کہ بلا استحقاق کسی کو کچھ نہ دیا جائے۔ اگر اس فوج میں فتح نصیب ہوئی تو دولت اور نیکی  
 پائیگا اگر ارا گیا تو بہت میں جگہ ملے گی اور اگر خدا نخواستہ مسلمانوں کو شکست ہوگی اور تو زندہ رہا تو میرے پاس نہ آنا اور کسی طرف نہ نکھلنا۔ سائب نے کہا میں فرمانروا  
 ہوں۔ جس میں آپ کی رضامندی ہو مجھے قبول ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح نصیب کرے گا۔ اور حق کو باطل پر غالب کرے گا۔ امیر المومنین نے  
 نعمان بن مقرن مرنے کے نام حواسوقت عراق میں تھا اور سعد وقاص سے اسے ایک گاؤں میں جسے لشکر کہنے تھے حاکم مقرر کر دیا تھا۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ سلام  
 کے بعد واضح ہو کہ اہل کوفہ نے خط بھیجا اطلاع دی ہے کہ نہاد میں ایرانی فوجیں بہ کثرت جمع ہو کر اس خیال میں ہیں کہ نور اسلام کو معدوم کریں اور اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھ کر امید کرتا ہوں کہ مسلمان بھڑک اٹھیں گے میں نے نہاد میں جمع ہونے والے گمراہوں کے دفعیہ کے لئے ایک فوج مقرر کی ہے اور تجھے  
 اس کی امداد پر مامور کیا ہے لازم ہے کہ مضمون خط سے آگاہ ہوتے ہی انہی جمعیت لبر سفر اختیار کر اور اس موضع میں جسے کوشک سفید کہتے ہیں اور مدینہ میں  
 واقع ہے قیام کر اور اسے لشکر گاہ قرار دے۔ جب بصرہ اور کوفہ کے لشکر جو تیرے زیر سر ہوں رہنے کے لئے نافر ہو چکے ہیں پہنچ جائیں تو سب کو فراہم کر کے اور لشکر  
 کے فصل اور دیر نظر رکھ کر نہاد پر چڑھائی کر دینا اور اس فوج کو انجام دینا۔ یقین صادق اور امید واقع ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ تیرا معین و مددگار ہوگا اور دشمن مغلوب  
 و غار۔ سائب بن اترع کو بھی ایک خدمت سپرد کر کے جسکا ذکر تجھ سے مل کر کرے گا تیرے پاس روانہ کرتا ہوں۔ وہ تیری مصاحبت اور موافقت میں ہوگا اللہ تعالیٰ  
 کے فضل پر پورا بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اس نے روم اور فارس پر ہیکر فتیاب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کا فرمان ہے اِنَّ اللہَ لَا یُغْنِیُکُمْ اَلْمَالُ عَنِ اللہِ  
 تعالیٰ کا کوئی وعدہ خلاف نہیں ہے۔ جب دشمن کے مقابلہ بہت قریبی اختیار کرنا اور صبر کرنا یا ستار نہ رکھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ شہداء صابروں کی شان میں  
 فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اَوْفُوا بِعَهْدِہُمْ اَیْمًا مَّعَکُمْ لَا یَمَسُّہُمْ اَلشَّیْءُ مِنْہُمْ اَشْیَءٌ مِّمَّا کَفَرُوْا بِہِمْ اَوْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ

کہ بصرہ کی فوج میں سے تہائی فوج علیحدہ کر کے اہل کوفہ کی امداد کے لئے روانہ کر کے باہم ترکیب ہو کر جانب عراق جا میں اور ایک حصہ عمار یا سر کے نام لکھا کہ کوفہ کی فوج کا تہائی حصہ سالانہ حرب سے درس کر کے اہل بصرہ کی مدد کے واسطے روانہ کر دے وہ اُن کے ساتھ متفق ہو کر عراق کی طرف کوچ کریں اور کوشش سفید میں جوہدیں کے علاقہ میں واقع ہے پہنچ کر انھیں بنی مخرن سے جاملین اور ان کے ریر ومان ہو کر کافروں سے لڑیں۔ امیر المومنین کے حکم کے پہنچتے ہی عثمان حسن الحکم حلیہ متعلقین روانہ ہو گیا اور وہ اُن کے متصل کوشش سفید میں پہنچ کر حیا و فی والدی جب کوفہ اور بصرہ کی فوجیں آملیں تو انھوں نے تمام فوج کا جائزہ لیا۔ تیس ہزار سے کچھ زیادہ فوج شمار میں آئی۔ عثمان طلحہ سے جو یلدا اسدی کو چار ہزار سوار بصرہ اور کوفہ کی فوج میں سے دیکر بیش خمیرہ قرار دیا۔ وہ مدائن میں پہنچ کر اس وقت تک ٹھہرا کہ لہمان باقی لشکر کے ساتھ مدائن میں داخل ہو کر طلحہ وائل سے کوچ کر کے دسکرو میں آیا اور وائل سے جلولہ میں پناؤ ڈالا۔ غرض اسی ترتیب سے ایک سرل آگے بھیجے ہوئے رہے جو وقت طلحہ حرا میں پہنچا تو کسے کا ایک سردار شاوہن آزاد نام دس ہزار کی جمعیت سے وہاں موجود تھا۔ لشکر اسلام کی آمد سننے ہی سے لشکر واصل کی طرف بھاگ گیا۔ طلحہ حرا میں قیام کیا اور اس وقت تک ٹھہرا کہ عثمان بھی عقب سے آ پہنچا۔ چار روز یہاں آرام کیا کہ لشکر کی نگاہ دور ہو جائے اور گھوڑے تیار ہو جائیں۔ اُس کے بعد انھوں نے شحمال عرب میں سے ایک شخص قیس بن ہرادی کو جو ابو عیادہ بن جراح کی فوج کے ساتھ شام میں رہ چکا تھا بلا کر کھلا طلحہ سے غویہ قہر الاہب سے یہاں تک مقدمہ لشکر بکر واصل تھا۔ دماغی بحال لگا کر تو اُس کے لشکر کا تیس حصہ مکرنا تھوکان خدمت میں کوئی کمی نہ کرنا۔ قیس نے کہا میں مکرنا ومان بحال لاؤنگا۔ انھوں نے چار ہزار جدیدہ سوار حوالہ کر کے سب آگے روانہ کر دیا۔ قیس حوالہ سے لشکر واصل کی طرف چلا اُس جگہ تارین آزاد جو طلحہ کے سامنے سر ایس یا ہو کر ایک اور عجیب سردار ہرادیہ سے آ ملا تھا۔ میں ہزار کی متفقہ جمعیت سے معیم تھا۔ جب اسلامی لشکر قریب پہنچا تو دونوں سردار حرا و روہ ہو ومان سے بھی بھاگ نکلے اور ایک موضع ماور ومان میں آ کر دم لیا۔ قیس ہرادیہ میں داخل ہو کر قیام کیا۔ یہ موضع نہایت ہی عمدہ سرسبز و شاداب تھا اور صحت بخش آب و ہوا رکھتا تھا۔ کئی موسم بہار میں جو اصول اور شیریں کے ہمراہ کچھ دنوں یہاں قیام کر کے عیس و حشرت کا لطف اٹھایا کرتا تھا۔ قیس اس وقت تک یہاں ٹھہرا کہ انھوں نے مع فوج عقب سے آ ملا نہاوند کے لشکر کا مقدمہ اسی نواح میں تھا۔ جب اسلامی فوجوں کے آنے کی خبر مونی امیر سخت عجب چھا گیا اور بوجہ خوف پس یا ہو کر نہاوند کو چلا گیا اور ومان کے سرداران فوج کو اسلامی فوج کے آنے سے مطلع کیا۔ سرداروں نے انجن وادیم کو کہے باہم عہد و پیمان کئے اور قسملیں کھالیں۔ لشکر اسلام کے مقابلہ میں درستی یا کمی نہ کریں گے اور ہر گز ان کے سامنے سے قدم نہ ہٹائیں گے اور جس تک ہم انکو ایسے ملک سے نہ نکال دیں گے ایسے دس کا رخ نہ کریں گے۔ انھوں نے اسی حال کی خبر پر فوج کا دل ٹرہایا اور اللہ تعالیٰ کے وعدے سے فتح جو امت رسول سے کئے تھے نہیں یاد دلانے اور غارین سے خوب تیار ہو کر آگے بڑھے اور موضع دای میں قیام کر کے طلحہ بن جوہد اور بکر بن شماس لیشی کو جو بڑے بہادر اور بہت ہی ڈرائیاں لڑے ہوئے تھے بلایا اور کہا تم دونوں لشکر علیحدہ ہو کر نہاوند کی فوجوں کی کیفیت دریافت کرو۔ پھر صحیح صحیح حال سے مجھے اطلاع دو۔ دو روز رواہ ہو گئے اور کچھ مصلحت تک جا کر وائیں بائیں اطراف کا حقد حال ملک ہو کا معلوم کیا۔ اب رات ہو گئی بکر نے وائیں آ کر انھوں کو اطلاع دی اور طلحہ سے آگے جانے کی اجازت لیکر تہا آگے روانہ ہو گیا اور نہاوند کے قریب پہنچ کر حالات سے جب ایرانی فوجوں کا حال معلوم ہو گیا تو لپٹ کر اپنے لشکر میں آ ملا۔ لوگوں نے اُسے دیکھ کر کبر کی آوازیں بلند کیں۔ طلحہ نے سب تکبر و ریانت کیا لوگوں نے کہا تیرا وائیں آنا کیونکہ جب بکر آگیا اور نہاوند آیا تو سب کو یہی گمان ہوا تو نہاوند کو چلا گیا ہے اور مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کر کے لشکر کفار سے جاملتا ہے۔ طلحہ خشم میں بھڑ آیا اور بولا سبحان اللہ مجھے جیسا شخص ایسی ناپسندیدہ حرکت کس طرح کر سکتا ہے خداے واحد کی قسم اگر میں سو گنا گنہگار نہ ہوں تو بھی صفت رکھتا تب بھی تم کو بتا دے۔ عجب اختیار نہ کرتا اور کہیں ایسا ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے راہ راست دکھائی اور دین اسلام کرامت فرمایا ہے۔ اُس کے بعد انھوں نے نہاوند اور ایرانی لشکر کا سب حال بیان کیا۔ اب یہاں سے تمام فوجیں متفق ہو کر نہاوند بڑھیں اور عجیب سرداروں کو بھی خبر لگی کہ اسلامی فوجیں مستعدی کے ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔ حکم دیا کہ نہاوند میں جا چاکو نہیں کھو دینے جائیں۔ جس سے مسلمانوں کی فوج شہر کے متصل نہ ٹھہر سکے۔ انھوں نے بڑے کوفہ سے شہر کے نواح میں داخل ہو کر ایک موضع میں



قیام کیا اور لشکر گاہ بنایا۔ جیسے نصیب کئے اور تمام اطراف لشکر کو کاشوں لکڑیوں اور مٹی سے مستحکم کر لیا ایرانی سرداروں نے بھی لوہاروں سے آہنی گوکھرو  
سوار راستوں میں ڈلوادئے۔ انہوں نے عرب کے مامی بہادروں میں سے ایک شخص کو بلا کر کہا میں نے سہا ہے کہ ہاؤنڈ کا قلعہ فیصل اور برج نہایت ہی مصبوط و  
مستحکم ہیں تو کار آزمودہ آدمی ہے میں چاہتا ہوں کہ تو سوار ہو کر جائے اور قلعہ کے گرد بھر کر اس کے اندر جانے آئے کے راستوں کو دریافت کرے اسے کہا اسی دن  
رات کے وقت جاؤ لگا اور جو اچھی طرح دیکھ حال کر دنگا جب رات آئی تہہ بار لگا سوار سبب نہاد و تھیل لکھا۔ اور قلعہ کی ایک سمت سے گتے کر کے چاروں سمتوں  
دیکھ لیں اور اچھی طرح سمجھ کر ایسے لشکر کی طرف پلٹا۔ جب گر گاہ سے گزرنا چاہا تو گھوڑا رک گیا۔ اور جب تازیانہ لکھا بھی نہ ہلا تو برا حیران ہوا۔ گھوڑے سے اتر اور کئے  
اگلے پھیلے پاؤں کو ہاتھ سے چھو کر دیکھنے لگا تو ایک آہنی خار لکیر کے کانٹے کی ٹوک سے بھی زندہ تر تین ٹوکوں والا پایا۔ اسے لکھا لکرائیے پاس رکھ لیا۔ اور سوار  
ہو کر انہی فوج میں آیا۔ انہوں کو قلعہ کی حالت اور دیگر امور سے مطلع کیا۔ اور وہ ٹکونا آہنی خار بھی دکھایا کہ دشمنوں نے بہ کچھ بندوبست کر رکھا ہے۔ ہماری  
راستوں میں ایسے آہنی خار پھیلا دیئے ہیں اور جا بجا کنوئیں کھود رکھے ہیں۔ لشکر کو ان خطرناک امور سے باخبر کر دینا چاہئے کہ ہوشیار رہیں اور خطرناک راستوں پر  
نہ جائیں۔ انہوں نے لشکر کے سرداروں کو بلا کر ایرانی فوجوں کی تیاریوں اور ان تدبیروں سے جو عمل میں لائی گئی تھیں تفصیل وار اطلاع کر دی اور علی الصبح  
لشکر کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کر کے۔ میمنہ راستہ بن قیس گندی کو میسرہ پر میسرہ بن شعیب کو جناح پر طلحہ بن غولہ کو مقرر کیا اور قیس بن مسرہ مروی  
کو کہیں گاہ یہ چھوڑا قلب میں عمر بن سعد کرب کو جگہ دی اس ترتیب سے نہاد ویر بڑھے۔ شہر کے متصل پہنچتے ہی ایرانیوں کی بشمار فوج نکل پڑی اور ڈھول  
تلتے۔ نقارے۔ نیفریاں بجائے غل شور کرتے شہر کے ہاتھ لگاتے ہوئے مسلمانوں کے قریب آئے مسلمان بھی مستعد تھے۔ جنگ ہونے لگی۔ کھارنے تیر سا کچھ  
مسلمانوں کو زخمی کیا اور یہیم حملے کے شروع کے مسلمان ان کے حملوں کے وقت اپنی جگہ پر جمے رہے۔ پھر تو اس طرف سے بھی حملے شروع ہو گئے اور طرفین  
جی توڑ کر مقابلہ کر رہے تھے آخر کار مسلمان مدد آسمانی غالب آئے عجمی لشکر نے شکست کھائی۔ عین معرکہ سے ہٹ کر پھر کربھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے سخت تعاقب کیا  
قتل و قح کرتے تھے اور قابو پا کر قید بھی کرتے جاتے تھے۔ اسی شمار میں عجمی لشکر کا ایک ماہر کچر جاں مام کو سرے کا دوزر بھی تھا کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا مسلمان  
میں سے گنتی کے آدمی نہیں اور رجمی ہوئے اس عجمی لشکر کے بھاگ جانے کے بعد ایک اور فوج نے ان کی لہک ریکھ کر حملہ کیا۔ بڑی خون ریز جنگ ہوئی طرفین کٹ  
کٹا کر لڑ رہے تھے۔ اور بہادروں کی ہلاکائیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں۔ اسی کیفیت سے شام تک معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ جب رات آگئی۔ فوجوں نے ہاتھ  
کرانے ایسے لشکر گاہ کی طرف مراجعت کی۔ تھکے ہوئے کراہ رہے تھے اور زبردے ایسے مقتولوں کو روتے تھے اور رجمی معالجہ میں مصروف تھے۔ متقی اور جارحین  
ہر گروہ و زاری خدا کی طرف متوجہ تھے اور فتح و ظفر کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ سورج کے نکلنے ہی طرین کے بہادروں کے نعروں کی آوازیں آنے لگیں عجمی  
لشکر میں نقارے او ڈھول بج رہے تھے انہوں نے میمنہ۔ میسرہ۔ قلب۔ جناح اور ساق لشکر کو مقررہ ترتیب سے درت کر کے میدان جنگ میں صف بند کرا کر  
اور خود تہہ بار لگا کر سر پر خور کھا اور شمشیر حایل کر کے سوار ہوا۔ اور امیر المومنین عمر کا بھیجا ہوا جھنڈا ہاتھ میں لیکر گھوڑا اگدانا ہوا صفوں سے آگے نکل کر کھڑا ہوا  
اور لشکر کو غور ملاحظہ فرما کر کہا اے مسلمانوں میری بات سنو اور میری نصیحت کو یاد رکھو ایرانی لشکر غصہ میں بھرا ہوا ہے اور جنگ پر تیار ہوا۔ ہر طرف سے تہہ بار  
راستے روک دیئے ہیں۔ اگر تم انہیں شکست دیکر بھاگ دو گے تو ان کے گھار و وطن کچھ دیر نہیں میں بھاگ کر اپنے اہل و عیال میں جا ملینگے اور بہ آرام بیٹھیں  
اور اگر خدا نخواستہ تم کو شکست دی تو تم کہاں جاؤ گے نہ تم بصرہ میں جا سکتے ہو نہ کوفہ اور نہ یندیا مکہ میں کیونکہ فاصلہ بہت دور دراز کا ہے۔ ممکن نہیں کہ  
بھاگ کر اپنے وطن تک پہنچ جائیں۔ یہ بھی واضح ہو کہ تم آج اسلام اور کفر کے صح میں ایک دیوار بنے ہوئے ہو۔ اگر خدا نخواستہ یہ دیوار ٹوٹ گئی تو اسلام  
میں بہت بڑا فتور پڑ جائیگا۔ انھوں نے کہ تم حلاکی و حدایت کے قائل ہو اور اس کی ذمہ داری کی توفیق نہیں حاصل ہے۔ اور تم ایسی جماعت سے جنگ  
کر رہے ہو جو خدا سے علیحدہ ہو کر سورج چاند و آگ کو اپنا معبود قرار دیکر پوجتے اور انکو سجدہ کرتے ہیں اور اپنی حرمت عورتوں سے لکاح کرنا دیکھتے

جاریہ ہشتاد

میں۔ گناہان کبیرہ اور سخت باتوں پر پھریں۔ اور راہ حق سے ہٹ کر باطل کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ اس میں ہمارے لئے بہت ہی بڑا ثواب اور قیمتی کام ہے۔ ان لوگوں کو مضبوط رکھو اور اس گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ سے امداد اور فتح کے حوالہ دے دو۔ آگاہ ہو کہ میں شہادت کی آرزو رکھتا ہوں اور جہاد کو حد سے طلب کر رہا تھا۔ وہ آج کا دن ہے۔ اس کا فوج پر حملہ کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے۔ اگر میں شہید ہو جاؤں میرے بعد خلیفہ الیمان امیر موگہ اور اگر خلیفہ بھی شہید ہو گیا تو جبر بن عبد اللہ بجلی نہا را امیر موگہ۔ اور اگر وہ بھی درجہ شہادت یا گیا تو صاحب بن قیس کنڑی امیر موگہ اور وہ بھی زندہ رہا تو بخیرہ بن سنجہ امیر موگہ۔ پھر آسمان کی طرف تہمت کر کے کہا۔ اے خدا منوں کے بیٹے کو ان کا دلوں پر فوجیاں کیجو اور مجھے ایسے صل و کرم سے درجہ شہادت عطا کرنا یا ان کے لئے کُل سچائی دے دو۔ تحقیق تو سب شے میرا قادر ہے۔ پھر کہا اے دوستو آج جمعہ کا دن ہے۔ جب آفتاب نصف النہار سے تجا در لگے اور ہوا تازہ و سرچلے گی مسلمان مدبر اور مکہ کی مسجدوں میں ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں گے۔ میں اس وقت حملہ کر کے بمقابلہ کفار جہاد کروں گا۔ ممکن ہے کہ ہمارا حملہ ان کی دعاؤں کی رکت سے مقبول ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں فتح نصیب کرے۔ ایمان یہ باتیں کر رہا تھا کہ ایرانی لشکر گروہ درگروہ کے ترویج ہوئے فوج کے سردار قوی پیکل گھوڑوں پر جو نہایت عمدہ رین و لگام سے آراستہ تھے سوار ہو کر چھٹڑے اٹھائے ہر طرف سے انڈے چیلے آ رہے تھے۔ یہ سب سے کوہ پیکر باقی اور قسم قسم کا سامان حرب و صرہ ساتھ تھا۔ مسلمان اس شان و شکوہ اور فوج کی اس کثرت اور ہیت کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔ ایک مسلمان نے کہا میں اس دن کو اس دن جیسا تصور کرتا ہوں جیسا دریائے فرات کے کنارے ابو عبیدہ ثقفی اور اس کے ہمراہی شہید ہوئے ہیں عمر بن عبد کیش قلب لشکر سے آواز دی اے مسلمانو! امیر کے چھٹڑے پر نظر رکھو اور ایسا قتل گوارا کر دو۔ آج کا دن بڑا سخت دن ہے۔ جب ہمارے ہوا کا وقت ہو انھماں نے اول مرتبہ چھٹڑے کو حرکت دی مسلمانوں نے مسابہ کر کے فوراً گھوڑوں کو علیحدہ کر دیا حملت باز ادا کی انھماں نے اپنے چھٹڑے کو پھر دوسری دفعہ حرکت دی سب گھوڑوں پر سوار ہو کر حملہ کے لئے مستعد اور تیار ہو گئے۔ ہر شخص ایک دوسرے سے محافل طلب کر کے مصافحہ کرتا اور زار زار روتا تھا۔ اب انھماں نے تیسری دفعہ چھٹڑے کو حرکت دیکر بلند کیا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ایک سیدی پہاڑ ہو میں بازو پھیلائے اڑ رہا ہے۔ ساتھ ہی تکبیر کہی اور کفاروں پر حملہ کر دیا۔ تمام لشکر نے اسی متابعت میں آواز دے تکبیر بلند کی اور یکبارگی فوج محافل پر چارے اس وقت ان کی تکبیر کی صداؤں سے دشمن پر ایسی سمیت چھائی اور خوف طاری ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں کاٹنے لگے۔ کمانداروں کے ہاتھوں سے تیر اور کمانیں چھوٹ پڑیں اور قدم ڈنگا گئے۔ انھماں کے حملہ کرتے ہی سب مسلمان ٹوٹ پڑے تھے۔ خوب گھمسان کارن پڑا اور بیشمار خلقت ماری گئی اُسی جوش و خروش کی حالت میں انھماں نے ایک عجمی ہمار کو نیرہ مار کر گرایا اور ایک دوسرے ایرانی نے انھماں کی ٹپت پر چرہ لگا کر شہید کر دیا۔ اس پر اللہ کی رحمت ہو۔ ایک عجمی سوار اسی گرا کر ماری میں انھماں کو کشتہ دھکے کھوڑے پر سے کود پڑا اور انھماں کا عمامہ اس کے شہر پر ڈھک دیا کہ اُسے پچانکر مسلمانوں کے قدم جہاد سے نہ ڈنگا جائیں۔ انھماں کے بھائی مسحق بن مرقن نے آگے بڑھ کر چھٹڑا سمجھا لیا اور برفروانی کرتے ہوئے حملہ کیا اور کشت خون کرتے کرتے خود بھی شہید ہو گیا۔ اس کے بعد انھماں کے دوسرے بھائی سوبید بن مرقن نے چھٹڑا لیا اور برفروانی کر کے حملہ کیا۔ کئی عجمی ہماروں کو مار کر زمین پر گرادیا جب انھی ہو گیا تو اُن کا پھرا اور خلیفہ الیمان نے علم لیا۔ حملہ کر کے حتی جہاد ادا کرتا تھا۔ نماز عصر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی اور طرفین خوب ہی کٹ کٹ کر لڑے۔ جب رات ہو گئی تو دونوں فوجیں اپنے اپنے لشکر گاہوں میں علی آئین۔ اب دوسرا دن ہوا اور سورج نکلا تو دونوں لشکروں نے پھر سوکہ آرائی کی تیاری کر کے میدان جنگ میں قدم جمایا۔ ایک ایرانی سوار جو بڑے قد اور گھوڑے پر خوب جما بیٹھا تھا دونوں صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا۔ تمامان ہم کی تحریکیں بیان کر کے کہائیں گودڑ کا میٹھا لور ان ہوں۔ تمہارے لشکر میں کوئی شخص ہے جو مقابلہ نہ کرے مسلمان اُس کی لائق درگزان تھے اور اُس کے مقابلہ کی ہمت نہ پاتے تھے۔ لہذا ان نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور ایک طرف سے گھسکر دوسری طرف لٹل گیا اور وہاں سے پلٹ کر پھر صفوں میں دریا اور ایک مسلمان کو گھوڑے کی پیٹھ پر سے اٹھا کر اپنی فوج میں لے گیا۔ اور قتل کر دیا۔ اس کے بعد پھر پلٹ کر گیا اور دونوں طرف سے بیچ میں کھڑے ہو کر دونوں مقابل کو طلب کیا۔ مگر جب کوئی نہ نکلا تو اس نے پھر فوج اسلام پر حملہ کیا اور ایک کو اٹھا کر دوسری طرف کو سونپا۔ اپنے لشکر میں ایک اور

بہت فتنہ ساز

جنگ دوم



تیسری دفعہ حملہ کر کے ایسا ہی کر لیا یا عمر معرکہ کے چھپے گھوڑا ڈالا اور تلوار کا ایسا ہاتھ اٹھائے سر جھوڑا کہ خود کو کاٹ کر سر کو شکاف تہ کرتی ہوئی سیہ میں در آئی۔  
 دوران گھوڑے سے گر پڑا اور جان مالک دوزخ کے حوالہ کر دی۔ عمر نے گھوڑے سے کود کر اٹھنے تمام اسلحہ اتار لے کہتے ہیں کہ دوران حوثی باندھے ہوئے تھا اور عمر کے  
 کے ہاتھ آئی اسکی قیمت سات ہزار دنیا چانچ گئی۔ عمر معرہ کر کے ہاتھ دوران کے ہلاک ہوتے ہی ماری لٹکے حملہ کیا اور مسلمانوں کی صفوں کے قریب پہنچ کر تیر سنانے  
 شروع کئے بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے اور اس سبب کہ وہ قریب پہنچ کر برابر سرسار ہے اور کوئی تیر حطانہ کرتا تھا۔ مسلمان مری طرح سے حسرتہ اور زخمی ہو رہے  
 تھے یہ حال دیکھ کر عمر معرہ کر لے آواز دی کہ اے مسلمانوں قرآن شریف کے پڑھے والو یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ فارس کے ماترے جنگ کے وقت تم سے زیادہ صابر  
 اور رعب لکھیں اور تم ایسے بیدل اور خستہ جگر ہو جاؤ۔ اسی عورتوں اور بچوں کا خیال چھوڑ دو اور ان کی طرف سے کچھ اندیشہ نہ کرو۔ جنگ کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ  
 جو شخص تم میں سے مارا جائیگا تہید ہوگا اور دنیا میں بکنامی کے ساتھ تہمت لپگے۔ یہ کہہ کر گھوڑے سے اُتر پڑا اور اس کے ہمراہی بھی پیدل ہو گئے محمی دلیروں نے بڑی  
 شکوہ سے عمر پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں تیس جنگی ہاتھی بھی کفار کے ساتھ تھے اور ہر ایک ہاتھی کی کئی تھیں سوار۔ عمر نے اُن کے حملے کو بوقت قدم حمائے رکھا اور قابل تعریف  
 طریقہ سے جنگ کرتا رہا۔ ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ مہمان جنگ کی ریں ابراہیموں کے خون سے رنگیں ہو گئی اور سب کے سب ہاتھی ایسے سواروں سمیت مارے گئے ابیں  
 ایک متنفس بھی زندہ نہ بچا۔ یہ حال دیکھ کر ایک اور عجیب گروہ حمیں تقریباً دس ہزار سوار تھے مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ اُن کا سیہ سالار شہر کاتان کا باشندہ کسرے کا ایک  
 سردار آذر گرد نام آگے آگے چلا آتا تھا۔ تاج مرتع سوار ہر سر رہتا اور خدام بالائے سر جھنڈا اکھوٹے ہوئے دائیں بائیں جانب دس جنگی ہاتھی مسلح اور آراستہ آ رہے تھے  
 اور ہر ایک ہاتھی کی کئی مامور ہاد و نیزہ باز سوار تھے۔ آذر گرد کا ہاتھی سب ہاتھیوں کے آگے تھا۔ مسلمان اس نظارہ کو دیکھ کر حیران تھے کہ کیا تہذیب کچھ ایسی نہیں  
 ہیرہ مروی یہ حال دیکھ کر سر کی طرح گھٹپا اور تہمت لپکے ہاتھی کی سوڈیر الیا دار کیا کہ وہ کٹ کر میں پر جا پڑی۔ ہاتھی اُلٹا پھرا سر حیدر اوس کے عملیوں نے  
 اُسے روکنا چاہا مگر نہ رکا اور انکندی میں جا پڑا آذر گرد کا اُس سے علیحدہ ہونا ہی تھا کہ مسلمان بھی حائشیے۔ نیر اور تلواروں سے اُس کے یزے پڑے کر دیے  
 اوس کے بعد ایک اور ایرانی سردار ہرمدان بن راوان نام ایک ہزار نیزہ دار سواروں کو لیکر مقابلہ پر آیا۔ وہ بھی ایک بڑے ہاتھی پر سوار طلانی تلح سر رکھے برہم  
 شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور کئی جنگی ہاتھی گرد و پیش موجود تھے۔ غزوہ بن زید طلانی نے اسی فوج سے کہا اے بھائیو ہماری قوم کے سوا ب کا کوئی فقیہ ناتی ہیں  
 جسے ایرانیوں کی جنگ میں جوعظیم حاصل نہیں کیا میں چاہتا ہوں کہ اس سرکش سردار کو جو اس آل مائے ٹرھا حلا آ رہا ہے میں پا کروں تکو میری امداد کرنی چاہئے  
 اُس کے چچا کی اولاد میں سے تین سو سواروں نے اسکا ساتھ دیا اور ہرمدان کے لشکر کی طرف چلے۔ حروہ نے رہے سر موکر لغزہ تکیر ملن کیا اور ہرمدان کے ہاتھی پر حملہ  
 کر کے تلوار سے سوڈ کاٹ ڈالی۔ ہاتھی کے گرنے ہی ہرمدان بھی سیچے آ رہا اُس پر بھی غزوہ نے تہمت کا ایسا ہاتھ رسید کیا کہ سرزن سے جدا ہو کر میدان میں گبد کی طرح  
 دور جا پڑا۔ پھر تو مسلمان کا وروں پر لوٹ پڑے۔ حروہ دار کشت و خون شروع کیا یہاں تک کہ ان ایک ہزار سواروں میں سپاس سے بھی کم بھاگ کر جان بچا سکے  
 مسلمانوں کو ہرمدان کی لوٹ سے رکتیر اور مال وافر دستیاب ہوا بہت سے گوتوارے۔ دستانے پیلے اور طوق اور سامان جنگ کے متعلق بھی بہت سی ایتیا سئل  
 وزرہ وجوش و نیزہ و تیر و بحیرہ ہاتھ آئے۔ غزوہ شام تک جنگ کرتا رہا جب رات ہوئی تو دونوں فوجیں ایسی اپنی جگہ واپس چلی آئیں اور ایسی درستی میں معرہ ہوئیں

## تیسرے دن کی لڑائی۔

جب صبح نمودار ہوئی۔ نہاوند کی جمعیت عظیم شہر سے نکلی۔ ڈھول نغارے بجنے شروع ہوئے اور مسلمانوں کی صفوں کا مقابلہ تھے۔ آج خلیفہ یمانی نے اسلامی لشکر  
 کی سینہ اور سپرہ اور قلب و جناح کی سیاہ کو موثرہ ترتیب سے قائم کیا تھا۔ اسی میں ایک عجیب سردار نوش جاں بن بادان نام خوش خوش ایرانی سیاہ سے لٹکا کر آگے بڑھا  
 وہ خود ایک جنگی ہاتھی پر سوار تھا اور بہت سے ایرانی بہادر گرد و پیش موجود تھے۔ عمر بن معرہ کر کے اُس کے مقابلہ کی تیاری کر کے تہذیب نام سے لی اور تہذیب

کے ہاتھی کی طرح کھٹا جب قریب پہنچے تو نوش جان لے مٹی تیر و کاں کسحالی اور عمر تیروں کی لوجیا رشتہ عکرمی سپہم ایک سیر تھر زالی کے جسے عمر بھی تو کی  
 عمر کے بھائی اُس کی مدد کے واسطے دوڑ پڑے کہ اُسے سچا لائے نوش جان لے مٹی ایسے ہمارے ہیں تو نہی کی وہ بھی یکہ ارگی باگیں اٹھا کر مسلمانوں پر اُڑے دست مدت  
 جنگ ہونے لگی اس آئندہ میں عمر سبھل گیا اور لشکر سے علیحدہ ہو کر نوش جان کے ہاتھی کی سوڈیر وار کیا سوڈ کا کٹ کر گیا تھا کہ ہاتھی بھاگا۔ اور کچھ دو جاگر گڑا  
 مسلمان دیکھ کر دائیں بائیں حاس سے دوڑ پڑے اور نوش جان کے قریب پہنچے ہی ضرب تیر کام تمام کر دیا دولوں لشکروں سے سور و عو علانہ ہوا اور گد و غدار نے  
 تمام زر گاہاٹ کیا نوش جان کے قتل ہوتے ہی ایک اور ہا دندی بہادر ہر فرس واراں مام یا پچھرا چہرہ عسی سوار لیکر مقابل ہوا اسی نے اسی نوش کی طرف  
 خطاب کر کے کہا اے مسلمانوں ان جمیوں میں ذرا بھی انصاف ہیں ہے کہ ایک مرد کے مقابل ایک ہی شخص کو کھین اُس کے مقابلے کے لئے ایک آدمی حالتیے قوم و مقابل کیار  
 اور تیرتہ واروں میں سے ہزار آدمی اُس کی مدد پر نکل آتے ہیں اور سب یکہ و تہا شخص پر ٹوٹ پڑتے ہیں اس لشکر کثیر لشکر مقابلہ مریا سب کے سب اسلحہ اور سامان حرب  
 سے آراستہ ہیں بہت سے جنگی ہاتھی ساتھ ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھر دیکھ ادرائش کی طرف سے حفاظت اور امداد بھیجے اُستیدہ وار ہو۔ اور شخصیں  
 اسلام کی تقویت اور شریعت خیر الامام کی رونق قائم رکھنے کے ارادہ سے جانوں پر چل جاؤ۔ میں اس باطل قوم پر حق کی طرح حملہ کروں گا تم کو مرسا ساتھ دیا جائے۔  
 سب نے اقرار کیا اور حملہ کے لئے مستعد ہو گئے۔ اتنے میں قس غیلاں کے قیدی کے دو بھائی بکر اور مالک اسی صفوں سے نکلے کہ ہم اس مردار پر حاکم ہر فرسے حملہ  
 کریں گے اور حرائے نیک کے سوا اور کوئی حوائش نہیں پھر متفق ہو کر مقابلہ پر نکلے کچھ دیر تک ہڑے سے جنگ کرتے رہے اور لشکر میں سے راستہ نکال کر مریا جارہے ایک  
 دست راست سے اور دوسرے نے دس جیب سے حملہ کر کے نیزہ مارا ہر فرما ہاتھی سے بچ کر گر گیا اور اس کے لشکر نے یہ حادثہ دیکھ کر دونو بھائیوں کو گھیر لیا جو پر  
 حربہ اور تلوار پر تلوار مارتے تھے یہاں تک کہ دونو ہید ہو گئے اللہ تعالیٰ دو دیر رحمت نازل کرے پھر نوش جان کے گرد و جبار ملند ہوا اور ہر طرف سے لشکر کھارے هجوم  
 کر کے مسلمانوں کا رخ کیا۔ عمر سعدی کر نے اس طوفان گرد و عسب راور سیل گیر و دار کو دیکھ کر کہا اے مسلمانوں اس دن کو مریا قادیس کے دن حسیا کھیا  
 جیائے سارے ہی ربید کے بہادر وادارے سنی مذبح کے دلاور وادارے نحمہ کے سیاہو غوب سمجھ لو کہ آج جو شخص جنگ میں تاس قدم رہے گا۔ مدیہ میں قریب اور  
 دوسرے باشندگان عرب اُس کی تعریفیں اور توصیفیں بیاں کر کے اُس کی شجاعت اور بہادری کا ذکر کریں گے ہر حربہ جس عبد اللہ بخلی نے مخاطب ہو کر کہا اے  
 مسلمانوں تمہیں دشمن سے جنگ کرتے آج قیردن ہے۔ ہر خدیجہم اُنہیں قس کرتے ہیں ملان کی تعداد میں کمی نہیں ہوتی جب ہم کسی لشکر کو شکست دیکر بھاگتے  
 ہیں تو اُس سے بھی زیادہ اور فوج مقابلہ پر آ بھیجتی ہے ہمارا ایدہ نعمان بن مقرن اور اُس کے بھائی اور اور سردار تہمد ہو چکے ہیں اور نیزہ و درودا تہادہ صفہاں  
 میں موجود ہے۔ ہیکو اُنکی طرف سے لے کر رہنا کا ہے۔ بہادادہ ہمارے سر پر اور فوج بھیج دے سارے مصیبت یہی ہے کہ حقدار مگس ہو اس ہم کو بہت  
 جلدی ختم کر دینا چاہئے۔ ہم میں سے جو مارا جائیگا۔ بہشت میں جائیگا اور جو زندہ رہے گا وہ نیکیا کے ساتھ تہرت یا نیکیا طلیحہ بن حوید نے قسم کھا کر کہا کہ ہر حربہ کہتا  
 ہے اس سے انکار نہ کرنا چاہئے۔ اس ہم کا خاتمہ اس حملہ میں ہونا چاہئے۔ حوامتھ نصیب ہو خواہ شکست۔ ہم میں ایرانی لشکروں کے مقابلہ کی زیادہ طاقت نہیں  
 عمر بن عبد کی کہ اے سرداران عرب شکست کا نام نہ لو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم فتح پائیے اور میرادل کو اسی دے دے کہ مسلمان ضرور ظفر مند ہو گئے۔ پھر کہا اے  
 بھائی تاج کا دن ایسا ہے کہ جو شخص آج کو شش کرے گا آئندہ زمانے میں نیکیا ہو گا میں چاہتا ہوں کہ مجھے آج تہادت نصیب ہو۔ اور جس کیس کو گد دے تہادت  
 ہو مریا ساتھ اُسے خدا کی قسم میں اُس نے ہشوں گاتا۔ تھیکہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہو یا مجھے تہادت۔ یہ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور قبضہ تشریر پاتھ رکھ کر جوڑی  
 اور تیر لکھ لکھار پر جا پڑا۔ قبیلہ مدح کے سوار اُس کے ساتھ لگے۔ ہری سستی سے کفار کا مقابلہ کیا۔ تلوار پر تلوار کچھ لگی۔ حربہ ریحہ پرتا تھا اس قتل و قح کی گرم بارانی  
 میں عمر کے گھوڑے نے گردنی کھائی عمر گھوڑے پر سے نیچے آ رہا اور گھوڑا بھاگ گیا۔ ایرانی فوج نے عمر کو گھیر لیا۔ عمر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ گئی۔ عمر ایک اور  
 تلوار و زنون نام بھی لگائے ہوئے تھا وہ گھسیٹ لی اور از جنگ کر کے بہت آدمی قتل کے انجام کار وہ تلوار بھی ٹوٹ گئی۔ اس عمر نے سچا لیا و سوار سے رہے



بھائیوں کو آواز دی کہ اسے رفیقو جان پھیل کر اترتے رہو۔ آج ہی کا دن معرکہ آرائی کے لائق ہے۔ اور کھارچہ جو کم کر کے مسلمانوں پر ٹوٹے پڑتے تھے اور مسلمان بھی حملوں پر جگے کرے۔ اور جان توڑ کر لڑ رہے تھے۔ مگر ایرانی لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ہر طرف سے اٹھاتے تھے اسی شان میں ایک ایرانی بہادر بہرام نام نے عمر پر حملہ کیا اور موقع پا کر ایک تلوار سر پر لگائی۔ عمر زخمی ہو کر گر پڑا پھر تو تمام لشکراُس طرف جھک پڑا اور شہید کر دیا۔ اس پر اللہ کی رحمت ہو۔ عمر کے تہید ہوتے ہی عجمی لشکروں نے زیادہ دلیر ہو کر مسلمانوں پر پے درپے سخت حملے کرنے شروع کر دیے اور پس پا کرتے ہوئے لشکر گاہ سے بھی دوڑ پھارے گئے اور مسلمانوں کے گروہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ مگر ہر ایک جماعت جنگ میں متوجہ تھی۔ اس لشکر کی سرداری ساریہ بن عامر حمی کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں کی کچھ جمیعت اُسکے گرد فراہم ہو گئی اور نہایت ہی غیظ و غضب سے منہ میں کھٹ لاکر کافروں پر حملہ کیا اور اُن کی آگے بڑھی ہوئی جمیعت کو پیچھے پھینک دیا اور قلعہ لشکر پر چارپننے کا قصد کیا کہ شاید اسلحہ خزانہ کو شش سے ہم سر ہو جائے۔ پس آواز بلند کی کہ لکھ لکھ کر رہی ہوئی جمیعت کو ایک جگہ کیا اور سب متفق ہو کر ساریہ کے زیر حکم ایرانیوں کے قلعہ لشکر پر حملہ کیا۔ رزم گاہ کے ایک سمت پہاڑ واقع تھا اور کچھ ایرانی بہادر اور افسر کینگاہ میں لگے ہوئے تھے کہ لشکر اسلام اس جگہ سے گزر جائیگا تو عقب سے حملہ آور ہو کر روک لیگے۔ سب اُنکی جمیعت تھوڑی سی رہ گئی ہے سب کی قتل کر دیگے۔ مسلمانوں کو اس بات کی اطلاع نہ تھی تب گھر گھر پھرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جب اُس پہاڑ کے متصل پہنچے تو ساریہ کے کان میں آواز آئی کہ ناسا ہر ایک اُنکے قتل کی اطلاع ہو کر ساریہ آگے پہاڑ پر خبردار ہوا اور عقب میں دستان گھات لگائے ہوئے ہیں ساریہ نے فوراً گھوڑے کی باگ روک لی اور سب مسلمان بھی ٹھہر گئے بخور کھیا تو معلوم ہوا کہ ایرانی دوج پہاڑ کی آڑ میں گھات لگائے مستعد کھڑی ہے۔ قریب تھا کہ مسلمان کچھ اور آگے بڑھ جاتے تو وہ کینگاہ سے نکل کر گھیر لیتے۔ ساریہ نے کہا اے عمر کو یہ محض غمات الہی ہے کہ ہمیں ایسے خطرناک مقام سے اس طرح مطلع کر دیا اور لشکر کفار کا مکرو فریب کا گر نہ ہوا اگر ہم بھڑکی کے ساتھ آگے بڑھ جاتے تو سخت نقصان اٹھاتے۔ اب مناسب یہی ہے کہ سب ان گھات لگانے والوں پر حملہ کریں اور انہیں منتشر کر کے قلعہ لشکر کی خمریں۔ مسلمانوں نے یکبارگی پہاڑی طوائف پر حملہ کر کے بھجوں کو قتل کر دیا اور کچھ بھاگ گئے۔ جب خدا تعالیٰ کی مدد سے اس گروہ کو منتشر کر دیا تو قلعہ لشکر کی طرف رخ کیا اور ایسی خورجین جنگ ہوئی کہ بیان نہیں کی جا سکتی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایرانی لشکر کا بہت ساحہ خاک و خون میں غلطان نظر آنے لگا۔ ہر طرف کشتوں کے پستے لگ گئے۔ اور خون کھانے بننے لگے۔ جدھر سے ایرانی لشکر حملہ آور ہوتا مسلمان شیران گرسنہ کی طرح اُسی سمت کو جھپٹتے اور مار گرتے۔ انجام کار ایرانی مغلوب ہو کر بھاگ نکلے۔ بہاد کا علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گیا کہ منتشر ہو گئے۔ جو کاحیطر سُنہ اٹھا جلا گیا۔ مسلمانوں نے دوفر سگ تک پھیا کیا بیشمار آدمی قتل اور اسیر کئے۔ مسلمانوں نے وہ رات نہادند میں بسر کی اور اس اندیشہ سے کہ بہادر ایرانی جمع ہو کر بھڑکی میں چھایہ ماریں۔ تب بھر گواہ دہرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شکست خوردہوں کے دل میں ہمدردی اور ہراس پیدا کر دیا تھا کہ وہ فراہم نہ ہو سکے۔ کچھ قہم کیوں اور بعضے کا شان کی جانب بھاگ گئے۔ اور باقیوں نے باستان اور اصفہان کی راہ لی دوسرے دن مسلمانوں نے ایسی فتح عظیم کے بعد لوٹ کا سامان فراہم کیا۔ ہر قسم کا اسباب تو دوسرے جمع ہو گیا۔ پھر اپنے اپنے کشتوں کو تلاش کر کے دفن کیا۔ بعضے کشتوں کو اُسی جگہ جہاں مارے گئے تھے دفن کیا اور بعضے شہداء کو اُس مقام پر دفن کیا جسے قبور اتہد کہتے ہیں۔ شہیدوں کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد ایک نہادندی نے سائب بن اقرع کے پاس حاضر ہو کر کہا اے امیر میں تجھے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ سائب نے کہا بیان کر اور اس نے کہا اگر تم مجھے اور میرے کنبہ کو املاں دو گے تو بھیر جان کا خزانہ تا دو لگا سائب نے کہا ایسا ہی کیا حادے کا تو خزانہ کا حال تا کہاں ہے اور بھیر جان کون شخص گزرا ہے۔ نہادند کے باندہ نے کہا بھیر جان بادشاہ نیر جرد کا وزیر تھا۔ بھیر جان کی بیوی جو نہایت ہی حسین اور نازک تھی چھپوان محبت رکھتا تھا بھیر جان نے اس راز کو معلوم کر کے اُس عورت کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کو بھی اُنکی خبر ہو گئی۔ ایک دن بھیر جان سے پوچھا میں نے سنا ہے تیرے قبضہ میں اب صان کا چشمہ ہے۔ مگر تو اُس سے لب تر نہیں کرتا۔ اسنے جواب دیا بیشک یہی بات ہے میں نے اُس چشمہ کے متصل تیرے پنچوں کے نشان دیکھے ہاتھ میں۔ اسنے بھیر جان اُس کے پاس نہیں جاتا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ بھیر جان کو اسلحہ سے اطلاع ہو گئی ہے۔ اسے ایک تاج مرصع بخوار اور طلائی سامان کثیر بطور انعام بھیر جان نے وہ سب اپنے خزانہ میں جس سے میرے سوا اور کوئی شخص واقف نہیں رکھ چھوڑا ہے اور بھیر جان مسلمانوں کے مقابلہ کے

بہادند و خورجین کا بہادر

کے وقت مارا گیا ہے۔ سانس لے کہا بہت اچھی بات ہے۔ نہاوندی نے سائب کو خزانہ تادیلا اور اسے تمام سامان کو ایک مقفل صندوق میں بند کر کے اور مہر لگا کر حرا سول سے پوشیدہ اپنے پاس رکھ چھوڑا۔ اس وقت لوٹ کا تمام سامان فراہم ہو گیا جس نکال کر باقی کو فروغ پر تقسیم کر دیا۔ العرض خسران غنمت اور اس ذخیرہ بھر جان کو سائب ہمراہ لے کر مدینہ میں بخیریت امیر المومنین حاضر ہوا۔ امیر المومنین سائب کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھا اسے سائب تباہ کیا کیا حال ہے میں اُنکی فکر کے سبب چین ہوں۔ سائب نے کہا امیر المومنین کو شہادت ہو کہ آپ کی دعا کی برکت سے مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی ہے اور کفار قہر اور ربا د ہو گئے ہیں۔ یہ نہاوندی کو لٹ کا محسن حاضر ہے۔ عمرؓ نے لشکر والوں میں سے ایک ایک شخص کا حال پوچھا سائب جواب دیتا رہا جب عمرؓ نے معذی کر کے پوچھا سائب نے کہا عمرؓ امیر المومنین دوا ہو۔ وہ معرکہ کفار میں تہید ہو گیا۔ اُسے اس قدر زخم کھائے تھے کہ شناخت میں نہ آتا تھا صرف کپڑوں سے پہچانایا گیا۔ پھر نمان کو پوچھا سائب نے کہا پھر روز کی لڑائی میں سے پہلے وہی تہید ہوا تھا۔ امیر المومنین نمان عمرؓ اور تمام تہیدوں کے واسطے بہت ہی رونے اور کہا اسے بارالہاس لوگوں نے اسلام کو قوت پہنچا لے اور دین کو رونق دینے کے واسطے جانیں دی ہیں اُنکو سختہ بچو۔ پھر کہا اسے سائب اب لشکر کا کیا حال ہے۔ سائب نے جواب دیا کہ تقسیم غنمت کے اور قصہ ملک کے بعد جس میری ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ کر کے کوفہ والے کوفہ کو اور بصرہ والے بصرہ کو چلے گئے ہیں۔ اُس کے بعد امیر نے جس غنمت طلب کیا جو مسجد میں حاضر کیا گیا۔ اور تمام ہاجرہ و انصار بھی گئے اس وقت ہر ایک کو اس کا حصہ دیا گیا۔ اس تقسیم کے بعد سائب نے امیر المومنین کے پاس حاضر ہو کر ہمت شکنی خزانہ بھر جان کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ ہے حاضر کر سائب نے سامنے رکھ رکھ کھولا۔ عمرؓ ان جواہرات کو دیکھ دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ عثمان بن عفان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام طلحہ اور زبیر نے بھی معائنہ کیا۔ امیر المومنین نے ان کے سامنے اس صندوق کو اس طرح مقفل کر رکھا کہ بیت المال میں بھی یا کہ کسی دن مسلمانوں کے کام آئے گا۔ اس کے بعد سائب نے اپنے گھر چلے گئے۔ دوسرے دن امیر المومنین عمرؓ نے مسجد میں مگر تمام دوستوں اور سائب کو طلب کیا اور کہا اسے سائب تو نے مجھے کس لئے آگ میں جلا نا چاہا تھا۔ اُس نے کہا جبر ہے۔ بیان فرمائیے کیا بات ہے۔ آپ نے کہا اُس صندوق کو جسے تو نے لاکر دیا ہے اور اب بیت المال میں رکھا ہوا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ اُس سے آگ کے تھلے نکل رہے ہیں اور اُنکی لٹیوں کی گرمی مجھ سے قریب ہوتی جاتی ہے۔ میں بچھے بیٹھا ہوں کہ بوا د اعلیٰ اؤن۔ اسی حیرانی اور یثیانی میں کیسے کہتے تھے کہ اسے یہ خطاب اس طلائع سامان کو انہی مسلمانوں کے پاس بھیج دے جنہوں نے اپنی جانیں عزیز نہیں کی ہیں وہ لوگ اس میں سے اپنا حق لیکر خسران تیرے پاس بھیج دیں گے۔ سائب تو اس صندوق کو ابھی کوفہ اور بصرہ میں لایا اور فروخت کر کے جس کا اسمیں حق شامل ہے تقسیم کر دیا۔ خسران میرے پاس واپس لاکر یہاں کے مسلمانوں میں تقسیم کروں سائب نے حکم امیر المومنین ان جواہرات کو لیا اور کوفہ کی مسجد جامع میں رکھ کر فروخت شروع کی عمرؓ حریت فخر دی لے اس سے مال کو بھروسہ رقم کثیر خرید لیا۔ سائب نے جس علیلہ کے کے باقی زر کوفہ اور بصرہ کے ان مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جو جنگ نہاوندی میں شریک تھے۔ اور زر جس بخیریت امیر المومنین عمرؓ پہنچا دیا اور وہ صحابہ کرام تقسیم کیا گیا۔

## امیر المومنین عمرؓ کے زمانہ میں علاقہ رے اور دشت پے کا فتح ہونا

جب مسلمانوں نے نہاوند کو فتح کر لیا اور بے اندازہ مال غنیمت ہاتھ آیا تو اسلامی لشکر کو زرو مال اور سامان جنگ کی طرف سے بہت بڑی تقویت حاصل ہو گئی۔ اب امیر المومنین عمرؓ نے علاقہ رے اور دشت پے کی فتوحات کا خیال کیا کوفہ کے حاکم عمار بن یاسر کو نام لکھا جس کا مضمون یہ تھا لبسہ علیہ السلام الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام امیر المومنین کی طرف سے یہ خط عمار بن یاسر کے نام ہے۔ خدا نے جس شان کے لئے محمدؐ دشمن دیا ہے جس نے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا۔ اہل اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اور کافروں کو ذلیل و خوار کیا۔ اسے خدا کے بدول جناب باری تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اُنکی نعمتوں کا شکر و سپاس بجالاؤ۔ اُسی نے دشمنوں کے ملک پر ہم کو قبضہ دیا ہے اور اُسی نے ان کا مال محتاج تہیں بخشا ہے اور تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو وہی سب سے اچھا آتا اور سب سے بہتر دیکھا ہے۔ اسے تم پر اس حد تک پہنچتے ہی تمام مسلمانوں کو اس کے مدعا سے مطلع کر کے حصول فتح و نصرت کا یقین دلانا کہ یہ کو خدا بہترین مددگار ان ہے۔ سائب کوفہ کا جائزہ لے کر

در بیان فتح نہاوند و دشت کفار



قسملوں میں سے دس ہزار جنگ جو بہادر منتخب کرنا اور عہدہ بن زید طائی کو اس لشکر کا سردار بن کر جانب علاقہ قرعہ و دشت پہ چلنا کر دینا خدا نے چاہا تو اس کے فضل و  
 کرم و قدرت سے یہ سرزمین عہدہ کے ہاتھوں سے فتح ہو جانے لگی۔ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں پر قادر ہے اور وہی ایشیت پناہ ہے۔ امیر المومنین عمرؓ کے خط کے پہنچنے ہی غار باہر  
 نے مضمون خط سے واقف ہو کر منادی کر دی کہ سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو جائیں جب سب فراہم ہو گئے تو امیر المومنین کا فرمان دکھا کر باشندگان کے لئے جنگ  
 کرے کی تحریص و ترغیب دلائی سب نے اس ہم کو دل و جان سے منظور کیا۔ جائزہ کے وقت کل دس ہزار آدمی نکلے یہ لشکر عہدہ کے حوالہ کر کے ہم سے کا حکم دیا اور اسکی  
 تسخیر کے لئے سخت تاکید کی۔ عہدہ نے قسملوں کے لئے تیاری کی اور فوج لیکر اسے کی سمت روانہ ہوا۔ جلوان میں بھیچکر جریر بن عبد اللہ بکلی سے جو آٹھ ہزار کی جمعیت سے  
 اس علاقہ کی گزرائی کر رہا تھا بلا عہدہ نے دودھ ز قیام کیا کہ لشکر آرام پائے پھر میدان کا رخ کیا۔ اس وقت میدان میں ایک ایرانی سردار سیتقد فوج سمیت موجود تھا۔  
 جس اسلامی لشکر قریب بھیجا تو اسے پچا لگا اور وہ اپنی فوج سمیت قم کی طرف بھاگ نکلا۔ عہدہ نے میدان میں داخل ہو کر خیر ز قیام کیا اور سیتقد رسد راہم ہوئی  
 ہمراہ لیکر اسے کی طرف بڑھا۔ مقام سادہ میں ایک عجمی فرمانروا زاون بن ازبان نام دشت پہ کے دیہاتوں اور باشندگان سادہ کی دودھ راہ جمعیت لئے مقیم تھا عہدہ  
 کے لشکر کی آمد سکر زریہ سادی فوج کو راہم کیا اور جاس رستہ بریت اختیار کی۔ اب اسلامی و حبن سادہ میں آئیں۔ رستہ کے بادشاہ فرخندہ بن زادہ کو اس واقعہ کی  
 اطلاع ہوئی تو بہت گھبرایا اور قاصد بھیجا دہلیم سے فوجیں طلب کیں۔ اسکی مدد کے لئے دہلیم سے میں ہزار آدمی آئے اور میں ہزار باشندگان رستہ کی جمعیت اس کے ساتھ  
 ہو گئی جو شکہ اسکا لشکر چالیس ہزار سے بھی تجاوز کر گیا۔ عہدہ نے حقیقت حال معلوم کر کے اپنی فوجوں کا دل بڑھایا اور ایرانیوں سے سرکرائی کرنے کی ترغیب دلا کر سادہ  
 سے سمت رستہ کوچ کیا تین شاہزادوں کی مسافت کے بعد رستہ کے متصل بھیچکر اور شہر سے دوز سنگ کے فاصلہ پر قیام کیا۔ رستہ کا بادشاہ چالیس ہزار بہادر لیکر نکلا اور  
 مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ عہدہ نے لشکر کو ترتیب دیکر مہینہ میں جنگلیں زید کو میرہ میں سماک بن ہلال عسی کو جاح یوسید بن یقزل خرقی کو سردار مقرر کیا اور خود  
 جمہور اسلام کے ساتھ قلب لشکر میں جگہ لی اور بآواز بلند کہا جو سمجھ لو کہ بہشت ایمان داروں کے واسطے ہے اور دوزخ کافروں کے لئے خدا کی قسم تم اسی قوم کے  
 بہادر ہو جس سے قادیسیہ۔ مدائن جلولہ حائقین اور حلوآن کو فتح کیا ہے اور ان مقامات کے لشکرائے شہار کو ہلاک اور پرالگ نہ کر دیا ہے۔ یہیں سے ہناوند کو تسخیر کیا ہے  
 اور اس قوم کو اور اس کی جنگ کو اچھی طرح آزار کھا ہے۔ جبکہ ان کے ترکس میں تیر رہتے ہیں تیر باران کر کے لڑتے رہتے ہیں اور یہ حالت چند لمحہ سے زیادہ نہیں  
 رہتی۔ جب تیر نہیں رہتے تو خیر تاں مقابلہ نہیں لاتے۔ تم نے اول کی یہ کیفیت دیکھ رکھی ہے اور ان کی بہادری اور دلیری کو جانتے ہی ہو۔ اب میر کہ ارانی کی طر  
 متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دلوں کو قوی رکھو عہدہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رستہ کا ایک بہادر وادہ نام لشکر کھار کی صعوبتوں سے نکلا اور میدان میں گھوڑے  
 کو کا داوے کرانیا نام غاہر کیا اور اسی بہادری بیان کر کے مد مقابل طلب کیا۔ شہر میں معید بکلی فوج اسلام میں سے نکلا اور اس کے مقابل ہو کر کچھ دیر تک گھوڑے  
 کو گرایا پھر جنگ یہ شروع کی۔ عین ہنگام حرب و طس میں بکلی نے موقع یا کر ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے پیچے آ رہا اور گر گیا۔ مسلمانوں کو اس پہلی صیغہ یابی سے بڑی  
 شادمانی ہوئی سب نے ہر مار کا باز ملکہ بیکر کہی جس سے کافروں کے دلوں پر اون کا رعب چھا گیا۔ اس عہدہ بن زید قلب لشکر سے نکلا زور و رنگ گھوڑے پر سوار تھا اور  
 سامہ مادہ رکھا تھا۔ کہا اے مسلمانوں فتح ہمارے ہی مقدریں ہے کھار اس بہادر کے مارے جانے سے میل ہو گئے ہیں مادر ہمارے خون سے قدم آگے نہیں بڑھا  
 سکتے۔ آج مجھے تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ یہیں متم دلاتا ہوں کہ میرا ساتھ دو سستی اور خون کو ذرا یاں نہ آنے دو۔ مجھے مد نام اور دھموں کو خوش نہ کرنا  
 میں ان کا وروں پر حملہ کرتا ہوں تم میرے ساتھ سے الگ ہونا۔ قبیلے کے حوانوں نے ہر طرف سے آوار دی کہ ہم رہا نہ دار ہیں۔ کچھ حکم دیکھا بجلائیگے اس کے  
 بعد عہدہ نے رجز پڑھی اور حملہ کیا ساتھ ہی مسلمانوں نے بھی باگیں اٹھائیں اور ایسی سختی سے جنگ کی کہ اسی ایک حملہ میں دہلیم اور رستہ کے سات سو آدمی قتل کر دیئے  
 رستہ کا بادشاہ مسلمانوں کی جماعت کا یہ حال دیکھ کر زیادہ تابہ مقابلہ نہ لاسکا۔ میدان جنگ سے ہزیمت اختیار کی اور اسکا لشکر بھی بہت بڑی حالت سے شکست کھا کر  
 شہر بن داخل اور مجھے مسلمانوں کو لوٹ میں پیشا زور و مال اور اسلحہ و مویشی ہاتھ آئے۔ دوسرے دن ملک فرخندہ نے قاصد بھیجا صلح کی درخواست کی کہ آ

رے سے علیحدہ نہ کریں وہ افضل و لاکھ دینار عدا کرے گا اور سالانہ خزانہ میں ہزار دینار دیتا چکا عہدہ اس معاہدہ کو منظور کیا اور رقبہ لیکر اس امیر المومنین عمر رضی میں  
 بھیجا اور چھلکے کی کیفیت جنگ و فساد و منہدی بھی لکھ بھیجی۔ امیر المومنین نے جواب میں لکھا کہ اپنے لشکر کے کسی سردار کو جس میں چھوڑ کر مقررہ روپیہ وصول کرنے خود تعین تمام تم اور کاتب  
 برآمدہ اور عہدہ امیر المومنین کے مصروف خط سے آگاہ ہو کر قبیلہ عبدالقیس کے ایک جوان رکاب میں محاسب کو جو کہ میں چھوڑا کہ مقررہ روپیہ وصول کرے اور کوئی نہیں سوار  
 اسے دیکر جو بجای تم و کاشاں رمان ہوا حکم تم نے اسلامی فوجوں کی اس نقل و حرکت سے مطلع ہو کر کاشاں کی راہ لی اور وہاں بھی کچھ دیر بٹھ کر حاسب اصمہاں بھاگا اس وقت  
 یہ دروہا و شاہ اصمہاں میں مقیم تھا حکم تم نے حاضر حرم ہو کر عرض کی کہ امیر المومنین اس عہدہ پر چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے بعد ان دور سے بھی ایسا قصہ کر لیا ہے اب تم  
 کو کھڑے چلے آ رہے ہیں میں نے معاملہ کی تاب نہ لا کر یہاں بھاگ آیا ہوں اور مستاہوں کہ وہ عاقبت کے چلے آ رہے ہیں یکا یک آن بھیجینگے جو کچھ حال تھا میں نے  
 حضور کی آگاہی کے لئے عرض کر دیا ہے۔ دروہا اس خبر کو سنا کہ بہت ہی گھبرایا اور کوئی نہ سیر اسکی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ عہدہ نے تم میں بھیج کر کچھ یا یا سمیٹ لیا  
 اور وہاں سے حاکم کاشاں میں آیا وہاں سے بھی حقدار و روال ملاوٹ لیا۔ اسی آسار میں امیر المومنین عمر کا ایک خط تمام حلوان جریں عبداللہ بھلی کے پاس  
 بھیجا لکھا تھا کہ یہاں میں پہنچ جائے جو رے حسب الحکم فرج سمیت ہمارے کھنڈ قدم نہ چھوڑے اور حقدار و روال و دولت اور دینی و دنیاوی ہونے لیکر یہاں میں ڈیرے  
 ڈال دے۔ اس عہدہ تم در کاشاں میں مقیم تھا اور کاشاں کے رہنے میں۔ یہ دروہا اس حالت سے آگاہ ہو کر حالت اضطراب میں جبکہ اسے کوئی تدبیر نہ سمجھتی تھی  
 عجمی سرداروں میں سے ایک شخص قار و حواں نام کو بلایا اور اصمہاں میں انیا قایم مقام کر کے خود فارس کی طرف متوجہ ہوا اور تہرا صطرب میں بھیجا قیام کیا۔ امیر المومنین  
 عمر نے خبر پاتے ہی کہ دروہا اصمہاں سے بھاگ گیا ہے عہدہ کو لکھا کہ تم اور کاشاں ہی میں قیام رکھا اور کسی طرف نہ چلا تاؤ تھکا اور کوئی حکم صادر نہ ہو۔ اور دوسرا خط  
 ابو موسیٰ اشعری کے نام جو بصرہ میں تھا روانہ کیا اور حکم دیا کہ بجلت تمام اصمہاں کی فوج چائے ابو موسیٰ اشعری نے مضمون حد سے واقف ہوتے ہی اہل بصرہ کی  
 طاسی میں منادی کر دی اور انکو امیر المومنین کا خط سنا کر کہا کہ فوراً ہم اصمہاں کی تیاریاں کر لو۔ ابو موسیٰ نے اس کہنے کے ساتھ ہی ہر طرف سے تور ملنے ہوا کہ ہم اس  
 تعمیل حکم کے لئے حاضر ہیں حسب سب جہاد کے لئے مستعد ہو گئے تو ابو موسیٰ نے سی ملین وائل کے ایک شخص حمام بن سحم کو لکھا کہ اور ایسا مات مقرر کر کے بصرہ میں بھیجنا  
 اور جو فوج بصرہ کے عہدہ اصمہاں کی طرف روانہ ہوا اس میں بھیجتے ہیں دن قیام کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے اصمہاں کلنے گیا اور اصمہاں کے متصل بھیجا کر زاع  
 کے ایک شخص عبداللہ بن عدیل کو دوزار جو انان بصرہ کی محنت دیکر تو اس خیر کے طور پر سے پہلے داخل اصمہاں ہونے کے لئے روانہ کیا۔ یہ دروہا کاشاں قار و حواں  
 مسلمانوں کی خبر آمد میں گرتیں سوار سمراہ لیکر شہر سے نکلا اور فارس کی کی طرف بھاگا عبداللہ نے خود تہرا لشکر تھا اس کے بھاگنے سے آگاہ ہو کر بھیجا کیا اور جب بالعقانی  
 کی کڑ سے جا کر پڑے۔ مگر قار و حواں لکھ گیا تھا عبداللہ کے ہاتھ نہ آیا۔ اب عبداللہ نے ملیٹ کر اصمہاں کے دروازے پر فوج ڈال دی اور اہل شہر ایک قاصد بھیجا صلح کی  
 درخواست کی۔ عبداللہ نے ابو موسیٰ کے پیچھے نیک انتظار کیا جب وہ آگیا اور تہر کے مقابل اتر پڑا تو عبداللہ قاصد کو ابو موسیٰ کے پاس لے گیا۔ اور غلامش صلح ظاہر کی۔  
 ابو موسیٰ نے صلح منظور کر لی۔ اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ ایک لاکھ درم تھا و بجز یہ دیں۔ ابو موسیٰ نے بغیر اسے ٹھہرے اور کسی شخص کا خوں کے بغیر آسانی سے اصمہاں  
 پر قبضہ کر لیا۔ اور تہر میں داخل ہو کر اس جگہ سے میدان کہتے ہیں قیام کیا۔ پھر امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا۔ شہر اصمہاں کے تہرا و بجلہ حالات سے اطلاع دی  
 اور یہ بھی لکھا کہ میں اصمہاں میں مقیم ہوں اور امیر المومنین کے حکم کا منتظر ہوں کہ جو کچھ ارشاد ہو گا ملاؤں۔ امیر المومنین ابو موسیٰ کے خط کو پڑھ کر نہایت مسرور ہوئے  
 اور حاکم کے سعادتمندی کی حمد و ثناء میں ان کی جہاد و تہا کی کی جو وقت قار و حواں نے فارس میں بھیجا کر دروہا سے کہا کہ اصمہاں پر مسلمان متصرف ہو گئے وہ بہت ہی مضطرب اور  
 خون ریز ہو گیا۔ عجمی فرمانرواؤں میں سے ایک فرمانروا شاہک بن ابان کو لکھا کہ ابے شاہک جو لوں کی طاقت بہت ہی بڑھ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ فارس کے  
 ملک سے نکل جاؤں اور کربان میں جا رہوں۔ تو یہاں شہر کر اپنے دن و مذہب اور ایسے ملک وطن کے لئے جہاد تک تو تیار ہی دے ان لوگوں کا مقابلہ کرے۔ اور  
 اتنے الاسکان بکوتش تمام سرکار کی کرے شاید تو فارس کے دار الحکومت کو محفوظ رکھے۔ یہ لکھا کہ صطرب بھی کو چ کیا۔ اور کربان کی راہ لی جب وہاں پہنچا تو شاہک



کے محل میں اترا اس بادشاہ کو ہزار مرد کہتے تھے۔ اور کہاں کا کوئی بادشاہ اس سے زیادہ طاقتور نہیں گذرا ہے۔

## ابوموسے اشعری کے ہاتھ سے فارس کا فتح ہونا

جب یزید جو دھڑلے سے ہٹا کر ایران کی طرف چلا گیا تو وہاں کے متہور و معروف لوگوں نے آتش پرستوں کے رٹے مٹوا کے یاس حاضر ہو کر کہا کہ اہل عرب نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اُن کے نصیب کی خوشحالی رہی ہے۔ اور بخت سعد نے ساتھ دے رکھا ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ اُنہوں نے فارس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ لوٹ اور قتل کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اب اصفہان کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ فاروقیوں اور اصفہان وہاں سے ہٹا کر آیا ہے۔ اور مسلمان آسانی سے تمام اُس شہر پر قابض ہو گئے ہیں۔ اُن کی ہر ایک آرزو ولی عہد کے مطابق برآتی ہے۔ اور جس ملک کی طرف رجوع کرتے ہیں ہولت سے لیتے ہیں۔ اصرار فارس کے دل کی مانند ہے۔ اگر یہ تہر بھی اُن کے ہاتھ آ گیا تو سلطنت عجم کا انتظام درہم برہم ہو جائیگا۔ اب تجھے لازم ہے کہ ملک شاپک سے اس باب میں گفتگو کرے اور کوئی ایسی تدبیر نہ لے کہ وہیں جمع کر کے عربوں کی پیش قدمی کو روک دے اور ہم تک پہنچنے سے پہلے ہی اُنہیں منتشر کر دے۔ نیز اے یہ یاس شکر تاپک سے بیان کہیں شاپک نے کہا یہ تو کہو کہ اہل عرب ہیں کیا چیز جسے ڈرنا چاہئے۔ چند گئے ہیں۔ اُنہیں اس قدر خون و ہراس کرنا کہ اُنہیں تباہ و برباد کر دے۔ اور خون روہ ہونے سے تم بھی ڈر گئے ہو۔ انکا دفعیہ نہایت آسان اور ہے۔ میں اُنکو ایسی سزا دوں گا کہ پھر اس ولایت کا ماتم تک زمانہ نہ لائینگے۔ اے پتو صاحب آب جانیں اور مسادی کر اہل فارس کے علاقوں کی سب وحشیوں کے قتل کے دفعیہ کے لئے اسلحہ سے درست ہو کر واپس ہو جائیں اور ہر شخص ایک ایک رتی اپنے ساتھ رکھے۔ میں اُس سے اُن عربوں کی گردیں باندھ کر کتوں کی طرح سارے ملک میں بھراؤں گا۔ میتو اے دین اور جملہ مددگاروں و اراکین اصرار کے دل تاپک کی اس گفتگو سے مضبوط ہو گئے۔ تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر فارس کے علاقوں سے فراہم ہو گیا۔ ہر شخص سامان جنگ سے لیس تھا اور ایک ایک رتی اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ابوموسے نے رخصت کر فرج کا جائزہ کیا کابل سوار اور بیل تیار تھے۔ سب تیار تھے۔ تقسیم کر کے اچھے اچھے وعدوں سے دل بٹھایا۔ اور سمت اصرار روانہ ہوا۔ قریب پہنچ کر لشکر میں مسادی کرادی کہ اصرار میں پہنچ کر بلند آواز سے تیس مرتبہ کہنا کہ تپا ہا۔ آوازوں سے کافروں کے دلوں میں اسلامی جھٹ پیدا ہو جائے۔ جب ابوموسے اصرار کے قریب آ پہنچا تو لشکر کفار بھی مرتب ہو کر شہر سے نکلا اور مسلمانوں کے مقابل آگیا۔ ابوموسے نے حکم دیا کہ سب مسلمان متعلق ہو کر بلند آواز سے تکیہ کہیں۔ شاپک کے کان تک تکبیر کی آواز کا پہنچا تھا کہ اُس کے دل میں شجہ اور ہراس پیدا ہوا۔ اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں کہا میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ اُنکا وزیر موجود تھا اُس نے دلاسا دیا کہ آپ دل کو مضبوط رکھیں کوئی خوف کی بات نہیں ہے۔ عربی لشکر کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور ہم بہت زیادہ ہیں آپ قدم جمائے ہمت سے کھڑے ہیں کہ جو آپ کو دیکھتی اور ڈرتی رہے۔ شاپک مجبور ہو کر کھڑا رہا۔ دونوں فوجیں ایک دوسری کی طرف پڑھیں اور کچھ عرصہ تک جنگ ہوتی رہی ابوموسے نے حکم دیا کہ پھر بلند آواز سے دوسری تکبیر کہیں۔ اب جو نہی تکبیر کی آواز پائی لشکروں کے کالوں تک پہنچی اُن کے ہاتھ پاؤں جھول گئے۔ دل مضطرب ہو گئے۔ غلط تکیہ کرنے کی تباہی رہی۔ سب ایک دوسرے سے الگ ہو کر ہٹا گئے۔ سب سے پہلے جو شخص بھاگا وہ اُس لشکر کا سردار تاپک تھا۔ اُسے گھوڑے کو بڑی تیزی سے دوڑا رہا تھا۔ گھوڑا اسلحہ اسلامی فوج کے ایک ہار و جند بن سلم ازدی نے جالیا۔ اور لڑکا ایسا ہاتھ اوس کے منہ پر مارا کہ وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ جند نے اُسے گھوڑے سے اتر کر اُس کے من کے چھریاں اور کپڑے اتار لئے اور تاج لے کر اپنی فوج سے آگیا۔ ایرانی لشکر مسلمانوں کے سامنے سے جاگ کر جبر پندہر کو منتشر ہو گیا۔ اب کرمان میں خرمی تیزی تو یزید و کاحال اور بھی زیادہ پھلا ہو گیا۔ کہتا تھا افسوس مسلمانوں نے اصرار کو فتح کر لیا اور شاپک قتل ہو گیا۔ وہ اسی حیرانی میں شہر بڑھا ہوا تھا۔ اور اُس کے تمام خزانے اور سیاہی بھی اُسکی کی طرح چپ اور تنگ تھے کہ اس عالم میں کرمان کے سرداروں میں سے ایک سردار بندہ بن سیہ گوش نام یزید جو دھڑلے کی محفل میں آیا اُسے سخت زحمت زدہ اور غمزدہ و غمزدہ دیکھا خدمت گذاری کے طور پر یہب حزن و ملال دریافت کیا۔ یہ زجر دہتا ہے فکر و رنج میں مبتلا ہونے کے سبب اُسکی بات میں کوئی جواب دے سکا۔ بندہ نے چھٹا ہوا اور اُسکا یاؤں پکڑ کر سخت سے کھینچا اور زمین پر ڈال دیا۔ اور کسی سخت دھمکت

باتیں سنائیں کہ یہ بزرگوں کا تخت چھوٹے سے ہو تو اس اور کم قیمت کے واسطے نہیں ہے پھر لشکریوں اور خدمتکاروں سے کہہ کر اسے اس شاہانہ مکان سے نکال دیا  
 چلا گیا۔ بدحوہی سے سب ترسندگی و خجالت کچھ نہ کہا اور انہی سواری کا گھونسا مگاکر جس جدم و جسم ترسان کا رت لیا۔ مرد میں بھیج کر قیام کیا جب ابالیان مرد کو معلوم ہوا  
 کہ وہ مار سے بھاگ کر آیا ہے۔ نہایت سی ملامت اور بے آرونی کی اور چاہا کہ بیکڑ مار ڈالیں اسلئے طحطاح باو ساہ ترکان کو خط لکھا کہ تم کا باو ساہ عربوں کے جوت سے  
 بھاگ کر ہمارے پاس آیا ہوا ہے۔ ہم اس کے ہولوہ نہیں اور اس کے مقابل آپ سے متعلق رکھنا پسند کرتے ہیں۔ اسلئے آپ یہاں تشریف لے آئے کہ ہم تم کو آسید کے حوالہ کریں اور  
 یہ درود کو بیکڑ مار ڈالیں۔ ترکان کا ماو شاہ طحطاح اہل مدنی تحریر دیکھ کر مع فوج جانب مرد روانہ ہوا۔ یہ درود لشکر کثیر کے ساتھ اٹکے آنے کی ضرورت نہایت ڈر رات کی وقت  
 ایک دہا محل سے لشکر کسی غلام یا خدمتکار کو ساتھ لے کر بغیر کل میں لٹکیا ایک طرف کو منہ اٹھا حار ہا تھا اور نہ جانتا تھا کہ کہاں جا رہا ہے کچھ دور چل کر دیر پاہر کے کنارے کچھ دھنسی  
 نظر پڑی اس پر غلہ ہار دیکھا ایک آدمی چکی میں رہا ہے۔ اس کے پاس جا کر کہا میں ایک بد نصیب شخص ہوں اور دشمن مجھے پیسے ہوئے ہیں۔ میں اُسے دتا ہوں اگر تو آج رات  
 مجھے نیاہ دے اور انہی صحافت میں رکھے تو کل دن میں تجھے اس قدر مال دے گا کہ تو مالدار ہو جائیگا۔ چکی ٹالنے لگا کہا آ جا اور میری پناہ میں پھر یہ درود اس کے گھر میں داخل  
 ہوا اور صبح رخ و غم پڑ کر سو رہا چکی والے نے اُسے تویا پا کر اچھا موقع پایا۔ عین جواب راحت میں اُس کے سر پر ایک ایسا تیغ مارا کہ پھر اس نے سانس تک نہ لیا۔ پھر اس کا تمام  
 شاہی لباس اور دستار اور اسلحہ وغیرہ بیکڑ اس کی پیش پانی میں ڈال دی دوسرے دن طحطاح داخل مدینہ ہوا اہل شہر نے یہ درود کی تلاش شروع کی ہر طرف ڈھونڈتے  
 پھرتے تھے۔ یہاں تک کہ اُس چکی والے کے پاس بھی آئے اور اُس سے یہ درود کا سراغ لگانا چاہا۔ اُس نے کہا میں اُسے جانتا ہی نہیں گواہ شخص میں سے جو تنہا کی لبت اہل  
 کے ناک میں آئی تلاشی شروع کی تو یہ درود کی پوشاک بھڑکیات سے سی ہوئی رکھ ہوئی تو یہ درود کی جستجو کی گئی اور اس کا مردہ چکی کے پانی میں سے ڈھونڈ نکالا اسی چکی  
 والے کو پکڑ لیا اور تمام کمیت طحطاح سے عرض کی اس نے حکم دیا کہ یہ درود کی پیش اور اُس چکی والے کو لاؤ طحطاح یہ درود کو اس حال سے مردہ پا کر نہایت رویا اور مایا کی لگی  
 نقش کو جو تنہا سے بھڑکیات سے تابوت میں رکھیں پھر کھانہ خاں میں چھوٹا حکم دیا کہ اس کے بزرگوں کے قبرستان میں شاہی رسول کے ساتھ دفن کریں اس کے بعد  
 چکی والے کو قتل کر دیا۔ غرض جب فارس کی فوج ابو موسیٰ کے سامنے سے بھاگ نکلی اور تشریف لے گئی تو ابو موسیٰ نے اس طرح کے ماہر فوج ڈالکر محاصرہ ڈال دیا۔ اور ایک مہینے تک  
 شہر کو محصور رکھا۔ آخر اسلام بادشاہ گان شہر نے عاجز آ کر قاصد بھیجا۔ اور صلح کی درخواست میں کی۔ ابو موسیٰ نے اس معاہدہ پر صلح منظور کر لی کہ اہل شہر دوا لاکھ در نقد  
 اور سالانہ حریہ دین شہر والے بھی راضی ہو گئے۔ ابو موسیٰ نے یہ دیکھ کر فوج کو تقسیم کر دیا اور بجا نہ کر ماں روانہ ہوا اب ملک فارس کے ایک ایک تہر پر قبضہ کرنا اور کاروں کو  
 سزا دینا حار ہا تھا۔ اور ملک بھر میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ اس کا مقابلہ کرنا آخر کار کرمان کے تمام تہر دیں پر قابض ہو کر سیماں خراسان کی سرحد پر آ پہنچا اور وہاں قیام کر کے فارس  
 اور کرمان کے اموال خباہیم جمع کئے۔ ان کا جس خدمت امیر المومنین عمر بن بھیجا اور فارس و کرمان کی سیر سے جو بدو راہی طور میں آئی تھی اطلاع دی اور یہ بتا کر امیر المومنین  
 کو معلوم ہو کر میں یہ خط حواساں کی سرحد سے روانہ کرتا ہوں۔ اس خط کے گھسنے اور احوال غس کے روانہ کرنے کے بعد باقی تمام لوٹ لشکر والوں پر تقسیم کر دی ہے ہر سوار کے حصے میں  
 آٹھ ہزار درم آئے اور ہر ایک پیدل کو چار ہزار درم ملے۔ کرمان و فارس کا قضاہ اور مال غنیمت کا جس امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا تو نہایت ہی سادہ رہے اور لشکر الہی ادا  
 کر کے وہ مال مسلمانوں کو تقسیم کر دیا اور ابو موسیٰ کے خط کا جواب میں مصون لکھا اسے ابو موسیٰ نے تیرا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا بفضلہ تعالیٰ جو فتحیں تجھے حاصل ہوئیں اور جس  
 سے فارس و کرمان کے علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آئے اس کے فضل حال سے آگاہی ہوئی اللہ تعالیٰ کی ہمتوں اور بخششوں کا شکر یہ ادا کیا گیا تو اسے سرحد خراسان کے شہر  
 کے گھسنے کی جو اطلاع دی تھی فتح خراسان کا ارادہ ہو گا سرگرا لیا نہ کرنا۔ خراسان کی سمت قدم نہ نہ بڑھانا میں خراسان کی ضرورت نہیں ہے جو وقت تیرے پاس نہ خط  
 پہنچے ہر ایک شہر میں جو بدو راہی فتح ہوا ہے ایک ایک نیک نسلت نیکو کار پسندیدہ سیرت شخص کو مختار اور امین مقرر کر کے خود واپس آ اور اس میں قیام کر کے خراسان کے ہاتھ  
 لکھا میں خراسان سے اور خراسان کو جسے کوئی تعلق نہیں کاش ہم میں اور خراسان میں لوہے کے پائیا اور آگ کے دریا حاصل ہوئے کہ ہر دیوار صبر و ہمت و ہمتی ہر دیوار  
 دریا میں واقع ہوئیں۔ ان وقت امیر المومنین علی علیہ السلام موجود تھے وہاں اسے خط لکھا کہ میں نے خراسان کے ہاتھ لکھا کہ میں نے خراسان کے ہاتھ لکھا کہ میں نے خراسان کے ہاتھ لکھا

در خلافت امیر المومنین



کی کال ہے۔ وہاں کے ماسدے مکار کیہ جو اور نفاق انگیز ہیں امیر المومنین علیؓ نے فرمایا اگرچہ چار سال ہم سے بہت در سے مگر اس ملک سے بہت سی حاصل ہائیں تعلق کھیتی  
 ہیں۔ اور حقدار معلوم ہیں وہ ہیں کہ حراساں میں ایک تہہ رات ہے اسے ذوالقرنین نے لے لیا ہے اور غزیر جیمہ لے دیا ہے۔ وہاں کی زمین صبار ہے۔ سردیوں  
 میں بیتے دریا موجود ہیں اور اس تہہ کے ہر ایک دروازہ ہر ایک رستہ تسمیر رستہ لے جو دور تباہ ہے کہ اس تہہ اور وادح سے ملاؤں کو تاقامت وضع کرنا ہے اب سے پہلے  
 اس تہہ کو کسی لے رد اور غلبہ سے فتح نہیں کیا ہے اور اس کے بعد بھی یہ تہہ کسی سے فتح نہ ہو سکے گا۔ لیکن اہل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے دست مبارک سے تہہ ہو گا حراساں میں  
 ایک اور تہہ جو اہم ہے وہ اسلامی جہاد میں ایک حد ہے جو شخص ہاں رہے گا۔ اسے ایسا ثواب ہو گا گویا تشریف آوار لیکر خدا کی راہ میں کاہوں سے جہاد اور مکرہ آرائی کی ہے  
 نہ ہے لہذا اس شخص کے جسے خوارم میں سکونت اختیار کی ہو۔ اور وہاں پر عبادت الہی میں مصروف رہ کر کو ع اور جو د بجالایا ہو۔ حراساں میں ایک اور تہہ بخارا نام ہے  
 وہاں کچھ ایسے اشخاص ہونگے جو کثرت ریاضت سے ایسے نحیف ہو گئے گویا انہیں مٹ دے رکھا ہے اور اوروڑی کی طرح مل دل ڈالے رہے لہذا اب سے لے کر تہہ وہاں کی  
 زمین حق تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کی جگہ ہے۔ لیکن آخری زمانہ میں اس تہہ کے غلبہ کے تمام باشندوں کو ہلاک کر دیں گے۔ موعادہ اور شائش کے ماتندوں کی قسمیں اللہ تعالیٰ  
 نے بہت چھی سائی ہیں۔ وہ تہہ بہت ہی خوش نصیب ہے جسے وہاں حیدر کثرت مانا دیا کی ہوں۔ حراساں میں ایک اور تہہ سحاب نام ہے۔ جو شخص وہاں وفات پانگا  
 ٹرا ہی جیسے والا ہو گا۔ تہہ دلوں میں شمار کیا جائیگا۔ ہاں تہہ بلخ ایک نہ اٹھ چکا ہے۔ مگر کچھ اٹھ اٹھا نہ ہو سکیگا۔ مانتان والے ہی ایک لوگ ہیں۔ اس سر زمین پر اللہ  
 تعالیٰ کے حرائم ہیں اور وہ خزانے رویم سے علاقہ ہیں رکھتے۔ بلکہ وہ مردانِ خلا میں جو اللہ تعالیٰ کی معرفت ایسی رکھتے ہیں جیسی کہ لازم ہے۔ آخری زمانہ میں ایک دن  
 اس تہہ پر غالب آکر کرب کو قتل کر دے گا ایک نفس بھی زندہ نہ رہیگا۔ سرخس میں بڑا بھاری زلزلہ آیا اور عظیم بادی واقع ہوگی اکثر انسان دہشت اور خوف میں جھینکے  
 سختان میں اباب گروہ ہو گا۔ جو قرآن پڑھے گا۔ مگر اس کے حلق سے ادا ہو سکیگا۔ یہ وہ قرآن شریف یوں کہ کر لگا۔ اور دیں اسلام سے اس طرح علیحدہ ہو گا جو طرح  
 پر تہمت سے آخری زمانہ میں اس تہہ پر ریت رسکا اور تمام اہل بہریت میں دس جائیگے فرسخ کا ٹرا ہو وہاں تین جہاں پیدا ہو گئے اور ہر ایک دوسرے سے زیادہ باک الہی  
 ستی ہوں گے کہ تمام بدگیاں خدا کو بھی قتل کر دیں تو ذرا دیر نہ کریں ہاں بیشا اور والے کو کچھ بھی اور صاحبہ سے ہلاک ہو جائیگے اور یہ تہہ ایک موعہ نہایت ہی سرسرا اور آباد  
 ہو کر ایسا بار بار ہو گا کہ پھر نہ لے گا اور کوئی متھن زندہ نہ رہے گا۔ اور باتندے ایک سیرت ہو گئے قومس والو لکا کھلا ہو۔ وہاں ایک مرد کثرت ہوئے۔ وہاں کی سر زمین  
 اصلاح کرے والوں کے بھی حالی رہے گی۔ وامنغاں میں بھی ایک آدمی سب ہو گئے۔ اور وہ جگہ صلحا سے خالی ہوگی۔ تسمان کے ماسدے بہت تگ حال رہیں گے  
 مگر وقت طہور اہم ہدی علیہ السلام آسودہ حال ہو جائیں گے۔ طبرستان ایسا تہہ ہے جہاں ایمان والے کم اور فاسق بہت ہوں گے۔ دریا اس تہہ کے متصل آجائیگا  
 پہاڑ اور میدان سے اس تہہ کو بہت لعل پہنچے گا۔ شہر سے قلعہ کی جگہ ہے وہاں حمایت لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے رہیں گے اور آخری زمانہ میں اسے دہلے براد کریں گے  
 سو دروازہ پہاڑ کے متصل ہے اسیر ایسی سخت جنگ ہوگی کہ اس کی تعداد سے خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی واقف نہیں ہو گا۔ اسی دروازہ پر ہی ہاتم قبیلہ کے آٹھ زلزلہ  
 مارا دیا کریں گے۔ اور اس میں سے ہر شخص خلافت کا دعوے دار ہو گا۔ اسی شہر سے میں پیغمبر کے مہنام ایک رگ آدمی کو محصور کریں گے اور چالیس روز کے بعد اسے گرفتار کر  
 مار ڈالیں گے باشندگان رستہ کو عیانی زمانہ میں سخت لکھنیاں ٹھانی پڑیں گی اور ایک بہت بڑا کال پڑے گا۔ امیر المومنین علیؓ علیہ السلام نے جب اس شہر کے حالات  
 سناں دے کر کہا ہے اب اس نے مجھے فتح حراساں کی ترعیب و لادی سب نے فرمایا کہ حراساں کا جو حال مجھے معلوم تھا میں نے سنا دیا اور جو کچھ میں نے کہا ہے  
 اس میں دراصلی تک اور نہ نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حراساں کو چھوڑ کر اور مالک کی طرف زور کر دینا کہ حراساں کا فتح ہونا سب سے پہلے ہی اس کے ہاتھ سے ہو گا اور آخر میں ہی ہاتھ سے  
 ہاتھ سے۔ و السلام جسے امیر المومنین عمرؓ کا خطا ابو موسیٰ کے پاس پہنچا تو اس نے بصرہ کی طرف مراجعت کی اور وہاں پہنچا کیا کام سچا لیا اب اہل کوہ نے امیر المومنین عمرؓ کی  
 خدمت میں عمالہ کی شکایت لکھ کر بھیجی اور چاہا کہ اسے بے طرف کر دیں عمرؓ نے کہا میں ان کو فیون سے تنگ آگیا ہوں اور ان کی بدبختی سے مجھ میں زیادہ برداشت کی تاب نہیں ہے  
 اگر کسی طرح ان پر زور کر کو ان کا امیر بنا کر بھیجا ہوں تو اسے فساد سے منسوب کرتے ہیں اور ضعیف العمر کو بھیجتا ہوں تو اسے خاطر میں نہیں لاتے۔ امیر المومنین نے





عبدالرحمن بن عوف میں سے جسے رسول خدا صلعم بہت راضی تھے کسی ایک شخص کو انما حلیفہ ثانی لیا۔ یہ کہہ کر اور منبر سے اتر کر عبداللہ بن عباس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد سے نکلے۔ کچھ دور چلکواہ سر دھری اور روئے عبداللہ نے کہا بآہ وزاری کیسی ہے اور کس بات کا خطرہ ہے غلطی نے کہا میں جانتا ہوں کہ میری موت آئینچی ہے میں موت سے تو ہنس ڈرتا کیونکہ سب کا انجام یہی ہے لیکن حالات کی طرف سے اندیشہ ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرنا چاہئے۔ عبداللہ بن عباس نے کہا۔ علی اس ابی طالب کے حق میں کیا کہتے ہو۔ حماد و صان۔ ہجرت۔ قزاق۔ فصلیت۔ حررت۔ سباحت معلوم ہیں۔ حلیفہ نے کہا جیسا تو نے بیان کیا علی ایسا ہی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اگر یہ کام اُس کی تعویض میں آیا تو لوگوں کو راہ راست پر کھینکا۔ مگر اُس کی مزاح میں مٹھی ہے اور خلافت کی بڑی تہ ہے۔ اور جو شخص خلافت کا حراست مند ہو وہ اُس کے لائق نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا عثمان بن عصفاء کے حق میں کیا رائے ہے کہا وہ اس کام کے لائق ہے مگر میں ڈرتا ہوں کہ یہ کام اُس کے ہاتھوں جا بیڑا تو اب ابی معیط کو مسلمانوں پر مسلط کرے گا۔ اور وہ تمہارے ساتھ اور تم اُن کے ساتھ جو کچھ ہو چاہئے کرو گے۔ عبداللہ نے کہا اور طلحہ کے حق میں کیا کہتے ہو۔ کہا اسے عبداللہ خدا کرے کہ یہ کام اُس کے قریب میں آئے۔ وہ ٹاسخت منور اور خود میں شخص ہے پھر ٹوچھا زبیر بن عوام کو کیسا جانتے ہو۔ جواب دیا کہ وہ بڑا بہادر اور تجربہ کار سوار ہے۔ مگر بہت ہی بخیل اور مہربان ہے۔ صبح سے رات تک بقیع میں کھڑا ہے اور درانہرم آئے اور ابابک صلح گیم یا جو کے واسطے لوگوں سے دشمنی خرید لے اور سختیوں سے پیش آئے۔ اس کام کے لئے ایسا آدمی ہونا چاہئے۔ جو جو انفرادہ جو بخشش کے وقت سچی اور ضرورت کی وقت غفلت رکھنے والا۔ بخشش میں حصول حرج نہ ہو۔ اور کھل میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ بلکہ وہ فلاحیوں کے توسط کو عمل میں لاتا رہے۔ پھر عبداللہ بن عباس نے یوچھا کہ صاحبِ وقاص کیسا ہے۔ فرمایا وہ بہادر اور عمدہ سوکر آرا شخص ہے۔ سیدہ داری کی لیاقت خوب رکھتا ہے۔ مگر اس کام کے لائق نہیں۔ عبداللہ نے یوچھا عبدالرحمن بن عوف کی نسبت کیا خیال ہے۔ کہا وہ نیک مرد و نیک سیرت مسلمان ہے مگر بہت صعیف و نحیف ہے۔ حالات نے غرور طاقت و را اور غیر صفت۔ جیسے مزاح اور کھیل کی حفاظت کعدہ اور تریب سچی کا کام ہے اے بھائی اگر معاذ بن جبل ریدہ ہوتا تو اُس سے راہ اور کوئی سزاوار تھا میں نے حضرت رسالت ماہ سے شُر رکھا۔ کہ معاذ بن جبل ایسا امین شخص ہے کہ در در قیامت اُس کے اور خدا اتنا لے کے درمیان میں کوئی شخص سوائے سمیروں کے واسطے نہ ہو گا۔ اور اگر سالم مولیٰ بن خدیجہ ریدہ ہوتا۔ تو میں یہ خدمت اُسی کے حوالہ کرتا کیونکہ حضرت رسول خدا انکی نسبت فرماتے تھے کہ سالم خدا کو دوست رکھتا ہے اور خدا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ اگر ابو عبیدہ جو آج زندہ ہوتا تو وہ بھی اس کام کے لئے خوب تھا رسول خدا انکی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک امت کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابی بکر ہے۔ خلیفہ ان مائوں کے بعد اپنے مکالم میں چلے گئے اور اصحاب رسول میں سے مشہور و معروف شخصوں کو بلایا۔ جب سب جمع ہو گئے تو اپنے پاس بٹھا کر ایک ایک شخص کو قوم ترساکے پتہ حائلیق کے بلانے کی واسطے بھیجا۔ جب اُسے لائے تو کہا اے حائلیق تو سب ترسا لوگوں میں زیادہ عقل مند ہے اور انھیں تجھے خوب یاد ہے میں تجھ سے ایک اور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ ح سچ بیان کرنا حائلیق نے کہا اے خلیفہ جو کچھ مجھے معلوم ہو گا تم سے سچ بیان کروں گا۔ عمر نے کہا تمہارے پیغمبر کی تعریف تو نے انھیں میں دیکھی ہے یا نہیں۔ جائلیق نے کہا انھیں میں تمہارے پیغمبر کا نام غار قلیط لکھا ہے۔ پوچھا غار قلیط کی کیا معنی ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ حق اور باطل کو جدا کرنا والا۔ یہ مسکرت غلط اور حاکم اصحاب و اکابر نے حالات عالی کی حمد و ستائش بیان کی کہ ہکوا ایسے پیغمبر کی امت بنایا پھر ٹوچھا اے حائلیق انھیں میں بس پیغمبر کے دوست کا حال بھی حراس کے خلیفہ ہو گئے کچھ تر رہے یا نہیں۔ اُسے کہا مذکور ہے کہ غار قلیط کی وفات کے بعد انکی جگہ ایک ایسا شخص ٹھیکہ جس سے ٹپے ٹپے نیک کام صادر ہوں گے۔ عمر نے کہا ابوبکر پر اللہ کی رحمت ہو وہ ایسا ہی تھا۔ اے حائلیق پھر کون ہو گا۔ اوس نے کہا لکھا ہے کہ اُسکے دوسرا شخص ہو گا جو اسی حوالہ دین کے کام میں ٹرا مضبوط اور قوی ہو گا۔ پوچھا پھر کون ہے۔ کہا اُس کے بعد وہ شخص ہو گا جو اپنے عزیزوں قریبوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دے گا۔ عمر نے یہ بات سنکر عثمان کی طرف نگاہ کی اور کہا اے حائلیق پھر کیا ہو گا اوس نے کہا اسکے بعد ایک سمیتر رہنے ہو گی جس سے بیشمار حوزہ نری ہو گی۔ عمر نے یہ بات سن کر ہی ہاتھ پر ہاتھ ملا اور عثمان کی طرف مخاطب ہو کر کہا اور عثمان کی طرف ابی معیط کو لوگوں پر حاکم نہ کرنا۔ پھر علی علیہ السلام کی





در بیان فوت اعدا صحابہ عمر بن خطاب رضی

آگاہ ہو کہ جو شخص طبع سے اسے سرری وصیت ہے کہ انصار اور مہاجرین کی رعایت کرنا ان کی مصلحت اور ان کی حقوق کو پہچاننا ہے ان کے اعمال نیک کا بدلہ نیک و اور ان کی بدکرداریوں کو معاف کرنا ہے۔ رعیت کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے۔ کہو کہ وہ خراج دے والا اور خدمت گذار گروہ ہے۔ جب دشمنوں کے ممالک سے لوٹ کا مال آئے۔ تو حصہ مساوی تقسیم کرے۔ اہل ذمہ لوگوں کی خاطر داری کو واجب سمجھے اہل ظلم و ستم کو اس کے عدل کے مقدور سے زیادہ خدمت لے اور جو کچھ اہل سے ہمدردی ہو چکا ہے اسے اچھا کرتا رہے کیونکہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول کی حفاظت میں آئے ہوئے ہیں۔ اہل عرب کو اس وجہ سے کہ وہ اسلام کے سرگروہ ہیں عزیز رکھے۔ جو صدقات امیر عائد ہوں سہولیت وصول کرے۔ ظلم و زیادتی سے متنبہ نہ آئے۔ قنار اور مساکین کے حقوق ان کو پہنچاتا رہے پھر اپنے بیٹے عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ میرا ترکہ بر سے اٹھا اور میں بر رکھ دے کہ خدا مجھ پر رحم فرمائے پھر کہا عائشہ کے پاس جا اور اجازت طلب کر کہ مجھے رسول خدا صلعم اور خلیفہ ابوبکر صدیق کے پہلو میں دفن ہونے کی جگہ مل جائے۔ اگر اجازت مل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا وہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دینا۔ عبداللہ نے خدمت عائشہ میں پیچھا اس بات کی اجازت طلب کی عائشہ نے کہا امیر المؤمنین سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ کے روضہ میں جو تھوڑی سی زمین میرے مایا ابوبکر کے پہلو میں بھی ہوئی ہے وہ میں نے اسے واسطے رکھ چھوڑی تھی مگر اب آپ کو دیدی آپ اہل عرب سے مطمئن ہیں۔ عبداللہ نے واسطے اگر عائشہ کا پیغام سنایا تو خلیفہ نہایت حوش ہوئے اور بچھ کے دن وقت نماز مغرب لیے جمعرات کی رات کو تاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۳۳ھ ہجری وفات پائی۔ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ کی عمر ۶۳ برس کی تھی امیر المؤمنین علی نے اٹھ سے کہا کہ غسل میت دے۔ اسے غسل و جنود و کفن و دیگر تختہ پر رکھ دیا اور لوگوں سے کہا امیر المؤمنین عمر بن خطاب نے دینا سے کوچ کیا اور حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت سے حالاتی ہوا محمد صلعم کی امت کا کریم عظیم تھا حق و مائل کو علیحدہ علیحدہ رکھتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے راستہ میں کبھی لوگوں کو بجائے اعتراض نہ ہوتی تھی ایمان والوں پر نہایت مہربان تھا۔ تمام مسلمانوں سے محبت رکھتا تھا۔ گناہ رحمتی کو تافیر و تیسویں نیوہ عورتوں کو نیاہ دیتا۔ ایسی آستہا سے روٹی بچا کر بھوکوں کو کھلاتا۔ تنگیوں کو کھیر پہناتا تھا۔ دینا سے زیادہ اور آخرت کا طالب اور شائق تھا۔ خدا تعالیٰ کے امر و نہی سے فرار اور دھڑھرتا تھا۔ جو کچھ کہنا دہی ہوتا گو یا خدا نے کوئی فرشتہ اس کے پاس بھیج رکھا تھا کہ اس کے گفتار و کردار کو راہ راست پر رکھے۔ امیر خدا کی رحمت نازل ہو۔ پھر مہربان بن سان کی طرف رخ کر کے بولا آگے ٹھہر اور نماز جنازہ پڑھ کیونکہ تھی کو نماز پڑھانے کی وصیت کی تھی۔ اس نے نماز بھی پھر میت کو تابوت میں رکھ کر روضہ جناب رسول خدا میں لائے اس وقت تمام اہل مدینہ رورہے تھے۔ ہر طرف سے گریہ و بکا کی آوازیں بلند تھیں۔ غرض کہ میت ابوبکر کے پہلو میں دفن ہوئی۔ جگہ تنگ تھی۔ چنانچہ خلیفہ ابوبکر کے پاؤں حضرت رسالت پناہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دوس مبارک کے متصل اور خلیفہ عمر کا سر ابوبکر کے شانوں کے قریب ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت بھجھے اور جزائے خیر دے۔

## امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حال

امیر المؤمنین عمر کی وفات کو تین دن گزر گئے تو لوگوں نے فاطمہ خواہر امتعت بن قیس کے مکان میں جمع ہو کر خلافت کے لئے مشورہ کیا۔ باہم بہت سی صلاحین ہوتی رہیں اور بڑا اعلیٰ و ثور مچا۔ اس امر میں سب پہلے عبدالرحمان بن عوف نے تقریر کی اے مہاجر و انصار میں دیکھتا ہوں کہ تم خلافت کے لئے تکرار اور مخالفت کر رہے ہو ہر شخص غرض مند کی باتیں کرتا ہے اسی لئے کوئی رائے درست نہیں ہوتی۔ خدا سے ڈرو مخالفت جائے دو تہا ہری آپس کی مخالفت سے امت کو نقصان پہنچتا ہے۔ محمد نے کہ تم سب بیتوا اور عالم ہوا و تہا ہری تقلید جائز اور تم سے ہر کام میں مشورہ لینا درست ہے۔ مبادا اس خلافت کے سب تم میں مخالفت پھیل جائے اور دشمن واقف ہو کر تم کو اس سنگھال سنگھال گذشتہ کی توری اختیار کریں۔ ہر ایک کام کا ایک دن ہے اور ہر قوم کا ایک سردار مہربان ہے کہ انہیں سے ایک شخص کو سردار بنا لو اور تمام امور کا انتظام اس کے ذمہ ڈالو۔ ذاتی ہوا و ہوس سے بچو دشمنوں کی خواہش کو یور انہ کر دو اور نہادوں کے اقوال سے بہت متنبہ نہ پھرو۔ چنانچہ اہل اور جو شخص لوگوں کی بات نہ مانو تاکہ ہمارا مطلب حاصل ہو جائے اور دشمن ہمیں نظر حشرات سے نہ دیکھ سکیں۔ اس کے بعد سعد بن ابی قحاص

سنان کرنا شروع کیا۔ کہ اسے عروہ اور حیانو آگاہ ہو کہ جھوٹی باتوں اور طغانی غوروں سے جو سیٹیاں نے تم سے پہلے بہت سے لوگوں کو متلازم و زور اور گرفتار کر کے سزا  
 کر کے دیا ہے کہ انہیں کتاب خدا کو بے پشت ڈال دیا اور تمام امر و نہی کو زاموں کے طاعت کے عوض گماہوں کو اختیار کر لیا ہے۔ یہاں تک محفلت اور حیا  
 میں متلازم ہوئے کہ حق تعالیٰ نے ماص ہو کر ان کی صورتیں مسح کر دیں۔ سہو اور سدا دیئے۔ اب تم ایک رائے پر متفق ہو جاؤ اور یہ کام کسی ایسے شخص کے حوالہ  
 کرو جس میں اُسکے انجام دینے کی لیاقت موجود ہو۔ دین اور اسلام کے واسطے کو جس طبع عمل میں لاؤ اس کے بعد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا اے  
 عروہ وہیں معلوم ہے کہ ہم اہل بیت سے ہیں۔ اور ہر ایک بلاوہ مصیبت سے اُس کے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔ اگر تم ہمارا حق میں بیچنا و گے تو حق اپنے عروہ پر پہنچ جائیگا۔ اور  
 اگر ہمارا حق میں نہ دو گے تو ہم ایسے اونٹوں پر سوار ہو کر جہاں مناسب سمجھیں گے چلے جائیں گے۔ اگرچہ کتنا ہی رمانہ گزرے ہمیں کچھ پرواہ نہیں جب ہمارا مقررہ وقت  
 پہنچے گا چلے جائیگے خدا نے جیل کی قسم اگر محمد رسول صلعم ہم سے عہد نہ لیتے اور ہم کو اس امر سے اطلاع نہ کر کے ہوتے تو میں اپنا حق کبھی نہ چھوڑتا اور کسی شخص کو ایسا حق  
 نہ لینے دیتا۔ اپنے حق کے حاصل کر کے لے اس قدر کوشش کی کہ اس کو حاصل کر کے لے اس قدر کوشش کی کہ اس کو حاصل کر کے لے اس قدر کوشش کی کہ اس کو حاصل کر کے لے  
 ایک شخص ہوں اور تم سب پہلے میں نے اس اسلام اختیار کیا ہے میری بات سنو جو کچھ تم کو گئے مجھے قبول ہے میں تمہارے ساتھ مدد و دلگا لیکن تمہیں ٹھیک ٹھیک کرنا  
 چاہئے خود غریبوں کو جانے دو۔ وہ کام لا رہے جس سے خدا رسول خوش ہوں۔ عبد الرحمن بن سہل علیہ السلام کی تقریر میں انیما مطلب لکھتا دیکھ کر خوش ہوا۔ اور کہا  
 اے ابوالحسن اگر خفاں خلافت آپ کو مل جائے تو کس طرح پیش آؤ گے اور امت رسول سے کیا راز رکھو گے حضرت علی نے فرمایا طریق عدل و انصاف جاری اور ہمیشہ  
 امت میں مساوات قائم رکھو نگا۔ عبد الرحمن نے یو چھا اگر یہ کام آپ سے نکلے کسی دوسرے شخص کے سپرد ہو تو کیا کر دے گے آپ نے فرمایا صبر کرو نگا اور مسلمانوں کے متروہ  
 پر رضا مند رہو نگا۔ عبد الرحمن نے آپ کو عدلے خیر دیکر خفاں سے یو چھا اگر تم کو خلافت ملے تو کس طرح سے انجام دو گے اور کیا سلوک کرو گے عثمان نے کہا جیسی خدا تو میں دیکھا  
 اس سے بڑھ کر عمل درآمد رکھو نگا۔ اور کوئی تقصیر نہ کرو نگا۔ عبد الرحمن نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یا نہیں عثمان نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جیسی خدا تو میں دیکھا  
 کوشش میں دیر نہ کرو نگا اور جہانگ ہو سکے گا جس سیرت انصاف پروری اور مساوات امت میں سی کرنا ہو نگا۔ اب عبد الرحمن اٹھ کھڑا ہوا اور مناجات کے لئے ہاتھ  
 ہاتھ ملد کر کے لولا اسے خدا اس امر میں اُمت محمد مصطفیٰ کی ہمدردی اور برتری ہونے سے ظاہر فرمایا اور میں تو نبی دے کہ اس کام کو اچھی طرح سے انجام دوں۔ یہی  
 دعائیں مرتبہ مانگ کر لوگوں سے کہا اے مسلمانوں میں نے تمام قوم کو آزاد کیا اور ظاہر و باطن میں ان کا حال معلوم کر لیا ہے۔ سب آدمی عثمان بن عفان کی خلافت پر مسرت  
 میں۔ سب یہی بات چاہتے ہیں اور سب کے سب متفق لفظ میں اسوجہ سے میں بھی تسبیح الاسلام عہدہ بن اُمیہ بن عثمان بن عفان کی خلافت پر ماسد ہو کر بیعت  
 کرتا ہوں۔ پھر عثمان سے کہا اے ابو عمر ہاتھ بڑھا عثمان نے اُسکے ہاتھ بڑھایا اور عبد الرحمن نے ہاتھ بڑھ کر بیعت کر لی پھر تمام و کابر و صحابہ نے عثمان سے بیعت کر لی پھر  
 تمام خاص لوگوں نے بیعت کی۔ اس طرح سے خفاں خلافت عثمان کے ہاتھ میں آگئی اور سب آپ کی خلافت سے رضامندی ظاہر کی لیکن نبی ہاشم کے بزرگوار اشخاص  
 کی جماعت باز رہی جب سب آدمی چلے گئے عبداللہ بن عباس نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے کہا اے ابوالحسن لوگوں نے آپ کو جو کہ دیکر خلافت عثمان کی اجازت  
 حاصل کر لی آپ نے فرمایا انہوں نے مجھے دھوکا نہیں دیا بلکہ میں جانتا تھا۔ کہ سب اُسی سے رضامند ہیں اور مسلمانوں کی مخالفت مجھے متصور نہ تھی کہ انکے اُمت میں  
 بیعت کے دوسرے دن طلحہ بن عبد اللہ سفر سے واپس آیا آدمیوں نے رسم بیعتیائی ادا کر کے حلیہ عمر کی روایت سے مطلع کیا نہایت رونا و رونا اور کراہت کے ساتھ  
 راجحون کا کہہ کر پوچھا اور خلافت کی نسبت تم نے کیا سنا ہے۔ لوگوں نے کہا جیسا امیر المؤمنین عمر سے فرمایا تھا تین روز تک تیرے آنیکا انتظار کیا گیا کہ اُسکے بیعت کی  
 آخر کار سب متفق ہو کر عثمان بن عفان سے بیعت کر لی اور خلافت اُسے ملی گئی۔ اگر تو واقعی ہمارا از سر نو تیرے سامنے راسخ کرے رضامندی بھی حاصل  
 ہو جائے۔ طلحہ نے کہا سدا و اللہ میں نہیں جانتا کہ جس کام کو مسلمانوں نے متفق ہو کر کر لیا ہے اُسے دیر و دیر کر دینا اور اہل اسلام سے مخالفت اختیار کر دینا عثمان بن  
 عفان کے پاس ہے اس لئے اس سے رخصت کرانہ کوئی شخص نہیں ہے۔ پھر عثمان کی خلافت قائم ہو گئی اور مسلمان بھری سے عثمان نے تمام ممالک شریعت کے



پہلے انہوں نے اشعری کو جسے عہدہ کا حکم مقرر کر رکھا تھا سزا دلایا اور اس کی جگہ عبداللہ بن عامر بن کرز کو مامور کیا۔ یہ شخص عثمان کی حالت کا عین تھا۔ اور عثمان کی ماں کرز بن ربیعہ کی بیٹی تھی جسے عبداللہ عامر عہدہ میں داخل ہوا اس کی عمر پچیس برس کی تھی اہل بصرہ استقبال کر کے رسم آداب بجالائے اور خوب تعریفیں کیں تو ایسا امیر سے عقل کامل و علم وادب صفائی خاطر تیرہمیں اور دشمنی کے ساتھ نرمی اور نرمی کے ساتھ سختی و معافی کے ساتھ سچائی اور دولت مندی کے ساتھ تواضع و سبزی شراط کے ساتھ معرفت اور لینیدہ فہمیتوں کے ساتھ صبر و تقویٰ کا مجموعہ عبداللہ نے تیری عمر دوا کر کے اور تیری سبکیاں جملہ مسلمانوں کے شامل حال ہیں۔ تو بہتہ اپنے لینیدہ دین اسلام پر قائم رہے اور بہت میں جگہ ملے عبداللہ کو بصرہ میں آئے ہوئے تھوڑا سی عرصہ گذر گیا تھا کہ فارس میں انبری پایا ہوئی عثمان کو بھی خبر ملی کہ مالک بن تاکب نے قیس بن رافع کی جمعیت سے فارس میں سر اٹھا کر تمام علاقے جو مسلمانوں کے قبضے میں آچکے تھے چھین لئے ہیں۔ عبداللہ بن عامر کو کھٹکا کہ فارس میں کچھ مالک کے آتش و ساد کو بجھائے اور تمام علاقہ کو انہوں نے قبضہ میں لاکر مستحکم و استقام کرے پھر خراسان پر چڑھائی کر کے وہاں کے شہروں پر قبضہ جائے عبداللہ نے امیر المومنین عثمان کے خط کے پچھتے ہی اہل بصرہ کو جمع کیا۔ عقیفہ کا خلیفہ حکمران و ہما کی رغبت و لائے سننے راضی ہو کر تیاریاں شروع کر دی انھوں نے لشکر جہاد کے ساتھ بصرہ سے نکل کر جاب فارس کو رخ کیا۔ قریب پہنچے یہاں نے بھی اطلاع یا کر لشکر و اہم کیا۔ صحرائے اعراب میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ صبح سے نماز پھر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی انجام کار مالک مسلمانوں کی جانب و ضرب و کھجکڑ کھرا کیا اور ان کی قدم نہ رہ کر ہجاک نکلا شکست فاش کھائی اسلامی لشکر نے بھیجا کر کے جو ہی قتل و قمع کیا فوج کٹاکر کاہنیت ساحتہ قتل ہو گیا اور لقمۃ السیف نے اعراب میں گھسکر نیاہ لی۔ مسلمانوں کے لشکر کے ایک دستہ نے مالک کا قاتل کیا اور یزید بن حکم الاروی نے اسے جالیا۔ جو میں چاہا کہ اس پر تلوار کا ہاتھ چھوڑے مالک نے سر پر سے تلج اتر کر اس کی طرف بھجھک کر یزید تلج اٹھا کر اپنے لشکر کی طرف پلٹ آیا اور یہ حال بیان کیا۔ عبداللہ بن عامر نے اعراب کے معافی قیام کیا اور محاصرہ کر کے سرور حکمران سخت مہر کر آیا یاں ظہور میں آئیں آخر کار اصرار و قہر و علم سے فتح ہو گیا۔ مسلمان تہ میں گھس گئے۔ وہاں حقدار کی آدمی تھے جن کو قتل کئے گئے اور ہتھیار مال و غنیمت ہاتھ آیا۔ مالک نے عبداللہ کے پاس قاصد بھیجا کہ اس چاہی اس شرط سے نیاہ دی کہ اعراب میں اگر ہے اور یزید دیکرے مالک نے سب باتیں ماں میں اور عبداللہ کے پاس جلا آیا عبداللہ نے دلجوئی کی اور حسب قدر و قدر اصرار میں جگہ دی اس کے بعد عبداللہ نے خراسان پر چڑھائی کی اسکی سرپرستہ پچھتے ہی محتاج بن مسعود کو بلا کر کہاں کا حکم قرار دیا اور ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے جانب کرمان روانہ کر دیا۔ خود خراسان کا رخ کیا اور مقدادہ لشکر ریاح بن قیس قیس کو سرور بنایا۔ جب یشایور کے علاقہ میں پہنچے تو وہاں کا بادشاہ اسرار نام مقابلہ سے پیش آیا عبداللہ نے دیہات کو غارت کر کے اہل تہر سے جنگ کی اور حیرت میں ہوتی قتل کر دیا گیا۔ مگر اہل یشایور کے ساتھ جنگ بہت طویل پکڑ گئی اسی اثناء میں طوس کے حاکم کنادیک نام نے حاکم عبداللہ سے امان طلب کی اور یہ وعدہ کیا کہ میں آپ کی خدمت میں بھیج کر نیشاپور کے فتح کرے میں مدد دوں گا۔ عبداللہ نے اس امر کو منظور کر لیا۔ کنادیک جریدہ سیاہ لیکر عبداللہ سے آملاب عبداللہ نے ٹری خاطر طاری کی انکو اور انکی فوج کے سواروں کو گراں مباحثت سختے میر سوزہ یشایور کی طرف توجہ ہو کر سخت کوششیں کیں طوفان سے بڑے بڑے سر کے ٹھوڑے آئے پھر عبداللہ نے قہماری کر میں دروازہ نیشاپور سے ہٹو لگا تا وقتیکہ اس شہر کو فتح نہ کر لوں گا۔ یا شہر کے اندر داخل ہوں گا۔ نیشاپور کے بادشاہ اسار نے جب اس قسم کا حال سنا تو دنگ گیا اور قاصد بھیجا کہ اس شرط پر صلح چاہی کہ مجھے امان دی جائے تو شہر کے تمام دروازے کھولوں اور عبداللہ جس دروازے سے چاہے اندر آجائے عبداللہ نے شرط منظور کر لیا دی اور طوفان سے جگہ شراط ملے عبداللہ قہم سے مضبوط ہو کر صلح ہو گئی۔ دوسرے دن صبح کے لگتے ہی اسار نے شہر کے دروازے کھول دیے عبداللہ نے لشکر اسلام شہر میں داخل کرنا شروع کر کے قتل و غارت گری پر مانتہ کھولا صبح سے نماز صبح تک قتل عام اور لوٹ مار جاری رہی ایک کنادیک حاکم طوس نے عبداللہ سے کہا اے امیر فتح اور علم پرانے کے بعد استقام لینے سے ضرور نازیاں اچھا کام ہے عبداللہ نے اس کی سفارش کو منظور فرما کر اہل شہر کو امان دی اور اپنی فوج میں ہمدانی کوادی ورج و لوٹ لایا۔ ہاتھ روک لیا اسار میں ہو گیا اس کے بعد عبداللہ نے یشایور کی حکومت کنادیک کے والد کر کے اس شہر پر قبضہ جدید اسار کے باشندوں نے جب یہ خبر سنی کہ طوس اور نیشاپور کو بن عامر نے فتح کر لیا۔ تمام علاقہ مسلمانوں کے زیر تصرف ہو گیا اور جنگ و جہاد انھوں نے قتل و غارت گری کی تمام خبریں معلوم ہوئیں تو وہ گئے اور قاصد بھیجا کہ اس تلوار واد صلح

در بیان فتح خراسان و نیشاپور





احسن سے اس قرار واد پر صلح منظور کر لی کہ وہ چار لاکھ درم لقا دار کیے اور ہر سال ایک لاکھ درم اور یا سو گن دم و خودیہ رسیگے۔ پھر اصف دہاں سے روانہ ہو کر ملک حواریان کے تمام تہریں اور قصبوں اور قلعوں کو یکے بعد دیگرے قبضے میں لایا جہاں سے گریز مارو یہ فراہم کرتا اور جس علیحدہ کر کے باقی کو فوج میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح عہد الرحمن میں عمرو عثمان اور کمال کے علاقوں میں پھیرا تھا۔ مال وصول کرنا اور جس علیحدہ کر کے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا تھا۔ عہد بن ابی سعیدان حسب الحکم عثمان سام کے ملک کا حاکم تھا اسے ایک شخص حسب سلسلہ فہری کو ملا کر چار ہزار سو اور دوسرا ہندل حوالہ کر کے سب آرہا تھا۔ اسے تین سال حکم معاویہ آرمینا میں داخل ہو کر تمام علاقہ فتح کر لیا۔ اور جزیرہ نمک حاکم ہوا جب تمناط کی لواح میں داخل ہوا تو اسے خبر ملی کہ ایک رومی سردار اسی ہزار فوج لئے ہوئے مسلمانوں سے مقابلہ کر رہا تھا۔ معاویہ کو خط لکھ کر لشکر نکال کر کے حال سے اطلاع دی۔ معاویہ نے حسب کا خط پڑھ کر اور صورت حال سے مطلع ہوتے ہی علیہ عثمان کو مدد لینے تحریر اس حال سے آگاہ کیا۔ عثمان نے معاویہ کے خط سے تمام حال معلوم کر کے ولید بن عقیلہ حاکم کو مدد کو لکھا کہ دس ہزار لشکر کوئی مستحق کر کے تاحی سلم بن ربیعہ باہی حسب سلسلہ کی کمک کے لئے روانہ کرے ولید نے اس واپس کے پیچھے ہی لوگوں کو جمع کر کے حکم سادیا اہل کو فہم صمیم ارادہ سے مستعد جنگ ہو گئے۔ دس ہزار سو اور مدد کی صحبت سلم بن ربیعہ کے چھٹے تلے جمع ہو گئی۔ مسلم نے ورا کو فہ سے لشکر تمناط کی سمت کوچ کیا۔ جو وقت حسب کو خبر ملی کہ کمک قریب آئی ہے اسے لشکر سے کہا۔ کہ اہل کو فہ ہماری مدد کو آ رہے ہیں مجھے امید ہے کہ ان کے پیچھے کے بعد چھ تینوں پر فتح حاصل کی تو کو فہوں کا کام ہو جائیگا۔ اسلئے مناسب ہے کہ مدد کے پہنچنے سے قیتر ہی ہم اسی صحبت سے ملا استدعا اہل کو فہ معرکہ آرائی کریں مکمل ہے ہر فتح نصیب ہو۔ فوج نے کہا ہم مطیع ہیں جو کچھ حکم ہو گا سچا لائینگے حسب ٹرا عقیلہ اور بہادر شخص تھا لکات جنگ خوب جانتا تھا۔ کچھ دیر سوئے سمجھ کر یہی رائے قائم کی کہ رات کے وقت چھاپہ مارے۔ جب رات ہوئی فوج کو ترتیب دیکر تمام سرداروں اور سرداروں کو اپنے منصوبوں سے مطلع کر دیا اور آہستہ آہستہ جگہ دتس کی فوج کے متصل جائینا اس کے بعد اس عالم تخری میں ہر طرف سے حملہ کر دیا اور تیرہ رنی سے کام لیا۔ کافروں کی حسب کا کچھ حصہ قتل کر دیا اور کچھ قید کر لئے اور باقی اس ادھیری رات میں ادھر ادھر کو بھاگ کر منتشر ہو گئے۔ سورج کے نکلنے کے وقت دشمن کا ایک شخص بھی اس میدان میں رہا۔ اب حسب نے ہتھار لوٹ کا مال لیکر راحت کی خوش امیر المومنین کی خدمت میں بھیج کر باقی اپنی فوج میں تقسیم کر دیا ہر ایک شخص کو زکیر وصول ہوا۔ اسی اتنا میں سلم بن ربیعہ بھی کوئی لشکر سمیت آئی تھا اور حسب سے کہا کہ جو دار الخلافہ نے تمہاری امداد کو لئے زاد کیا ہے اور قہنہ ہمارے آئے کی تہرت سے قوی دل ہو کر دشمنوں پر فتح پائی ہے اسلئے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دو۔ حسب نے حواریہ تمہاری درخواست مصفاہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فوج کثیر تیار کرنے سے پیشتر فتح کراہت کی ہے جس گروہ نے جان پھیل کر اور حطرہ میں یزکر جنگ کی اور مال غنیمت یا یا ہے تو اس سے واپس نہ لیا جاتا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں۔ انجام کار حسب اور سلم میں اسی گفت و شنید سے پھانگ نہ پڑی کہ دو دو جاعتوں نے تلواریں سنوت کر ایک دوسرے پر حملہ کیا ٹری سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر کو فہ بہت تھا اور چونکہ حسب کی جماعت خستہ اور زخم خوردہ تھی اسلئے شکست کھائی۔ یہی سگ پہلا موقع تھا کہ عراق اور شام والوں میں عداوت ہو گئی۔ حسب سے خط لکھ کر عثمان کو صورت حال سے اطلاع دی عثمان نے حواریہ یا کہنے حوالہ غنیمت حاصل کیا ہے اسے عراق والوں سے مستثنیٰ نہ رکھو بلکہ انکو بھی اس میں شریک کرو۔ حسب فرمان علیہ عثمان یزکر اپنے لشکر کو مصوں مندرجہ سے مطلع کیا اسلئے از روئے طاعت منظور کر کے اس مال غنیمت میں سے اہل عراق کو حصہ دے دیا۔ حسب نے اسی جگہ قیام کیا اور سلم بن ربیعہ حسب ارشاد امیر المومنین لشکر کوئی کے ہمراہ آرمینا پر چڑھائی کی دہاں کے حکام عربی لشکر کے آنے کی خبر سن کر ڈر گئے۔ قلعوں اور چار دیواریوں کے اندر پناہ گیر ہو بیٹھے۔ بعضوں نے مقابلوں اور معرکہ آرائیوں میں تباہی حاصل کی سب یہی کہتے تھے کہ لامقابل آسمانی لشکر ہے امیر کوئی تہیار کار گر نہیں ہوتا نہ وہ مرتے ہیں۔ سب سلم نے بیلقان کی طرف جو ولایت ارمن کا شہر ہے قدم بڑھایا۔ راستہ میں جس تہر اور قصبے سے گزرتا تھا وہاں دیہی سلام بھیلاتا خیرہ تاہم کرتا اور نہ مقررہ لیتا جاتا تھا اور جو شخص مخالفت سے متین آتا اسے ہلاک کر دیتا تھا۔ جب بیلقان کے پاس پہنچا تو وہاں کے باشندے حاکم حضرت ہر بہت سامان زر و بیش کیا اور غرا لشکر صلح ہو کر خیرہ اور فہ یا قبول کیا۔ سلم نے چاہا کہ وہ گزر رہا تھا لیکن وہاں سے چکر قطعہ بردے کے دروازہ پر

آپسار روح والوں نے بھی حلیہ کر لی۔ مسلم روپیہ وصول کر کے شروان کی طرف متوجہ ہوا دیکھ کر کہ شہر شروان کے سامنے اڑیا۔ بادشاہ شروان نے قاصد بھیج کر دھڑکا  
صلح پیش کی مسلم نے صلح منظور کی اور زمرہ قزاقوں کو شہر ان و مسقط کا رُوح کیا۔ اس سرزمین میں پچھلیک ہائی می حاکموں کے پاس قاصد روانہ کئے کہ حاضر دگاہ ہوں۔  
ملک لکھ اور ملک زبیلوں اور طبرستان کے فرمانروا ایک دوسرے کے بعد حاضر ہوئے طرح طرح کے تحفے اور ہارے پیش کئے اور اپنے اپنے علاقوں کا روپیہ داخل کر کے سالانہ  
خراج مسطور کر لیا۔ طبرستان سے پختہ محمد و دیلم ہو گیا۔ پھر مسلم نے سب کو نصیب کر کے حساب ماہ الاواب کو رُوح کیا اس وقت ترکستان کا مادشاہ خاقان تین لاکھ رُوح لے  
دیاں موجود تھا اور اسے سس رکھا تھا کہ لشکر عرب کی تعداد صرف دس ہزار ہے اہیں آسانی مدد دیتی ہے اور کوئی تھیاریہ اثر نہیں کرتا دس ہزار اور بھلتا اس  
شہر سے نکل گیا مسلم نے ماہ الاواب میں داخل ہو کر تمام شہر کو خالی پایا تین روز قیام کیا کہ لشکر آرام پائے اس کے بعد خاقان کی دستوں میں نکل کھڑا ہوا اشرار تلامش میں اس کا گھر  
علاقہ حزر کے ایک تہر پر جو زمانہ میں ہوا۔ دہان بھی کسی شخص کو نہ پایا۔ مسلم نے دہان قیام نہ کیا اور خاقان کی تلامش میں بھپکائے جلا گیا جب حر کے تہر لمحہ میں پہنچا تو اس کے  
متصل ایک بہت بڑا سبزہ رار دیکھا وہیں قیام کیا یہ سبزہ رار بہت ہی وسیع تھا اور اس میں سے ایک بہت بڑا دریا گدڑا تھا خاقان کی رُوح کے بھی کچھ لوگ اس سبزہ رار میں  
موجود تھے ایک شخص نے جو رُوح سے لشکر اسلام کا حال دریافت کرنا چاہا۔ ایک مسلمان کو دیکھا کہ دریا کے باہر مانی میں ہار رہا ہے اس کا فرسہ لرزے کا تیتے تیرکاں میں رکھ کر تاسہ  
سایا جب اتفاقاً تیرتار پر ٹھٹھا اور وہ سنان جواں دگیا کا دروڑ کر اس کے پاس آیا سرس سے اُن کا دروڑ لے لیکر خاقان کے پاس پہنچا اور کہا یہ سرس لشکر کے ایک سپاہی  
کا ہے جسے چڑھائی کی ہے اور جسکی نعت متہور ہے کہ وہ آسمانی لوگ ہیں اُن پر تھیاریہ کام ہیں کرتا یہ مرد اُسی فوج میں سے تھا جس نے تیر مارا فوراً مگر گیا اب سرکاٹ کرتے پاس  
لایا ہوں خاقان نے وہ سر سبزہ ملاحظہ کیا۔ اور قاتل کا یاں لشکر سنادی کر دی کہ فوج فراہم ہو جاں جہاں سردار اور حکام موجود تھے خط صحیح بھیج کر مسلمانوں سے  
حکام کرنے کی ترغیب و تحریص دلائی وہاں بھی لشکر کے بعد خاقان ٹنڈی دل جیسی فوج کے ساتھ فوج اسلام کی طرف بڑھا۔ مسلمانوں نے جہاننگ ہو کا خوب ہی کوشش کی  
مگر مقابلہ اُن کی قوت سے بالکل باہر تھا۔ محام یہ ہوا کہ وہ عاجز آ گئے اور ایک ہی جگہ میں ایک ہزار مسلمانوں نے عام تہادت لوش کیا۔ کافر مسلمانوں پر غالب آ گئے  
مسلم بن ربیعہ اور اس کے ہمراہی دہنار اہل کو دیکھ سبک سب شہید ہو گئے ایک شخص بھی زخمی نہ بچا یہ حادثہ تہر بلخہ کے میدان میں واقع ہوا اُن سب مسلمانوں کی خاک اسی جگہ  
میں مل گئی جسے قورا شہد کہتے ہیں **وَقُتِلُوا فِي يَوْمٍ كَثِيرٍ مِّنْهُمْ** عثمان کو اس حرکت سے سے ہایت ہی رنج و غم ہوا۔ حواں و آرام ترک کر دیا اور حبیب بن مسلمہ  
کو خط لکھا کہ حقدور لشکر تیرے پاس موجود ہے اُسے لیکر آ رہا ہے چڑھ جانے اور جو مسلمان دہان شہید ہوئے ہیں اُن کا عوض خاقان اور اس کی فوج سے ملے حبیب نے  
حسٹ الحکم رُوح کو جمع کر کے تسلی دی اور ہر شخص کو تنخواہ اور سواری کے لئے گھوڑا دیکر حواس آرینار روانہ ہوا اس جگہ سے ہوتا ہوا اُن گھائی سے سے سدبئی زوارہ کہتے ہیں  
گذر کر تہر حلاط کے متصل پہنچا۔ دیکھا کہ دہان کا قلعہ نہایت ہی عظیم التاں اور محکم ہے اور اس قلعہ کے اندر حقدور کافر میں سبک سب بڑے بہادر لڑنے والے حواں ہیں  
ماہم سخت سر کے پیش آئے انہما کار حبیب نے قلعہ فتح کر لیا۔ اور تمام کافروں کو ہلاک کر کے اُن کے اہل و عیال کو قید کر لیا اُن قلعہ میں سے لے آئے مال اور ترس بکام  
ہوئے پھر کُرج و کُرج کے علاقہ مطاسیر کے ایک مقام سراج نام پر پہنچا دہان قیام کر کے علاقہ حزران کے جگہ میرول اور سرداروں کے نام دہان جاری کئے کہ حاضر  
در گاہ ہوں اطراف و جوانب کے اُنرا کا ایک گروہ حاضر ہوا اور اسی ہزار آدم بر صلح قرار یا گئی حبیب نے زمرہ قزاقوں سے کر عہد نامہ تحریر کر دیا اور سب کو رحمت کیا اسی اثناء میں  
خلیفہ عثمان نے حبیب کو معزول کر کے خلیفہ الیمانی کو اسکی جگہ مامور کیا حدیث ہے کہ اُسی مقام قیام کیا اور اپنے چچا کی اولاد میں سے ایک شخص ابو جہل بن عمرو غسانی کو حبیب  
لشکر کے ساتھ اُس علاقہ کے نزاع میں بھیجا۔ دہان کا انتظام نہایت ہی خوبی کے ساتھ کیا اس ملک کے تمام مادشاہ اور میرول وغیرہ کو فرمانبردار بنالیا سب  
اس کے حکم پر چلتے اور اس کی آواز پر کار بند ہوئے اس طرح ایک سال کا عہدہ گذر گیا اور وہ اُسی علاقہ میں رہا۔ پھر خلیفہ عثمان نے خلیفہ بنان کو بھی اس جگہ سے معزول  
کر کے اس کی جگہ مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ مغیرہ نے بھی دہان پہنچ کر کچھ دنوں قیام کیا اور قابل قرین آئین مقرر کئے۔ پھر ابو جہل بن عمرو غسانی نے معزول کر کے تحت  
قرین کو اُس علاقہ کا حاکم مقرر کیا اُنٹ نے اُس تمام علاقہ کو جسے میں لاکھ عثمان بنی اندر عہد کے قتل ہونے کے وقت تک انتظام جاری رکھا۔



## حبشہ کے فساد اور سائل دریا پر قتل و غارت گری کے واقعات کا بیان

راویاں احار بیاں کرتے ہیں کہ حوث حلیفہ عثمان ملک آرمینا کی تخیل اور آغام علاقہ دگر میں مصروف تھے۔ سا کہ ملک حبشہ کے کچھ لوگوں نے بحر شام کے کناروں پر اتر کر ان دیہات کو خورماہ حلیفہ عمر سے فتح ہوئے تھے لوٹ لیا۔ اور کثیر مسلمانوں کو قتل کر کے اُن کی عورتوں اور بچوں کو ویر کر لیا۔ عثمان اس واقعہ سے غمگین ہوئے۔ امکن الصدا اور مہاجرین سے سہو لوگوں کو بلا کر اس امر میں صلاح کی کہ کیا تدبیر کریں جیسا ہے اور اس جماعت کے دفعیہ کے لئے کون اور زیادہ مناسب ہوگا۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ جنگ حصہ میں کہ جنہوں نے حرکت کی ہے جلدی فرمائیں ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے قاصد بھیجا کہ حبش سے اس واقعہ کی کیفیت طلب کی جائے اگر یہ باسقول حرکت انہی کے اشارہ اور رضامندی سے ہوئی ہے تو زیادہ غور و فکر کیا جیسا ہے۔ اور اگر اُس کی اجازت بغیر فوج کے جاہل اور بد معاشوں نے ایسا کیا ہے تو تباہ حبش ہی سے انکسار کرنا چاہئے۔ وہی اُن لوگوں کو تنبیہ اور سرزنش کرے۔ عثمان نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور اس بات میں سناہ حبش کے نام خط تحریر کر کے محمد بن مسلمہ انصاری کو دیا اور ایلمپی سا کرست وں ہمارے یوں کے بھیجا اُسے تباہ حبش کے دربار میں بھیجا کہ مامہ دیا اور حق رسالت سکا لانا حبش کے مامہ تباہ صاف انکار کیا مجھے اس واقعہ کی کچھ خبر نہیں میری صامدی سے ایسا ہوا ہے۔ وہاں آدمی بھیجا اُن لوگوں کو طلب کیا اور سرزنش کر کے لوٹا ہوا مال اور قیدی واپس لے کر محمد بن کے حوالہ کر دیئے اور خطہ کے خط کا جواب اچھے طریق سے لکھا۔ ایلمپی یہ بھی لڑی ہر مانی زمانہ اور خود سودی کے ساتھ واپس بھیجا محمد نے حلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس جماعت اور مال کو حوالہ حبش سے واپس لیا تھا اُس کا عثمان خوش ہوئے اور سائل کے رہے دے مسلمان باشندوں پر غایت فرما کر اسلحا اور فوج سے تقویت بخشی۔ کچھ کچھ دشمن ایسا ارادہ کریں تو اُن کو باز رکھ سکیں اور اہل حبش اور دیگر مخالفوں کی طرف سے فوج دل رہ سکیں۔

## معوین ابی سفیان کے ہاتھ سے خبریہ قبر کا فتح ہونا

اسی آثار میں معوین بن ابی سفیان کا ایک خط حلیفہ کی خدمت میں پہنچا کہ آج کل سمندر اتر گیا ہے اُسکی موجیں اور سیمیاں بد ہو گئی ہیں ایسے وقت میں کشتیاں آسانی آمد و رفت کر سکتی ہیں اور ہم حیدر در میں داخل حریرہ قبرس ہو کر بہت آسانی سے اُسے ایسے قصبہ میں لاسکتے ہیں جہاں سے مسلمانوں کو بے شمار مال و دولت ملے گا۔ اگر امیر المومنین کا حکم ہو تو اس ہم کو اختیار کر کے انجام دوں حلیفہ نے جواب دیا کہ مامہ خلافت امیر المومنین عمر سے بھی تو نے ایسی وجوہات کی تھی کہ قبول نہ ہوئی تھی میں بھی اس ہم کی اجازت نہیں دیتا اور اگر چہ چار بار اس خطرناک ہم کو بھیجا ہے مگر جانتا ہے تو اور کس طرح اس ارادہ سے ایسے آب کو باز نہیں رکھ سکتا تو ایسے عیال و اطفال کو بھی اپنے ہمراہ لیجا جس سے مجھے اطمینان ہو جائے کہ وہیں کہتا ہے کہ سرور دیا جانے نہیں ہے جب معوین کو یہ جواب ملا تو سوچا اور ہم حریرہ قبرس کا حکم ارادہ کر کے حکم دیا کہ کشتیاں اور نادیں تیار کر کے دریائے عکہ کے ساحل پر موجود کریں اور صدر و حکم کے منتظر رہیں۔ معوین نے حکم سے جو جوشیا مطلوب تھے حق مرتب و جہاں کے مقام مقصود پر پہنچا دی گئیں اب معاویہ نے فوج کو توجہ اقسیم کر کے اچھے اچھے وعدوں سے دل لٹھایا اور جانب دریائے عکہ روانہ ہوا۔ جب ایک حلیفہ اپنے اہل و عیال اور فرزندوں کو موتی سے ہمراہ لیکر سفر کرتا ہوا اہل عکہ ہوا۔ وہاں ایک دور و ز قیام کر کے آرام کیا۔ پھر معاویہ مع فرزدان و مقرران و خواصان ایک کشتی میں سوار ہوا باقی کشتیاں کشتیوں اور ناؤں میں بار ہوا اُن دو ہونٹ کشتیاں اور نادیں بھیں جب وقت یہ فوج روانہ ہوئی جمعہ کا دن تھا اور غار ظہر کا وقت گزر چکا تھا لگاتار تھے ہی سب تکسیر پہنچیں کی آداریں بلند کیں۔ حسب اتفاق مخالف ہوا اہل ٹبری اور سمند میں سخت تلاطم پیدا ہوا کشتیاں ایک دوسری سے علیحدہ ہو کر کچھ جانب دست راست اور کچھ جانب چپ چتر ہو گئیں معاویہ کی زوجہ و دیگر حلیفہ مامہ نے لگی اور ملاج سے کہا خدا کے واسطے کشتی ٹھہرے مجھے تاب نہ پڑے نہیں یہی۔ ملاج نے ہنس کر کہا اے محمد ویر منہ کر خدا نے تیرے لئے جلالہ و تم نوالہ اور کیا حکم نہیں مانا۔ جب موت آتی ہے تو حکم پاری سبحانہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی شخص کشتی کو نہیں سنبھال سکتا۔ خدا کے فضل و حکم پر

بھر دے صبر سے بیٹھی رہو۔ اللہ تعالیٰ رحم فرما کر مخالف کو نیکو دیکھا معاویہ بھی ایسی سوئی بچوں کی طرف سے خوشی میں سوار تھے نہت مکر مند تھا۔ خدا کو یاد کرتا ہوا  
 حیب بیٹھا تھا۔ اصل ماری نے مخالف ہو کر نیکو کر دیا۔ موصی تھم گئیں۔ سردار میں اس ہو گیا اور تمام کتیاں حسب مدار وادہ ہوئیں۔ ابھاک سمندیں سامنے سے  
 کسی کتیاں آتی نظر میں جس میں قسم قسم کے بتیں قیمت تھے اور نذر لے نکاح مادشاہ خیرہ قمر قسطنطین لیسر قتل مادشاہ روم کے واسطے حار ہے تھے۔ ملاحل سے معافی  
 کو مطلع کیا اس نے حکم دیا کہ سب کو گرفتار کر کے ایسے ساتھ لے چلو کہ اسے یہ بچکر معاویہ سے انہیں اپنی حضور میں ملک کما دیکھا جیل جین لوڈیاں اور غلام و طرح طرح کے ظروف  
 اور قسم قسم کے فاخرہ لباس بار کے ہوئے ہیں کہاں سب کو سحاطت تمام رہنے دو پھر جو خیرہ قمر قس کی طرف متوجہ ہوا اور خشکی پر اتر کر حکم دیا کہ اس جزیرہ کو تاراج کر ڈالیں  
 تیار مال عنیت ماہ طاعت کثیر صاحب جمال غلام اور انواع و اقسام کی لھیں لھیں تیار لوٹ کر ساحل بحر یلائے اور سب کو تکتیوں پر بار کر لیا اسی شمار میں جرہ قمر  
 کے حاکم نے ابھی بھیجا اس طرح صلح جا ہی کہ بغیر دست امدادی واپس چلے جائیں تو ہر سال ایک ہزار دو سو دیا رحمت معاویہ میں ادا کرتا رہا مگر معاویہ اس شرط کو  
 منظور کر کے دستاورد لکھ دی اور زبھا لحت ایلیا۔ ماہم پر اقرار کیا گیا کہ اس معاہدہ کے خلاف نہ کرے گا ملک خیرہ قمر قس کا مادشاہ روم قمرہ ادا کرے گا پھر جزیرہ سے کوئی  
 تعرض ہوگا۔ اہل جزیرہ ہر سال زبھر قمر کردہ معاویہ کی حدت میں بھجوتے رہے اور اُس قدر شاہ روم کو دیتے تھے۔ الغرض تمام مال عیبت اور لوڈی علامتیں  
 سوار کر کے معاویہ کے مراجعت کی۔ سردار موتی تھا۔ بلا رحمت و مسقت سلامتی سے ساحل علیہ پر آئیے خشکی پر اتر کر اسواں عنیت کا اندازہ کیا تو بے امداد دولت لنگی لوڈی  
 علاموں کا جائزہ لیا تو اُن کے ہر شے کے برکت چھپیں اور جو صورت تھے جنہیں سے سات سو لوڈیاں غلام کو اسے بھی تھے معاویہ نے حسن نکال کر خلیفہ تختماں کی حد  
 میں بھی یا باقی طرح میں تقسیم کیا گیا۔ اور ایک خط کے ذریعہ جزیرہ کے حالات اُنکی فتح کی کیفیت اور واپس کے حاکم کے ساتھ معاملہ صلح کی طرح سے اور مال عیبت  
 بصریح و سلامت واپس پہنچنے سے غلیف کو مطلع کیا معاویہ کے لشکر نے اسکا قیام کر کے لوڈی غلام اور سال عیبت ماہم حیدر و فروخت کرنے شروع کر دئے اور وادہ و جزیرہ  
 تھے یہ حال دیکھ کر دروہے تھے ایک دوست نے یہ چھپا آج بڑا مبارک اور بہت ہی خوشی کا دل ہے کہ مسلمانوں کو ایسی شری فتح عسر موئی اور اس قدر مال کثیر عیبت  
 ہاتھ آیا اسلامی جھنڈے کو عروج حاصل ہوا اور کھڑکھڑانہ لگن ہو گیا۔ میں اب خوشی و خوشی کا وقت ہے رونا اور دم کرے گا۔ اور دالے کہا ہے بھائی حیدر تونے مان کیا  
 یہ بات ہے مگر میں ان عورتوں اور بچوں کے معافیہ حال میں کچھ اور ظاہر کر رہا ہوں اُن کے سرخ دالم میں مبتلا دیکھنے سے کہ نگاران امت کی ذلت و خواری یا داری سی  
 کہ وہ حدائے سخاوت کے اندر نیک کیسے ذیل حقیر ہو گئے ان لوگوں نے عین نعمت اور دولت میں رہ کر حکم خدا کو حق سمجھا اور کہہ گار ہوئے تو احکام کار اس غلامی ہو جائی  
 اور دولت میں مبتلا ہوئے خدا کے کسی مدہ کا نہ نہاتے وہ ایسا ہی تھوڑا اور باہ حال ہوتا ہے۔ مختصر مسلمانوں میں امراں عنیت قبرس کی تقسیم کے وقت بڑھ جات  
 فساد اور جھگڑا پڑا ہوا اس وقت قبرس کا ایک بڑھا موجود تھا بولا اے مسلمانوں تمہارے عیسائی رعات کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گدرا اور اس کے دوستوں اور تاحیں کا راء  
 طویل نہیں ہوا ہے کہ تم بھی سے ایسی خیانتیں کرنے لگے تمہارے بعد کے لوگوں کا تو کیا حال ہوگا معاویہ کو بھی اس معاملہ کی خبر ہوئی نہت یریشاں ہوا اور سب نعمت  
 کی بھر میرا نہیں ابو بکر صدیق کا وصیت مار جو یریدیں انی صیان کے نام امارت تمام کی تقرری کے وقت لکھا بھی گیا تھا منگایا اور لشکر کو نیا وصیت نامہ کا مضمون یہ تھا  
 لَسْبِحُوا لِلّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِعَمَدِ رَامَہِ الْوَبْکَرِ حَلِیْفِ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ سے تمام امیروں اور سرداروں اور سپاہیان لشکر کے نام تحریر کیا جاتا ہے ان میں نصیحت اور  
 وصیت کیجاتی ہے کہ ہر ایک امیر میں پرہیزگاری اختیار کر دینا دی ترقیوں بلند تریوں اور شان و شکوہ کی خواہش نہ کرو فقر و فساد کی راہ سے بچو کہ ہر ایک امیر اور لشکر کے  
 احکام اور وادہا ہی کو خلیفہ اور بے حقیقت نہ سمجھو جو کوریاں چارہ کھا جائیں یا جن رویشیوں سے جائیداد اٹھاتے ہیں انہیں ہلاک نہ کرو یہ وادہ رسول کو نہ کالو اور  
 کھجوروں کے درختوں کو توڑو یا جلاؤ نہیں گرجا گھروں کو ثابت نہ چھوڑو۔ بلکہ انہیں سدا اور راکھ دو۔ بڑھے مرد و عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو انہیں سدا اور بچہ نہیں  
 مردہ میں گوشت نہیں ہوں انہیں دالے نہت نکالو نہتے کسی قسم کا تعرض نہ کرو۔ مگر جن گروہوں کے مانع میں شیطان نے گم بنا کر انہیں ست دے دی ہوا انہیں قابل  
 پائے ہی قتل کر ڈالو ایک کھجور کی بھی خدمت نہ دو۔ روئے زمین کو ان کا ناپاک چہی کی اوردگی سے ممان کر دینا چاہئے جسے خلیفہ رسول خدا کی ہی وصیت ہے اور ان شخصوں



سے ذرا سترائی کر کرنی چاہئے سب پر پورا پورا عمل درآمد ہونا لازم ہے والسلام جب معاویہ نے تحریر لکھ کر کوٹنا کی سب مصروف سے وقف ہو کر راہ راست پر آگے  
 نیکو کاری سے گذران کر لگے۔ حیانت اور سادس باتیں ترک کر دیں۔ ہاں اس وقت حکم جبرہ قبرس کی لوٹ مسلمانوں میں تقسیم ہو رہی تھی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے  
 جیسا صحابہ ابو روا عبادہ بن صامت۔ سند اوس اوس۔ دائیں اس استیج۔ الامامہ ماہی عبداللہ بن شراوی وغیرہ کسی کو نہ ہنٹھے یہ حال دیکھ رہے تھے اور  
 روتے جاتے تھے انہوں نے دو انصار یوں کو دیکھا کہ دو گدھے پہناتے تھے حارہ میں عبادہ بن صامت نے یو چھایا کہ کچھ لے میں اور کہاں لیجاتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا  
 ہمارے میں اور معاویہ نے ہمیں دی ہیں کہ انہیں سوار ہو کر حج کو جائیں تب دیکھیں کہ وہ کسے سے جانہ کعبہ کی ریا کر لیں مجاہدہ کہا معاویہ کے لئے یہ اہل حارہ ہیں ہو سکتا کہ یہ جانو تمہارا  
 حوالہ کر دے اور تنگدستی سے لیتا رہا ہوسکتا ہے ہاں اگر رسول خدا صلعم نے ایسا فرمایا ہو کہ دو گدھے تھیں یہ جانی تو ٹھیک بات ہے انصار یوں کہا سبحان اللہ رسول خدا  
 اب کہاں میں عبادہ حارہ یا میرا یہ مطلب ہے کہ حضرت رسول خدا نے تمہاری سبت وصیت وادی ہو کہ صورت جبرہ قبرس فتح ہواں غنیمت میں ایک ایک گدھا تھا رہے حوالہ  
 کر دیا جائے اگر کھلاقی حقیقت ہنس دو گدھے عطا کئے گئے ہوں تو لایا حلال ہے ہاں نوحام انصاری ان دو حوالوں کو معاویہ کے پاس لیکھے اور کہا کہ عبادہ ایسا کچھ  
 بیان کرتا ہے معاویہ نے انہیں نمایاں اس ٹھاکر اس امر کی نسبت یو چھایا عبادہ نے کہا اے امیر جنگ میں کے موقع میں حضرت رسول خدا صلعم میں حاضر تھا اس وقت آپ  
 مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک اونٹ کی پہلو میں سے ایک بال اکھاڑ کر قسیم فرمایا کہ لوٹ کے مال میں سے جس کے علاوہ مجھے ایک مال لے لینا بھی حلال نہیں ہے اور میں  
 جس غنیمت بھی نہیں لیتا ہوں معاویہ نے یو چھایا اور دوا تو گواہی دے سکتا ہے کہ روز جنگ جمل میں ترخان حضرت ربات ماس سے تو نے  
 ٹھیک ہی کھلے تھے میں عبادہ نے کہا ہاں۔ اور تجھے لازم ہے کہ حوالاں غنیمت جنگمے حریرہ و عمرہ سے حاصل ہوئے ہیں ان کی سبت پوری احتیاط عمل میں آگے  
 اور تقسیم کے لئے اسی شخص کو مقرر کیا جائے جو نیک میرت امانت گذار اور دیانت دار و شہر ہو۔ معاویہ نے کہا میں نے اس کام کا انجام تیری ہی دات پر منحصر رکھا طرح  
 مناسب سمجھے یہ مال غنیمت مسلمانوں کو تقسیم کر دے عبادہ نے کہا اور بھی بہت سے اصحاب ہیں انہیں چھوڑ کر یہ نازک کام تمہیں کیوں ڈالتے ہو معاویہ نے کہا اس سبب  
 کہ امیر المومنین عثمان نے مجھے لکھا ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم کا کام اس شخص کے حوالہ کرنا جو سب لوگوں میں زیادہ فاضل ہو اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں میرے صاحب  
 یا ہمارے ہیں ان میں ایک شخص بھی مجھے فاضل ترین کیونکہ تو شروع میں اسلام لایا اور حضرت رسول خدا میں رہا ہوا شخص ہے عبادہ نے کہا یہ کام کسی اور کے  
 سیر و کرو مجھ سے انجام نہ پاسیگا معاویہ نے کہا میں چار دیا چار تم ہی اس کام کی دوسری اختیار کر کے مجھے مطمئن کر دے ورنہ یہ کام حواہی خواہی عبادہ ہی کے  
 سیر و ہوا کہ ابو روا اور ابو امامہ باقی تقسیم مال میں معاویہ کو ملا دیں بعد معاویہ نے بہت سے تحفے فراہم کئے اور ایک لونڈی جو نہایت ہی حسین صاحب جمال اور ناز  
 دانہ لڑائی تھی اور جبرہ قبرس سے ہاتھ آئی تھی ان بڑیوں کے ساتھ شامل کی پھر تحائف عمدہ بن عبید سلمی کے ہمراہ عرب عثمان میں روانہ کئے اور تمام حالات  
 لکھ کر بھیجے جو وقت معاویہ کا یہ خط اور یہ حکم تحائف وغیرہ عثمان کے پاس پہنچے اور مال جس حواس سے پتر ہی پہنچ چکا تھا حلیہ نہایت ہی شادمان اور سرور پر  
 خداوند کریم کا نگرہ ادا کیا جب اسی جیسے لونڈی کو دیکھا تو ابھی سے یو چھایا یہ لونڈی مال جس میں سے ہے اس نے حواہی یا نہیں ملکہ خیرہ کی غنیمت میں سے  
 معاویہ کے حصے میں آئی تھی۔ اور اس نے اطور تحفہ ایک کے حضور میں پیش کی ہے عثمان نے ابھی سے یو چھایا یہ کیا نام ہے اسے کہا عجبہ بن عبیدہ کہا مسلمانوں کی ہمراہ  
 تو بھی خیرہ قبرس میں گیا تھا، اسے کہا ہاں میں بھی گیا تھا۔ فرمایا مجھ سے اس خیرہ کی کیفیت بیان کر اس کا طول و عرض کہہ دے عجبہ نے کہا بہت بڑا خیرہ  
 ہے نہایت زرخیز اور آباد۔ اہل خیرہ کا بیاں ہے کہ طول میں اسی فرسنگ ہے اور اس بقدر عرض میں ہے وہاں بہتے دریا باغات اور چین کثرت میں طرح طرح  
 درخت اور فصل اور میوے پیدا ہوتے ہیں عمارتیں بڑی بڑی عالیشان اور وسیع ہیں مکانات انسانوں سے محمود ہیں دیہات سببش و صبح اور نوحال میں غرنکہ  
 وہاں کی زبان کی زبان ہیں ہر گھٹن توشتی گھوڑے کا ہے جس اونٹ گدھے پھر گریبان شمار ہے ہاں میں مسلمانوں کو اس کے فتح کرنے میں بفضل باری تعالیٰ ذرا  
 بھی دقت پیش نہیں آئی دشمن ہمارے لشکر کو دیکھتے ہی ایسے خون زدہ ہو گئے کہ ذرا مقابلہ نہ کر سکے ہیں تو ان کا کھینچنے پر پڑی۔ سب کے سب ہمارے آگے

یانی پھرنے لگے۔ ایک شخص کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ مخالفانہ قدم نہ رکھا۔ ایسی بھی کچھ صلح کے خواستکار ہوئے اور مصالحت اور جریرہ دینا قبول کیا۔ عثمان نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْہِمْ وَخَصِّمْہُمْ بَعْدَہِ اَلْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اے اللہ تعالیٰ کے وصل سے پھر میں آیا۔ اور ایمان والے مندوں کی رحمت ہے۔ پھر حکم دیا کہ جریرہ کی ٹوٹ کا خمس مدیرہ والوں کو مات دیں۔ ہر شخص کو اُسکا وہی حصہ پہنچا دیا اور لونڈی کو ایسے لئے رکھ چھوڑا مگر ناپائستہ فراصہ جو حلیفہ کی منکوحہ روحہ تھی اس بات سے ہایت ہی ناراض ہوئی مہرہ تو تھا لیا اسے غلیفہ نے وہ لونڈی معاویہ ہی کے پاس واپس بھیج دی اور معاویہ نے اپنے واسطے رکھ لی وہ معاویہ کی وفات تک اُس کے گھر میں رہی مگر معاویہ سے کوئی اولاد نہ تھی۔

## معاویہ بن ابی سفیان کے ہاتھ سے جریرہ دودوس کے فتح ہو گیا بیان

جب معاویہ جریرہ قبرس کو فتح کر چکا۔ اور مسلمانوں کو دمان کی لوث سے شیار مال ملا تو معاویہ نے چاہا کہ جریرہ دودوس کو جا کر فتح کرے اس ارادہ کی سست غلیفہ عثمان سے اجازت طلب کی حلیفہ نے جواب دیا کہ دریا فی سفر نہ اضر مال کام ہے نہیں معلوم احکام کیا ہو لیکن تو نے مستعم ارادہ کر لیا ہے اور یہی چاہتا ہے کہ بحری سوار اعتبار کر کے جریرہ کو فتح کرے تو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے اس ہم کو اختیار کرنا۔ اور ہر وقت یرمیز گاری کو مد نظر رکھا معاویہ نے اجازت دیتے ہی سحر دیا و فتح جریرہ کو مکہ کا پختہ ارادہ کر کے فراہمی لشکر شروع کی اور حکم دیا کہ کشتیاں تیار کی جائیں۔ جب کشتیاں تیار ہو گئیں ایک کشتی میں جو مع خواصوں اور خدمتکاروں کے سوار ہوا اور لشکر اور چھندوں کو کوا کشتیوں میں سوار کر لیا۔ روانگی کے وقت مسلمانوں نے فوج بیکر و تہلیل ملنے کیا کشتیاں جلی جا رہی تھیں حصہ جریرہ مذکور دور سے نظر آئے لگنا احوال جریرہ نے بھی مسلمانوں کی کشتیوں کو انہی جاس آئے دیکھا تو کشتیوں میں سوار ہو کر مقابلے کو نکلے اور آگے بڑھ کر جنگ شروع کی ٹری جوزیز جنگ ہوئی اور طرفین سے شہداء آدمی مارے گئے انجام کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور دشمنوں کی کشتیاں اور سامان جنگ اُل کے ہاتھ آیا جریرہ میں پہنچ کر کشتیاں کسارے پر اٹکادیں اور لشکر پر اتر کر قتل اور غارت پر ہاتھ کھولا کئی سخت مقابلے میں آئے ہمیں بہت سے دشمن ہلاک کئے اور انکا مال و متاع لوث لیا اسی لوث کے نشان میں ایک مسلمان عبدالرحمن بن عوب اشعری کچھ لوگوں سمیت ایک عالی شان مکان میں داخل ہوا نہایت ہی دلکشا اور آباد مکان تھا اس سے یا لہو لونڈی غلام کے گلے گلے انعام اور بہت سافیشی نصیب تھی سازد سامان برآمد ہوا سب کو لیکر بیٹھے اور ایسی لشکر گاہ میں آئے اتفاقاً ایک لونڈی کے پاس سے کوئی شے پھوٹی سی کپڑے میں لپیٹی ہوئی لٹل ٹری اٹھا کر دیکھا تو سونے کی انگوٹھی سرخ یا قوت کے نگینہ والی ہے معاویہ کے سامنے پیش کی معاویہ نے جوہر لوں کو دیکھا کر غیب کا اشارہ کر لیا نگینہ کی قیمت ایک ہزار دوسو دینار نکلی گئی معاویہ نے اپنے واسطے رہنے دی اور قیمتی اموال کے وقت اُسے اپنے حصہ میں محسوب کر لیا اس فتحیابی کے بعد تمام غلاموں لونڈیوں اور اجناس و اموال غنیمت کو کشتیوں میں بھر کر ورجت کی فضل الغنی سے بحریت تمام کنارے پر پہنچے۔ اُن وقت معاویہ نے امیر المومنین کو خط لکھ کر فتح جریرہ دودوس تحصیل اموال غنیمت اور صحیح و سلامت واپس آنے کے حکم حالات سے اطلاع دی اور خمس غنیمت مدینہ کو ارسال کیا خلیفہ عثمان اس کامیابی پر نہایت ہی تادہ ہوئے اور خدا تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کیا پھر وہ بال غنیمت اہل مدینہ کو تقسیم کر دیا فتحیابی جریرہ دودوس کے وقت اکثر تائب گان معزز قتل و غارت میں آگے تھے اور بقیہ مسیح اطراف و جوانب کو بھاگ کر منتشر ہو گئے تھے۔ جس کے سبب وہ جریرہ معاویہ کو مدد خلافت کے شروع ہونے تک بالکل دیران اور بیکار پڑا۔ اور جب معاویہ نے خلافت اختیار کی اُس جریرہ کے آگے کر نکلا حکم صادر کیا اور دمان ایک مسجد تعمیر کی مسلمانوں کے کئی عاملوں کو اسلحہ دیکر کہا کہ دمان آباد ہوں گا میں مائیں زراعت کریں میں جس حصہ میں مسلمانوں نے جریرہ کو پیرتے بھی زیادہ عہد کی کبساتہ آباد و سرسبز کر دکھایا اور ہم کے بادشاہ اور دیگر دشمنوں سے بچائے رکھا۔ مجاہد کہتا ہے کہ سترہ جہری تھا جبکہ اُس جریرہ میں پہنچا خوب آباد تھا میں نے معاویہ کی بنائی ہوئی مسجد میں اذان دی اور نماز پڑھی کب الا حار کی درجہ کا بیاتح میرے ہمراہ تھا۔ اور میں اُسے قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ لیکن اسے مجھ سے کہا اسے مجاہد میں دیکھتا ہوں کہ گویا جریرہ غنیمت ایسا براہوہو گا کہ انکا نشان کا حق رہے گا اور وہاں ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ کئی دن بڑی سخت آگ لگی



اٹھکر اس رعبہ ماہ کو گردے گی۔ مجاہد کہتا ہے کہ اس کلام کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک دن رورشور کی آمدھی اٹھی اسنے اس زینہ پایہ کو گردایا۔ اسی دن نیردس معاویہ کا خط پہنچا کہ انکاب معاویہ مر گیا ہے۔ ہم اس خبر سے بہت ہی غمیں ہوئے اور وہاں سے چلے آئے ہمارے آنے کے بعد انہی دنوں میں وہ حررہ مراد ہو گیا۔

## معاویہ بن ابی سفیان بادشاہ روم قسطنطین بن قسطنطین کا بحری جنگ کرنا

اقتے ہیں کہ اکلدن محمد بن قسطنطین کو حردی کے قسطنطین بن قسطنطین بادشاہ روم اس ارادہ سے فوج جمع کر رہا ہے کہ عہد کے سمندر میں مسلمانوں سے جنگ کرے۔ قسطنطین نے اس حال سے مطلع ہوئے ہی معاویہ کو لکھا کہ شامی لشکر کو فراہم اور سامان جنگ سے آراستہ کر کے بادشاہ روم کے مقابلہ میں بھی کرے دوسرا خط امیر مصر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام روانہ کیا کہ مصری فوجوں کو جمع کر کے جانب دریائے نیل روانہ ہو جائے قسطنطین نے مصری فوجوں کو لکھا کہ عبداللہ بن سعد اور مصری لشکر کو مال اور اسلحہ سے جو باتیں ممکن ہو فوت و مدد بھیجائے بغرض معاویہ شامی لشکر کے ساتھ اور عبداللہ مصری فوجیں لے سونے حکم کی طرف بڑھے۔ سب سب سامان جنگ اور اسلحہ سے بخوبی آراستہ و تیار تھے۔ ساحل بحر پر پہنچ کر کشتیاں تیار کیں اس وقت سامان رسد بھر کر ترار دریا سیاحیوں کو سوار کیا اور لنگڑا ٹھاڑے۔ بادشاہ روم قسطنطین بھی ایک ہزار کشتیاں بچھا لے ہوئے اُن کی طرف بڑھا۔ رال کے صوبے نیلے ہر ایک کشتی سے لٹکار کھٹے تھے اور آگ رتن تھی مسلمانوں نے سمندر میں پہنچ کر بادشاہ روم کی کشتیوں کو دیکھا کہ بہت ہی نرمی سے بڑھی چلی آ رہی ہیں اور ایسی جونی سے آراستہ ہیں کہ تیر گہبی نہ دیکھی گئی تھیں بہت ڈرے اور ناری کہاں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ملاحوں نے تمام کشتیوں کو ایک محفوظ جگہ میں مصوٹے کے ساتھ قائم کر دیا اسی شان میں دشمن نے بھی اسی کشتیاں برابر اس لاکھڑی کیں اب فناء عروب ہو گیا تھا۔ اہل اسلام ماز و غالیہ اور تران اور ادعیہ خوانی میں مصروف ہوئے ناری واکساری سے دعائیں مانگتے تھے۔ اور رومی لشکر میں تمام تیر باجے تھے تاج رنگ ہوتے اور شراب کے دور چلتے رہے۔ سب سب ابھولہ میں مشغول رہے۔ طلوع آفتاب کے وقت جنگ کی تیاریاں ہوئیں معاویہ نے بادشاہ روم کے پاس قاصد بھیجا کہ دیا کہ سمندر میں جنگ کرنا طریق کے لئے مشکل ہے اگر سمندر ہو تو کمارے چلے جائیں پھر باہم سرکہ آ رہوں اور تیر ہر میں تا وقتیکہ خدا جیسے چاہے فتح نصیب کرے۔ بادشاہ روم نے کہا ہماری فوج بحری جنگ کے ارادہ سے آئی ہے۔ اور ب نے اتفاق کر لیا ہے کہ یہ سرکہ سمندر ہی میں کیا جائے مسلمانوں نے یہ جواب سنے ہی تمام کشتیوں کو ایک دوسری سے جوا بستہ کر لیا اور ہادیر کمان اور نیزوں سے مسلح ہو کر صاف تیر ہو گئے دوسری طرف رومی محیت نے بھی اسی طرح حصین قائم کیں۔ اور جنگ شروع ہوئی طرفین نے ایسا سخت مقابلہ دیا کہ کسی نے نہ دیکھی ہوگی کشتیوں کی کثرت سے سمندر کا پانی لال ہو گیا تھا جو شخص مارے جائے تھے اُن کی لاشوں کو سمند میں ڈالتے تھے اور دریائی موصی انہیں کنارے پر بھینک دیتی تھیں جس سے لب ساحل کشتیوں کے انبار لگ گئے تھے دونوں لشکروں نے بڑی ثابت قدمی اختیار کی اور ایسے جگر ہو کر لڑتے رہے کہ حکمی انتہاء تھی انجام کار بادشاہ روم کی فوج کھا کر نہ بچا ہوا گیا اسی کشتی کو باقی کا حکم دیا اسکے پیرتے ہی تمام فوج نے بادشاہ کو شکست خوردہ ہریت یافتہ دیکھا کہ اپنی کشتیوں کے لنگڑا ٹھاڑے اور بجا لگے امیر مصر نے قطیفوں کو آواز بلند کہا تم میں سے جو شخص کسی رومی کا سر لایگا فی ستر درود نازد انعام دو لکھا یہ سبھی قطیفوں نے رومی سپاہ کا تاقب کیا انہیں ہلاک کر کے سر جمع کرتے تھے اسی طرح سات سو رومی قتل کئے۔ اور جو لوگ قتل ہوئے سب بیکر لٹکائے تھے۔ حسب اتفاق انکو بادشاہ نے کیا اسی تند تیر ماحلی کہ رومیوں کی اکثر کشتیاں ٹوٹ کر غرق ہو گئیں اور مسلمانوں کی کشتیاں ساحل کے متصل تھیں سب محفوظ رہیں۔ مسلمانوں نے جلا کا شکر کیا معاویہ نے خط لکھا حلیف عثمان کو تمام حالات جنگ بحری اور شکست شاہ روم سے مطلع کیا اور لکھا خدا کے فضل و کرم سے مسلمان ظفر اب اور فتح ہوئے امیر المؤمنین اس خردہ سے بہت ہی شاد ہوئے اور ابھی فتح عظیم کے لئے جناب بادی میں شکر گزار ہوئے قسطنطین بادشاہ روم نے دوسری دفعہ پھر ارادہ کیا کہ مسلمانوں سے ایک اور بحری جنگ کرے اسلئے تمام اطراف سے فوجیں طلب کیں لشکر کشی حاضر درگاہ ہو گیا ایک ہزار رومی کشتیوں میں فوج سوار کر کے قسطنطین سے چلا اور چاہا کہ دریائے نیل واقع ملک مصر میں داخل ہو کر مسلمانوں سے سرکہ تیر ہو جب اتفاق جس دن

کشتیوں میں سوار ہوا ہوائے تند چلی شروع ہوئی۔ فوج کے سرداروں اور امیروں نے عرص کی نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور ایسی تند ہوا کی وقت بحری سوار اختیار کریں۔ مگر بادشاہ نے انکا کہنا نہ سنا اور روانہ ہو گیا۔ بعد میں ہینیکر مخالف ہوا چلی تند شروع ہوئی اور ایسی سخت موجیں پیدا ہوئیں کہ کشتیوں کو اٹھا اٹھا کر کناروں پر پھینکتی تھیں گویا کوئی تیسے اُسے کھیل رہی ہے ایک ہزار دو سو کشتیوں میں سے ایک بھی نہ بچی صرف بادشاہ و دم کی کشتی سلامت رہی اور بہکے خبرہ علیہ کے ساحل پر جا گئی۔ وہاں کے باشندے بادشاہ و دم کے ہم دہشت تر سا قوم کے آدمی تھے بادشاہ کی حرم آمد سرکار حضرت ہوئے۔ آداب ستا ہی سمالائے مگر جب یہ امر معلوم ہوا کہ بیمار لہذا لوگ اُنکی ہمراہی میں غرق نہ ہو گئے اور محض بادشاہ تنہا جان لیکر بیان آیا ہے تو اُسکے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ بادشاہ سے کہا یہاں بہت اچھا حمام تیار ہے اگر بادشاہ کی طبعیت چاہے حمام میں غسل فرمائے کہ نکال راہ دور ہو جائے بادشاہ واصل حمام ہوا اسے سردار مدین کے دھونے میں صرف تھا کہ ایک مسلح صاحب اُسکے سر پر چڑھ گیا اور کہا تو رسا قوم کے لئے ٹرامحسوس پیدا ہوا ہے جب سے سلطان تیرے قصبے میں آئی ہے ہزار ہا ترسا لوگوں کو مسلمانوں کے مقابلہ پر بھیج بھیج کر قتل کر دیا ہے تیرے سے کچھ بھی کو ہلاک کر کے اور کیکو تیری حکمت تخت نشین کریں یہ کہہ کر اُسے حمام ہی میں قتل کر دیا۔ خلیفہ عثمان نے قسطنطین کے مارے جانے کی خبر سنا کر بہت غصہ ہوئی اور کہا کہ اگر اسلام اور مسلمانوں کا ست بڑا اور دشمن حافی مارا گیا۔

## عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ سے افریقہ کا فتح ہونا

امیر مصر نے حضرت عثمان میں ناشدگان افریقہ کی فوجیں اور وہاں کی کثرت مال و تسلیح کی کیفیت لکھ کر پڑھائی کرنے اور ان ممالک کو ریتھن لائے کی اجازت طلب کی عثمان نے جواب دیا اسطرح پڑھائی کرنا مناسب نہیں کیونکہ میں نے عمر سے سنا ہوا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جتنا تک میں زندہ ہوں کسی مسلمان کو خشک افریقہ کے لئے بھیج دوں گا۔ جبکہ خلیفہ عمر اسطرح مقررہ راہوں کو اچھا نہ سمجھتے تھے میں بھی نہیں چاہتا کہ تو مسلمانوں کو دریا کی راہ لیجائے اور ریتان کرے عبداللہ نے یہ جواب چھوڑ دیا اور ارادہ لیا کہ وہاں کچھ فوجی گروہ اسطرح روانہ کرے جنہوں نے ذرا افریقہ کو لوٹ کر بہت سامان عنایت حاصل کیا خلیفہ عثمان نے اس حال سے گاہہ ہو کر سمجھا کہ عبداللہ ان ممالک کی تسخیر کی طرف نہایت راجع ہے۔ اس واسطے بہت ساری معاملہ کی دست مقرر کیا کرتے ایک دن ٹرے ٹرے صحابہ کو شہر حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام و طلحہ و زبیر و سعد و قاص و عید بن زید کو مسجد رسول خدا صلعم میں جمع کر کے افریقہ کی ہم کی دست مشورہ کیا اکثروں کی یہی رائے ہوئی کہ اُس ملک کی پڑھائی سے باز رہا جائے۔ عید بن زید نے اس رائے پر زیادہ اصرار کیا خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ چھوڑ کر اسے بیگ اس ہم کو برا بھلا کہا۔ اُسے کہا اسلئے کہ خلیفہ عمر اس معاملہ سے خوب واقف تھے اور میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں جتنا تک زندہ ہوں لیکر ہم افریقہ پر بھیجوں گا میں نہیں چاہتا کہ تم عمر کے مخالف کام کرو۔ باشندگان افریقہ ایسے ملک میں بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے ہم مسلمانوں کو کوئی رنج اور تکلیف نہیں پہنچ رہی وہ اسی میں خوش ہیں کہ مسلمان سے جھگڑا نہ کریں ہمیں آرام سے اپنے گھروں میں رہنے دیں۔ زید بن ثابت اور محمد بن مسلمہ نے کہا اے امیر المومنین ہمارا خیال ہے کہ تم اسطرح لشکر روانہ کرو اور وہ ملک تسخیر ہو جائے تو اسلامی رقبہ بڑھ جائیگا اور خدا سے جا ہا تو مسلمانوں کو لوٹ سے بڑا فائدہ حاصل ہو گا۔ عثمان نے کہا اللہ اگر یہی رائے بہت درست ہے اس سے شکر اور کوئی امر نہیں ہو سکتا۔ پھر تسخیر افریقہ کا مصمم ارادہ کر کے لوگوں کو رنجت دلائی سب سے پہلے ٹرے ٹرے صحابہ رسول کی اولاد نے اُس جہاد پر جانا قبول کیا۔ عبداللہ بن ابی بکر عبداللہ بن اسود بن عبد بنو ث۔ عبداللہ بن عمر و عاص بن عمر و اسطرح سوربن مخزومہ وغیرہ اس ہم کے لئے مستعد ہو گئے اور فوج اُن کے ارادوں سے بہت خوش ہوئے پھر تودینہ کے آدمی گروہ در گروہ آئے لگے جب جمعیت فراہم ہو گئی امیر المومنین عثمان نے یہ پیر سے لشکر فوج کا جائزہ لیا چار ہزار آٹھ سو آدمی تھے جب سب تیار ہو گئے تو مسلح خانہ کا دروازہ کھولا یا اور تھپا دیئے اور ایک ہزار اونٹ اچھا لے ضروری حوالہ کر کے روانہ ہوئے حکم کو لشکر کے سرداروں کا سردار قرار دیا اور اُنکے بجائے حارث بن حکم کو پادریوں کا امیر بنایا۔ پھر سب سے پہلے خطبہ پڑھا اُنکے حوالہ سے اُنکے افضال و کرم اور



حکایت عالیہ کا جو مسلمانوں کو نصیب ہوئے شکر ادا کر کے حمد و ثناء الہی بیان کی پھر حضرت محمد مصطفیٰ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو! گا ہو تم ایسے وقت اور ایسے مقام میں آئے ہو کہ سبھی طبع کرنی لازم ہے اور شجاعت و دلادری میں مبالغہ کرنا چاہئے یاد رکھو زمانہ خلیفہ عمرؓ میں عجم کے بہت سے تہاؤں کی فوج کے ہاتھ سے صح رہے ہیں اہل مصر کی تیاریاں اور سماں جنگ افریقہ والوں کی سمت بہت زیادہ ہیں یہاں تک کہ انہوں نے کہ انہوں نے ایسے فصل و گرم سے تھکود و دیکھ افریقہ کے کاروں پر تھک چکے ہیں اور ان کا لازم ہے کہ تم بھی اس خدا سے حکو کھی نہ رہیں اور ہرے کی موت اسی کے قبضے میں ہے ڈرتے رہو اور اس کی معیتوں کی تکرار گزاری میں سالہ کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی امداد ہر وقت مدد کے شامل حال رہتی ہے یہ بھی سمجھ لو کہ اس لشکر کا امیر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ہے۔ اس نے اسے لکھ دیا اور تاکہ فرید کر دی ہے کہ تم سے اتھا تراؤ کرے رمی اور ہر مانی سے پیش آئے اور اگر کسی سے کوئی حرم یا حیات سرزد ہو تو سوا کرے اور صالح اور محسن کو رعایت بخونی واجباً نے مجھے یقین ہے کہ وہ اب سب امور کو بجا لایگا اور میر حکم سے انتہا اللہ ذرا احسان نہ کرے گا کہ حوں ولا کوفہ الا بالی اللہ بے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی میں نہ قوت ہے نہ طاقت۔ جب ہر طرح سے تیار ہو چکے تو لشکر اسلام نے مدینہ سے بجانب مصر سفر اختیار کیا۔ مصر میں ٹھیکر فرماں عثمان بن عفانؓ کو دیا وہ مصر افریقہ کی اجازت پاتے اور تمام لشکر کے یہ سالار ہرے سے بہت خوش ہوا اب ہم کی تیاریاں شروع کر دیں ہر طرف سے فوجیں طلب کیں جلد سوار و پیادہ فوج کا شمار تین سو تھوڑا تھا اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل پر پھر دوسرے کے حاسب افریقہ روانہ ہوا۔ وہاں یہ بادشاہ مدد کی طرف سے ایک بڑا زبردست فرما روا کر جس نام پر حکومت تھا اور طرابلس مصری سے طحہ تک تمام علاقہ اس کے تصرف میں تھا۔ اسلامی وجوں نے طرابلس کا رخ کیا یہ مقام اسلامی مقصودات کا ایک جزو تھا وہاں ٹھیکر ایک دن قیام کیا دوسرے دن کو یح کر کے سرحد پر پہنچے عبد اللہ بن سعد نے فوج کو مدینہ دستہ کے اطراف و جواب میں تقسیم کر دیا کہ افریقہ کی حدود پر لوٹ مار شروع کریں اس عمل سے بڑا مال ملا اور بہت سے اوش کھوڑے گائے بیل وغیرہ منگوا کر عبد اللہ کے پاس لائے۔ عبد اللہ فوج طلبائے آگے روانہ کر کے خود حقیق سے روانہ ہوا جو وقت وہ ساحل دیا ر جا رہا تھا۔ دیکھا کہ حب اتفاق افریقہ والوں کی کچھ کشتیاں موجود ہیں کچھ لوگ سوار ہو چکے ہیں اور باقی سوار ہوا چاہتے ہیں انہوں نے بھی دور سے اسلامی فوج کے طلبہ کو آنا دیکھ کر چاہا کہ کشتیوں میں ٹھیکر بھاگ جائیں مگر مسلمانوں کی ایک جماعت نے دوشکر انہیں گرفتار کر لیا اور سب کو کشتیوں سمیت عبد اللہ کے پاس لائے عبد اللہ نے انہیں قتل کر دیا کشتیاں آگ سے جلا دیں اور جب قدر مال و متاع ہاتھ آیا فوج پر ماٹ دیا پھر گے روانہ ہوئے جب شہر افریقہ کے قریب پہنچے قیام کیا اور لشکر گاہ قائم کر کے ایک قاصد جو حین بادشاہ کے پاس بھیجا اور دعوت اسلام کی وہ سستے ہی عصا کا ہوا کہا میں ہرگز ہتھیار نہ بھ اختیار نہ کروں گا عبد اللہ نے کہا دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا تو مسلمان ہو جا یا حریہ دینا قبول کر جو حین کہا اگر مجھے چاندی کا ایک ٹکڑا بھی طلب کرو گے تو وہ بھی نہ دوں گا عبد اللہ نے کہا تو مقابلہ کے لئے مستعد ہو جا یا جاتے جو حین باقاعدہ طور پر سامان دست کر کے نکلا لشکر ساتھ نزار سے زیادہ تھا اور سب کے سب ممال حب سے مینا تھے۔ عبد اللہ نے بھی اپنی فوج کو ترتیب دیا جب تین دن اور تیرہ کو قائم کر چکا تو ایک طبعی حوان نے عبد اللہ سے کہا افریقہ کے آدمی بڑے بزدل ہتے ہیں میں یقین کرتا ہوں کہ وہ جنگ نہ کر سکیں گے اور اگر مقابلہ کیا بھی تو ایک ہی حملہ میں بھاگ نکلیں گے بہتر یہ ہے کہ کس قدر جمیت کو کہیں گاہ میں مقرر کر دیا جائے تاکہ جو وقت شکست کھا کر بھاگیں ایک سمت سے آپ اور دوسری طرف سے کہیں گاہ سے وہ جماعت نکلا کر جنگ نہ کر پھر تو ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جا سکیگا۔ عبد اللہ نے ایک دستہ کہیں گاہ پر تعینات کر دیا اور خود کل ہر جنگ شروع کر دی سورج دویزہ ملکہ ہوا ہو گا کہ عبد اللہ نے تمام لشکر سے حکم کر دیا دشمن کی فوج تک پہنچا تھا کہ جو حین اور اسکا تمام لشکر بھاگ نکلا مسلمانوں نے تعاقب کر کے قتل کرنا شروع کیا سامنے ہی کہیں گاہ کی فوج نکل پڑی اور پہلے سے خوب کام لیا۔ افریقہ کے لشکر کا بہت سا حصہ مارا گیا اور بہت سے بکڑے گے جو حین بچ کر بھاگ نکلا اور انصائے بلاد افریقہ میں چلا گیا وہاں سے ایک ایسی بھیج کر عبد اللہ سے اس قرار داد پر صلح کی کہ میں دو ہزار غلام اور پانچ لاکھ میں ہزار دینار دوں گا۔ عبد اللہ راجست کر کے اس کے علاقہ سے چلا جائے عبد اللہ نے صلح منظور کر کے روپیہ وصول کر لیا۔ جس خلیفہ عثمان کی خدمت میں بھیجا اور باقی فوج تقسیم کر دیا۔ اور خود مظلوم و مظلوم ہو کر

مصر کی راہ لی جب ایسے مقام پہنچا عثمان کو خط لکھا بادشاہ افریقہ کی شکست اور صلح سے اور مسلمانوں کی فتح و غریزی اور تحصیل اموال وغیرت اور صلح مسلمانوں سے جو اس سے اگلے سے اطلاع دی عثمان رضی اللہ عنہ اس خبر سے نہایت مسرور ہوئے اور شکر نعمائے الہی بجالا کر مالِ خمس اہل مدینہ کو بانٹ دیا **وَاَهُوَ الْعَقْلُ الْوَدُودُ** یعنی اللہ سے راضی ہے اور مہربانی کر رہا ہے۔

## مسعود بن ابی سفیان کے ہاتھ سے جزیرہ ثقیلیہ کا فتح ہونا

مسعود بن جزیرہ ثقیلیہ کے فتح کرنا ارادہ کیا۔ یہ جزیرہ بہت وسیع تھا طول و عرض میں تین شبانہ روز کی مسافت رکھتا تھا۔ اس میں خوش گویاں کے بہت سے بہتے تھے موجود تھے طرح طرح کے مڑوں رنگارنگ پھولوں میلوں معلول ماغول اور دیگر لگا ہوں کی بڑی کثرت تھی۔ بادشاہ روم کی کاترت اسی سرزمین پر ہوتی تھی عرب میں جاریہ ثقیلیہ کی ہم کا مقصد ارادہ کر کے عثمان کو خط لکھا اجازت طلب کی۔ بادشاہ گان افریقہ نے بھی یہ خبر سن کر اپنی قاصد بھیج کر بادشاہ ثقیلیہ کو خبردار کر دیا کہ اہل عرب تیرا قصد رکھتے ہیں۔ ہوشیار ہو جا اور ایسا تدبیر کرے۔ بادشاہ ثقیلیہ اس خبر کو سنا کہ بڑا رنج و غم ہوا اور کہا کیا عربوں نے ہمیں بھی بادشاہ گان افریقہ جیسا سمجھ لیا ہے جس طرح وہ اُن کے سامنے سے بھاگ نکلے ہماری سب سے بھی ایسا ہی گال کرتے ہیں۔ کچھ اس بات کو غصہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے اُن سے ہاتھ اٹھا رکھا ہے۔ سیر خضائی ہمیں کی اگر اس طرف کالج کی گئے تو کئی کی سرایاں گئے انھیں معاویہ لشکر فراہم کر کے لشکر روانہ ہوا جو شام کے ساحل پر پہنچ کر تین سو کشتیاں ہم پہنچائیں ان میں سوار ہو کر جیسے اہل ثقیلیہ نے بھی جزیرہ کی طرف آئے اُن کا بادشاہ محل کی چھت پر سے جماعت سرداراں و اطرافہ دیکھ رہا تھا کہ مسلمان کشتیوں پر سے اتر رہے ہیں عہدہ عہدہ رہیں یہے ہوئے اور بھیلوں اور اعلیٰ قسم کے اسلحہ سے مسلح ہیں جس طرح کھلے ہوئے ہیں اور بہایت ہی خوبی کبساتہ کہ ارادہ جنگ ترتیب لشکر قائم کی ہے بلکہ ثقیلیہ ان کی آڑنگی کو ملاحظہ کر کے اُمت بد مذاں ہوا اور کہا میں نہ سمجھتا تھا کہ عرب ایسے سار و سامان اور عسکری کے لوگ ہوں گے بلکہ تیساریہ طوائف کے لوگ ہیں۔ اُن کے سامنے سے بھاگ کر اس جزیرہ میں پناہ گیر تھا ہمیشہ بلکہ ثقیلیہ کی موت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور اکثر لشکر عرب کی کثرت اور اُن کی جماعت مسلمانوں کی قوتوں کی کیا کرتا تھا اور کہا کہ وہ طرین سے جنگ کرتے ہیں اور کس کس طرح سے انہوں نے ملک تمام اور علاقہ تمام کے ساحل تمام تیرے ہیں۔ بلکہ ثقیلیہ کے کہا جس لشکر میں ملاحظہ کر رہا ہوں اور حوراء دریا آتا ہے اس قدر ہیں حقدار لوہیاں کیا کرتا تھا۔ اسے جواب دیا ممکن ہے کہ تمام کر دیا ہو کہ ہمارے ملک میں خوف میں آئی نہیں وہ بہت زیادہ تھیں اور کس سب غریب و دیوتس تھے بلکہ انھیں کی نیت صاف سیرت ملک اور اعتقاد و خیر تھا وہ ایسے دیں کے استحکام کے لئے لڑتے تھے و یا دی طبع اور حرص سے دور تھے اور یہ فوج سے ہم آج دیکھ رہے ہیں دینی ہمال کی طالب اطر آتی ہے نہ ثواب آخرت کی اگر بادشاہ انکو رو یہ دکر مال دے تو جنگ کر لیں نسبت بہتر ہوگا کہ وہ کچھ بوں کی جماعت اور ثبات قدم ترین سے لڑیں ہے بلکہ ثقیلیہ تہیں لشکر میں جس میں ہوا اور بولا تو ہر دل تھیں ہے ذرا بھی دلیری کی کو تھیں میں ہیں پھر سہ ملک تمام میں اُن کی سرکرائی دیکھ کر کہی ہے اور ان کے سامنے سے بھاگ کر بھاگ چکی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تو اُن سے استقدر ہر اسان در راں ہے۔ اہل عرب کا خوف تیرے دل میں سا ہوا ہے وہ میرے دل میں ہیں ہے لشکر خدا کہ اہل ثقیلیہ میں استقدر بہادر فوج مسلمانان جنگ موجود ہوتا ہے کہ تمام ملک شام اور مصر میں بھی نہ لگی میں نے اس سے بیشتر فوج کے حائرہ لینے پر ایک سو آدمی لشکر لے کر تھے کہ لشکر ثقیلیہ کی تعداد معلوم کر کے بیان کریں مگر ایک سال کے عرصہ میں بھی نہ لگی کے نہ اُن کی تعداد معلوم ہو سکی مری فوج استقدر کثیر ہے۔ مال خزانے اور ذخیرے شمار موجود ہیں یہ سب دولت و ثروت آج ہی کے دن کے لئے ہے۔ تو ناشنا دیکھا کہ ہم کس طرح سے اس گروہ کو ذلیل و خوار کرتے ہیں بلکہ تیساریہ خاوش ہوا کچھ نہ بولا اتنے میں مسلمانوں نے مقابلہ کیا نیاری کی اور بلکہ ثقیلیہ نے قاصد بھیج کر کہا کہ کوئی مسجد دار دی عقل آدمی مسلمانوں کے لشکر سے ہمارے پاس آئے جس سے تمہارا مشا مشا معلوم ہوا ہمارا جواب نام کو نسا دے۔ معاویہ نے ایک ایسے ہی شہر عقل و فہم شخص کو روانہ کیا اُس نے ذرا دیر تک کھڑے ہو کر بادشاہ سے گفتگو کی بادشاہ نے پوچھا تم کوئی لوگ ہونے جو اب دیکھ رہا ہے ہمارا غلغلہ تمام زمین میں لگتی ہوئی اور کہہ بیان کے اطراف و اطراف میں پھیلا ہوا ہے۔



نے ہمارے پاس اپنا ایک رسول جو حب اور حسد اور خود سخاوت اور راستی و صداقت میں ہم سے بڑھا بیڑھا تھا بھیج کر دین اسلام کی ہدایت کی۔ ہم نے اسے قبول کیا اس کے بیان کو سنا حاما۔ اور ایمان لائے ہم میں سے جن شخصوں نے انکار کیا ہم ان سے جنگ پیش آئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے سر مبارک کو تاج عروج و ولے اپنے اختیار اور حالت اعتراف سے اس کے برابر وارنے۔ ہر قل بادشاہ روم نے اس کی شہادت کا اقرار کیا اور پیغمبر اسلام نے ہمیں حرم دی ہی کہ اللہ جل شانہ دین اسلام کو تمام مذہبوں پر ظہر باب فرمائے اور اس دین کی تہمت تمام عالم میں پھیل جائے گی اگرچہ ہمارے لشکر کی تعداد کم اور سامان حقیر ہے اور ہم تنگ حال اور غفلت میں تادم تو لے ساسی ہو گا کہ ہے ملک تمام میں کیا کچھ کہہ ہے اس قتل و عارتگری اور دار و گیر کی تفصیل جو مقابلہ ملک ہمارے قتل ہمارے ہاتھوں میں ہو رہی ہے اور طرح ہنسنے کا اور اس کے لشکر کا تہا حال کیا ہے بہانہ کہ عورت زدہ اور مایوس ہو کر بھاگا اور قسطنطنیہ میں پناہ لی اور انجام کار اسے جنگ اندوہ الم کی زندگی سے مرگیا یہ سب حالات تو لے س ہی رکھے ہوں گے اب اس امر کی ضرورت نہیں کہ ہم اپنی ہر ایک معرکہ آرائی کو مسترح بیان کریں ہر قل کے سر کے بعد اسکا بیٹا قسطنطین تحت لشکر ہوا اس کے ساتھ بھی ہم دریا میں لڑے اور شکست دیکر اس کی فوج کو سمدر میں غرق کر دیا اور وہ خود ہمارے مقابلہ پر سے سخت رنجی ہو کر بھاگا۔ اطاب الہی نے مذریعہ باد مخالف اس کی کشتی ترسا قوم کے خزیہ میں پہنچا دی اور وصال کے بائندوں نے اسے مغوس تصور کر کے ایسے ماتھے سے حمام میں مار دیا۔ غرض کہ ہمارا تمام اتہال دولت اور قوت و جماعت اور جملہ فتوحات و فتروں دنیاں حوالہ نہ لے س ہیں عنایت کی ہیں س اس کے رسول حق کے دین و ملت کی قبولیت و برکت کا ظہور ہیں۔ لارم ہے تو بھی ان باتوں کو پسند کرے کیونکہ تجھ سے کوئی امر پوشیدہ نہیں تو ان واقعات کو بخوبی جانتا ہے۔ محسن الہی لا علم ہو کر مجھ سے دریافت کرے گویا تو ہم کو پس پچھتاؤ اور ہمارے دست قدرت اور زور بازو اور غلبہ و فہر سے جو آفتاب عالم تاب سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے۔ ہیں جانتا۔ ملک قلعہ ان باتوں کو شک نہ کیا اور کہا اگر تیرے حالتوں کو یاد نہ کر اس وقت کی باتیں کر کہ اس حرہ میں کس ارادہ سے آتا ہوا اور ایسے حوناں کہ ملک سمدر کا سفر اختیار کیا۔ ایچی نے جواب دیا کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تمہیں دین اسلام کی دعوت دیں اگر تم اپنی بھلائی دیکھ کر انے قبول کر دو تو ہم تمہیں مواضعات میں حونہارے وطن اور جائے سکونت میں رہنے دیں اور کسی امر میں درستی و راست اندازی بھی نہ کریں اور ایک مسلمان کو ہتھیار یا اس پر غرض سے چھوڑ کر واپس چلے جائیں کہ وہ تمہیں دین اسلام کی سرپرست اور نماز و روزہ حج و زکوٰۃ کی تعلیم دی۔ اور اگر دین سے باز رہا جو تیرے خیر دنیا و اعتبار کرو جو ہر سال ادا کرنا ہو گا پھر تم ہماری حفاظت اور یہاں میں آجائے اور ایسی جگہ قائم ہو گے اور اگر خیر بھی نا منظور ہو تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور خوب سمجھ لو کہ جو شخص ہم میں سے راجا جائیگا وہ داخل بہت ہو گا اور جو ہم میں سے ہلاک ہو گا وہ دوزخ میں جائیگا۔ سو ہی جنگ کا ٹھکانا ہو گا۔ ملک قلعہ نے کہا اسے عورت نے خطرناک دریائی فہم اختیار کی ہے تاہم اس جرہ کو بھی روم کے تہوں حیا سمجھ کر آگئے ہو یہ بڑی غلطی ہے یہ تعلیم دی شہر میں جیسا ہیں ہی ہمارا لشکر بڑا حرا اور بے شمار ہے۔ اور سامان جنگ بے انتہا۔ اگر تم یہاں سے واپس جانا چاہو تو بھی مائل ہے تم ہمارے ہاتھوں سے پیکر کہیں نہیں چل سکتے کیونکہ تمہارے سامنے ایسا اندیشہاں سمندر واقع ہو گا اور پس پشت نے تمار فوجیں پھر تم کو بکرچ سکتے ہو اور اب ہمیں لازم ہو گیا ہے کہ تم کو محبت و نابود کریں آگاہ ہو کہ بہت سے شخصوں نے ایسی ہی ہو میں اختیار کی ہیں اور اس خزرہ کے سامان نصیبہ اور اتہا بے ہمتی کی امیدوں میں مبتلا ہو کر حانس و بدی ہیں۔ تمہیں بھی یہاں پر تہا رہی ہو کھینچ لائی ہے۔ یقیناً ایک آدمی بھی جائے نہ ہو سکا۔ میرے سامنے جو تم اپنے دین کو پیش کرتے ہو وہ ایسا کام ہے کہ کبھی پہنچیں نہ آئیگا جس کسی خزرہ کے عوض اپنے دین و مذہب کو بچھوڑ دے گا۔ خیر کی بات بھی باطل ناگن ہے تم کو ایسی بات سے خوش رہنا چاہئے تھا۔ کہ ہے تمہیں چھوڑ دیا ہے اور تمہارے گھروں سے ہمیں نکالا ہم سے تم ایک دم چاندی بھی نہیں لے سکتے۔ عجب ہے کہ اب بادشاہ تو لے جاتے تھے اور کیا۔ اور بڑے بڑے کاتبین کی ہیں انہی حوا و مشیت سے بڑھ کر کام کرنا موجب شرم اور داخل عیب ہے۔ بلکہ شیخی آدمی کو ہلاک کرتی ہے میں تمہارا ہوں کہ اس ہی باد و باتوں اور سیخوں کی بدولت اللہ تعالیٰ ہمیں تہر فتح بخشے گا۔ مگر قسطنطنیہ چاہئے کہ ہماری قوم جنگ میں ماری جانے کی اندیشہاں۔

کھتے ہیں ملکہ ہم مارے جانے کو اس سے بھی زیادہ خوش گوار سمجھتے ہیں جقدر تو تراب حوری کو ٹھہر چھوکل ہی حقیقت حال معلوم ہو جائیگی یہ کہ کھلٹ  
 پڑا اور بادشاہ تغلیہ بہت ہی عکلیں اور اس مردہ حاضر ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور ہم کے انتظام میں مصروف ہوا۔ ایلچی نے وائیں اگر معاویہ سے تمام گت و سید مفصل  
 عرض کی اور مسلمانوں کا دل ٹھہرایا۔ سب مستعد کیا ہو کر تغلیہ کی اطراف میں پھیل گئے۔ جو ہی قتل و غارت گری کی۔ اور ہتھیار مال عصمت و راحہم کے ساحل  
 رے آئے پھر کشتیوں میں سے کھینچے سب حال کر حصار تغلیہ پر سگساری شروع کی حکم الہی کے تمام پھر ٹھیک ٹھیک کام دیتے تھے جسے حصار اور مکانات تغلیہ  
 کے اندر ٹری خرابی اور بادی طہور میں آئی اہل تغلیہ بھی گولے مارتے تھے مگر وہ سب بیکار جاتے تھے کسی شخص کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچاتے سب رائیگاں جانے  
 ہو کہ مسلمانوں کی جاس سے تمام حصار کے اندر بیچ سگساری ہو کر ضرر پہنچ رہا تھا لوگ غاصر ہو کر سوراخوں میں چھپتے تھے آخر کار ملک تغلیہ لشکر کثیر کے ساتھ  
 حصار سے نکلا ڈھول تقارے اور ترم بجاتے اور ٹرے طمطراق سے اظہار تحامت و تہور کرتے تھے مسلمانوں نے بھی یہ حال معافیہ کر کے صفوں جنگ قائم کیں  
 سمندر تیر و قتل و قتل و قتل کی طرف بڑھے کتب و حوں شروع ہو چکا تھا شد و واقع ہوئی اور طرفین سے ہتھیار آدمی کام آئے سارے سرد  
 کے وقت و دلوں موجیں علیحدہ ہوئیں اور اپنے مقامات کو لوٹ گئیں بہر رات گئے معاویہ نے کچھ فوج مرہب کر کے حکم دیا کہ دیہات اور قصبات تغلیہ کو تاراج  
 کر ڈالو ایسی وقت فوج نے لوٹ مار مچا دی اور بہت سے قریوں اور دیہات کو غارت و ربا کر ڈالا اور رد مال کثیر اور موتی و دروے ہتھیار لیکر واپس آئے  
 صبح کو بادشاہ تغلیہ اسلحہ سے بہت دل تنگ ہوا افسران فوج کو بلا کر سخت ملامت کی کہ عربوں نے دیر سو گئے ہیں تمیر غلبہ حاصل کر لیا ہے تمہیں شستی اور رادری  
 احتیاط کر لی ہے مجھے اندازہ ہے کہ حصار رومیوں سے روم کو چھین لیا ہے تمہیں تغلیہ لینے کے سرداروں پر اس طعن و تہمت کا بہت اثر ہوا اسام  
 عہد کر لیا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ثابت قدمی سے کریں گے دوسرے دن صفیں درست کر کے مستعد جنگ ہوئے مسلمانوں نے بھی تکریر کر چکا تھا کہ غارت بھی مردانہ  
 جنگ کر رہے تھے۔ انجام کار تغلیہ والے عاجز آ گئے۔ اور شاہ تغلیہ نے خیمہ ملک اعظم شاہ روم سے مقابلہ الی عرب فریاد خواہ ہوئے شاہ اعظم نے لشکر کثیر اسلحہ  
 سے آراستہ کر کے ادرین سکوتیوں میں سوار کر کے آکر ملک کے لئے روانہ کیا مسلمانوں کو بھی اس حال کی خبر ہو گئی مامم متورہ کیا یہی رائے قرار پائی کہ اب کی دفعہ ہمیں  
 اختیار کرنی چاہئے کہ یہ اس اسی ولایت میں پہنچ جائیں جب وقت شب ہوا اور سب آدمی سورہ اسلامی لشکر نے کشتیوں میں سوار ہو کر لشکر اٹھائے ہوا لائق  
 تھی ملاقات ایک شہر میں پہنچے جو تغلیہ سے بہت دور تھا۔ پھر وہاں سے۔ طینان ساحل شام پر پہنچے کشتیوں سے اترے مال غنیمت کا جنس دیدہ بھیجی گئی  
 تقسیم کر لیا۔ اور حلیف عثمان کو حلیہ حالات سفر بحر و تحصیل غنائم و جنگ اہل تغلیہ اور پھر سلاشی واپس آئے سے اطلاع دی خلفہ مال جس کے بھیجے یہ مسلمانوں  
 کی سلاشی سے بہت خوش ہوئے لشکر الہی بجالائے اور وہ مال اہل بدیر تقسیم کر دیا پھر حمید خلافت عثمان میں ارواحوریہ کے سوا کوئی خزیہ لائق تحیر نہ رہا۔ جزیرہ  
 اروا کی کیفیت ہے کہ مسلمانوں نے ساحل روم پر ایک شخص کو گرفتار کر کے معاویہ کی خدمت میں پیش کیا۔ معاویہ نے جب اس سے دریافت کیا کہ تو کہاں رہتا ہے  
 اسے بیان کیا کہ جزیرہ اروا میں۔ معاویہ نے کہا اس جزیرہ کا کچھ حال بیان کر۔ اسے کہا یہ جزیرہ بہت لمبا چوڑا ہے اور ہر قسم کے مہوے غلے پھول پیدا ہوتے ہیں  
 بڑا جزیرہ اور مال مال ہے اور اسکی خوبوں کا مفصل حال عرض کروں تو بہت طویل ہو گا۔ معاویہ نے یہاں دروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم میں سے کون اس جزیرہ کو  
 فتح کر سکتا ہے۔ ایک تاسی بہادر حادس بن ابی اسیمہ نام نے اس ہم کا ذمہ لیا معاویہ نے چار ہزار جان ویک حکم روانگی دیا۔ جنان حب فرمان معاویہ روانہ  
 ہوا۔ ساحل شام پر پہنچ کر ایک سو کشتیوں میں فوج کو سوار کیا اور اس رومی قیدی کو پھر قید کر دیا اور اس سے یہ معاہدہ کر لیا کہ وہاں چھادے گا جو جزیرہ  
 اہل و عیال اور مال و متاع کو ضرر پہنچایا یا ہار گیا۔ ہوا موافق تھی باسانی کشتیاں سفر کرتی جزیرہ کے قریب پہنچیں اس رومیہ کشتیاں ان کشتیوں کی ہی جگہ ٹھہرا  
 جب رات ہو جائے تو کشتیاں پہنچاں مسلمانوں نے اس کی رائے پر عمل کیا دین کشتیاں ٹھہرا دی گئیں اور فوج بھی ٹھہری جب سورج غروب ہو گیا اور رات کی  
 کشتیوں کو کئی کئی گھنٹوں سے باز رہا اور نہ صلح ہو کر مستعد و منتظر رہے۔ جب صبح ہوئی اہل حصار نے خبر کی کہ حالت میں دروازہ کھلے گا



اور باہر نکلے مسلمانوں نے حملہ کر کے سب کو قید کر لیا گیا پھر بائیس گھنٹوں میں پھر بائیس گھنٹوں میں یہ لوگ مکرے گئے تو اہل سہرے بہایت ہی خوف زدہ ہو کر دروازے بند کر لئے اور تمام قافلہ نہ لاکر قاصد بھیجا اور حیرت منوں کے صلح کی درخواست پیش کی حادثے نے صلح منظور کر لی اور زمرہ صافحت و حریرہ لیکر راحت اختیار کی اور سلامتی سے معاہدہ کی خدمت میں پہنچا جلعہ عثمان کے عہد خلافت میں حریرہ اردار کی فتح جو مسلمانوں کو حاصل ماری تنالی میسر ہوئی آخری تسخیر تھی۔

## ان ناسنیدین واقعات بیانات مختلفہ کا ذکر جو خلافت امیر المومنین عثمان میں ظاہر ہوئے

۱۔ حیرت منوں میں عثمانی رماؤں سے جو طریقہ حساب رسالت ناک سے علیحدہ تھے لوگوں کے دل یک گئے تمام اسخاص حلفہ کے حق میں کچھ کچھ کہے گئے اور محمد اسحق بن عثمان کو نبی رحمتہ اللہ علیہ جو بہت ثناء تھا اور مشہور مورخ ہے بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے جو کچھ عثمان کے حق میں کہا ہے اور اسکے حق میں اتوال و احوال مایسیدہ کو گوارا نہیں کیا ہے میں نے معبر راویوں سے انکو مختلف پیراؤں اور جدا گانہ الفاظ میں سنا ہے۔ مگر اسوجہ سے کہ طالب یکساں میں میں نے ان کی عسارتوں کو اختلاف لغات کے ساتھ ایک ہی عبارت میں درج کر دیا ہے۔ اقصی راویوں نے کہا ہے کہ عثمان نے حلیہ ہو کر حلیہ عمر کے عمال کو حید ہی روزانہ کی خدمتوں پر قائم رکھا بعد اُن کو مکر کے تمام علاقے ہی اسے کو حواس کے حیا کی اولاد اور ایسے غزنی تھے دیدیئے۔ عبد اللہ بن عامر کرز کو نصرہ میں۔ ولید بن عقیل ابی سعید کو کوفہ میں مامور کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان کو امیر شام پر قرار رکھا۔ عبد اللہ بن سعدانی سرحد کو مصر میں عمروں خاص کو قسطنطین میں مقرر کیا۔ خراسان۔ بختاں۔ فارس۔ سکران۔ مصر۔ یمن اور جزیرہ بحر اوق کے فتوحات کے بعد متواتر اتنا سوال عیبت حدیث جلعہ میں پہنچتا رہا۔ حلیہ عثمان بھی اچھے نماز کرتے رہے۔ طریق عدل و انصاف پر نظر رکھی۔ مگر حساب مال و زر اور سامان عیبت۔ کثرت فراہم ہو گیا۔ تو غلیفہ کی عادت بدل گئی تمام مملکت پر پڑی تیرہ کو تصرف اور تمام تہریں کو اپنے ہی غریبوں اور رشتہ داروں کے لئے مخصوص کر دیا بیت المال کے روپیہ میں سے ابھی کو ذرا کثیر خیرات شروع کیا۔ عبد اللہ بن خالد بن اسد بن ابی عاص بن امیہ کو حوٹال حال رہ تھا حاضر ہوتے ہی ایک لاکھ دیا۔ جزالہ کر دیئے حکم بن عاص کو بھی ایک لاکھ دیا۔ روپیہ اور اسقدر اس کے بیٹے حارث بن حکم کو بخش دیئے۔ لوگوں کو یہ امر بہت مایسہ آیا۔ عبد الرحمن بن عوف سے شکایت کی اور کہا اسکا وبال تیری گروں پر پڑے گا۔ اور تیرے ہی سب سے ہمیں یہ نقصانات پہنچ رہے ہیں جس دن تو نے اُسے حلیہ قرار دیا تھا تو ہے اُن رُی روتوں اور عداوتوں کے لئے اُس کی عیب اور اطاعت کا اقرار نہیں کیا تھا اب تاکیا کرنا چاہئے۔ عبد الرحمن نے کہا جو باتیں تم بیان کرتے ہو مجھے اب تک اُن کی اطلاع نہیں ہوئی ہے دوسرے دن حضرت علی بن ابی طالب عبد الرحمن سے ملے اور کہا کیا اس طرح کی کارروائیاں تجھے لیس ہیں عبد الرحمن نے کہا مجھے معلوم نہیں اگر باتیں سچ ہیں اور عثمان کا طرور طریقہ اسی قسم کا ہو گیا ہے تو تم بھی تلوار بیکڑاؤ اور میں تلوار کھینچتا ہوں لوگوں نے عثمان سے بھی یہ جرحا کہی وہ بڑے غضناک ہوئے اور کہا عبد الرحمن مناقب شخص ہے اور اس کے روپیہ میرے خون سے ہاتھ رگنا کوئی سخت کام نہیں عبد الرحمن نے بھی یہ کلمات سنئے بہت عجز کا اور کہا دراصل گمان۔ تھا کہ عثمان کی موت مجھے مناقب بتائیگا۔ پھر تم کھالی کہ جب تک زندہ رہو لگا عثمان سے۔ لوگوں کا یہ تمام حالات چہرہ ہو گئے اور ہر شخص عثمان کی لست سنی کرتے لگا۔ عثمان کو بھی خیر پہنچتی رہتی تھیں۔ ایک دن حکم دیا کہ مسلمان مسجد رسول خدا میں جمع ہو جائیں جب سارا جم ہو گئے امیر المومنین عثمان نے سر جہا کر ماری سجانہ قتل کی جہر و ثنا بیان کر کے حضرت مصطفیٰ صلعم پر درود بھیجا اُس کے بعد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر یہ ادا کرتے ہو کہ تمہاری نصیبین اور شرفیں ترقی کرتی رہیں ہر وقت اسے یاد کرتے اور اُن کی کانام لیتے ہو اور ان کے حقوق کو یاد رکھو تم مسلمان ہو۔ اس کتاب الہی جس میں جگہ امور درج ہیں تمہارے پاس موجود ہے آگاہ ہو کہ حکم الہی ہی ہے کہ صاحب حکومت کی فرما برداری کرتے ہو جو اسے ڈرو اس کے حکموں کو مانو۔ مخالفوں اور گناہوں کا رستہ چھوڑو۔ مطیع رہو کہ رسول خدا کی جگہ پانا اور قتل کا بندوبست کرنا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ نیز خلافت کا مرتبہ اُن کے حکم کے خیال کرنے اور سمجھنے سے بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دلیوں اور ایموں کو اس کی حکومت عطا کی ہے کہ عاجزوں اور زبردست لوگوں کے فیصلے کرتے ہیں اور طاقتور کو کمزور پر ظلم و زیادتی نہ کرنے دیں۔ تم میں بہت سے ایسے شخص ہیں جنہوں نے عہد مبارک

حضرت مصطفیٰ صلعم دیکھا ہے آپ کی تبرک باتیں سی ہیں ان کے طریقوں کو ملاحظہ کیا ہے علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی کتاب تمہاری ہاتھ میں لکھی ہوئی ہے اور  
 حلال و حرام امور کو اس میں پڑھ چکے ہو اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت تمام کر دی ہے۔ اور وعدہ کیا ہے کہ جو شخص محنتوں کا شکر گزار ہو گا اگلی نعمتوں کو ترقی کو ملت فراہم کیا  
 سیکوں کے لئے ثواب اور بدکاروں کے واسطے عذاب کا بدلہ ظاہر ہے تم نے مجھے سلطنت کے بادشاہوں کی تان و سکوہ اور عظمت و قوت کا حال سن ہی رکھا ہے انہی  
 طاقت سے بہت زیادہ قہمی اور جبریت کثیر ان کے سپہ رے وسیع تھے اور عیسٰی و راحت نے اتہا لیکس اس سبب کہ خدا کے حکم کو نہ مانا دنیا کو آخرت کے عوض اختیار کیا  
 قفسہ و فسادیر مائل ہو گئے اور اسکی نعمتوں کی شکر گزاری چھوڑ دی اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر زوال ڈال دیا ان کے تمام شہر مکانات اور چرواہے تمہارے حوالہ کر دیئے اگلی  
 نصیب تکوین بخشدیں اگر تم ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو گے تمہارے واسطے قائم رہیں گی نہیں تو گناہوں اور نافرمانیوں سے اس نقصان عاید ہو گا اور آخر کار زوال  
 آجائے گا اللہ تعالیٰ مجھے خلافت رسول عطا کی ہے آج میں اس کے لائق و مرزا ہوں میں نے اس امر کو اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اور اسلحہ اور خطرناک خدمت کو  
 انجام دے رہا ہوں جس خدا نے مجھے خلافت دی ہے وہی اسی تقدیرات کے مطابق مجھے توفیق عطا کرتا ہے اور میں نے بھی اس حکم کو کنگورڈا کر رکھا ہے۔  
 حکم کر عینیت یہ یعنی تم سب گنہگار ہو اور تم سب رحمت کی نسبت سوال کیا جائے گا کی رفر کو پہچانا اور حقیقت حال کو سمجھا ہے وہ یہ کہ جس شخص کو امیر بنایا ہے اسے  
 بہت بڑی امانت سپرد کی گئی ہے اور رحمت کے ہر امر کی نسبت اس کے گنہگار سے جواب طلب کیا جائے گا اور ذرہ ذرہ بھر کا حساب لیا جائے گا لوگوں نے مجھ سے  
 کہا ہے کہ تم میں سے بعض آدمی میرے خرچ کردہ مال پر اعتراض کرتے ہیں اور اسی میں کہتے ہیں کہ اگر عثمان یہ رویہ پاسبیوں اور انکی اولاد کو دیتا تو بہت اچھا ہوتا  
 اور وہ مصیبت ہی ٹھیک ہوتا اور درگاہ ماری میں بھی مقبول ہوتا میں تسلیم کرتا ہوں اور چاہوں ایسا ہی کروں گا ہر شہر میں متبر آدمی بھیجوں گا کہ جقدر پر  
 ہم پیچھے فوجی گروہ اور انکی اولاد کو دیا جائے اور جقدر زیادہ بچے اسے جمع رکھیں کہ کسی مشکل وقت پر کام آئے اقتدار اللہ تعالیٰ میں بڑھوں۔ فقیروں یتیموں  
 اور یتیم عورتوں کے حقوق ان کو پہنچانا ہوں گا اور خالی اوقات میں امور دیش آمدہ کے متعلق تم سے مشورہ لیکر عمل و کرداروں کا تم میرے پاس اور صلحتوں  
 اور کاموں کی نسبت گفتگو کرتے رہو جو کچھ مناسب اور بہتر معلوم ہو یاں کر دین تم سب کی رضامندی اور صلحت وقت کو دیکھ کر اس کام کو انجام دیتا ہوں گا میرے  
 دروازے پر کوئی دربان یا پھر دار نہیں جو شخص جو بوقت چاہے آئے اور جو کچھ کہنا ہو کہے فقط اسلام تمام مسلمان عثمان کی باتیں سن کر خوش ہو گئے اور تعریفیں کرتے  
 دعائیں دیتے اپنے ایسے گھر چلے گئے عثمان بھی عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کیا یا سبوں اور رحمت میں مساوات اختیار کی خاص و عام پر مہربانی کا برتاؤ  
 شروع کیا فقیروں یتیموں کا خیال رکھا اس طرح ایک سال تک گذر گیا اب پھر عادتیں تبدیل ہوئیں اور وہ امور اختیار کے جو طریقہ سنت اور انکی کے خلاف تھے  
 اصحاب رسول خدا کو سخت ناگوار گزرا انہیں فراہم کر کے مشورہ کیا کہ خلیفہ کے پاس چلیں اور انکی شروع خلاف سے اس وقت تک جقدر راہ خلافت ترس و طمع ہوئے  
 میں انکو لکھ کر پیش کریں کیونکہ زبانی کہنے میں ممکن ہے کہ بعض باتیں یاد نہ رہیں یا یاد بھی ہوں تو کوئی نجائیں اسلئے مناسب کہ سب باتیں تحریر کرنی جائیں پھر قلم شاکر  
 عثمان کے مسندین خلافت ہونے کے وقت سے تا وقت تحریر جو امور عثمان شرع بنویں انہیں اسے تھے لکھ لئے اور چاہا کہ سب ساتھ جلس اور بد نوشتہ اس میں  
 اس کے بعد عمار یا سر سے لے کر کہا ہے عثمان کے لئے ایسا کچھ لکھا ہے کیا تو یہ تحریر اسے دیکھتا ہے اسنے کہا ہاں وہ لکھا ہوں پھر وہ نوشتہ لے کر عثمان کے دروازے  
 پر پہنچا۔ اسوقت خلیفہ گھر سے باہر آ رہے تھے عمار کو دروازے پر نوشتہ لئے دیکھا وہ چھپا اے ابالینصنان کیا مجھ سے کچھ کام ہے عمار نے جواب دیا کہ میرا ذاتی کوئی کام  
 نہیں ہے اصحاب رسول خدا نے مجھ کے تمہارے واسطے ان امور کی فہرست تیار کی ہے جو تم نے فکان شرع اختیار کے ہیں تاکہ تم ان کا جواب دو خلیفہ نے غصہ کر  
 دیا اور چند سطریں پڑھیں اور ہاتھ سے پھینک دیا عمار نے کہا یہ نوشتہ اصحاب رسول خدا نے تحریر کیا ہے ہاتھ سے نہ پھینکے بلکہ اچھی طرح پڑھ کر کچھ تحریر ہے  
 اس پر بھی کہنے میں یہ باتیں آپ کی بہتری کے لئے کہتا ہوں عثمان نے کہا اے میرے بھائی تو جھوٹ بولتا ہے اسنے کہا اس میں شک نہیں کریں میرا اور اس کا بیان  
 خلیفہ کو زیادہ غصہ کیا اے غلاموں کو حکم دے عمار کو اسقدر ڈھکیا کہ وہ ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا عمار آپ بڑھ کر کئی باتیں اس کے سامنے لکھ کر پیش کر دیا



اگیا اور عاصہ تنق لاتی ہو اور سخت صدمہ پہنچا پانی خنجر دم کے لوگ جو عمار کے رشتہ دار اور چچا کی اولاد تھے خراب کرنا شروع کر دیے۔ عثمان بن ولید بن مغیرہ کے ہمراہ آئے اور عمار کو اٹھا لیکے۔ گھر چھوڑ کر بستر پر لیا دیا۔ عمار کو ہونے لاتی تھی سب نے قسم کھائی کہ عمار اس صدمہ سے مر گیا تو ہم عثمان کو قتل کر ڈالیں گے۔ اسی حالت سختی میں عمار یا سر کی مازائے پیشین و شام و عشا قصا ہو گئیں اور شب ہوئی آیا عمار نے اٹھ کر صو کیا قصا ناریں پڑیں عثمان کی جس باتوں سے صحابہ رسول نے ناراض ہو کر مسیح ہو کر انکار کیا ہے انہیں میں عمار کا یہ معاملہ بھی داخل ہے انور کو بھی اس حال سے اطلاع ہوئی وہ اس وقت شام میں تھا عثمان کے غمی میں طعن امیر کلام کرنے شروع کئے معاویہ نے خلیفہ کو خط لکھا اور لود کی ان باتوں کو جو خلیفہ کی نسبت کہتا تھا اس طرح لکھا کہ لود مرا عم حبیب و عاصیہ بن جحر خدمت امیر المومنین میں عرض یرودار ہے کہ بوزر نے ملک شام کو آپ کے خطاب انگیزہ کر دیا ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں سے نہاری محنت کو دھور رہا ہے۔ ہر وقت عمر والو کو یاد کر رہا ہے اُن کے ایک اخلاق اور حمیدہ عادات کا تذکرہ کرتا رہتا ہے اور جب تمہارا ذکر آتا ہے تو رٹائی کے گلے کہتا ہے اور ہمارے اقوال و افعال کو عیوب اور خطا کے یرودہ میں ظاہر کر رہا ہے۔ سام ہر دوا عرب میں انکار نہا مصلحت سے معید ہے۔ کیونکہ اہل مقامات کے بات سے غلبہ یرودہ میں اہل تر سے بہت جلد مل جاتے ہیں بڑے صادی ہیں جو کچھ ظہور میں آیا ہے اس سے مطلع کر دیا ہے اب جلیفہ کی جو رائے ہو وہی بہتر ہے والسلام جلیفہ نے معاویہ کے مصوں خط سے واقف ہو کر لکھا تیرا خط نیچا۔ انور کی لسن جو کچھ لکھا تھا معلوم ہوا جو وقت تیرے پاس یہ حکم پہنچے اس وقت انور کو ایک مدد قراراؤں پر سوار کر اگر کسی درستی فراج بہر کو ان کے ساتھ کر کے حوران دن اسٹ کو کھٹا تالا لے کہ انور یرا سی عین غلبہ کرے جس سے وہ میرا اور تیرا دلوں کا ذکر کرنا بھول جائے مدیہ بھیج دے۔ معاویہ کے اس حکم کے پہنچنے ہی بوزر کو بکلیا۔ اور ایک بد قراراؤں کی بھیج دیا اسٹ برٹھا کر کسی سرجم بہر کو اس کے ساتھ کر دیا۔ کہ اسٹ کو رات دن بھگتا لیجائے لمحہ بھر کے لئے بھی کسی جگہ نہ ٹھہرنے دے تا وقتیکہ مدیر میں نہ پہنچا دے۔ انور حرت اللہ علیہ السلام قراراؤں میں حص تھا۔ اور اس وقت اس قدر ضعف العمر ہو چکا تھا کہ نام سر اور ڈارسی کے بال بعد ہو گئے تھے۔ اور خود نہایت ہی کمزور اور نحیف تھا۔ اسٹ کی نسبت یرنیکر اٹھا نہ ساز پھر رہا اسکو بہت بری طرح سختی سے بھگتا لایا۔ اس تکلفوں اور صدموں سے انور کی راتوں کا گوشت جھیل جھیل کر جڑا ہو گیا اور بہت ہی سخت تکلف اور تکال لاتی ہو گئی مدیر میں بھکر عثمان کے سامنے آیا تو ایک لطرہ دیکھ کر کہا اے حذرب گھے دیکھ کر کوئی انگہ رٹیں نہ ہو۔ انور نے کہا میرے باب حوادث نے میرا نام حذرب رکھا تھا اور رسول خدا صلعم نے عبد اللہ رکھا ہے۔ عثمان نے کہا کیا تیرا ہی گال ہے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا فقیر ہے اور ہم دولت مند۔ انور نے جواب دیا کہ میں نے کبھی اسبا نہیں کہا۔ مگر اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ حب الواصل کی تیں اولادیں ہو جائیں گی تو وہ خدا کے مال کو اپنی دولت و اتبائ کا ذریعہ ٹھہرائیں گے خدا کے مدد کو ایسے خدمت گار اور نوکر قرار دیں گے خدا کے دین میں خیانت کریں گے اُس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو اسے آزادی تخت گنا خلیفہ کے حاضر وقت لوگوں سے پوچھا تم میں کیسے حضرت رسول خدا کو ایسا فرماتے سنا ہے۔ انہوں نے کہا ہے ہاں سنا خلیفہ نے کہا اے انور تو بھول کر یہ انور وادزی کرتا ہے اسنے حاضران مجلس سے کہا کیا تم لوگ میرے اس بیان کو غلط سمجھتے ہو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ تو جھوٹ کہتا ہے یا سچ۔ عثمان نے کہا حضرت علی کو ملاؤ جب حضرت علی آگئے تو خلیفہ نے بوزر سے کہا رسول خدا کی وہی حدیث پھر بیان کر کہ ابو الحسن بھی سنئے۔ بوزر نے جو حدیث ہی عاص کے حق میں بیان کی تھی پھر بیان کی۔ امیر المومنین نے کہا اے ابو الحسن تم نے بھی کبھی یہ حدیث نہ سنی ہے۔ آپ نے فرمایا میں حضرت رسول خدا کی ربانی نہیں سنی لیکن بوزر جھوٹ ہیں کہتا ہے عثمان نے کہا تم کو جو ہے اسکی تصدیق کرتے ہو اور اس کے بیان کو متبرج سمجھتے ہو۔ علی نے کہا اس حدیث کی سارے حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نیلے آسمان کے نیچے اور تیرہ روئے زمین کے اوپر کوئی شخص بوزر سے زیادہ راست گو پیدا ہوگا۔ اس وقت حاضران مجلس بول اٹھے کہ بھیا دور سے کہتا ہے بوزر نے کہا غی عاص کے متعلق جو حدیث میں نے بیان کی ہے وہ رسول خدا کی زبان مبارک کی سنی ہوئی ہے۔ اور تم مجھے جھوٹ سے حکم کرتے ہو۔ میں مکان میں بیٹھا تھا کہ ایک ایسا زمانہ آگیا کہ تم سے اپنی نسبت یرکھے سونکا جواب میں رہا ہوں جلیفہ نے کہا تو جھوٹ بولنا اور فساد کرنا چاہتا ہے۔ اور تیرا مدعا یہ ہے ہم میں تیرا مدعا ہو۔ بوزر نے کہا ابو بکر اور عمر کی بیعت پر قائم رہ پھر تجھ سے کوئی رشتہ نہ ہوگا مگر تیرے قول میں بر کوئی معترض ہوگا خلیفہ نے فرمایا مجھے





اور ایسے رماہ وفات تک اسی جگہ رہا اور یہ وصیت کر کے حال بخیر تسلیم ہو گیا امیر اللہ کی رحمت ہو اُمّ در نے حسب وصیت ایک بکری دیکھ کر کھانا کیا کیا اور نہایت ہی عظیم اور اُردا اسی کے عالم میں سر راہ بٹھیک آئے والوں کا انتظار کر لے لگی مٹھوڑی دیر بعد کچھ لوگ ربارت مکہ معظمہ سے واپس آتے ہوئے نظر پڑے یہ انخاص شخص سے تھے جس سے صاحبِ صلیت تمیمی عبداللہ بن مسلمہ تھے۔ ہلال میں مالک نرہی جریس عبداللہ بن سلمہ کی مالک اشتر بن حارث بن عبد بنو تھی و غیرہ تھے۔ جب یہ متہور و معرود انخاص قریب پہنچے تو ایک سیرزن کو سر راہ بیٹھے دیکھا۔ سمجھے کوئی محتج ہے کچھ مانگتی ہوگی بہت ہی یاس پہنچائے تو اُمّ در نے کھڑے ہو کر کہا اے مسلمانوں رسول خدا کا مصاحب ابوذر دیا سے سحر کر گیا میں اسکی بیوہ عیب لے کس ہوں مجھ میں اس کے کھانے اور دینا نے کی طاقت ہمیں اگر تم اس کام میں اعدا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا ابوذر کی خبر وفات سننے ہی سے روئے لگے بہت افسوس کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اُس کی سختی کی دعا مانگتے تھے پھر وہاں قیام کر کے ابوذر کو غسل میت دیا اور ہر شخص کی بھی خواہش ہوئی کہ مہرے کیڑے کا کفن پہنایا جائے آپس میں گفتگو طویل ہو گئی انجام کار یہ صلاح قرار پائی کہ ہر شخص کے یاس سے تھوڑا تھوڑا سا پارچہ لیکر اور سب کو کسی کفن دیا جائے غرض کہ اسی طرح کیا اور ایک شخص کے اسباب سے کافی بھی نکل آیا اُس سے سنت حوطا دکی گئی پھر نماز خانہ بڑھکر دفن کر دیا دفن سے مارے ہو کر اتر نچے لے اسکی قبر کے سرے کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا اے خدا ابوذر غفاری تیرے رسول کا صاحب ہے وہ تیرے پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان لایا ہے۔ تیری راہ میں جہاد کئے میں شریعت اسلام پر ثابت قدم رہا اور تیری طریقوں میں اُسے تغیر و تبدل کو راہ نہیں دی اُسے سب اور اجتماع کے خلاف کچھ امور دیکھ کر اُس سے انحراف اختیار کیا جس کے سب سے لوگوں نے اُسے ستایا اور ذلیل سمجھا۔ تیرے حبیب کے ہمسایہ کی دولت سے اُسے محروم کر دیا مدیرہ سے نکال کر بادی میں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ یردیں میں گر گیا اے خدا تو نے مومنوں سے جس جس بستی نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اُن کا حط ابوذر کے لئے زیادہ کر اور اُس شخص کو جس نے اُسے تیرے رسول کے مدیرہ سے نکالا اور تباہ کیا ہے میرے لئے مستوجب دے اترنے ابوذر کی قبر پر یہ دعا مانگی اور سب مسلمانوں نے آمین کہی۔ جب دن ختم ہو گیا تو اُمّ در نے کھانا سامنے لارکھا سامنے کھایا اور رات کو اسی جگہ سو رہے صبح کے وقت اُمّ در سے رحمت ہو کر چلے گئے ابوذر کی وفات کی خبر جو بوقت عثمان کو پہنچی تو عمار یا سر موجود تھا کہا امار در اللہ کی رحمت ہو اے خدا میں یہ دعا اُس کے حق میں جان و دل سے مانگتا ہوں تو اُسے بخش دیجو حلیفہ عثمان نے امیر غصہ ہو کر کہا اے نالائق تیرا بھی یہی حال ہوگا میں ابوذر کے مدیرہ سے نکال دینے پر پشیمان نہیں ہوا ہوں۔ عمار یا سر نے کہا خدا کی قسم میرا یہ حال نہ ہوگا۔ عثمان نے کہا اے دھکے دو اور تیرے نکال دو۔ اور اُسی جگہ بھیجا دو جہاں ابوذر کو پہنچایا تھا تاکہ یہ بھی اسکی طرح اُسی جگہ زندگی بسر کرے اور جنگ میں زندہ ہوں یہ مدیرہ میں نہ آ سکے۔ عمار نے کہا خدا کی قسم مجھے حیرتوں اور کتوں کی ہمسائیگی تیرے پاس رہنے سے زیادہ پسندیدہ ہے یہ لیکر اٹھا اور حلیفہ عثمان کے پاس سے چلا آیا حلیفہ نے ارادہ کر لیا کہ عمار کو بھی مدیرہ سے نکال دے نبی محروم جو اُس کے قریبی رستہ دار تھے علی اس الی طالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوذر تم اس رستہ داری کے حق سے خوب واقف ہو جو ہجو کہو تمہارے ماہ کے ساتھ ہے یہ چھوٹی محتاج شرح نہیں ہیں آج ہم عثمان کی اس گفتگو کے لہجے آپ کے پاس آئے ہیں جو اُسے عمار کے ساتھ کی اور مدیرہ سے اُس کے اخراج کی سبب حکم دیکر زندہ میں بھیجا جاوا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایک دفعہ اُسے مار کر سخت ادیت دے چکا ہے اور سخت سخت کہا ہے ہم نے درگزر کی تھی اور اُسے کچھ نہ کہا تھا اب دوسری دفعہ میرا ارادہ کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے آپ جواب دیتے ہیں اگر وہ عمار کو شہر سے نکالے گا تو اندیشہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں سے ایسا کچھ ہو رہا ہے جس کے لئے وہ بچتا ہے اور ہمیں بھی تیرے مدیرہ کی سختی ہو چار چال ہے کہ آپ کے سوا اور کوئی اس کام کو نہ ہوتے سے انجام نہیں دے سکتا آپ ہی کی زبان مبارک سے اسکا تذکرہ ہو سکتا ہے۔ آپ مہربانی و ماکر عثمان کے پاس جائیں اور کلمات حق لیکر سمجھا دیں کہ عمار کے پیچھے نہ پڑے اُسے اس کے تہر اور مکان سے نہ نکالے ورنہ ایسا فساد پھیلے گا جبکہ انسا ہو سکے گا۔ علی نے یہ باتیں سن کر انکو اچھی اچھی باتوں سے سمجھایا۔ اور واپس آئے کرو یا جلدی نہ کرو میں جا کر اس معاملہ کو درست

کرادو لگا تمہارے اس کام کے متعلق سچی کرانچہ راجات سے ہے۔ پھر عثمان کے پاس آئے اور کہا تم نص کاموں میں بہت جلدی کرتے ہو دوستوں اور  
صحیح کرینو اولوں کی بات نہیں مانتے اس سے پہلے اور کو جوڑا نیکو کار مسلمان۔ رسول خدا کا راسخ صاحبہ ہاجرین میں سے ٹرانیکا تھیں تھا یہ سے نکال دیا۔  
اور رہہ میں بھی یا کہ وہ عیب پر دیں ہی میں مر گیا اس معاملہ سے اور بھی زیادہ مسلمان تھے رگشتہ ہو گئے ہیں سنا ہوں کہ تم نے اب اور ارادہ کیا ہے کہ عمار یا سر کو بھی  
تہرہ دینے سے صلح کر دیں یہ اچھی بات ہیں خدا سے ڈرو عمار سے مازہ و صعاہ رسول خدا کو اسی ریح۔ دو حلیفہ عثمان کو علی کی یہ باتیں پسند نہ آئیں۔ عوام یا پہلے  
تھی کہ تہرہ سے نکال دینا چاہیے کیونکہ عمار اور عیر عمار کو تو ہی رما کر رہے علی نے کہا تیری کیا طاقت ہے کہ میری نسبت ایسا خیال بھی دل میں لاسکے اور اگر چاہیگا  
تو بھی اس صل پر قادر ہو سکتا اور میرے اس کلام میں کچھ تنگ ہو تو آزاد دیکھ پھر مجھے حقیقت حال معلوم ہو جائے گی کہ کیا اہم معاملہ ہے۔ اور تیرا کہنا کہ عمار اور عیر  
عمار کو تو ہی عراب کر رہا ہے۔ خدا کی قسم اُن کا فساد محض تیری ہی طرف سے ہے۔ میں اُنکی کوئی خطا نہیں دیکھتا تیری ذات سے ایسے ایسے امور سرزد ہو رہے ہیں  
حوطہ شریعت سے باہر میں لوگ اُن کی تاب نہیں لاتے تجھ سے رگشتہ ہوتے ہیں اور تجھ سے یہ باتیں ردا مت ہیں ہو سکتیں۔ ہر ایک پر غصہ ہو سکے۔ پھر  
اُنہیں ستانا ہے۔ وہ دھنگ ٹر کر گوں کے طریقوں سے نہایت لعید ہے حضرت علی یہ نرم و گرم باتیں کہہ کر امیر المومنین عثمان کے پاس سے چلے آئے جس لوگوں کے  
پاس پہنچے تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ کیا فیصلہ کیا اور حلیفہ نے کیا جواب دیا آپ نے وہ نام لکھتے و تہید جو عثمان کے ساتھ ہوئی تھی مایاں کر دی۔ سب تہرین  
کی کہ آپ نے جو کچھ جواب دیا نہایت خوب دیا۔ عثمان جبوت عصفے میں ہو گا اب کی نسبت ایسے ہی کلمات کہے گا۔ اور جس رماض ہو گا اوسے تہرہ کرے گا ہم  
میں سے کوئی ایسے عزیز دل قریبوں اور کنبہ میں وفات نہ پائیگا۔ سب پر دیں ہی میں جابیں گونا گئے۔ عالم غربت میں کس سے وصیت کریں گے اور اپنی اولاد اور  
عزیزوں کو کس پر چھوڑیں گے خدا کی قسم میں ایسے گھر والے کے اندر فرزندوں اور عروں کے سامنے مرجانا اُس جاتا ابدی سے درجہ اتارے جو غیر حکم میں ہو  
حضرت علی صحابہ سے یہ باتیں سکر و دے اور کہا عمار سے کہہ دیا کہ گھر میں رہے ماہر نہ لکے اللہ تعالیٰ تم کو عثمان اور دوسرے تھوڑے کی شہادت سے محفوظ رکھے  
بنی خرم لے حضرت علی کے دلاسا ایسے سے مطمئن ہو کر کہا اے ابو الحسن ہم سب مسلمان آپ کے دوست اور ہوا خواہ ہیں اگر تم بھی ہمارے مددگار ہو گے تو  
عثمان چین کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا عثمان کو بھی لوگوں کی زبانی یہ حال معلوم ہو گیا۔ عمار کا سچا چھوڑ دیا اور جو کچھ کہا تھا اوس پر افسوس کیا۔ اُس کے بعد مسلمان  
میں سے جو شخص آتا اُس کے سامنے عثمان علی کی شکایت کرتا۔ ایک مرتبہ ریدین ثات سے بھی یہ بات کہی اور علی کی شکایت کی اُسے کہا حلیفہ کی مشابہتوں میں  
علی کے پاس جاؤں اور تمہارے دلوں میں جو کشتیں ٹیڑ گئی ہے اُسکا ذکر کر دوں غلیفہ نے کہا تجھے اختیار ہے۔ زید بن ثات اور غیر وہ جس تھقی علی کے پاس آئے  
اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ زید بن ثات فصیحی نے حضرت علی کی تعریف و توصیف بیان کرنی شروع کی کہ جناب رسالت مآب کی مارگاہ میں آپ کو جو تقرب اور لگاؤ  
اور قرب منزل حاصل ہے دنیا میں اور کیسے واسطہ نہیں اور دین اسلام کے متعلق تقویت و تقویت و قدامت میں کوئی اور شخص آپ کے ہمسر نہیں ہو سکا۔ آپ جتنے  
خیر اور منج کر امت میں۔ ہم آج تمہارے چارادھانی عثمان کے پاس حواس انت کی خلافت پر شکن ہے۔ اور آپ یہ بھی دھقی رکھتا ہے۔ ایک حق خلافت  
دوسرے حق قرابت۔ گئے تھے اُسے آپ کی نسبت کچھ شکایت سی کی ہے کہ کبھی کبھی میری باتوں پر اعتراض کر بیٹھے ہیں۔ اور جن امور کو میں کرنا چاہتا ہوں ان کی  
نسبت کچھ کہہ دیا کرتے ہیں۔ جو مناسب معلوم ہوا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن باتوں کو عرض کر دیں تاکہ باہمی گفتگو اور دلوں کا بخار دور ہو جائے  
جس سے سب مسلمانوں کو خوشی حاصل ہوگی اور اُن کی موافقت سے اللہ تعالیٰ سب کو بڑے بڑے فائدے پہنچے حضرت علی نے کہا خدا کی قسم جب تک مجھ سے ہو گا  
میں نے کسی امر پر اعتراض نہیں کیا کسی کام میں دست اندازی نہ کی چاہی مگر ایسا شکل معاملہ آتا ہے کہ صبر اور خلافت کی جگہ میں ہی ہے۔ میں سچی  
بات کہی تھی جس میں اُن کی اور سب مسلمانوں کی عیال اور بہتری اور خیریت و صلحت شامل تھی بغیر بن امیہ لال آٹھ تہا مادل مانے یا نہ مانا اور اُن  
کو کیا۔ اور اُن کو اس پر مانتا رہا ہے۔ اُن کے فکروں کی تعمیل اور اُن کے فکروں کی اطاعت نہیں لازم سمجھتی جاے کہ کہ وہ تہرہ تہرہ سے ہم



اور ہمیں تمہارے پاس صحت اسی واسطے بھیجا ہے۔ کہ جو کچھ تم بیاں کر دو تم اس کے گواہ ہو جاؤں پھر غلیفہ کو کچھ تمہاری نسبت کے بعد درجہ عطا کرے۔ منیرہ کی ان باتوں کو سنکر حضرت علی کو غصہ آیا لٹکا کر کہا اے اس ملعون کے بیٹے جسکے حصہ میں درہ ہر بھی نکلی اور بھلائی نہیں آئی۔ اور وہ سب خراوریں تناؤں واسطے درخت کی مانند ہوا ہے لینے حسب اور لب صی معیوب رکھتا تھا۔ اس کی اولاد داسرہ اور ہنرہ میں سے تھی تو مجھے عمار سے روکنا ہے۔ صدام کی قسم حکم کا تو ساتھی ہو گا وہ شخص کبھی غرت نہ یا سیکا اور تو جسکو حرکت میں لا سکا وہ کبھی قائم نہ رہے گا میرے پاس سے دور ہو جاؤ تجھے دور کرے تجھ میں حق نہ ہو رہے لگا عثمان کی حسب اور میری تکلیف دہی میں جو کچھ میں پڑے وہ کہ اگر تو مجھ پر رحم کھائے اور ایسی کو تنہا میں کی کرے تو خدا تجھ پر رحم نہ کرے اور نہ رہے۔ حضرت علی کی ان باتوں سے منیرہ کی رباں نہ ہو گئی پھر کچھ نہ بول سکا۔ مگر زین ثابت نے عرض کی اے الو اس منیرہ تو ہو وہ لکھا سی آدمی ہے اُس نے یہ باتیں ار خود گھر کر لیں ہیں خدا کی قسم ہم آپ کی خدمت میں گواہ بننے کے واسطے ہیں آئے ہیں نہ آپ کی باتوں پر اعتراض کرنا نہ لڑنے بلکہ ہم نے ہاں منسلح اور آستنی کا دروازہ کھولا تھا تاکہ آپ اور آپ کے چچا زاد بھائی میں صفائی ہو جائے رخت جاتی رہے حضرت علی نے ان باتوں کو پسند فرما کر اسے دعائے جبروی اس کے بعد زین ثمان سے ہر اس بیان عثمان کے پاس واپس آیا اور تمام کیفیت بیاں کی۔

## ولید بن عقبہ کا جھگڑا اور اسکی شرابیگری کی شکایت

اس کو فد کے لوگوں نے عثمان کے پاس آکر ولید بن عقبہ کی شکایت کی کہ اسکی عادتیں اچھی نہیں مسلمانوں کا سر داہر کرے کام کرتا ہے۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف ہی سے پیش آتا ہے۔ علاوہ ان شراب پیتا ہے۔ بد ہوش پڑا رہتا ہے اس واسطے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ کہ اس امر کا تذکرہ کیا جائے اور مناسب ہو تو اسے معزل کر کے کسی اور شخص کو جو عادل اور شائستہ ہو اس کی جگہ مقرر فرمائیں عثمان نے یہ حال سنکر بہت تعجب کیا کہ کہا سبحان اللہ مجھے خیال بھی نہ تھا کہ ولید ایسی حرکتیں کر لگا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہاری باتیں سچ ہیں یا جھوٹ انہوں نے کہا ہم سچ کہتے ہیں اور جب تک اچھی طرح ہمیں دیکھ لیا کہ وہ شراب پیتا ہے اسکی نسبت یہ الزام نہیں لگایا گیا ہے۔ اس کے بعد اسی جماعت میں سے اسکا شخص بوریب نام لے آئے ٹھہر کر کہا اے امیر المؤمنین ایک دن میں کسی کام کے لئے ولید کے مکان میں اس کے پاس گیا تھا دیکھا کہ وہ بد ہوش پڑا ہے میں نے اس کی انگلی میں سے انگوٹھی نکال لی جب بھی اسے کچھ خبر نہ ہوئی اور وہ انگوٹھی یہ ہے سائے ڈال دی پھر اُن لوگوں نے جو بوریب کے ساتھ ولید کے پاس گئے تھے اسکی کلام کی صداقت بیاں کی غلیفہ نے بڑے بڑے صحابہ اور علی علیہ السلام کو بلایا اور حضرت علی سے کہا اے الو اس اہل کوفہ ولید بن عقبہ کی نسبت ایسا کچھ بیان کرے ہیں آپ کی رائے مبارک کیا ہے۔ کہا ولید کو کہہ دے بلکہ ان لوگوں کے رہبر و گھڑا اگر اسوقت نامور اصحاب بھی موجود ہوں۔ پھر کوئیوں سے ولید کی شکایت متنی چاہئے۔ غرض کہ جو بت یہ سب حاضر ہوئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی کہانی تو ولید کا شراب پینا ثابت ہو گیا غلیفہ نے حکم دیا کہ ولید کو رہبر پر کر کے درجے لگائیں اور کوفہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے سعد بن عاص کو اسکی جگہ مقرر کیا اور اہل کوفہ کے نام و زمان جاری ہوا۔ مضمون یہ تھا۔ لبسہ جہ اللہ الرحمن الرحیم طہر و تنار باری تھانے اور درود و رحمت محمد مصطفیٰ صلعم کے بعد عبد اللہ عثمان امیر المؤمنین کی طرف سے اہل کوفہ کو سلام پہنچے۔ پھر واضح ہو کہ چند کوفیوں نے میرے پاس آکر ولید کی شکایت کی اور اس کے خلاف کوئی وی تھی اگر ن کا بیان درست تھا تو میں اس کے اعمال کی سزا سے دے ہی چکا ہوں اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا تو اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کرے گا میں نے ان لوگوں کی شکایت اور گواہیوں کو سنکر ولید کو حکومت کوفہ سے برطرف کر دیا ہے اور سعد بن عاص کو جو نہایت شریف اور اپنی قوم کا سر داہر ہے اسکی جگہ مقرر کیا ہے۔ اے خدا کے بند و خدا سے ڈرو اس کے حکموں کی تعمیل کرتے رہنا بد و دشواری سے رہنا اگر ان میں سے کسی نے جھوٹ بولا تو اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل کرے۔

سجید کو بھی حب تاکید کر دی ہے کہ عدل و انصاف کو دراجہی ماتھے سے نہ دے سب لوگوں سے احسان میں اَسْأَلُ السَّلَامَ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہِ بَرِکَاتُہِی  
 تم سب سلامت ہی اور اللہ کی رحمت ہو۔ سعید بن عاصؓ نہ فرمان لیکر جانب کوفہ روانہ ہوا وہاں ٹھیکر جابحؓ میں آیا اور دو کھیت نماز پڑھ کر منبر پر گیا۔ لوگوں کو  
 فراہم کر کے خطبہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایاں کی حضرت محمد مصطفیٰؐ پر درود بھیجا۔ اور کہا اے کوفہ والو آگاہ ہو کہ تم میں سے جو شخص قرآن تریف کو پڑھا  
 اس کا نفع کو اچھی طرح جانتا ہو گا وہی مجھے سب سے عزیز ہو گا۔ اور جسکی طبیعت مری باتوں اور لہو لہجہ کی طرف راغب ہو گی اور گناہوں سے بچتا ہو گا۔ قس  
 ہر دانا اور فساد ہی ہو گا میں اسکا دشمن ہوں۔ میرے پاس مقرب اور نفیہ لوگ آمد و رفت رکھیں اور شہر ید و محاسن میرے سامنے نہائیں مجھ اُن سے سخت  
 نفرت ہے۔ میں صرف عقلمندوں اور اس پسند شخصوں سے محبت اور رابطہ ضبط رکھا جاتا ہوں لہذا تم سب کو اس امر سے آگاہ کر دیا ہے۔ اس طرح کی اچھ  
 باتیں سنا کر کے منبر سے اُتر آیا اور عبدالرحمن بن عوفؓ اسدی کو بلا کر کوثر الیہ تہر متزکیا پھر دارالامارہ میں داخل ہو کر قیام کیا ہر وقت ترماد کو وہ عالم و عیون کے  
 پاس آتے جاتے وہی مسائل اور ملکی تدابیر گفتگو کرتی۔ سعید عام رعایا کے ساتھ رعایت و محروت سے متین آتا۔ تواضع اور عدل و انصاف کا تیوہ رشتہ  
 سیرت سے رہتا۔ یہاں تک کہ ماہ رمضان آیا تقسیم خیرات اور صدقات بہت اچھی طرح کی حسب اتفاق ماہ مذکور کی آخری تاریخ مارشام کے وقت لوگوں  
 میں کچھ عجب کا چرچا ہوا اسی اتار میں سعید بن عاصؓ اور اشعث بن عتبہؓ میں بھی کچھ گفت و شنید ہوئی۔ سعید نے اُسے ایک حکم کہا اور الیسا پٹو لیا کہ وہ بہتوں پر گیا  
 پھر اسکا گھر جلو دیا۔ یہ حسد بن ابی وقاصؓ کو مدیہ میں پہنچی ہا ہر انصار کی جماعت کو ساتھ لیکر خلفہ کے پاس آیا اور سعید کی شکایت کی کہ اُسے ہاشم گوارا  
 اور گھر جلو دیا ہے میں انصاف جانتا ہوں پھر قسم کھا فی کہ میں امیر المومنین کے پاس سے واپس نہ جاؤں گا تا قیام کہ آپ سعید سے بدلہ نہ لینگے اور میرا انصاف  
 نہ واپس لگے ورنہ یہ بات ایسی بڑے کی کہ اسکا اثر دور دور تک پہنچ گیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے سعد بن وقاصؓ کو نرمی سے سمجھایا کہ سعید نے کچھ کیا اس میں میری  
 کوئی خطا نہیں نہ میں نے اُسے ایسے کاموں کی اجازت دی۔ نہ مجھے اس معاملہ کی کچھ خبر لیکن کچھ تو جانتا ہے میں اُسے بجا لاؤں گا۔ سعید انہوں عین عالم شام  
 میں تھا۔ اور بہت ہی بہادر و جس جلا اپنے آپ کو ضبط کر سکا اٹھ کر سعید بن عاصؓ کے دروازے پر آیا اور اُس کے گھر کو آگ لگا دی عائشہؓ نے سنا کہ سعید کو کہا بھیجا  
 کہ بس ایسی باتیں نہ کر کہ بھی اپنے گھر میں جا بیٹھا۔ اب عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے سعید کو خط لکھا اور ہاشم کے ساتھ یہ سلوکی سے پیش آئے یہ سخت ملامت کی سعید  
 سب کچھ نگر حاشوش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا اس واقعہ کے بعد ایک دن سعید کوفہ میں بیٹھا تھا۔ اور بزرگان کوفہ بھی موجود تھے زمینی قواد کا تذکرہ تھا کہ کس علاقہ  
 کی زمین زیادہ نرم ہے اور علمہ اور بھیلوں کی پیداوار میں زیادہ طاق و رہے اشتر بنی نے کوفہ کی بہت تفریق کی عبدالرحمن بن عوفؓ جسے سعید نے کوثر الیہ  
 شہر بنا رکھا تھا لولاقرش کے لئے عراق اور اسکا نواح گلزار کے مانند ہے۔ ہر کو حقہ مطلوب ہو گا تفریق میں لائیگی اور جتھہ جاپس کے چھوڑ دیں گے اترے  
 کہا بڑا بڑا نہ بن سیرا یہ ترم نہیں کہ عراق کو گلزار قرار دے اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی عبدالرحمنؓ اپنے آپ کو بہت دور کھینچے اور سفر و راہ کلام کرے  
 لگا۔ اشتر نے ماتھے بڑھا کر اس کی شمشیر کا تسمہ کھینچ لیا۔ اور اپنی طرف کھینچی غزیروں سے کہا اس فاشی کو پکڑ کر مار ڈالو کہ اور لوگوں کو گنہگار کی اطاعت نہ کرنی  
 پڑے اشتر کے آدمیوں نے اُسے استقدر مٹا کہ کہ قریب ہلاکت ہو گیا پھر ٹانگ پکڑ کر مسجد سے باہر ڈال دیا۔ سعید بن عاصؓ مسجد سے اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا اور اشتر نے  
 بھی دوستی سیت اپنے گھر کی راہ لی اشتر کے غزیروں نے کہا تو نے بہت اچھا کام کیا عبدالرحمنؓ کی بی بی ہزاعہؓ کو یہاں سے لے کر لائے تھے بعد ازاں ہاشمؓ نے  
 کراست کی اگر اس بات کو ٹال جاتا اور خاستی اختیار کرتا تو یہ لوگ ہمارے خانہ اول تک دست تھرن دراز کرتے اور ہم سب کو ہمارے باب خانہ اول کے  
 دروازے سے جی کر دیتے۔ سعید نے بھی گھر میں داخل ہوتے ہی عثمانؓ کو خط لکھا اور تمام کیفیت درج کی مضمون یہ تھا۔ امیر المومنین کی جدائی اور ملاقات  
 اور خدمت گذاری شہر آرزو وادہ ہمارے اظہار کے بعد معلوم ہو کہ کوفہ میں اشتر کی موجودگی سے میں کوئی انتظام نہیں کر سکا اُسے ایک گروہ بنا لکھا  
 جو اپنے مقرب ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور ہر سب بے عقل آدمی ہیں۔ اگر میں اچھا کام بھی کر لیں تو یہ عیب جی کر کے میں اور صلحت امیر نصرت





تو ہم میں سب سے کم سن ہے تو بے سب سے پہلے کیوں بحث شروع کی مناسب ہے کہ جو لوگ سب رسیدہ میں وہی گفتگو کریں کیل تو خاموش ہو رہا اور اکثر نے گفتگو شروع کی اور کہا اے معاویہ تو خوب جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس امت کو حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ صلعم کے درجہ سے عزت بخشی ہے اور انہی کے طفیل سے ہم کو اور تو میں یہ فوقیت عطا کی ہے۔ جب تک حدانہ چاہا حضرت رسول خدا ہم میں زندہ رہے جب آپ کی وفات آئی تو کسی سے کسی مخلوق کو جاریہ ہیں اور جو رحمت الہی میں پیچھا داخل بہشت خبر شریعت ہو گئے تو آپ کے بعد عصمت نیک شکار لوگوں کی جہاں کتاب خدا اور سنت رسول پر چلتی رہی اللہ تعالیٰ نے اسے رضا و موافقان کے اعمال نیک کی حرائر امت درمائی ان کے بعد کچھ ایسے امور واقع ہوئے جو قانون شریعت سے علیحدہ تھے۔ ایمان والوں نے انہیں ناپسند کیا اور اگر دان ہو کر حق کلمے زبان سے نکالے کہ ہمارے ولی بری خصلتوں کو ترک کر کے ہمیں صلعت رکھینگے تو ہم ان کے فرمانبردار رہینگے انکی مخالفت اختیار نہ کرینگے بلکہ جان و دل سے مطیع ہونگے اور اگر ہماری رضامندی سے انکار کر کے خلاف کاموں کو ترک نہ کرینگے تو ایسے لوگوں کے حالات سے خداوند تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیا ہے **وَإِذَا أَحَدُ اللَّهِ مُلْتَقَاتِ الَّذِينَ أُولُوا الْكِتَابَ لَيْسَتْ لَهُ لِلنَّاسِ وَلَا لَكُمْ مَوْلَا فَمَنْ دُونَهُمْ وَأَشْرَوْا بِمَا قُلْنَا لَهُمْ مِمَّا يَنْهَوْنَهُمْ يَخْلَعُونَ مِمَّا قُلْنَا لَهُمْ مِمَّا يَنْهَوْنَهُمْ يَخْلَعُونَ مِمَّا قُلْنَا لَهُمْ مِمَّا يَنْهَوْنَهُمْ** اس عہد سے مطلع کرتے رہیں اور امر حق کو چھپائیں لیکن انہوں نے عہد حد کو پس لیتے ڈال دیا اور اسے کم قیمت پر بیچ ڈالا۔ اے معاویہ ہم اس گروہ میں سے ہیں کہ حکم حدایرات مابین اور زمانہ فانی سے پیش آئیں۔ اگر ہمارے امام حق راستہ پر چلتے رہیں اور ہم انکی پیروی ن کریں تو گویا جس نے کتاب حد کو پس لپشت ڈال دیا ہے معاویہ نے کہا اے اترتیرے کلام سے مخالفت کی بڑی ہے اور اس سے آسانی مجھ میں آسکتا ہے کہ تیرا کیا ارادہ ہے خدا کی قسم میں تیرے پیلوں میں بھاری بیڑیاں ڈال کر قید کر دوں گا۔ عمر بن زرارہ نے کہا اے معاویہ اکثر کے عزیز قریب بے شمار ہیں اگر تو اسے قید کرے گا تو اس کے تمام ہوا حواہ جمین اکثر ترے بڑے سردار شامل ہیں خاموش نہ بیٹھ سکیں گے پھر میں معلوم کیا تاکہ نوبت پہنچے اور تو بھی اس امر سے بخبر آگاہ ہے معاویہ نے کہا اے عمر مجھے تیرا زندہ نہ رکھنا واجب معلوم ہوتا ہے ابھی تیری گردن اڑا دی جاتی ہے۔ پھر غلاموں کو حکم دیا کہ ان دونوں کو قید کر دیں انہوں نے دونوں کو قید خانہ میں ڈال دیا زید بن مسکن نے کھڑے ہو کر معاویہ سے کہا جس گروہ نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے وہ عاجز نہیں تھا اگر جانتا تو ہمیں قید کر سکتا تھا اس نے ہمیں تیرے پاس بیوا سٹے بھیجا ہے کہ تو شفقت اور لطف رحمان سے پیش آئے اور مناسب مدت یہ ہے کہ جب تک ہمارا بخیر دور قیام یہاں رہے تو ہمارے ساتھ اچھے رتاؤ رکھے انعام و اکرام فرمائے کیونکہ ہم تیرے پاس ہی رہے۔ عمر بن زرارہ نے کہا اے معاویہ تیرے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اکثر اور زرارہ کی فضیلت اور بزرگی و باب نفوذ وین اسلام متہور ہے اور وہ اپنی قوم اور قبیلوں کے سردار اور بزرگ ہیں انہیں نے خطا اور بے حرم قید کر دینا اچھا نہیں انہیں رکا کر دے معاویہ نے حکم دیا کہ انہیں واپس لائیں غلام حاکم لے آئے معاویہ نے انہیں کہا تم نے دیکھا کہ میں نے تمہیں کس طرح معاف کر دیا اور تمہاری جہالت اور بیوقوفی سے درگزر کیا حالانکہ تم سخت نر اور قید گراں کے مستحق تھے اللہ تعالیٰ میرے باپ اوسیمان پر رحمت نازل کرے کیا حلیم شخص تھا جس کے لطف سے ایسے بڑے پیدائے ہوئے سب صاحب تواضع حیا دار اور نیکو کار ہیں اب جاؤ ایسے گھر میں کی راہ لو خدا سے ڈرو اپنے اماں کی تعریف کر دو انکو طمن شیخ نہ کرو کیونکہ تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔ دو تو معاویہ کے پاس سے آئے اور کہا ہم خدا کے گناہگار ہونے کے لئے اس کے بندوں کو فرمانبردار ہو گئے اور جو شخص خدا کے گناہ کرتا ہے اسکی اطاعت نہ کرینگے اس کے بعد اپنے گھر پہلے آئے اور معاویہ نے کچھ ادنیٰ مقرر کر دیے کہ انکی نگرانی رکھیں کہیں اور نہ جانے دیں اسی برس عقیقہ عثمان حج کے لئے تشریف لگے جب مدینہ میں واپس آئے تو کوثر کے ذی عزت اور نامی امتحان نے امیر المومنین عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر کوثر سے اکثر کے نکالے جانے اور شام کی طرف بھیج دیئے پر کہا ناراضی کیا۔ اور سعید کی سخت شکایتیں کہیں اسوقت حضور واپس آئے اور اپنے حال عبداللہ بن عباس کے حالات وادعوا وحوالہ کی طرح اور اطراف سے بھی عثمان کے عاملوں کی خبر لے کر انکی شکایتیں سنیں انھیں اب علیہ نے مناسب سمجھا کہ اسے عاملوں کو سب شہروں سے طلب کر لیا



اور اسے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے خلق خدا کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ کی زندگی اختیار کی ہے کہ تمام باشندگان دور و نزدیک کہا تا جیک والے اور کیا ترکستان والے اونہی میں یا اعلیٰ سب کے سب تمہارے شاکی ہیں سب نے اپنا اپنا غریبیاں کیا آخر کار یہ امر قرار پایا کہ علیہ السلام سے عہد لے لے کوہ لوگوں کے ساتھ عہدہ سلوک کریں گے عدل و انصاف اور قاعدہ مساوات کو نظر انداز نہ کرنے دینگے اور ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھینگے کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے گا اُس کے بعد انہیں ایسے اپنے مقامات پر واپس بھیج دیا۔ معاویہ شام میں عبد اللہ بن عامر بصرہ میں سعید بن عاص کو فز بن عبد اللہ بن سعد مصر میں واپس بھیج کر اور عثمان حکومت سمجھا لکرا اور بھی نئی نئی طرح کے ظلم و ستم کرنے مذہب و عادات پر چلنے لگے غرض کہ لوگوں کو کلمات ناملائم اور تعرضات ہیوودہ سے بخیدہ کرے میں وہی پہلا سطر لکھ خود سری اختیار کر لیا انجام کار کو فہ کے نامور لوگ زید بن قیس اوصی مالک بن حبیب یروعی حجر بن عدی کنزی مسیب بن کعبہ فراری وغیرہ اور کچھ رئیس جمع ہوئے سب نے شوق ہو کر کہا کہ سعید بن عاص کی حرکتوں کو پوشیدہ نہ رکھنا چاہیے تمام طاہری و باطنی حالات لکھ کر عثمان کو مطلع کر دیں اب انہوں نے اس مضمون کا خط لکھا کہ بعد ازاں اسے ماسم سلام و دعا امیر المومنین کو معلوم ہو کہ یہ خط ہم سب مسلمانان کو فہ کعبہ سے روانہ کیا جاتا ہے۔ اس میں جاری کوئی عرض شامل نہیں۔ بلکہ ہم سب اس کے گھنے یہ مجبور ہیں کیونکہ ہمیں اس امت میں اختلافات اور تفرقہ واقع ہو چکا سخت اندیشہ ہے کیا نگو فتنہ اور فساد ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اب جو شخص تمہارا مددگار ہو گا وہی ظالم بنے گا کیونکہ جو شخص تمہارے افعال کو پسند نہیں کرتا تم اس کو تکلیف دیتے اور اس کے وطن اور عزیزوں سے جدا کر کے آوارگی میں مبتلا کرتے ہو۔ تم خلافت کام کرتے اور متصادم حکم دیتے ہو۔ اسے خلیفہ خدا سے ڈرو نیک بخت خلیفہ کی سنت کو اختیار کرو اصلاح کرنے والوں کو تہرے نہ لکاو۔ تیریوں کو مال غنیمت نہ دو غلاموں کی اولادوں اور نالائق شخصوں کو مسلمانوں کا حاکم اور امیر نہ بناؤ جاہل اور بوقوف لوگوں کو امیر مقرر نہ کرو۔ تم اس وقت تک ہمارے امیر ہو کہ خدا کی اطاعت کرتے اُس کے حکموں پر چلتے کتاب خدا کو پڑھتے زیر دستوں سے عہدہ سلوک کرتے اور اُس کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آتے ہو۔ جن شخصوں کو تہرے نکال دیا ہے انہیں واپسی کا حکم دو۔ امور حقہ میں دور اور نزدیک والوں تو ہی وضعیفون کو کیاں سمجھو۔ جو کچھ ہمارا فرض تھا ادا کر دیا اور سمجھا دیا آئندہ تم کو اختیار ہے اگر ان کا مول سے باز آکر توبہ کر گئے تو ہم سب حق کے راستے میں تمہارے معین اور مددگار رہیں گے اور اگر تم باز نہ آؤ گے اور توبہ نہ کر گے۔ اور پھر ہم سے کوئی امر سرزد ہو جائے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرنا۔ کیونکہ بدعت اور نیکو سنت کرنے پر ہم تمہارے دوست نہ ہونگے اگر حکم خدا سے منحرف ہو کر ہم تمہاری خوشی کے لئے ایسے کام کریں گے جن سے خدا راضی نہیں تو روز قیامت اس کو کیا جواب دیں گے اب ہم اپنے اس قول پر خدا کو گواہ کرتے ہیں اور تہادت خدا کا ہی ہے وہی ہمارے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ تم کو اپنی اطاعت کی توفیق کراست فرمائے اور گناہوں سے بچائے اور وہ جس امر کو چاہتا ہے اس پر قادر ہے۔ کعب بن عبیدہ بنی نے جو بڑا ناپسند اور عاصی تھا کہا خدا کی قسم میں بھی عثمان کے پاس ایک خط روانہ کرتا ہوں جس میں اپنا اور اپنے باپ کا نام بھی درج کرونگا۔ عثمان میرے ساتھ جہنم چلے پیش آئے میں کسی بات سے نہیں ڈرتا پھر اس مضمون کا خط لکھا۔ کعب بن عبد اللہ کی طرف سے امیر المومنین عثمان کو معلوم ہو کہ میں تم کو فتنہ و فساد پر پامال ہونے اور امت میں تفرقہ پڑنے سے ڈرتا ہوں کیونکہ تم نے نیک آدمیوں کو شہر سے نکال دیا ہے بڑے شخصوں کو امیر مقرر کیا ہے اور اچھے لوگوں کے دشمنوں کو مال غنیمت میں انکا شریک بنا دیا ہے اس گروہ کو جو دین اور دیانت والی میں بہت کم ہیں برگزیدہ کر رکھا ہے کتاب خدا کو چاک کر دیا ہے تم نے آسمان سے مینہ کو اور زمین سے روئیدگی کو بند کر دیا ہے۔ اپنے عزیزوں قریبوں کو تمام لوگوں پر مسلط کر دیا ہے۔ اس امر مسلمانوں کے دلوں میں تمہاری طرف سے بغض اور دشمنی پیدا ہو گئی ہے جن شخصوں کو تم نے اپنا مقرب اور دولت مند بنایا ہے۔ وہ بھی اپنے رویہ سے نہیں بلکہ ہمارے ہی شہر میں کی لوٹ اور دھوکہ سے اس وجہ کو پہنچائے ہوئے ہیں ہم میں اور تم میں جو اختلافات ہیں انصاف فرمانے والا ہے اگر تم ان باتوں سے باز آکر جاری دلداری کرتے رہو گے تو ہم سب تمہارے مددگار اور اصلاح کار ہیں ورنہ بصورت انکار خدا سے تمہارے غلاموں کی فریاد کرے گی اور صبح شام اس کی پناہ کے طالب ہوئے۔ فقط والسلام۔ ہر وہ خط خلیفہ عہدہ کے ایک جوان کو

ویکر کہا کہ امیر المومنین عثمان کی خدمت میں پہنچا دے وہ داخل مدینہ ہو کر عثمان کے پاس پہنچا تو آپ اس وقت دیوان خانہ میں تشریف فرما تھے چند صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلام کے لئے کھڑے تھے کئی سطوں کو بیٹھا تھا کہ رنگ لاتی ہو گیا دیکھا کہ خط لکھے ہیں اسے کہا کہ وہ کے ایک تیار دینا رات کو گزارنا عابد زاهد لوگوں نے لکھے ہیں امیر المومنین نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ یہ خط موقوفون باغیوں اور حاسدوں نے لکھے ہیں پھر کثیر بن شہاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کعب بن عیدہ کو جانتا ہے اسے کہا ہاں وہ نبی ہند میں ہے غلیفہ کے حکم دیا غری کے بدن پر سی کیڑے اتار کر اس قدر شکن کہ اور لوگوں کو عبرت ہو جائے اس وقت علی بن ابی طالب موجود تھے پوچھا اس شخص کو کون جانتا ہے بار نایا جانتے ہو وہ شخص ایک خاصہ خط لایا اور چام بیٹھا یا ایچی جو کچھ کہے وہ جرم نہیں ہو سکتا نہ اسے مارنا جائز ہو سکتا ہے عثمان نے کہا تو اچھا اس وقت خانہ میں الدرد حضرت علی نے فرمایا اسے قید کرنا بھی لازم نہیں آ سکتا تب غلیفہ نے حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو مت سناؤ لوگوں کو چھوڑ دیا اور غری کو فہ کو واپس چلا گیا جب یہ لوگوں سے ملا انہوں نے اس کی سلامتی سے واپس لے کر تعجب کیا کیونکہ سب کو یہی یقین تھا کہ غلیفہ اسے قتل یا قید یا زہر کو کوب کر گیا لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے کیفیت و ریات کی غری نے تمام سرگزشت بیان کی اور حضرت علی کا تذکرہ ادا کیا کہ آپ ہی نے مجھے قید اور مار سے بچا لیا ہے۔ اہل کوفہ حضرت علی کے تان خواں اور دعا گو ہوئے اب عثمان نے سعید کے نام خط روانہ کیا کہ کعب بن عیدہ کو کسی سخت مراح بخصلت آدمی کے ساتھ میرے پاس روانہ کر سعید نے اسے گرفتار کر کے ایک مدکل اور اکھڑ مزاج غلام کے حوالہ کر کے حضرت امیر المومنین میں روانہ کیا جب مدینہ میں پہنچا حاضر خدمت ہوا تو غلیفہ نے ار راہ فراست معلوم کر لیا کہ یہی شخص کعب ہے ویکھا دیکھا تیل اور تیلی گردن والا جوان ہے کہا دیکھو اور شاہدہ کی نسبت تیری شہرت بہت اچھی تھی عجب رنگ ہے تو ابھی باپ کے لطف سے پیدا بھی نہیں تھا کہ میں نے تمام قرآن تشریف کی تعلیم حاصل کر لی تھی اور جملہ احوال خیر و شر سے واقف ہو چکا تھا ہر ایک فائدہ اور نقصان سے اطلاع پائی تھی تو آج میرا نام پیدا ہوا ہے اور مجھے بتا ہے کہ کس طرح زندگی بسر کرنی اور کس طریق سے امر حق پر چلنا چاہئے۔ کعب نے جواب دیا عفتاں کے بیٹے میری بات سن اگر قرآن تشریف کے فوائد پہلے ہی لوگوں کے لئے خاص ہوتے تو آخر زمانہ والے سب محروم رہ جاتے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کی کلام مجید کے فائدہ سے پہلے شخصوں کے لئے نہیں دیے ہی پچھلے لوگوں کے واسطے میں عثمان نے پوچھا تو اپنے خاکو بھی جانتا ہے کہ وہ کہاں ہو کعب نے کہا میں خوب جانتا ہوں کہ خدا نے سبحانہ تعالیٰ کو کسب کی حاجت تھی وہ ہر جگہ موجود ہے اور اسے جہاں چاہا ہر جگہ ہو اس وقت مرواں بن حکم موجود تھا بولا اے غلیفہ تم ایسے ہیہ قوفوں کے ساتھ بربادی سے پیش آتے ہو یہی سب ہے کہ وہ آپ کے سر پہ تپے اور زیادہ دلیر ہوتے جاتے ہیں کعب نے کہا اے غلیفہ مرواں ہی تمہارے کاموں کو خراب کر رہا ہے اور یہی تم کو ہمارا دشمن ساز رہا ہے امیر المومنین نے اس کے کپڑے اترا لئے اور میں کورے لگوں کو چھوڑ دیا کہ کوفہ کو واپس چلا جائے اور سعید بن عاص کو لکھ دیا کہ جو کعب داخل کوفہ ہو اسے گرفتار کر کے کسی شہر خود آدمی کے ہمراہ فلاں پہاڑ پر پہنچا دیتا کہ وہیں راکرے اور ہر کعب کوفہ میں پہنچا اور ہر سعید نے حسب الحکم غلیفہ گرفتار کر کے ایک بد خو غلام کے حوالہ کر دیا کہ اسے فلاں پہاڑ پر لیجا داسی دن طلحہ اور زبر عثمان کے پاس آئے اور کہا ہم اسے آئے ہیں کہ تم سے کچھ کہیں۔ غلیفہ نے کہا بیان کرو اور میں نے کہا جہنم کو خلافت ملی تھی تو کیا غلیفہ عمر نے تم سے عہد نہیں لیا تھا اور یہ وصیت نہیں کی تھی کہ غلیفہ ہو کر آل بانی معیط کو خلق اللہ تعینات نہ کرنا۔ عثمان نے کہا ہاں یہی فرمایا تھا انہوں نے کہا پھر تم نے ولید بن عقیقہ کو امیر کوفہ کیوں بنایا امیر المومنین نے جواب دیا بطرح عمر نے مغیہ بن شعبہ کو امارت کوفہ عطا کی تھی میں نے بھی اس کو اس شہر کا امیر مقرر کیا جب اس نے گناہوں کا ستارہ اختیار کیا شراب پیئے اور لوگوں سے بر سلو کی کرنے لگا میں نے اسے معزول کر دیا اور دوسرے شخص کو جو پسندیدہ فصاحت اور اچھے طریقہ پر تھا اس کی جگہ سعید یا پھر انہوں نے پوچھا معاویہ کو شام کے علاقہ پر کیوں بھیجا جواب دیا کہ عمر کی رائے کے مطابق میں نے عمل کیا ہے انہوں نے بھی اسے شام ہی میں بھیجا تھا پھر رسول خدا کے دو متول کو کس نے سخت دہشت کہا حالانکہ تم ان سے بہتر نہیں ہو جواب دیا کہ میں نے ٹکڑا نہیں کہا ہے اور جسے برا کہا ہے اسے کئی عذر لازم نہیں کہ میں نے جواب دے۔ پوچھا کہ تمہیں جہاں اللہ معزول سے کیا تعلق تھا جو اس کی قربت کو طلب نہایا حالانکہ اس نے جناب رسول خدا سے



سے قرۃ السیاحی ہے۔ اور اسے اس قدر کیوں ملا کہ وہ اتنی گھر میں ایسا ہوش بڑا ہوا ہے کہ کچھ نہیں سکتا کہ وہ بدن میں جان نہیں عثمان نے کہا میں  
عبداللہ مسعود سے جو کلمات نے ہیں تمہیں نے اُسے یہ کہا تھا کاش میں اور عثمان ایک حالت پر پہنچتا کہ وہ مجھ اور میں اس پر ریت ڈالتا یا تنگ  
دونوں میں سے ایک دے کر دیتا تھا۔ جس لوگوں نے اُس سے یہ کہا کہ عثمان تجھ سے زیادہ مضبوط ہے تو اس کی برابری نہیں کر سکتا تو جواب دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ  
کا وہ کو میں یہ غالب نہیں ہونے دیتا طلحہ اور زبیر نے پوچھا تھے عمار یا سر کو لاؤں سے کیوں مارا اور کیوں اس قدر بٹوایا کہ اُسے عارضہ قح لاسی ہو گیا۔ کہا  
وہ لوگوں کو میرے قتل پر آمادہ کرتا تھا اور بکاتا تھا کہ حصر ح بن پڑے عثمان کو قتل کر دو پھر لو چھیا کہ بوز کو جو رسول خدا کا دوست تھا تہرے نکال کر  
رندہ میں کیوں بھیجا کہ وہ اُسے بیکہ غیر وطن میں مر گیا جواب دیا کہ اس کا یہ سبب تھا کہ وہ اہل شام کو مجھ سے برکت دیتا تھا اور مجھے بدنام میرے عیبوں کو ظہور  
کرتا تھا پوچھا کہ اتر اور اُس کے دوستوں کو کوفہ سے کیوں نکالا ان کو اپنے اہل و عیال اور عزیزوں سے کیوں علیحدہ کر دیا۔ جواب دیا اس لئے کہ وہ کوفہ میں قح  
مساور تین کرتا تھا اور میرے عامل سعید بن عاص کی حرمت کا خیال نہ کرتا تھا اس کے بعد زبیر نے کہا اے عثمان تمہاری یہ باتیں ٹھیک نہیں ہیں۔ جن  
باتوں کو کہنے حکمایا ہے وہ ان امور میں سے جو تم نے افعال و اقوال مختلفہ کے ضمن میں کہے ہیں بہت تھوڑے ہیں اگر تم جانتے ہو تو تمہارے تمام کاموں کو  
ایک ایک کر کے گنوا سکتے ہیں تاکہ تم اپنے غرور کو اور پھر حودل جیسا ہے سو کرو ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مبادا زمانہ تم کو فی ایسا واقعہ لائے کہ تمہیں انکی  
تاب و طاقت نہ ہو۔ پھر طلحہ بولا اے عثمان جی امیہ کو ہلاک کر دینے اور آل محیطہ میں دامن طمع میں بھینسا رہی ہیں۔ تم کو ہمارے ساتھ رہنا چاہئے کہ ہم  
بھی تمہارا ساتھ دیں اور اگر تم ہمارے ساتھ نہ رہو گے تو ہم تمہارے دشمنوں سے مل بیٹھیں گے اور تمہیں اپنے افعال کی رائی بھلائی خاتمہ کے وقت معلوم  
ہوگی۔ اس کے بعد طلحہ زبیر عثمان کے پاس سے چلے آئے اور عثمان نے دوات قلم سکا کر سعید بن عاص کو خط لکھا کہ مضمون مندرجہ سے آگاہ ہوتے ہی جب  
بن عبیدہ کو بیمار سے کوفہ میں طلب کر اور وہاں سے میرے پاس بھیجا دے اس کام کو بہت ہی ضروری سمجھنا اور جلد جلدی ممکن ہو اسکی قیصل کرنا  
سعید نے اس حکم کے پہنچتے ہی آدمی روانہ کیا کہ کعب کو بہت اچھی طرح سے لے آئے جو وقت وہ کوفہ میں داخل ہوا اُسے مدینہ کی طرف روانہ کر دیا حضرت امیر المومنین  
بن پشیمار نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ عثمان نے جواب سلام کے بعد عزت سے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے کعب تیرے خط میں بہت سخت باتیں لکھی تھیں  
اور خلافت ادب مجھے تنبیہ اور تاکید کی تھی اگر تو ملائم طرز تحریر اختیار کرتا اچھی باتیں لکھتا تو میں تیری نصیحت کو مان لیتا سخت و سست باتوں سے  
مجھے خشم آگیا اس لئے تیرے ساتھ بری طرح میں آیا اب میں اپنے لئے سے ترندہ ہوں اگر تمہارے حقوق مجھ پر تو میرے حق بھی تمہاری گردن پر ہیں۔  
یہ کہہ کر کوٹھا منگایا اور کعب کے ہاتھ میں دیکر اپنے کپڑے اتارے۔ پھر کہا اٹھ میں نے تجھے مارا تھا مجھ سے اُسکا بدلہ لے لے کعب نے کہا میں اس کام کو نہ کر سکتا  
نہ اپنے ہاتھ سے بدلہ لوں گا جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اسے خیار چھوڑتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر تم صلاحیت پر آجاؤ تو اس سے بھی زیادہ عزیز سمجھ لوں گا جقدر کہ  
حالت فساد میں سمجھتا ہوں اور رحمت کے ساتھ عدالت سے پیش آؤ گے تو حالت ظلم سے بڑبڑا اور اطاعت خدا اختیار کرو گے تو عالم نگاری سے سوا کچھ دوست  
نہو لگاؤ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور عثمان کے پاس سے چلا آیا اُس کے دوستوں نے کہا عثمان بدلہ دیے پر راضی تھا تو تو نے بدلہ کیوں نہ لیا کعب نے کہا میں! یہ  
کیا بات کہی خلیفہ رسول خدا کیا تھا ایسا بڑا نہ کرنا چاہئے اگر خلیفہ چاہتے تو ایسی باتیں دکر لے اور قصاص کا ذکر تک زبان پر نہ لاتے اب انہوں نے نامناسب  
باتوں سے توبہ کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ امید ہے کہ وعدہ وفا کریں گے۔ الغرض اسی دن شام والوں کا بھی ایک گروہ حضرت امیر المومنین میں حاضر ہو کر معاویہ  
کا شکی ہوا اور ان کے بعد ہی بل کو میں سے بھی کچھ اور آدمی آئے اور سعید کی شکایتیں عرض کیں عثمان نے کہا ان دونوں شخصوں کی شکایتیں میرے پاس  
کب تک آتی رہیں گی ایک خیر خواہ بول اٹھا لوگ انہی دونوں کے شکی نہیں ہیں بلکہ تمہارے سارے عاملوں کی شکایتیں کرتے ہیں اور اسی سبب تم نے  
ایک دفعہ انہیں ہلاک کر دیوں گے کہ وہ روکنا اور حالات سے تھے سب کو انہی ایسی جگہ روانہ کر دیا تھا اب یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اپنے عاملوں کو

تمام علاقوں پر سے طلب کر کے مسجد میں جمع کریں اور اصحاب رسولی خدا کے روبرو قول و قسم لے کر حجت تمام کیا کہ وہ عینیت کے ساتھ افسانہ کا رتا و گریں گے اور ظلم و ستم سے باز رہیں گے اور حسب یہ امر اچھی طرح قرار پایا کہ تو انہیں اجازت دیدی جائے کہ اپنے ایسے علاقوں پر جیلے جائیں اگر اس کے بعد انہوں نے اچھی صلتیں اختیار کر لیں تو اچھی بات ہے ورنہ انکو علیحدہ کر کے قتل کیا جائے اور عادل شخصوں کو ان کی جگہ مقرر کر دینا اس طرح تکامیتیں بند ہو جائیں گی عثمان نے اس دستور کو بہت پسند کیا تمام شہروں کے اپنے عاملوں کو واپس بلا کر مسجد میں جمع کیا جب اصحاب رسول خدا بھی آگئے تو کہا اے بھائیو میرے نائب اور عامل میں اگر تم کہو تو میں تمہاری رضامندی کے لئے انہیں رخصت کر دوں اور دوسرے شخصوں کو جنہیں تم پسند کرو ان کی جگہ مقرر کر دوں حضرت علی علیہ السلام کہا سچی بات بہت کر دی گئی ہے اور لوگ اسے گوارا نہیں کرتے اور جھوٹی بات جس کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی پسند خاطر ہو کر کرتی ہے لیکن انجام کار نقصان پہنچاتی ہے اور تم ایسی شخص ہوا کہ سچی اور حق بات سن کر غصہ آجاتا ہے اور جھوٹی باتوں کا یقین کر لیتے ہو بہت دماغ لوگوں نے نہیں سمجھا کیا اس عادت کو ترک کر دو ورنہ اس پر اصرار کرنا اچھا نہیں خدا ڈر وادان کاموں سے جو مسلمانوں کو ناگوار خاطر میں تو رہ کر دیکھ کر طبع لے کہا اے عثمان تمہارے ان بدعتوں اور قول و فعل کے سب جو تم سے وقوع میں آتے ہیں اور لوگوں نے کبھی پہلے نہیں دیکھے نہ ان کے عادی ہیں اکثر آدمی تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اگر تم ان باتوں کو چھوڑ دو گے اور اچھی روش اختیار کر گے تو تمہاری قوم بہتر ہوگی ورنہ اس طرح بدعتوں پر مصر رہنے سے دینا اور آخرت دونوں حکم میں نقصان پہنچا جائے عثمان نے اس کی باتوں سے ماراض ہو کر کہا تم مجھ سے کس بات کے خواہشمند ہو اور کیا حد ہے میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو ہونا چاہئے تھا اور میں میں کوئی ایسی بدعت قائم نہیں کی جو لازم رہتی ہے تم تہمت لگائے اور حسد کر نیوالے لوگ ہو جو کچھ دل میں آتا ہے کہتے ہو اور لوگوں کو مجھ سے رشتہ کرتے ہو طبع تو عثمان کے پاس اٹھ کر باہر چلا آیا اور علیہ عذر و فکر و مانے لگے کہ ان عاملوں کو علیحدہ کر دوں یا پھر انکو انہی کے علاقوں میں بھیج دوں اسی اتنا میں خبر آئی کہ تشریحی نے کوفہ میں سرکشی کی اس واقعہ کی کیفیت یہ ہو کہ حذوف عثمان نے سعید بن ابی کوفہ کو مدیر میں طلب کر لیا اور دن کوئی حاکم برتا تو ابی کوفہ نے خط لکھا تشریحی کو تمام سے بلالیا وہ دو متوں سمیت بارہ روز میں سحرے کر کے تیرہویں دن نماز ظہر کی وقت داخل کوفہ ہوا لوگوں نے اسے پیش نماز بنا کر اس کی چھ نماز ظہر ادا کی اور اسے اپنا والی قرار دیکر اطاعت اختیار کی تشریحی حکم دیا کہ مقامات کوفہ حیرہ اور جبرجہ کے درمیان چھاونی قائم کر س بھر علی بن حاتم الہوری کو یا سوار دیکر لہو کے راستہ پر مقرر کیا کہ وہاں لشکر گاہ بنائے حجرہ میں سنان اسدی کو بھی یا سوار حاکم کر کے عین التمر میں ٹھہرنے کو کہا کہ شام کے راستے کی نگرانی کرے عمر بن حبیب الوداعی کو حطوان اور اسکی نواح میں ایک ہزار سواروں کی جمیعت مقرر کیا نیز مدینہ جنت تیمی کو سات سو سوار دیکر مدینہ میں بھیجا اور کعب بن مالک راجی کو یا سواروں کے ساتھ موضع غریب میں بھیج یا کہ سعد بن عاص امارت کوفہ کے ارادہ سے آئے تو اسے جانب بدیر واپس کر دی واصل کوفہ ہونے پر سعید بن ابی کوفہ نے کوفہ کو ایسا تمام مال و سبب نقد و جنس و دیہ بن عقبة کے مکان واقع کوفہ میں امانت رکھوا دیا تھا تشریحی سو سوار لیکر اس مکان پر آیا حکم دیا کہ اس گھر کو لوٹ لیں لوگ ٹوٹ پڑے جو کچھ پایا اٹھا لے گئے پھر مکان کے دروازے کو روئے اور تمام گھر کو لگ لگادی اسکے اندر جو کچھ سامان رہ گیا تھا سب جلا کر الٹھک ڈھیر ہو گیا حلیفہ عثمان کو بھی اس واقعہ کی اطلاع ہوئی بہت ہی غمگین ہوا اور خیال کیا کہ یہ حضرت علی کا کام ہے فرمایا میں نہیں جانتا کہ علی کا کیا علاج کروں وہ لوگوں کو میری غویبان عین کے پردے میں دکھاتے ہیں اور انکو میری اور دیگر عاملوں کی طرف سے ہجرتے رہتے ہیں پھر سعید بن عاص کے کہا کوفہ کو واپس چلا جا اور وہاں کے لوگوں کی دلجوئی اور اچھے وعدوں کی اطمینان کر اور تشریحی سے کہنا کہ ان سرکشی کی حرکتوں سے باز آئے فتنہ و فساد باندھ کرے میں یقین کرتا ہوں کہ وہاں کے لوگ تجھے دیکھا تشریحی کے ساتھ سے الٹا ہو جائیگا اور سب تیرے ساتھی بن جائیں گے حلیفہ عثمان کوفہ کی طرف روانہ ہوا جب منزل غریب کے پاس پہنچا عمر بن سعد بن کنا نہ بن خطاب تین سو سوار لے ہوئے سامنے آیا اور بولا اے عثمان خدا کا ہاتھ ہے میں نے سب جا اور جہاں سے آیا وہیں پھر جا خدا کی قسم میں تجھے اس قدر مہلت بھی دے دوں گا کہ تو دریائے فرات کے ایک قطرہ پانی بھی پی سکے اور ان کاموں کا تو کیا ذکر سعید بن کوفہ سے تلب طاعت مطالبہ کیا کہ اگر اسے پھر کیا فتنہ عثمان سعید کو جانب کوفہ روانہ کرتے وقت اپنی کوفہ کے نام ایک خط بھی لکھ کر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر روانہ کیا تھا مضمون یہ تھا انیس و اللہ انکرم انرجم امیر المؤمنین عبداللہ عثمان کی طرف سے مالک بن حارث اور ان تمام مسلمانوں کو جو ان کے طبع اور طبع



## در اختلال امیر خلافت عثمانؓ

میں معلوم ہو کہ عظیم وقت پر طعن کرنا اور اسکی مخالفت پر ثناء نہایت بڑا گناہ اور خرابی عظیم ہے اور گناہوں پر مصر مونا عاقبت کو خراب کرنا ہے اسکی خرابی عذاب  
 ایم کے سوا اور کچھ نہیں میرے عامل اور ناس کی جو کچھ لکھی ہے۔ مجھے سب معلوم ہے یقین سمجھنا چاہئے کہ اسیر جو کچھ ظلم کیا ہے تھے اسی جان بر کیا ہے  
 اور اس کے درجہ سے تھے ایسے واسطے عصب و قہر الہی کا دوا دہ کھول لیا ہے تھے عوام الناس کو قفسہ میں مقفل کیا جو د عہد نور کو گہوار ہوئے ہو عریت  
 میں سے سب سے پیشتر جس نے مخالفت اختیار کی اور سنت کے طریقہ میں تفرقہ ڈالا ہے وہ تم ہی لوگ ہو جو اتنی فرقہ اس جھگڑے اور مخالفت میں نہا رہے  
 شریک جال ہو گا اور اس نالیدیدہ صل کو احتدار کرے گا اسکا وبال بھی تمہاری ہی گردن پر پڑے گا۔ اے خدا کے بندو خدا سے ڈرو اور حق کی طرف متوجہ  
 ہو نالیدیدہ اعمال سے توبہ کرو کہ جسے حاو اور ان افعال سے جو کچھ تمہارا مطلب و دعا ہو اسے صاف صاف لکھ بھیجو مگر تم میرے مقرر کئے ہوئے حکم سے  
 ناراض ہو تو اسے علیحدہ کر دو لگا اور جس کسب کو لیند کر کے اشارہ اللہ اسے مقرر کر دو لگا۔ عبد الرحمن بن ابی بکر یہ خط لیکر اہل کوفہ کے پاس پہنچا اتر اور  
 لوگوں نے یہاں مصون خط سے مطلع ہو کر اتر سے کہا اسکا جواب لکھنا شتر نے جواب میں لکھا کہ مالک بن حارث اور اور مسلمانوں کی طرف سے بہت جھگڑ  
 مصطفیٰؐ سے گرتے اور بتلا خلیفہ کو معلوم ہو کہ خطایا خلیفہ کی مخالف جماعتوں کی تفرقہ سائنمہ بر طعن کی نسبت جو لکھا ہے کہ بہت بڑا وبال اور علانیہ خسارہ ہے  
 یہ سب سچ ہے مگر اسوقت جبکہ صلہ عادل ہو اور حق راستہ پر چلے اور اگر صلاحیت اور درستی کا طریقہ نہ برتے اور خلافت راہ اختیار کرے تو اس سے علیحدہ ہو جاتا  
 بارگاہ الہی کی تقریب کا بہت بڑا وسیلہ ہے۔ تم نے اپنے عامل کی نسبت جو کچھ دیا ہے کہ اسیر ظلم کیا ہے اور اس کی حرمت نہیں کی ہے۔ اے اسیر ظلم نہیں کیا  
 بلکہ اسی کے ظلم کو ہے اے اور بندگان خدا سے دفع کیا ہے لازم ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے عاملوں کو ظلم اور سرکشی سے روکو اسوقت ہم تمہاری رہنمائی  
 اور راہ حق میں امداد کریں گے تمہارا یہ لکھا کہ عامل کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اسے اے اسیر ظلم کیا ہے یہ محض غلط فہمی ہے اور وہ تمہارے ہی نقصان کا موجب ہو گا  
 کیونکہ تم انصاف کو ظلم اور داؤد خواہی کو جو رو جھٹکے ہو۔ الحمد للہ کہ ہم راہ راست میں اور نیک لوگوں کے قدم قدم چلتے ہیں اور برحق ہونے میں ہم کو  
 دراجی شک و شبہ نہیں ہے ہم اس محمود طریقہ میں کسی قسم کا رد و بدل کرنا چاہتے ہیں جو شخص ہمارا ساتھ دیگا وہ ضرور راہ راست پر ہو گا اور سعادت و  
 ہدایت اس کے شامل حال ہو گی وہ دیا اور آخرت میں عزیز اور مکرّم ہو گا۔ وہ ان لوگوں میں سے ہو گا جو ظالموں کی مدد میں کرتے اور سنت و فرائض کے قائم رکھنے  
 کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ دیکھنا کہ توبہ کرو اور راہ حق کی طرف پھیرو اسکا حال یہ ہے کہ تمہاری اطاعت کرنا اگر اسی کی طرف لیجاتا اور پرہیزگاری سے باز رکھتا ہے۔  
 ہاں بہ استفسار کہ تمہاری کیا رائے ہے اور کس شخص کو اپنا امیر بنانا چاہتے ہو تاکہ تمہاری آرزو پوری کر دوں اور جبکی امارت سے تم رضامند ہو اسے تمہارا امیر  
 مقرر کروں اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم خدا سے اپنی بخشش کی دعا مانگو انیسے ان ظلموں جو تمہوں اور گناہوں سے جو تم پر جائز رکھے اور ہمیں  
 ہمارے خاندانوں فرزندوں اور عزیزوں سے خدا کی مسلمانوں پر ظالم بائب اور بدکار عامل مقرر کئے توبہ کرو مگر تم ان سب باتوں کو اختیار کر کے ان قول  
 و افعال سے جھکا رہے ہو کہ کیا ہے بار آ جاؤ گے اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو ہم تمہارے رہنمائی داری ہے باہر ہوں گے تمہارے احکام  
 بجا لائیں گے ورنہ تم سے مخالفت اور تنازعہ کرتے رہیں گے اور اصرار کے ساتھ جھگڑیں گے تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ ہم تم میں انصاف چھکا دے اگر نگو ہماری نصیحتیں  
 پسند آجائیں اور نالیدیدہ امور کو ترک کر کے توبہ کر لو تو محمد اللہ بن قیس کو ہمارے شہر میں بھیج دو کہ وہ بحیثیت میں قاعدہ مساجد اور آئین اسلام کو جاری  
 رکھیں اور خلیفہ بن الیافی کو تحصیل نذر حاصل و حراج و حفاظت حقوق بیت المال کے لئے مقرر کر دو کہ حسب محالہ عیال سے مال وصول کرے گا۔  
 سید بن عاص و لید بن عقبہ اور اسی جیسے اپنے دماغ غریبوں قریبوں کو جو بحیثیت کے ساتھ ظلم و ستم سے پیش آتے ہیں اور ہوائے نفسانی میں مبتلا ہو کر  
 شرعی ماعتوں کو عمل میں لاتے ہیں اپنے پاس رہنے دو کہ ہم ان کی حکومت و امارت کے خزانہ میں نہیں اترتے یہ خط لکھا اپنے معتد بلائے اور خط و سکر  
 کہا مدینہ میں جا کر عثمان کے حوالہ کر دو وہ لوگ سفر طے کرنے کے لئے دھمکی دینے ہو کہ حضرت امیر المومنین میں حاضر ہونے بعض نے مخالفت کے دستور کے مطابق

سلام کیا اور بعض نے نیکیا لوگوں نے خلیفہ کو سلام نہ کر کے کاسب دریافت کیا کیل بن زیاد نے جواب دیا۔ اس لئے کہ حرکات نالیندیدہ کی ہیں اگر ان سے  
مانکر تو بکر کریں اور ہمارے مقاصد کو راستی اور نیکی کے ساتھ پورا کریں تو حلیہ ہمارے سردار ہیں اور اگر یہی روق حاری رکھتی تو ہمارے امیر نہیں ہیں پھر  
یو چھاپتا ہار کیا مطلب و مقصد ہے انہوں نے جواب دیا اول یہ کہ ہمارے وطنوں سے خارج ہمارے اہل و عیال کو ہم سے علیحدہ نہ کریں۔ ہمارے حقوق  
ہمیں دیں۔ اس لئے ماتحہ کار کو جو ان رستہ داروں کو حوصلہ دانی خواہشوں کے تلخ ہیں ہمارا امیر نہ بنائیں اور نیکیوں پر شیریں کو متعین نہ کریں۔ عثمان  
کہا جس امر کو تم بڑھتے ہو میں نے اس سے توبہ کی حد کی قسم میں مانا گیا اور عہد کر لیا کہ تمہارے ساتھ کتاب خدا اور سنت محمد مصطفیٰ کے مطابق رہتا ہوں  
رکھوں گا۔ انہوں نے جواب دیا اگر یہی بات ہے تو ہم تمہارے محکوم ہیں اور جہاں وہاں سے فرائض واری کرینگے عثمان نے حکم دیا کہ ہمیں اچھی جگہ ٹھہرائیں  
خاطر تواضع سے تیں آئیں۔ پھر اہل کوفہ کے خط کے جواب میں لکھا واضح ہو کہ تمہارا خط پہنچا حال مندرجہ معلوم ہوا جو کچھ لکھا تھا امیر غور فرما کر لیا گیا تمہاری اس حق  
دلیری سے کہ مجھ پر بارہ عیب لگائے بہت ہی تعجب ہے جہاں تک سوچا گیا کہ تلو اس حد تک جس نے جرات دلائی ہے یہی بایا گیا کہ شیطان و وسوسوں اور احوال کے  
سوا اور کیا کام ہیں اور یہ خط بھی شیطان ہی کا لکھا ہوا ہے کسی انسان نے نہیں لکھا میں تمہاری جہالت نے عایت سے سخت ناراض ہوں مگر سمجھتا ہوں  
کہ تم مجبور اور مفتوں ہو ساتھ ہی عین مگر اسی میں پڑ کر دیت پانے کا عقیدہ رکھتے ہو اور اپنے آپ کو راہ راست بر تصور کرتے ہو اور ابو موسیٰ کو طلب کرتے ہو  
کہ وہ تمہارا انتظام اور پیش نازی کرے اور خلیفہ الیمانی کو چاہتے ہو کہ وہ محاصل فراہم کرے روانہ کیا کرے ساگر جو مجھے اختیار ہے لیکن تمہاری یہ باتیں قبول  
کرنا ہوں۔ اے اہل کوفہ اس خدا سے جسکی طرف تمام مخلوق وائیں جانے والی ہے ڈرو اسے آپ کو فتنہ و فساد میں مبتلا نہ کرو جماعتوں میں تفرقہ نہ ڈالو جو امور  
مجھ سے سرزد نہیں ہوتے یا میں نے رباں سے نہیں نکالے مجھ پر ان کی تہمت مت لگاؤ اور غوب سمجھ لو کہ میں انہی درست رائے کو تمہاری خواہش نفس کے لئے  
نہ بلو لگا تمہارے اور اپنے لئے خدا سے راہ راست کی دعا مانگتا رہتا ہوں اور جہتہ اسکی عبادت کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے راحی ہو لا حول و لا قوۃ الا باللہ  
یے اللہ تمہارے سوا اور کسی میں طاقت و قدرت نہیں پھر ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ میں اور خلیفہ کو نواح کوفہ میں مقرر کر کے روانہ کیا۔ استر اس لشکر گاہ میں  
جہاں فوج فراہم کی تھی چالیس روز رہ کر کوفہ میں آیا ابو موسیٰ بھی اسکے پاس آمد و رفت رکھتا تھا وہ اور خلیفہ دولو عدل و انصاف پر چلتے اور لوگوں سے نیکی  
سے پیش آتے تھے خلیفہ نے ابو موسیٰ اور خلیفہ کو جانب کوفہ روانہ کر کے بعد مسجد میں تشریف لاکر اور منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا خدا تعالیٰ کی تعریف اور محمد مصطفیٰ  
پر درود بھیجا کہ اے لوگو خدا سے ڈرتے رہو صاحب حکم کی اطاعت لازم سمجھو۔ جماعتوں میں تفرقہ نہ ڈالو بیعت کے شرائط کو نہ بھولو۔ اور یاد رکھو کہ تمام امور  
خدا تعالیٰ کی مرضی سے وابستہ ہیں اور حکم خداوند کو کوئی تہ نہ ٹال سکتی ہے نہ روک سکتی ہے ہم میں سے جو شخص زیادہ فرمانبردار اور خیر خواہ ہے وہی میرے  
نزدیک زیادہ دیر ہے اور ہم سب خلا ہی پر ہجرت کر گئے اور اسی کا فضل و کرم چاہتے اور اپنے کاموں کو اسی کے حوالہ کرتے ہیں وہی ہمارا حافظ و  
مددگار ہے پھر فاتحہ اٹھا کر دعا پڑھی اللہم لا فکھنی الیٰ نعیمی فاکفنی عن امیری و لا الیٰ اخیل من خلفی فیکفنی عنی کل یاکرب قول  
امیر دنیا کی الیٰ نعیش فیہا و آخرتی الیٰ انا صائر الیک اناک علی کل شئی قیاد و یغنی عنک الخ تو مجھے میرے نفس پر چھوڑو کہ میں اپنے کام میں غور  
ہو جاؤں نہ میرے کاموں کو دوسروں کے اختیار میں دے کہ وہ مجھے بہت کر دیں اسے خدا تو ہی میری دنیا و آخرت کے کاموں کو انجام دینا تو ہر شے  
پر قادر ہے۔ ابو موسیٰ اور خلیفہ مدیر سے روانہ ہو کر سب سے پہلے اشتر کے پاس پہنچے تھے اور حج کا وقت قریب آگیا تھا۔ عثمان نے عبداللہ بن عباس  
کو بلا کر اور حاجیوں کا امام قرار دیکر مکہ معظمہ کی طرف بھیجا کہ مراحم و مناسک حج بجالائے اور خلق اللہ کے ساتھ رعایت و مروت میں سعی کرے۔ عبداللہ بن  
عباس خلیفہ کے حکم سے گیا حج کے تمام امور دیکر اسے اسکی دایا سوقت شرفا مصر کی ایک جماعت اپنے عامل کی شکایت لیکر داخل مدینہ ہوئی اور  
مسجد نبویؐ میں پہنچ کر ہمارا انصار کے گروہ کو موجود پایا۔ ہم سلام بجالائے انہوں نے بھی جواب سلام دیا اور پوچھا تم نے کس مقصد کے لئے سفر

ذکر احوال عثمان عثمان





اور اگر اسکی طرف سے کچھ تسکین ہے تو میں اس امر میں تہا را طرف دار ہوں پھر مناسب سمجھا کہ ایسے تمام عاملوں کو طلب کر کے اُنسے جواب طلب کئے جائیں تاکہ وہ نیک طرفہ اور عدل و انصاف اور راستی کا حیلن اختیار کریں عاملوں کے نام خط لکھے کہ میں ظلم و ستم سے خوش نہیں ہوں میں نہیں چاہتا کہ میرے عامل اور مائست احکام خدا کے خلاف جلیں میں قسم دلاتا ہوں کہ تو جس انبی گردن پر میرا حق سمجھنا اور میری فرمانروائی کو لازم جانتا ہو۔ اس حکم سے مطلع ہوتے ہی سب مرد نہ اختیار کرے اور میرے پاس حاضر ہو کر میرے ناسوں اور عاملوں کے حالات بیان کرے اگر اُن سے ظلم و ستم ظہور میں آ رہا ہو گا تو میں اصلاح کرونگا اور اُن کی جگہ امانت دار منصف مزاج شخصوں کو مقرر کرونگا اور حق الامکان رعیت کی پاس داری کرنا ہو گا انشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب اہل حطوں کے مصوبہ اہل مصر و بصرہ و کوفہ مطلع ہوئے تو سب سے بیشتر تر شخی ایک سو آدمیوں کے ہمراہ کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ میں آیا اور اسکی وجھے حکیم بن جہل و صفائی سو آدمی لیکر بصرہ سے آ پہنچا اُنکے بعد دو عمر بن بدیل و مہرب بن وقار حزامی۔ کنانہ بن سہرا الحمی اور سعد بن حمران قرادی چار سو مصری آدمی کے ساتھ آئے ان کے جمع ہونے کے بعد ہاجر و انصار میں سے بھی کچھ لوگ حکے دلوں میں عثمان کی طرف گہری بخش تھی اُن کے تشریک حال ہو گئے اب سب عثمان کی نسبت صلاح و ستورہ کر کے یہ بات قرار دی کہ اُنسے خلافت سے علیحدہ کر دیں اور اگر خلیفہ اس امر کو قبول کرے تو اسے ہلاک کر دیں جو بوقت یہ بتا امیر المومنین سے کہی وہ اُن کے بلانے سے بہت پچھتائے مگر کچھ فائدہ نہ تھا اندیشہ پاک ہو کر ایسے مکالمے میں جا بیٹھے اور دروازہ بند کر لیا پھر کونٹے پر آکر لوگوں سے کہا تم کیا جانتے ہو اور میرے کس فعل کو برا سمجھتے ہو میں اُسے تبدیل کر دوں گا اور تمہاری خواہشوں کے مطابق چلوں گا تمہیں رنجیدہ ہونے دوں گا انہوں نے کہا تم نے بارش کے پانی کو نذر کر دیا ہے نہ ہمیں لیے دیتے ہو نہ ہمارے جانوروں کو دیتے ہو عثمان نے کہا میں نے انہیں صدقہ کے ادھوں کے لئے محفوظ رکھ چھوڑا ہے اگر تم ناخوش ہو تو میں نے اجازت دیدی کہ جب کاھی چاہے برتے انہوں نے کہا تمسے قرآن شریف کو بھاڑ کر جلا دیا عثمان نے جواب دیا قرآن زیادہ ہوگی بھین اور لوگ مختلف باتیں بیان کرنے لگے تھے۔ جدا جدا ایمانی نے مجھ سے کہا کہ لوگ قرار توں کی نسبت بہت جھگڑتے ہیں ایک کہتا ہے میری قرأت بھی ہے دوسرا کہ تیرا ہے کہ میری قرأت سب سے زیادہ فصیح ہے میں نے چاہا کہ لوگوں میں سے یہ مخالف دور ہو جائے اور ایک ہی قرأت قائم رہے اسلئے میں نے کچھ کیا مسلمانوں کی بھلائی کے واسطے کیا ہے۔ اگر اسی طرح رہنے دیتا تو قرآن میں بہت سی ایسی باتیں بڑھادیتے جو اُس کے خلاف ہوتیں اور اس امت کی قرأت اور قرآن میں اختلاف واقع ہو جاتا انہوں نے کہا یہ بھی نہ سہی جنگ بدر میں تم رسول خدا صلعم کے پاس کیوں نہ حاضر ہوئے عثمان نے کہا اسوقت میری زوجہ محمد مصطفیٰ کی دختر بہت بیمار اور نہایت کمزور تھی اس کی خدمت گذاری کے سببے جنگ بدر میں تشریک نہ ہو سکا اور حضرت نے بخیر غوبی واپس سر لاکر بدر کے مال غنیمت میں سے اسی قدر حصہ رحمت فرمایا حقہ شریک ہونے والوں کو عطا کیا تھا۔ اور اس امر سے تم بھی اچھی طرح آگاہ ہو چکے کہ اس وقت ان کے وقت تم کیوں نہیں آئے جواب دیا کہ تم خوب طرح سے جانتے ہو کہ اسوقت مجھے حضرت رسول خدا نے کس جگہ بھیجا تھا اور حضرت نے بعیت کی وقت انیا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کہا تھا کہ اس بعیت میں دایاں ہاتھ میرا اور بائیں ہاتھ عثمان کا ہے پس میرا دایاں ہاتھ حضرت کے دست چپ کی مانند ہوا انہوں نے کہا اس کی نسبت کیا عذر ہے کہ جنگ احد میں تم حضرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے جو اب کیا کہہ سکتا ہوں وہ گناہ معاف کر دیا ہے۔ پھر پوچھا اس کا کیا جواب ہے کہ تم نے نیک لوگوں کو مارا اور شہر سے نکال دیا یا نا تجربہ کار اور نوعمر آدمیوں کو شہر میں کا حاکم بنایا جنہوں نے ہمارے خون گرانے اور مال کھانے کو جائز سمجھ لیا۔ اور تم نے جبکہ گھروں سے نکالا اُن کے عطیات بھی ضبط کر لئے جبکہ سبب وہ اپنے اہل و عیال کی جدائی اور حالت افلاس میں مبتلا ہو کر مر گئے اور کفن تک نہ ملا اگر کسی کو بھی تو بطور صدقہ و رحم ملا۔ جواب دیا کہ جس کسی کو میں نے وطن سے نکالا اُس کی ضرورتی جگہ بھیجا ہے اس میں صلحت پوشیدہ تھی کہ نیک لوگ جیسے بڑا کھتے تھے اور آدمیوں کو بھی مجھ سے پرستہ کرتے تھے تھے مجھے بھی سبب دئی کہ میں کسی اور جگہ پہنچا دوں کہ نیک لوگ اپنے گھروں میں رہیں گے تو لوگوں کو دشمن بنادیں گے اور تفرقہ پڑ جائے گا اور اگر یہ امر گناہ ہے تو میں

ذکر شہیدان سلمان بن عثمان بن عفان



ہی پہلا والی نہیں ہوں جس سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے اور اگر کوئی شخص مسافرت میں مر گیا ہے تو اس کے اور میرے درمیان اللہ تعالیٰ کی طرف کا فیصلہ کافی ہے اور جو شخص اس وقت غیر جگہ پر اسوا ہے اور تم اسے گناہ تصور کر کے مجھے تہمت لگاتے ہو تو کیسے پھینک دو لو الو میں نے حکم مارا ہو۔ وہ مجھ سے قصاص لے سکتا ہے کہہ دو کہ وہ حاضر ہو کر مجھ سے انیاد لہ لیلین لوگوں نے کہا سب سے پہلا شخص عمار یا سرے جو آپ سے بدلے لے گا امیر المومنین لے وایا اسکو اس سبب سے مارا تھا کہ جس کام کے لئے آیا تھا اس میں جلدی کرتا تھا اور تیوری چڑھا کر مجھے میرے رور و ظالم کہا تھا۔ میری حرمت کے مرتبے کا لحاظ نہ رکھا تھا اب مجھ سے تشکل امر نہیں کہہ دو اگر مجھ سے بدلے لے ہاں میرے عاملوں اور ناسوں کی شکایتیں کہ انہیں سے بعض نے رعیت کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا تم انہیں موقوف کر دو اور جس شخص کو عادل اور نیک ستار سمجھو اور تمہارا دل چاہے اسے مقرر کر دو انہوں نے کہا تم نے جو بیت المال کا روپیہ اپنے رشتہ داروں اور غریبوں کو بخش دیا ہے اس کے نسبت کیا کہتے ہو کہا خلیفہ عمر کا بھی یہی طریقہ تھا وہ جس شخص کو صاحب تمنا اور فاضل دیکھتے تھے اور ان کی نسبت اس سے زیادہ دیتے تھے انہوں نے کہا اے دشمن خدا کے عطیات کو تمہارے عطیات سے ایک فیصدی کی بھی نسبت نہیں ہے لے فضول خرچی سے کام لیا ہے اور بیت کچھ دیا ہے کہا حساب کر لو کہ میں کس قدر حرج کیا ہے جب قدر رقم راہد ہوں و بندار را اور میرے پاس جب قدر موجود ہے وہ لے لو باقی ماندہ رفتہ رفتہ سہم پہنچا کر ادا کر دو لگا۔ تم میرے قتل پر کس لئے آمادہ ہو تہیں اس ارادہ سے مانا نا چاہئے کیونکہ میں نے جناب رسول خدا سے اس رکھا ہے کہ مسلمان آدمی کو تین باتوں کے سوا قتل نہ کرنا چاہئے اول اگر کوئی مرد زور والا ہو کر زنا کرے تو اسے قتل کرنا چاہئے دوسرے جو شخص مسلمان ہو کر اسلام سے پھر جائے اسے مار ڈالنا چاہئے تیسرے اس شخص کو قتل کر س جسے کسی دوسرے شخص کو ناحق قتل کیا ہو۔ **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دین اسلام کی توفیق و رہنمائی کراست کی ہے میں نے دیں میں کچھ تغیر و تبدل کیا ہے نہ کہ سب کو قتل کیا ہے نہ زمانہ جاہلیت و اسلام میں کبھی نہ کیا ہے بلکہ حققت سے مجھے عزت اسلام نصیب ہوئی ہے اور پھر خدا کے ہاتھ سے ہاتھ ملایا ہے مجھے اس قدر ترم و امنگ برسی ہے کہ اس ہاتھ سے عضو خاص کو بھی کبھی نہیں چھڑا حققت عثمان نے یہ باتیں بیان کیں تمام لوگوں پر کچھ اثر پڑا اب ارادے سے باز آئے اور واپس چلے گئے اب عثمان نے اے معتدوں میں سے چند آدمی عمار یا سرے کے پاس بھیجے اور صلح و صفائی کی درخواست کی کہ وہ مجھ سے رضامند ہو جائے اور اگر بدلا لینا چاہے تو جو کچھ میں نے بدلتا تھا لکھتے دی ہے اسکا بدلہ دو لگا عمار یا سرے انکار کر دیا اور سخت و سخت باتیں کہتے ہوئے معتدوں سے کہا عثمان مجھ جیسے آدمی کو نہیں ٹھیسلا سکتا۔ اسے حقد میری بے غرق اور خواری کی وہ کی پھر عثمان نے عبد اللہ بن عمر کو بلایا اور کہا اے عبد اللہ میرے معاملہ میں سوچ سمجھ کر مدد کر۔ دیکھ کہ میں کس آفت میں مبتلا ہوں اسنے کہا اے عثمان میں حضرت رسول خدا کی خدمت میں بھی رہا ہوں وہ مجھ سے ہمیشہ خوش رہے پھر میں نے ابو بکر کا زمانہ دیکھا ہر وقت ان کی رضامندی کا خیال رکھا وہ بھی مجھے اچھا سمجھتے تھے کبھی ناراض نہیں ہوئے عرصہ دراز کا ایسے باب عمر کی خدمت میں حاضر رہا ہوں انہی ذات پر ان کے دوستی واجب سمجھتا تھا۔ ایک یہ کہ وہ میرے باب تھے دوسرے میرے خلیفہ بھی تھے کبھی ان سے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے وہ ناراض ہو وہ بھی مجھ سے خوش رہے تا ایک تم خلیفہ بنے آپ کی خدمت میں بھی خنے الامکان نیک صلاح اور فرمانبرداری کا برتاؤ رکھا ہے اور مجھے یقین ہو کہ اب آپ بھی مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوئے اب جو کچھ فرماؤ بجالاؤں اور بجان و دل سچی کروں عثمان نے کہا اے ابو عبد الرحمن میں تجھ سے بہ بات نہیں ہوجھتا کہ اللہ تعالیٰ ال عمر پر رحمت نازل کرے کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں اور میرے حق میں کیا کرنا چاہتے ہیں انکار ارادہ ہے مجھے خلافت سے علیحدہ کر دیں۔ عبد اللہ نے کہا تم ان کے کہنے کو نہ مانو تو کیا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہمیشہ اس دنیا میں رہنا ہے خلیفہ نے کہا نہیں میں جانتا ہوں کہ خواہ کتنی ہی میری عمر موزا ہو مرنے کا عبد اللہ نے کہا تو پھر مناسب یہی ہے کہ تم اسلام میں اس بری رسم کو چھوڑ دے دو کہ مسلمان جب کسی خلیفہ سے ناراض ہوں تو اسے علیحدہ کر دیا اور کسی اور شخص کو اس کی جگہ قائم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بدن پر جو لباس موزوں کر دیا ہے اسے نہ اتارو۔





ابو بکر بھی عمرہ تھاتین سن لیں طے کرنے کے بعد دیکھا کہ ایک حبشی غلام تیز رفتار اونٹ پر سوار محنت تمام راستہ سے علیحدہ ڈیرا ہوا حارث بن اسود نے اس کو کہا دیکھنا چاہئے کہ یہ کون شخص ہے اور کہاں جاتا ہے ایک شخص کو دوڑا دیا حارث نے کہا پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے اسے کہا عثمان کا غلام ہوں مصر کو جاتا ہوں عبداللہ والے مصر کو پیغام بھیجنا ہے یوحنا پیغام کیا ہے اس نے جواب دیا میں ایسے آقا کا راز فاش نہ کروں گا پھر یوحنا حکم نامہ اور دھن تیرے پاس ہے حواریا میں مصر والوں نے مشورہ کیا کہ اس کی تلاشی لینی چاہئے پھر اس کے کپڑے اور اونٹ کا سامان دیکھا کہیں کچھ نیا یا ایک جھاگل پانی سے بھری ہوئی اونٹ کے پیلوں میں لٹک رہی تھی اسکا پانی پھینک کر پلایا کناہ بن تبیر اور ابو اعرور سلمی نے کہا ہنچاں گزرتا ہے کہ خط اسی جھاگل میں ہو گا جب چاک کر کے دیکھا تو اس کے اندر ایک تیشی موم سے مہر بند کی ہوئی ملی اسے توڑ کر خط نکالا پڑھا لکھا تھا۔

لِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ طاع عبداللہ عثمان کی طرف سے عبداللہ ابی سرح کو حکم دیا جاتا ہے کہ جو وقت عمر بن بدیل خراچی تیرے پاس پہنچے اسکا سر تن و حد کر دینا اور علقمہ بن عدیس کناہ بن تبیر اور عروسی کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دینا کہ وہ اپنے خون میں لوٹ لوٹ کر مر جائیں۔ پھر انکی نشین چھوڑ دوں گے و حثوں میں لٹکوا دینا۔ محمد بن ابی بکر جو فرماں میرے ہاتھ کا لکھا ہوا لاتا ہے اسکو ناجیر سمجھا اور ممکن ہو تو کسی تدبیر سے اسے بھی مار ڈالو انہی جگہ پر دل جمعی سے قائم رہ کسی طرح نہ گھبراؤ مصر پر خاطر خواہ کمرانی کر محمد بن ابی بکر اور مصری اس خط کو پڑھ کر حیرت میں گئے نہایت ہی تعجب کیا یہ اچھا عہد دیماں اور بڑی سچی قسم ہے جو عثمان نے مجھ سے کی ہے۔ یہ تو بہت ہی خوب ایسا کیا ہے اگر ہم مصر میں جائیں تو اسے اور یہ غلام جسے بھی پہلے چاکیا ہوتا تو کیا ہوتا غصہ اس خطرہ سے بچنے پر خدا کا شکر کیا اور تیز رفتاری سے مدینہ کی طرف بھاگے داخل شہر ہو کر عام و خاص کے مجمع میں اس خط کو پڑھا اب ایک آدمی بھی ایسا تھا جو عثمان کے خلاف کیدہ جو تھا۔ نبی سلیم عبداللہ مسعود کے لئے سخت غصناک ہوئے نبی مخدوم عمار یاسر کے سب طر کے نبی عمار ابو ذر غفاری کے واسطے رجم ہوئے اب سب جمع ہو کر حضرت علی کے پاس آئے اور وہ خط سامنے ڈال کر احوال بیان کیا حضرت علی نے بھی خط پڑھ کر تعجب کیا فوراً خط لیکر عثمان کے پاس بھیجے خط سامنے ڈال دیا کہ پڑھیں جب عثمان نے تمام خط پڑھ لیا آپ نے فرمایا میں ہنس جاتا کہ تمہارے معاملہ میں کیا فیصلہ کروں تم مجھے بلا کر کہا کہ حاکم اس گروہ کو راضی کر دیاں لئے میں نے مختلف تدبیروں سے انہیں راضی کیا اور تمہاری طرف سے جو غبار اٹکے دلوں میں جا ہوا تھا وہ نکال ڈالا اور اس طرح سے اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارا تم مجھے صاف قرار دیا اور میں نے کہا مان لیا اور وہ میرے بھروسہ پر مطمئن اور جوش ہو کر وطن کی طرف روانہ ہو گئے میں سمجھا تھا کہ یہ معاملہ طے ہو گیا۔ دہمسی جاتی رہی اور مسلمانوں نے اس جھگڑے اور محنت سے نجات پائی لیکن اس واقعہ کی تو کیفیت ہے اب تم ہی کہو کہ یہ کیا خط ہے کس نے لکھا ہے اور یہ کیا کام کیا گیا ہے لوگ اس نامناسب فعل کی نسبت کیا کہیں گے اور اس دعا و فریب کی چال کو کیا سمجھیں گے عثمان نے کہا اے اوائس خدا کی قسم یہ خط میں نے نہیں لکھا اور یہ کیسا اس کے لکھے کا حکم دیا نہ میں نے اس غلام کو کہا تو مصر حاکم اس معاملہ سے مص لا علم ہوں۔ حضرت علی نے کہا یہ غلام تمہارا ہی ہے جواب دیا ہاں کہا اونٹ بھی تمہارا ہی ہے کہا ہاں کہا خط کی مہر تمہاری مہر ہے یا نہیں کہا ہاں حضرت علی نے کہا خط تمہارے مٹی کے خط صیا مہر اور غلام اور اونٹ تمہارے پھر تمہیں کچھ حیرتیں بڑے تعجب کی بات اور حیرت کا مقام ہے امیر المومنین نے کہا جو کچھ میں نے کہا ہے سچی بات ہے میں نے نہیں لکھا نہ لکھنے کی لئے حکم دیا دنیا میں اکثر ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ خط سے خط مل جائے اور مہر جیسی مہر بنائی جائے اور بے احازت میرے اونٹ میرے غلام کو سوار کر کر بھیج دیا ہو حضرت علی نے کہا یہ کیوں ہو سکتا ہے اور کس شخص پر کس بات کا گمان کرنا چاہئے کس نے ایسی دلیری کی ہوگی عثمان نے کہا میرا گمان اپنے منشی یہ ہے کہ اسی نے میری بے احازت یہ کام کیا ہو گا حضرت علی نے کہا لوگوں نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے کہ یہ تمہاری کمزوری کا سبب ہے اور یہ غلام تمہاری اجازت تبیر تمہارا اونٹ پر سوار ہو کر نہیں جاسکتا اب جس کام میں آپ جھلائی سمجھتے ہو وہ کر وہ کچھ اٹھے اور غصہ میں بھرے ہوئے عثمان کے پاس سے باہر چلے آئے۔ باہر حقدار لوگ جمع ہو گئے تھے

سب نے وہ خط دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ خط خلیفہ کے منستی کا لکھا ہوا ہے اور خلیفہ ہی کی مہر ہے جسے وہ خطوں پر لگایا کرتے ہیں اور مردانِ یاس بہت ہی ہے اگرچہ لوگوں کو خیال تھا کہ عثمان جھوٹی قسم نہیں کھاتے مگر اب شک ہو گیا اور سنوہ کیا کہ عثمان اس معاملہ سے بے خبر ہیں تو مردان کو ہمارے یاس بھیجیں ہم اس سے کیفیت دریافت کریں گے عثمان کو اندیشہ ہوا کہ اسے اس کے یاس بھیجے یا تو سدا اُسے تائیں یا مار ڈالیں اسے خود مسجد میں تشریف لاکر منبر پر گئے اور حق سچاہ تلے کی حمد و ثناء کے بعد لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے عزیزو اس معاملہ میں مجھے تہمت نہ لگاؤ اور میری نسبت بدگمانی نہ کرو۔ کہ یہ خط میں لکھا یا لکھوایا یا جائز سمجھا ہے اگر تم میری نسبت ایسا گمان کرو گے تو خطا وار ہو گے اس خط کی قسم جسکے سوا دوسرا خدا نہیں ہے کہ میں یہ خط لکھنا نہ لکھنے کی اجازت دی اور اب بھی میں اُسی قول و فہم پر ہوں جو تمہارے سامنے کھائی ہے کہ کتاب الہی اور سنت رسول پر جھوٹا گناہ تہا ہی نہ ہو کہ عثمان نے نہ لگا اور نہیں خوش رکھو لگا کہ ابن شیر بن کھڑے ہو کر کہا اے عثمان تم ایسی باتیں کہتے ہو اور اپنے عہد برقامت نہیں ہو جو فخر عمل درآہ تہا ہی باتوں سے کس طرح خوش ہو جائیں اس ہفتہ میں کیا کیا کچھ کہا سہی نہیں ہو چکی اور تم نے دستاویز لکھ کر دی حضرت رسول خدا کے چارادھانی حضرت علی کو فرمایا بنایا متہو تہو اور ثقہ صحابہ کی گواہیاں درج کرائیں ہم صامند ہو گئے تھے اور اپنے گھر کی طرف چلے گئے تھے اس کے بعد ہم اس قسم کا خط لکھتے ہو خود اقرار کرتے ہو اور جو ہی اُسے یوراہیں کرتے اب تم ہی کہو کہ ہم تمہارے کہنے پر کس طرح اعتماد کر لیں۔ عثمان نے جواب دیا آخر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا اور نہ کسی کو حکم دیا کہ ایسا کچھ لکھ دے تم میری بات کا یقین ہی نہیں کرتے اور ابھی طرح جانتے ہو مجھے اور کسی خیر سے اس قدر پرہیز نہیں ہے جبکہ جھوٹی قسم سے اور جھوٹی بات کو میں سب حیرتوں سے زیادہ بڑا جانتا ہوں پھر جھوٹی قسم کھانی کیسی؟ کہ ابن شیر نے کہا اے عثمان میں تمہاری اس قسم کھانے کی تصدیق نہیں کرتا نہ اسکا یقین کرتا ہوں اس کے بعد کثیر بن عبد اللہ بخلی نے کھڑے ہو کر کہا اے عثمان تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ سے بیکار اور جاں بجا کر جلا جائے کیونکہ تو نے ہمارے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا۔ امیر المومنین کے دوست اس بات کو سن کر اس کے مارنے کے ورے ہو گئے لوگوں نے یہ جیج بجا کر دیا مخالف بھی ہر طرف سے ٹوٹ پڑے عثمان کے حیر خواہوں کو پیٹ ڈالا اور چار طرف سے عثمان پر تھیراؤ ہونے لگا عثمان مہر سے نیچے آئے آئے بیہوش ہو گئے اور لوگ اٹھا کر گھر لائے کچھ اصحاب آپ کی تسلی اور دلا سے کے لئے حلف کے ماس کے حضرت علی بھی اکیلی ہمراہ تھے نبی امیر نے امیر المومنین علی کی طرف مخاطب ہو کر کہا یہ سب کچھ تم ہی نے کیا ہے۔ ہمارا تمام عیش مٹی کر دیا ہمارا دلی کی بات بگاڑی انکی جوہوں اور صفوں کو زلیوں اور عیبوں کے پیرائے میں بیان کر کر لوگوں کو برم کر دیا زمین و آسمان کے مالک خدا کی قسم تم ہم سے ایسی جنگ کر چکے کہ دنیا میں اس سے زیادہ سخت کبھی نہ ہوئی ہوگی حضرت نے ڈاسٹ تباہی اور کہا اے نالا تقوچ ہوسا سے سی دور ہو جاؤ تمہارا یہ رتہ کہاں کہ مجھ سے کلام کرو نہ بھی کوشتایاں ہے کہ تمہاری بات کا جواب دوں کہ تم محض نادان اور احمق فوجی گروہ ہو اور آزاد کئے ہوئے عساکروں کی اولاد اور آزاد کردہ غلام ہو تمام عالم اچھی طرح جانتا ہے کہ اس معاملہ میں میرا کوئی لگاؤ اور تعلق نہیں ہے میں نے تمہارے کام کی خرابی کا کوئی ارادہ نہیں کیا بلکہ تمہاری بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا خود تنہا ہی خراب کیا ہے اور کرتے جاتے ہو اس کے بعد آپ اُسی ختمناک حالت میں عثمان کے یاس سے اٹھ کر مار چلے آئے دوسرے دن امیر المومنین نے دیوانخانہ میں بیٹھ کر تمام مسلمانوں کے نام اس مضمون کا خط لکھا **بسم اللہ الرحمن الرحیم** یہ خط تمام مسلمانوں اور ایمان والوں کے نام لکھا ہے اور سلام کے بعد خط کو یاد دلانا ہے وہ خدا جسے انہیں دولت اسلام اور رحمت ایمان عطا فرما کر متار کیا ہے کفر کی ظلمت اور ترک کی گمراہی سے بچایا ہے جسکے لئے روزی کے دروازے کھول دیئے ہیں طرح طرح کی مینا فرشتوں کی راست و رمانی میں اسے مسلمانوں کی حوالہ کے راستہ پر چلا کر عرف اور نبی منکر کی ترابجلاؤ تاکہ جسے جاؤ و لا تگلو کو کا لہ بن نفرثوا و اختلفوا بعد ما جئکم بظہر البینات و اولئک امم عظیم یعنی تم ان لوگوں جیسے بنو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تسانیوں کے بعد تفرقہ اور اختلاف پیدا کیا اور ان لوگوں کے واسطے ظلم سخت ہے اور اس دور کی

ذکر احوال عثمان بن عفان رضی





اوس نے احوال مندرجہ کو مطالعہ کر لیا تو سورنے کہا میرا خیال ہے کہ اب تک عثمان کو مار ڈالا ہوگا تو کس سوچ میں گیا جلدی کر اس کام میں توقف نہ کرنا چاہئے  
 معاویہ نے کہا اے سورچ تو یہ ہے کہ عثمان نے خلافت پانے کے بعد پہلے تو طریق یک اختیار کیا اور محض خود نووی خلق خدا کے لئے ہر کام کرنا تھا اسلئے اللہ تعالیٰ  
 عی اسکا مددگار تھا اور سب دوست اور موافق تھے لیکن بعد میں اپنی حالت بدل دی اور ایسے ایسے کام کرے شروع کیے جو سرعت کے خلاف اور عی  
 رقی کی روش سے علیحدہ تھے اچھے قاعدے اور نیک حسلیتیں ترک کر دیں خدا نے بھی اُس سے دولت چھین لی اب مجھ معاویہ سے کیا ہو سکتا ہے خدا کی جھپٹی ہوئی  
 نعمت کو میں کس طرح واپس ولا سکتا ہوں میں ایک طرف علیحدہ پڑا ہوں اور علاقہ تمام کی سرحد کی حفاظت کر رہا ہوں اور ہر طرف سے دس ہاں لگائے بیٹھے  
 ہیں اگر میں مدینہ چلا گیا تو اندیشہ ہے کہ دشمن چڑھا آئینگے اور اس ملک کو مسلمانوں سے چھین لینگے اور اُن کے اہل و عیال کا جو حال ہوگا وہ علاوہ ریا غرض معاویہ  
 نے عثمان کی مدد کی اور قاصد کے ساتھ لیت اہل سی پتیل آنا تھا آخر اُس نے مایوس ہو کر مراجعت کی عبداللہ بن عامر نے عثمان کے مضمون خط سے واقف ہو کر کھڑے  
 والوں کو جمع کیا خط پڑھ کر سنا یا اور بڑی سچی کی کہ وہ عثمان کی امداد کے لئے ہمت کریں مگر کوئی شخص راضی ہوا سب طرح طرح کے غدار اور بہانے کر دیئے  
 انجام یہ ہوا کہ حس گروہ نے غلیفہ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا انہیں بھی خبر ہو گئی کہ امیر المومنین نے شام میں معاویہ کو اور بصرہ میں عبداللہ کو خط بھیجا کہ مدد طلب کی ہو  
 خون زدہ ہو کر محاصرہ میں زیادہ سختی کی اور یابی بند کر دیا کہ غلیفہ کے اہل و عیال پیاس سے ہلاک ہو جائیں اسوقت عثمان نے مالائے مام اگر آواز دی کہ تم میں  
 علی ابن علی طالب ہیں یا نہیں لوگوں نے جواب دیا وہ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں یہاں نہیں ہیں خلیفہ یہ سُن کر کئے کسی نے حضرت علی سے بھی یہ حال جا کہا اپنے  
 قہر کو بھیجا کہ میں نے سُن ہے تم نے بالائے مام اگر مجھے دریافت کیا تھا کیا کام ہے جو کچھ کہیں کر دوں عثمان نے قہر سے کہا کہدیا کہ مجھے کوئی اہم کام دیتا نہ تھا  
 صحت اتنی بات ہے کہ ان لوگوں نے پانی نہ کر دیا ہے جس سے میرے بچے اور خاندان کے ضعیف العمر آدمی پیاسے ہیں مجھے پانی کی ضرورت ہے اگر آپ سے  
 محسوس ہو تو پانی بھیج دیں۔ قہر نے واپس آکر حقیقت حال بیان کی حضرت علی نے حیدر شکیں بھر دیا کہ ان نبی ہاتھی لوگوں کے ہاتھ تو آپ کے بہت ہی قریبی رشتہ  
 تھے عثمان کے پاس بھیجیں جس یہ لوگ شکیں لئے دروازہ پر پہنچے تو علی کے رشتہ داروں کو دکھ کر کچھ نہ کہا اور یابی کو اندر بھیجئے سے نہ روکا جب یہ لوگ  
 اندر گئے امیر المومنین عثمان اور اُن کے بیٹوں اور تمام اُن شخصوں نے جو اُس گھر میں تھے خوب سیر ہو کر یابی پیا اسکے بعد پھر امیر المومنین نے کوشے پر پڑھ لکھا اور  
 دیوار پر سے گردن نکال کر سلام علیکم کہا لوگوں نے دھیمی آواز سے جواب سلام دیا عثمان نے یوحیا طلحہ تم لوگوں میں موجود ہے؟ طلحہ جواب دیا میں حاضر ہوں  
 عثمان نے کہا سبحان اللہ میں ایسا سمجھتا تھا کہ میں لوگوں کو سلام کروں اور لوگوں میں ہو کر جواب سلام بھی نہ دے طلحہ نے کہا میں نے جواب سلام دیا تھا مگر تنہ  
 نہ سنا خلیفہ نے پھر لوچھا کہ سعد وقاص اور زبیر بن عوام تم میں موجود ہیں دو لوے کہا ہاں ہم موجود ہیں کیا حکم ہے۔ عثمان نے کہا میں نہیں اُسی خدا کی قسم کہ  
 جس کے سوا دوسرا خدا نہیں ہے پوچھتا ہوں کیا تنہ نہ سُن رکھا ہے کہ ایک دن رسول خدا نے فرمایا تھا کہ جو شخص اس جوک کو خریدے گا وہ بختا جائے گا میں نے  
 ہی اُسے خریدا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اُسے خریدا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مسجد میں شامل کر دے تجھے اسکا ثواب ہوگا پھر میں  
 مسجد میں ملا دیا سعد اور زبیر نے گواہی دی کہ بیشک جیسا تم بیان کرتے ہو ایسا ہی وقوع میں آیا تھا خلیفہ نے کہا اسے خدا تو اس امر کا گواہ رہنا پھر تمہارے  
 کیا نہیں معلوم ہے کہ ایک دن حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ جو شخص روا کے کوئین کو خریدے گا وہ بختا جائے گا میں نے خریدا اس کے بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ  
 اسکی سبب لگانی چاہئے تاکہ تمام مسلمان سیراب ہوں اور فائدہ اٹھائیں۔ زبیر اور سعد نے اسکی است بھی گواہی دی کہ یہ سچ ہے پھر پھر قسم دے کر  
 کہا تم جانتے ہو کہ ہم غزوہ کے دن حضرت رسول خدا ﷺ تھے کہ لشکر کی درستی کس طرح کیجائے یہ کام میں نے اپنے ذمہ لیا اور لشکر کا سامان ہم پہنچا دیا۔  
 اور مسلمانوں کو جس چیز کی ضرورت دیکھی ہوتا کر دی چنانچہ اونٹوں کے زانو پنا اور ہماریں فراہم کر دی لیکن سعد اور زبیر نے کہا ہاں یہی بات ہے جو تم  
 کہتے ہو سب درست ہے تم کاروائے خیرات اور قاعدہ حسنہ کے استحکام میں سچا شوق اور ملی جوش رکھتے تھے مگر اُس کے بعد تم نے بیاطریق عمل بدل دیا۔

محمود شادان امیر المومنین عثمان غنی



عثمان نے کہا سبحان اللہ جس روز خلیفہ عمر نے وفات پائی تھے خدا سے دعا مانی تھی کہ گار حلاوت ایسے شخص کو ملے جو رحم دل اور نصف فلاح ہو انہوں نے جواب دیا ہاں یہ درست ہے عثمان نے کہا پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو حقیر سمجھا اور تمہاری دعاؤں کو قبول نہ کیا کیا تم سمجھتے ہو کہ جناب باری تعالیٰ نے اس امر کو ناقابلِ وقعت اور بے قدر سمجھ کر یونہی چھوڑ دیا تھا کہ جو شخص چاہے خلافت لے لے اگر تمہارا امکان یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو درباب خلافت میرے کام کا انجام کہ کس طرح وقوع پذیر ہوگا معلوم نہ تھا تو فی الحقیقت تم بالکل خطا پر ہو ایسے خیال سے باز آؤ میری اُن سڑی بڑی فیصلہ تلوں اور نیکیوں کو یاد کرو جو حضرت رسول خدا صلعم کے سامنے وقوع میں آچکی ہیں تم اپنے ارادہ سے باز آ جاؤ اگر تم میری نسبت ایسے باطل ارادہ کو یاد کرو گے تو قلعہ عیسیٰ جانے گا اور نبوت غوریزی ہوگی خدا سے ڈرو اور میرے کہنے کا یقین کرو کہ میں کتاب خدا اور سنت محمد مصطفیٰ کے مطابق تھے ترا و رکھوں گا یہ لو سبت الیال کی کجیاں تمہارے حوالے کے دیتا ہوں جسے پسند کرتے ہو اس کی تحویل میں دیدو اور جن جن شخصوں کو اچھا سمجھتے ہو تمہاروں کی امانت پر مقرر کرو اور جو آرزوئیں پلٹا نہیں بھی بیان کرو و انہیں بھی پورا کرو و ننگا ہر ایک امر تمہاری رضامندی سے عمل میں آتا رہے گا۔ اور تمہارا یہ دعویٰ کہ میں نے خط لکھا ہے اسکی کوئی تین شہادت لاؤ نہیں تو میں اُسی خدا کے واحد کی جسکے سوا دوسرا خدا نہیں اور تمام ظالم اور یوشیدہ امور کو مانتا ہے تم کھا کر کتابوں کہ میں نے خط نہیں لکھا نہ لکھنے کا حکم دیا مجھے اُس کی اطلاع تک نہیں خلیفہ نے جب اس برائے سے گفتگو کی تو سُن سُن کر سُن ہو گئے کسی نے بھی کچھ نہ کہا مگر مصر کے کچھ لوگ بولے اے عثمان میں تمہاری ان باتوں کا یقین نہیں آتا تم اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھتے ہو اور جانتے ہو کہ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے تم مسلمانوں کے خون کو مباح جاتے ہو اور ہر روز کسی نہ کسی زرگوں و اصحاب کو مارتے یا زباں بچ دیتے رہتے ہو اور یہ رسول سے خارج کر دیتے ہو کہ وہ غریب ایسی قوم اور عزیز دن سے علیحدہ ہو کر مر جاتا ہے۔ بیت المال اپنے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا ہے اے عثمان ان باتوں کو چھوڑ دو۔ تم میں اب نہیں بھٹلا سکتے یہی دو باتیں ہیں یا تو اب خلافت سے شکر و شکر ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لیں اور امر خلافت کو سنو رہے ہیں ورنہ تم قتل کئے جاؤ گے اب خلیفہ عثمان نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ کسی بات پر رضامند نہیں گئے کوٹھے پر سے اُتر کر گھر میں آ بیٹھے ایک شخص عبداللہ بن سلام ہودیوں کا مشو اور ترقی یافتہ اسلام تھا اُسے بلا کر کہا تو ان لوگوں کے پاس جا کر سمجھا اور وعظ و نصیحت کی باتیں سناتا تب تیری بات ان کی سمجھ میں آجائے۔ اور وہ اس ارادہ اور حرکت سے دست کش ہو جائیں اور تیری وجہ سے یہ فساد مٹ جائے عبداللہ بن سلام اُن کے پاس گیا سب دعا و حیر و دیکر پاس بٹھا بیٹھنے کے بعد اُس نے حمد و ثناء خدا کے بیان کی اور حضرت رسول خدا پر درود بھیجا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمام دنوں پر دین اسلام کو ترجیح دی ہے اور اس کے احکام کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو پیدا کیا ایمان والوں کو رحمت کا قردہ سنایا۔ بیدنیوں کو عذاب الہی سے ڈرایا سب کو دین اسلام کی ہدایت کی اور دنیا کے تمام مقاموں میں سے مدینہ کو حرم کے رہنے کے لئے منتخب کیا اور مکاں اسلام اور سرانے ہجرت محمد لقب خشتا جموت تک رسول خدا مدینہ میں تشریف فرما تھے ملائکہ شہر کے گرد صف بستہ تھے اور آج تک بھی یہی کیفیت رہی اور شہر فتنہ نیام سے نہ لگلی میں آج اس کے عکس معاملہ دیکھتا ہوں میں نہیں سہرا واحد کی قسم دلاتا ہوں کہ فرشتوں کو ایسے پاس سے نہ ہٹاؤ۔ اور سوتے فتنہ کو نہ حکا و نیام میں رکھی ہوئی تلواریں مت سونو مبادا وہ فتنہ جسے اللہ تعالیٰ نے فضل نے دفع کر دیا ہے خلقت کے افعال بد سے اٹھ کھڑا ہو اور پھر قیامت تک نہ مٹے اس فتنہ سے بچو اور شیخ الاسلام خلیفہ سیمر کو قتل نہ کرو خدا کی قسم روئے زمین پر گوشہ نشین و قنوتوں میں جب کسی پیغمبر کو شہید کیا ہے اُس کے عذاب میں اُس امت کے انشی ہر آدمی مارے گئے ہیں اور کوئی خلیفہ سیمر ایسا قتل نہیں ہوا جس کے قتل کی وجہ سے پچیس ہزار آدمی نہ مارے گئے ہوں خدا سے ڈرو اُس زرگوں کا خون مت بہاؤ یہ کہنا تھا کہ جابر و نظریں سے آوازیں اُڑنے لگیں اے عبداللہ تو جھوٹا ہے عثمان نے تجھے رشوت دیکر ہمارے پاس بھیجا ہر گاہ جس نے تو انکی ایسی تعریفیں کرتا ہے اے ہودی کھڑا ہو جا اور ہمارے پاس سے دور ہو خدا تجھے دفع کرے عبداللہ یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور عثمان کی خدمت میں پہنچ کر تمام گفت و شنید بیان کی۔ خلیفہ بہت ہی

خاتمہ حال امیر المومنین عثمان رضی

جیراں ہوئے اور کچھ نہ سمجھ سکتے تھے کہ کیا تدبیر کریں اللہ تعالیٰ ام المومنین عائشہ بھی اس رودہ کی وجہ سے حوائج کے لئے انوکھا اور عجز سے مقرر کر رکھا تھا اور  
اب عثمان نے انکی ادائیگی میں تساہل اختیار کر لیا تھا ریحہ حاطر تھیں اسوقت قوم کو قتل عثمان پر آمادہ دیکھ کر کہا اے عثمان تو بے سیت المال کو انیا  
ہی مال سمجھ لیا ہے امت رسول کو تکلیف اور مصرت کے حوالہ کر دیا ہے ایسے آپ کو اور ایسے رستہ داروں کو مسلمانوں کے مال میں ذیل کر دیا ہے ہر ایک  
شخص کو ملکی انتظام دے رکھا ہے اللہ تعالیٰ تم کو آسمانی نعمتوں سے نصیب اور زمینی برکتوں سے محروم کرے اگر اسی بات بھی نہ ہوتی کہ تم مسلمان بڑے  
رکھتے اور پانچ وقتی ناراد کرتے ہو تو تمہیں اس طرح فرج کر دیا ہوتا جس طرح اوٹ کو فرج کرتے ہیں عثمان نے ان باتوں کے جواب میں قرآن شریف کی یہ آیت  
سارکہ پڑھی **فَكَرِهُوا امْرَاةً لَوْ طَا كَانَتْ عَذَابٌ مِّنْ عَذَابِ الْغَايِبِينَ** فَاَمَّا كَلِمَاتُ فَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا  
**مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَفِيْلٍ اَدْخَلَا النَّارَ مَعَهَا** لَاحِلِينَ لَے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جہنم کے لئے کیا مثال دی ہے کہ لوح اور لوح کی میوایں  
دو عورتیں تھیں جو ہمارے دونیک سردوں کے تصرف میں تھیں دو لونے حبات کی اور اللہ تعالیٰ نے کسی سے لے لیا کہ کھاتے نہ کی اور ان دونوں سے کہا  
ایک کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں عرص عائشہ نے قتل عثمان میں ہنٹ ٹری کوشش کی اور فرمایا کرتی تھیں اس تک تو حضرت  
مصطفیٰ کا کہن بھی میلا نہیں ہوا اور عثمان نے انکی تربیت کو کہہ کر دیا ہے اے لوگو اس مٹھی ساحر کو مار ڈالو اللہ خدا سے مارے اور اسی عالم میں جو دھرم کہ  
اختیار کیا مردان حکم کے حاضر ہو کر کہا اے مادر مومن! اگر تم اس سفر کو قیام سے نہ لکھو مساد کو مٹا دو اور عثمان کو قتل سے بچاؤ تو اس کا تو اب ریاست  
لکھ کے ثواب سے زیادہ پلوگی عائشہ نے کہا میں حج کی تیاری کر چکی ہوں اور حج محض مرض ہو گیا ہے مردان نے مثیلاً یہ متحرث رہا جو **قَتْلُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ**  
**حَتَّى اِذَا صَطَّ مَتَّ اَتَحْمَا يَهِي قَيْسَ نَدِيَا مِيْن اَلْكَ دِي اَوْ حَب دِه اَلْجَوْب مَحْرُك اُطْحِي تَوَاب اَلْكَ** ہو گیا۔ اور کہا اب تم عثمان کا کام تمام کر کے  
علیحدہ ہوتی ہو عائشہ نے کہا کیا تیرا خیال ہے کہ میں عثمان کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکی خدا کی قسم میری تو یہ آرزو ہے کہ عثمان کو بوسے میں بند کر کے بجا  
طوق میرے گلے میں ڈالیں اور میں اس لورے کو لچا کر بحیرہ صحر میں پھینک دوں مردان نے کہا انجام کار تھے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی عائشہ نے کہا  
ماں ہی مات ہے اس کے بعد جانب کمر دانہ ہو گئیں عبداللہ بن عباس بھی عائشہ کے پاس گیا عائشہ نے کہا اے عبداللہ خدا تعالیٰ تمھے علم و فضل اور عقل  
کو بانی عطا کی ہے نہ خردوار لوگوں کو اس طامی لے عثمان کے قتل سے نہ لکھ لکھو کہ یہی قوم کہنے لیا یہی نحوس ہے حیا جنگ در کے دن اوسیان اینجو  
قوم کے حق میں شخص تھا یہ لکھ سواری ہانک دی اور عثمان کو اس کشمکش میں چھوڑ دیا سعید بن عاص دہلے کو نہ عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی  
آپ کے معاملہ میں میں نے کچھ سوچا ہے اور ایک رائے قائم کی ہے فرمایا بیان کہ سعید نے کہا حج کا زمانہ آگیا ہے مونغ ہے کہ اس طرف چلے چلو لبیک کہتے  
ہوئے کو یار حج کو جاتے ہیں مکان سے نکلوا اور سمت کعبہ راہ لو میرا من سے ہو جاؤ گے اس کشمکش اور گفتگو سے چھوٹ جاؤ گے عثمان نے کہا خدا کی قسم  
میں مدینہ کے سوا جو حضرت محمد کا وطن مانوں اور مسکن مقرر ہے کسی دوسری جگہ کی سکونت اختیار نہ کروں گا سعید نے کہا تم ان تین باتوں میں سے  
ایک بات پر ضرور عمل کرنا چاہئے اول یہ کہ ان لوگوں سے مقابلہ کرو ہم سب تمہارے خرنکار اور عزیز بھی اُن سے جنگ کریں گے اور مردانہ وار لڑیں گے یا حج  
پاکی یا سب مارے گئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے پاس بہت عمدہ اونٹ موجود ہیں انیر سواری ہو کر شام کی طرف نکل جاؤ وہاں معاویہ سے لشکر تیار موجود  
ہے تمہارے دوست و عہد سب وہاں حج ہو جائیں گے۔ تم ان میں جو جاؤ گے اور ان لوگوں میں سے کسی کا حوصلہ ہو گا کہ وہاں پہنچ کر تمہیں ستائی  
تیسری بات یہ ہے کہ ہمیں اجازت دو کہ ہم تم سب کو مع اہل و عیال او بیٹوں پر سوار کر کے لبرہ میں پہنچا دیں وہاں پر میرے دوست اور خدمت گار  
تھیلا سب میں سے موجود ہیں تم نے اس قبیلہ پر بڑی بڑی مہربانیاں اور بخششیں کی ہیں ہم ان لوگوں میں پہنچے تو تمہیں کوئی شخص بھی ہماری طرف  
نظر نہ اٹھا لے گا اور اگر چڑھائی بھی کی تو تم ہم ان کی مدد سے مار بھاگائیں گے۔ عثمان نے ان تینوں باتوں کو نالید کر لیا۔ کہا میں کچھ نہ کروں گا اور

ذکر احوال امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ



کسی طرح مدینہ سے نکلوا گئے ہوگا اسی جگہ ہو چکا میں اسی پر راضی ہوں اور عثمان کے دشمن فراہم ہو رہے تھے اور ارادہ قتل کا مصمم کر لیا تھا۔ اسامہ بن زید نے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے الواس اس لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ عثمان کو مار ڈالیں مجھے آپ سے از حد محبت اور احلاص ہے آپ مجھے میرے کالوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ مدینہ سے ماہر تشریف لے جائیں اور اپنے مال و اسلحہ زیر نظر رکھیں تاکہ یہ قتل تمہارے سامنے وقوع میں نہ آئے۔ اگر آپ مدینہ میں ہونگے اور لوگ اسے مار ڈالیں گے تو لوگ مطعون کرینگے اور آپ پر تہمت لگائینگے اگر آپ موجود نہ ہونگے تو ریات ہونگی کہ آپ کوئی الزام لاسکیں گے حضرت علی نے فرمایا کہ اے ابو جہر مجھے اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ میرے ہاتھ میں کوئی بات ہے جو کچھ نیند و بصیحت واجب تھی اس میں کمی نہیں کی اسے کہا گیا۔ جب اسے کیسی بات نہ سنئی اور سب کو اہل غرض سمجھا میں نے بھی سمجھا چھوڑ دیا اور ایسے گھر میں ہو بیٹھا۔ حدیثی قسم عثمان کے معاملہ میں میری کوئی غرض شامل نہیں ہے بلکہ اگر وہ کہے اور کسی کی نصیحت مانے تو اب بھی اس کے کام کو اسی طرح انجام دوں جس طرح پہلے کئی مرتبہ بگڑے ہوئے کاموں کو نایا ہے اب بھی کوئی کمی نہ کرونگا۔ جہاں تک مجھ سے ہو چکا مدد کروں گا اور ان لوگوں کے فساد کو مٹا دوں گا یہ کہہ کر آپ نے حضرت حسن کو بلایا اور کہا اے وزید عثمان کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ میرے ماب کو تمہاری طرف سے بہت بڑا خیال ہے اور جب سے یہ سن رہے کہ یہ لوگ تمہارے معاملہ میں حد سے گدڑ کر قتل کا پختہ ارادہ کئے ہوئے ہیں اور کیسی نصیحت نہیں سنتے وہ بہت ہی متحرک ہے اور بری طرف سے کہنا بخدا میں نہیں جانتا کہ تم خدمت میں مبتلا ہوا سلسلے سخت متروک ہوں اگر کہو اور حسن کو اچھا سمجھوں تمہاری امداد کروں اور جس طرح ممکن ہو اور جہاں تک طاقت سے بن پڑے ان لوگوں کو تمہارے مکان کے گرد سے ہٹا دوں حسن بن علی نے عثمان کے پاس چکر بآپ کا پیغام بھیجا یا اور بیٹھ گئے۔ عثمان نے جواب دیا میں نے اب سے کہہ دیا کہ میں تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ ان لوگوں سے لڑو اور جھگڑو کیونکہ میں نے کل شب کو جواب میں جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ مجھ سے فرماتے ہیں اے عثمان یہ لوگ تیرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اگر تو ان سے جھگڑ کرے گا تو فتح پائے گا اور اگر اپنے آپ کو ان کے حوالہ کر دے گا تو گویا حکم باری سبحانہ تعالیٰ پر رصاصہ ہوگا۔ روزہ میرے پاس اگر کھول اب میرا دل بھی چاہتا ہے کہ خدمت محمد مصطفیٰ میں جا کر روزہ کھولوں اور اس دولت مشرف ہوں حضرت حسن خاموش ہو کر واپس چلے آئے اور جو کچھ عثمان نے کہا تھا حضرت علی سے بیان کر دیا امیر المومنین علی بن ابی طالب نے فرمایا اے اللہ و آلائہ اللہ و آلائہ اللہ و آلائہ اللہ اسی وقت یہ حرآئی کہ طلحہ بن عبد اللہ عثمان کے مکان کی چھت پر چاہیچا اور بی تیم کے کچھ لوگ اسکے ہمراہ میں اور عثمان نے بھی بیت لکھ کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے۔ فان کنت ما کولاً فک حرام کل۔ والا فادھکی ولما مزق۔ یعنی اگر مجھے قتل ہی کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے مار ڈالو کیونکہ تم علی بن ابی طالب ہو اور اگر مجھے ماننا نہیں چاہتے تو مجھے طلحہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے دو اور اس بیت کے علاوہ یہ بھی لکھا کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تمہارا چچا زاد بھائی اس نڈر قوم کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے حضرت علی اس تحریر کو پڑھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا حضور میرے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ قتل کر سکے اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے آپ کے فرزند اور دوست سب مسجد میں جمع ہو گئے نماز پڑھیں یاد کی اور حضرت زبیر یہ دیکھ کر کہ حضرت علی علیہ السلام عثمان کی مدد کے لئے تشریف لائے ہیں طلحہ کو تہا چھوڑ کر حاضر خدمت ہوئے اب طلحہ نے ایسے آپ کو تہا پایا نام پر سے اتر کر عثمان کے پاس آیا نہت کچھ عذر و معذرت کی باتیں کہیں عثمان نے کہا اے حضور میرے بیٹے تو میرے اوپر قیامت نازل کی لوگوں کو میرے قتل کے لئے فراہم کر لیا اب جو یہ دیکھا کہ حضرت علی میری مدد کے لئے آتے ہیں اور تیری قوم نے انکی دہشت سے تیرا ساتھ چھوڑ دیا اور سب متفرق ہو کر حضرت علی کی خدمت میں جا حاضر ہوئے ہیں تو اب تو عذر کرتا ہے خدا تیرا عذر قبول نہ کرے طلحہ عثمان کی یہ باتیں سنتا تھا اور کچھ کہتا تھا۔ سر جھکائے و ماں سے اٹھ کر باہر چلا آیا اب عثمان پھر کوٹھے پر گئے اور دیوار پر سے سر نکال کر کہا اے لوگو تم بخیر واقع ہو کہ مجھے جناب رسالت مآب کی خدمت باسعادت میں بہت بڑا مرتبہ حاصل ہے اور اول ہی میں مسلمان ہوا ہوں

اور میرے اوصاف مقبول ہیں۔ میں صاحب ولایت اور مجتہد ہوں اگر مجھ سے اجتہاد میں کوئی غلطی واقع ہوئی ہو یا قصداً یا عداً اھول چونکہ ظہور میں آئی ہو تو میں اُس سے آئندہ باز رہوں گا اس سے توبہ کرتا ہوں اور سخت نیراہوں اور خدا سے اسکی معافی مانگتا ہوں تم میرا عدل قبول کرو میری توبہ اور عذر کو سچا سمجھو سب لوگوں نے عثمان کی یہ باتیں سکر سکر جھکا لئے اور کچھ نہ لوئے مگر میں سے اہل مصر نے تاوان ملنے عثمان کو سخت و سست کہا اور بد زبانی سے پیش آئے زید بن ثابت نے کہا اے انصار تمہیں رسول خدا کی امداد کی ہے اسوجہ سے تمہیں انصار کہتے ہیں آج اُس کے عاصیہ کی مدد کرو کہ وہ چند انصار لے کر نکلتا ہے اور لوگوں کو اس سے روکتا ہے اور جو اس سے روکتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے۔ تم قیامت کے دن اس گروہ میں سے ہو یا نہیں چاہتے جو یہ کہیں گے اِنَّا اَطَعْنَا سَاسًا وَتَنَاقُوسًا وَكَانَ اَوَّلُ مَا فَاحَصَ لَنَا السَّيْلُ خُذِ الْقَوْمَ حَمْلًا عَصْرَ الْبَجْدِ سے نماز مغرب کے وقت تک کہ عثمان کی حیات باقی ہے اسکو قتل کر کے تقرب بارگاہ الہی حاصل کر سیکے اسکے بعد حجاج بن عفرہ انصاری نے اہل مصر کو آواز دی اس کا فزنی بات نہ سنو اور حرا راہ کر لیا ہے اُسے پورا کرو عرصہ انہیں سے ایک شخص نے کچھ لکڑیاں لیں اور اسیں لگ لگا کر عثمان کے مکان کی پہلی دہلیز پر رکھ دیں آگ نے دروازہ جلا کر پہلی دہلیز گرا دی پھر دوسرے دروازے میں آگ دی گئی وہ بھی جلا کر گریڑا اب عثمان نے سوچا کہ یہ لوگ جو دروازے جلا رہے ہیں بالکل بے مروت ہو گئے ہیں اللہ حیر کرے جب سب دروازے جلا کر گئے تو ان لوگوں نے هجوم کیا اور غل تو کرتے ہوئے مکان کے اندر گھس گئے امیر المومنین عثمان آج روزہ دار تھے کہتے ہیں جمعرات یا جمعہ کا دن گیا دھویں یا سترھویں ذی الحجہ کی تاریخ اور شگہم ہجری تھا۔ حسن بن علی علیہ السلام اور عبداللہ بن عمر خطاب خلیفہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے عثمان نے حضرت حسن کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے جتھے تیرے باپ کو تیری طرف کانیاں ہو گا اور وہ اسوقت تیری وجہ سے شکر موری ہوئے ہوں گے میں تجھے خدا سے رب العزت کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اللہ اور سلامتی سے واپس چلا جائے آپ کو تکلیف اور خطرہ میں نہ ڈال میں نے تو ایسے آپ کو مرضی الہی کے حوالہ کر دیا ہے اور اس ناخدا ترس قوم کے ہاتھ میں نہ لگایا ہوں حضرت حسن اٹھ کر مار چلے آئے اور عبداللہ بن عمر بھی حوآب کے ہمراہ تھا حضرت حسن کے ساتھ ہی اٹھ کر چلا آیا خلیفہ عثمان نے مروان کو کہا میں تجھے قسم دلاتا ہوں کہ ان لوگوں سے جنگ نہ کرو مروان نے کہا اے امیر المومنین تو کو قسم دیتا ہوں کہ میں جنگ سے نہ رو کو کیا تم نہیں دیکھتے کہ دشمن خلیفہ کے مکان کے اندر گھس آئے ہیں اور آدمیوں کو تکلیف دے رہے ہیں اب مروان بن حکم سعد بن عاص وغیرہ بن اُخس عبداللہ بن ربیعہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوام اور عثمان کے عزیزوں رشتہ داروں غلاموں اور خدنگاروں نے جمع ہو کر ان لوگوں پر جو اند گھس آئے تھے حملہ کیا اور پس پا کر کے باہر نکال دیا جب عثمان نے دیکھا کہ میرے غلام زہرہ پنے برہنہ تلواریں لئے مستعد جنگ ہیں فرمایا تم میں سے جو شخص تمھارا نہ اٹھا سکا۔ اور تلواریں پیام میں کرنے کا اُسے میں نے آزاد کیا یہ ستنے ہی عثمان کے غلاموں نے تمھارا ڈال دیے اور تلواریں پیام میں کر لیں پھر خلیفہ نے ایسے عزیزوں سے جو لڑائی کے لئے تیار تھے کہا اگر تمہیں میری خوشی منظور ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی دیکار ہے تو ان لوگوں سے مت لڑو اور تمھارا رکھو میں نے اپنے آپ کو مرضی الہی کے حوالہ کر دیا ہے اور مرضی الہی پر راضی ہوں اسی اتنا میں دیکھا کہ امیر المومنین کے تمام دروہام سے پھر آنے لگے ہیں اور کچھ لوگ پسر خرم انصاری کے گھر میں جو خلیفہ کے گھر سے ملا ہوا تھا گھس آئے ہیں اور وہاں سے انیت پھر پھینک پھینک کر لوگوں کو سختی کر رہے ہیں اور غل مچا رہے ہیں یہ پتھر ہم نہیں مارتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پڑ رہے ہیں عثمان نے جواب دیا کہ اے بے وقوف تو تم جھوٹ بولتے ہو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے تو مجھ سے پکڑ کر گرتے اور کوئی متاہ بے کار نہ جاتا اب ان لوگوں نے پھر غل شور مچایا اور دوبارہ خلیفہ کے مکان میں گھس آئے اور تلواریں سونت کر عثمان کے رشتہ داروں پر ٹوٹ پڑے۔ عثمان جاننا نہ پڑھیے تھے اور بالکل حرکت نہ کرتے تھے جب بہت ہی غل ہوا اور آپس میں جنگ ہونے لگی تو خلیفہ کے عزیزوں نے کہا آپ روزے سے ہیں اور یہ لوگ بدی پر آمادہ ہیں بہتر ہے کہ آپ روزہ کھول لیں۔



اور میں حکم دین کہ آپ کے سامنے ہم افسے جنگ کریں جہانگ ہم سے ہو سیکے گا اُن سے لڑنے کے امیر المومنین نے کہا جو کچھ مسطورا لہی ہے میں اسی بغیر ہوں میں ایسے آپ کو اُسکے حوالہ کر چکا ہوں رو رہہ کھولوں گا حضرت مصطفیٰ کو میرا انتظار ہے اتنے میں بغیرہ بن احسن نے تلوار سوت کر اور اُسکے شرع کر قاعد بن رافع انصاری پر حملہ کیا رافع بھی مقابلہ برآیا دونوں میں تلوار چلنے لگی رافع نے تلوار کا ہاتھ رسد کر کے بغیرہ کو مار ڈالا۔ مروان نے بھی تلوار لیکر حملہ کیا حجاج بن عمر انصاری مقابلہ برآیا اور ایک تلوار گردن پر ماری جس نے زرہ کو کاٹ کر گردن نجی کر دی۔ مروان بھاگ کر عورتوں میں جا چھپا عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوام بھی آگے بڑھا اور اُن لوگوں سے نوا لڑا اسے ڈرو اور ترم کر دیا امیر المومنین کے قتل سے بار آور اسکی الماحن ترم ورس ہے جو خلیفہ کتاب الہی اور سنت پیغمبر کے مطابق تھا ہمارے ساتھ رہتا و کرتا ہوا سے ہلاک کر کے روز قیامت کیا جواب دو گے اسی یہ کلمہ زبان ہی رہتے کہ عبدالرحمن بن حجاج نے لپک کر تلوار ماری اور عبداللہ گر کر مر گیا۔ اتنے میں عثمان کے غلاموں میں سے ایک غلام نے آگے بڑھ کر عبدالرحمن بن حجاج پر حملہ کیا مگر اتر نہ سکی اسے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا پھر ایک اور غلام نے حملہ کیا اترنے اُسے بھی قتل کر دیا پھر عبداللہ بن عمر اسود پر حملہ کر کے اسے ہلاک کیا اور اس پر بھی بس نہ کر کے عبداللہ میرہ بن عوف کو جو بڑا عابد و صالح شخص تھا اس سے ہگامہ کی گراگرمی میں تلوار مار کر لے جان کر دیا پھر امیر المومنین عثمان کی طرف جلا جھوٹا ارادہ قتل قریب پہنچا دیکھا کہ خلیفہ تہا ہے کوئی روکنے والا موجود نہیں۔ خلیفہ نے بھی اتر کر قتل کر دیا اتر کر لحاظ واسکی ہوا اور غفلت کی ملامت سے ڈرا سیوقت وہاں سے یٹ کر چلا آیا۔ مسلم بن کثیر کوئی نے کہا اسے اتر تو نے خلیفہ کے مارنے کا قصد کیا اور قریب پہنچ کر ڈر گیا واپس چلا آیا۔ اترنے کہا میں ڈرا نہیں مگر میں نے اُسے تنہا پایا کوئی میرا روکنے والا نہ تھا مجھے ترم آئی اور واپس چلا آیا محمد بن ابی بکر دینا خلیفہ کے پاس پہنچا اور رو رہا ہوتا ہی کہا ہاں اسے یہ کھتا ہے۔ عثمان نے کہا میں عثمان بن عفان رسول خدا محمد مصطفیٰ کا خلیفہ ہوں تو جھوٹا ہے جو میری توہین کرتا ہے۔ محمد بن ابی بکر نے ہاتھ بڑھا کر خلیفہ کی ڈار بھی پکڑ لی اور کہا تھے اسے حق میں خدا تعالیٰ کی قدرت کو کس رنگ میں دیکھا۔ خلیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میرے ساتھ صلائی کی ہے اسے جیتے تو خدا سے ڈرا اور میری ڈار بھی چھوڑ دے اگر تیرا بی بی بکر زندہ ہوتا تو وہ کبھی میری ڈار بھی نہ پکڑتا اور میری یہ توہین نہ کرتا۔ محمد نے کہا اگر میرا پ زنده ہوتا تو سر کرنا ایسے فعلوں کی اجازت نہ دیتا جو طریقہ شریعت سے باہر میں امیر المومنین نے ہاتھ بڑھا کر قرآن شریف جو جانب دست راست رکھا ہوا تھا اٹھا لیا اور کہا یہ اللہ کی کتاب ہے اور میں اس کے مطابق تمہارے ساتھ رہتا و کرتا ہوں اور سارا میں تمہاری رضامندی کا خیال رکھتا ہوں۔ تمہاری آرزوئی کو پورا کرتا ہوں تم سے کسی سے کو عزیز نہیں رکھتا۔ محمد بن ابی بکر نے جواب دیا اَلْاَلُ وَ قَدْ خَصَّیْتَ مِنْ قُلٍّ وَ کُنْتَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی اب کیا ہو سکتا ہے تو نے پہلے مافرائی کی اور تو فسادچی اور وہ سلجھ جو ہاتھ میں لئے ہوئے تھا امیر المومنین کی گردن پر مارا۔ گردن کی قدر رحمی ہو گئی سلجھ لے زیادہ کاٹ نہ کیا۔ خون جاری ہو گیا کہتے ہیں کہ امیر المومنین کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر پڑا تھا فَیَا کَہُو اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اب محمد بن ابی بکر خلیفہ کی ہلاکت سے شرم کر واپس چلا آیا اور کنانہ بن ابتر نے بے باکانہ پہنچ کر امیر المومنین کے سر پر ایک گرز مارا اور سیدان بن حمران مروا بھی ایک تلوار کا وار کیا اب خلیفہ سخت زخمی ہو کر تخت کے بل گر پڑے پھر اُن لوگوں نے بھی دائیں بائیں جانب سے وار کئے ابو جرب غائقی نے ایک ضرب لگائی اور ایک مصری شخص نے جا با کہ خلیفہ کی ناک کاٹ ڈالے مگر ناک نہ خنجر افشہ کھلی لے جو بڑی قوی پہلی عورت تھی ہاتھ بڑھا کر اسکی تلوار پکڑ لی جس سے ناک کا انگوٹھا کاٹ گیا وہ چلائی کہ اسے لوگو تم نہیں جانتے کہ کیسے پارا اور پاک دامن شخص کو ہلاک کرتے ہو لوگوں نے بقصد ہلاکت اسکی طرف بھی رخ کیا وہ بھاگ گئی اتنے میں عثمان کا ایک غلام ریل خانم خلیفہ کی تلوار لئے ہوئے آیا اور سودان بن حمران پر جو ناک قطع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا حملہ کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا سر کٹ کر گر پڑا۔ قبرہ بن وہب نے یہ دیکھ کر ریل خانم کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ایک اور غلام نے قبرہ کو مار ڈالا۔ اسی اثنا میں عمر بن حنظل

ذکر حالات امیر المومنین عثمان رضی

جست مارکہ عثمان کے سید پر جاسٹھا اٹھی کس قدر جاس باقی تھی کہ اُسے لورم لگائے اور کہا تیں رحم تو خدا کی راہ میں لگائے میں اور جہ اس کیسے کی عرض میں جو اسکی طرف سے میرے دل میں موجود تھا۔ عمر بن خطاب میری سب سے آیا اور لائیں مار کر طبعہ کی دو سیلیاں توڑ ڈالیں اور کہا سبھت انہی حصے مائت فی السبھت ایسے اسی نے میرے ماب کو قید کیا تھا یہاں تک کہ وہ قید ہی میں مر گیا۔ الغرض لوگوں نے جاکر عثمان کا سر تن سے جدا کریں عورتیں رونے پٹنے لگیں اسلئے سب لوگ اس ارادہ سے باز آئے۔ پھر غطف کے گھر کو لوٹا عورتوں اور بچوں کے پاس جو کچھ پانچمین لیا۔ خزانہ میں سے دو بوری درہموں سے بھرے ہوئے نکلیں اسکے بعد سب لوگ گھر میں سے نکل آئے اس واقعہ کے بعد عبدالرحمن بن ابی بکر اور ابو جہیم بن حذیفہ عثمان کے دروازہ پر آئے کہ عثمان کی لاش کے کش و دوش کی تدبیر کریں حجاج بن عزنہ انصاری کو دیکھا کہ ایسے رشتہ داروں کے ساتھ موجود ہے اور کیسکو اور نہیں جانے دیتا ابو جہیم نے کہا اگر تو ہمیں ماز ہے کے لئے اندر نہ جائے دیکھا تو فرستے مار پڑھیں گے۔ حجاج نے کہا اگر تو جھوٹ کہتا ہو تو اشد تھے بھی اسی کے پاس نہیں آئے۔ ابو جہیم نے کہا یہ تو بہت ہی اچھا ہو گا۔ اگر قیامت کے دن میں اس کے ساتھ ہو گا ایک مصری بول اٹھا اے اللہ تعالیٰ تیرا اور اسکا سر شیطان کے ساتھ کرے اور یہ ہمارا ہی قصور ہے کہ تجھے زندہ چھوڑ دیا ابو جہیم کے ایک دوست نے سمجھا یا کہ تو کیوں موتا ہے کیا انہی جہاں کا دشمن ہے یہاں سے چلا جا۔ ابو جہیم دماں سے چلا گیا اور حسان بن ثابت کے پاس پہنچا حسان نے پوچھا تو کس لئے رہم ہو رہا ہے اُس نے کہا اس سے زیادہ اور کیا سبب ہو گا کہ لوگوں نے عثمان کو قتل کر دیا اور اب نہ اسے اٹھائے دیتے ہیں نہ ماز پڑھنے کی اجازت دیتی ہیں حسان نے کہا تو اپنے آپ کو ملکات میں کیوں ڈالتا ہے جس لوگوں نے عثمان کے قتل کو آسان سمجھا ہے وہ تجھے جیسے کے قتل کر لے سے کیا اندیشہ ہے ابو جہیم خاموش ہو رہا اور اپنے گھر چلا گیا قتل عثمان کا واقعہ جہ کون سترہویں الحجہ ہے کوناز عصر کے وقت ظہور میں آیا خلیفہ کی پرائس کا سال علم الغیل سے چھ برس بعد کا ہے اس ہنگامہ کے وقت انکی سیاسی بریں کی عمر تھی اور وقت خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ چودہ روز کیونکہ خلیفہ عمر بن خطاب یکم محرم کو دفن ہوئے تھے اور تین دن تک مشورہ ہوتا رہا تھا میں بالفرض مجرم کو نشان میں نہ لائے تھے اور اذی الحجہ تک خلیفہ رہے۔ غرض تین دن تک عثمان کی لاش کو دفن نہ ہونے دیا۔ ویسے ہی بے حفاظت پڑی رہی اور ایک ٹانگ کٹے لیکن سب لوگوں نے اس سوا دھو دھواؤں میں سے بزرگ شخص تھا یہی کہتا رہا کہ میں اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دوں گا وہ مسلمان نہ تھا۔ کیونکہ یہ بات حقیت کے ساتھ معلوم ہے کہ اسے خلیفہ کے زمانہ میں ایک دن مسجد سے گھر جاتے ہوئے جبکہ نبی امیہ کے دربار سے تھے ابو نعیمان آیا اور کہا یا نبی امیہ تے نلقفی نلقف الکفر فوالذی بکھلف بہ اوسفیان ما من عندک ولا حساب ولا حسنة ولا ناکار ولا لعنہ ولا قیامتہ یھما نبی امیہ اس بات کو حاصل کرو خدا کہ دعاب کوئی شے ہے نہ حساب نہ بہت نہ دوزخ نہ ستر نہ قیامت اور عثمان نے اُس پر چڑھ کر جاری کرے اور مار ڈالنے کے عرض مسلمانوں کے خزانہ عامرہ سے اُسے دو لاکھ دینار دلائے۔ اقصیہ حکیم بن خزام اور جریر بن مطعم حضرت علی کے پاس آئے کہ کسی تدبیر سے اس روک کو سنا کہ عثمان کو دفن کرادیں آپ نے حضرت حسن کو اہل مصر کے پاس بھیجا کہ بانا حاد اور عثمانی کو دفن کر لینے دو انہوں نے آپ کی مہیت سے اس بات کو مان لیا تھے دن نماز شام اور نماز عشا کے درمیانی وقت میں حسن بن علی نے عبداللہ بن زبیر اور ابو جہیم اور چند اور آدمیوں کو ہمراہ لے کر نقش ایک چھوٹے سے شجر پر چہرے ایک ٹانگ نیچے لٹکتی رہی اٹھائی اور مصری لڑکتے میں جمع ہو کر مانع آتے رہے اور پھر مارتے تھے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں نہ لیا جائے پھر لوگ کے باخیر میں لے گئے لوگ ایک صحابی کا نام ہے اور اسکا یہ باخیر ہم دونوں کے قبرستان کے متصل واقع تھا وہاں چرمانی گدوں کو انصاریں سے کچھ آدمی آئے انہوں نے ملاز جنازہ پڑھنے سے روکا اسوقت حضرت علی نے کیسکو بھیجا انہیں منع کیا اور وہ اس بارہ سے روک گئے اسوقت حکیم بن خزام نے ملاز جنازہ پڑھی۔ مسلمانوں نے فرما دیا کہ اب یہ حکم دے دیا تھا کہ مسلمان اپنے مردوں کو قلع کے اس طرف دفن کیا کریں۔

شہد عثمان

انوار المومنین





پس دیش اور مخالفت طامہ ہو۔ طلحہ نے کہا حاشا وکلا میں خدا سے زیادہ مانگتا ہوں کہ مجھے تمہارا گھگھارا اور دشمن نہ بنائے کیونکہ علیا کرے سے میں ظالم ہو جاؤں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تو ان باتوں کا اقرار اور عہد کرتا ہے اور خدا نے عزوجل کو اس امر کا گواہ قرار دیتا ہے طلحہ نے کہا میں خدا سے عہد کر لیا اور سب امور قبول کر لئے۔ کبھی ان باتوں سے منحرف ہونگا ہمیشہ تمہاری مرضی کا پابند رہوں گا امیر المومنین نے کہا تو ہمارے ساتھ چل کہ زبیر کے پاس چلیں اور اس سے بھی ان باتوں کو کہہ لیں۔ طلحہ نے کہا بس وسم اور عہد ہو لیا۔ جب زبیر کے پاس پہنچے حضرت علیؑ نے زبیر سے بھی وہی بات کہی ہو طلحہ سے کہی تھی اور زبیر نے بھی وہی جواب دیا جو طلحہ نے دیا تھا اور حضرت علیؑ کے ساتھ عہد و پیمان کیا کہ میں آپ کی رضا و مرضی سے کبھی باہر نہ ہوں گا اور نہ کسی وجہ سے آپ کی محبت اور مودت سے سرکشی کروں گا ہمیشہ عہد شکنی سے ایسے آپ کو بچائے رکھوں گا جب طلحہ اور زبیر امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کے ساتھ یہ عہد و پیمان کر چکے اور جگہ صبح اور شرف اور ہاجرہ و انصار نے آپ کی خلافت کے لئے سخت اصرار کیا تو آپ زبیر کے پاس سے واپس آکر مسجد رسولؐ خدا میں تشریف لے گئے اور ایک جگہ نشست و رہائی حسرت تمام آدمی جمع ہو گئے تو ہاجرہ و انصار میں سے ابوشحیم بن الیثمہ بن رافع بن رفاعہ مالک بن عجلان ابویہ خاند بن زید اور زبیر بن ثابت وغیرہم نے ایک زبان ہو کر کہا اے لوگو تم جانتے ہو کہ عثمان تم سے کس طرح پیش آتا تھا اب وہ نہیں رہا حضرت علیؑ کی فضائل اور کرامتیں اور قربت قرابت حضرت رسولؐ خدا اقطاب روشن کس طرح ظاہر ہیں اور جو علوم اور اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ ذات بابرکات والائیں جمع ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں حلال و حرام کے متعلق ماریکے سکون اور بیماری تمہاری ہر روزہ بلکہ ہر ساعت کی ضرورتوں کی واقفیت سے تم خوب آگاہ ہو اگر ہم احرارے کار خلافت میں کسی اور شخص کو حضرت علیؑ سے زیادہ بڑھا کر ہمارے سرگارا اور خدا ترس پاتے تو تمہیں اسکی بیعت کی صلاح دیتے لیکن آج دنیا بھر میں یہ نیک خصلتیں آپ سے زیادہ کسی شخص میں موجود ہیں میں پس تمہاری کیا مصلحت ہے اور آپ کی کار خلافت کو تم کیا سمجھتے ہو بے متعلق لفظ کہا ہم حضرت علیؑ علیہ السلام کی خلافت سے رضا مند ہیں اور کسی جادو یا مجبوری سے نہیں بلکہ بخوشی خاطر اسکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں اور از روئے یقین و بصیرت ہم اس امر کو قبول کرتے ہیں نہ بسبب تردد و دیرتانی حضرت علیؑ نے فرمایا تم نے جو باد اور محوری غیر محض دلی ارادہ اور شوق سے قبول کرنے کا ذکر کیا ہے تو کیا محض اپنی حسن تحقیق سے ایسا کیا ہے یا سنا ہے حق تعالیٰ مجھے اسکا حق ارشاد سمجھ کر کہا ہے۔ سب نے کہا ہم سنا ہے الہی آپ کا حق اپنی گردنوں پر واجب سمجھتے ہیں امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے فرمایا تم آج تو ایسے اپنے گھر جگہ حائل اور اس معاملہ میں فرید غور و فکر کر لو پھر کل آنا اور جس امر پر سب کی رائے قرار پائے گی انشاء اللہ اسے عمل میں لایا جائیگا دوسرے دن حضرت علیؑ کے مسجد میں تشریف لائے سے پہلے ہی سب لوگ آکر جمع ہو گئے پھر حضرت علیؑ بھی آئے اور منبر پر تشریف فرما ہو کر حمد و ثناء باری تعالیٰ کے بعد حضرت رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور فرمایا اے لوگو آج معاملہ خلافت تمہارے قابو سے نکلتا ہے۔ خوب طر سے سوچ سوچ لو جس شخص کو تم اچھا سمجھو اور اس امر کے لائق جانو یا نہ ہو مصلحت بہتر معلوم ہوا سے خلیفہ ہالو میں علیؑ ابو طالب بھی تمہارے ساتھ ہوں اس معاملہ میں تم سے مخالفت نہ کروں گا تم جس شخص سے بیعت کرو گے میں بھی ساتھ دوں گا امیر المومنین کی ان باتوں کو سنا کر مسجد کی ہر سمت اور ہر گوشے سے آوازیں گوش زد ہوئیں کہ ہم آج بھی انہی ارادہ پر جس پر سب پر عمل مستعد تھے ہم اپنا تمام امر خلافت میں آپ سے بہتر کسی دوسرے شخص کو نہیں پاتے آپ دمت باسعادت آگے بڑھائیں کہ ہم بیعت کریں امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام یہ بات سنا کر اور جگہ ہاجرہ و انصار کو اس ارادہ پر مستعد پا کر خاموش ہو رہے۔ طلحہ بن عوف نے آنحضرتؐ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت کی طلحہ کا ایک ہاتھ جنگ احد میں زخمی ہو جانے سے ٹپ ہو گیا تھا قبضہ بن حجار ہمدانی نے کہا اے اللہ وانا الیک راجعون ہر روز غصہ ہوتا کہ بیعت کے لئے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر سب سے پہلے شل ہاتھ رکھا گیا خدا کی قسم طلحہ کی بیعت کو قیام نہ ہو گا اس میں نقص واقع ہو گا عرض طلحہ کی بیعت کرنے کے بعد



نہ میر نے بیعت کی اس کے بعد اور سب مہاجر و انصار اور شہر فار و صلا اور سرداران عرب و عجم اور اوسط درجہ کے ہر ایک شخص اور صاحب جاہ و عجم  
 نے سوہرہ میں موجود تھا دلی عجم سے بیعت کی حضرت علیؑ نے جلعہ ہو کر فرمایا کہ عثمان کے گھر میں سے وہ تمام مال و اسباب اور اسلحہ جو خزانہ عامرہ سے  
 تعلق میں لاکر حاضر کر دے جب لایا گیا تو خزانہ عامرہ میں مسجد باعیر صدقہ کے اوٹ مگائے اور ایک محافظ کے حوالے کر دیئے اسکے بعد باقی ماندہ عثمان  
 کا مال اس کے وارثوں کے لئے چھوڑ دیا پھر حکم دیا کہ خزانہ عامرہ کا تمام مال حاضر کرو لوگوں نے لاکر موجود کر دیا آپؑ نے فرمایا کہ سب مال مہاجرین اور  
 انصار میں تقسیم کرو ہر شخص کے حصہ میں تین تین دینار آئے یہ کم نہ زیادہ باقی احوال سے خدا خوب واقف ہے جس عاقبتہ صدیقہ نے حج کر کے مدینہ  
 کی طرف مراجعت کی اور قریب آئیں تو عبید بن سلمہ یعنی حواہن کلاب کے نام سے مشہور تھا استقبال کے لئے نکلا عائشہ نے پوچھا کیا حال ہے اُس نے  
 کہا لوگوں نے عثمان کو مار ڈالا عائشہ نے کہا پھر کیا ہوا عبید نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ سے بیعت کر لی۔ عاقبتہ بونی اسے کاش آسمان زمین پر پھٹ پڑتا  
 اور میں یہ دن نہ دیکھتی اور یہ خبر سن کر خدا کی قسم عثمان کو ظلم سے مار ڈالا اور بیٹھا اسکا خون بہا دیا والد عثمان کی عمر کا ایک دن علیؑ کی تمام عمر سے بہتر  
 تھا۔ میں بچپی نہ بیٹھوں مگر جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہ لے لوں گی۔ عبید نے کہا تم ایسا کیوں کہتی ہو کیا تم علیؑ کی تعریفیں نہ کیا کرتی تھیں اور نہ کہا کرتی تھیں  
 کہ آج روئے زمین پر کوئی شخص درگاہ جناب الہی میں حضرت علیؑ ابوطالب سے زیادہ گرامی ہیں۔ اب کیوں اُس کی دشمن بن لگیں اور کس واسطے اسکی  
 خلافت سے ہزار ہو کیا تم ہی عثمان کے قتل کے لئے لوگوں کو ترغیب نہ دلاتی تھیں کہ اس پر کھسار کو مار ڈالو اب کیا ہوا کہ ایسی باتیں کرتی ہو عائشہ  
 نے کہا میں اسوقت ایسا ہی کہتی تھی جب سے اُس کی خبر سن لی ماز آئی اُسے تم سے تو بڑی تھی تو بڑے سبب اسکے تمام گناہ جاتے رہے تھے تم نے  
 اسے مار ڈالا خدا کی قسم میں اُس کے خون کا بدلہ لوں گی اور کبھی اس کام کو نہ بھولوں گی عبید نے کہا اے ام المومنین خدا کی قسم تم اچھا نہ کرو گی امت مصطفیٰ  
 میں فساد اور فتنہ پیدا کرو گی بڑے بڑے فساد اٹھ کھڑے ہوں گے اور بیشمار خون ریزیاں وقوع میں آئیں گی عائشہ نے عبید کی بات پر ذرا توجہ نہ کی بلکہ  
 نصف راستہ سے پلٹ کر مکہ کی راہ لی جب عثمان کے مامے جانے اور امیر المومنین علیؑ سے جلعہ مہاجر و انصار کے بیعت کرنے کی خبر تمام اطراف میں پھیل گئی  
 تو کوہ والوں کو بھی خبر ہوئی وہ ابو موسیٰ اشعری کے پاس جو اسوقت امیر کوہ تھا حاضر ہوئے اور کہا تو نے کس لئے امیر المومنین علیؑ سے بیعت نہیں کی اور نہ  
 انکی بیعت کے لئے اور لوگوں کو فراہم کیا حالانکہ تمام مہاجر و انصار نے اُن سے بیعت کر لی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا مجھے اس امر میں کچھ تامل ہے دیکھتا ہوں  
 کہ اسکے بعد کیا واقعہ ہوتا ہے اور کیا خبر آتی ہے ناشتم بن عبید بن ابی وقاص نے جواب دیا اور کیا خبر آئے گی عثمان کو مار ڈالا مہاجر و انصار اور خاص  
 و عام امیر المومنین علیؑ سے بیعت کر لی کیا تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ علیؑ سے بیعت کر لی تو عثمان دوسرے جہان سے پلٹ آئیگا ناشتم نے یہ کہہ کر اپنے  
 دھننے ہاتھ میں نایاں ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بایا ہاتھ میرا ہے اور دایاں ہاتھ حضرت علیؑ کا میں نے اُن سے بیعت کی اور اُن کی خلافت کو قبول کیا ناشتم نے  
 اسطرح سے بیعت کر لی تو ابو موسیٰ نے بھی مجبور ہو گیا کوئی غدر نہ کر سکا اٹھ کر بیعت کی اُس کے بعد تمام اکابر و سادات اور ستائش و مشاہیر کو فہرست بیعت کر لی  
 پھر تو یہ خبریں تمام اطراف و جہاں میں پہنچ رہی تھیں۔ یمن والے بھی بہ رغبت دلی ادا سے رسم مبارکباد کے لئے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے  
 سب سے پہلے یمن کے نامور اشخاص میں سے رفاعة بن وائل سہدانی دار و مدینہ ہوا اس کے بعد روہبہ بن دبر کل نے مع نکائل سفر مدینہ اختیار کیا  
 حضرت علیؑ نے اطلاع پا کر اشرع بنی کو طلب کر کے حکم دیا کہ اس کو ہمراہ لکبران کے استقبال کو جائے۔ اشرع شاندار جمعیت اور نمایاں سامان  
 کے ساتھ نکلا متصل پہنچ کر جہاں نہایت عزت و حرمت اور مہربانی سے پیش آیا اور کہا تمہیں اس زمانہ باسعادت و مہابوں نال اور حریت امام  
 عادل و خلیفہ اس سے جیشہ خوشی و غور می حاصل ہو۔ ہم تمہارے دوست ہیں اور ہم ہمارے۔ پھر اُن کے ہمراہ مدینہ میں آئے امیر المومنین نے فرمایا  
 اہل بیت علیہم السلام ایک دن آرام کیا دوسرے دن اہل بیت علیہم السلام کے طلب کیا کہ اُن سے علیؑ کو شکریہ کریں۔ اُس گروہ میں سے دس

شریف آدمی حاضر خدمت ہوئے فیاض بن علی الازدی سے آگے تھا جسکے بعد بالہ تیب ورماب وائل ہمدانی کیسوم سلسلہ پہنچی۔  
 روزیہ بجلی رفاحق بن شداد حوالانی متہام بن ارمیجی جمیع بن حتم کندی۔ انیس بن قیس کندی ہشام بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد مرادی تھے  
 امیر المومنین نے باریابی کی احارت دی اپنے قریب ٹھکایا اور نہایت مہربانی فرمائی پھر فرمایا تم میں کے سر راوردہ اور نامور لوگ ہوا کہ مجھے کوئی ایسی  
 سخت ہمہ پیش آجائے کہ اسکا فیصلہ رہاں شیر کے سوا ممکن نہ ہو تو تم معرکہ آرائیوں اور جنگ و جہل کے وقت کسر و جہت تک پائیداری اختیار کرو گے  
 اور کہا تا تک ہمارے ساتھ رہ کر جنگ کرو گے انہیں سے عبد الرحمن بن محمد مرادی نے جواب دیا اے امیر المومنین ہماری مات تلوار سے قطع کی گئی ہے  
 تیر و کی نیتان سے ہنسنے دودھ پیاسے جنگجو ہاروں میں رکریر و رتس یابی ہے تیر و تر کے جھول کو ہم اپنے بدن پر پڑ رہا پھول بھلائی تھکتے  
 ہیں۔ ہم آپ کی اطاعت کو جلائی کی عبادت جیسا واجب سمجھینگے اور جنگ کے لئے جہڑن کا حکم ملگا وہیں بھیج کر فتح و نصرت کے ساتھ مراجعت کریں گے  
 حضرت علی علیہ السلام نے محاکمہ و عدائے بزرگ و مانے اور انعام و اکرام اور جلالت و حرمت و مارک بڑی لوازش و مائی اور کچھ خوشی و نصرت عطا کی آپ کے  
 بعد عمار یا سر نے خدمت مابکام میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حملہ وضع و شریعت بجات محمودی و پریشانی حیت کی ہے مامور لوگوں کا ایک حصہ عبداللہ بن عمر و محمد بن عمر  
 بن مسلمہ اسامہ بن زید و حسان بن ثابت اور سعد بن مالک جیسے شخصوں کا باقی رہ گیا ہے لہذا آپ مصلحت سمجھیں تو اس میں بلا کر دلداری و مانیں کہ وہ  
 بھی حاضر خدمت ہو کر مہاجر و انصار کے ساتھ ترکیب بیعت ہو جائیں حضرت علی نے فرمایا اے عمار جس شخص کو ہماری طرف توجہ نہیں ہے ہمیں بھی اسکی کوئی  
 ضرورت نہیں اشر شخص سے عرض کی اے امیر المومنین ان کا طلب کر لینا ہی بہتر ہے کہ وہ بیعت کر لیں اگرچہ یہ وہ لوگ ہیں جو قبل انہیں خدمت مصطفیٰ صلعم میں  
 رہ چکے ہیں اور ہماری جماعت سے مقدم ہیں مگر ایسا معاملہ ہے جس میں سب کو شامل ہونا اور موافقت اختیار کرنی لازم ہے کہ پھر کیس کو مانے غرض باقی رہی  
 آپ انہیں بلالیں کہ وہ بیعت کر جائیں آج رہاں سے کام چاہے ساداکل کو میرہ اور تلوار سے کام لینا پڑے اور دوست و دشمن مار ہیں ہو سکتے۔  
 مالک بولا لوگ اپنے کاموں کی دستی کے لئے آپ کی پیروی اختیار کرتے ہیں آپ بھی اپنے کام کے استحکام کا خیال فرمائیں اور تمام لوگوں کو ایسی خدمت  
 و اطاعت کی طرف متوجہ کریں امیر المومنین نے فرمایا اے مالک میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ مانتا ہوں انہیں ایسی مرضی چھوڑ دے یا وہ جو حطلہ  
 تسمی سے اٹھ کر کہا تو جس آپ کی خدمت و بیعت پر راغب نہ ہوگا ہمیں اس سے کچھ کام نہیں اور جس شخص سے بھر بیعت لیجائے وہ کسی شمار میں نہیں آ سکتا  
 اگر وہ لوگ ایسی بھلائی اور سعادت سمجھ کر بہت بیعت و بی حاضر خدمت ہوں اور بیعت کرس تو بہت اچھی بات ہے ورنہ ان سے کچھ مطلب نہ رکھنا چاہئے خاص  
 سے آگے بڑھ کر کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تم اس امت کے خلیفہ حق ہو اور اس دنیا میں محفوظ اور مطمئن ہو۔  
 لیکن یہ بات بھی ہے کہ ہم میں سے کچھ آدمی آپ کے ساتھ اس معاملہ میں ضرور جھگڑا کریں گے اگر تم چاہتے ہو کہ میں بھی تمہاری حیت اختیار کروں تو مجھے ایک  
 ایسی بنا دو جسکے ایک زبان اور دلب ہوں لولتی ہو اور حق باطل کا فرق بتا سکتی ہو امیر المومنین نے فرمایا تو مجھ سے حجت طلب کرنا ہے اے سعید تیرا وہی  
 حال ہے جیسا کوئی خدا کی بھیجی ہوئی وحی کے خلاف کچھ کہتا یا کرتا ہو۔ مہاجر و انصار اور جملہ مسلمانوں میں یہ امر قرار یافتہ ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسول کے  
 مطابق میں ان سے براؤ کروں گا اگر تجھے لید ہو بیعت کر نہیں تو اپنے گھر میں جا بیٹھ مجھے حضور نہیں کرنا۔ ہمارا سر نہ کہا اے سعید اسے ڈر ب کو اس کے  
 سامنے حاکم ہے۔ امیر المومنین علی خلیفہ حق ہیں آپ کے مارج و مناقب جو کلام الہی میں درج میں محتاج بیان نہیں ہیں جب کہ تمام مہاجر و انصار  
 نے آپ کی خلافت کو مان لیا اور سب بیعت کر لی ہے تو مجھے بھی ایسی بیعت کے لئے بلایا ہے تو خدا کرنا اور اسی تلوار لگائے جس کے لب و زبان  
 موجود ہیں یہ اچھی بات نہیں معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں کچھ اور بات سمائی ہوئی ہے۔ اسی گفتگو کے ثناء میں امیر المومنین نے آدمی بھیج کر مامور  
 بن حکم سعید بن عاص اور ولید بن عقبہ کو روانہ کیا کہ وہ اس سے کہہ دے کہ تم میرے پاس نہیں



اُتے اور بیعت سے منحرف ہو۔ ولید بن عقیقہ نے جواب دیا اے امیر المومنین ہم کس امید پر آپ کی بیعت اختیار کریں اور آپ سے کس سے کی توقع رکھیں آپ ہی نے ہمارے پردہ بال اکھاڑے اور ہمارے سنیوں میں کیمہ پیدا کیا ہے میرے باپ کو جنگ مدرس میں آپ سے ہلاک کیا سعید بن عاص کے باپ کو بھی حوس امیر کا جلس القدر سردار تھا روز جنگ بدر قتل کیا رما مرواں اس کے باپ کو امیر المومنین عثمان نے مدینہ میں بلالیا تھا تھے اُسے جس کا کچھ سخت و سخت کہا سو کہا اے عثمان کی رائے کو مکرور اور حطارت پر کیا حکم آپ نے تم غیروں کے ساتھ ایسا کچھ کیا حکامیان ہمیں ہو سکتا اب ہم کس طرح صحیح کریں اور کس دل سے آپ کو دوست سمجھیں تمہیں اضافہ کر سکتے ہو علاوہ انہیں اگر آپ سے بیعت بھی کجائے تو اس شرط پر کریں کہ تم عثمان کے قاتلوں کو قتل کرو اور ہم سے جو خطا اور سہو واقع ہوں انہیں معاف کر دو کیونکہ انسان غلطی اور قصور سے خالی نہیں ہو سکتا اور اگر ہم اپنے چایا نہ جانی معاویہ کے پاس سام کو جانا چاہیں تو ہمیں اجازت دیجائے اور اُنکے پاس جاتے سے نہ رکھیں۔ امیر المومنین علیؑ نے جواب دیا تمہارا کینہ میری ذات سے ناخوش ہے جو کینہ مجھ سے رکھتے ہو وہ خدا سے رکھنا چاہئے اور عثمان کے قاتلوں کی خوریزی اگر آج میرے امکان میں ہو تو کل پر پھوڑوں رہا تمہارا خون زدہ ہونا جس امر سے تم ڈرتے ہو میں نے امان دی۔ مروان نے کہا اگر محمد آپ سے بیعت نہ کریں تو آپ ہمارے ساتھ کس طرح پیش آئیگے فرمایا اگر بیعت سے انکار کرو گے تو قید کروں گا اور جنگ مسلمانوں سے متفق اور بیعت سے راضی نہ ہو گے پھوڑوں گا اور اگر بغاوت اور سرکشی کرو گے تو سخت ترین سزا دوں گا۔ حضرت امیر کی یہ باتیں سکر جانا چار بیعت کی اور واپس چلے گئے اس معاملہ کے بعد آپ نے سنا کہ وہ ہر وقت مسفر اور خون زدہ رہتے ہیں جان و مال کی طرف سے مطمئن نہیں ہیں اور مروان بن حکم نے اس مضمون کے حیدر تعارف تصیف کر کے امیر المومنین کو سنائے وہ اس تعارف میں تقدّمات لکھا اجدلی مَعْدَمًا، اِمَامِیٌّ وَلَا حَلْفِیٌّ سَوَامُ لَوْ بَیَّ مُوَصَّلٌ، وَ اَوْدِیَ اَنْ اُحْمِیَّ وَالْفُحُوْدُ حَمْدٌ، فَوَالِی الْمَسَاوَا لَکَمَا ابْ اَلْمُوَحَّلُ، اَنْتَ عَلَیْکَ کِتُّ رَاضٍ بِاَمْرِهِ، وَلَا نَاطِرٌ فِیْهِ حَقٌّ وَ مُسْطَلٌّ، جناب امیر نے یہ اشعار سکر آدمی بھیجا اور مروان، ولید اور حیدر کو بلا کر فرمایا اگر تمہارا دل مدینہ میں نہیں لگتا اور میری طرف سے ڈرتے رہتی ہو اور شام کی طرف جانا چاہتے ہو تو میں چلے جانے کی اجازت دیتا ہوں اور اگر جانب شام نہیں جاتے اور کسی اور طرف کا قصد ہے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں مروان نے کہا آپ ہم پر ہر وقت مہربانی اور رعایت فرماتے رہتے ہیں اچھو قید کر ہم اس میں اور مطمئن ہیں کسی قسم کا خون نہیں اور ہمارے نزدیک مدینہ اور تمام مقامات سے بہتر ہے آپ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے جہاں رہو چاہے معاویہ کے پاس یا اور جہاں کہیں جی چاہے۔ حاکم ہے۔ وہ خوش ہوتے ہوئے کہیں چلے آئے اُس کے بعد مروان نے ایک تصدیق تصنیف کیا جس میں ہر قسم کا تذکرہ اور حضرت علیؑ کی برائیاں درج تھیں لکھا تھا کہ امیر المومنین عثمان کے قاتل خوشحال و فانیع البال ہو گئے وہ مدینہ میں پھرتے اور قتل عثمان پر باز کرتے ہیں علیؑ انہیں دیکھتا ہے اور خاموش ہے انجام کار معاویہ نے بھی یہ داستان سنی اور مدینہ میں بھی ان اشعار کی تہمت ہو گئی اور امیر المومنین نے بھی سن لیا کچھ مسلمانوں نے مروان کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا مگر حضرت علیؑ نے روکا اور فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو اُسے مجھے برا کہا ہے نہ تمہیں ولید بن عقیقہ نے وہ تہمت سکر مروان کو ملامت کی۔ معاویہ ملک شام میں بیٹھا ہوا عثمان، بنی امیہ اور عثمان شاہ مروان کے حالات کا مستلاشی اور جویاں رہتا تھا۔ ہر روز مدینہ کی خبروں کی تلاش تھی ایک دن ایک شخص مدینہ سے وارد شام ہوا اور معاویہ کے پاس پہنچا۔ معاویہ نے پوچھا تو کون ہے کیا نام ہے اُس نے کہا حجاج بن خرمیتہ اتیہاں ہوں مدینہ سے آیا ہوں معاویہ نے کہا وہاں کے حالات بیان کر اُس نے واقعہ قتل عثمان اور اسے آخر تک کہہ سنایا اور تمام ہی اچھے بُرے حالات کہہ گذر معاویہ نے کہا میں نے امیر المومنین عثمان کا واقعہ سن رکھا ہے تمام کیفیت سے آگاہ ہوں کیا تو اس روز مدینہ ہی میں نہایت ہانی نے کہا مان میں مدینہ میں تھا اور ذرا سے واقعات سے باخبر ہوں معاویہ نے کہا یہ تبلا عثمان کو شخص جس نے مارا ہے اُسے جو ایدیا اول کسوح مرادی اُسکے پاس پہنچا اور حکم بن حبیل نے اسکی اولاد کی محمد بن ابی بکر نے اُسے رنجی کیا کہ نہ بن بشر بنی خنی اور سیدان بن حرام مرادی نے رنج شدید لگائے۔ پھر اشتر بنی عمار یا سر عمر بن حنظلہ اور بنی حنظلہ سے اور آدمی جن کے نام موجب تطویل سخن میں خلیفہ کے کھر میں جس

کے اور جو کچھ کرنا تھا کیا اور غم و غصہ کی باتیں غم و غصہ دلاتی ہیں میری عمر دراز ہو۔ معاویہ نے کہا یہ کیوں کر ہو سکتا تھا کہ عثمان مارا جاتا اس کے دوستوں اور  
مستعملوں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا خدا کی قسم جو سب سے پر قادر ہے اگر میری عمر نے وفا کی اور اہل شام نے ساتھ دیا تو اس گروہ کو ان کے فعل کی نذر دوں  
اور ان سے امیر المومنین عثمان کے خون کا بدلہ لوں گا۔ پھر حجاج سے پوچھا کس کس نے علی کی معیت کی اس نے جواب دیا تمام قبائل و انصار اور سردارانِ حجاز  
و یمن و کوفہ و مصر کے بڑے بڑے امیر و لوگوں اور امیرِ دن نے بھی علی کی معیت اختیار کر لی ہے اور غالباً اس وقت تک بصرہ کے بزرگوں نے بھی ہجرت کر لی ہوگی  
مگر باوجود اس کے شامی لشکر جو تیرے پاس موجود تیرا دوست دار اور سامانِ جنگ سے مرتب ہے علی کے لشکر سے دوجینہ ہے اور ابھی تک اسکا کلام اچھی طرح  
ہمیں جان نہ کسی امر کو اسکا حکام حاصل ہوا ہے کہ مدینہ سے حرکت کر سکیں آج تیرا لشکر سب کا سب میرا ساتھی ہے اور جو فروغِ شفق اور یکدل ہوتی ہے اگرچہ شام  
میں کم ہونا موافق والی لشکر تیرے بغاوتی ہے اور تیرا لشکر جو علی کے لشکر سے زیادہ ہے میرے سب فرمانبردار اگر تو علی سے مخالف کر دیا جیسا  
ہے تو اب خاصا موقع ہے قل ازیں کہ وہ قوت حاصل کر کے سازد سامان سے درست ہو تجھے امیرِ حجاز کہہ دیا جائے تاکہ کلام ختم ہو جائے اور جو قوت علی نے  
انپاکام درست اور انتظام مستحکم کر لیا تو میں یقین کرتا ہوں کہ ملک شام کو تیرے پاس نہ رہنے دیکھا اور بغیر تمام کے حجاز و عراق پر راضی نہ ہوگا اور گو تیرے پاس  
حجاز و عراق ہیں شام تیرے قبضہ میں ہے تو اسی پر خوش رہے گا۔ معاویہ نے کہا اے حجاج واللہ تو سچ کہتا ہے میں عثمان کی مدد کرے سے سخت بے ایمان  
ہوں اس نے مجھ سے مدد مانگی میں نے مدد نہ کی اگر میں اسکی مدد کرتا تو اسکا کوئی کچھ نہ کر سکتا مجھے اس بات کا شرم ہے پھر اُسے اسی مصون کا قصیدہ لکھا  
وفاتِ عثمان پر بہت کچھ حسرت و افسوس اور اسکی آمد میں سستی و کاہلی کر کے حالات اس میں درج کئے ماسوا اس کے خونِ طبعی اور انتقام کشی کے خواہشات  
دل میں لپکائے جا رہے تھے انہیں بھی ظاہر کر دیا اب یہ قصیدہ تہور ہو گیا۔ اور مدینہ میں بھی جائیبا مغیرہ بن شعبہؓ لشکر امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں حاضر  
ہوا اور کہا اگر آپ قبول فرمائیں تو مجھے کچھ عرض کرنا ہے آپ نے اجازت دی کہ بیان کر معیرہ نے کہا آپ معاویہ کی طرف سے خبردار ہیں وہ عثمان کے چچا کا بیٹا ہے  
اور ملک شام اس کے قبضہ میں ہے میں آپ کی مخالفت کی مخالفت میں اور کسی سے اس قدر اندیشہ نہیں کرتا جقدر معاویہ کی مخالفت سے اگر آپ مناسب سمجھیں  
تو بفضلِ اُسے دلاسا دینا چاہئے اور ملک شام اُسی کے پاس رہے دیں بلکہ ایک جدید دستاویز اسکے پاس بھیج دی جائے کہ وہ وحش ہو کر کوئی اور راہ نہ کرے  
تیرا طران و جانب کے اور تم بھی جس اس خبر کو سنیگے کہ امیر المومنین علیؑ نے معاویہ کی دلاری فرما کر ملک شام پر بحال و قائم رکھا ہے تو آپ کی طرف مائل  
ہو جائیں گے اور آپ کی اطاعت و مطاعت کی رغبت کرینگے اس طرف دوست اور دشمن سب احاطہ فرما سرداری میں آجائیں گے اور جملہ نظام بھیگ ہو کر  
علائے سرسبز و آباد ہو جائینگے میری یہی رائے ہے جو عرض کر دی گئی امید جو حضور کی رائے ہو آپ نے فرمایا اسے مغیرہ تیری رائے بہت درست ہے اور میں بھی  
خوب سمجھتا ہوں کہ مجھے معاویہ کی طرف سے ہوتیار رہا چاہئے مگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو زمان الہی عنہم قائل و مائل و مائل  
المصلان عسلا نازل ہوا ہے معاویہ کے حق میں رعایت کرنے سے روکتا ہے مجھے معاویہ کے ظلم اور اسرار کا حال بخوبی معلوم ہے میں نہیں چاہتا کہ  
اُسے مسلمانوں کا والی بنائے رکھوں یا کسی اور علاقہ کا کام اُس کے حوالہ کر دوں ہاں میں اُسے خط لکھ کر مسلمانوں کی متابعت سے مطلع کروں گا اور اپنی  
فرمانبرداری اور اطاعت کے لئے ہدایت کروں گا اگر وہ اپنی سعادت صدی سمجھ کر اپنے افعال سے باز آگیا اور میری ہجرت کرنی تو میرا اُس کے ساتھ رعایت  
کرے میں کوئی کلام نہ ہوگا اور اگر اُس نے انکار کیا اور مخالفت اختیار کر کے جھگڑا اٹھایا تو اُس کے معاملہ کا تصفیہ خدا پر چھوڑوں گا اور متضرر ہوں گا کہ کیا تیر  
نکلتا ہے۔ مغیرہ نے کہا اہاں باتوں سے ہمارا حق یہی مطلب تھا کہ اگر خلافت و امامت کو دینی حاکم ہو آپ اس طرح فرماتے ہیں یقیناً معاویہ ابنِ ابی بکر  
سے بڑا ہوگا اور معاملہ بہت طویل پکڑ جائیگا۔ خدا ایک انجام کرے مغیرہ یہ کہ حضرت علیؑ کے پاس سے چلا گیا اس واقعہ کے بعد جناب امیر نے شام کے مضاف  
اور حجاز سے ملنے کا یہاں خیال کیا اس کی نسبت جو کچھ مصلحت وقت ہوا میرے علم میں نہ آیا جیسے قصہ فرمایا اور اب اسکی امیر المومنین کے بارے



مطلع ہو کر حاضر حدرت ہوا اور عرض کی مدد سے صاحب سام ایک اسکر کرنا میری رائے میں مخالف مصالحت ہے یہی بہتر ہے کہ آپ مدینہ میں قیام فرمائیں۔ شہر کو خالی چھوڑیں کیونکہ مدینہ مکر اسلام ہے اور محدث ایماں۔ مقام ہجرت رسول خدا ہے اور بیان رحمت رسالت تاک کار و نہ مہر موجود ہے آپ کے واسطے یہ مقام عمدہ حار و نیاہ اور مستحکم و مضبوط قلعہ ہے پہلے حلفے بھی ایسا کہ رہے ہیں انہوں نے اس مقام کو کبھی خالی نہیں چھوڑا ہے۔ وجوہات مذکورہ بالا یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اسی جگہ قیام رکھیں یہاں تک کہ امر خلافت کو استحکام حاصل ہو جائے اور حکم اطراف کے مددگار اور سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہر ساداتِ معیت سے مشرف ہوں اور جمعیت فراہم ہو جائے اگر کیڑوں سے کوئی دشمن نمودار بھی ہوگا تو لوگوں کے اجتماع کے سبب اسکو شکست دینا آسان ہوگا۔ عرض شکہ مدینہ کے قیام کے ساتھ بہت سی برکتیں شامل ہیں اور حضور ان باتوں کو بخوبی جانتے ہیں آپ نے جواب دیا اے ابوالیوس جو کچھ تو نے کہا بالکل ٹھیک ہے اور عین مصالحت اور مناسب وقت ہے لیکن لشکر اور مال دونوں عراق میں ہیں اور تمام اہل و عیال کچھ بھر دسانہیں عراق میں میرے موجود ہونے سے شام کیڑوں کا کھٹکا مٹ جائیگا۔ لیکن میری یہ رائے نہیں ہے تو میں نے بھی ارادہ شام فتح کر دیا اور تیرے ہی منورہ کو اختیار کیا۔ عرض شکہ مدینہ میں قیام مرا کہ تمام ممالک میں مصروف ہوئے ایسے ہمارے جہد بن ہیرہ بن ابی وہب غزوئی کو بلایا کہ خراسان کی حکومت کا فرمان لکھ دیا اور حکم دیا کہ وہاں پہنچ کر خراسان کے باقی حصہ کو بھی جو سوز و غم ہیں ہوا ہے فتح کر لے پھر عبدالرحمن بن ابی ہریرہ کو نواح یامین کی حکومت کا فرمان تحریر کر کے اُس سمت بھیج دیا اسی طرح تمام اہل عامل مقرر کر کے اُن علاقوں میں بھیج دیئے حوریر فرمان تھے۔

## طلحہ زبیری کی مخالفت کی ابتداء اور ام المومنین کی ہمراہ انکا بصرہ کی طرف جانا

جس وقت عثمان کے حادثہ اور علی بن ابی طالب کے حلیف ہونے کی خبریں ہر طرف پھیلیں عبداللہ بن عامر کر کہ بھی جو عثمان کی طرف سے والی بصرہ تھا اطلاع ہوئی اُس نے اندیشہ کیا کہ امیر المومنین علی حکومت بصرہ سے اُسے علیحدہ کر دیں گے اور کسی اور کو حاکم بنائیں گے اسلئے آدمی بھیجا کہ تمام لوگوں کو جامع مسجد میں فراہم کیا اور کہا اے لوگو عثمان کو دشمنوں نے ظلم سے قتل کر دیا ہے اسکی معیت کے حقوق کی محافظت تم پر واجب ملکہ لازم تھی اور بعد وفات احسانوں کے حقوق ادا کئے جائیں تو بہت ہی اچھی بات ہے میں نہیں چاہتا کہ عثمان کا خون صالح جائے۔ میں جانتا ہوں کہ اُس کے قاتلوں کو پکڑ کر بطور قصاص قتل کر لوں گا خاموش رہو۔ تم نے علی بن ابی طالب اور اُس گروہ کا حال جسے اُن سے معیت کرنی ہے اُس ہی لیا ہے لازم ہے کہ مستعد ہو جاؤ اور سامان جنگ دست کر لو۔ اس کلام میں مجھے مدد دو۔ بصرہ کے ایک نامور شخص نے کہا اے سرمام میرے ہاتھ بکے ہوئے ہیں میں نہ تو اُس شہر کو برور تسمیر فتح کیا ہے تو عثمان کی طرف سے حاکم مقرر تھا آج عثمان مارا گیا اور قاتل مدینہ میں موجود ہیں۔ عثمان کی بیٹی جو اس محل کے وارث ہیں وہ بھی ایسا کہ ہیں۔ حملہ ہمارا حرد انصار اور شہرے بڑے صحابہ اور برگان دین و ملت نے حضرت علی سے جب حکمرانہ عالی اور شان رفیع اور جاہ و کلال ظاہر ہے معیت کرنی ہے اور نہ آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر لیا ہے اگر انہوں نے اس علاقہ کی امارت پر تھی کو قائم رکھا اور نیا فرمان تحریر کر کے تیرے پاس بھیج دیا تو تم تیرے فرمانروا ہیں جہاں دول تیری اطاعت کو واجب و لازم سمجھیں گے اور اگر تھے موقوف کر کے کسی اور کو بھیج دیا تو تم اُس کا حکم بجالائیں گے تو اسوقت کیا ارادہ رکھتا ہے جو ہمیں لشکر و اسلحہ طلب کرتا ہے۔ عبداللہ سمجھ گیا کہ بصرہ والے علی کے خلاف میرا ساتھ نہ دیں گے پھر کچھ نہ بولا اور ایسی گھڑی راہ لی اور اپنا ایک مائے بصرہ میں مقرر کر کے خود اُدھی رات کو بصرہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا کہ وہاں پہنچ کر حضرت علی کی خلافت کے حالات دریافت کرے اور دیکھے کیا عقیقہ لگتا ہے جب مدینہ میں پہنچا تو سب سے پہلے طلحہ اور زبیر سے ملا انہوں نے کہا تو نے کیا عصب کیا کہ بصرہ سے چلا آیا اور اُسے مفت ہاتھ سے کھو دیا وہاں کی دولت اور سامان سب چھوڑ دیا۔ علی سے ڈر گیا وہ تیرا کیا کر سکتا ہے تجھے اسوقت تک وہاں رہنا چاہئے تھا کہ ہم بھی تیرے پاس پہنچ جاتے۔ وہ مدینہ مقبض بن ابی معیط

بھی اسے لھرہ سے چلے آئے سلامت کی اور کہا تجھے اوسیکہ ٹھہرایا ہے اس شہر کو ہرگز نہ تھکے سے چھوڑنا الخزم امیر المومنین علیؑ کا کام کھڑے لگا۔ اطراف و حوا  
 سے ملے اور اربابان ہونے لگیں جاسکا حاسدا اور دس آس کے مقرر کئے ہوئے عاملوں کو حاضر میں سلاتے اور وہ مکالمہ واپس آتے تھے صرف اہل تبصرہ و گودہ و ہجر  
 اور بعض مقامات حصار آب کے و باہر دار تھے حضرت علیؑ نے یہ حال ملاحظہ فرما کر یہ جان لیا کہ فتنہ و ساد کی آگ ضرور شعلہ میں ہوگی ایسے دوستوں کو ملا کر فرمایا  
 جس بات سے میں ڈرنا تھا وہی ظاہر ہوئی معسدا اور بدعت اس لوگوں کی حاصص نے فساد پھیلادیا۔ میری اطاعت و فرمانبرداری سے نکلکر جماعت و عدا  
 کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ فتنہ کی مثال آگ جیسی ہے کہ حقدار زیادہ سامان پا قی ہے اور زیادہ شعلہ میں ہوتی ہے۔ مجھے سے جہالت تک بن پڑے گا اس آتش  
 فساد کے بجائے میں سخت کوشش کروں گا اگر قصد دلی حاصل ہو تو بہتر اگر انہوں نے جماعت اختیار نہ کی تو ان سے جنگ کروں گا پہاننگ کہ حکم انہا کین حق و باطل  
 کا فیصلہ فرمادینگا اسی اشار میں ایک رات امیر المومنین کسی کام کے لئے ماکر نہ لپٹے گئے تھے جو وقت ایو میاں کی شبی زینب کے دروازے پر پہنچے تو آواز سنی کہ ڈھولک  
 کے ساتھ کوئی شخص کچھ اتھاڑا گیا ہے اور حضورؐ سے ملو وزیر امیر المومنین شام کے قتل میں برابر ہی کرتے رہے اور انہوں نے یہ آتش فساد دس کی اب جو حضرت علیؑ سے بیعت  
 کی ہے تو انکی بھی کچھ اہل ہیں ضرور مخالفت اختیار کریں گے وہ ظاہر علیؑ کے دوست میں گھول میں تھی و مخالفت رکھتی ہیں امیر المومنین دروازہ پر ٹھہر کر یہ تمام اتھاڑ جو  
 ڈھولک پر گانے جا رہے تھے سماعت فرمائے بہت ہی تعجب کیا بعدہ مراجعت فرما کر ایسے مکان پر تشریف لائے اور تمام شب ان اتھاڑ کی نسب و عور و فکر  
 کرتے رہے۔ طلوع صبح کے وقت مسجد میں اگر نماز صبح ادا کی اور اپنے مجلس دوستوں سے اُس اتھاڑ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو بہ اطمینان کلی لو خاطر  
 جی سے رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُس شخص کا حامی و محافظ ہوتا ہے جو ایسے قول و اقرار پر تابت قدم رہتا ہے عہد شکنی خلاف روی سے تیار ہے اور  
 جو شخص ایسے عہد و پیمان پر نہیں رہتا خدا اُس سے سخت برادر ہوتا ہے اور عالم کو اس کے قول و فعل کی بے اعتباری و یشیت آوے دوسرے دن طلوع و برہر دست  
 امیر المومنین میں حاضر ہوئے اور کہا ہم عمرہ کے واسطے مکہ جانا چاہتے ہیں اسلئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمیں اجازت ملے حضرت علیؑ نے فرمایا تم عمرہ کے واسطے  
 مکہ نہیں جاتے میں جانتا ہوں کہ تمہارے دلوں میں کیا سایا ہوا ہے کیا میں نے شروع ہی میں تم سے نہ کہا تھا کہ مجھے خلافت کی خواہش نہیں میں تم سے  
 بیعت کروں گا تم نے نہ مانا اور قسمیں کھائیں کہ ہم آپ سے سوا حق پرینگے ہرگز مخالفت نہ کریں گے بلکہ اپنے عہد و پیمان پر تابت قدم رہیں گے اس قسم کچھا  
 ارادہ رکھتے ہو اور کہتے ہو کہ کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کا حال جو جانتا ہے اور تمہاری طبیعت سے بخوبی آگاہ ہے وہاں جانا چاہتے ہو جانا  
 یہ سنگر انہوں نے سر جھکائے کچھ نہ بولے چپکے ہی امیر المومنین کے پاس سے چلے آئے اور فرما کر اختیار کیا عبداللہ بن عامر نے عثمان کی خالہ کا بیٹا تھا  
 اور ان کے ہمراہ تھا کہاتے ہیٹ اچھا کیا کہ مدینہ سے نکلی آئے خدا کی قسم میں ایک لاکھ تیرہ زین سپاہی تمہاری مدد لئے جمع کروں گا انقصہ جب مکہ میں پہنچے  
 تو عایشہ صدیقہ جو نبی امیہ کی ایک جماعت کے ہمراہ دکن موجود تھیں طلوع و وزیر عبداللہ بن عامر کے آنے کی خبر سنا کر بہت ہی شاد ہوئیں اور امیر المومنین  
 علیؑ کی عداوت و مخالفت پر مستعد ہو کر نبی امیہ کو جن کے دلوں میں میسر ہی سے علیؑ کی دشمنی سائی ہوئی تھی سائل حال کر لیا اور یہ صلاح ٹھہری کہ خون  
 عثمان کا بہانہ کر کے علیؑ سے جنگ کرنی چاہئے عبداللہ بن عمر ہی اس وقت مکہ میں موجود تھا طلوع اور سیر اسکے پاس آئے کہا عایشہ خون عثمان کے بدلہ لینے  
 ارادہ رکھتی ہے اور تمہارے ساتھ بصرہ جانے والی ہے۔ تجھے بھی ہمارا ساتھ دینا چاہئے لازم ہے کہ ہماری سپاہ بصرہ کرچلے کیونکہ خلافت کے لئے تمام لوگوں  
 تو ہی زیادہ حقدار ہے۔ جسے چاہنا ہو سیکے تیرے واسطے بہت ہی کوشش کریں گے اور ہر طرح سے تیرے حقوق ادا کریں گے تجھے صرف ہمارے ساتھ رہنا  
 چاہئے اور جیسے بیعت عثمان اللہ بیعت علیؑ کے شروع میں جو کچھ کہا تھا اسکا خیال نہ کر پہلا تاج کا کہنا سچ سمجھ اور یقین رکھ کہ جو ارادہ ہم کر رہے ہیں من  
 ربینہ خالص حضرت رسول خدا کی امت کے واسطے ہے عایشہ جبکی حرمت اور عداوت ظاہر ہے اس کام میں ہمارے ساتھ ہے اور اسی میں مسلمانوں کی  
 بہترانی سمجھتی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جو کچھ عایشہ فرماتی ہیں اور صلاح دیتی ہیں تجھے بھی اُس سے کچھ نیکار نہ ہو گا اور انکی صلحت سے سرتابی نہ کرے گا



عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا اے جو احوال تم مجھے دیا جاتے ہو جس طرح دھوکہ دیکر خرگوش کو بھٹ سے لگاتے ہیں تم مجھے گھر سے لکالیا اور پھر تیرے گھبراہٹ میں یعنی علیؑ اس انی طالب کے حوالہ کر دیا جاتے ہو۔ تمہاری یہ باتیں مجھ پر ہیں کہ سکتیں ہیں تم سے دھوکہ نہ کھاؤ لگا۔ اور لوگوں کو زبردستی اور دیا ہی حقیر سامانوں سے وہیپ دے سکتے ہیں میں نے ان سب کا ہاتھ اٹھالیا ہے ایک گوشہ میں پڑا ہوں اگر ایسی باتوں کا خوابی ہوتا تو جہت میرے باپ کی وفات کے بعد خلافت کو میرے واسطے نہیں کیا تھا اور بلا محنت و مشقت اور بغیر فساد و مخالفت ہاتھ آتی تھی قبول کر لیتا اب میں نے ان تمام باتوں کو واسطہ نہیں رکھا صرف عبادت و طاعت الہی سے کام ہے میرا چھپوڑو اور کسی اور شخص کو اس کام کے لئے دھونڈو۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو تمہارے مکر و دغا سے دھوکہ کھا جائیں۔ مجھ پر تمہاری مائنیں انز کر سکتی ہیں نہ میں تمہارے کہنے سے ڈگمگا سکتا ہوں۔ عبداللہ بن عمرؓ کی یہ باتیں سنکر انہوں نے سمجھ لیا کہ ہمارا خدا واسطہ نہ چل سکا اور وہاں سے چلے گئے۔ حسب اتفاق اس وقت یعلیٰ بن مہیہ عامل بن جو عثمان کا مقرر کردہ تھا چار سو ادرتھ سوئے سے لڑے ہوئے بن سے آیا۔ رسرے کہا اس نقد روپیہ میں سے ہمیں کچھ قرض دے کہ اس ہم میں صرف کریں اور ان ادا کر کے یعلیٰ بن مہیہ نے ساتھ ہزار و نثار قرض دیئے اور پیر نے اس روپیہ سے لشکر کا سامان مرتب کر لیا۔ اس کے بعد باجم مل جلکر متورہ کیا کہ کس سمت جانا چاہئے رسرے کہا تمام کی طرف حاما اچھا ہے کیونکہ وہاں یر و مال اور لشکر موجود ہیں۔ اور معاویہ علیؑ سے صورت رکھتا ہے وہ ہمارے آنے سے خوش ہوگا اور اسکی اعانت سے بہت بڑے بڑے کام کھلنے والے ہیں۔ یعلیٰ بن مہیہ نے کہا تمام اور معاویہ سے ہمیں کوئی فائدہ نہ پہنچے گا کیونکہ حققت امیر المومنین عثمان کو محالوں نے گھیر لیا تھا تو انہوں نے معاویہ سے مدد طلب کی تھی مگر اس نے درآمد نہ کی بلکہ اس خیال سے کہ ملک شام براہ راست اس کے قبضہ میں آجائے قتل عثمان کو اچھا سمجھا اب تم یہ اصرار رکھتے ہو کہ وہ تمہارے داخلہ شام سے خوش ہوگا۔ اور مدد دگائیہ خیال بالکل غلط ہے شام کا قصد نہ کرو بلکہ کسی اور سمت چلو معاویہ بھی اس حال سے مطلع ہو گیا کہ عالتہ و طلوعہ دربر ادرسی امیہ کی جماعت علیؑ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ علاقہ شام میں داخل ہوں۔ سخت ناراض ہوا۔ اس کے واسطے خدا تعالیٰ اسی طرح لکھے کہ یہ نہ جان سکیں کہ کس نے تحریک کی ہے مضمون یہ تھا۔ عالتہ و طلوعہ دربر کو نصیحت کرتا ہوں جس کے ماسے میں سراسر انکا فائدہ ہے کہ معاویہ کے پاس شام میں نہ جائیں اور اسے ناحوش اور رنجیدہ نہ کریں کیونکہ معاویہ بڑا حیلہ باز شخص ہے جو بوقت عثمان نے مجبور ہو کر مدد مانگی تھی تو اس نے مدد نہ دی تھی اور یہ خوبی سمجھ سکتے ہیں کہ عثمان کے پاس نہ آنے اور مدد نہ دینے سے اس کا کیا مطلب تھا اگر معاویہ عثمان کی مدد کرتا تو یہ جانو کہ گذرنا عرصہ اسی مطلب کے کچھ تر لکھ کر ایک ماسلوم آدمی کے ہاتھ مکہ میں بھیجے اور اس نے مکہ میں پہنچ کر ان لوگوں کے نشست خانہ کے مقابل ایک کھانا پیر وہ کاغذ چسپاں کر دیا۔ طلوعہ دربر نے حققت وہ کاغذ دیکھا اتنا ریا سمجھ لیا کہ یہ معاویہ ہی کی چال ہے اور سب اسی کی باتیں ہیں شام کا ارادہ ملتوی کر دیا اس کے بعد عالتہ ام سلمہ کو حضرت رسالت مآبؐ کے پاس جو مکہ ہی میں سکونت پیر تھیں پہنچیں کہا اے ام سلمہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم سے جو قریب بہتیں حاصل تھا ظاہر ہے اور تم ان کی مویوں میں سب سے بڑی ہوا در جس عورت نے ان کے ساتھ ہجرت کی تم ہی ہو اور حضرت کے پاس جو تحائف آتے تھے وہ تمہارے ہی گھر میں پہنچائے جاتے تھے اور ہم سب کا حصہ تمہارے ہی گھر سے آتا تھا اب ہمیں معلوم ہے کہ عثمان کے حق میں محالوں نے کیا کچھ ظلم و ستم کیا ہے مجھے ان لوگوں کے فعل یا سنے انکار ہے کہ انہوں نے عثمان کو بکرا کی چابی اُسے تو بکری پھر وہ باتیں پیش کیں جو ان کو بائند نہیں ظلم کی قسم وہ ان سے بھی باز آگیا اس پر بھی انہوں نے اس کے کہنے کو سچ نہ سمجھا اور قتل کر دیا عبداللہ بن عامر کہتا ہے کہ ابھر میں ایک لاکھ تیرہ ہزار طلب خون عثمان کے لئے جمع ہو سکتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ یہاں ان میں جنگ اور خونریزی واقع ہو اسلئے طرین کی صلح و صفائی کے واسطے میں وہاں جا چاہتا ہوں۔ مگر بھی میرا ساتھ دنیا اور میرے ہمراہ ہو کر اس طرف جانا چاہئے کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہر کام ہمارے ہاتھوں درست ہو جائے اُم سلمہ نے کہا اے خیر ابو بکرؓ مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ تو اب خون عثمان طلب کرتی ہے کیا تو لوگوں کو اس کے قتل کے واسطے نہ بھڑکاتی تھی اور اسے پیر کھاتہ نہ کرتی تھی تجھے

حول عثمانؓ طلب کیے کیا ملے۔ وہ بھی مناف میں سے تھا اور بنی تمیم بن قریظہ میں سے ہے تجھ میں اور اس میں کوئی رشتہ داری نہیں پائی جاتی۔ میں نے اسکی زندگی میں بھی تجھے اٹکا خضر خواہ نہیں دیکھا اب تو بے کیا بدعت اختیار کی ہے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے خلاف جو رسول خدا کا چچیر بھائی جو قدم ماہر نکالنی ہے اور ان کی خلافت کو پسند نہیں کرتی ہے۔ حالانکہ جگہ بہ جگہ انصار نے ان سے محبت کر لی ہے اور ان کی امامت و خلافت کو برضا و رحمت قبول کر کے کمر بستہ خدمت گذاری میں سب ان کی امامت پر متفق ہو گئے تو حضرت علیؑ کی زریگوں اور صلیتوں کو بھی غیب جانتی ہے عبداللہ بن ربیع سلمہ کے سامنے کھڑا ہوا یہ باتیں سن رہا تھا لولا اسے ام سلمہ تم کب تک ایسی باتیں بتانی رہو گی ہم اپنے حق میں تمہاری دشمنی کو خوب جانتے ہیں کسی وقت بھی تنہا نہیں عزیز نہیں رکھا کہ کبھی رکھو گی ام سلمہ جواب دیا اسے میرا بھائی تو کوئی وجہ نہیں پاسکتا ہے کہ مہاجر و انصار اور صحابہ اکابر علیؑ کو جو مسلمانوں کا ولی ہے چھوڑ دیں اور میرے باپ سے بیعت کر لیں تو اور تیرا باپ جو اپنے آپ کو اس فساد میں مبتلا کرتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ اس غوغا سے کوئی مطلب۔ برائی لگا عبداللہ نے کہا میں نے حضرت محمد مصطفیٰؐ سے کبھی یہ کلمہ نہیں سنا کہ علیؑ مسلمانوں کا ولی ہے۔ ام سلمہ نے کہا اگر تو نے میں سنا تو تیری خالہ یہاں موجود ہے اس نے ضرور سنا ہو گا میں یہ بات اس کے منہ پر کہہ رہی ہوں اس سے بوجھ لے وہ تجھے تا سکتی ہے کہ رسول خداؐ نے علیؑ کے حق میں کہا ہے کہ علیؑ میری زندگی میں ہوں اور میرے بعد بھی میرا جانشین ہے پھر کہا اے عائشہ کیا تو نے علیؑ کے حق میں زبان مبارک حضرت رسول خداؐ سے یہ بات سنی ہے اور گواہی دے سکتی ہے؟ عائشہ نے کہا ہاں یہی بات ہے اور میں نے رسول خداؐ کی زبان سے علیؑ کے حق میں یہ بات سنی ہے اور میں اس امر کی گواہی دیتی ہوں۔ ام سلمہ نے کہا اے عائشہ جب تو ان سب باتوں سے واقف ہے تو پھر کیوں علیؑ کے مقابلہ پر نکلتی ہے اور ان وغلامانوں کو گول کے فریب میں کیوں آتی ہے خدا سے ڈر اور اس بات سے جسکی جناب رسالت مآب نے تجھے جبری تھی اور جس سے ضرورتاً تھے اپنے آپ کو بچا اور تجھے حضرت کی یہ نصیحت تھی کہ لا تُلَوُّنَ فِیْ حَرْبٍ کُلَّوْا بِالنُّحُوبِ وَلَا یَعِزَّنَّاتِ الرَّبُّ وَطَلْحَةُ فَاتَّخَذُوا لِعَبَسَاءَ عَلِیٍّ عَائِشَةُ مَرْکُزًا تو وہ عورت ہو نا حیرت جو کج کتے بن گئیں اور زبر و طلحہ تجھے فریب دیں کیونکہ وہ تجھ سے کسی بات کو اٹھا نہ رکھیں گے اور انکی بات کو قبول کرنے سے تجھے کوئی فائدہ ہو گا اے عائشہ تو حضرت کے اس کلام مبارک کو نہ بھول اور حقیقت حضرت نے تجھے یہ وصیت کی تھی اے عائشہ یا دیگر عائشہ کو ام سلمہ کی باتیں لینا نہ آئیں ناراض ہو کر ان کے پاس سے جلی آئیں اور بیعت زبیر و طلحہ و جماعت بنی امیہ مکہ سے جانب بصرہ کوچ کیا حب یہ لوگ مکہ سے نکل گئے تو ام سلمہ نے حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کو اس مضمون کا خط لکھا کہ امیر المومنین علیؑ کو معلوم ہو کہ طلحہ و زبیر اور عائشہ نے مکہ میں جمعیت فراہم کر کے یہ تجویز کی ہے کہ خوں عثمان کے حواشکار ہوں اور عبداللہ بن عامر کی عمرہ بصرہ کی طرف گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں کو آپ کے ہاتھ سے برباد کرے اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کو گھر سے نکلنے کی نمانت نہ فرماتا اور جناب رسالت مآب اس امر کی سخت تاکید لعنہ و لعنہ ام سلمہ ضرور گھر سے نکلتی اور آپ کے لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلہ پر جاتی لیکن مجبور ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم اور محمد مصطفیٰؐ کے ارشاد کے خلاف حرکت نہیں کر سکتی عمر بن ابی سلمہ کو جو میرا فرزند ہے اور جسے حضرت بہت چاہتے تھے آپ کی خدمت میں بھیجی ہوں کہ جس خدمت کے لئے حکم دو گے بجالا لیا گا پھر خطہ نہ کر کے اپنے بیٹے عمر کے حوالہ کیا اور خدمت جناب امیر میں بھیج دیا۔ عمر بن ابی سلمہ نہایت ہی پرہیزگار اور عالم و عاقل تھے تھا حضرت علیؑ اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور ام سلمہ کا مضمون خط پڑھ کر ان کی خدمت اور اصلاح اور سلامتی عقل و دیانت کی بڑی تعریف کی ام الفضل و خضر حارث نے بھی آپ کی خدمت میں خط بھیجا کہ امیر المومنین کو واضح ہو کہ طلحہ و زبیر عائشہ بصرہ کا قصد رکھتے ہیں اور لوگوں کو آپ کے مقابلہ اور جنگ کے لئے ترغیب و دلائم میں اور یہ مشہور کیا ہے کہ ہم خون عثمان کا بدلہ لائیں گے وہ عسکر بصرہ کی طرف جانے والے ہیں انہی آپ کا مددگار ہے۔ تم حق پر ہو اور انشاء اللہ بہت جلدی مطلق و منصور ہو گے والسلام۔ یہ خط قبیلہ جہینہ کے ایک شخص مضر نام کو جو بڑا عقل اور فصیح تھا دیا اور سودا گرا کر کے کہا اس قدر کتاب لے اور اس کام کے بعد میری سزا سے ملو کہ روں کی کوشش



بلج بہایت جلدی خدمت امیر المومنین علی علیہ السلام میں پہنچ کر شیطان کے حوالہ کر چھی روانہ منزل مقصود ہو کر نہایت تیز روی سے سحرے کر کے  
 مدینہ کے متصل پہنچا اور امیر المومنین کو دستوں سے ملا انہوں نے پوچھا تو کس طرف سے آتا ہے اور کیا خبر لا رہا ہے جس سے تمام مکلفین اور حالات سیاں کو  
 اور خط حضرت جناب امیر میں پیش کیا آپ نے مضمون خط سے آگاہ ہو کر محمد بن ابی بکر کو بلا لایا اور کہا تو نے کچھ سنا کہ میری بہن عاتشہ نے کیا ارادہ کیا ہے  
 اول اس گھر سے نکل کھڑی ہوئی چہاں رہنے کے لئے خدا نے حکم دیا ہے دوسرے طلحہ وزیر کو میری مخالفت اور دشمنی پر آمادہ کیا اور جمعیت بہم  
 پہنچا کر میرے مقابلہ کے لئے بصرہ کی طرف لگی ہے۔ محمد بن ابی بکر نے سن کر عرض کی کہ اے امیر المومنین ہل سی بان ہے اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے  
 طغر نذر مانگا اور تمام مسلمان آپ کے ساتھ اور خدمت کے لئے کمر بند ہیں انتہا رائے تہجد آپ کے منہا عالی کے مطابق ہو گا جناب امیر نے لوگوں کو  
 مسجد میں طلب کیا اور فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس اپنا راست کو نیم بھیجا اور ایک ایسی کتاب عطا کی جو حق اور باطل کو علیحدہ کرتی ہے کتاب  
 انہی اور وہاں رسالت پناہی کے مطابق رہ جلیا اور تنگ و تنہا اور بدعت کو اختیار کرنا موجب ہلاکت و بربادی ہے خدا نے عزوجل کے امر و نہی کی حفاظت  
 کرنا اور سید المرسلین کے ارشاد کی تعمیل کرنا سبب نجات و درجات عالیہ ہے۔ ہمتیہ عبادت الہی میں مصروف رہو انہی دینی و دنیوی اصلاحیں صاحب الامر  
 کی اطاعت اور پیروی پر مقرر مجھو آگاہ ہو کہ طلحہ اور وزیر کو میری خلافت پسند نہیں آتی دشمنی حسد اور بغاوت نے انہیں میرے مقابلہ کے لئے آمادہ کیا ہے انہوں  
 نے جمعیت فراہم کی ہے اور مکہ سے جانب بصرہ گئے ہیں میرا ارادہ ہے کہ اُطراف جاؤں انہیں راہ راست بر لالنے کی سعی و کوشش کروں اگر وہ فرمانبرداری  
 کے راستے پر آئے اور جنگ کرنی چاہی تو ان سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فصلہ فرما دے ہو جیسا تمہا علیکم لازم ہے کہ مستعد  
 ہو کر سامان جنگ درست کرو۔ امیر المومنین کی یہ بات سنتے ہی سب نے بچان و دل قبول کیا۔ بان حشوت عاتشہ انہی جمعیت کے ساتھ مکہ سے نکل کر جانب بصرہ  
 روانہ ہوئیں تو صبح کے وقت حجاب پانی پر پہنچیں اس نستی کے کتے بھونکے لگے عاتشہ نے دریافت کیا اس پانی کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا اسے حجاب کہتے ہیں  
 آپ نے کہا مجھے واپس لے چلو اور کئی دھڑاکنڈا اس کلمہ کو کہا۔ لوگوں نے پوچھا کیا سب سے چو آپ ایسا فرماتی ہیں کہا اس لئے کہ حضرت رسالت مآب سے میں نے  
 سن رکھا ہے وہ فرماتے تھے کہ میری بی بیوں میں سے ایک بی بی حجاب پانی پر پہنچگی اور اس نستی کے کتے اسپر بھونکیں گے اسے حیران نہار تو وہ بی بی نہرنا  
 اب میں کی طرح بھی تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی اس نستی سے واپس چلو گی ان لوگوں نے بہت سی تسلی دی اور اسی جگہ قیام کر دیا سورج نکلنے کے بعد  
 عبداللہ بن زبیر نے فریب کاٹھا اس نستی کے پچاس آدمی بلا لایا اور ب سے گواہی دلوا دی کہ اس پانی کا نام حجاب نہیں ہے تم بوقت شب اس سے  
 آگے بڑھ آئے ہو وہ جگہ تم سے بہت چھٹے نکل گئی ہے اسلام میں سب سے پہلے جھوٹی گواہی یہی ہوتی ہے۔ پچاس مسلمانوں کی اس طرح کی گواہی پر عاتشہ رضی  
 عنہا نے اعتماد کر لیا اور ان کے ہمراہ ہوئیں جب بصرہ کے قریب پہنچے تو عثمان بن حنیف جو امیر المومنین علی کی طرف سے عامل بصرہ تھا علی کے دستار دار  
 کی جمعیت ہمراہ لے کر بصرہ سے نکلا اور مدحہ آرائی کا قصدا پھر سوچا کہ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ وائیں تامل کیا اور کچھ آدمیوں نے بھیجیں پھر گڑھ میں کو  
 سمجھایا اور اس قرار واد پر صلح کرادی کہ اس وقت تک حوزہ دار الامان عثمان بن حنیف کے قبضہ میں رہے کہ حضرت علی تشریف لے آئیں پھر حسیا کچھ عمل  
 میں لائیں دیکھا جائیگا ورنہ اگر وہ اس بات پر راضی ہو گئے ایک عہد نامہ لکھا گیا اور طرفین کے دستخط ہو گئے طلحہ وزیر عاتشہ نے حریم موصع میں قیام کیا  
 اور ایسے مقصد اور ارادہ کی نسبت صلاح و مشورہ کرنے لگے اخف بن قیس کو بلا بھیجا وہ حاضر ہوا تو کہا ہمارا ارادہ ہے کہ خون عثمان کا بدلہ لیں کیونکہ  
 ہم جانتے ہیں کہ انہیں ظلم و ستم سے قتل کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تو بھی ہمارا ساتھ دے اور اعانت کرے اس لئے جواب دیا اے ام المومنین عاتشہ لازم  
 ہے کہ آپ کی زبان سے سوائے سچ اور راستی دوسرا کلمہ نہ نکلے ظاہر و باطن کے جانے والے خدا کی قسم دلا کر میں ایک بات دریافت کرتا ہوں جو کچھ آپ  
 فرمایا تھا وہی بیان کرنا عاتشہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے اخف نے کہا جلدن امیر المومنین عثمان کو لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور لوگوں نے قتل رکھتے تھے میں نے آپ سے

دریافت کیا تھا کہ عثمان کو قتل کر دیں تو میں کسی سخت اختیار کر دوں تم سے یہ کہا تھا کہ علی ابو طالب سے محبت کر لیا کیوں ہی بات تھی یا میں عایشہ نے کہا ہاں  
یہی کہا تھا اے اصعب میں نے اس سے سخت سے ایسا ہی کہا تھا لیکن پھر ایسی باتیں طالع ہوئیں جسے تیری نسبت ہم بخوبی واقف ہیں احصا نے کہا میں بہ  
ہمیں جانتا کہ علی ابو طالب کے ساتھ حور رسول کا بھائی اور داماد ہے جنگ کر دیں گا حاکم اس وقت میں کہ حملہ ماجر انصار و صحابہ اکابر اور عربی قبیلوں کے  
سرداروں اور برگوں نے اسکی سخت اختیار کر لی ہے اور اس کی خدمات اور امانت پر متفق ہو گئے ہیں یہ کہہ کر وہاں سے چلا آیا اور انہی قوم نے تم کو بلا کر چار ہزار  
حوالے تھے وہاں سے کوچ کیا اور دوسرے گ کے ماحصلہ چھاپڑا طلحہ و زبر نے عثمان بن حنیف عامل امیر المومنین کے ساتھ صلح اور اس قرار داد کے بعد ایک دوسرے  
کے حالات کوئی حرکت نہ کر سیکے صلاح کی کہ کس طرح عثمان اور دوستداروں علی کو جو ان کے ہمراہ ہیں قتل کر دینا چاہئے۔ غرض اس ارادہ کو مصمم کر کے بوقت تن  
عثمان بن حنیف اور اسکی قوم کو جا گھرا۔ علی کے تمام دوستداروں کو قتل کر دیا۔ اور چنانکہ عثمان کو بھی مار ڈالیں مگر انہی میں سے ایک شخص نے کہا عثمان انصار  
میں سے ہے اس کے غریبوں اور رشتہ داروں کا محتاج ہے تمہارے اگر اسے مار ڈالو گے تو وہ خاموش نہ رہیں گے بلکہ سب کے سب جنگ کرے اور بدلہ لیتے  
کے واسطے تمہارے مقابلہ پر آئے کھڑے ہونگے جس سے بڑی بڑی خواہیاں واقع ہو گئی اس بات کو سکر قتل سے ماننا ہے لیکن سرور ڈاڑھی مویوں بھوڑوں  
اور لیکوں کے تمام ہاں لکھا اور مؤند ماند کر نہایت ہی ذلت و خواری کے ساتھ چھوڑ دیا۔ عایشہ نے عبداللہ بن زبیر اور محمد بن طلحہ کو پیشکار قرار دیا کہ ایک دن  
ایک مار پڑھائے دوسرے دن دوسرا صحر علی بھی ایسے لشکر کو مرت و مار کر دیر سے روانہ ہوئے مقام ربدہ میں بھیجا کہ اسکا طلحہ و زبر نے بصرہ میں عثمان بن  
حنیف پر بجالام بے خبری چھایا بار کر حملہ دوستداروں کو قتل کر دیا ہے اور عثمان کی سخت فضیحت کی ہے آپ نے وہاں سے کوچ کر کے منزل ذی قار میں زروں  
اجلال دمایا اور انیسے بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام کو عاریا سر کے ساتھ کوفہ بھیجا کہ وہاں سے فوراً فرام کر کے اس قوم کے مقابلہ کے لئے بصرہ میں پہنچ  
جائیں حضرت امام حسن اور عاریا سر داخل کوفہ ہو کر جامع مسجد میں آئے لوگوں کو بلا کر فرمایا کہ بہت جلدی جنگ کی تیاری کر کے امیر المومنین کی مدد کے واسطے چلو  
ابو ہشام شمری جو حضرت علی کی طرف سے کدورت رکھتا تھا اٹھ کر بولا اے اہل کوفہ خدا سے ڈرو ایسے آپ کو بلاکت میں نہ ڈالو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو اسباب  
سمجھو اور اس آیت کو جہیں اندیش باب ہمہ اور تاکید آئی ہے یاد کرو مَنْ لَيْفُكُم مِّنْ مُّؤْمِنٍ مُّتَعَدِّلٍ فَخَرَّوْا كُهُنَّمْ حَالًا ذِيهًا وَخَصَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالْحَبَّ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا عاریا سر کو اس بات پر غصہ آیا تو فوراً اٹھ کر اسے روکا زید بن صوحان اور اس کے ہمراہی اور دوستداران  
علی کھڑے ہو گئے اور لوہا میں کھینچ لیں کہ جو شخص امیر المومنین علی علیہ السلام کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر ہو گا تم تیشہ بدار سے اس کے گھر پر پڑے  
کر دیں گے ابو موسیٰ نے اسے اتھری نے کہا تمہیں خاموش رہنا چاہئے کیونکہ عایشہ نے مجھے خط لکھ کر حکم دیا ہے کہ اہل کوفہ کی دلجوئی کروں بہت کر دوں کہ آرام  
انچہ گھروں میں بیٹھے رہیں اور جو بوقت کوئی امر رسید آئے اُسے عمل میں لائیں عاریا سر نے کہا اگر عایشہ نے کہا ہے کہ اہل کوفہ کو اپنے گھروں سے نہ نکلنے دے  
تو حضرت علی کا حکم ہے کہ ہم کوفہ کے لوگوں کو فراہم کر کے ان کی خدمت میں بھیجا دیں کیونکہ ان کا ارادہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ سے مخالفت اختیار کر کے  
قتل و فساد کی آگ بھڑکائی ہے اُن سے معرکہ آرا ہوں زید بن صوحان عجمی نے کہا اے کوفہ والو یہی بہتر ہے کہ ہم امیر المومنین کا حکم سجالا لیں اور ان کے  
خدمت میں حاضر ہوں جس سے سیدھا راستہ نصیب ہو پھر عاریا سر نے سمجھایا کہ اسے لوگوں کی ضروری بات ہے کہ کوئی شخص اس امر کا قطع نہ ہو کہ وہ ایسا تو  
حاکم ہونا چاہئے جو ظالموں کو روک سکے اور مظلوموں کی مدد کر سکے میں جانتا ہوں کہ اس کام کو جناب علی مرتضیٰ دہی و ہواد چھوڑنے سے بہتر اور  
کوئی شخص نہیں کر سکتا انہوں نے مجھے اور اپنے نزدیکوں کو بھیجا کہ ہمیں اس واسطے طلب کیا ہے کہ بعض شخصوں نے انکی مخالفت پر کرتے ہوئے کفر جمع کیا ہے  
اس وقت حضرت علی رسول خدا کے چچا داد بھائی اور آنحضرت کی حرم عایشہ اور طلحہ و زبر بصرہ میں جمع ہو رہے ہیں تم وہاں چلو اور کھوڑا کر کے آنحضرت  
سے روٹی لے کر انکی خدمت میں پہنچا کر دینا یہ فرمت امام حسن فرمادہ کہ علی ان ابی طالب نے فرمایا اسے کہ حضرت ابی اس



ساتھ ہوا جیسے میں جسے لوگوں نے منظور کر لیا ہے۔ ہم تمہیں طلب کرتے ہیں تم ہمارا کہنا مانو اور اس واقعہ میں دیش ہے ہماری مدد کو خدا کی قسم جو شخص اس معاملہ میں ہماری اطاعت کرے گا وہی نیک سحت اور دین و دنیا میں سعادت مند ہوگا اب یشتم بن جمع عامری نے اٹھ کر کہا اسے لوگو امیر المومنین ہمیں طلب فرما ہیں اور ایسے فرزند کو ہماری طلب کے لئے بھیجا ہے اُن کا حکم ماننا چاہئے لازم ہے کہ بہت جلدی اُن کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور جو کچھ تمہیں کرنا یا کرنا ہے وہ بیان کر دو اور الغرض کو فہم والوں نے امام حسن اور عمار یا سر کا کہنا مان لیا سو ہر اردو و سوجاں فراہم ہوئے کچھ تو دریا کے راستے سے اور کچھ خشکی کی طرف سے حضرت علیؑ کی خدمت میں روانہ ہوئے جب قریب آئیے تو جناب امیر ان کے پاس آئے اور مر جا کہا۔ سردار اور نرگ اشخاص کو قریب لاکر بھیجا اور فرمایا اے کوہ والو میں تمہاری شجاعت اور مردانگی کو خوب جانتا ہوں تمہاری ایک حسلتوں اور مبارک عادتوں سے آگاہ ہوں تم ارادہ اور احتیاط کے ایسے مضبوط ہو کہ اُنکے بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے مہربان امیرانی مادتا ہوں سے مقابلہ کرنا اون کے خزانوں اور نفیس سامانوں کو حاصل کرنا بعد ازاں ایسے شہر کی حفاظت کہ مقتضائے عقل تھی عمل میں لانا تمام عالم میں تہو رہے تمہاری یہ نیک عادت بھی کہ جو شخص تم سے مدد طلب کرتا ہے اسکی امداد کرتے ہو جیسا ہے۔ غرض مجھے اسوقت ایک ہم درتیں ہے اُن دوستوں اور بھائیوں ہی کی ایک جماعت نے جسے مجھے مخالفت اور دشمنی کی امداد تھی عداوت کی راہ سے ہاتھ پاؤں لگائے ہیں اور میری موافقت سے محروم ہو کر لہو میں شکر جمع کیا ہے اور چاہتے ہیں کہ معرکہ آرا ہوں تم میری ہمراہ لہو چلو دہان یشچکر دیکھیں اُن لوگوں کا کیا خیال ہے اول میں انہیں فہمائش کروں گا کہ راہ راست پر آجائیں اور اگر بمقابلہ پیش آئے تو میں بھی اُن کی آتش فساد کے بجھانے میں سعی کروں گا یہاں تک کہ خدا کی مرضی ظاہر ہو جائے امیر المومنین کی زبان مبارک سے یہ کلام نکلے تمام سرداروں اور امیروں نے بجاں و دل اطاعت کا اظہار اور ایسے آپ کو خدمت گذاری کے لئے پیش کیا آپ نے ذیقاریں روح کا جائزہ لیا مدینہ مصر اور فواج حجاز سے جو جو جن آئی تھیں انکا شمار چھ ہزار تھا اور نونہر کو فہم اور ہر سمت سے سپاہ آ اگر شریک لشکر ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ ذی قاریں کے مقام پر انیس ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ اب امیر المومنین نے اس لشکر کے ہمراہ ہو کر لہو کا رخ کیا اور سپاہی پیشہ آدمی آ اگر شامل افواج طفر موج ہوتے رہے

## جنگ جبل کا حال اور بشمار لوگوں کا مارا جانا

طلحہ و زبیر بن عوف بن امیر المومنین لشکر آراستہ کے ہمراہ قریب بصرہ آئے تھے جس جنگ کی تیاریاں کر کے فوج کثیر کے ہمراہ شہر سے نکلے۔ وایاں بایان دستار آئے تھے کی فوج کو قریب سے قائم کر کے طلحہ کو سواروں کی گزائی پر مقرر کیا اور عبداللہ بن زبیر نے پیادوں کا انتظام اپنے ذمہ لیا سپہنہ کے سوار مردان بن حکم کے حوالے ہوئے اور سمینہ کے پیادے عبدالرحمن بن عقیق بن اسلم کی سرکردگی میں آئے میسرہ کے سواروں پر بلال بن وکیع سردار ہوا اور پیادوں کے میسرہ پر عبدالرحمن بن حارث بن ہاشم سواروں کے قلب میں عبداللہ بن عامر بن کر بنے جنگلی اور پیادوں کے قلاب میں حاتم بن بکر باہلی نے۔ سواروں کے جناح پر عمر بن طلحہ اور پیادوں کے جناح پر محتاج بن مسعود سلمی مقرر ہوئے اس انتظام سے میدان جنگ میں نکلے جیاب امیر نے سنا کہ طلحہ و زبیر نے میدان میں نکل کر فوج کو ترتیب جنگ دی ہے۔ سپاہ کے امیروں حجاز کے شریفوں اور کومہ و مصر کے مددگاروں سے کہا کہ طلحہ و زبیر بن ابی میں نکل آئے ہیں اور سپاہ کو آراستہ کر کے جنگ کے لئے مستعد ہیں تم کیا بہتر سمجھتے ہو۔ ہمیں جنگ کرنی چاہئے یا انکی اطاعت منظور کر لیں جسے پہلے رفاعہ بن تداؤد بھیجی تھے کہا ہم غریب جاتے اور سمجھتے ہیں کہ مخالف گمراہ ہیں اور آپ حق پر ہیں راہ راست آپ کی طرف سے اور دین بھی۔ دین کی حفاظت کرنا آپ کی خصلت ہے اگر وہ نرم نہیں تو بے شک آپ بھی ان کے ساتھ نرمی اختیار کریں اور اگر وہ خیال جنگ رکھتے ہوں تو ان سے لڑیں ہم خلافت الہی کی مدد اور بھروسے پر ان کے دفعیہ کے لئے کمر بستہ ہیں۔ جہاں تک ہم سے ہو سکے گا اس ہم میں جان و دل سے

سہی کی جائے گی ذرا کمی گوارا نہ ہو گی کیونکہ آپ حق پر ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے آپ کو اس ہم سے مطمئن رہنا چاہئے حب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو زبیر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے جسکی کمیت ابوالحویہ تھی زبیر سے کہا اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ میں بوقت شب ان چھاپہ ماروں کیونکہ چھاپہ مار بھی شجاعت اور مردانگی کا نشان ہے اور اس تدبیر سے صلی مطلب برابری ہو جاتی ہے زبیر نے کہا اے بھائی مجھ کو سرکار انہوں میں بہت سے تجربے ہوئے ہیں اور بہت سی باتیں معلوم ہیں جو کسی دوسرے کے دھم دگمان میں نہیں آسکتیں یہ دونوں فوجیں جو آج میدان میں ٹہری ہوئی ہیں مسلمان ہیں اور مسلمانیں یہ چھاپہ مارنے کا دستور نہیں ہے نہ ہے جناب رسالت مآب سے نہ ہے کہ کسی دستہ کو چھاپہ مار کا حکم دیا ہو۔ علاوہ اس میں علی وہ شخص ہیں جسے عامل تصور کر سکیں مجھے یونہی فتح پانے کی امید ہے اسی آسار میں احف بن قیس اپنی جمعیت کے ساتھ خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور عرض کی اے ابوالحسن بصرہ والے کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ہمیر فتح یابی تو مردوں کو قتل اور بدن و زندقہ کو سر کرینگے آپ نے فرمایا مجھے ایسا کام مگر نہ ہو سیکے گا اہل بصرہ مسلمان ہیں کفار کے اہل و خیال لافڑی غلام بنائے جاتے ہیں اے احف میں نہیں جانتا کہ تو کیا خیال سے تو ہمارے ساتھ ہے یا نہیں احف نے کہا سبحان اللہ کیا بات ہے آپ کو اتنا تک مہری دوستی یوڑنگ ہے آپ دو کاموں میں سے ایک کام کی لذت جسکی نعمت مجھ سے لینی منظور ہو فرمادیں۔ آپ چاہیں تو دوسرا دیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ کروں یا آپ فرمائیں تو چار ہزار شمشیر بدن چاروں کو آپ کے مقابلہ سے شہادوں امیر المومنین نے فرمایا میں اسے اچھا سمجھتا ہوں کہ مقابلہ یہ سے چار ہزار آدمی شہادے جائیں۔ احف نے کہا اتنا شہادہ ایسا ہو گا آپ اس طرف سے تسلی رکھیں اس کے بعد وہ چلا گیا اور اپنے ہمراہیوں سے جا ملا۔ اب طلحہ و زہرے انہی فوج کا حائرہ لیا تیس ہزار سوار اور پیدل گنتی میں آئے۔ دومان سے کوچ کر کے موضع راہوقہ میں آں یڑے امیر المومنین کو اسکے آگے بڑھانے کی خبر ہوئی آپ اٹھے اور خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی قسم عقیقت اور نعمتوں کا ذکر کیا اور جناب رسالت مآب صلعم کی روح مقدس پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا اے لوگو مجھے ایسے بھائیوں اور دوستوں سے تین کام آئے ہیں جنگا ذکر قرآن شریف میں بھی موجود ہے۔ بغاوت۔ بیوفائی اور دغا و بغاوت ظلم و حسد کا نام ہے جس میں میرے بھائی اور دوست میرے حلیف رسول خدا ہونگے وقت سے متبلا ہیں وہ چاہتے ہیں کہ جس لباس خلافت کو اللہ تعالیٰ نے میرے جسم پر بوزن فرمایا ہے اسے مجھ سے اتار لیں۔ پھر مجھ سے رہا نہ دیں گے۔ میں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے بیوفائی کی کیفیت ہے کہ یہی لوگ جہنم نے میری مخالفت اختیار کی ہے خوشی میری جیت میں آئے تھے اور بڑی سخت قہیں کھائی تھیں کہ ہم اپنے عہد و پیمان سے پھر نکلے اب قول و قسم کے حلال کر رہے ہیں اور ایسے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ہے رہی دغا و حسد اور بیوفائی کے بعد بڑی اختیار کی ہے اور غریب کا گھڑ رکھا ہے جس سے انکا نشانہ ہے کہ مجھ سے خلافت لے لیں اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ان تینوں مذموم عادتوں کی لعنت فرمائی ہے اِنَّمَا نَعْبُدُكَ عَلَىٰ اَنفُسِكُمْ وَفَرَقْنَا بِكَ عَلٰی نَفْسِنَا وَلَا يَجُوزُ مَكَرُ النَّاسِ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اِن تَمْنُوْنَ مَبَارَكَ مَطْلُوْبٌ كَمَا حَصَلَ یہ ہے کہ جس نے دغا و بیوفائی اور مکر کا دامن اس شخص پر پڑا ہے جو ان جہنمی خصلتوں کو اختیار کرتا ہے مثل ستور سے من حذر دیا لاجید حبا و قوم یہ مہکبا یعنی جس نے اپنے بھائی کے واسطے کنواں کھودا وہ اس میں مہکواں کرے دغا یہ کہ برائی مت کر پڑی ماسو کا دھڑے کے واسطے کنواں نہ کھود تو خود ہی اس میں گڑبڑے گا۔ شکل کا مقام ہے کہ دنیا میں چار آدمی چار باتوں میں اپنا طبع نہیں رکھتا وہ چار ہیں جیسے خلاف ہو کر عداوت و دشمنی ہو کر رہتے ہیں اول جناب مصطفیٰ صلعم کے بعد کسی شخص کو ان چارے خصلتوں سے خصوصیت میں نہیں آئی ان میں سے ایک زبیر بن عوام جس سے زیادہ بہادر شہسوار کوئی نہیں ہوا دوسرا طلحہ بن عبد اللہ جس سے زیادہ مکار شخص دنیا میں کسی نے نہ کیا ہو گا۔ تیسری عائشہ سے دنیا میں کسی شخص کی لوگوں نے ایسی فرمانبرداری نہیں کی جیسی عائشہ کی۔ چوتھا علی بن ابی طالب جس کے پاس اس قدر دنیاوی سرمایہ موجود ہے کہ ان لوگوں میں کسی دوسرے کے پاس نہیں ہوا اور یہ تین اس سے جہتہ بر مال طلب کرتے ہیں کہ میری مخالفت کے لئے لشکر خرچ کریں وہ حوالہ کرتا ہے۔ اور ذرا کمی نہیں کرتے



صلے ماحدی قسم اگر وہ یہیے فلوٹھ گیا تو اس کے مال اور مردوں کو مسلمانوں کی لوٹ قرار دینا اور اسکا تمام مال خزانہ عامہ میں شامل کر دیا گیا  
حضرت علی کے اس ارشاد کے بعد حریہ اس تاسے اٹھ کر کہا خواب کا ارشاد عالی بالکل درست اور سچ ہے اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد صلعم کو میری رحمت  
بنا کر خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہے۔ یہ لوگ آپ سے حسد کرتے ہیں اور بداندیش بھی لیکن خدا کا شکر ہے کہ آپ کی شجاعت زبیری کی دلیری سے  
برتر ہے اور آپکا علم طلحہ کے حکم سے بالاتر ہے اور لوگ آپ کی اطاعت اس سے زیادہ کرنے کے جیسے عالتہ کی اور دنیاوی مال کی کوئی حقیقت نہیں اللہ تعالیٰ علی  
بن مینہ سے بہت زیادہ مال و دولت آپکو بوجہ حلال کرامت فرمایا اسکا مال محض ظلم سے جمع کیا گیا ہے اسلئے ضرور ہے کہ فساد اور گمراہی میں خرچ ہو۔  
اب پھر امیر المومنین نے اپنی روح کا جائزہ لیا میں ہزار آدمی موجود پائے اسکے بعد اس موضع سے کوچ کیا اور مخالفوں کے مقابل پہنچا قیام فرمایا مصری  
قبیلے مصریوں کے مقابل اور ریحہ ریحہ کے سامنے اور اہل یمن والوں کے محاذی اترے حضرت علی نے مناسب سمجھا کہ طلحہ و ریحہ کو خط لکھا کہ ان کی بیوہ مافی  
اور غریب سے آگاہ کر دیں اور سرکہ آرائی کی نسبت انہی مجبوری کا اظہار فرمادیں ظلم و دلت مٹکا کر خط لکھا مضمون یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ مجھے خلافت  
کی خواستگاری نہ تھی اور جس دن مجھے خلافت کے لئے کہا گیا تھا میں انکار کرتا تھا اور لوگ بڑی صدا اور امرار سے مجھے مجبور کر رہے تھے پھر بھی میں غلظت  
تک کہ تم دونوں رضامند نہ ہوئے اور بیعت نہ کر لی اور لوگوں کو بیعت کی اجازت نہ دی تھی اور حروف تم نے بیعت کی تھی کوئی زور یا ظلم یا سختی نہ کی تھی نہ انیت  
ہتیں کوئی ایسا مطلب اور مدعا ہی مد نظر تھا جس کے حاصل کرنے کے لئے تم نے بیعت کی ہو۔ میں نہیں جانتا اب تم نے کیوں ایسا ارادہ کیا ہے اور مجھ سے فحاش  
ہو کر حکم اٹھایا اور عہد شکنی کو جائز سمجھ لیا ہے اگر تم میرے اس بیان کو سچ سمجھتے ہو اور جانتے ہو کہ میں نے تمہارے حقوق کی رعایت میں کوئی کمی نہیں  
کی ہے تو اپنے اس خیال اور ارادہ کو چھوڑ دو اور اگر میں غلط کہتا ہوں اور تم نے کرامت کے ساتھ بیعت کی ہے تو یہ بات ضرور ہے کہ تم نے ظاہر میں تو بیعت کر لی  
لی ہے جسے اور لوگوں نے بھی دیکھ لیا ہے گو تم دل میں مجھ سے دشمنی ہی کیوں نہ رکھتے تھے۔ تم نے میری فرمانبرداری کا حق اپنے ذمہ عاید کر لیا اب متابعت  
کے بعد جس کام میں میری مخالفت اختیار کر دے لوگ اسکی نسبت تمہیں ملامت کرنے کے لائق نہ ہوں گے اسے قرشی سواروں کے سردار زبیر اور اسے ہما جوں کے بزرگ طلحہ  
تمہارے لئے آج خلافت کرے اور عہد توڑ ڈالے کی نسبت یہ امر بہت آسان تھا کہ اگر خلافت کے شروع ہی میں بیعت نہ کرتے اور تمہارا یہ دعوئے کہ عثمان  
کو میں نے قتل کیا ہے۔ مجھے تمہارے اس کہنے اور مجھ اس تہمت سے بری نہ سمجھنے پر بڑا تعجب آتا ہے میں اجازت دیتا ہوں کہ ہرگز کے جو لوگ آج نہ میرے  
ساتھ ہیں نہ تمہارے وہ اس معاملہ میں ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور قتل عثمان کے متعلق ہر شخص کے ارادہ اور سعی کا مفصل اور تحقیق شدہ حال  
جو انہوں نے چشم خود دیکھ رکھا ہے بیان کر دیں پھر ہر ایک کا حال کھن جانیگا اور اس کے قتل میں جسے حقیقی سہی کی ہے ظاہر ہو جائے گی عثمان کے بیٹوں کو  
یہ میری خلافت کا مقربونا اور متابعت اختیار کرنی لازم ہے۔ پھر جس لوگوں پر اپنے باب کے خون کا دعوئے رکھتے ہیں انہیں میرے روبرو لا کر دعوئے  
کرنا چاہئے اسوقت از دئے شریعت و عدالت جو کچھ اس معاملہ کی نسبت لازم آئیگا اسکا حکم دیا جائیگا اور مگو طلب حوالہ عثمان سے کیا نہ ہوگا تم دونوں ہم  
میں سے ہو اور عثمان نبی عبد اللہ میں سے تھا اسے جس قتل کیا یا اس تمہاری اس سے کوئی قرابت اور رشتہ داری نہیں ہے یہ کس بنا پر اس کی  
خونخواہی کا دعوئے کرتے ہو تم دونوں نے کسی دبا کو اور سختی کے بغیر جو شئی ظاہر مجھ سے بیعت کی اور سخت تمہیں کھائیں اور خدا سے عہد کیا کہ مخالفت اختیار  
نہ کریں اب عہد توڑ ڈالا اور میرے مقابلہ کھن آئے حرم و خود کو گھر سے نکال لائے جہاں اسے رہنے کے لئے خدا نے حکم دیا ہے اور اتنے ہزار آدمیوں  
کو شبہ اور شک میں ڈال کر میرے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب و تحریک دیتے ہو نہ معلوم تمہارا کیا ارادہ ہے اللہ ہی نتیجہ کو پہنچائے جو درست اور  
محکم ہے اور تمہیں راہ راست دکھائے اس کے بعد امیر المومنین نے عالتہ کے نام بھی اس مضمون کا ایک خط تحریر فرمایا لیلۃ الاربۃ عشر  
اسے عالتہ نام سوجہ سے کہ اپنے گھر سے نکل آئی ہو خدا اور رسول خدا کی گھبراہٹ ہو۔ اور تمہیں جس سے خدا نے حوالہ کر دی ہے فرمایا

رکھا ہے پھر دعوت کرتی ہو کہ مسلمانوں کی اصلاح حالت کے لئے گھر سے نکلی ہوں مجھ سے یہ لوگوں کو عورتوں کو شکرگستی اور مردوں کی اصلاح حالت سے کیا سلامۃ تم یہ بھی مشہور کیا ہے کہ میں خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہوں تم میں اور عثمان میں کوئی قرابت اور غرضداری ہے۔ عثمان سی امیہ میں تھا اور تم غنی تہم بن قرہ بن کنانہ بن سہ۔ تمہارا گھر سے نکل آنا اور اپنے آپ کو اور خلق خدا کو معرض ہلاکت میں ڈالنا سی ان لوگوں کے گناہ سے زیادہ بڑا گناہ ہے کہ جبہوں نے عثمان کو قتل کیا ہے مجھے معلوم ہے کہ تم اس خود اس فعل کو نہیں کرتی ہو بلکہ اور لوگوں نے تمہیں آمادہ کر رکھا ہے اور خون عثمان کے ست ٹھکے کا دیا ہے اسے عالتہ خدا سے ڈرو اور اپنے گھر میں جا بیٹھو۔ عورتوں کی صلاحیت اس میں ہے کہ اپنے گھر سے پاؤں باہر نہ نکالیں۔ طلحہ و ربیعہ امیر المومنین کے خط کو پڑھ کر کچھ جواب نہ کہہ سکے صرف یہ کہلا بھیجا کہ اسے ابو احن تم اس غرض سے لشکر لے کر آئے ہو کہ لوگ آئندہ زمانہ میں تمہارا ذکر کیا کریں اور اس معاملہ میں تمہاری شہرت ہو جائے تم کسی صورت سے بھی واپس نہ جاؤ گے تا وقتیکہ ایام دعا حاصل نہ کر لے گے۔ اور ہم بھی آپ کی فراہم داری ہرگز اختیار نہ کریں گے۔ تمہیں جو کچھ کرنا ہو کر و معاملہ حصہ طار کرنے کی حد سے گزر چکا ہے۔ والسلام اس کے بعد محمد بن زبیر نے اٹھ کر کہا اسے لوگو علی الوطالت نے خلیفہ رقی عثمان کو قتل کر دیا اور اب لشکر فراہم کر کے تیس چڑھائی کی ہے کہ تمہاری حکومت تم سے چھین لیں اور تمہارے تہوں اور قصبوں پر ایسا قبضہ حاصلیں تم مرد سکرانے حملہ کے حلق کا مالو۔ اسی حرمت سچا اور ایسے نل و فرزند اور رستہ داروں کی حفاظت کے لئے جنگ کر و کسی شخص نے امیر المومنین سے بھی وہ خطے جو عبداللہ بن ربیعہ نے بھری مجلس میں آپ کے خلاف کہے تھے اور قتل عثمان کی تہمت لگائی تھی کہ سنائے امیر المومنین حسن بن علی اس ابی طالب نے تمام لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت فصاحت سے حمد و ماری تعالیٰ بیاں کی اور جناب رسالت مآب صلعم پر درود بھیجا پھر فرمایا اسے لوگو ہمیں خبر دی گئی ہے کہ عبداللہ بن زبیر میرے باپ کے ذمہ برائیاں عائد کرتا اور قتل عثمان کو ان سے مشوب کر کے تہمت لگاتا ہے اے مہاجر و انصار اور دندار مسلمانو تم خوب جانتے ہو کہ عبداللہ کا کیا بات زبیر بن عوام اکثر اوقات عثمان کی نسبت کیسے کہتا رہتا تھا اور کیا مام رکھ جھوڑا تھا اور کس درجہ سنگی برائیاں بیان کرتا تھا۔ طلحہ بن عبداللہ نے عثمان کی زندگی ہی میں خزانہ عامرہ میں کس قدر نا واجب تصرف کیا تھا اب اس کی یہ مجال کہ میرے باپ پر ان باتوں کا الزام لگائے جسے تمام لوگ اچھی طرح آگاہ ہیں اور بلنگنی سے پیش آئے الحمد للہ کہ میں جواب دینے کی قدرت حاصل ہے اگرچہ ہم چاہیں تو اس کی نسبت کچھ کہہ سکتے ہیں اور اسکا یہ کہنا کہ علی کو لوگوں کی حکومت چھیننا اور ان کے تہوں اور علاقوں کو لینا چاہتا ہے یہ تو خود اس کے باپ زبیر کی عین آرزو ہے وہ خود کہتا ہے کہ میں نے ہاتھ سے علی کی حجت کی ہے۔ دل سے۔ غرض اسے عین کئی ہے اور اقرار کے بعد انکار قابلِ سماعت نہیں ہوتا شرع سے ظاہری امور پر حکم جاری ہوتا ہے اور پوچھنا کہ انور کا والی خدا ہے اور اہل بصرہ کے دفعیہ کے لئے اہل کوفہ کا ان کوئی سچا اور ہیں ہے ہمیشہ نیک راستہ پر چلنے والے بدیاہوں کا مدعی کرتے اور اصلاح کرنے والے مفسدوں کو روکتے رہے ہیں یقیناً ہمیں مددگاران عثمان سے کوئی سروکار نہیں نہ ان سے جنگ و جدلی کی احتیاج۔ ہماری ڈرائی صرف ان شخصوں سے ہے جو فخر و سوار لیے عالتہ کی بیروی کرتے ہیں تمام لوگوں نے اس خطبہ کو بہت پسند کیا اور حسن کی بڑی تعریفیں کیں انکے منہ لشکر آگے رٹھے اور ایک لشکر کے مقابل اور قریب تر آگئے۔ بصرہ کے غلام اور نو جوان بصرہ سے نکل کر غلامان اہل کوفہ کی برابر آجے کعب بن سور عالتہ کے پاس گیا اور کہا اب دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے ہیں جنگ ہونے والی ہے اگر یہ آگ بھڑکی تو بے شمار خون ہو جائیگا اور پھر اس آگ کا بھجنا نہایت مشکل ہوگا۔ اے ماور و مہمان اس کا کچھ علاج کر کہ یہ سلگتی ہوئی آگ بجھ جائے۔ عالتہ ہودج میں سوار ہوئے اور لوگ ان کے اوٹ کو جانب لشکر لے چلے بصرہ کے لوگ اونٹ کے آگے آگے چلتے تھے۔ لشکر میں ہینچا امیر المومنین کو دیکھا کہ اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا رہے ہیں اور جنگ سے روکتے ہیں عالتہ یہ حال ملاحظہ کر کے حاکمین میں گہین اور وہ لوگ بھی جو ہودج کے پہلو تھے چلے گئے دوسرے دن امیر المومنین علیؑ نے عبداللہ بن عباس اور زبیر بن صوحان کو طلب فرما کر انہیں عالتہ کے پاس جاکر کہہ کر خدا تمہارے تہیں اپنے گھر میں بیٹھنے کے لئے حکم دیا ہے اور باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم بھی اس بات سے بھی طرح آگاہ ہو۔



مگر ان لوگوں سے نہیں درغلان رکھا ہے اور ان کے کہنے سے گھر سے نکل آئی ہو۔ اور تمہارا ان لوگوں کے ساتھ ہو جانا حق خدا کو مصیبت میں مبتلا کرے گا بہتر یہی ہے کہ واپس چلی جاؤ۔ اور لڑائی چھوڑے میں پر پورا کر تم واپس رہ جاؤ گی۔ اور اس آتش فساد کو نہ بھادو گی تو انجام کار جنگ ہو گی تمہارا دمی مارے جائیگا اسے عالتیہ خلا سے ڈرو گناہوں سے توبہ کرو اور اللہ کس طرف متوجہ ہو وہ اپنے بندوں کی توبہ سنتا اور غرض قبول کر لیا ہے سمجھ لیا جائے کہ عبد اللہ بن مسیر کی ہوا حواسی اور طلوس عبد اللہ کی غرض داری تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور انجام و ذرخ کی آگ ہو گا۔ یہ دونو شخص عالتیہ کے پاس آئے امیر المومنین کا بھانجا عالتیہ نے کہا میں ان باتوں کا جواب کچھ نہیں دے سکتی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ حضرت علی سے اذروے دلیل و حجت برسر نہیں آ سکتی وہ یہ سکا واپس چلے آئے اور کچھ عالتیہ نے کہا تھا امیر المومنین علی سے کہہ دیا آپ حکم دبا کہ لشکر کے سرداروں اور امیروں کو بلا وجہ سب حاضر ہو گئے آپ نے اٹھ کر خطبہ پڑھا۔ مجھ سے صلح مردور و بھیکر کہا اسے لوگوں کو حقد رکھیں تھا میں نے ان لوگوں سے نرمی کی اور دیر لگائی کہ یہ آگ روشن ہو جائے اور ان کو معرکہ ارائی اور ساد انگری کے تاریخ سے بھی ڈرایا جب ان باتوں سے بھی انہیں کچھ اثر نہ ہوا تو میں نے انہیں خدا کے واسطے دیئے اور جو توبہ تیرے نصیب سے تھی سب کر دیکھیں کہ طرح یہ لوگ خدا کا حق کریں اور نصیحت چلیں میں نے حکم کے نقصانات بھی یاد لائے کہ اپنے زہر و درندی پر رحم کھائیں یا خدا و پیغمبر سے سر نہیں مگر وہ نہیں مانتے نہ کسی نصیحت کو سنے ہیں رار یہی پیغام دیتے ہیں کہ حرب و ضرب کے لئے مستعد ہو کر میدان جنگ میں نکلو۔ کوئی منہ جیسے شخص سے یہ بات کہ طرح کہہ سکتا اور لڑائی سے ڈرا سکتا ہے میں نے اسی تمام عمر جنگ و جدل میں صرف کی اور حرب و ضرب کے برائی نہیں پرورش پائی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھے کیوں بھول گئے ہیں میں دوسری علی ہوں جس نے ان لوگوں کے بہادروں کی صفوں کو درہم برہم اور ان کے باپ اور بھائیوں کو قتل اور ان کی حاکمیتوں کو متشر کیا ہے وہی تمہارے ان جس سے میں عجب دلیروں کے مترجم کہے ہیں ہنوز میرے غضب میں ہے اور دوسری میرے جس سے شعاہوں کے ہیلو متکافرت کہتے ہیں میرے ہاتھ میں ہے الحمد للہ کہ میرا دل قوی ہے اور بازو طاقتور ہیں اور جبر و بغیہ حاصل ہے۔ مجھے کیا خطرہ کیا خدا تعالیٰ نے مجھ سے فتح و ظفر کا وعدہ نہیں کیا ہے اور اس نے انبی نعمتوں کے دروازے میرے واسطے نہیں کھول رکھے ہیں؟ موت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا اور حکم خدا سے جھوٹے ہوئے تراجل کو کوئی نہیں روک سکتا جو مارا جائیگا انجام کھائے بھی مرنا ہی تھا اور مرے سے مارا جانا سو درجہ اچھا ہے جس خدا کے فضلہ قدرت میں میری جاں ہی مجھے اسی کی قسم ہے کہ استریر بڑ کر مرے کی نسبت مجھے بدن پر تلوار کے ہزار رخ کھانے زیادہ آسان معلوم ہوتے ہیں اس کے بعد آپ نے دست دعا بلند فرمائے اور کہا اے خدا اعلیٰ ہمارے مجھ سے بدخوشی خود محبت کی پھر عہد شکنی کی اور اپنے اقرار سے پھر گیا اے خدا یہ بات سچ ہے تو اسے زیادہ مہلت نہ دے اور مجھے اس کے مکر سے بچالے اے خدا زبرین عوام نے میری جنت کا حق دعویت کر دیا اور مجھ سے دشمنی و عداوت سے پیش آیا جو فانی اختیار کی مجھ میں اور کھانا میں آتش جنگ روشن کی اور پھر پتھرتا ہے کہ میں نے بڑائی کی اور ظالم ہوں اے خدا اس کی شر کو مجھ سے دور کر اس خطبہ کے بعد مناجات کی اور صمداری تعالیٰ کے بعد ترتیب و ج کی طرف متوجہ ہوئے سواروں کے میسرہ و عاریا سر کو یادوں کے سینہ و شریح بن مانی کو سواروں کے میسرہ و یسعید بن قیس مہلانی یہ اور یادوں کے میسرہ پر راعہ بن شداد حلی کو مقرر کیا۔ محمد بن ابی بکر کو سواروں کے قلب میں اور عدی بن حاتم طائی کو یادوں کے برج میں قائم کیا سواروں کے صلاح کا دستہ زیاد بن کعب ارجی کو اور یادوں کا حجر بن عدی کندی کو ملا۔ عمر بن حنظلہ کو سواروں کی اور محمد بن خیراردی کو میدانوں کی کہیں عطا کی گئی اسکے بعد ایک عربی قبیلہ کے سردار کو ملا کہ حکم دیا کہ انہی جماعتوں کا دھیان رکھیں اور جس امر کی طرف رجوع ہوں اس پر فہم کرن غرض امیر المومنین علی علیہ السلام نے اسی طرح کو اس ترتیب سے آراستہ کر کے سواروں اور یادوں کی صفیں قائم کر دیں دوسری طرف سے عالتیہ بھی نکلیں۔ ہودج میں سوار تھیں جو عسکر نام اونٹ کی غیٹ پر بربھا ہوا تھا اس اونٹ کو علی بن ابیہ نے دو سو دینار میں خرید لیا تھا اور یہ ہودج بھی بہت بڑا تھا سراسر کاٹھ کا تھا اور لوہے کی منجھیں خر کھی تھیں اور اونٹ کی کھال اس کے اوپر منڈھ دی تھی اندر کی جانب عمدہ قم کا کپڑا لگایا تھا اسی اونٹ پر پیرہ واپس لوٹا کاٹھ کا

نصب تھا جس دو نو لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہو چکے اور دلبروں کا آنا سنا سنا ہوا امیر المومنین علیؑ علیہ السلام انیسے لشکر کے لشکر طرہ میں کی صفوں کے اندر اکٹھے ہوئے خواب رسالت تاب صلعم کا لباس زیب تن تھا اور آنحضرت کی زائے مبارک دوش مقدس یریری تھی اور سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ رسول خدا کی سواری کا مرکب جو رنگ میں خنک اور دلدل نام تھا ایک کی سواری کے نیچے تھا آپؑ سے آواز ملے فرمایا ریسر عوام کہاں ہے اسے کہو میرے سامنے آئے۔ کچھ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین زیر تہمت چار لگائے ہوئے ہے اور ایک حالی ہاتھ میں آپؑ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں۔ اسے میرے پاس بھیجو زیر حاضر ہوا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے ولید کی کہ اسوس غیب اسار بیوہ ہو گئی۔ لوگوں نے تسلی دی کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو حضرت علیؑ کیسیکو یونہی ہیں مارتے اور وہ تو بعد اسلحہ تہمت لائے ہیں تباہ کچھ مارتے ہوں گے عوس زیر امیر المومنین کے سامنے آیا آپؑ نے فرمایا اے اباعبد اللہ یہ کیا بات ہے جو تو کرنا چاہتا ہے اور کس امر نے سختی اس بات پر آمادہ کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ طلب غن غنماں ہے۔ آپؑ نے فرمایا سبحان اللہ جو تو نے اور تیرے ہمراہوں نے ہی نے تو اسے مانا ہے اور ان تک اسکا حول تہا ہی تلواروں سے ٹیکا رہا ہے کیا تو ایسے آپؑ سے اور اپنے دوستوں سے بدلہ لیا جاتا ہے پھر فرمایا میں تجھے خدائے واحد کی جسے محمد صلعم پر قرآن تحریف مائل فرمایا ہے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ حضرت رسول خداؐ نے کبھی تجھ سے دریافت کیا تھا کہ تو علیؑ کو دوست رکھتا ہے؟ اور تو نے کہا تھا کہ میں کیوں نہ دوست رکھتا کہ وہ میری خالہ کا بیٹا ہے حضرت نے اسوقت جبردی کہ ایک دن تو اُس کے مقابلہ کے واسطے میدان میں نکلیگا اور دشمنی کرے گا اور یقیناً تو اسلحہ ظالم ہوگا۔ بربر نے جواب دیا ہاں یہی بات تھی۔ پس آپؑ نے فرمایا ایک اور قسم دیکر پوچھتا ہوں تجھے کچھ یاد ہے کہ جبکہ رسول خداؐ سر آعرس عرش سے تشریف لائے تھے تو اُن کے ہمراہ تھا اور تیرا ہاتھ آنحضرت کے دست مبارک میں تھا اتنے میں میں بھی سامنے ہوا گیا۔ جناب رسالت تاب سے مجھے سلام کیا اور میں آپؑ کے چہرہ کی طرف دیکھ کر رہا۔ تو نے مجھ سے کہا اے ابوطالب کے بیٹے رسول خداؐ کو پہلے سلام کیوں نہ کیا تو نکر سے باز نہیں آنا آنحضرت نے فرمایا اے زیر جانتوں رہ علیؑ حور نہیں ہے۔ ایک وہ دن ہوگا کہ تو اُس کے مقابلہ پر آئیگا اور اسلحہ ظالم ہوگا۔ زیر نے کہا ہاں یہ بھی سچ ہے اور جناب رسول خداؐ نے ایسا ہی ارشاد کیا تھا۔ اے امیر المومنین میں ان ماتوں کو بھول گیا تھا آپؑ نے یاد دلایا اب میں سمجھا کہ آپؑ میں پر ہیں اگر بات مجھے پہلے سے یاد آجاتی تو ہرگز آپؑ کے مقابلہ کے لئے نہ نکلتا۔ اسوقت آپؑ نے جلا دیا میں ایسے محل سے ماز آیا اب کوئی ایسا کام نہ کروں گا جس سے خاطر مبارک پر میں آئے یہ کہہ چلا گیا اور عائشہ کے پاس پہنچا۔ عالیتہ ہودج میں تھیں یوحیہا اے اباعبد اللہ تم میں اور علیؑ میں کیا باتیں ہوئیں۔ بربر نے ان ماتوں کا ذکر کیا جو حضرت علیؑ نے جناب رسالت تاب صلعم کی مدد سے یاد دلوائی تھیں اور کہا ایک اور بات بھی ہے وہ کہ قسم خدا کی میں زمانہ جاہلیت اور جہاد اسلام میں جس جس معرکہ میں شریک ہوا ہوں کہیں میں چکیا یا ہر موقع پر بڑا باحوصلہ اور دلیر رہا ہوں مگر آج علیؑ کے مقابلہ پر میں دیکھتا ہوں کہ فکر و اضطراب سے گویا خود بخود میرے قدم جھکے جاتے ہیں عالیتہ نے کہا اے عبد اللہ معلوم ہوتا ہے کہ تو علیؑ کی تلوار سے ڈر گیا ہے اور تو ڈر جائے تو کوئی عیب اور عار بھی نہیں کیونکہ تجھ سے بیشتر اکثر بڑے بڑے ہار اُس سے کانپ اٹھے ہیں اُس کے بیٹے عبد اللہ نے کہا اے ماپ تباہ تو علیؑ کی تلوار میں انبی موت کا منہ دیکھ آیا ہے حواس سے ڈر کر ملیٹ آیا ہے۔ زیر نے کہا خدا کی قسم اسے بیٹے تو میرے لئے ہر موقع پر بدبخت نکلا ہے اُس نے جواب دیا میں تو بدبخت نہیں نکلا مگر تو نے مجھے اہل عرب کے سامنے دلیل اور رموا کر دیا اور بدنامی کا ایسا دایح لگا دیا جو سات سمندروں کے بانی سے بھی نہیں دھل سکتا۔ زیر نے یہ بات نہ کر خضناک ہوا اور مرکب کو لٹکا کر لٹکا کر امیر المومنین کی طرف پہنچا حضرت علیؑ نے اُسکی بر جالت دیکھ کر اسی طرح سے کہا اسے راستہ دو کہ صفوں سے دوسری طرف نکلیجائے لوگوں نے اسے نہ روکا اور وہ صفوں کو جبرتا ہوا دوسری سمت نکلیگا وہاں سے پھر ملیٹا اور گھوڑا اڑاتا ہوا صفوں سے اسطون نکل آیا مگر کیسی زخمی نہیں کیا پھر انہی جگہ پھینک بیٹھے کہ کیا نرولی ایسا ہی حکم کرتے ہیں۔ عبد اللہ نے کہا حاکم تو بہت اچھا تھا لیکن کیسیکو ایک رحم بھی نہ لگایا۔ اور اسوقت جبکہ جنگ سے کام آپؑ پر ہے تو مجھے پیٹھ پڑتی اور میں چھوڑے جاتا ہے زیر نے کہا اب بدبخت میں نے جناب محمدؐ سے کلام نہ کیا



ہے۔ کیا تیرے لئے میں ایسے آپ کو دوزخ میں ڈال دوں اس کے بعد وہ لشکر سے نکلا اور پچاس سو اردوں نے اسکا پیچھا کیا کہ واپس آئے اس زبیر نے ماگ موڑی اور حملہ کر کے انہیں منتشر کر دیا۔ پھر آگے روانہ ہوا یہاں تک کہ وادی سابع کے ایک موضع میں پہنچا اور نئی تنیم کی ایک جماعت کے پاس قیام کیا اس کے ایک آستانے پر چچا کہ لشکروں کو کس حال میں چھوڑا نہ رہے جواب دیا کہ دونوں جنگ آزمائی کا ارادہ رکھتے تھے اور لڑائی شروع ہونے کو تھی مجھ سے نہ دیکھا گیا چلا آیا آستانے اس کے لئے کھانا منگایا اس نے کچھ کھا کر ابر سے دودھ پیا اور وضو کر کے ماز پڑھی پھر سو رہا۔ آسانے سے حرم ستویا کر تلوار سے سر کاٹ ڈالا اور اسکا سلعہ اور انکسٹری لیکر جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا کہے ہیں کہ اس شخص کا نام عمر بن حرموز عاشقی تھا جب ریم کا سر اور اسکا گھوڑا اور متبعیا امیر المؤمنین کے سامنے لایا تو آپ اس کے مار ڈالنے سے بہت ہی ناراض ہوئے اور عمر سے مواخذہ کیا کہ تو نے اسے کیوں مار ڈالا۔ عمر نے کہا میں سمجھا تھا آپ اس کے مارے جانے سے خوش ہونگے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ مرکز آب کی اطاعت نہ کرے گا اس لئے اسے قتل کر دیا حضرت علی نے فرمایا میں نے جناب رسول خدا سے سنا ہے کہ ریم کے قاتل سے اہد کہ وہ دوزخ میں جا سکے۔ عمر اس خبر سے سخت رنجیدہ ہو کر واپس چلا گیا حضرت علی زبیر کی تلوار کو ہاتھ میں لیکر گردن دتے تھے اور زور دکر فرمانے تھے یہ وہ تلوار ہے جس نے جناب مصطفیٰ کے مقابلے سے بہت سی تکلیفوں کو دور کیا تھا اور خدا کے راستے میں بڑی کوششیں کی تھیں اسی طرح زبیر کے قتل پر بہت سادھوس اور رنج فرماتے رہے آخر کار صبر کیا پھر لشکر کطرف متوجہ ہو کر واپس آئے انھیں بھی کر کے دل میں سوچا کہ آرائی کا مصمم ارادہ کر لیا وہاں کے سوا اور کوئی دکر ہو نہ خواہ مارو کیونکہ یہ زبیر کی علامت ہے۔ عالتیہ بھی اپنی فوج کا دل ٹھہرا رہی تھیں اور اہل ہجرہ جنگ پر مستعد تھے اب لشکر امیر پر ہم تیرے شروع ہوئے اور اہل لشکر رجمی ہونے لگے مگر حضرت علی اب بھی خاموش تھے دوستوں نے کہا اے امیر المؤمنین ان لوگوں کی شوخی حد سے تجاوز نہ کر گئی ہے۔ وہ تیرا لگنی سے ہماری جمیعت کو خستہ کر رہے ہیں اور آپ احازت جنگ عطا نہیں فرماتے۔ ہم نہیں سمجھتے آپ کس بات کا انتظار فرما رہے ہیں آئیے فرمایا میں چاہتا تھا کہ اپنے آپ کو جنگ سے باز رکھوں۔ مگر دیکھتا ہوں کہ وہ بصیرت نہیں رکھتے بلکہ جنگ شروع کر کے ہمارے بہت سے آدمیوں کو رنجی اور مجروح کر دیا ہے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا اس کے بعد اپنی زہرہ بی بی اور تیرہ حائل کر کے سر پر جامہ باندھا اور دلدل پر سوار ہو کر قرآن شریف لیا اور آواز دی کہ تم سب کون شخص اس قرآن شریف کو میرے ہاتھ سے لیکر ان لوگوں کے سامنے لجا مایا جا تا ہے تاکہ انہیں اس قرآن مجید کی مدد جہ امر وہی کی طرف بلائے خاتع میں اباب غلام مسلم نام آگے بڑھا اور کہا میں لجا کر ان کے سامنے پیش کروں گا آپ نے فرمایا اچان اگر تو قرآن شریف کو ان کے سامنے لجانے اور وہ تجھے قتل کر ڈالیں تو کیا تجھے اپنا قتل گوارا ہے اس نے کہا ہاں مجھے گوارا ہے آپ نے خبر دی کہ وہ سب سے پہلے تیرے ان ہاتھوں کو جنہیں قرآن شریف ہوگا قطع کریں گے پھر اور زخم لگائیں گے اور ہلاک کر دیں گے اس نے کہا کچھ آپ نے فرمایا میں اس سب پر رضی ہوں۔ جبکہ مجھ سے میرا خدا صامند ہوگا تو مجھے پھر کسی مات کا غم نہیں۔ آپ نے مکر اس سے یہ کلمات بیان فرمائے اور حجت ختم کی اس نے کہا خدا کے راستے میں شہید رہا۔ اور درگاہ سے ثواب موعود حاصل کرنا بقا تکلیف قتل بہت اچھا ہے اس کے بعد آپ نے دعا خبر دی اور وہ قرآن شریف لیکر مخالفوں کے پاس پہنچا کہا اے لوگو امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب نے جو رسول خدا کا پیچھا بھائی اور وحی ہے یہ قرآن شریف میرے ہاتھ پہنچا ہے اور اپنے آپ کو مجبور کر کے کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ اس کلام الہی کے مطابق عمل کروں گا تم مجھے مخالفت نہ کرو اور جنگ سے پیش نہ آؤ خدا سے ڈرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاک نہ کرو۔ عالتیہ کے درکاران میں سے ایک آدمی نے آتے ہی اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے اس جو ان کے قرآن شریف کو سینہ اور بازوؤں سے روکا دوسری تلوار سینہ پر ماری اور قتل کر دیا امیر المؤمنین علی نے یہ حال معائنہ فرما کر علم اچھے بیٹے محمد حنفیہ کے حوالہ کیا اور کہا اے میرے بیٹے علم لیکر دشمنوں پر حملہ کر مجھ نے علم لیا اور صفوں کے مقابل اگر رجز پڑھی اور توقف کیا حضرت علی نے آواز دی کیوں دیر لگائی ہے حملہ کر کے کسی شخص ہار کر آئے

اور ایک طرف حملہ کرتا تھا جناب امیر ملائے وارسے تھے اور اسکی شجاعت اور طریقہ جنگ سے خوش ہوا ہے تھے اور کہتے تھے  
 اخلص بها طعن اسات ثقت احمر في الحرت اذ الم توفد محمد بن جميعه نے کچھ دیر تک جنگ کی پھر علم وائیں نے ہونے ایسی صف میں آئے اسکی  
 بعد امیر المومنین نے تیسرے کھینچ کر حملہ کیا کچھ عرصہ دوائیں جناب کی فوج پر حملہ کرتے رہے اور بہت سے آدمیوں کو خاک و خون میں ملایا پھر کچھ عرصہ تک انہیں  
 دستہ پر حملہ آور ہو کر قتل و قمع کیا آخر آپ کی تلوار خمیدہ ہو گئی آپ مرکب سے اتر پڑے اور تلوار کو رالو کے چپے دبا کر سیدھی کرے لگے کسی درست نے کہا۔  
 آپ تلوار مجھے دےں خود سیدھی کرےں کی تکلیف نہ اٹھائیں میں سیدھی کر دوں گا آپ نے کچھ جواب دیا اور تلوار سیدھی کر کے پھر سوار ہوئے اور دوبارہ حملہ  
 کیا جو سامنے پڑا اسکو مار گراتے اب پھر تلوار میں مل آگیا آپ پلٹ کر اسی صف میں چلے آئے اور تلوار کو درست کرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے خدا کی قسم میں  
 صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے یہ جنگ کر رہا ہوں پھر ایسے بیٹے محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھ کر کہا ایسی جنگ کر جیسی تیرا باں کرتا ہے اسی اتار میں اہل بصرہ  
 کے سیمہ کی فوج نے کوہ والوں کی فوج مسرہ پر حملہ کیا اور کھدیر چھٹے ٹیلے کے گز اہل کو دے پھر حم کر جنگ کی علی کے دوستوں میں سے محمد بن سلیم اردی  
 نے صاحبان حل پر حملہ کر کے کئی تھکوں کو قتل اور زخمی کیا پھر خود بھی زخم کھایا اور وائیں چلا آیا پھر اسکا بھائی صفہ بن سلیم گیا۔ اور سخت زخمی ہو کر تہید  
 ہوا۔ پھر زید بن صوحان عہدی جو جناب امیر کے مشہور و معروف دوستوں میں سے تھا اور نامور شریف اور امیر المومنین کا علم بردار بھی تھا حملہ آور ہوا اور کچھ  
 عرصہ تک جنگ کر کے تہید ہو گیا اس کے بعد اس کے بھائی صفہ بن صوحان نے علم لیکر حملہ کیا اور زخمی ہو کر لپٹا۔ اس کے بعد ابو عبیدہ عہدی جو صاحب  
 امیر المومنین میں سے نہایت نیک شخص تھا علم لیکر حملہ آور ہوا اور شہادت پائی اس طرح عبداللہ بن رقبہ اور رستید بن عمر نے یکے بعد دیگر علم سمھالا اور حملہ  
 آور ہو ہو کر جام شہادت نوش کیا اور حکم ایک ہی جگہ پر حضرت علی علیہ السلام کے سامنے مشہور و معروف دست ہبید ہوئے اب اصحاب اجل میں سے ایک شخص  
 عبداللہ بن قیسری نام میدان میں آیا اور زبرد خان ہو کر کہا انوشن جو اس وقتہ کا مافی ہے اور جس کی دستہی عرض ہے کہاں ہے امیر المومنین نے آگے بڑھ کر  
 روایا میں موجود ہوں آگے آئیں دیکھوں تو کیا کرتا ہے اس شخص نے تلوار کھینچ کر صرہ پر حملہ کیا اور اس نے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اسکا سر اور گردن اور بازو  
 کٹ کر دور حاریسے پھرا اس کے سر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہیں تو نے اس کو کب دیکھا اور موت ہی ضبہ عالتہ کے ادب کے گرد حلقہ رن ہو گئے ہر شخص اپنی  
 سی کہہ رہا تھا اور اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ ان میں سے ایک شخص ادب کی ہمار سنھائے تھا اور تیسرے ہند ہاتھ میں لئے امیر فخر کر رہا تھا یہ بن لقیط تیسائی  
 نے ہینچ کر تلوار ماری اور زمین پر گرا دیا۔ بی ضبہ میں سے ایک اور آدمی نے ہمار آسنھائی اسکا نام عاصم بن زکف تھا اُسے امیر المومنین کی دستہی کے حصول  
 کا تھوڑا جھگڑا تھا کہ آپ کے ہوا خواہوں میں سے سب زب حصفہ تھیں لے حملہ کر کے مار ڈالا پھر میدان میں گھوڑے کو کاوے دیتا ہوا آخر کرنے لگاتے میں  
 اصحاب اجل کے ایک جوان دیکھ میں میں ضبی نے صف سے ٹھکر مہر پر حملہ کیا دو تلوار سے جنگ کرے لگے انجام کار مندر نے تلوار مار کر گرا دیا اب اکثر  
 سختی میدان میں نکلا تیسرے خنباک کی طرح دھاڑا اور در مقابل طلب کیا۔ عامر بن شداد ازوی مقابلہ پر گیا کچھ دیر نیزہ سے جنگ کرنا مارا مگر اتنے نہ ہو  
 مار کر بچے گرا دیا پھر لٹکا مارا اور کون شخص ہے جو مجھے سے جنگ آزمائی کرنا جانتا ہے سانے آئے مگر کوئی نہ نکلا اتنے میدان جنگ میں گھوڑے کو جلاں کرنا  
 اور فخر پر اشعار پڑھتا تھا جب کوئی شخص منہ پر پڑھا تو ایسی جگہ پر وہاں چلا آیا پھر محمد بن ابی بکر اور عمار یا سر نکلا اکثر کے پہلو میں آکھڑے ہوئے اور اکثر  
 ان کے حصف سے گزر کر دوسری طرف ان کے برابر جا کھڑا جاتا تھے میں اصحاب اجل میں سے ایک شخص نے آواز دی کہ تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا  
 تجھے نام سے کیا کام اگر کچھ جنگ کا حوصلہ رکھتا ہے تو سامنے آئے کہ تجھے بھی دیکھ لیں عمر بن قیسری ضبی ٹھکر مقابلہ پر آیا عمار یا سر نے حملہ کر کے ہلاک کر دیا۔ کعب  
 بن سولازدی نے عمار یا سر پر حملہ کرنے کا قصد کیا مگر ایک غلام ازوی زیادہ پرجوش ہو کر امیر سبقت لگیا جو نہی وہ عمار کی طرف بڑھا اور عمار نے چاہا کہ حملہ  
 آور ہو البزئیب ازوی نے ایک کر حملہ کیا اور اس غلام کو قتل کر دیا پھر جناب امیر کے سامنے جا کھڑا ہوا اب عمر بن قیسری اور کعب اور اصحاب اجل اپنی جگہ سے



بڑھے اور دونوں صفوں کے بیچ میں ایسی جگہ جہاں سے عایشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کا ادب قریب تھا کھڑے ہو کر اُسے والوں کو طلب کیا جناب  
 امیر کے اصحاب میں سے اللہ میں سے دوسری نکلے اس بیٹری نے حملہ کر کے سہید کر دیا پھر اور مرد مقابل طلب کیا عبد اللہ بن جوحان عہدی نے ہینچ کر اس حملہ کیا  
 اور تھپید ہو گیا پھر اور کسی جنگجو کو طلب کیا مگر سب اس کی تجماعت اور نہ کو دیکھ سکے تھے کوئی مقابلہ نہ آیا عمر میدان میں گھوڑے کو کاوے دیتا تھا اور اپنی  
 تقریب کرتا تھا اور اسکا خون دلوں پر چھایا گیا تھا یہ حال دیکھ کر عمار نے انیا مگر سب اسکی طرف جھپکا اور سامنے آکر کہا یہ لان دگراں کت تک اگر تو سحاب ہے  
 تو ذرا ٹھہر کہ تو مردوں کا وار ملا حملہ کرے عمر نے تلوار گھسیٹ کر عمار پر حملہ کیا عمار نے بھی تلوار کھینچی اور مقابلہ کیا بہت دیر تک دونوں میں کشش و کوشش اور  
 مرد و بدل ہوتا رہا آخر کار عمار نے تلوار مار کر اُسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا پھر آپ ہی نیچے اتر کر اسکا یاؤں کیڑ کر گھسیٹا ہوا لایا اور جناب امیر کے سامنے  
 ڈال دیا آپ نے حکم دیا کہ اسکا سر کاٹ ڈالو عمر نے کہا مجھے مت مارو جس طرح میں اُن کی مدد کرتا تھا اسی طرح تمہاری رضا مندی کے لئے اب اُن سے جنگ کرو لگا  
 آپ نے فرمایا اے دشمن خدایا میں تجھے کس طرح چھوڑ دوں کہ تو نے میرے تین مصاحب جو بہادری اور تجماعت اور داناہی اور عقل میں نظر نہ رکھے تھے قتل کیے ہیں  
 عمر نے کہا اے امیر مجھے تم سے کچھ کہنا ہے قریب آؤ تو کان میں کچھ کہوں وہ ایک ایسے بڑے راز کی بات ہے جس کے معلوم ہونے سے ایکو بہت بڑا فائدہ ہوگا  
 آپ نے کہا تو بڑا متقی ہے اور جناب رسول خدا سے مجھے وار کھایا ہے کہ متفرق شخص سے عید نہ رہنا۔ عمر نے کہا حد کی قسم اگر تم میرے قریب آؤ تو انیا کان میرے لبوں  
 کے متصل کرتے تو انیکا کان یا ناک کہ تلتیا حضرت نے اُس کی اس عداوت سے رات بوجب کیا پھر اپنے ماتھے سے اُسے ہلاک کیا پھر اسکا حافی عبد اللہ بن مہری  
 نکلا اور مرد مقابل چاہا جناب علی مرتضیٰ ایسے طریق سے سامنے تشریف لے گئے کہ وہ پہچانے عبد اللہ نے حملہ کیا اور آپ نے تلوار کا وار رسید کیا کہ آدھا چہرہ  
 اور سر کٹ کر گر پڑا پھر آپ نے مراجعت کی کہ ایسی صف میں آجائیں اسے میں ایک آواز سننی مگر نہ دیکھا تو وہ عبد اللہ بن خلف خراعی عایشہ کے گھر کا سربراہ کار  
 اور بصرہ کا رہنے والا تھا آپ نے استفسار فرمایا کہ عبد اللہ کیا کہتا ہے اُس نے کہا یا علی کیا تم تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے میدان جنگ میں مقابلہ کرنا منظور  
 کرتے ہو آپ نے فرمایا یہ کوئی مشکل بات نہیں لیکن تجھے مارے جانے میں کیا راحت ملے گی غالباً تو مجھے نہ بھولا ہوگا اور جاتا ہوگا کہ میں کون شخص ہوں عبد اللہ  
 نے کہا اے ابوطالب کے بیٹے اس تکبر اور عور سے باز آؤ تک انہی تقریبیں کئے جاؤ گے اور آدمیوں کو کچھ نہ سمجھو گے قدم آگے نہ رکھو کہ اپنے لئے کی سزا  
 کو بچو یہ امیر المومنین نے ناگ موڑی اور اسکی طرف بڑھے اور کہا عبد اللہ جو کچھ تیرے پاس ہو وار کر عبد اللہ نے تلوار کھینچ کر آپ پر چھپٹا اور وار چھوڑا حضرت علیؑ  
 اسکا وار خالی دیا اور اُسی تیری میں گھوڑے کو اسیر لانا کر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اسکا دایاں ہاتھ اور کھوہری کٹ کر جا پڑی آپ نے اُس کے سر پر گھوڑا دوڑایا  
 اور سبوں کے بیچ لیکر تھریٹھا اور اُس کی اس درجہ کی سنگینی اور عداوت پر تعجب دلاتے تھے وہ تحریر ہے **شعر** ایای تدعو الی الوعایاں الالاب  
 و فی مملنی صا کر میدی اللہ اب ابے اس تحریر کو ایک دوم تہہ پڑھا پھر انہی صف میں چلے آئے بھر بار زں عوف ضبی نے مرکب نکالا اور کوئی  
 جنگجو طلب کیا عبد اللہ بن فہشل اُنکے مقابل ہوا دونویرہ سے جنگ کرنے لگے عبد اللہ نے اُسے نیزہ سے ہلاک کیا پھر ثور بن عدی جو مازن بن عوف کا  
 چچر ابھائی تھا میدان میں آیا اور کسی لڑنے والے کا حواسگاہ ہوا محمد بن ابی بکر نے تلوار سے کاٹ دیا عایشہ یہ حال دیکھ کر خضناک ہوئیں کہا۔  
 مجھے ایک ٹھٹھی لکریاں دو لوگوں نے دیدیں عایشہ نے انہیں امیر المومنین کے اصحاب کی طرف بھیج کر کہا ساہت الوجولا یعنی یہ چکر سیاہ ہوں علی  
 کے مصاحبوں میں سے ایک نے کہا اے عایشہ ماکر میت احمر میت ولکن السطاک دعی اسوقت طلحہ بن عبد اللہ نے آواز بلند کیا اے  
 نبدگان خدا صبر کرو صبر کرو کیونکہ صبر اور صبر دو لہجوں پہروش ہیں اور صبروں کے ثواب عظیم ہیں۔ **ابما یوسف الصابرون احمر یعرب حساب** +  
 مردان بن حکم نے ایسے غلام سے کہا تو جانتا ہے کہ مجھے کس بات پر بڑا تعجب آتا ہے غلام نے کہا تم کچھ کہو تو معلوم ہو مردان نے کہا مجھے اس بات سے تعجب  
 آتا ہے کہ قتل عثمان میں طلحہ سے زیادہ اور کوئی شخص سماعی نہ تھا وہ اس کے دشمنوں کو زنجیر دلاتا تھا اور خون عثمان کے بہانے کے واسطے خوب زور

لنگار تھا آج کہتا ہے کہ میں عثمان کے خون کا مد لیتا ہوں اور لوگوں کو ملاکت میں مبتلا کر رہا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ بہ سارا لشکر کٹوا دیگا۔ میں جانتا ہوں کہ اسے تیر سے ہلاک کر دوں گا اور مسلمان اس کے شر اور فساد سے رانی یا دیں اور میں اس طریقہ سے اسکا ترسنا دوں تو میرے آگے ایسی طرح کھڑا ہو جا کہ میں چھپ جاؤں اور کوئی اور مجھے نہ دیکھ سکے اور یہ معلوم ہونے یا نے کہ میں نے تیر مارا ہے اگر تو باہر سے گاتو میں تجھے آنا کر دوں گا علام اس کے سامنے کھڑا ہو گیا مرداں نے زہر کے بجھے ہوئے پکایا والے تیر کو کہاں میں جوڑا اور طلحہ کو تیرا سایا جس سے طلحہ کا پاؤں رکاب کے ساتھ چھید گیا طلحہ اس جسم سے تاب نہ لاکر گھوڑے سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد ہوش میں آیا اپنے غلام سے کہا مجھے اٹھا اور سایہ میں لے جاں غلام نے کہا اے آقا یہاں نہ کوئی ایسا سایہ نظر آتا ہے نہ جانے یاہ جہاں آپ کو لے چلوں۔ طلحہ نے کہا سبحان اللہ آج میں ایسے خوں سے زیادہ رائیگاں اور کسی قریشی کا خون نہیں پاتا۔

یہ معلوم یہ تیر میرے پاؤں میں کہاں سے آگیا یہ تیر ضرور موت کا تیر ہو گا اور حکم الہی بغیر میں لگاؤ گا اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ رَمَقْتُ وَذَا۔ طلحہ یہ الفاظ کہتا تھا تھا اور تیر مٹا تھا یہاں تک کہ گر گیا لوگوں نے اسے سحر موضع میں دفن کر دیا عالیتہ کو اس کے مرنے سے سخت رنج ہوا کیونکہ طلحہ ادن کے جیسا کا عیثا تھا کوہ اور بصرہ والے اس حادثہ سے بہت عکلیں ہوئے اور سخت افسوس کھا کر رات ہو جائے پر دونوں لشکر اپنے اپنے قیام گاہوں پر چلے گئے دوسرے دن ہر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی اور عالیتہ رضی اللہ عنہا نے ہودج میں سوار ہو کر امیر اور اس کو لشکر کے آگے لاکر رکھایا اور تمام آدمی اس کے گرد صف بستہ ہو گئے امیر المومنین علیؑ ایسے لشکر کو ترتیب دیا اور جنگجو ہماروں نے میدان میں لنگر جنگ چھیڑ دی آج اس قدر آدمی مارے گئے کہ میدان جنگ کی ساری زمین لال ہو گئی خرابی کے اصحاب نے ایک دوسرے کے پیچھے اصحاب چل چکے ایک ایک پہلے صحاح میں سوار ہوا ساری نے باگ اٹھا لی اس کے بعد عقب سے حمیمہ بن ثابت نے حکم کیا پھر تشریف میں مافی حارثی۔

مافی میں عہدہ مدحی زیاد بن کعب ہمدانی عمار یا سر آشتر تھیں۔ سعید بن قیس ہمدانی عدی بن حاتم طائی۔ راعی بن تداوے باقر بن ابیہر کے پیچھے چلے گئے عہدہ امیر المومنین علیؑ کے اصحاب ہر سنگ دایں بائیں اور تلب و خراج کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے ایسے اسے لاجواب بنے گئے اور اس طرح ٹرے کہ آج جیسی لڑائی کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی بیشمار اصحاب چل مارے گئے اور عالیتہ کا ہودج جس میں تیر لہا رکھتی تھیں تیروں کی کوچھار کی کثرت کے سبب اس میں اس قدر تیر نہ رہت ہو گئے تھے کہ ساہی کی بچیہ معلوم ہوتا تھا اصحاب چل اٹھائے اعتقاد سے عالیتہ کے اوٹ کی میکیاں اٹھا اٹھا کر سو گھٹتے تھے اور اس میں کہتے تھے کہ مومنوں کی مان عالیتہ کے اوٹ کی میکیوں میں سے تو لشکر سے بھی زیادہ خوشبو آتی ہے اور اس امر پر بہت مازان تھے اوٹ کی دہار تمام بھام کر حوب مردانگی دکھا رہے تھے اور اس کے سامنے قتل ہو کر گرے جاتے تھے اس طرف سے آشتر بھی محو کر آ رہا ہو کر داد شجاعت دے رہا تھا عبد اللہ بن ربیع اسے دیکھ کر آواز دی کہ اے دوس خدایا یہی جگہ ٹھہر میں تھے سب جگہ ڈھونڈ پھر اب کوئی لمحہ جاتا ہے کہ تو مردوں کے ہاتھ دیکھ لیا یہ کہہ کر نہ رہا اور مر گیا دیکھ کر آیا در نویرہ سے جنگ کرنے لگے مگر عبد اللہ بن ربیع نے متکل اپنے آپ کو اس کے ہاتھ سے سجایا آشتر آج روزہ سے تھا اور اس سے پہلے دیوم تک بوجہ بیمار ہو جانے کے کچھ نہ کھایا تھا اور نہ عبد اللہ اس کے ہاتھ سے بھکر نہ جاسکتا حسرت امیر المومنین کے دوستوں نے ہر سمت سے حملہ کر دیا اور آثار ظہر نظر آنے لگے اور بصرہ والوں کی تعداد کثیر قتل ہو گئی تو انجام کار تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے اور لشکر امیر نے تعاقب کر کے بہت آدمیوں کو خاک و خون میں ملادیا اس وقت آپ نے حکم دیا کہ اس اوٹ کو جسے شیطان نے ابھی تک سبھاں رکھا ہے لے یاؤں گا کر دو کسی شخص اس طرف دوڑے عبد الرحمن بن عمرو سمونجی نے ہینچ کر اس اوٹ کی اگلی ٹانگوں پر تلوار ماری کہ دونوں پاؤں تلم ہو گئے اور وہ اوٹ ہیبت ماک آواز نکال کر سینہ کے بھل زمین پر آ رہا۔ عمار یا سر تلوار سے تنگ کاٹ دیا کہ ہودج زمین پر آ رہا اس کے بعد جناب علیؑ میرے آگے پہنچے عالیتہ نے آپ کو دیکھ کر کہا اے علیؑ تیرے فتح یا فنی سے تو نیکی سے پیش آؤ آپ نے محمد بن ابی بکر سے کہا انہی بہن کو سنبھال اور ایسے سوار اور کسی کو اس کے ہودج کے پاس نہ آنے دے محمد دوڑ کر گیا اور ہودج کے اندر ہاتھ ڈال کر جاکر عالیتہ کو اس کے اندر سے نکالے عالیتہ نے کہا تو کون ہے۔ تیرا ہاتھ میرے دامن کو چھو گیا۔ محمد نے کہا اے



ہیں میں ہوں تو نے انیا کیا حال کیا۔ ایسی آبر و خلع کی اور ہلاکت میں بیڑی اسکے بعد اسے شہر نصرہ میں لیجا کر عبداللہ بن خلف خراسی کے گھر میں روانہ  
 وہ آئے ہی اُتری تبس شہر اپنا عائشہ نے کہا میں قسم دلاتی ہوں کہ عبداللہ بن رسیہ کو مکہ اور محمد نے کہا اُسے ملا کر کیا کر دگی یہ سب صحبت اور خرابی تھیں اُسی نے  
 سب اٹھائی پڑی ہے۔ عائشہ نے کہا مجھے زیادہ مت ستا اُسے ملا لادو تیرا اٹھا ختم ہے میں اُسے دیکھا جاتا ہی ہوں کہ اس معرکہ میں اسکا کیا حال ہوا محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں واپس آیا عبداللہ کو موت ہی محروم اور خستہ حال دیکھا کہا کہ اٹھ کہ ہم ایسے گھر طین عبداللہ گھوڑے پر سوار ہوا اور محمد اس کے پیچھے سہیا حائل  
 خانہ ہوا عائشہ اسکا یہ حال دیکھ کر رونے لگیں اور گلے سے لگالیا پھر عرض علاج ہوئیں پھر عائشہ نے محمد سے کہا جا اس کے واسطے علی سے امان طلب کر۔ محمد نے  
 خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عبداللہ بن رسیہ کے واسطے امان طلب کی آپ نے فرمایا ایک عبداللہ کیا شیخ تمام عالم کو امان دیدی اُس کے بعد جناب امیر المومنین عبداللہ  
 بن عباس کو ملا کر کہا عائشہ کے پاس جا اور کہہ دے کہ اٹھو میرے جاؤ نصرہ میں زیادہ نہ ٹھہرو عبداللہ بن عباس نے عبداللہ بن خلف کے دروازے پر کہا مجھے اس  
 سے کچھ کہنا ہے۔ اجازت ہو تو اور اگر سپام ہنچا دوں عائشہ نے اجازت نہ دی عبداللہ نے اجازت ہی اندر چلا گیا۔ محمد نے پڑے ہوئے تھے ابھی شیخ لگاٹھا کر  
 اُسے میرے موٹھیا عائشہ نے کہا اے عباس کے بیٹے تو نے سنت امر کو ترک کر دیا کہ میری اجازت بغیر اندر چلا آنا اور میرے بغیر کچھ تکیہ پر موٹھیا۔ عبداللہ نے کہا تہیں  
 سنت سے کیا علاقہ سنت ہماری وصع اور آئیں ہے ہنسنے ہی تمکو اور تمہارے باپ کو سب کی تعلیم دی ہے اگر تم اُسی حجرہ میں چلتی جس میں جناب رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم چھوڑا تھا اور اُس گھر سے قدم باہر نہ نکالتیں تو کوئی شخص آپ کی بلا اجازت قدم اندر نہ رکھتا تھا اگر وہ ہے جس میں رہنے کے لئے خدا اور رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم حکم دیا ہے تم خدا اور رسول خدا کی اجازت بغیر اُس گھر سے نکل آئیں اور جو کچھ فساد کیا سو کیا اب جناب امیر المومنین تہیں حکم دیتے ہیں کہ فوراً میرے چلی جاؤ  
 یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرو عائشہ نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین عمر بن خطاب پر رحمت نازل کرے امیر المومنین تو وہ تھی عبداللہ بن عباس نے کہا تشریف لے جا کہ اہل عالم  
 کے امیر المومنین علی علیہ السلام میں کو تم اُن سے ناخوش ہو جائے کہ اہل اس امر سے انکار کرتی ہوں۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ انکار کرنا تمہارے حق میں بہت  
 نامبارک ہوا ہے اور بہت جلدی اسکا ظہور ہو گیا ہے۔ تمہارا حکم اور دوسرے زیادہ دیر نہیں رہا بہت جلدی ختم ہو گیا عائشہ رو پڑیں اور کہا میں ایسا ہی کر دوں گی  
 اور اس تہرے نکل جانے کی کیونکہ اُنہی کا شتم جس جگہ تم نظر آتے ہو مجھے وہ جگہ سے زیادہ ناگوار گزرتی ہے عبداللہ نے کہا تم اسکیوں فرماتی ہو تمہارے  
 پاس حضرت ثنیتین موجود ہیں سب ہماری ہی دی ہوئی ہیں عائشہ نے کہا میں ہماری ایک ہی نعمت نہیں رکھتی عبداللہ نے جواب دیا اول تمہارا سب قیم اور میری  
 ہے تم اُس کے سب ام المومنین نہیں کہلاتی ہو بلکہ ہماری وجہ سے تہیں اُم المومنین کہتے ہیں درہم ام رومانی کی بیٹی ہو تمہارا باپ جنہیں صدیق کہے ہیں  
 تو قحاذ کا بیٹا ہے وہ بھی ہمارے سب سے صدیق ہوا ہے عائشہ نے کہا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے مجھے احسان چھانا ہے عبداللہ نے کہا ہاں رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے تمیر کو یہ احسان چھانڈا اُنہی کے واسطے واحد کی قسم جناب رسالت مآب کا ایک بال ملکہ اسقدر حصہ چھنا ماحس سے نگاہ جسائے کسی شخص  
 پر ہو تو بھی تو قسم پر بلکہ تمام مومنین پر ہم احسان رکھ سکتے ہیں کیونکہ ہر ار در ہزار احسان کا موقع ہے۔ اور کون شخص ہے  
 جو آخرت کے مال برابر احسان کا خیر ادا کر سکتا ہے تم اُن کی نوبی سوں میں سے ایک بنی ہو۔ تم اُن سے شکل میں زیادہ اچھی ہیں ماحس اور نبی ہی میں زیادہ  
 عزیز اور بزرگ ہوا تم حکمرانی جاتی ہو کہ سب تمہارا کہنا مائیں کوئی خلاف امر نہ کرے ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشت پرست اور خون میں آنحضرت کا درتہ  
 اور علم ہم میں موجود ہے۔ عائشہ نے کہا علی تیری اہل باتوں سے گردیدہ نہ ہو گا اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ اسے تسلیم نہ کرے گا۔ عبداللہ نے کہا میں اُن سے جھگڑا نہیں  
 کرتا بلکہ اُن کا فرمانبردار ہوں کیونکہ میری نسبت آپ رسول خدا کے زیادہ قریبی قرابت دار ہیں اور رات علم رسول خدا کے سب سے زیادہ حقدار اور مزا دار ہیں کیونکہ  
 آپ جناب رسالت مآب کے بھائی اور چچا کے بیٹے اور اُنکی لڑکی کے شوہر اور اُن کے دو فرزندوں کے باپ وہی اور تہر علم اور میاں جنگ کے بہادر ہیں اور تمکو  
 ان امور سے کیا نسبت خدا کی قسم ہے تمہارے اور تمہارے باپ کے حق میں جو کچھ کیا ہے تم انکا تکرار بھی ادا نہیں کر سکتی تھیں اور حقدار کر سکتی تھیں وہ بھی ہیں





سمراہ بھیجا ہے انہیں سے ایک عورت نے انیا اونٹ نزدیک لاکر منہ کھول دیا اور کہا اسے حالتہ ہم بھی عورتیں ہی ہیں اور مردانہ لباس میں تیرے ساتھ ہیں  
 علی نے یہی حکم دیا ہے کہ مردوں کی شان میں سمراہ میں تاکہ آنا راہ میں کوئی بڑا ارادہ نہ کرے اور ہم نقصان سے محفوظ رہیں حالتہ یہ دیکھ کر کہ یہ عورتیں  
 میں بہت خوش ہوئیں اور جناب امیر کا احسان مانا اور اس شکایہ کو سکر سے بدل کیا داخل مدینہ ہو کر اپنے حجرے میں قیام کیا اور اُن عورتوں کو منہ بپوشی  
 طرح سے وصیت کر دیا اسکے بعد ایسے محل پر پام ہوتی تھیں اور جب کبھی جنگ محل کا واقعہ یاد آتا تو اس قدر روتی تھیں کہ اسووں سے چادریں جو باقی تھیں اور خنجر جابا  
 تھا کبھی فرماتی اے کاتس میں لہو جانے سے میں پس پہلے مر چکی ہوتی کہ مجھ سے یہ حرکت سرزد نہ ہے باقی راویوں کا مایاں ہے کہ جنگ محل میں حالتہ  
 کے لشکر کی تعداد تیس ہزار سوار اور پیدل تھے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ تھے اور علی کا لشکر میں ہزار آپ کے لشکر میں سے ایک ہزار سات سو آدمی تھے  
 ہرے اور اصحاب جنگ میں سے نو ہزار مرد و مارے گئے از قبیلہ کے چار ہزار جب کے دو ہزار نبی ناجیہ کے چار سو نبی مکرب و ان کے آٹھ سو نبی شعلہ کے نو سو اور  
 سی عدی اور اُن کے دوست داروں میں نو سو آدمی کام آئے نبی تیم بن مرہ میں سے ایک شخص نے عبدالرحمن بن حمرہ بنوخی سے جس نے حالتہ کے اوٹ  
 کی ٹانگیں قطع کی تھیں دریافت کیا کہ تو نے اوٹ کے یا دن کیوں قطع کئے تھے اُس نے کہا یہ بات کیا درامت کی ہے اگر میں حالتہ کے اوٹ کے یا دن کا  
 کوڑا کرتا تو اس دن حالتہ کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ رہتا اوٹ کے گریٹے ہی لڑائی ختم ہو گئی عرض جناب امیر جنگ محل سے خارج ہو کر اور اس فساد  
 کو مٹا کر حیدر و بصرہ میں قیام فرمایا پھر مناسب سمجھا کہ وہاں سے کوڑا کو تشریف لے جائیں حکم دیا کہ ایک سر لشکر گاہ میں رکھو اور اس پر تشریف لیا کہ خطبہ پڑھا۔  
 حمدی تعالیٰ کے بعد جناب رسالت مآب پر درود بھیجا اس فساد اور مخالفت کے متعلق چند امور بیاں فرمائے مدرس حار و عمدی نے اٹھ کر آخری زمانہ کی  
 حراہیوں کی نسبت سوال کیا ایسا سکا مصل حال اور محائب طائب واقعات کا ذکر کیا جو بعد وفات جناب رسول خدا صلعم دنیا میں ظاہر ہو گئے اُس وقت ہر ایک  
 آدمی رو رہا تھا اور آپ کے کمال علم و فضل کا سوا ہوا تھا آخر میں فرمایا کہ اسے مندر میں نے خطاب رسول خدا سے سُن رکھا ہے کہ قیامت اس روز آنگی جبکہ تمام  
 آدمی شیریں تر ہو گئے محرم کی پہلی تاریخ اور جمعہ کا دن ہو گا اے مسلمانو اُس روز سے ڈرو اور اُسے یاد رکھو اعمال نیک میں سچی کرو تاکہ اُن شریروں میں  
 شمار نہ ہو۔ اللہ جل علی محمد الکریم فی لبس الرفیع فی الحبس النقی الملتح الرکی المہرب سلیل عبد المطلب سید العرب  
 والحمد للہ علی اللہ علیہ والہ بھر منہ سے تشریف لے آئے اور اہل لشکر کو حکم دیا کہ اس بائزہ میں رقع و طہر و سرور و شادمانی کے ساتھ سمت کو دراندہ  
 ہوں الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین اس جنگ محل کا قصہ ختم ہو گیا۔

## حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں جنگ صفین اور معاویہ بن ابی سفیان کی

### مخالفت کی ابتداء

ابو محمد احمد بن اعظم کوئی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ حالات بڑے بڑے مشہور ثقہ اور معتبر لوگوں اور اُن گروہوں سے جو راست بیانی اور نیک نیتی  
 میں نام پائے ہوئے ہیں راجع توں اور جلسوں میں سنے ہیں اگرچہ انکی روایتیں الفاظ میں کی قدر مختلف تھیں مگر مطالب میں کچھ فرق نہ تھا اس لئے اُن  
 سب روایتوں کو ایک ہی سلسلہ میں بیاں کر دیا گیا ہے تمام ثقہ راویوں اور مشہور محدثوں کا مایاں ہے کہ امیر المؤمنین علی نے جنگ محل سے مانع ہو کر خطبہ  
 پڑھا اور آخری زمانہ کے واقعات کا ذکر کیا۔ مسلمانوں کو پسندیدہ مصیبتیں کیں اور عجیب و غریب احوال کا بیان فرمایا اس کے بعد عمار یا سراہہ تشریف لے گئے اور  
 بڑے بڑے صحابہ اور امراء نے پوچھا کہ حضور کا ارادہ عالی کس سمت ہے کہ ہم بھی تیاری کر کے رکاب باسعادت میں کمر بستہ ہو جائیں آپ نے فرمایا اِن احوال

کو فرجائے عام ہے وہاں بیچے کے بعد جو کچھ مناسب معلوم ہو گا وہ ملو میں آرہیگا ۱۲ رجب سنہ ۳۵ ہجری پر کے دن بجا ب کو فرجائے عام تک کیلئے  
ساتھ تھا۔ اور صحار میں سے مددگاروں اور ترغیوں کی مٹی تھوڑا آب کی ترکیب صحت تھی کو دین بیچے کے وقت تمام حاص و عوام اور ادنیٰ و اعلیٰ نے خلیفہ  
رسول خدا کی سواری سطلے کا استقبال کیا اور بارگاہوں کے ساتھ آپ کی ترسنت اور سی سے ہایت تباد و سرور ہوئے تھوڑا الامارہ آپ کے درگاہ ہوئے  
کے لئے سالی کیا گیا مگر آپ نے و مایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہم جہ میں قیام کر گئے حسب الحکم جب میں اسباب اتار گیا امیر المومنین جامع مسجد میں ترسنت لائے  
اور تمام آدمیوں کو طلب فرمایا جب سب حاضر ہو گئے منبر ترسنت لیجا کر خدا تعالیٰ کی حمد اور العاط سے یاں و مانی اس حالے جل جلالہ کے لئے حمد و ثناء کیا ہے  
حس نے ایسے دوستوں کو نظر و مصور و ماما و شمسوں کی جمیعت کو اترو پریشان کر دیا صادق ریح کو غر اور جھوٹے کاذب کو دلیل کیا اے مسلمانوں میں تمہاری طرف  
سے کسی امر کا استقرار نہیں کرتا حقہ تمہاری خواہش نفس کی یروی اور دراری عمر کی خواہش سے ڈرتا ہوں کیونکہ لسانی حواس انسان کو حق راستے سے  
منحر کرتی ہے اور درازی عمر کی خواہش نگاری عصفے کو دل سے علا دیتی ہے۔ آگاہ ہو کہ دیا گز جانی والی تھے ہے اور آخرت قائم ہے والی بہت سے اماں ہیں  
کو دیا وی لائیوں سے دل لنگی رکھتے ہیں اور مال کے جمع کرے میں متحول ہیں اور کچھ ایسے ہیں حواس مکار دیا کے عیوں کو بھجان گئے ہیں اور اس کے حقیقت  
سامانوں سے ٹھہر کر ماتیات صالحات کی تحصیل کے لئے بہت وقف کر چکے ہیں اے لوگو نگواں جاعت میں سے ہو جا جاتے جسے مقابلہ دنیا آخرت کو اختیار اور  
دل سے غرور کو دور کر دیا ہے اور اس گروہ میں سے ہونا کو کثرت مال و دولت پر معرور اور لسانی لدتوں میں مصروف ہو کر سعادت آخرت سے محروم رہ گیا ہے آج  
عمل کا دل ہے اور کل حساب کا اے کو میا یہ سیر کی اہل بیت کی فرمانبرداری اختیار کر دو کیونکہ وہ ان جماعتوں سے اصل میں جوق کا دھوئے کرتی ہیں  
اور راہ حق سے بہت دور ہیں اس دیا میں انہوں نے ایسے لگا ہوں کے وبال کا فرما چکا ہے اور آخرت میں آتش و درج سے حصہ پایا ہے۔ کو فرجائے عام کچھ ایسے شخص  
بھی ہیں جنہوں نے اس جنگ میں میرا ساتھ نہیں دیا وہ میری امداد سے علیحدہ رہے ہیں اسوجہ سے میں اس سے ماراض ہوں تم ان شخصوں سے بولو لو نہ ان کے  
یاس نشست برخاست رکھو تا وقتیکہ کہ وہ غر خواہ ہو کر ہماری رضامندی کے طالب ہوں مالک بن حلیب یروی نے اٹھ کر دریافت کیا کہ اے امیر آپ کی مخالفت  
کے جرم پر اس گروہ سے گفتگو اور اختلاط ترک کر دینا جائز ہے کیونکہ آپ کی فرمانبرداری و خدمت گداری سے انحراف کرنا سخت قابل عقوبت ہے اگر آپ حکم دین  
تو ہم انہیں قتل کر دیں آپ نے فرمایا اے مالک انہیں تنبیہ کرنی چاہئے نہ قتل کر دینا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلنَّفْسُ الْبَاسِطَةُ وَ مَنْ هَلَكَ مَطْلُومًا فَقَدْ  
حَقَّ عَلَيْهِ لَوْلَا اَنَّكَ لَاصِلًا نَاوَا لَکِیْرُفٍ فِی الْقَتْلِ اِنَّ مَکَانَ مَنصُورًا یَعِیْ حَبْلًا کُوْنِیْ قَتْلَ بَرِّکَ اُسے قتل نہ کرنا چاہئے اور جو شخص کسی کے خلاف  
مار ڈالے گا اسکے وارث و طالی کو خون کا بدلہ لانیے کا استحقاق حاصل ہو گا اور اسخام کا ردہ معلوم قتل کیا ہوا تختہ اور قتل کرنا اگر تار غذاب ہو گا ابو بردہ و بن  
عوف اردی نے حواس گروہ میں سے تھا جس نے جنگ جمل کے دن حضرت علی کا ساتھ نہ دیکر فرمانبرداری سے مخالفت ظاہر کی تھی کہا اے امیر المومنین جنگ جمل میں غازیہ  
اونٹ کے گرد جو لوگ مارے گئے ہیں انہیں کیوں قتل کیا آپ نے فرمایا اس سبب کہ انہوں نے اول میرے اصحاب اور عاملوں کو مارے گناہ مار ڈالا تھا اور جب میں نے  
وہاں جا کر قاتلوں کو قصاص کے لئے طلب کیا تو انہوں نے نہ سنا اور کسی قاتل کو میرے حوالہ نہ کیا بلکہ میرے ساتھ جنگ و حمل اور جو ریزی سے پیش آئے دوم  
ان کی گردنوں پر میری بیعت کا حق تھا اور میرے گروہ کے جو تفریق یا ایک نہ آزادی مار ڈالے تھے ان کا قصاص لینا تھا اے ابو بردہ جو کچھ میں کہا چاہا کیا با غلط اور کج ہے کلام  
میں کچھ شک ہے یا نہیں ابو بردہ عرض کی اب کچھ شک نہیں لیکن اس وقت تک میں شک میں مبتلا تھا آپ حقیقت حال بیان فرمائے مجھے اس گروہ کی خطا اور آپ کا جوق ہونا معلوم  
ہو گیا اسکے بعد آپ منبر پر سے اتر آئے اور سوار ہو کر جبہ بن سیرہ بن وہب غزوہ کی پاس کو لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے سلیمان بن حر و حاضی نے گڑھ لایا آپ نے فرمایا تو مجھ سے  
پھر گیا اور علیہ ہو کر شک میں گیا اور یہ دیکھنا چاہا کہ میرا معاملہ کس پل پر قرار پایا ہے تو نے اللہ تعالیٰ کی صنعت کو یہ حق میں کیا دیکھا کچھ تو بیان کر کہ مجھ سے کیا  
پھر گیا حالانکہ میں سب سے زیادہ تجھ پر جو دہ رکھتا تھا سلیمان نے کہا اے امیر گزشتہ امر کو جائے دیجئے اور جب عادت حکم کا پورا کرنا ہے آپ شکر کریں کہ اس



واقعہ کے سبب جو آپ کو شیش آیا دوست اور دشمن سب کا حال معلوم ہوا اسواق اور محالطہ ہو گیا آپ مجھے ملاست لفرامین یوہی چھوڑ دیں انتار اللہ  
تعالیٰ اب آپ کی صورت میں ہر طرح کی سعی کرنا ہو گیا اور شرط مؤتب جالوں کا غماصت کے پاس بہ جا و لگا آپ نے اس کی بات سکر کچھ لفرمایا حاتوش ہو رہے  
سلیمان تھوڑی دیر ٹھیکر اٹھ کھڑا ہوا اور جامع مسجد میں آیا یہاں حسن اس عاتق سے رکھتے تھے سلیمان آپ کے پاس حاتیا اور کہا میں کچھ مایاں ہنس کر سکتا  
کہ حضرت علیؑ نے تمام لوگوں کے سامنے مجھے کیسا سخت ست کہا اور کس درجہ کا رنج دیا اور ملامت کی جس سے فرمایا اے سلیمان دوستوں ہی سے غصہ ظاہر کیا جاتا ہے  
تھے رنج ہو جایا ہے سلیماں نے کہا ہر سچ ہے مگر ابھی تک یو راہ اور استحکام حاصل نہیں ہوا اور نہ تمام علاقے اور مالک محض و مضبوط ہونے یاے میں اور گرد  
میں تیار اہل عداوت میں موجود ہیں جنہیں تشریف آوار ہر سدا ہنس کر سکتے ملائک ہم جیسے شخصوں کی مدد اور راحت کی حاجت پڑے گی ہلکو خوش باتوں سے  
رنجیدہ نہ کرنا چاہئے امیر المومنین حسن نے کہا یہی بات ہے لیکن امام کی اطاعت و رس ملکہ واجب ہے امیر المومنین رسول خدا کے وصی خلقت کے بتیو ہیں اور تمبر  
اُس کی بیعت کا حق لازم ہے تم نے کیسے گواہ کیا کہ امیر المومنین کا ساتھ نہ دیا حالانکہ جہاد و تھیر کھر دسہ ہے کسی دوسرے پر نہیں نہ تیری دوستی میں شک و شبہ  
کی گنجائش امیر المومنین نے جہاد میں ہیرہ کے گھر میں قیام کیا کو ف کے معزز اشخاص آئے تھے اور سلام کرتے تھے امیر المومنین جواب سلام دیکر مہربانی فرماتے  
تھے اور جن لوگوں نے جنگ جمل میں آپ سے علیحدگی اختیار کی تھی اُن سے جواب طلب فرماتے تھے جب رد و جمعہ کیا جامع مسجد میں تشریف لیجا کر تین مازی فرمائی  
اُس کے بعد انتظام اور سد و بیت کی طرف توجہ فرمائی اُن تہرول کے واسطے حلقہ میں تھے متلاعات و تمان حال اور خراسان وغیرہ حکم اور عامل مامور فرمائی۔

## اہل خبریہ سے اشتراخی کی جنگ

بیاں کرتے ہیں کہ خبریہ والے امیر المومنین عثمان کے ہوا حواہ تھے اور معاویہ بن ابوسفیان کے مطیع اور اس سے بیعت کئے ہوئے تھے امیر المومنین علیؑ علیہ السلام  
نے یہ خبر سکر کہ وہ معاویہ کی متابعت کرتے ہیں اشتراخی کو طلب کیا اور اُس حریرہ کی امارت عطا کی ضحاک بن قیس فہری معاویہ کی طرف سے اسوقت خبریہ کا  
حاکم تھا جب اُس نے اشتراخی کے آنے کی خبر سنی قاصد بھیجا اہل رقبہ کو مطلع کیا اور اُس کے دھبیہ کے لئے مدد مانگی انہوں نے بیعت فراہم کر کے سماں میں محرکہ کو  
سر لشکر قرار دیا اور ضحاک ملک پر بھیجا اشتراخی کو فنی لشکر کو فنی ہوئے حوران کے قریب پہنچا تھا کہ ضحاک اور سماں فوجیں لیکر آئینچے لڑائی واقع ہوئی اور رات تک جاری  
رہی آخر الام ضحاک بھاگ کر قلعہ حوران میں پناہ گیر ہوا اور اشتراخی نے حصار کا محاصرہ کر لیا معاویہ نے اس حال کی خبر پا کر خالد بن ولید کے بیٹے عبدالرحمن کو سوار  
اور پیدلوں کی فوج دیکر ضحاک کی مدد کے واسطے روانہ کیا اشتراخی نے آنے کی خبر سکر محاصرہ کو چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہوا رقبہ کے میدان میں ملائی ہو کر جنگ کی پڑی  
خویری کے بعد اشتراخی نے فتح پائی اور عبدالرحمن بھاگ نکلا اشتراخی فوج نے تعاقب کر کے ہتوں کو مار ڈالا بھاگے ہوئے رقبہ میں پناہ لی اور اشتراخی نے انکا  
محاصرہ کر لیا اب ضحاک بن قیس حوران سے لٹک کر جانب رقبہ ٹرھا کہ اشتراخی کو دغاں سے مٹا دے اسی اثنا میں معاویہ کی بھیجی ہوئی اور ملک ایس بن غریبہ کے  
تحت اُس سے آئی اب یہ سب مل ملا کر اور بہت بڑی طاقت اور جمعیت ہم پہنچا کر آمادہ ہوئے کہ اشتراخی کو محاصرہ سے اٹھایا جاوے اس ارادہ سے اشتراخی کو  
ٹرھے اور جنگ عظیم واقع ہوئی سخت کشش و کشش کے بعد پھر اشتراخی نے فتح پائی اور دشمنوں کا لشکر بدتر حالت کے ساتھ بھاگ کر معاویہ کے پاس پہنچا  
خبریہ اشتراخی کے قبضہ میں آگیا اشتراخی نے لوٹ مار شروع کی خوش طاعت منظور نہ کرتا تھا اسکو گرفتار کر کے قتل کر دیتا یہاں تک کہ تمام خبریہ برباد ہوا اور نصرت کر لیا اور  
جناب امیر کی خدمت اقدس میں خط لکھا کہ معاویہ کے ساتھ جو کچھ گذری تھی اور فتح خبریہ کا سبب حال مفصل تحریر کیا جسوقت حضرت علیؑ کو معاویہ کی محاصرت  
اور ناز و عزت کا حال معلوم ہوا اٹھ کھڑے ہوئے خطبہ پڑھا حمد و ثناء الہی کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ جو زندوں کا پیدار کرنے والا ہے اسی وقت تک اپنے بندوں پر  
مہربان ہے جنگ وہ راہ حق پر چلتے باہم محبت و مروت رکھتے اور ایک دوسرے کو ظلم اور ظلم سے یا دہنیں کرتے ہیں اسی صورت میں مغبومات و مصلحات

درست اور برطرف رہتے ہیں۔ دروغوں طریقہ اختیار کرنے پر لڑائی چھڑا رکھے ایسے میں اقوال و افعال نالیندیدہ کی تہمتیں لگائے سے ہی غرابین طائر ہوتی ہیں اور انجام کار ہلاکت اور بربادی ظہور میں آتی ہے میرے اس کلام کا مرجع یہ ہے کہ معاویہ نے اہل تمام کو شک و شبہ میں ڈال کر ان کے دلوں کو سری طاعت و فرمانبرداری سے منحرف کر دیا ہے اور تہمت دی ہے کہ عثمان کو علی نے قتل کیا ہے اس نے مجھے ایسے معص کے لئے مقیم کیا ہے اسوا اشتراک مقابلہ کے لئے جس میں نے امیر خزیرہ مقرر کر کے بھیجا ہے فوجیں بھیج کر جنگ کی ہے اور اس چٹائی کی تیاریوں میں مصروف ہے وہیں و اعم کر رہا ہے معرکہ آرائی پر تیار ہوا ہے میرا ارادہ ہے کہ اسے خط لکھ کر سمجھاؤں اور یہ کہہ دوں کہ تم جو اتر ہو جائے اور ارادہ مخالفت کو ترک کر دے اس میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے اور کس امر کو لیند کرتے ہو۔ حضرت علی کے اس ارشاد کے جواب میں مسیح کے ہر گز تر سے یہی آوارائی کہ جو کچھ صورت کی رائے ہو وہی ہماری رائے ہے صورت کی مصلحت سے بڑھ کر اگر کسی کی مصلحت میں ہو سکتی ہے ہم آپ کے ایسے ہی مطیع و فرمانبردار ہیں جیسے خاتم رسول خدا کے مطیع تھے اب امیر المومنین منبر سے اتر آئے اور اپنے گھر پر تشریف لاکر وہاں قلم طلب کیا پھر معاویہ کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔

## امیر المومنین کا خط معاویہ بن ابی سفیان کی طرف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اے اللہ کا بندہ علی امیر المومنین یہ خط معاویہ بن مضر کے نام لکھا ہوا ہے واضح ہو کہ حسن و حسین میں مباح و الحارے سری سیت اختیار کی تو وہاں موجود تھا شام میں مقیم تھا تھو میری سیت اسوجہ سے لازم ہو گئی ہے کہ جس لوگوں نے انوکھ و عجم سے سیت کر رکھی تھی وہ میری امامت و خلافت پر متفق ہو گئے ہیں اور اسے خوشی خاطر سیت کرنی ہے جبکہ موجودہ لوگ کو اختیار چلنے چلا تھا تو موجود ہوئے والوں کے لئے حائے اعتراض ہیں رہی راقول عثمان اس کے قتل کی خبر دیے والا نامیہ کے ماسد ہے اور سنے والا ہر جا کر وہ عثمان کے عیب مبالغہ کرنا تھا اسی نے قتل کر دیا اور جو شخص دوست تھے انہوں نے کچھ امداد کی جو موجود تھے اس معاملہ میں جھوٹ سے منسوب ہیں اور جو عاصف تھے امیر قتل کی تہمت ہے اب کہ تمام عام حاصل نہ مجھ سے بیعت کر لی ہے اور میری خلافت پر رضامند ہو گیا میں جو شخص میری بیعت کی طرف راجع ہو گا وہ درگاہ الہی سے تمنا حائیکا اور جو مجھ سے موافقت اختیار نہ کر لگا وہ عیب وار ہے کہ جسے کا حیر میں چند ڈالام خیال کرتا ہوں کہ تو اس سدا کر کے جھگڑے سے مار رہیگا لازم ہے کہ اپنے ارادہ اور مانی العسر سے مجھے مطلع کرے والسلام میرا خط بد کر کے حجاج بن عرمہ انصاری کے حوالہ کیا کہ معاویہ کے پاس لپچائے حجاج نے معاویہ کے پاس بھیجا کہ ہم سلام کے بعد خط دیا معاویہ نے خط پڑھ کر اٹھایا اور قاصد کو سخت سٹت کہا قاصد نے کہا کیا تو وہی شخص ہے جس سے عثمان نے امداد طلب کی اور تو نے مدد نہ دی معاویہ اس بات سے سخت ناراض ہوا اور کہا میں اسکا جواب تیرے حوالہ نہ کر دوں گا میرا دلیل تیرے مجھے ہی سمجھے جواب خط لیکر بھیجیگا۔ حجاج پھر اور حضرت امیر المومنین میں حاضر ہوا کہ معاویہ کے ساتھ کو کچھ گدرا تھا عرض کر دیا ولید بن عقیقہ یہ خبر سنا کہ حضرت علی کا لٹھی بعیر جواب کے واپس آیا ہے نہت خوش ہوا کہ وہ حضرت علی کا دھم تھا اور سب دشمنی یہ واقع ہوا تھا کہ عثمان کے زمانہ میں کو دے کے لوگوں نے دار و درہ ہو کر گواہی دی تھی کہ ولید بن عقیقہ نے شراب پی ہے عثمان نے قیاس سے مشورہ کیا کہ ولید کو کیا سزا دینی چاہئے ولید اس وقت سے آگیا کہ تم ہو گیا تھا عداوت و کینہ دل میں رکھتا تھا۔

کوفہ میں ولید بن عقیقہ کا شراب پینا اور کجالت نشہ جامع مسجد میں شہنشاہ بننا اور حضرت

علی علیہ السلام سے دشمنی رکھنا

ولید بن عقیقہ کو عثمان نے امیر کو مقرر کیا تھا وہ عدل و انصاف کرتا مگر اکثر اوقات شراب نوشی میں مصروف رہتا ایک دن وقت صبح نماز کے لئے نکلا عالم نشیں



اُسے حر رہی کہ کیا کرنا ہے میں نے باز بکود و کت کے عوض چار کتیں ادا کیں اور کہا اس وقت میں بہایت ہی شاد و حرم اور سرور ہوں اگر تم کہو تو اور بھی کئی کتیں رہیں  
 دوں لوگ سمجھ گئے کہ وہ مدت ہے سب ملامت کی اور اس کیفیت کے متعلق اتنا تقصیف کئے گئے عثمان تک بھی اس نگہ کاری کی شکایت آئی عثمان اسکا  
 تراب پیدا درست سمجھا کہ متورہ علی موجب حد ترع دُورے لگوائے اس سمجھا وہ امیر المومنین علی سے دشمنی رکھے لگا۔

## ولید بن عقبہ اور علی مرتضیٰ کی گفتگو

راویوں کا بیان ہے کہ ایک دن ولید بن عقبہ نے از روئے اعتراض امیر المومنین علیؑ سے کہا انا احداً مِنْك سِباً وَاَسْلَطُ مِنْك لِسَاناً وَاَمْلَأُ مِنْك لِدَاكْسَةً  
 حَسَةً وَاَمْلَأُ مِنْك لِسَاناً بِزَهْ كِي سَا سِوِيَا تِيْرِي وَاَمْلَأُ مِنْك لِسَاناً بِزَهْ كِي سَا سِوِيَا تِيْرِي وَاَمْلَأُ مِنْك لِسَاناً بِزَهْ كِي سَا سِوِيَا تِيْرِي  
 ولید کہہ رہا تھا کہ اگر گداری حنا مصطفیٰ صلعم کچھ مدت میں علی کی شکایت کی اسیو جبریل میں نہ رہے اور یہ آیت لاؤ لکھیں گاں مومنین لکھیں گاں فاسق لکھیں گاں  
 یہ آیت ستر عہد حساب علی مرتضیٰ کے تاں میں مارل ہوئی جس سے اب کاموس ہو یا اور ولید کا فاسق اور دشمن ہونا ثابت ہے اور ولید کے اس قول کو کہ میں  
 علی سے صبیح تر مہوں رو کر کے اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے یہ دو لہو رابر ہیں ہو سکتے کیونکہ علی الوطالب کی جگہ بہت ہے اور ولید کی آتش و درج۔ ایک یہ امر بھی حشر  
 علی اور ولید کی دشمنی کا سبب تھا ولید جتنی آپ کی طرف سے کبھی رکھتا تھا اور منظر وقت رہتا کہ کوئی ایسا کام کروں یا کسی ایسی بات کہے کا موقع ملے جس سے حشر  
 علی علیہ السلام کو رنج پہنچے اب جو یہ جبرسی کہ معاویہ مخالفت حشر علی پر یاد ہے اور آپ کے قاصد کو بغیر جواب خط حوالہ کئے والیں کر دیا ہے بہت خوش ہوا اور معاویہ  
 کو خط لکھا کہ امیر المومنین علی سے جنگ کر لی رحبت دلائی اور اسی مصلوں کے کسی نہ صرف کئے اس خط میں لکھنے معاویہ اس خط اور اتنا کر کو ٹھیکہ بہت شاد و ہوا  
 دو کا غلط کئے ان کو جوڑ کر پہلے کاغذ کے سرے پر لکھ کر اللہ الرحمن الرحیم درج کیا اس کے سوا اور کچھ نہ لکھا سادہ کاغذ ہے دیا پھر نبی علیؑ کے  
 ایک جوان کو جو بڑا تیز زبان حاضر جواب اور بولے میں سے سرم تھا کو کچھ مہم میں آنا کہ تیار تھا اور کسی امر سے ذرا نہ جھکنا تھا بلکہ وہ خط حوالہ کیا کہ کو میں ٹھیکہ حشر  
 علی علیہ السلام کے حوالہ کرے۔ وہ شخص خط لیکر حاس کو فرجلا اور وار و درل مقصود ہو کر حشر امیر المومنین میں حاضر ہوا اول سلام کیا اس وقت خاص ہوا حشر انصاف  
 موجود تھے خباب امیر نے جواب سلام دیا علی نے ادھر ادھر دیکھا جو چچا اس مجلس میں قیدی عس یا قوم قیس غیلان کا بھی کوئی شخص موجود ہے لوگوں نے کہا تیار کیا طلب  
 بیاں کر تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے کیا حلال ہے اُس نے کہا میں معاویہ کا ایلی ہوں حشر ہے کہ شام میں بیچاں نزار سن رسیدہ اتنا حاس عثمان کے بیٹا مارے  
 جالے پرانی ڈاڑھیوں کو اسوؤن سے تر کر رہے ہیں۔ اور انکی آنکھیں حوں کے آنسو ہار ہی ہیں۔ سبے تلہا میں بھیج۔ کھی ہیں اور سامع عہد کر لیا ہے کہ جنگ حوں  
 عثمان کا مدد نہ لے لینگے شمشیر کو پیام میں نہ کرینگے باپ ایسے بیٹوں کو طلب حوں عثمان کی وصیت کرتا ہے اہل عرب ایسے وطن مالوں کو ترک اور طلب حوں عثمان کے اراد  
 سے فرزدوں کی جدائی کو اختیار کر رہے ہیں مائیں اپنے بچوں کو طلب حوں عثمان کا سستی ٹھہا رہی ہیں اور انہی خیالات کے ساتھ انکی پرورش ہو رہی ہے جواب سہی  
 شیطان پر لعنت کرتے تھے اب قاتلاں عثمان پر۔ امیر المومنین نے جو چھادہ کس شخص قاتل عثمان کی تہمت لگاتے ہیں۔ جواب دیا آپ یاد رہے ہی سمجھتے ہیں کہ تم سے مارا  
 ہے۔ امیر المومنین نے کہا تیرے منہ میں خاک آج عثمان کے مارے جانے میں میری کیا جگہ صلب بن زفر علی جو حریف الیمانی کا دوست تھا اٹھ کھڑا ہوا اور بولا تو بہت رُفاه  
 جسے حشر نے بھیجا ہے تیری مالاتی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تو بے ترم اور بے حیا آدمی ہے تو امیر المومنین اور ہاجر و انصار کو اس بات سے تہدید کرتا ہے کہ  
 جاہل لوگ عثمان کے کفن پر در رہے ہیں اسکا کفن لوسن کا پر اس نہیں نہ رونے والوں کا رونا یعقوب کا رونا ہے اب اس کے مرنے پر روتے ہیں تو یہی ہی  
 اسکی اور لوگوں کی کہ حشر وہ ہے جس اور مد کا طلب کیا تھا اور تیار یا ارادہ کہ امیر المومنین کا مقابلہ کر دے اللہ تعالیٰ اکیا مددگار ہے ابے مصل و کرم سے  
 اعانت فرما گا اور تیرے قتل و شہر کا کرے گا اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت وہ اپنے مومن بندوں کا دانی ہے۔ اتنے میں کچھ لوگوں نے ولید بن

سوت لیں اور عسی کے قتل کا ارادہ کیا امیر المومنین نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ قاصد ہے ہاں اس سے خط لے لو۔ لوگوں نے خط لیکر حساب امیر کو دیا آپ نے  
 ہر تہ کو دیکھا تو صرف لبسہ اللہ اکبر الحمد للہ لکھا ہے اور کچھ بھی نہیں سمجھ لیا کہ معاویہ جنگ یا مادہ ہے کسی بات سے بھی براقت و مراعت تھا  
 ذکرے گا فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ حسبی اللہ والحمد للوکیل فیہ اللہ کے سوا اور کسی میں کچھ قدرت و قوت نہیں ہے اور وہی اچھا دگر ہے۔  
 اسکے بعد معاویہ کے قاصد نے اٹھ کر عرض کی اے امیر المومنین میں نے اہل تمام سے آپ کے خلاف بہت کچھ باتیں سن رکھی تھیں اسلیٰ خصوصیت یہاں پہنچا تو آپ سے  
 زیادہ اور کچھ دیکھتا ہوں نہ سمجھتا تھا مگر اب جو حضور کی خدمت کی سعادت سے پہرہ مند ہوا اور آپ کی مبارک ماٹیں میں ایک ترناؤ اور کمالیت حکم کو دیکھا تو آپ سے  
 ارادہ اب مجھے کوئی اور پیارا نہیں مجھے معلوم ہو گیا کہ تمام والے بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں اور احمق اور راہ راست آپ کی طرف ہے۔ خدا سے قادر مطلق کی  
 قسم میں آپ کی خدمت سے عیچہ نہ رہوں گا اور آپ ہی کی رکاب میں رہ کر جہاں دوں گا اس کے بعد معاویہ کی گمراہی اور امیر المومنین کی ہدایت کے متعلق کچھ اتنا  
 تصدیق کئے اور معاویہ کے یاس روئے کر کے اپنے ارادہ سے اطلاع دی کہ اس حساب امیر کی خدمت میں رہنا کچھ معاویہ نے اہل تہار کو غور پڑھا اور تھیں سے کہا جاتا  
 تھا یہی صبح اور زبان داں آدمی ہے میں جانتا تو اسے نہ سمجھتا۔ بیشک وہ حضرت علیؑ کو ہمارے تمام ظاہری اور باطنی حالات سے مطلع کر دے گا اور ہمارے مقابلہ  
 پر مکر کر آ رہا ہے کی ترعب و تحریص دلائیگا۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک دن معاویہ ہوا حوری کے لئے سوار ہو کر خواصوں اور علمائوں کے ساتھ جنگل میں حارث تھا ایک  
 شخص کو دیکھا کہ اوٹ پر سوار عراق کی طرف سے آ رہا ہے معاویہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا تو کون شخص ہے اسے کہا طے کے قبیلہ میں سے ہوں پھر پوچھا  
 کہاں سے آئے اسے جواب دیا کہ وہ سے پھر دریافت کیا کس کام کے لئے نکلا ہے کہا حاسن بن سعد طائی سے جو تیرے یاس رہتا ہے اور یہاں چنانچہ ادا ہوا ہے  
 طے آیا ہوں معاویہ نے حاسن بن سعد کو بلوایا۔ جب اس نے حاضر ہو کر ایسے چچا زاد بھائی کو دیکھا علیؑ کو اوردہ حیا کہا۔ حاسن نے کہا اے امیر یہ میرا چچا بھائی ہی  
 عراق کے تمام حالات سے خوب واقف ہو گا۔ اور اس سمت کے ذرہ ذرہ حالات و معاملات سے اچھی طرح آگاہ ہے۔ معاویہ نے اسے اپنے پاس بٹھا کر پوچھا اے  
 طائی بن ابی طالب کا کیا حال ہے سچ کہہ تو ہے کہیں کہاں چھوڑا اور وہ کس سمت کا قصد رکھتے تھے۔ طائی نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ جنگ جمل سے فوج ہو کر  
 حیدر ذلہ میں رہے پھر کوفہ میں آئے۔ تمام ادنیٰ و اعلیٰ خوز و درگ ٹرے حوش سے بیعت کے لئے حاضر ہوئے اس قدر ایک دوسرے پر یقین کرتے تھے کہ کدہوں میں یہ سے  
 چادر سے گرے پڑتے تھے۔ بچوں کو کدہوں پر سوار کر رکھا تھا اس حالت سے اگر بیعت کرتے تھے محلوں میں سے ڈانٹیں اور لکڑی بکڑنے والی اور سو سو برس کی  
 بوڑھی عورتیں اگر آپ کے قدموں میں گرتی تھیں۔ تمام باتیں گاہیں تہ علیؑ اس ابی طالب کے تشریف لانے اور ان سے بیعت کرنے سے ایسے مسرور اور تاد  
 کام ہوئے ہیں کہ جبکہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا حضرت علیؑ کا اور کچھ ارادہ ہیں کہ شام کی طرف بڑھیں اور تھج سے جنگ کریں لے شہ وہ شام پر چڑھائی  
 کر کے تھج سے جنگ کرینگے معاویہ اس کی باتیں سن کر فکر مند ہوا حاسن سے کہا میں جانتا ہوں کہ تیرا چچا بھائی حاسن بن سعد نکلا ہے اس شخص نے کہا بخدا میں جانتا  
 ہوں نہ ایسے ارادہ سے یہاں آیا ہوں بلکہ میں شام سے عراق کو بہت زیادہ اچھا سمجھتا ہوں میں تیرے ہمسایہ میں پھر نالید نہیں کرتا جانب عراق والیں جلا  
 جاتا ہوں۔ اسطرح امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں کو جامع مسجد میں طلب کیا جب سب حاضر ہو گئے انکو اچھی اچھی نصیحتیں کیں اور تمام پر چڑھائی  
 کرنے کی ترعب دلائی۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص اربد نام نے اٹھ کر کہا اے ابو طالب کے بیٹے تم میں تمام کی ہم پر یحیٰ تے ہوا اور میں ہمارے بھائیوں سے جو  
 شام میں رہتے ہیں لڑانا اور ہمارے ہاتھوں سے انہیں قتل کرنا چاہتے ہو۔ جو طرح میں بھروسہ لیا کر ہمارے بھائیوں سے لڑایا اور تھجے انہیں قتل کیا۔  
 ایک مرتبہ تو تھجے ایسا کام کیا مگر دوسری مرتبہ ہو گیا چاہے آپ ہمارا کچھ ہی حال کیوں نہ کریں اشتہر نے لکھا کہ اس بکواسی ملعون فاسق کو بکڑو مگر وہ شخص  
 بھاگ نکلا لوگوں نے پچھا کہ اسے فزوشوں کے بازار میں جا بکڑو اور اس قدر مارا کہ وہیں مر گیا امیر المومنین نے بے جرم لکڑا ہے ہمارا لایا ہے دیانت کیا کہ کس شخص  
 نے مارا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ عوام کے ہجوم اور غل و شور میں جو توں لکڑیوں اور لاٹوں کی ضربوں سے ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اگر امیر معلوم نہیں ہو سکتا

حکایت مولانا کا از کوفہ شام نزد معاویہ



کہ اُسے کس شخص سے ملا ہے تو اسکا خول پہاڑیت المال سے دیا جاوے۔ امیر المومنین اس خزانہ کی باتوں سے کسی قدر آزر وہ نظر آئے اشتہار  
 لے کہا یا علی آپ اس بیوہ شخص کی باتوں کا مال لے رہے ہیں ہم ہر شخص کو آپ کا ہوا خواہ جاں تار اور مطیع و فرمانبردار یا تے ہیں کوئی شخص آپ سے  
 نہ مال سے مارے نہ جان سے پہنچتے ہیں کہ ہماری حاس آپ کے حیات سے وابستہ ہیں۔ جو وقت مرضی مبارک ہو آپ حکم دیں ہم اسوقت ایک تہوں پر چڑھیں  
 کر کے جنگ کریں گے اور آپ کی خدمت گزاری میں حائین و کاردین گے کیونکہ ہم آپ کی خدمت میں یقین صادق و راسخ و کمال رکھتے ہیں اور جاتے ہیں کہ آپ  
 حق پر ہیں اور جن گروہوں سے آپ سے مخالفت اختیار کی ہے وہ گمراہ ہیں انہوں نے دیں کو دنیا کے عوض بیع ڈالا ہے امام برحق سے بھکر اور حلیفہ و دست کے  
 مقابلہ پر نظر کرنا کہ کون ارض اور روئے رس کو اپنے ظلموں سے آلودہ کیا ہے اسی سبب آفتاب حق کے نور سے محروم ہیں آپ کو باداد الہی معرکہ آرائی میں  
 معرکہ کمال حاصل ہے۔ ہم آپ کو حق سمجھا رہے ہیں اور یقین ہے کہ کوئی شخص سے موت نہیں مر سکتا اور جو مرگ سے بچا جاتا ہے اسے بھی اجل آئے کیوت جہاں فنا  
 نیا پڑتا ہے موت سے دو نودن چارہ نہیں نہ موت ہی کے دن نہ اسدن حکم موت نہیں ہے۔ موت کے دن کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی اور جس دن موت نہیں  
 ہوتی اسدن مرجھا بھی نہ سکتا ہے اس حنا امیر سے مناسب سمجھا کہ گردن و نواح کے امروں اور مردوں کے نام و ماں بھی کرین کہ آپ سے  
 ایک تحریر بن عبداللہ بن علی بن عثمان کی طرف سے عامل بھلا تھا و سراسر اٹھ بن قیس اور باسجاں کا حاکم آپ سے پہلے جریہ کو اس مصلوں کا صلہ لکھا لکھنا اللہ اعلم  
 یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین علی کی طرف سے تحریر بن عبداللہ بن علی کے نام ہے تحریر بن عبداللہ عامل بھلاں کو واضح ہو کہ اللہ کے بندے حب تک اس کی عمت  
 و طاعت کے طریق پر چلنے لگا ہوں اور کشتیوں سے بچتے ہیں آسانی نعمتیں ہر روز پر زیادہ ہوتی ہیں اور جب اسی حالتیں بدل ڈالتے ہیں یہ عبادت و طاعت  
 الہی ترک کر دیتے ہیں تو ان کی نعمت و دولت بھی زوال میں آجاتی ہے اس بات کا ثبوت کلام الہی میں موجود ہے۔ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ مَاۤ اَنۡفَرۡمُوۡاۤ بِحٰۤیۡۃِ نَبِیِّہٖۤ وَاَیۡ  
 مَّاۤ اَنۡفَرۡمُوۡاۤ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ لَیۡسَۡۤ اَیۡۤسَرُ لَہٗۤ سُوۡءٌۭ وَّ لَاۤ اَیۡۤسَرُ لَہٗۤ مَرَدُّہٗۤ وَّ مَاۤ لَہٗۤ مِنْ دُوۡنِہٖۤ مِنْ وَّ اَلۡ**  
 ترنار و دکان کا مجھ سے بیعت کرنا میری امامت و خلافت کو متفق ہو کر مال لیا سب کچھ معلوم ہو چکا ہوگا اور یہ بھی کہ کس جماعت نے فتاوت کے بعد  
 اختیار کی اور پھر میں جمعیت ہم پہنچائی۔ پھر میرا صبر جانا اکر سمجھا نا اور انجام کار کو شمائی دنیا پھر تباہ و تانی فتح یا یا عبداللہ بن عباس کو وہاں کا امیر بنا کر  
 کو وہاں آجانا۔ سب سب ہی لیا ہوگا اس کے دھڑلے کی حاجت نہیں اب تم تمام و پیش ہے معاویہ سے وہاں فوج جمع کی سے اور مخالفت پر آمادہ ہے میرا قصد  
 ہے کہ اس طرف روانہ ہوں مجھے لازم ہے کہ مضمون خط سے واقف ہوتے ہی جھڑ سوار اور پیدل تیرے پاس ہیں سب کو ہمراہ لکر حاضر خدمت ہو اور اس میں نہایت  
 جلدی کرو ورنہ تمام جریہ کا بھانجنا جناب امیر کی خدمت میں موجود تھا اُس نے بھی ایک خط بہت تاکید اور تقاضے کا لکھا کہ فوراً جلا آئے پھر خط بدکر کے اور حضرت  
 بن قیس کو دیکر جانتا بھلاں روانہ کیا ابھی نے داخل بھلاں ہو کر خط دیا اور حریر مضمون خط سے آگاہ ہو کر مسجد میں آیا اور منبر پر جا کر کہا اے لوگو یہ خط امیر المومنین  
 علی نے میرے نام بھیجا ہے حضرت علی ایسے شخص ہیں جو دین اور دنیا دونوں جگہ محفوظ اور امن ہیں صحابہ مصطفیٰ صلعم نے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر کے  
 اطاعت و فرمانبرداری یکسر کر لی ہیں آپ سے زیادہ لائق و فائق اور بہتر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے کیونکہ آپ کی ذات میں علم و حجاجت و سخاوت و سب سے  
 زیادہ ہے۔ شرافت اور قربت میں رسول خدا صلعم سے بہت نزدیک ہیں یقین سمجھو کہ راحت اور آرام آپ کی موافقت کے ساتھ ہے اور سخت و تکلیف علیحدگی  
 میں طول حیات اتفاق کا بھل ہے اور مرگ و ہلاکت اتفاق کا نتیجہ۔ اگر تم موافقت کے ساتھ آپ کی خلافت و امامت سے رخصتا منہ ہو گے تو تمہارے کام و دست  
 ہو جائینگے اگر خدا نخواستہ ان کی بیعت سے انحراف کیا تو امیر المومنین کو لازم آجائے گا کہ جبر واکراہ سے تم سب کو حلقہ اطاعت میں لائیں اور طریق موافقت پر  
 چلائیں۔ جو بوقت جبر یا تعد بیان کر چکا مسجد کے ہر گوشہ سے آواز آئی کہ امیر المومنین علی کی خلافت سے ہم راضی ہیں اور بآزر دے دلی سے ان کی بیعت  
 کی ہے بعد از ان قیس بن خبیب امیر کا اچھی اٹھا اور با واز بلند بولا اے باشندگان بھلاں امیر المومنین علی سے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اتمام حالات تحریر کیے ہیں

اسے غم سے بھی اطلاع دی ہے خاں مصطفیٰ صلعم کے تمام صحابہ اور جہاد الفار برادری داخلے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر لیا ہے۔ سارا سرداری کے لئے ہمیشہ گوشہ میں اس امر میں تہا را کیا ارادہ ہے اور امیر المومنین کے خط کا کیا جواب دیتے ہوئے کہا اے رجم سب امیر المومنین کے مطیع۔ آپ کی خلافت و امامت کے حوا میں اور قریب احکام کے لئے گوشہ مرا دار میں اس کے بعد جری بن عبد اللہ مع انوار سار و یادہ اور ترک و احتشام کے ساتھ حاس کو فہرہ و نہ ہوا حدت امیر المومنین میں بیگمیت کی اور دونوں کے حلقہ میں تال ہوا اسی قسم کا ایک خط جس میں ہر بانی اور ملائت پیدا و بصیحت تال تھی انتہی میں تھیں نام جو عثمان کی طرف آؤر بایجان کا عامل تھا واد کیا ضمیر یہ تھا لیسلم اللہ اللہ الخمر الخمر اللہ کے بد سے علی امیر المومنین کی طرف سے انتہی میں تھیں کو معلوم ہو کہ میں تجھ پر بیت را اہو اور اعتقاد تھا اور تیری عقل و ہما اور دانا ئی و غیا ئی رکال تھیں تھا ہماری آرد تھی کہ سب سے پہلے شخص ہماری بیعت کرتا اور اس معاملہ کی طرف خواہشمند ہوتا وہ تو ہی ہوتا۔ مگر تیری طرف سے کچھ ایسی باتیں سنی گئیں اور تیری دات سے نص امور ایسے سر و ہوئے جس کی وجہ سے تیری طلبی میں تا حشر اور بلا سے میں دھیل کی گئی اس وقت تیری گذشتہ باتیں نظر امار کر دی گئیں اور تر سے اعمال نالیدیدہ کو ان حدوات حسہ سے جو تجھ سے پہلے برید ہوئے ہیں جو کر دیکھیں تو نے عثمان کا واقعہ جہاد و الصلح کی باقی ضرور سامہوگا اور اصحاب رسول خدا اور حملا وے اور اعلیٰ حاس و عام کا سمیت کو مانجی معلوم ہو چکا ہوگا اب ہمارا ارادہ ہے کہ تمام کی طرف جانیں میں تیرے آئینا منظر ہوں لازم ہے کہ مصروف خط سے واقف ہوتے ہی ہمارے پاس پہنچے میں حدی کر اور حقد و سوار اور بدیل پر سنا تھا میں سب کو ہمراہ لے آؤر جو یاد رکھو کہ آؤر بایجان کی امارت حاصل تیرا ہی حق نہیں ملکہ عامل کے ہاتھ میں کیلالت کی چری اور وہاں سے حقد و مال حاصل ہو سکتا وہ بیت المال سے علاوہ رکھتا ہے تو اس زر مال کا نصف ایک حوا میں اور اس میں ہرگز اس میں تقوت بیجا کرنا اور جہاد جمع ہو چکا ہوگا داخل جہاد عامہ کر دیا بھی ہو چکا ہے کہ تیرے حقوق ہمارے دل سے ادا ہوتے ہوئے اور ان شاء اللہ تعالیٰ لائح و لا قوۃ الا باللہ اس علانی کی امارت تھی یہ رقرار ہے کہ اسکے بعد خط لکھ کر یا دین حرج جہانی کو دیا کہ آؤر بایجان میں بیگمیت بن قیس کو دے انتہی کا چہارادھا کی امیر المومنین کی حدت میں موجود تھا اُنہی میں میں مصروف کا ایک خط انتہی کے نام لکھ دیا کہ میرے چہرے بھائی انتہی بن قیس کو معلوم ہو کہ قتل عثمان کے بعد جہاد جہاد و الصلح صلاہ کبار واد اشران و احیاء امیر المومنین علی کی سمیت اختیار کر لی ہے یہ بھی اُنکی تالانت میں ہی و دنیاوی بہرانی بھی ہر حد میں سے عثمان کے معاملہ میں غور و تال کیا مگر مجھے کوئی بات ایسی معلوم نہیں کہ امیر المومنین علی کی تالانت کو ملے آجاتی اس انہوں نے تیرے نام خط لکھا ہے اور ابی سمیت کے لئے طلب کیا ہے مصروف خط سے واقف ہو کر مگر کچھ تال اور توفیق یا کوئی خدوہ جلد نہ کرنا اگر بیت اختیار کر گئے کہ امیر المومنین امام برحق خلیفہ مطلق اور گذشتہ و آئندہ سے فاضل ترین جو کچھ میں لکھتا ہوں اسے ریح حانا اور مجھے ایسا حیر خواہ صادق سمنا و السلام جب زیاد سے انتہی کے پاس پہنچا امیر المومنین اور اس کے چچا نا و بھائی کے خط حوالے کئے اور اس سے بڑھ کر مضمون مدد سے اطلاع یا ئی تو نہادی کر دی کہ تمام آدمی جامع مسجد میں جمع ہو جائیں جب سب آدمی جمع ہو گئے انتہی نے سر رجا کر خطبہ پڑھا اور کہا تو شخص بقوڑی سے برکتنا نہیں کر سکتا اُسے بہتات بھی سیر نہیں کر سکتی امیر المومنین عثمان نے ولایت آؤر بایجان میرے حوالہ کی تھی چنانچہ انک میں امیر تراض ہوں مگر انکا زمانہ ختم ہو گیا اور جو واقعات امیر المومنین علی اور طلحہ و سیر و عائشہ کے دریاں واقع ہوئے تھیں سب معلوم میں اس وقت تمام جہاد و الصلح سارے داخلے حضرت علی کی خلافت و امامت پر متفق ہو گئے ہیں امیر المومنین ثرے عالی خاندان اور دین و دنیا میں محفوظ و امین میں آپ نے مجھے خط لکھ کر بلا یا ہے اس میں تمہاری کیا صلاح ہے۔ سب کے متفق اللفظ کہا جئے سا اور الحاح انتہی اختیار کی علی ہمارے امام ہیں اور ہم آپ کی خلافت و امامت پر بخوشی قلب و رضا میں اور ان کے سوا اور کسی سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے امیر المومنین کے اچھی زیاد ہیں جب سے بھی سر رجا کر خدا و شہاد الہی کے بعد جہاد رسول خدا صلعم پر در و د بجا اور کہا اے لوگو عثمان بن عفان کے معاملہ میں غور کرنا چاہئے ہے۔ اور وہ کوئی مفید خبر ہے اگر حقیقت حال معلوم کرنا چاہیں تو کوئی ایسی بات بیان نہیں ہو سکتی جس سے الحفیان خاطر نصیب ہو کر جان کر اے اس حال کو دیکھا کہ ان رو شخص جس نے دیکھا بھی بہ ہمارے حاکم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتی اس وقت تمام آدمیوں نے کسی زبان پر کچھ نہیں کہی جو امیر المومنین علی کی برکتنا

نامہ امیر المومنین علی باشت بن قیس الکندی



کری ہے اور جن لوگوں نے بیعت کے توڑ ڈالی اور مخالفت اختیار کر کے اور اہل بصرہ کو ساتھ لیکر شنگ کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کی سزا دی حضرت کو فتح و غفر نصیب ہوئی میں انکا اپنی تہارے پاس آیا ہوں انکا حکم سنو اور اطاعت قبول کرو مسجد کے سرگوترے سے صدا آئی کہ ہے ان کے حکم کو مان لیا اور ان کی امامت و خلاف کا دل و جان سے اقرار کرتے ہیں۔ حقیقت تمام لوگوں نے رواد و رحمت جی جی حضرت علیؑ کو ایسا حلقہ مان لیا تو اس تحت ایسے گھر چلا گیا اور ایسے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملا کر کہا اگر جیہ حضرت علیؑ بزرگ تھے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھے ان کی اطاعت لازم ہے اور اگر میں ان کی خدمت میں جائیچوں گا تو وہ ضرور میرے ساتھ رھن و کرم میں آئیں گے لیکن خط میں انور مائیکان کی رر محاصل کا جو ذکر درج ہے میں اس سے رنجیدہ ہوں اور میں جانتا ہوں کہ انکی خدمت میں جاؤں میری بیرائے ہے کہ معاویہ کے پاس چلا جاؤں اور اس سے ملتی ہو کر اس مال کی واپسی سے پہلو بچاؤں اس معاملہ میں جتھر غور و فکر کرتا ہوں معاویہ ہی کے پاس جانا بہتر نظر آتا ہے۔ تہاری کہارے ہوئے کے دوستوں اور غریبوں اور شہداء کو لے کر آیا معاویہ کے پاس جانے سے ہمیں ہرجانا بہتر ہے اس عیب اور رائی کو گس طرح کو اکر سکتے ہیں تو گس طرح اپنے غریبوں اور رشتہ داروں سے علیحدگی ایسے شہر اور وطن اور قیدی گھر سے جوائی اختیار کرنا۔ امیر المومنین علیؑ کی بیعت و اطاعت سے منحرف ہونا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی و صی اور اس کے فرزندوں کے مابین تو شام کو جاتا اور معاویہ کو علی پر ترجیح دیتا ہے اتحت اپنے متعلقین کی نصیحت کو سنکر شرمندہ ہو گیا اور بوجہ جیسا ارادہ سے باز رہا پھر ایسے خرد نگاروں اور خیل و شتم کو بلا کر قسلی و قسبی دی اور جان کو فروانہ ہوا۔ داخل کوفہ ہو کر حضرت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور بیعت کر لی اپنے بھی اس کے آئے سے اظہار غرضتو دی و ملا اور بڑی دلاری کی اسکے بعد احف بن قیس نے کہا اسے امیر المومنین بنو سعید بن زید بن منات بن تیم نے جنگ جمل کے وقت آپ کی امداد نہیں کی اب جو عمر کہ چسپا آئیں والا ہے وہ اس میں آپ کی امداد اور خدمت گذاری کرینگے وہ جنگ جمل میں اسلئے آپ کے ساتھ نہ ہوئے تھے کہ علیہ و زمر نے شہہ ڈال دیا تھا اس میں تبہہ ہیں کہ اب وہ معاویہ کے مخالف اور آپ کے دوست ہیں اور آج تمام قوم بصرہ میں موجود ہے اگر حضور حکم دیں تو میں اس میں کچھ لکھوں۔ اور آپ کی اطاعت و خدمت گذاری کے واسطے ملاؤں کہ بہت جلدی حاضر درگاہ ہو کر گزرتہ سلمی کا تارک کریں نی تیم کے لوگوں نے جو اس وقت موجود تھے احف کی رائے کو پسند کیا سب نے کہا میں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعازت دیدی کہ تجھے اختیار ہے جو مناسب سمجھے اس پر عمل کر عرض احف بن قیس نے نبی عم اور دوستوں اور اپنے غریبوں کو اس مضمون کا خط لکھا واضح ہو کہ تہارے سوانہی تیم میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہا جس نے امیر المومنین علیؑ کی بیعت اختیار نہ کی ہو سب نے خوشی سمیت کر لی ہے یاد رکھو کہ آج جو کچھ تہارے قبضہ اقتدار میں ہے وہ میری ہی نیک صلاح کا پھل ہے اور تہارا دوستوں سے اس میں رہنا بھی میری ہی ان تدبیروں کا نتیجہ ہے جو تہارے واسطے عمل میں لائی گئیں۔ حقیقت ہم کوفہ میں وارد ہوئے تو تہارے غریبوں اور متعلقین نے جو بیان سکونت پذیر ہیں جناب امیر کی خدمت گذاری کی اور جاں و مال سے درلے نہ کیا اور اب متعدد ہیں حضرت کے ہمراہ ہم شام پر جائیں اور امداد کریں اللہ تعالیٰ مجھے جو رائے بہتر اور تہارے حق میں فائدہ بخش نظر آئی اس سے تمہیں مطلع کرتا ہوں اپنے دوستوں سمیت بلاتال امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ خوب سمجھ لو کہ فصلہ تھا آپ کا اقتدار کمال پر ہے کوئی جائے تردد نہیں تم حلیہ نہ کرنا فوراً چلاؤ کیونکہ تہارے لئے دی اور نبوی جلائوں کا موجب ہے والسلام نبی متیسم نے احف کے خط کو مطالعہ کر کے تمام باتوں پر عور کی اور اسی اندر کو اچھا سمجھا سب جمع ہو کر بصرہ سے جانب کوفہ سفر کیا اور حضرت جناب امیر میں حاضر ہو کر ترن حضوری حاصل کیا اور آپ سے اس اقرار کے ساتھ بیعت کی کہ ہم آپ کی خدمت میں رہیں گے جہاں ہونگے مطلع فرمان دیں گے فرمائوں میں ساتھ دینگے اور زیر کاب جائیں دینگے اب اپنے دوستوں کے ساتھ مشورہ کیا اور فرمایا میں معاویہ کے ساتھ کرا اور اس پر ظم کرنا نہیں چاہتا کیونکہ بغاوت اور ظلم کا نتیجہ اچھا نہیں ہے کوئی ایسا شخص ہو جس نے زمانہ کابیت سا تجربہ کیا ہو۔ دنیا کی اور بیخ نیچ و گچی اور اسکی غنی و فیری کا کرا چکھا ہو اور ظاہر و باطن اور سختی و نرمی میں پسندیدہ عادات رکھنا ہو۔ وہ معاویہ کے پاس رہنا چاہیے۔ میں اسے سمجھانا اور نصیحت دالیکر کہنا۔ اس میں غیاب سعادت حاصل کرے اور اپنے ارادہ

مازاکر اطاعت و موافقت اختیار کر لی اور اگر پھر بھی ایسی اس کو رہی اور مخالفت پر قائم رہے گا تو اس سے جنگ کر دیں گا جس میں عبداللہ کھلی نے کہا اے امیر المؤمنین  
آج مجھے ایسی سزا کا اس کے یاس روانہ کریں کیونکہ میں اور وہ دوست رہ چکے ہیں اور وہ کسی وقت بھی میرے کہنے کو نہ مانا تھا میری بات کچھ لاک سمجھتا تھا میں وہاں  
جا کر اسے سختی سمجھاؤں گا اور نصیحت کے حق امر کی طرف توجہ دلاؤں گا میں خیال کرتا ہوں کہ میری بات مان لے گا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سبوت کرے گا۔  
میں تسمیوں کو بھی آپ کی محبت کی ترغیب دوں گا وہاں میرے قیدی عزیز و قریب بہت سے ہیں آپ نے انکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اسے حریر تھے معلوم ہے  
کہ میرے پاس حضرت مصطفیٰ کے بہت سے وہ اصحاب موجود ہیں جو آپ کے ہم راہ لڑائیوں میں رہ چکے ہیں اور سب سب معتد ہیں ان میں سے جس کی کو بھیجنا چاہوں  
وہی اس امر کو نہایت دیانت داری اور امانت گذاری سے ایسی اچھی طرح بجالائیکا کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں لیکن بایں سب کہ تو اسے اس کام کے لئے مفت  
اختیار کی ہے اور تیری امانت و دیانت داری اور محنت و مزدت بھی ظاہر ہے معاذیہ کے پاس بطور قاصر روانہ کرے میں کسی دوسرے کو تجھ پر ترجیح نہیں دیتا پھر  
دعویٰ جا اور معاویہ کو میرا خط بھیجا اور نہایتش کر کہ جماعت کے خلاف نہ چل اطاعت و دوستی اختیار کر حریر مستعد ہو گیا اور آپ نے اس مضمون کا خط لکھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے  
عبداللہ علی امیر المؤمنین کی طرف سے معاویہ سے صلح کو معلوم ہوا کہ ہاجرہ و انصار نے خلافت و امامت کے کاموں کی دوستی کے لئے امام متورہ کر کے ایک شخص کو سب  
لیا ہے اور اس کو ایسا امام اور رسول جلا کا خلیفہ اور خاص و عام کا پتیا قرار دے لیا ہے اور عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ہمارے قرار داد سے راضی ہو گا اس سے جنگ  
کرینگے تا ایک اطاعت و موافقت اختیار کرے تھے یہ سب حالات اچھی طرح معلوم میں زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں میرے اور اہل نصرہ کے درمیان جو جنگ  
اور غور زنی واقع ہوئی ہے۔ یہ بھی سن لی ہوگی کہ مجھے اپنی فتح نہ کیا ظمیر امو اللہ و ہشوکا دھوکا یعنی اور الہی ظاہر ہوا  
کو وہ کراہت کرنے والے ہوں میں نے سنا ہے کہ تو عثمان کے معاملہ میں بہت مبالغہ کرتا ہے اور قاتلوں کی نسبت کچھ کہتا ہے مناسب رہے کہ پہلے میری بیعت لیتا  
کرے اور مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو پھر عثمان کے وارث میرے سامنے قاتلوں پر دعوے کریں اور میں کتاب الہی کے مطابق عید کروں تو اس وقت جس بات کو چاہتا  
انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ فی ایسے سچ کو دھوکہ دیکر اور کسی دوسرے طرف متوجہ کر کے دو وہ چھڑا مچا تھا۔ جو اگر تو عقل سے کام لیکر دیکھے تو خون عثمان کے  
معاملہ میں مجھ سے زیادہ بے لگاؤ اور کسی شخص کو نہ پانگیا میں خوب جانتا ہوں کہ تو ان لوگوں میں سے نہیں جو خلافت کے سزاوار ہو سکتے اور اس منصب شریف  
کی لیاقت رکھتے ہوں میں پڑھ چکا ہوں نہایت کاشق ادا کرتا ہوں حریر کو جو بٹا یا ملا رہا جبر اور دیانت و آدمی ہے تیرے یاس بھیجتا ہوں اور اسکی زبانی ان باتوں  
کا پیغام دیا ہے جسے تیری حالتیں درست اور امیدیں یوری ہو سکتی ہیں اگر تو نصیحت کو قبول اور ان باتوں کو عقل سے سمجھ کر لے گا تو دونو جہان میں تیرے  
واسطے جلائی اور عاقبت بخیر ہوگی اور مسلمانوں میں یک نام رہے گا در نہ خیال دیگر تو ایسے آپ کو ملاکت اور بلا میں مبتلا کرے گا میں اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرے  
تجھ سے جنگ کروں گا اور جو کچھ مناسب وقت ہو گا اس طریق سے پس آؤں گا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی زرگ در تر اللہ کے سوا اور کسی میں کچھ  
طاقت و قدرت نہیں ہے پھر خط کو ختم کر کے اور بیعت کر جویر کے حوالہ کیا وہ خط لیتے ہی جانب تمام روانہ ہوا قطع منازل کے بعد داخل تمام ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا  
اور سلام کیا معاویہ نے جواب سلام دیکر بڑی غرت سے اسے پاس بٹھایا اور بہت نرمی سے دریافت کیا کہ اسے جویر تو کس کام کے لئے آیا ہے اور کیا حالات میں اسے  
کہا اچھی خبر میں اور میں تیرے پاس محض تیری رعایت اور خاطر سے آیا ہوں کیونکہ حریرین و عراقرین اور حجار دیں والے سب تیرے چہرے بھائی علی ابن  
ابن طالب کے ہمراہ ہو کر ان کی بیعت میں آگئے ہیں تمام علاقہ حوالہ کر دئے ہیں تیرے پاس چھ قلعوں کے سوا اور کچھ نہیں اگر حضرت علی علیہ السلام اس طرح نہ لڑتے  
تے آئے تو ان کے اطمینان کو دیکھ کر تمام آدمی اور فوج اللہ کے ہمراہ ہو جائیگی اور تو ہمارے جیسے گھر جیز ہزار بھی تیرے قبضہ سے بھائی گئے میں اس لئے  
آیا ہوں کہ تجھے نہایت مشورہ دلوں اور راہ راست دکھاؤں اور وہ یہ ہے کہ امیر المؤمنین کی مناسبت اختیار کر وہ انتہی حد پر پہنچے ہیں علم کے خلیفہ مطلق  
اس امام برحق میں اگر تو اس معاملہ میں بھی طرح غور کرے گا اور مجھے خیالات کی طرف مائل ہو گا اور میری ہر جانب کجی و غیبت میں جنگا و غیبتی سب مراد میں آئے گی



اور یہ علامت بھی تیرے حوالہ کر دیا جائیگا حضرت علیؑ مجھ پر مہربانی و مائیکے حب مکہ حضرت زندہ ہیں اس علامت کو تجھ سے نہ لیں گے اس کی مدد ذات اگر تو رہ رہا اور تیرا کچھ اور ارادہ ہو تو اس وقت وہ بھی ممکن ہو گا راجعاً عثمان کا واقعہ جو لوگ اس میں مدد میں موجود تھے وہ بھی حقیقت حال سے واقف ہیں ہیں پھر وہ لوگ جو موجود نہ تھے کیا حال کتے ہیں تو بھی اس امر سے خوب آگاہ ہے مگر دانستہ ایسے آپ کو غلطی میں ڈالتا ہے فقہ یہ واردوں اور خود رسول کی باتوں میں اگر علیؑ اس اٹیٹاب کے مقابلہ پر تیار ہے تیری بیرائے اچھی ہیں دمی کی راہ سے ہیں ملکہ دوستی کے خیال سے جو کچھ تیرے واسطے بہتر معلوم ہوا اسناد ما گیا ہے آئندہ تجھے اختیار ہے یہ ساری بے جہاد امیر کا زمان اقل سے آخر تک پڑھا اور حریر کو دیکر کہا تو بھی پڑھ کہ تجھے بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا لکھا ہے حریرے خط لیکر پڑھا میری دکان سے اٹھ کر ایسے قیام گاہ پر آیا دوسرے دن حریر جامع مسجد میں آیا لوگ جمع ہو گئے معاویہ بھی آیا حریرے تقریر شروع کی اور بہت عرصہ بیان کیا جس میں لوگوں کو بیدار نصیحت تھی اور جہاد علیؑ مرتضیٰ کی بیعت کی طرف ترغیب و تحریص دلائی تھی پھر کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ امام مہاجر و انصار نے دل و جان سے امیر المومنین کی بیعت اختیار کر لی ہے اور اس کی حلات و امامت کا اقرار کر لیا ہے لہذا وہاں سے مخالفت کی تھی تو ایسے کئے کی سرایائی لہذا کے صحرا میں سرتس سے ارتس سر سے جہانکے ہوئے ایسے خون میں تر تھے میں نے ایسی آنکھوں سے وہ نظارہ کیا کہ نہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا نہ کسی وقت میں کوئی ایسا بیت ماک واقعہ ظہور میں آیا علیؑ وہی علیؑ ہے جسے تم دیکھ چکے ہو ہم نے اسکی سماعت بھی دیکھ رکھی ہے اور اسکا حکم اور مہربانی بھی اس تمام اکابر و بزرگان نے آپ کی امامت کا اقرار کر لیا ہے فی التل اگر حضرت علیؑ سے بیعت بھی نہ کی تہی اور یہ کام ہمارے مضامین میں ہوتا بھی ہم حضرت علیؑ کے سوا اور کسیکو جلیہ نہ مانتے اے معاویہ جہا سے ڈرا رہے لوگوں کو ہلاکت میں نہ ڈال حطرح اور لوگوں نے علیؑ کی بیعت کر لی ہے تو بھی بیعت اختیار کر لیا کہ اس علامت کی ادارت مجھے عثمان سے دی ہے اور کبھی مغرول ہیں کیا قابل اعتماد ہیں کیونکہ وفات یا نا پوری محرومت ہے تمام دیادی مقصودات قصہ سے نکل جاتے ہیں اور بعد میں آئے والے کے پر تصرف ہو جاتے ہیں معاویہ جو یہی باتیں سکوا جوش ہو راکچھ عرصہ کے بعد کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے غنٹ عطا کی ہے اور ابی طرح طرح کی معینت بخشی میں لباس عزت میرے زیب میں کیا ہے میں کبھی اس بات پر راضی ہونگا کہ مجھ پر سے اس عزت کے لباس کو اتار لیں اور نہ عزت کے عوض دولت اختیار کر دوں گا ملکہ مجھے ہر دم ہے کہ اللہ تعالیٰ حاسدوں اور مخالفوں کے دفع کرے میں میری مدد کرے گا اس کے بعد کہا اے لوگو تم جانتے ہو کہ میں امیر المومنین عمر اور عثمان کا خلیفہ ہوں اس عرصہ تک ان کا نائب رہ کر میں نے تمہاری کھدات کی ہے اور کی طرح سے ظلم و زیادتی کو گوارا نہیں کیا۔ اور کسی شخص کی آبروریزی نہیں کی اب امیر المومنین عثمان کو ظلم سے مار ڈالا ہے یہاں تک کہ وہی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَمَنْ قَتَلَ مَطْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيهِ سُلْطَانًا** اے جس شخص نے گناہ کو قتل کیا ہے اسکے ولی کو قاتل پر غلہ دیا میں جانتا ہوں کہ تمہارے دلوں کا حال عثمان کے مارے جانے کے متعلق مجھے معلوم ہو جائے کہ مدالینا جانتے ہو یا نہیں مسجد کے سرگرتے سے مدد آئی کہ تم قتل عثمان کے معاملہ میں حاشی اختیار نہ کر کے ہم سب کے خون کے طالب ہیں ہم سے جہانک ہو سکے گا مدد لینے حریر کی واپسی سے پہلے ہی امیر المومنین علیؑ کو اس حال سے اطلاع ہو گئی معاویہ خطبہ اور طلب خون عثمان کی نسبت تسامیوں کے ارادوں کا تمام حال لوگوں کو جان کر آیا یا نہیں سنا یا نہیں کیا کہ بہت جلدی تمام کیوں رواں ہوں اور اس معاملہ کے متعلق عجلت سے نہ کر کیا جا سکے لوگوں کی رائے پہلی طرف پانچ آدمی آئے تھیں عدی بن حاتم طائی عمر بن المثنیٰ خواجہ سعید بن مسیب اور انی بن عروہ مدحی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر لوگوں کو یہ حکم نام سے لانے آئے ہیں مابقی کے ڈرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ اس جنگ میں ماریجائے سے زیادہ اور کچھ نہیں ہو سکتا ہماری عین آرزو ہے کہ یا تو ایک دشمنی پر فتح پائی یا آپ کے زیر کا بارے جائیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب قریب توقف نہ مابین کے معاویہ زیادہ قوت ہم پہنچا کر ساز و سامان درست کرے گا اس مخالفت اور جنگ تک اوت پہنچ جائیگا ہے جب قریب جلدی ہم اس طرح رواں ہو جائے اسقدر اچھا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا تمہاری رائے بہت ٹھیک ہے مگر میں نے ابھی صبح کھا ہے۔

شک کہ اور خط کا جواب نہ آئے ہمارا دامن جہاد و مائلی سے بھرے آپ کے درست یہاں اس کے خلاف جوش ہو رہے ہیں ہر روز معاویہ سے واپسی کی

احارت طلب کرنا مکروہ حیلہ بہانے کر کے نال دینا کہ جلدی نہ کر میں شامیوں سے متورہ کر لوں۔ جب کوئی ایک رائے قرار پا جائیگی اور میری تشویش رفع ہو جائے گی تو حضرت علیؑ کے خط کا جواب لکھوں گا اور تجھے روانہ کروں گا معاویہ نے ایسی ایسی باتیں ماکر کر دیں کہ تارانا کا کام درست کرتا رہا اسی اتنا میں اُس نے عمر بن عاص کو خط لکھا وہ فلسطین میں تھا مصموں خط یہ بھاگہ عمر کو معلوم ہو کہ تو نے امیر المومنین عثمان کے قتل ہوئے اور امیر عظم و ستم کئے جانے کا حال سب ہی لیا ہوگا حجازین کو دوا دھوکے لوگوں علیؑ کی بیعت اختیار کر لی ہے اور اہل بے خطہ کو حریر کو میرے پاس بھیجا ہے اور بیعت کے لئے طلب کیا ہے اچھے وعدے دئے ہیں میں نے اس وقت تک خط کا جواب نہیں دیا نہ قاصد ہی کو واپس جانے دیا ہے میں تیرے آنے کا منظر حوں کہ بہت جلد بیان اگر صلاح دے اور حوام مناسب معلوم ہو وہ کیا حالے بیان آئے میں فدا ویر نہ کرنا۔ عمر عاصؓ معاویہ کا خط پڑھ کر ایسے بیٹوں عبد اللہ اور محمد کو بلایا یہ خط دیکر کہا اسے یہ حواس میرے بیٹوں میں تم سے صلاح لیتا ہوں کہ معاویہ کے پاس چلا جاؤں یا امیر المومنین علیؑ سے جا ملوں تم ان میں سے کس بات کو اچھا سمجھتے ہو عبد اللہ نے کہا اگر مجھ سے پوچھتا ہے تو سب اچھی یہ رائے ہے کہ انکا کس حقیقت حوا محمد مصطفیٰؐ نے انتقال فرمایا۔ وہ تجھ سے بہت خوش تھے اُن کے بعد دو حلیہ لوگوں اور عمر بھی تجھ سے راضی تھے حقیقت عثمان کا قتل کیا ہی تو وہاں موجود ہی نہ تھا تجھ سے کسی امر کو منسوب نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی مرتہ اور دولت دے رکھی ہے تو کیا محتاج ہیں تجھے خلافت کی طمع ہے حریت اور مرتہ تجھ کو حاصل ہے مناسب ہیں کہ اس عالم مصععی میں دنیاوی لالچ سے اپنے آپ کو مصیبتوں میں مبتلا کرے اور علی بن ابوطالبؑ کی حواس مصطفیٰؐ کا چچا بھائی۔ داماد اور وحی ہے عادت اور معاویہ بن ابی سفیان کی حریت و ملازمت اختیار کرے۔ یک غمی سے ایسے گھر میں ٹھیکہ دیکھنا چاہئے کہ معاملہ کس پہلو پر ٹھیکہ اور کیا نتیجہ نکلتا ہے میری تو یہ رائے ہے آئندہ تجھے اختیار ہے اُسکے بعد اس کے دوسرے بیٹے محمد نے کہا مجھے عبد اللہ کی مات لید ڈالنی کیونکہ گھر میں بیٹے رہا محض لوڑھی عورتوں اور کم ہمت شخصوں کا کام ہے اب کہ حلیہ دت عثمان کر گیا ہ مارڈالا ہے اور معاویہ اُس کے حوں کے بدلہ لئے کے لئے اٹھ کھڑا ہے اور تو بھی قریش کا بہت بڑا موراد و شہور سردار ہے معاویہ سے کم نہیں اگر اس کام سے علیؑ پر چاٹنگا اور گھر میں بیٹھ کر بیگا تو کیسے معاملہ ہو جائے کے بعثیری کوئی قدر و منزلت اور عزت و حریت باقی رہے گی اس میں تیرا سرا پر نقصاں ہوگا مصیبت یہ ہے شام میں حاکم معاویہ سے مل جا اور حوں عثمان کا بدلہ اور معاویہ کے لشکر کی سرداری لے عمر و عاص نے دونوں بیٹوں کی باتیں سن کر کہا عبد اللہ مجھے وہ راستہ دکھاتا ہے جس میں دی اور آخری سعادت موجود ہے اور مجھ مجھے اس بات کی رائے دیتا ہے کہ آخرت کے حوص دنیا کو اختیار کر لوں اور انجام کار ٹوٹے میں رہوں وحی مصطفیٰؐ کا دشمن منوں لیکن لوگوں میں بھی شہور ہو گیا ہے کہ عمر و عاص معاویہ کے پاس جاتا ہے اگر بارہو لگا تو اچھا ہوگا اس کے بعد سب شام روانہ ہوا معاویہ کے پاس بھیجا تو وہ اُس کے آنے سے زیادہ قوی تیب ہو گیا بی بی عزت و حریت کی اپنے قریب بھاگ کر کہا اے بھائی مجھے تین کام دیتے ہیں میں نہیں جانتا کہ انکا کیا علاج کروں اول یہ کہ محمد بن حذیفہ مصر کے قید خانہ کو توڑ کر نکل آیا ہے اور بیعت فراہم کر لی ہے تو بھی جلتا ہے کہ وہ نفاق نہ بردار شخص ہے دوسرا یہ کہ سنا ہوں کہ قیصر روم نے بہت بھائی لشکر جمع کر کے شام کا قصد کیا ہے تیسرے علی بن ابی طالبؑ کو وہ میں موجود ہیں اور جو صین و راحم کر کے مجھے تاکید و تمہید فرما رہے ہیں اور جب تک ارادہ رکھتے ہیں ان واقعات کی نسبت تیری کیا رائے ہے عمر و عاص نے کہا اگرچہ یہ تینوں امر موجب پریشانی و حیرانی میں مگر تو نہ گھرا انجام اچھا ہوگا محمد بن حذیفہ کا معاملہ مشکل ہیں کچھ لشکر بھیج دے اگر مخالفہ سے پیش آئے اسے گرفتار کر لائیں اگر ہریت اختیار کرے تو ملک خلاصہ طرف پھیلا دیتا ہے کہدے کہ اور جھوٹ ہی جانتے چلا جائے اور بادشاہ روم کی خدمت میں تجھے تحائف اور کچھ اقسام پار جیات زریہ وغیرہ بھیج کر رضا مند کرے لہٰذا میں نے کہہ دیا کہ وہ صلح کرے گا مگر علی بن ابی طالبؑ کا معاملہ نہایت دشوار اور راحم ہے کوئی آدمی تجھے اُن جیسا نہ بھیجے گا اور تمام امویں ابھی کہ کچھ تر جیح و نیرنگی دیں گے معاویہ نے کہا انہوں نے ایک بار گریہ اور حذیفہ وقت کو قتل کر کے خدا کا گناہ کیا ہے عمر و عاص نے جواب دیا ہے معاویہ ایسا نہ کہ علیؑ کیلئے جہاں شخص ہے ہر طرح کی مصیبتیں اور اگر اس میں جو دس جناب رسولی کے نزدیک بلحاظ حریت و راحم کسی اور کو ہر مرتہ اور منصب حاصل نہیں ہوگا کہ حواس ہے جو حواسات لید نہ دارا ہے



اور فاطمی اور دنانی اور صاحت و ملاحت و ابہرکات میں موجود ہے اور جیسے تجربے اور مواقع معرکہ آرائیوں اور دیگر بہنوں میں آپ کے معائنہ اور نظر سے گزر چکے ہیں اور اقبال و رگزار و اتفاقات حسنہ کے متیار جلوے جو آپ نے دیکھے ہیں اور انواع و اقسام کی نعمتہائے الہی اور علوم و فنون عطیہ بانی جناب محمد مصطفیٰ صلعم کی کمال عنایت اور حسن نظر و مثال حال رہی ہیں بزرگان وقت اور اکابر عصر میں سے کسی ایک کو بھی نصیب نہیں کوئی شخص اس روئے شرافت انگلی باری نہیں کر سکتا تو یہود و حیالات رکھتا ہے وہ طوبی و دخت میں معاویہ نے جواب دیا تو لے حقدار و صان و خصوصیتیں بیان کی ہیں نہ اس میں سے ایک اور دھیر میں سے نہ وہ بھی نہیں نیکیں میں جانتا ہوں کہ طلب خون عثمان کے بہانے سے جنگ چھڑ دی جائے اور لوگوں کے سامنے اُن پر قتل عثمان کی ہمت لگا کر علانیہ خون کا دعویٰ کر دیں عمر ان باتوں پر منہا اور کہا تو عجیب باتیں کرتا ہے تھے ان باتوں سے کیا واسطہ کہ خون عثمان کا بدلہ چاہیے جو قتل عثمان کو محاصروں نے رکھا تھا انہوں نے تجھے بلایا اور وہ طلب کی تھی مگر نہ تو گیا نہ ادا بھیجی اب کس طرح اس کو حوں کا دعویٰ کر سکتا ہے یہ تو وہی بات ہے کہ تو سانیب اور بھیجی غنا چاہتا ہے۔ مگر نہ بالکل سانیب ہی تھا نہ بھیجی ہی تو مخالفت کرنا چاہتا ہے تو سانیب ہی بن جایا بھیجی ہی اور میرا حال بھی ظاہر ہے کہ میں نے اس مصیبت کے وقت ساتھ نہیں دیا اور دشمنوں میں چھوڑ کر غلطیوں کو چلا گیا تھا اب کوئی حجت سے اُن کے خون کا طالب ہوں معاویہ نے کہا اے عمرو عاص ان باتوں کو چھوڑ دے ایسی جہتیں مت لانا مجھے معیت کو کے میری طرف ہو جا میرے ہم دم و دو فوج کشی سے دنیا کو ایسے تصرف میں لائیں اور جلیوں اور فروہوں سے علی کو شکست دیں پھر باقی عمر لے کھٹکے حکومت کریں اور عیش سے گذار دیں عمرو نے کہا اے معاویہ دنیا کو چھوڑ دیا آساں ہے اور دین کو ترک کرنا بہت دشوار ہے اور تو خود جانتا ہے کہ اس معاملہ میں تیرا ساتھ دینا اور حضرت علیؑ کی مخالفت کرنی بہت شراکاء ہے اگر تو مجھے اپنا شریک حال بنا جاتا ہے تو میری مرضی پچھلنا اور میرے کہے پر عمل کرنا تجھے لازم ہو گا معاویہ نے کہا حیا تو جانتا ہے میں ویسا ہی کروں گا اب تو میری موافقت اختیار کر اُسے پوچھا کس بنیاد پر ہم طلب خون عثمان کریں معاویہ نے کہا لوگوں کو بکری و حیلہ اور دغا و فریب سے گمراہ کر سکتے ہیں اور جھوٹ سچ کے پیرائے میں پیش ہو سکتا ہے اگر میں آمادہ ہو جاؤں تو تجھے جیسے عقل و دہیم اور ہوشیار و دانا شخص کو بھی حکمت آج دنیا میں نظیر نہیں دھوکہ دے سکتا ہے اگر اطل امر کو حق ثابت کرنا چاہوں تو تمام عالم اقرار کرنے لگا اور اگر کسی اور حق کو باطل دکھانا چاہوں تو کوئی انکار نہ کرے گا عمر نے کہا میں تیرے مکر اور جلیوں کو اور جو تجھے بھی جی طرح جانتا پچھتا ہوں اور جو کچھ چاہیں چلیگاں سے بھی نادان نہیں ہوں مگر تو مجھے کس طرح بھی دھوکہ نہیں دے سکتا معاویہ نے اس بات کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور طلب کی بات جاری رکھی اور دھوکے کے قصے کہتا رہا اتنا گفتگو میں عمر نے کہا مجھے تجھے ایک بھید کی بات کہی ہے۔ میں جانتا ہوں کوئی اور نہ میں نے میرے نہ کہ قریب کان لاؤ کہوں عمرو نے اپنا کان اُن کے لوں کے قریب کر دیا معاویہ نے راز اسکا کان و استوں میں داب کر زور سے گانا پھر کہا اے عمرو تو نے دیکھا کہ میں نے تجھے کس طرح دھوکہ دیا ہے بیان پر میرے اور تیرے سوا اور کون تھا جب راز کی بات سننے کے واسطے کہا تھا کہ اپنا کان میرے منہ کے قریب دے تو کہا جاتے تھا کہ اس کان میں میرے اور تیرے سوا اور کوئی نہیں پھر کان میں کہنے کی کیا حاجت ہے تو نے دھوکہ کھایا اور کان میرے دانوں کے حوالہ کر دیا میں جانتا تو خبر سے کان لیتا عمر نے کہا خیر ان باتوں کو جانے دے معاویہ نے کہا جو کچھ کہے میں موجود ہوں عمر نے کہا میں مصر کا خواہش مند ہوں معاویہ نے کہا مصر عراق کے مقابلہ پر ہے عمر نے کہا جب ملک شام تیرے تصرف میں ہوگا تو مصر میرے قبضے میں معاویہ نے چار چار علاقہ مصر کا فرمان اُسکے نام لکھ دیا اور وہ اُس حکمران کو لکھ کر دینا دیا اسے گھر واپس آیا اُسکے چچا کا بیٹا دس ہجرت تھا اُس نے کہا اے عمرو تو نے آخری عمر میں دنیا کے عوض دین فروخت کر دیا تو اس قدر کیوں خوش ہوتا ہے یہ کوئی بھی نہیں اور نہیں کہ عمر تجھے ہی جانیگا اور اگر میں بھی جانتا ہوں صبر نہ کرنا جو عثمان کو کچھ نہ بھجھا تو تجھے کیا بھجھیں گے یہ باتیں پردہ خیب میں ہیں اور تو نادان بچوں کی طرح صبر نہ کرے گا میرے پر سوار ہوا تو ہوش کے میدان میں اچھل کود رہا ہے عمر نے ہنس کر کہا اے بھائی تمام امر رائے تھانے کے حکم اور نشانہ چھوڑیں آتے ہیں معاویہ کے نصیحتیں سن کر اُس نے ایک کوشش کرنا نہیں شاید یہ لگ بھگ مل جاوے اور کام باجائوں اُسکے چھوڑے بھائی نے کہا تو بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہوتا ہے تو جانتے سے کہتا ہے اے بھائی! یہ ہے احوال تو اسے راز میں نہیں لیا ہے اور اس کے دیکھا جاتے کہ تو دنیا میں سے کیا کچھ باتیں کر رہا ہے اور اس کے چھوڑے بھائی

کی یہ باتیں معاویہ تک بھی جا نہیں ملدیں ہر حکم دیا کہ اسے پکڑ کر مار ڈالو یہ خبر سنے ہی وہ جھاک کر حضرت علیؑ مرتضیٰ علیہ السلام کبیرت اقدس میں آیا اور معاویہ و عمر و عاص کی موافقت کا حال سنایا امیر المومنینؑ نے اس شخص کی دلاری و دانی اور ہماروں کے ساتھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ انہیں معاویہ اور عمر و عاص یا ہم موافقت اختیار کر کے حضرت علیؑ کی مخالفت اور ہر کارائی یہ کہ بہتہ ہو گئے اب یہ حضرت علیؑ سے جو بر بن عبد اللہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ خط کے پیچھے ہی پہلے معاویہ سے تصدیق کرنا پھر اس خط کو ماتھ سے چھوڑنا معاویہ سے اقرار سمیت ایچک یا صلح کا حوالہ لیا اگر وہ صلح پر راضی نہ ہو تو عہد نامہ ایسے طریق پر لکھو الیہا جس پر ہر دوسرے ہو سکے اور اگر طالب جنگ ہو تو فوراً مجھے اطلاع دے اور خود بھی واپس چلا آجری اس خط کو مطالعہ کرتے ہی معاویہ کے پاس آیا اور کہا مجھے تیرے پاس آئے ہوئے بہت عرصہ گزر گیا میں نے تیرے تمام حالات اطلاع پا کر غور کر لیا کہ کیا وہ صلح اور دوستی اور محبت کے لحاظ سے حرام محیر و احب تھا عرض کر دیا کہ مجھے کسی بات کا بھی کچھ اثر ہوا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ سے کسی بات پر بھی رضامند نہ ہو گا ظاہر میں کچھ کہتا اور لکھتا ہے اور دل میں کچھ اور ارادہ کئے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر بھی ویسی ہی ہر گزادی ہے جیسی ظالموں اور مغرور لوگوں کے دل پر حسرتنگ تو عاصر اور نے بس ہر گز علیؑ کی سمیت اختیار نہ کرے گا بطرح منافق آدمی جب تک شکر نہیں لکھتا اور یریشاں نہیں ہوتا مار پڑنے کی طرف رجوع نہیں کرتا اب امیر المومنینؑ نے مجھے سخت تاکید خط بھیجا ہے میں زیادہ نہیں ٹھہر سکتا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میرے ٹھہرے سے اب کچھ فائدہ نہیں مجھے واپس جانے کی اجازت دے کہ واپس جا کر تمام کیفیت سے اطلاع دوں معاویہ نے جواب میں نرم باتوں سے لکھنا چاہا کہ توجہ کہتا ہے اور تجھے بہت عرصہ لگ گیا مگر میں اس فکر میں ہوں کہ تجھے مامور روانہ کروں اور تجھے جو کچھ کہوں اور جو امور خط میں لکھوں قابل اعتماد ہیں ابھی تک میں ایک سو نہیں ہو گا اس کے بعد معاویہ نے عمر و عاص کو طلب کیا اور جریہ سے روانہ کرے کی نیت صلاح کی عمر نے کہا علیؑ سے بیعت کرنا بہت ہی سخت اور تیناں کام ہے اور خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے جو کسی غدر سے معاف ہو گا کیونکہ علیؑ کی دشمنی منیر کی دشمنی ہے اور منیر کی دشمنی اللہ تعالیٰ کی دشمنی ہے اگر تجھے سمیت کرنی منظور ہے نہیں ہے تو میری یہ رائے ہے کہ شریح بن سبط کنذی کہ حواشر ان رسادات تمام کا بہت بڑا سردار ہے خط لکھ کر بلا بھیج جب آئے تو اس نے کہا علیؑ کو طالب نے عثمان کو مار ڈالا ہے اور اب ہم پر چڑھائی کا ارادہ ہے قند و مسد یھیلے کا جریہ کو بھیج کر ہمیں سمیت کے لئے طلب کیا ہے جتنے تیرے آنیکا اسطاریا کہ اس امر میں تجھ سے بھی مشورہ کر لیں اور جو تجھے مناسب معلوم ہو اس پر عمل کریں نیز اس کے آگے سے پہلے چند آدمیوں کو گواہ بنا رکھ کہ بصورت ضرورت یہ گواہی دے سکیں کہ علیؑ ابی طالب نے عثمان کو قتل کیا ہے اور یہ لوگ ایسے برگ ہوں جو ہر تہرجیل اعتماد کر لے اور ان کی گواہی کو سچ جانے معاویہ نے اس تہرجیل کو پسند کیا آدمی بھیج کر سرداران و سرگان شام میں سے تیرہ بن ہش بن جبر بن ارطہ بن حمزہ بن مالک حاتس بن سعد طائی۔ الیہا اور سلمیٰ جیسے دس مشہور و معروف شخص جو حضرت علیؑ سے عداوت رکھتے تھے بلایا اور کہا میں نے شریح بن سبط کنذی کو جو شام کا بہت بڑا سردار اور متنازع شخص ہے بلایا ہے وہ بہت ہی راجحیل و ہم اور شجاع اور لڑائیوں میں کیتائے زور گار ہے میں اُسے کہہ لگا علیؑ نے عثمان کو قتل کیا ہے اور اب شام پر چڑھائی کیا جاتا ہے میں اگر اس نے مجھ سے گواہ طلب کئے تو ہمیں جو اس ملک کے کار و مقرر آدمی ہو متفق لفظ گواہی دیں چاہئے تاکہ شریح علیؑ کے مقابلہ کے لئے ہمارے ساتھ آجائے اور تمہاری گواہی سے ہمارا مطلب نکل آئے انہوں نے جواب دیا کہ تو بے فکر رہ جب وہ آجائے گا اور تو ہم سے گواہی دلا نا یا بیگا تو ہم اسکے ساتھ گواہی دینگے۔ معاویہ نے یہ سنگرائی کی قرین کی اور خوش ہو کر نصرت کر دیا واللہ اعلم بالصواب \*

## حصہ میں شریح بن سبط کنذی کے نام معاویہ کا خط بھیجا

واضح ہو کہ علی بن ابی طالب نے جبر بن عبد اللہ بھیج کر گواہی بنا کر میرے پاس بھیجا ہے اور سمیت کے لئے بلایا ہے میں نے اسے گواہ کر لیا ہے کہ تجھ سے بھی مشورہ کر لیں جب تک میری رائے اور اجازت نہ ہو گی میں اسے واپس نہ بھیج لگا اس سے کہہ دیتے ہیں کہ علیؑ اور جبر علیؑ کے ساتھ آجائے گا۔



ہو گا و السلام۔ ترجمیں معاویہ کا حکم عہد الحسن بن محمد ثانی کے پاس کیا یہ شخص بہت بڑا عالم مقدس اور ماسا تھا معاویہ کے پاس جانے کے لئے اس سے صلاح کی عبدالرحمن نے کہا اے ترجمیں حسوت سے تو نے حساب رسالت مآب کے ہمراہ ہجرت کی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں صل کیا انواع و اقسام کی نعمتیں عطا کیں جس تک انسان اللہ تعالیٰ کی عطیات کا شکریہ ادا کرتا رہتا ہو اور اپنی ایک خجالات میں تدبیریں نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بھی اس سے مہم نہیں پھرتیں سرداروں اور امیروں کو لازم ہے کہ ہر ایک کام کو عقل و فہم سوچ سمجھ اور عاقبت اندیشی سے کریں تو فیصلہ کنزہ کے نیک لوگوں میں سے ممتاز شخص ہے یا در رکھ کہ لوگوں نے اعزہ اشرار کہی ہے اور عوام انسان کا یہ قول ہے کہ علی ابن ابی طالب نے عثمان کو مار ڈالا ہے اور اس بات کا جھوٹ ظاہر ہے کیونکہ علی بن ابی طالب نے عثمان کو مارا ہوتا تو ہمارا حردا ہمارا بلکہ صحابہ کبار اور اشراف و انبیاء جو علماء اسلام اور عقلائے عصر ہیں آپ سے بیعت نہ کرتے اور یہ خلافت پر فرماندہ ہونے معاویہ اس لئے بلاتا ہے کہ اپنے ارادہ میں سمجھے بھی سرک کرے معاویہ کے ساتھ رہنے میں اگرچہ دیوی سامان حاصل ہو جائیگا اور مال و دولت عمر عاص کی طرح مل جائیگا مگر دین کو دنیا کے عوض بیچ دینا اور اپنی عقلی کو جواب کر لیا عقل مندوں کا کام نہیں اور وہی شخص دانہ ہے جو اپنی عاقبت کو خواہ نہوے دے اگر تجھے دیا و آخرت اور دین و مامت درکار ہے تو حضرت علی علیہ السلام کے پاس جلا جا۔ بہت اور ناموسی بھی حاصل ہوگی اور ثواب اُخروی بھی ترجمیں نے عبدالرحمن کی گفتگو سنا کہ آپ نے بہت خوب و بایا اور سب سچ ارتداد کیا اس سے بڑھ کر دوسری بات ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ معاویہ کے پاس بھی ہواؤں اور سوں کہ وہ کتا خور اور کیا ارادہ رکھتا ہے یہ لکھ چکنے کی تیاری کی اور معاویہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوا اور ایسے جانتوں اور غزیریل کا جھٹکا ہوا لیا حسوت معاویہ کے پاس پہنچا اس نے بڑی خاطر تواضع کی اور عزت و آرد سے ایسے قریب ٹھایا اور کہا علی بن ابی طالب نے جریر کو خط دیکر میرے پاس بھیجا ہے اور اسی عیب کے لئے کیا ہے اگرچہ علی بڑا بزرگ عالم اور دسارا آدمی ہے مگر یہ امر بھی ہے کہ اس نے عثمان کو حلیہ وقت اور خراج الاسلام تھا مار ڈالا ہے میں نے جریر کو ابھی تک روانہ نہیں کیا صرف ترے آیکا نظر تھا کیونکہ تو سادات کدہ میں سے ہے اور تیری عقل و فہم اور تدبیر اور جس سیرت مشہور و معروف ہے اور ہماری تمہاری قربت بھی ہے اس امر میں تیری کیا رائے ہے جو کچھ تیری مرضی ہوگی وہی میری ہے ترجمیں نے کہا میں نے تیری بات سنی ابھی اُن کا جواب نہیں دے سکتا آج کی رات مجھے بہت دے کہ اس معاملہ میں عور و ملکر کر لوں اور حادثہ عثمان کا حقیقت حال دریافت کر لوں اور لوگوں سے سوں اگر دو مستند شخص بھی جو تمام کے سرداروں میں سے ہوں میرے سامنے اس بات کی گواہی دینگے کہ علی نے عثمان کو ہلاک کیا ہے تو میں تجھے سچا سمجھو گا اور ایسے تمام غزیروں اور رستہ داروں کو ہمراہ لیکر تیری طرف سے علی سے لڑو گا معاویہ نے کہا تیری رائے بہت درست ہے ترجمیں وائیں چلا گیا معاویہ نے آدمی بھیج کر بناوٹی گواہوں کو بلایا اور سکھاڑھا دیا کہ کل کے دن کس طرح سے گواہی دیں دوسرے دن صبح کے وقت گواہوں کی جماعت کو ترجمیں کے پاس بھیجا۔ رستہ میں گفتگو گواہی دی کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور ہمیں یہ حال معلوم ہے ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں جب اس طرح کی گواہی گھر گئی ترجمیں معاویہ کے پاس آیا اور کہا ابھی عادل لوگوں کا ایک گروہ جنگی گھٹا جھوٹا ارتکاب اور لوہیت سے خالی ہے میرے پاس آیا تھا اور گواہی دی کہ علی نے عثمان کو علم اور کشتی سے ہلاک کیا ہے۔ مجھے تیرے بیان کی سچائی اور دعویٰ کی راست مانی معلوم ہو گئی خدا کی قسم اگر تو علی کی بیعت کر بھی لیتا تو میں تجھے شام سے نکال دیتا۔ خدا کی قسم علی کے واسطے ہمارے پاس تلواروں کے سوا اور کوئی شے نہیں ہے ترجمیں کا ایک بھانجا تھا اس نے ان باتوں پر ملامت کی اور جب قدر ہو سکا سمجھایا معاویہ نے بھی سُن یا یاد کیا کہ اسے عروا ڈالے وہ شام سے جاکر کوہ میں چلا آیا۔ حضرت علی مرتضیٰ کو خبر ہوئی کہ کیا لطف و کرم سے اپنے پاس بٹھایا اور اپنے ملازموں کے سلسلہ میں داخل فرمایا ایک شاعر نے حوامیر المومنین کا مآرج تھا اسی باب میں ایک قطعہ تصنیف کر کے ترجمیں کے پاس بھیجا اور اس میں اس گواہی کی مایہ ناز کے قول و فعل کے لئے سخت ملامت کی مگر اس نے اس قطعہ کے مطالب پر ذرا توجہ نہ کی اور جریر کے پاس آکر کہا تو نے اور علی نے بڑا مشکل کام اختیار کیا ہے اور تو اس لئے کیا ہے کہ میں تمہیں میں ڈالے اور شہر کے منہ میں لیجائے جس طرح عراق کو پریم کیا ہے اسی طرح شام میں بھی شورش پھیلانے میرا یہ خیال تھا کہ علی عثمان کا بڑا بڑا گناہ کا بار دار ہو گا

ازدادار ہوگا مگر اس میں بے شمار کے بڑے بڑے معتمد سرداروں سے تمام سببہ جاتا رہا اور صاف صاف کھل گیا کہ علیؑ ہی نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ جو براس کے اس کلام سے سبب اور کہا تیرا یہ کہا کہ مشکل کام اختیار کیا ہے اگر مشکل اور ساسا سبب مل جاتا تو تمام مباح و انصاف حودیں کے ستوں اور راہ ہدایت کے رہا میں اس کام کے حامی اور علیؑ مرتضیٰ کی امامت و خلافت پر راضی ہوتے اور طلحہ و زبر کے ساتھ جہوں نے نہایت کے بعد محالیت احصاء کی تھی جو کچھ کیا کرتے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کا ساتھ ان سرکردہ آرائیوں میں دیتے جو خدا و اعتدال سے تجاوز کرتی تھیں اور تمام کے رسم کو بے نسبت جو تو کہتا ہے انجام کار تمام میں حق اور رکت کا ظہور ہوگا اور قصہ اور مٹلاں کے منکس ہونے سے بہر حال ہوگی یہی علیؑ پر قتل عثمان کی تہمت سرسبز جھوٹ ہے اور تیرا تھیں غلطی کے ساتھ ہے تو نے محض اُسی لوگوں سے سنا ہے جو عرص کے مددے دنیاوی طمع میں مبتلا ہو کر معاویہ کے پاس جمع ہو گئے ہیں اور عمر و عاص کی جھوٹی باتوں میں نگر دیں کو دنیا کے عرص و دشت کر چکے ہیں اور حضرت امیرؑ بہت لگاتے ہیں بہت جلدی حق و باطل ظاہر ہو جائیگا اور رد قیامت تجھ سے یو جھیا جائیگا اور تو کسی طرح بھی اس الزام سے رسی نہیں کرے گا تیرے پاس اس سوال کا کوئی جواب ہوگا حد سے ذرا دیا کے مال و مرتبہ کے سبب آخرت کو جواب نہ کر لے گا عظیم میں مبتلا ہوا اور اس بات کو ریح سمجھ کر میں یہ مابین محض تیری بھلائی کے لئے کہتا ہوں اُن سے میری کوئی اور عرص ہیں ہے تشریح کام راج کرنا اور عرصے ہو کر جر کے پاس سے چلا آیا اور معاویہ کے پاس بھیجا اس سے کہا ہم سمجھتے تھے کہ تو عثمان کا چیرا بھائی اسکا دلی اور ناسد ہے حکم امیر ایسا صادر نہ کر لیا ہے تو تو اس کے مدد لیے ہی جی کرے گا مگر میں دیکھتا ہوں کہ تو ناست آدمی ہے تجھ سے یہ کام ہرگز نہ ٹپے گا اگر تو اس ہم کی فکر میں ہے تو زیادہ کوشش کر اور بہت جلدی مابین نکل کر ہم عثمان کے خوں کا مدد علیؑ سے لیں اگر تو اس کام میں شستی اور دیر اختیار کرے گا اور توجہ سے کام نہ لے گا تو ہم تجھے معرکہ کر کے کسی دوسرے شخص کو تیری جگہ قائم کر گئے اور جنگ ہم میں سے ایک آدمی بھی ماتی رہے گا علیؑ کی جنگ سے مہرہ بھرینگے معاویہ نے یہ باتیں سن کر کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہر ایک امر میں تمہارا شریک حال تمام شخص سے جنگ کر دے میں بھی اُس سے لڑوں گا اور جس سے صلح پیش آدے گی میں بھی اُس سے صلح رکھوں گا پھر معاویہ نے آدمی بھیجا کہ حریر کو بلایا اور کہا تو تمام حالات سے آگاہ ہو چکا ہے اور اہل تمام کی باتیں سن لی ہیں اب دالاس جا کر علیؑ سے یہاں کی تمام کیفیت اور حالات جو دیکھے اور سنے ہیں۔

سیان کر دے جو ہر ایک سو میں دل کے نیام کے بعد و امین ہو کر خدمت خباب امیر علیہ السلام میں بھیجا معاویہ اور شامیوں کے ساتھ جو کچھ معاملہ گذرا تھا سب معصل عرص کر دیا۔ اتنے سخی نے کہا خدا کی قسم اگر آپ اُس کے عرص مجھے جیتے تو بہت اچھا ہوتا۔ حریر بہت شست آدمی ہے اُس نے اس کام کو معمولی سمجھ لیا اور چار بیس معاویہ کے پاس گذارنے پھر کوئی کام ٹھیک ہوا بلکہ اُس کی سعادت سے انصاف واقع ہوا صلح اور تیرے موقع جاتے رہے جنگ و صلح کی موت آپ بھی کاتش وہ نہ جاتا حریر نے جواب دیا خدا کی قسم اگر میرے عرص تو جاتا تو اسیدیں تجھے مار ڈالتے کیونکہ وہ سب بھی کو قاتل عثمان تصور کرتے ہیں اور تم سخت عداوت رکھتے ہیں پھر کہا اے امیر المومنینؑ اگر جس کبھی اشتہر مجھ میں آئی مگر تمہارا یہ حکیم منحل اور کتبوح مرادی پر قائلو یائینگے تو ہمیں ہلاک کر دیں گے اشتہر نے کہا ہے جو بیان یحوں کی سی باتوں کو چھوڑ خدا کی قسم اگر تیرے عرص میں جاتا تو اس کام کو بہت اچھی طرح سے پورا کرتا اور معاویہ کے سامنے وہ طریق اختیار کرتا کہ چار چار سے مٹتا ہی پڑتا تو نے گفتگو کو بہت طول دیا ہے اور ہمارے چار بیس ضایع کر دیے حریر نے کہا ابھی وقت ہے جا کر اس معاملہ کو درست کر لانا اشتہر نے کہا تو کام حرا کر چکا ہے اب میرا حال اچھا ہے غرض اشر حریر کی سعادت پر مسترض ہوا مگر حواس الہی کچھ اور ہی تھی کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ معاویہ نے حریر کے روانہ کر دے کے بعد تشریح سے کہا تو نے ہمارا ساتھ دیا خاص و عام کو بہت پسند آیا تو یہ بہت بڑا کام کیا ہے اللہ تعالیٰ کے کلمات سے اسکا پورا ثواب ملے گا یہ وہ کام ہے جو علم اور کثرت و عرص حاصل ہوگا مگر عوام الناس کی شرکت و عرص کام نہ جیگا مصلحت یہ ہے کہ تمام کے تمام نہروں میں خط و رابطہ کے جائیں اور جلد اپنی و علی لوگوں کو اس حال سے اطلاع دی اور ایسے شخص کو بے گئی کیفیت درس کرنی چاہئے تاکہ عوام الناس کو یہ حال معلوم ہو جائے کہ طلب خون عثمان کے لئے ہمارے ساتھ ہو گیا ہے۔ تشریح نے کہا یہ کام تحریروں سے نہیں بڑے گا میں آپ سرکردہ لوگوں اور تمام کے تمام لوگوں کو تمام کیفیت اور حالات سے مطلع کر کے سب ضرور کان اور



ادنیٰ واسطے کو اس جنگ میں ترکیب ہونے کی ترغیب دو لگا اور سب کو آمادہ ویراستہ کر کے سری حوریت میں لاجاظر کر دیں گا معاویہ نے کہا تیری رائے بہت خوب ہے اس سے تیرے ادا دے کی سچائی اور کمال قطع عیان ہے اب تیری دوستی اور خلوص محبت تنگ و تنہا سے سری ہے مجھے گمان غالب ہے کہ یہ مهم تیری جس تذکرہ ساز کو تشلیع سے منع ہو جائے گی بے شک تیری رہاں سے کہنا اور سنانور علی نور ہو گا خاص و عام تیرے گوہ فرام ہو جائیں گے العرصہ تیرا رواں نہ ہوا اور سب سے پہلے ماضی حصہ ہو کر مادی کی۔ لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کر کے منبر پر بیٹھا اور خطبہ پڑھ کر لوگوں سے کہا واضح ہو کہ علی بن ابی طالب نے عثمان کو مار دیا اور اہل بیت محمدی میں تفرقہ ڈالا ہے لہذا میں مسلمانوں کے قتل و غارتگری کی جستجو کیجیو یہ کیا وہ بیاں سے ماہر ہے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے ایک تمام مافیہ ہے سوشکر و ارم کے برہم تلواریں سوتے تیرے چڑھائی کرنے والے ہیں کہ تمہیں تمہارے دس اور گھروں سے نکال دیں ریح و صیبت اور محبت و شفق میں مبتلا کر دیں۔ میں نے جہالتک سوچا کوئی شخص انکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر ایک معاویہ بن ابی سفیان ایسا شخص ہے مناسب ہے کہ تم سب مستعد ہو کر معاویہ کا ساتھ دو تاکہ اُس دشمن سے یح حادثہ ہر شخص تمام باشندوں سے ترحیل کی گفتگو سکراؤں کی رائے یہ اتفاق کر لیا اسکے سرورہ اور تہوں میں گیا۔ جہاں جاتا ہی مات کہتا کہ مجھے خوب معلوم اور تحقیق ہو چکا ہے کہ علی بن ابی طالب ہی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور اس فتنہ برپا کرنا چاہا ہے معاویہ اس سے خون عثمان طلب کرے گا کم کو معاویہ کی مدد کرنی چاہئے بڑا ایک کام ہے لوگوں سے ترحیل جیسے بزرگ شخص سے اس باتوں کو سن کر یقین کر لیا اور اسکی طرف مائل ہو گئے بغرض تمام کے تہوں میں سے لشکر تیرا سکے پاس جمع ہو گیا وہ اس سب کو لیکر لپٹا اور معاویہ کے پاس آ بیٹھا تمام لوگوں نے علی کی دشمنی کے لئے معاویہ سے معیت کر لی اور اقرار کیا کہ ہم اسکا ساتھ دیں گے اور جنگ ہو شہرہ برہم کریں گے یا تو اس کی رکاب میں رہ کر قتل ہو جائیں گے یا فتح و غلبہ حاصل کریں گے اس معیت کے موقع پر مکالمہ کے باشندوں میں سے ایک شخص اسود بن عوف نے اٹھ کر کچھ اتھاڑ پڑھے جس میں اس وقت کے حالات اور شام کی کیفیت اور شرجیل کے وٹان بیٹھے اور ترغیب و ترحیل و لاکر لشکر فراہم کرے گا ذکر تھا حوریت جناب امیر علیہ السلام کا ذکر کیا تو یہ بیت پڑھے فاحشہ الو و موصول الاسد الورد۔ ادا حال فی سرجا الیخ کو معاویہ نے کہا تو میں کو لے کر دشر سے پورانا ہے اس نے جواب دیا علی بن ابی طالب سے حور رسول خدا کا چچا بھائی اسکی بی بی کا شوہر اس کے دونوں درددل کا باپ اس کا وحی اور وارث علم ہے۔ اسی سے جنگ بدر میں تیرے داماد خالو اور بھائی کو اور تیری مان کے چچا کو قتل کیا ہے۔ معاویہ نے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ کر ترحیل کرنے لگا اے معاویہ اسے کچھ کہہ دو بڑا بزرگ اور ماضی شخص ہے انبی قوم کا سردار ہے اگر تو اسے گرفتار کر کے نبیجہ کرے گا تو خدا کی قسم میں تیری معیت کو توڑ دوں گا اور اپنے اقرار سے پھر جہاد لگا معاویہ نے مجبور ہو کر کہا میں نے تیری سعادت کے سبب اسے چھوڑ دیا اور ایسی سزا دیا کہ دنیا کو جانے عرف ہوتی اُس کے بعد وہ شخص بھاگ کر حضرت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور کچھ احوال گزرا کہ بنایا سعید بن قیس جہانی اس وقت موجود تھا اٹھ کر بولا اے امیر المومنین ترحیل ٹرا کر دل اور بخت آدمی ہے معاویہ کے کہنے سے اُسے تمام شام میں گشت کیا اور فوجیں فراہم کر کے اسکے پاس لے آیا اگر حضور اجازت دیں تو اُسے خط لکھ کر ملامت کر دیں۔ اور کچھ گذشتہ موجودہ حالات یاد دلاؤں شاید اہم یاد کر کے راہ راست پر آجائے۔ آپ نے احارت دی کہ جو کچھ مناسب لکھیج۔ سعید نے اس مضمون کا خط لکھا اے شرجیل تو نیک اعتقاد آدمی تھا اور تیری اصل ولایت میں ہی جہان سے ہو سحر کر کے کوفہ میں آیا پھر شام میں حلا اسخمان کے عہداروں کے حادثہ کے وقت تک شام ہی میں رہا۔ جب ہاجو و انصار نے امیر المومنین علی بن ابی طالب سے معیت کر لی اور آپ کی امامت پر اتفاق کر لیا اور انہیں خلیفہ بنالیا تو معاویہ نے تجھے دھوکہ دیا اور جب سے علی کے ان دشمنوں کو حرام و حلال میں تفریق نہیں کر سکتے آمادہ کر دیا کہ تیرے سامنے اگر جھوٹی گواہی دی اور تہمت لگائی کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور ایسے کام کو جائز سمجھا ہے مجھے تیری سمجھ پر ہدایت عجب آتا ہے کہ تو نے اس معاملہ کو ذرا بھی نہ سوچا اور بغیر تحقیق و تفتیش حالات اُن کے کہنے کو مان لیا اور اُن کی گواہی کو سچا سمجھ لیا۔ خدا کی قسم اگر تو سوچتا اور گواہی پر بحث کرنا اور عقل سے کام لیتا تو تجھے سامنے معلوم ہو جاتا کہ لوگ جھوٹ بولتے اور دنیاوی لالچ کے سبب گواہی دیتے ہیں کیا تو اس بات کو نہیں سوچ سکتا کہ امیر المومنین علی نے عثمان کو قتل کیا یا نہ کیا کہ جس شخص سے امداد کی ہوتی یا اس سے رشتہ ہوتے تو ہاجو و انصار جو دس کے دشمن اور حق راستہ پر

نامہ شوقین سعید بن قیس جہانی

چلتے والے ہیں حضرت علیؑ کی خلافت اور حبیب کو کیوں قبول کر لیتے آپ کی امامت پر کبھی متفق ہوتے۔ اس معاملہ کے بعد یہ واولوں کی جنگ میں اسلوا اٹھاتے۔  
 امیر المومنین کا ساتھ دیتے اسے سرجل خدا سے ڈرایے ارادہ پر مضر بہانہ جھوٹے اور جتنے پر باز تھکوں کی گواہی اور قول پر اعتماد نہ کر معاویہ نے یہ فعل محض  
 دیادی جاہ و جہم اور حکومت و عظمت کے لئے اختیار کیا ہے تو اسکا شریک حال نہیں میری بات میں ہمیشہ سے تیرا دوست میر خواہ اور متفق نا صح رہا ہوں میری  
 نصیحت کو بطور انصاف سے دیکھ کہ اللہ تعالیٰ دیا اور آخرت دونوں کے تیرا اھلا ہوگا اور سعادت داریں حاصل کرے گا سرجل سے یہ خطیر حکم معاویہ کو دیدیا۔ اس نے  
 پڑھ کر کہا یہ کوئی مشکل کام نہیں سعید بن قیس بھی برگ آدمی اور قلیلہ میدان کا سردار اور امیر ہے تو جی تھوڑا و سرورن اور قلیلہ کندہ کا سردار ہے سعید نے تجھے  
 خط لکھا ہے تو بھی اُسے لکھ بھیج۔ سرجل سے سعید کے خط کا یہ جواب لکھا۔ اے سعید تیرا خط بیٹھا جو کچھ لکھا تھا سب حال معلوم ہوا۔ میں سے کوئی نہیں ہجرت کر کے  
 آنا اور عرصہ تک شام میں رہا سچی بات ہے۔ عراق میرا گھر نہیں ہے اور شام کی سکوت مجھ کوئی عیب یا رانی عاید نہیں کر سکتی کیونکہ میں جہاں رہا ہوں عورت و  
 آکر کے ساتھ رہا ہوں اور عقل و صلاح کے طریقہ پر عمل کر کے قتل عثمان کی کبیت سے میں بے جبر تھا شام میں آئے اور معاویہ کے پاس پہنچے یہ تیرے اور معتد  
 اور تھوڑے روزوں سے یہ بات معلوم ہوئی اور انہوں نے متفق لفظ گواہی دی کہ میں بھی طرح معلوم ہے کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کیا ہے گواہ سے یہ ہیں کہہ  
 سکتے کہ تو نے یہ گواہی کیوں دی اور تجھے کہاں سے جبر ہوئی میں یہ لوگ رنگ تھے اُن کے قول کا یقین کر لیا جاہر و انصار کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے شک  
 وہ ایسے ہی ہیں جس طرح انہوں نے علیؑ کی معیت کر لی ہے اس طرح میں نے معاویہ کی ہم میں سے ہر ایک شخص ایسے امام کا محکوم اور طبع ہوگا۔ اسی اتنا میں  
 عبداللہ بن عمر خطاب معاویہ کے پاس اس ارادے سے جا پہنچا کہ امیر المومنین علیؑ کے حلال ہو کر معاویہ سے جا ملے معاویہ بھی اس کے آئے سے بہت ہی شاد ہوا  
 اور عمر عاص سے کہا اس کے آئے سے ہمارے لئے امیر المومنین عمر رہے ہو گئے لوگ اُسے ہمارے ساتھ دیکھا اور بھی زیادہ اعتماد لے آئیں گے میں اُسے جو  
 پہلاؤں بیسلاؤں گا اور اچھے اچھے وعدہ کروں گا۔ عمر عاص نے کہا عبداللہ بن عمر تیرے پاس میری دوستی یا موافقت کے خیال سے ہیں آیا بلکہ علیؑ سے بھاگ  
 کر آیا ہے اور اس کی تمثیر سے ڈر کر تیرے پاس نیا لایا ہے۔ اس سے تجھے فائدہ کبھی حاصل نہیں ہو سکتا تیری کوئی حاد را سکتی ہے۔ معاویہ نے تنہائی میں ہلاک  
 نہایت عجز و ہرانی سے ایسے پاس ٹھایا اور کہا اے راد را وہ تو مجھے جاں سے زیادہ عزیز ہے الحمد للہ کہ آج تجھے سے تیرے باب کا کام بدین ہے تو نے ٹاکرم  
 اور احسان کیا جو میرے پاس چلا آیا میں مسون ہوں جو کچھ تیری آرزو ہو مجھ سے یاں کر کہ میں اسے ہم بیٹیاؤں تجھے معلوم ہی ہوگا کہ قتل عثمان میرا دلیر  
 کیا صدر گرد رہا ہے۔ کچھ مایان نہیں کر سکتا کہ اس حادثہ سے کیا انگلیں اور ریتاں خاطر ہو رہا ہوں کوسی رات ہے کہ میرا جی الٹ بیٹھ گیا ہوتا اور گردن  
 میں ٹرے سے دتر نہیں ہوتا مجھے ہی بوجھ ہے کہ اس قدر غم و الم سے میری جان کیوں نہیں گل جاتی۔ اب اس کے سوا کہ خون عثمان کا بدلا لون اور  
 اس کے قاتلوں کو قتل کر کے اسی تندستی کی تہ میر کر دل اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تو مہربانی کر کے میرے پاس آگیا ہے میں جانتا ہوں کہ تو منبر پر بیٹھ کر  
 علیؑ کی کچھ بیٹیاں بیان کر دے اور اُن کے خلاف قتل کی گواہی دے یہ لوگ مطلب خون عثمان کے لئے میرے ساتھ بیٹھے ہیں تیری بات سکر زیادہ متفق ہو جائیں گے  
 سعید اللہ نے جواب دیا سنا اللہ ہیں اُنہیں کس بات کا عیب لگا سکتا ہوں اور کس رائے سے متہم کر سکتا ہوں اگر آباد اجداد و کھن سے ملعون کرنا چاہوں تو کیا مجال  
 کہیونکہ علیؑ ابی طالب کا بیٹا ہے اور وہ محمد المطلب ہیں ماتم کا اگلاں کی طرف سے کچھ کہوں تو بھی مانگن کیونکہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ماتم پڑی نرنگار  
 اور اپنے عہد کی تمام عورتوں سے زیادہ صاحب صفت و صحت ہیں ایک انب تو ایسا ہے اور حب کی مست میں کیا بیان کر سکتا ہوں انسان کا حسب تین امور  
 سے علاوہ رکھتا ہے۔ علم سخاوت اور شجاعت سے تپ تپوں مفتوں میں کامل ہیں آپ کی مردانگی شجاعت دانائی اور سخاوت و جہاں آتاب سے زیادہ  
 روشن ہے اور چودھویں رات کے چاند سے زیادہ عیاں ہے۔ آپ کے خصال کی خوبیاں اور عادتوں کی نیکیاں زمانہ کی پیشانی پر درج اور عام و خاص کی  
 زبان زد ہیں آپ کا نسب ستارہ کوثر مانا ہے آپ کے سر زمانہ کوئی نہیں اڑاتے ہیں آپ کا کلام لقمان کے پند نامہ کا جواب ہے کتاب کے بیان پر جہم نہ کرے

جواب نامہ سعید بن قیس بن اشعث

فتن سعید اللہ بن عمر بن خطاب بن عمر بن خطاب



کو خدا آتا ہے متاثر ہو آپ کی روشنی پا ہوئے ہیں آپ کی ماریکاتم سے تھیلیاں پر مگنی ہیں اسکی موافقت دجائے آس باران کی طرح حلال و حرام کی مخالفت  
 دل و دیکھنے میں راجح ہے ایسے شخص کو میں کیا حبیب لگا سکتا ہوں اور کس زبان سے جڑا کر سکتا ہوں ہاں تار لنگوسن پیری رصاصہ کی لئے حور عثمان کا اتمام  
 لگا دنگا معاویہ کہا میں اس اب تو مطلب کی بات پر آگیا۔ ہماری اصلی غرض بھی یہی ہے اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے تو قتل عثمان کو علیؑ پر تہوید کیا تو ہمارا مطلب کل آنگا  
 عبد اللہؓ کیلئے کیا ہے یا کسی کیلئے کیا ہے اور معاویہؓ سے ہم دعا سے کہا تو اسے حور تارا اگر علیؑ کی تلو کا حور ہوتا تو ہم اسے پہنا نہ دیکھتے تو سن ہی رہا تھا دیکھ علیؑ کی  
 کیسی تو نہیں کرتا اور کس طرح سے اسکی سماعت و سادات اور علم کو بڑھا کر ہاں کرنا تھا عور کے کہا اسی معاویہؓ تو ہی علیؑ کے انساب دشمن اور اخلاق حسہ کا مسخر و خدائی قسم حبیب اللہ  
 نے کہا علیؑ ایسا ہی ہے بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ۔ ہم اس کا رد مایہ فریقہ اور اسکی لا حاصل ہو دارنا خیر ساماں پر مہر در ہو گئے ہیں اور ایسے شخص کو جس کی حد مت  
 سے سادات اموی حاصل ہوتی ہے چھوڑ دیا ہے یقین رکھ کہ ہم آخر کار ترسندہ ہو گئے۔ مگر اسوقت حکم ترسندگی کچھ سودمند ہوئی عبد اللہؓ نے بھی معاویہؓ اور عور  
 کی یہ باتیں سُن پائیں مہر گر گیا اچھا خطہ یہاں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد جناب رسالت مآب پر درود بھیجا پھر لوگوں کو سید و صحت کی اور ایسے حالات سناے  
 علیؑ اور عثمان کا ذکر آیا تو حور میں ہور ہا معاویہؓ سے جس امر کی درخواست کی تھی اسکی مست کچھ نہ کہا اور سر پر سے اُڑا کیا۔ معاویہؓ نے کہا کیا لوہ لے لے تھک گیا تھا  
 حور علیؑ و عثمان کے معاملہ میں کچھ نہ کہہ سکا عبد اللہؓ نے کہا مہر پچھوٹ لیا گوارا ہو کہ علیؑ کے خلاف قتل عثمان کی کوہی دونوں کو کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ  
 علیؑ عثمان سے کچھ صوفت یا عداوت نہ رکھتے تھے اور عثمان کے مارے جانے سے حور سے اس معاویہؓ نے عبد اللہؓ سے عذر خطا کے نام خط لکھا۔ مصلوب یہ تھا میں  
 عثمان کے بعد قریب میں سے کسی شخص کو جسکی لوگ خدمت و متابعت اختیار کریں تجھ سے بہتر نہیں سمجھتا۔ میں سے سب سے کہہ دو عثمان سے راجح تھا اسکے احوال پر تیر  
 کرتا تھا اور اس حادثہ کے موقع پر تو نے اس کی کچھ مدد نہ کی مجھے تیری اس بات سے بہت رنج ہے اب میں سنا ہوں کہ تو نے علیؑ سے مخالف اختیار کی ہے  
 میں تیرے اس فعل سے بہت حور ہوا ہوں۔ تو جانتا ہے کہ عثمان کو ظلم سے مار ڈالا میں اُس کی حور و حاسی کرو لگا اور تجھے حبیبہؓ ناؤ لگا میں اس ہم کی تکلیف زیادہ  
 تیرے ہی واسطے گوارا کرو لگا اور اگر خلافت کو تو اختیار کرے گا تو تیرے باپ کی طرح اس امر کو تمام لوگوں کی رائے پر مہر رکھو لگا اس بات کو سچ ہی سمجھنا اور عور  
 اگر ہماری امداد و اعانت کرنا اور حقد ر حلدی مکن ہو بیان شیخ حانادہ السلام یہ خط عبد اللہؓ کے پاس پہنچا تو یہ حکم جواب میں لکھا۔ معاویہؓ کو معلوم ہو کہ تیرا خط مہیا۔  
 اس باب میں کہ تو مجھے خط لکھا اسی اطاعت و متابعت کے لئے ملتا ہے تجھ سے بہت رنج ہوا اور تصور سرور ہوا ہے مجھے تیری اس غلطی پر بہت تعجب آتا ہے تیرا  
 یہ اندیشہ بھی دوسرے خیالات کی طرح عین حلا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں حضرت علیؑ کو چھوڑ کر تیرے پاس چلا آؤں گا اور تیری اطاعت اختیار کر دوں گا۔ انوس!  
 تیرا خیال بالکل باطل ہے یہ لکھنا کہ میں سے سب سے تو علیؑ کا مخالف ہے دوسری ٹری بھاری غلطی ہے تو اسی بات کو کہیں وجہ سے کہہ سکتا ہے کہاں سے اور  
 کس سے سا کہ میں حضرت علیؑ کا مخالف ہوں معاویہؓ میں آپ کی مخالفت کبھی اختیار نہ کروں گا۔ اسکی خلافت رصا کوئی قدم اٹھاؤں گا یا باں اور ہجرت و زوات  
 اور غزوات میں جو مدارج و مناصب اور حدوت جناب محمد مصطفیٰؐ صلعم میں جو شرف و امتیاز علیؑ مرتضیٰ کو حاصل ہیں بھماہ اور اکام میں سے کسی ایک کو بھی میں نہیں  
 تو غور ہی سمجھ گیا میں ایسے بزرگوار شخص سے روگردانی کرو لگا اور تجھ جیسے سے جس سے دیا کہ لئے دیں کو وخت کر دیا اور دنیاوی طمع و لالے واسطے سامانوں  
 پر جان دیے لگا ہوں بھٹیوں گا انوس! انوس! دیکھ تو یہی کتنا ثقات و واقع ہوا ہے تو اچھی حالت کو دیکھ پھر ایسی ہیودہ اور جھوٹی باتیں نہ لکھا۔ مجھے  
 حضرت علیؑ علیہ السلام کا دن بھسا نہ انہی اطاعت کے واسطے ملانا والسلام معاویہؓ نے عبد اللہؓ سے خطاب کا خط پڑھ کر سمجھ لیا کہ وہ میرا شریک حال نہ لگا اسکا  
 خیال چھوڑ دیا اور سعد و قاص کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ابی وقاص کو معلوم ہو کہ ابی شام شامیؓ گروہ تھا ابوں نے عثمان کے مرتبہ عالی اور کمال کے معلوم  
 ہونے کے سبب ان کے حقوق مد نظر رکھے اور دوسروں پر ترجیح دیکر ان کی خلافت و امامت پر راضی ہو گئے۔ طبع اور بربر جو تجھ جیسے تھے اور نہایت اچھے اور سلام  
 میں تجھ نے ذوات و زوات نہ رکھتے تھے طلب خور عثمان کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ماور و مہمانان جائزہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک حال ہو گئیں امید ہے کہ تو میری موافقت

نامہ نوشتہ بن حور عبد اللہ بن عمر الخطاب

نامہ نوشتہ سعد بن ابی وقاص

اختیار کر کے اس فعل کو عیسے طہور اور عاتقہ نے اچھا سمجھا تھا مہندر بھیگا اور میری اطاعت و متابعت اور یہاں پہنچنے میں جلدی کرے گا والسلام سعد وقاص  
 نے معاویہ کے اس حکم کو بڑھ کر جواب میں لکھا۔ معاویہ کو معلوم ہو کہ امیر المومنین عمرؓ نے مشورہ میں ایسی جماعت کو پیش کیا تھا جس سے ہر ایک حلاوت کی قابلیت رکھتا  
 تھا اور کسی ایک کو دوسرے پر کچھ زبردگی اور ترجیح نہ تھی لیکن یہ بات ضرور تھی کہ ان میں سے ہر ایک شخص متورہ کا تھی رکھتا تھا اور حضرت علیؑ کو وہ حق بھی حاصل تھا اور  
 جو وصیلتیں اور برائیاں آپ میں موجود تھیں ان میں سے کسی ایک میں بھی نہ تھیں۔ طہور اور میرا کر معیت نہ توڑتے اور مخالفت اختیار نہ کرتے تو ان کے حق میں بہتر  
 ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرے اور اس معاملہ میں جو کچھ عائشہ صدیقہؓ نے کیا انشاء اللہ خدا اُسے بھی معاف کر دے گا والسلام معاویہ سے ایک خط محمد بن  
 سلمہ الفزاری کے نام بھی لکھا مضمون یہ تھا۔ واضح ہو کہ میں تیرے پاس اپنے چاہیے بھیجا کہ تو میرے پاس اگر معیت اختیار کرے ملکہ درعیہ ہے کہ تو آگاہ ہو جاوے کہ  
 کسی معمول کو چھوڑ کر کس تنگ و تنہا میں مبتلا ہو گیا ہے تو انصاریوں کا سردار اور ان کی پشت پناہ ہے لیکن ایک یہ بات بھی ہے کہ تو نے حدیث حباب رسول خدا  
 صلعم کا ذکر کیا ہے اور تو اس سے ہیں بھر سکتا وہ حدیث تو یہ ہے کہ ایک ہی قتلہ کبوتر نماز ادا کرے والے لوگوں کو ان میں سے جگہ کرے سے روکنا اور مسیح کو چاہئے  
 حکم جہاں مصطفیٰ نے ایسا ارتداد و مایا تھا تو تجھے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو حوالہ قتلہ اور عثمان سے منکر آرا اور اُس کے قتل کا عزم بالجزم کے ہوئے تھے  
 روکنا اور ایسے افعال کے صادر کرے سے مار رکھنا لازم تھا لیکن میری قوم اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیغمبر کی گہوار ہوئی عثمان کا ساتھ چھوڑ دیا اور جو کچھ اُس کے  
 ساتھ کیا وہ کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھ سے اور اُن لوگوں سے جو اُن طلب کرے گا والسلام۔ محمد بن سلمہ الفزاری نے حوا میں لکھا واضح ہو کہ حباب رسول خدا  
 صلعم نے مجھے ان واقعات اور حادثات کی خبر دی ہے جو واقع ہوئے واسطے میں امین سے حادثہ عثمان کے دلوں میں کچھ واقعات اور قتلے نمایاں ہوئے۔ میں لوگوں  
 سے ملنا جہاں چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا تلواریں توڑ کر پھینکی دی اور گھر کے اندر ہو بیٹھا کہیو کہ مگر آئے گا کہ محمد میں بیک کاموں کی ہدایت اور رُسے فصول سے روکنے کی  
 قدرت نہیں ہے میرا اس تہائی اور گوشہ نشینی کا اختیار کرے والا میں ایک ہی شخص نہیں تھا ملکہ وہ لوگ بھی علیؑ کی اختیار کر کے گوشہ نشین ہو گئے جنہوں نے حضرت  
 کی رماں مبارک سے اسی قسم کے حالات سُنے رکھے تھے میں سمجھتا تھا کہ میرے ہاتھ یا زبان سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا اور یہ مسامحہ میری کوتاہی سے ہیں مٹ سکتا  
 اس سبب سے میں عثمان کی مدد کر سکا اس معاویہ تو نے جو فعل اختیار کیا ہے وہ شخص دنیا کے حادہ و مال کی طمع اور خواہش نفس کی پیروی سے کیا ہے اسکا اثر  
 یہ ہے کہ حقیقت امیر المومنین عثمانؓ نے عاقر ہو کر تجھ سے مدد طلب کی تھی تو نے مدد نہ کی۔ یہ حال سب کو معلوم ہے کہ اس وقت تو نے اُن کا ساتھ نہ دیا اور اب  
 امارت و حکومت کے واسطے طلب حون کا بہانہ نکالا ہے دیں کو مجھ سے دنیا چکا چاہ و مال کا طلبگار بنا ہے خدا کی قسم تو تیشیاں ہو گا مگر اس وقت جبکہ تیشیاں کو چھینا  
 نہ دیگی تیرا یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے نعمتوں میں سے الگ کر دیا اور تنگ و تنہا میں ڈال دیا ہے غلط ہے الحمد للہ میں اپنے حال پر برقرار ہوں کسی سکنا و ٹھکانہ  
 میں نہیں پڑا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں میرے واسطے روز بروز ترقی پ رہیں اور اُس کے انصاف ہر وقت شامل حال والسلام حقیقت معاویہ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے  
 من وقاص۔ محمد بن سلمہ کے حوالوں کو بڑھ کر بہت پتیا عمر و عاصؓ سے بھی ملاحت کی کہ میں کہتا تھا امین خطہ صحیح وہ تجھے نسخہ و دست جو اب دین گے تو نے  
 میرا کہنا سنا ایسی ہی رائے پر چلا آج ایسے کرے جواب دیا ہے اور وہ علیؑ بن ابی طالب کے زیادہ مطیع اور فرمانبردار اور دوست صادق بن گئے اور تجھے نجات  
 کے سوا اور کیا مانڈہ ہوگا۔ درست سمجھاتے اور بیک بخت نصیحتوں کو ملتے ہیں معاویہ نے عمر کی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا منادی کرادی کہ لوگ جامع مسجد  
 میں جمع ہوں جس سبب فراخ ہو گئے عمر پر ہتھیار چھوڑنا ماری تھانے کے اور حباب رسول خدا صلعم پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو تم غیب جانتے ہو کہ امیر المومنین  
 عثمان کو ظلم سے مارا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے ولی کی مدد کرے ظفر مند و باگیا کیا اسکا ارتداد ہے وَمَنْ قَتَلَ مَطْلُومًا فَقَدْ حَتَلْنَا لَوْلَا يَرْسُلُطًا مَا  
 ہے جسے کسی مظلوم کو مار ڈالا ہے اُس کے ولی کو غلہ عطا کیا ہے میں عثمان کا ولی ہوں کیونکہ اُس نے مجھے تمام کا امیر بنایا اور منزل نہیں کیا تم میرے  
 مطیع اور فرمانبردار ہو اتم سب حق پر ہوا اور جو تم سے علیحدہ ہیں وہ سب کے سب گنہگار اور باغی ہیں اور یہ عہد تھا جی ہے جس نے غلط وقت کرنا

نامہ صحیح بہ محمد بن سلمہ الانصاری

جواب محمد بن سلمہ الانصاری نامہ صحیح



کر دیا ہے۔ زیادہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کا ساتھ نہ دیا اور مدد نہ کی علیؑ نے جس سے زیادہ میں اور کیکو نہس ہیں سمجھتا۔ حلاوت اختیار کرنی ہے اور قتلان  
 عثمان کو اپنے ساتھ ملا کر فوج و اہم کی ہے اور قہر بر ملا کر چاہتا ہے اس شخص میں ہے کہ دار و سام ہو کہ ہم سے جنگ کرے میں اس کے مقابلہ پر مصر و شہر  
 سے کام لوگ انتہا پر یہ قصد ہوا جاتے ہیں کہ تمام کی حفاظت کرو اور علیؑ س اپنی طالب کا یہ ارادہ ہے کہ تمام کے علاوہ کو سے چھین لے تاکہ عراق اور شام دونوں ہائے  
 تصرف میں ہو جائیں اگرچہ عراق کے لوگ مع کہ آرائی میں بڑے بہادر ہیں مگر میں خوش ہوتا ہوں کہ مقابلہ کے وقت مصر و شہر میں تم اہل سے زیادہ نکلے تیار یان کر لو  
 کہ اس لشکر کے حملہ کے وقت حویلا آ رہے اور جنگ و صل میں بہت دیر ہے قوی دل ثابت ہو والا اور سلمی۔ ذوالکلاع حمیری اور حوثب و عظم نے کھڑے ہو کر  
 کہا اے معاویہ تمام عربوں کو معلوم ہے کہ ہم کام کرنے والے لوگ ہیں نہ لڑنے والے ہمارا اصل قول سے بڑھا ہوا ہے اور ہماری گفتگو بتا قلم انحال جب گھٹی ہوئی  
 ہے ہماری و ماہ واری اور دعوے کی سچائی تھی اس روز معلوم ہو جائیگی جبکہ میں صف جنگ میں تھا کہ کھڑا کرے گا اور میدان حرب و ضرب میں نکلے گا حکم دے گا  
 مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ خلافت کا لباس تیرے ہی حم پر ٹھیک آتا ہے یا اسکو یہ دیا ہے جسے تو اپنے لئے مقرر کرے گا معاویہ نے اس وقت اہل عباس کی طرف مطالبہ کر  
 کہا مجھے سے بیان کر دو کہ علیؑ الو طالب خلافت کے لئے مجھ سے کیوں ریزہ ہے اور کسوجہ سے مجھے نصیبت اور مرجع ہو سکتی ہے میں رسول خدا کا منشی ہوں میری  
 آپ کے گھر میں تھی میں عمر اور عثمان کی طرف سے شام کا عامل ہوں میرا اب الو سبیاں س حرب اور ایاں سہدہ دختر عتہ س رجبہ ہے اگر حمار اور عراق والے  
 علیؑ کی خلافت وصیت پر رضامند ہو گئے ہیں تو شام والوں نے مجھ سے بیعت کرنی ہے مجھ میں اور علیؑ میں دراجی لھاوت ہیں جبوقت و آدمی کسی ضرر کے لئے جھگڑتے  
 میں تو وہ غالب آئے والے کو ملتی ہے اس کے بعد معاویہ نے امیر المومنین علیؑ کی خیریت میں خط بھیجا جانا کا خدقہ و رات سنگانی اور اس مصری کا خط لکھا۔ اے علیؑ  
 اگر تو گرتے خلفاء کی سیرت پر چلتا اور انکا سالیہ دیدہ تیبہ اختیار کر کے ابھی جسے ترناؤ ترنا تو میں کبھی محال ہوتا۔ مطیع و ماہ و دار رہتا عثمان کے معاملہ میں  
 جو خطا واقع ہوئی ہے اس نے مجھ سے بیعت سے باز رکھا ہے اب سے پہلے خلافت کے احکام کے جاری کرے کے لئے اہل حجاز حاکم تھے مگر حقت سے انہوں  
 نے روگردانی کی اور امر حق کو بے سندہ رکھا تو وہ حکومت اہل تمام کو مل گئی اور امور حق کی تقدم اور ترانہ دی کا نفاذ اس سے علیحدہ ہو کر شامیوں سے تعلق  
 ہو گیا تیری محنت و طرح اہل بصرہ پر عاید ہوئی ہے مجھ پر نہیں ہوتی کیونکہ طلحہ و زبیر اور اہل بصرہ نے بیعت کرنی تھی اور شامیوں نے نہیں کی ہاں تیرے علم و صل اور  
 قرب و رات جناب مصطفیٰ سے کسی اہل اسلام کو انکار نہیں ہو سکتا فقط اسی بات ہے اور اس خطاب علیؑ نے قہر سے اس خط کو ڈیکر جواب تحریر فرمایا واضح ہو  
 میرے پاس اس شخص کا خط بھیجا جو گرداب منکالت میں ٹرا ہوا حواش نشانی کے دریا میں عوط کھارے ہے نہ اس کے پاس کوئی مادی ہے کہ گرا ہی سے نکالے  
 کہ کوئی کھینچ لینے والا ہے جو ہوا ہوس کی گھروں سے بجائے حرص و طمع نے اسے اپنی طرف ملا یا ہے اور اس نے اسے منظور کر لیا ہے۔ خواستہ کی کا تھ لے  
 بدایت کی آنکھیں سی دی ہیں اور وہ اسی میں خوش ہے بلکہ اس کا معاملہ عثمان میں جھلکا ہو گئی ہے اس کے سبب بیعت سے مارنا ہوں وہ خطا تیری ہی خطا ہے  
 کیونکہ عثمان کے معاملہ میں میں نے کوئی خطا نہیں کی میں ہا حریں میں سے ایک حص ہوں اور مسلمانوں کا ہر حال میں شریک اور حیر خواہ اور یہ امر ظاہر ہے کہ  
 ہا جو علم و حقیقت و معرفت والے لوگ ہیں جس کام میں کوئی حلالی اور گمراہی کی بات پائی جاتی ہے وہ اس کے طور پر ہیں ہوتے ہاں یہ لکھنا کہ اہل تمام حجاز  
 والوں پر حاکم ہیں شام کے قریشیوں میں ایسے دو شخصوں کو مقرر کر چکی بات مجلس شورعی میں قابل قبولیت اور ہا جو انصار کے ردیک لائق یقین ہو چکے وہ  
 کہیں کہ خلافت تیرے لئے جائز ہے۔ یا تو کہے تو میں حجاز کے قریشیوں میں سے ان مفتوں کے و آدمی میں کر دوں۔ طلحہ و زبیر اور اہل بصرہ اور شامیوں کے دریا  
 جو تفاوت بیان کیا ہے وہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ جب بیعت عام ہو گئی تو ہر کوئی شخص منشی اور جڑا ہیں رہ سکتا۔ حساب رسول خدا کی قرأت اور خدمت کے وسائل  
 کی سبب جو کچھ تحریر یا راز کر لیا ہے اس سے تیرا عقیدہ ظاہر ہے اگر تیرا پس چلتا اور مجھ سے ان فضیلتوں اور شرفوں کو ہٹا سکتا تو اس میں بھی ذرا کوتاہی  
 نہ کرتا والسلام۔ امیر المومنین کا یہ خط پڑھ کر معاویہ بھڑک اٹھا اور جواب میں لکھا اے علیؑ خدا سے ڈر۔ خدا کو چھوڑ دے عاصد عاصد سے کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اٹھا سکتا

نامہ سوریہ امیر المومنین

جواب نامہ سوریہ امیر المومنین

ایسی پہلی اسلام کی علامتوں کو ایسے رے کلمات سے نازل نہ کرنا اعمال کی قدر قیمت اور مصروفیت کی کوشش و تارگی احکام کار سے علاقہ رکھتی ہے اور حکم کا کوئی حق نہیں مانتی اسکا حق نہ ٹھہرا کیونکہ اسی طرح کرتا رہے گا تو اسکا حق نہ ٹھہرے گا اور تیرے اعمال میں نقصان واقع ہوگا تھے وہی ایک کام لازم تھے جو دین کی بنیادوں اور اسلامی قاعدوں کی مصبوطی کے مات میں کرتا رہتا تھا خلق خدا کی ایدار سامیوں حوں رزلیوں اور طرح طرح کی جساتوں اور دلیروں کے سب حوڑے کی ہیں اور کرتا رہے خدا سے ڈار سورۃ قل اعوذ برب الفلق یہ خدا سے حاصل ہونے کی ترارت کے لئے خدا سے یاہ مانگ اللہ تعالیٰ تیرے دلوں کو مکرے اور زیادہ توفیق ثواب عطا کرے کہ وہ یہ دعا قبول ہوگئی تو اس کی سعادت کا بہتر یہ حصہ مجھے ملے گا والسلام امیر المومنین علیؑ سے جواب میں لکھا عبد اللہ علی امیر المومنین کی طرف سے معاویہ بن صحر کو واضح ہو کہ تیرا خط وصول ہوا جو حواتین قلم سے لکائی تھیں ان سے کچھ تعجب اور حیرت ہیں ہونے کیونکہ وہ بھی تیرے انسی نص مائل صبی ہیں جو ظلم و تعدی کے ساتھ تولے تمام میں اختیار کر رکھا ہے۔ اگر تو وہ شخص ہوتا ہے میں اچھی طرح پہچان رکھا ہے اور تیری طبیعت کی اس میں کو جو خط و نصیحت کو قبول نہیں کرے دینی سکھوں نہ جانتا اور حجاب رسالت نام صلح سے تیرے حق میں حواتین سس دکھی ہیں وہ یاد رہی ہوتیں تو تجھے نصیحت کرتا اور سمجھاتا لیکن اس شخص کو نصیحت سے کیا ماندہ جو مستوجب عذاب الہی ہو چکا ہو۔ عذاب و عقوبت سے ڈرتا ہو حلفت کی ملامت کا حیاں نہ رکھتا ہو اور نہ ترم ہی اس ساتوں سے مانع آسکتی ہو۔ اسلئے میں نے تیری طرف سے توجہ اٹھائی ہے اور ملامت و نصیحت کرنی چھوڑ دی ہے کیونکہ تو اسی طرح مگر اسی اور حالت میں مبتلا ہو گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت تجھ کو تیرے سائنستہ اعمال کی سزا اور محمود کاموں کا مدد دے گا میں اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں اور حجاب محمد مصطفیٰ صلعم نے جو تیرے اور تیرے مال باپ کے حق میں دیا ہے وہ تجھے بھی معلوم ہے میں زیادہ نہیں لکھتا والسلام معاویہ نے پھر جواب لکھا گناہوں کی کثرت نے تیرے دل کو ڈھک لیا ہے اور دل کی روشنی پر پردہ پڑ گیا ہے تیری آنکھیں ڈھک گئی ہیں تیری بنیائی میں جمل آگیا ہے حرص اور لالچ تو تیری عادت ہی ہے اور جہنگلی تیری فوات اور جھلت میں داخل ہے اب مجھ میں اور تجھ میں جانے کلام باقی ہیں رہی۔ جنگ کے لئے تیار رہ دلوں کو حرب و ضرب کے لئے مصبوط کر لے ایسے ٹھکانے پر رہ اور اپنے آپ کو دیکھ اور اس شخص کے ٹیکہ پر تھک نہ ڈال جسکے حکم کے مقابلہ پر بہاڑ بھی ہمت ہلکا ہے یقین رکھ کہ تیری آرزو رآنی نامکس ہے تیری خواہش میں تیرے دل کو بڑی مصیبت میں ڈالے گی ظلم تجھ کو کچھ ماندہ نہ بختیگا اس کام کا احکام اور اس گفتگو کا نتیجہ وہی ہوگا جو تجھے بھی معلوم ہے اور عاقبت تقویوں کے واسطے ہے صحت علی نے اس حکم کا جواب اس طرح لکھا۔ عبد اللہ علی امیر المومنین کی طرف سے معاویہ بن صحر کو واضح ہو کہ سعادت اور بد بختی مقدر کی ہے اور نیکی و بدی مہر کرہ تو اصل میں بد بخت واقع ہوا ہے اسلئے حکم الہی تجھے سعادت حاصل کرے سے مانع ہے تیرے اور صلاحیت کے درمیان روک واقع ہے تو جو دعویٰ کرتا ہے کہ یہاں تیرے حکم کا ہم کیا نہیں ہو سکتا اور تیرا علم حق و مائل کو خدا کرے گا یہ بہت نری غلطی ہے تو صحر کا ثیاب العین منافق سخت دل اور ذہنی امور سے حامل اور بے عقل ہے تو مجھے ڈرائی ہے ڈرتا ہے اور حرب و ضرب سے خوف دلاتا ہے شاید تو مجھے بھول گیا ہے میں وہی ابو الحسن ہوں جس نے جنگ مدین میں تیرے دادا عتبہ تیرے چچا تیبہ تیرے چالو ولد اور تیرے بھائی حطلہ کو قتل کیا ہے اور وہی تلوار جسے راہ خدا میں ان لوگوں کا خون بہایا ہے میرے قبضہ میں ہے اور وہی روز بار و مجھ میں اب موجود ہے جو اس وقت تھا اگر تو یہ باتیں سچائی سے کہتا ہے اور نالائق دم پریدہ عمر خاص کے فریب یراں ہیں ہے اور خود کو بہادر اور سر لشکر سمجھتا اور جنگ کی بہت رکھتا ہے تو نہ کہ چھوڑا اور اگر سے باز اگر میدان جنگ میں لکل آگیا میں اور تو باجم جنگ آزمائی کریں۔ پھر تجھے معلوم ہو جائیگا کہ کثرت گناہ لے کس کے دل کو ڈھک رکھا ہے اور کس کی مائی اور عقل میں خلل آیا ہو معاویہ نے اس خط کے جواب میں لکھا تو خدا سے تجا ذکر کیا اور مگر اسی ذکرات میں بہت ٹھکانا۔ حش کا نیا عمار یا سر جو جو بڑھا دے تھے دتا ہے اور آتش صادر روشن کرتا ہے تو اس کے غور میں طالب جنگ ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اگر تیری موت نہ آتی ہوتی تو مجھے جنگ کا اندادہ نہ کہ توفیق جان کو تو اس جنگ میں زندہ نہ رہے گا انہی لکھتا دیکھ دار کے مال کا قرہ چھپکا اگر انہی تمام باتوں کو اختیار نہ کرے گا اور نہ کہ کسی اور سرکشی میں نہ کرتا رہیگا۔ تو بہت بہت سچی مصیبتوں میں مبتلا ہوگا اور تیری حالت ہی اسی ہے وہ تجھے گمراہ کرتی رہتی ہے تیرا خط مجھے منور کر رہا ہے اور ختم

نامہ توفیق حجاب امیر المومنین علیؑ

جواب امیر المومنین کا معاویہ

جواب معاویہ کا امیر المومنین

جواب امیر المومنین کا معاویہ

جواب معاویہ کا امیر المومنین



راہِ حق کی پہچان سے محروم تو نے کبھی کوئی کام اتفاق کے ساتھ نہیں کیا۔ نہ دینی امور میں درست اور سچی رائے دی اسی واسطے اچھی عاقبت اور نیک نتائج سے محروم رہ گیا ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ عاقبت متقی لوگوں کے واسطے ہے والسلام حضرت علیؑ جواب میں لکھا۔ عجلت اللہ علی امیر المومنین کی طرف سے مبارک ہو۔ صخر کو معلوم ہو کہ تو کا کار کا بنایا ہے تھے اسلام اور مسلمانوں کی کیا قدر تیرے سایہ و چھایا جو جہاں مصطفیٰ صلعم کے مکر رہے اور کفر و ضلالت نے انہیں اس حد تک اُٹا دیا کہ مخالفین پر آئے اور تلواریں کھینچ کر ان کے روبرو ہوئے انجام کار میں سے میں صخر کو بن انگلو کے اعمال کی سرداری اور ایک ہی لمحہ میں سلا دیا نہ وہ ایسی آورد ہی بچا سکے نہ میری تلوار ہی کو اپنے سے باز رکھ سکے تو ان کا حلف ہے اور وہ ٹرانا حلف ہے جو ہم کی آگ میں اپنے سرگوں کا پیر و سرور ﷺ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ لیسے اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرنا معاویہ نے حواریا جہاں تک ہو سکا ہے تو ضلالت کے مرکب کو سرستی کے میدان میں کودا رہا ہے۔ اور لڑائی سے بھاگتا ہے اور اسے دھمکانے کے لئے نیر کی طرح غواتا اور جنگ و جدل سے بچتا ہے خط لکھے وقت استقرار اگر ان اور صخر کو آرائی میں یہ سستی اور دیرالگراں جیلوں پہانوں سے مار کر صخر کو آرائی کے لئے لکھے تو دیکھئے کیسے کیسے نیک نیت صاف دل حوال صغیر جنگ سے لکھتے ہیں خدا کے راستے میں پیش قدمی کرے والے اور ایسے جس کے معاویہ کی ترانہ کو بھی پورا کرے والے حواریہ عجلت سے میرا حلف ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے تیرا ساتھ دیا اور تو اس طرح تاریکی و گمراہی اور سرکشی میں مبتلا رہا اور صخر کو جنگ میں لکھ لیا تو ان لوگوں کو جنگی میں سے تعزیریں کی ہیں ایسے مقابلہ پر دیکھ گیا اور اپنے دماغ میں معلوم ہوگا سال تیرے جبر سے یح حاجت کے اور تیرے غور سے محفوظ ہو جائیگا اور تھے تیرا انجام نظر آجائیگا وَلَقَدْ بَالَ اللَّهُ عَلَيْكَ رَقِيبًا فَقَطَّ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب میں لکھا۔ عجلت اللہ علی امیر المومنین کی طرف سے معاویہ صخر کو معلوم ہو کہ مجھے تیری مائل آرزوں ناممکن خواہشوں اور بے حقیقت اور نفاذ نہ ہوگا اس پر ذرا توجہ نہیں آتا کیونکہ میں تیرے عقل و فہم اور تیرے محسوس کو خوب اچھی طرح پہچانتا اور تیرے احکام کار کو جانتا ہوں میں صرف اسی صغیر سے تاخیر کر رہا ہوں کہ وہ ذلت آں نہیںے حکما مجھے اقرار ہے اور تھے انکار اور تیرا جو کچھ حال ہو رہا ہے گویا میں اُسے دیکھ رہا اور مستادہ کر رہا ہوں یعنی میں میدان جنگ میں لکھا ہوں اور واقعات سے کام لے رہا ہوں اور تو رات بھر روتا اور اس طرح جھنجھا جلاتا ہے جیسے بھاری بوجھ کے سچے لدا ہوا اوٹ اور میں صغیر جنگ سے تیری آوارش رہا ہوں کہ تو در در کچھ لگاتا ہے اسے ابن اکثم الاکثم ایسے جگر کھانہ والے کے لئے تو کب تک ان لئے لئے سیدھے تیروں۔ جھار شمشیروں۔ متواتر تیروں یہ درپے کی حراں جگر و زیتروں اور تیر تلواروں سے فواد کرتا اور روتا رہے گا اور اس طرف سے اس طرف سے فائدہ بھاگتا پھر گایا یہ امر راغزو و نازل ہونے والے ہیں اور یہ احکام الہی ہیں عظامہ رہنے کتاب الہی میں یہ حالات درج ہیں تم لوگ ان سے شکر ہو اور ان حدود پر ایمان نہیں لائے وَالسَّادِمُ کُلِّ حَسْبُ الشَّجْعِ الْهَدَايِ حَقِيقَتِ يَهْضُمُ مَعَاوِيَةَ کے پاس پہنچا اور مصنفوں سے قطع ہوا عمر عاص نے سوچ کر معاویہ سے کہا معاملہ طے ہو چکا تو علیؑ سے کہیں سخت سُنْتُ نامہ و پیام کے جائیگا تلخ باتیں کہنگا اور صحت جواب سے بیکجا آخر اسکی کوئی انتہا بھی ہوئی چاہئے۔ رخ کی قسم اگر شام کے تمام مشی بھی جمع ہو جائیگا کہ علیؑ اوطالب کی صاحت و بلاغت کا مقابلہ کریں تو برابر ہی مکر سکیں گے۔ نہ عبارت آرائی اور صاحت میں روبرو آئیگا علیؑ کو نہ بھولنا چاہئے اگر تو جنگ کرنا چاہتا ہے تو سارے سامان تیار کر لے اور اگر صلح کا ارادہ ہے تو اس کے سامان ہتیا کر کیونکہ خط پر خط لکھنے سے کوئی مطلب براری نہوگی۔

جواب امیر المومنین علیؑ کا معاویہ کو  
جواب معاویہ کا امیر المومنین علیؑ کو  
جواب امیر المومنین علیؑ کا معاویہ کو

## امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے معاویہ کا شام سے نکلنا

معاویہ نے عمر عاص کی یہ بات سن کر کہا تو یہ کہتا ہے کہ حد و کتابت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جنگ کی تیاری کرنی چاہئے۔ پھر مدنی کر کے پاس میں کو جمع کیا جب سب فراہم ہو گئے امیر المومنین علیؑ سے لڑنے کا قصد کر کے شام سے صفین کی طرف کیا تمام فوج سلاں جنگ سے آراستہ اور صخر کو آرائی پر تہی ہوئی تھی سرداروں کا حکم سرگرم گھڑوں پر جبکہ چاروں ہاتھ یا زوں سفید تھے سوار ہو کر عثمان کی تلوار حائل کئے ہوئے سب سے آگے چلتا تھا۔ دمشق سے ایک سرسبز آگے نکلتا تھا کیا

اور چاندنی ڈال دی کہ چھپے ہوئے آدمی بھی اگر تامل ہو جائیں جب سنا گئے معاویہ نے لشکر کا جائزہ لیا چوراسی ہزار سوار و پیادہ شمار میں اُسے محمد بن حنفیہ کو مہینہ کا سردار بنایا اور عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مہینہ کا مقدور لشکر اور ابوالاعلیٰ کو مقدور کیا اور ساقی پر ترس بارھا کہ معاویہ لشکر کو اس طرح پر مزید کر کے آگے بڑھا جب صفین کے مقام پر نازل ہوا ماہ محرم کے چہرے روز گذرے تھے حکم دیا کہ بجگڑتے تھے دیں رزم اور دینے ذات قریب ہے ایچکھ نیچے لگا دو غول ایچکھ بنیادیں ڈالیں اب بھی سرمت سے حق جتن لوگ چلے آ رہے تھے اور لشکر سامیہ میں شامل ہوتے جاتے تھے ہر ایک کی تعداد ایک لاکھ میں ہزار تھیں ایچکھ اب معاویہ نے جہاد امیر کثرت میں یہ اشعار کہیں **لَا تَخْشَعْنِي يَا عَلِيُّ عَابِدًا وَلَا وَرِدَنَ الْكُوفَةِ الْفَاطِمَةُ وَالْمُشْرِقُ وَالْعَالِدُ وَأَبَاكَ** **يَا عَامِلًا وَلَا قَائِدًا** **حَبَابِ** میر نے بھی جواب میں یہ اشعار پڑھ کر فرمائے **أَصْحَبْتُ دَاخِئِي تَمْتَعُوا بِالطَّلَادِ وَلَا وَرِدَنَ شَأْمَكَ الصَّوَاهِلُ** **أَصْحَبْتُ أَمْنَتِي يَا قَاتِلَ حَاهِلًا وَلَا وَرِدَنَ مِنْكُمْ الْكُوفَةُ الْهَلَاكُ** **تَسْعِينَ الْفَارِجًا وَكَابِدًا** **رُزْجُونُ السَّحَابِ وَالصَّوَاهِلُ** **يَا مُلْحِقَ رِيْلِ الْطَّلَادِ** **هَذَا لَكَ الْعَامُ وَعَامًا قَائِدًا** حضرت علی نے یہ شعر سن کر معاویہ کو لکھ کر لے کر صفین کے مقام پر پہنچا ہے معاویہ کو لکھ کر لے کر ان کی کفاح سردار اور امیر حاضر ہوں جب سنا گئے اپنے ممبر پر تیر لعل لیا کہ طبع خطبہ پڑھا اور حمد و ثناء الہی کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ پر درود بھیج کر کہا اے دوستو! گاہ ہر جا کہ معاویہ کو قیصر روم کی طرف سے بہت ڈانڈ لیتے تھے اس نے اس نام میں بہت بڑے جیلے بنانے کئے آخر قیصر کے پاس تحائف بھیج کر صلح کر لی اب لشکر لیکر صفین کے مقام پر آیا ہے اور مجھے جنگ کرنا چاہیے اس نے اس نام کے ارادے سے ہمارے پاس رجو گھمبھی سے تم بھی مردانہ دارم کر آؤ گے اس کا مقصد تھا کہ لوہے بھی یاد رکھو لگا کر ہے اس پر فتح یابی تو وہ ضرور قمر سے مدد طلب کرے گا اور اگر تم زعفران ہوا تو نہ عراق تھا ہمارے پاس چھوڑے گا وہ محار میں نے سنا ہے کہ معاویہ اس سام کو جنگ و حمل اور تباہی و تیر تزیج دیا اور تباہی نسبت ان کو زیادہ تات قدم اور ہمارے تصور کرتا ہے مگر اس کا یہ قول ماکل سلسلہ اور بے آل ہے کیونکہ وہ لوگ تباہ اور گمراہی میں مبتلا ہیں اور تم ہاجر و انصار و ہاجر حق پر قائم ہو۔ باطل حق کی ماری کیس کر سکتا ہے اب طالبوں کے خون بہانے کا وقت آں پہنچا ہے میں تم سے اس معاملہ میں سنو رہ لیا جاتا ہوں اور رہت بڑا مستور ہے جس شخص کی سمجھ میں حرات ساس وقت معلوم ہو بیان کرنے والا سلام جسے ہے عمار یا شکر لگا کر اسے امیر المومنین تمام خود دو کلاں اور ادنیٰ و اعلیٰ کو یہ بات بخبری معلوم ہے کہ لوگ آپ کی نصیحت کو نہ مانیں گے اور الاماعت و فرہار واری اختیار نہ کریں گے اور آپ نے بہت علم اُن لوگوں کے سمجھانے میں کوئی اور دو گنا تانت نہیں کیا۔ بار بار خط لکھے۔ تا حد بھیجے مگر وہ لوگ مال اور مرتبہ پر ایسے فرستے اور مغرور ہو رہے ہیں کہ کلمہ حق کو سن نہیں سکتے۔ مگر کفارانی کے سوا اب انکا کوئی علاج نہیں۔ ہر حال ٹرائی ہوگی اسلئے حضور جبقہ رحمدی آگے بڑھیں ہر جہاد اچھا ہے کہ کیونکہ آج اچھا دل ہے جسوقت یہ فوجیں آپ کے سایہ دولت اور کباب مسادت میں رہ کر قریب جایا بھیجی تو ایک دفعہ نصیحت فرما کر اچھی معیت اور تاملت کا حکم دیجئے گا اگر وہ ایسی ایک سختی سمجھ کر آپ کا فرمان قبول کر لیں گے سعید بن جابر نے گے درسا ہی اسی ضلالت و جہالت اور اندیشہ باطل پر مصر رہے اور جنگ ہی کے خواست گار ہوئے تو ہم بھی ان سے جنگ کر گئے اور جہانک فکس ہو گا سخت کوشش و سعی اور تاب و تہمتی کو اختیار کر گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حرس بہتر حکم ہے ہم میں ان میں فیصلہ واد کیا۔ اس کے بعد ہر ایک سردار فوج لے کھڑے ہو کر اسی قسم کی گھڑکی قیس بن سعد جہاد نے بھی اٹھ کر عرس کیا ہے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب سے کہہ کر ان کے بڑھیں اور ہم تم قند وادادہ سے بغیر کسی تشویش اور سوچ کے اس گروہ سے جنگ کریں مگر جبقہ رحمدی مکن ہو غول دل کھول کر ٹپیں ہم ان سے جنگ کرنے کو روکیوں ترکوں اور دیلیوں کے جہاد سے بھی زیادہ اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ یہ دین کے منافی اور ظالم ہیں اور اللہ کو حق سمجھتے اور جنت میں اور رسول خدا کے دوستوں سے ذرا داسی باتوں پر بگڑ پٹھتے اور حبناک ہو کر انہیں ایذا پہنچاتے ہیں ہاتھ میں اور تہمتیں ڈالتے ہیں مگر انہیں نہ بکھرتے اور ان کے مال و اسباب کی لوٹ کو حلال سمجھتے ہیں۔ یہاں بن حنیف انصاری نے کہا اے امیر المومنین ہم سب ہر ایک امر میں آپ کے شریک حلال اور محکوم ہیں اور آپ ہی کی فرما واری تعمیل احکام میں ہم اپنی سادت واریں سمجھتے ہیں آپ جس سے جنگ کرے گا حکم دین گے ہم اس سے



لڑیں گے اور جس سے صلح کا ارشاد فرمائیں گے اس سے ملکر ٹھیکے صورت آپ ہمیں طلب کریں گے ہم حاضر ہو جائیں گے اور جس خدمت رماور ہو گے اس کے لیے پورا کرے کے لئے نورا کرے کس لینے جب تک رقت حال ماتی ہے ہم آپ کے مطیع و فرماں دار ہیں آپ کے دائرہ احکام سے در ادم باہر رکھیں گے **۱** ایک سو صدق کم مکیم در ہوائے توبہ تا دامنہ حیدر مرعہ اعلیٰ میجوار زخم پہنچے آب کی محبت میں اگر مرعہ اعلیٰ حیدر کی طرح مجھے ایک ایک دانہ کرے سے تو میرا عقدا و خورار بھی کم نہ ہوگا۔ پھر ریدن صوحان جمعی نے کہا ان لوگوں سے جنگ کرنا مکمل حلال ہے ذرا بھی تسک و تشہد کی بات نہیں جس کے سبب در کھائے مجھے پورا انیس ہے کہ خطہ وقت کی مخالفت کرے دے کر وہ سے ڈرا جائز ہے پھر ان حاسیان ظلم کے دمع کرے اور شیطانی گروہ کے قتل اور ان لوگوں کی ہلاکت میں کیوں دیر کی جائے جو دین اور اسلام سے کچھ ہرہ نہیں رکھتے فنا و نفاق کے مافی ظلم و سرکشی کے خورک میں نہ ہمارے نہیں نہ انصار تالعیں میں یہ سیکو کاراب اس معرکہ آرائی میں جلدی کرنی چاہیے اگر زیادہ دیر لگائی جائے گی تو سخت نقصان ہوگا۔ ہر روز ان کی جمعیت ٹھنہتی جائے گی اور سبقت ہلاکت ملے گی زیادہ سامان ہیم ہینچا کر مضبوط و مستحکم ہو جائیں گے پھر ان کا دھمکہ مکمل ہو جائیگا اور وہی مثل صادق آئے گی کہ آج کا کام کل پر ڈالا تھا **۲** مخالفان تو موران مدد مار شندہ برادر از سر مو راں مار گشتہ و مار مدہ امانتاں میں مٹیں تو درکار بر سر کار ڈا شندہ دار درکار یاد مار۔ یعنی تیرے دشمن چوٹے چھوٹے تھے اب سب بگڑے۔ ان سانپ سے ہوئے جو بڑے ہو گئے بھیجا نکال ڈال۔ انہیں زیادہ ہلاکت دے اور زیادہ دیر لگا کیونکہ سب زیادہ عرصہ تک زندہ رکھنا تو دشمنان کے لیے سبب ہے پھر الوریب بن عون نے کہا اگر ہم حق پر ہیں تو یا علی آپ کو حق تعالیٰ کی درگاہ سے پورا صلہ ملے گا اور آپ کو حق کا گاہ میں کہ اس معاملہ کا سراسر اجماع تھا اختیار سے باہر نہیں ہوا ہے آپ نے ہمیں تمام کیطون ٹھنہ اور معادیہ سے جنگ کرنا حکم دیا۔ ہم حسب الحکم کر لیتے ہو کر سفر کر کے یہاں تک آئے اور آپ کی دوستی اور معادیہ کی دشمنی پر جس سے ایک زمانہ اچھی طرح واقف ہے ہم مکمل ثابت عدم ہیں اب اس کے اور ہمارے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہیں رہا ہے آپ جانتے ہی ہیں کہ ان مسرلوں کے ملے کرے سے نفس آپ کی دوستی و الفت اور آپ کے دشمنوں کی عداوت و مخالفت مقصود ہے تاکہ آخرت کا تواں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و معرت نصیب ہو۔ اے امیر المومنین ہم جس طریق پر ہیں وہ سبھا راستہ ہے اور جس راستہ پر دشمن پڑا ہوا ہے وہ مائل ہے اور اگر اسی سے راستہ ہے۔ آپ نے دیکھا ناں اے الوریب ہمارا طریق حق ہے اور ہمارا شیوہ سچائی ہے اگر تو نے ہمارے دوستی اور محبت کے سبب اس گروہ سے دشمنی و عداوت اختیار کی ہے اور ہماری و ماننداری اور موافقت کا دم بھرا ہے تو اسکا اجر صانع نہ ہوگا بلکہ اسکا پھل نہایت نیک ملے گا اور راجح و معرت و سعادت عظیم حاصل ہوگی اے ابو ذئب تجھے خوشخبری ہو کہ تو ادلیا اللہ میں سے ایک دلی ہوگا جو روضہ صوان میں حکم یا نیگا اور طاعت الہی کی رحمت گاہ میں سبر و رخصت سے مستفیض ہوگا۔ پھر عبداللہ بن مدیل خراسی نے اٹھ کر کہا اگر اہل تمام کو رسامدی حق حل شدہ مطلوب ہوتی اور جس ماس کی رسامدی کے لئے جنگ کرنا چاہتے تو ہم سے کبھی نہ ڈرتے نہ ہماری مخالف اختیار کرتے رہتے کہ انہیں سے ہر شخص نے دیواری مال متاع و سکرت پالیا ہے اب ڈرتے ہیں کہ مبادا یہ دولت یکا یک ہاتھ سے جاتی رہے دوسرے ہماری طرف سے ایسے دلوں میں پڑنا ناگیمہ بھی رکھتے ہیں ان دوسروں سے ڈرا جاتے ہیں کہ ان کے پاس جو دولت دنیا ہے وہ ان کے قبضہ میں رہے اور دوسرے محس ہو تو ہم سے ملا لیکر دل ٹھنڈا کریں اور ہماری طرف سے حکومت دوسرے اختیار رکھی ہے اسے مٹائیں۔ اے لوگو معادیہ مرکز امیر المومنین علی علیہ السلام کی بیعت اختیار نہ کرے گا نہ زیر ذراں ہو کر رہے گا کیونکہ آپ نے جنگ و دریں اس کے بھائی خالو دادا اور اسکی ماں کے چچا کو قتل کیا ہے خدا کی قسم میرا خیال یہ ہے کہ اگر معادیہ کے سر کو شمشیر سے اور پسلیوں کو آہنی گرز سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کہیں کہ علی کی بیعت اختیار کرے گا تو اس عذاب سے سزا یا نیگات بھی بین نہ کرے گا اور اس شدت کی تکلیف کو جھیلنا منظور کرے گا تمام حاضران محض نے متفق اللہ علیہ اے عبداللہ تو سچ کہتا ہے ٹھیک یہی بات ہے اس کے بعد جبرن عدی اور عمر بن الحسن خراسی نے کھڑے ہو کر اہل تمام سے نفرت ظاہر کی اور انہیں لعنت بھیجی امیر المومنین نے لعنت کرے سے منع فرمایا انہوں نے کہا اے امیر المومنین ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر آپ نے فرمایا یہ درست ہے کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور وہ باطل دھمکے پر ہیں انہوں نے کہا پھر کیا سب کہ آپ ہمیں باطل لوگوں پر لعن و لعن بھیجے سے منع فرماتے ہیں آپ نے ارشاد کیا کہ

میں نہیں چاہتا تھا یہی رانوں میں سے لسن و شتم کے کلمے لکھیں اگرچہ اُن کے رُے افعال اور گناہوں کا نتیجہ ہے لیکن مسلمانوں کے اخلاق سے اور جو صاحبِ لب و لہجہ کی دانت سے لعیدے کو مکہ اُن سے رائی اور مدی کا مہر و ہین ہوتا مجھے وہ شخص زیادہ عزیز ہے جو دعا مانگے اور اللہ تعالیٰ سے ملتی ہو کہ انہیں راہِ راست دکھائے اور تمہارے اور اُن کے درمیان صلح و صفائی کر دے جس سے طریق کی حل رری ہوئے پائے اگر تم اس ڈھنگ پر چلو تو بہت اچھا ہے ابھی امیر المومنین کی نصیحت کو قبول کر لیا۔ عمر بن اُمّیہ نے کہا اے امیر المومنین میں نے آپ سے اسوجہ سے بیعت نہیں کی کہ مجھ میں اور آپ میں رشتہ داری کا تعلق ہے یا مجھے آپ کی دانت سے کسی مال با احسان کی آرزو ہے نہ میں کسی عورت و مرتہ کا خواستہ مند ہوں کہ اس بیعت کرنے سے میرے مروجہ ملکہ میں آپ کی اطاعت کو دو متی حصلتوں اور تن زنگوں کے سب سے عزت اقدس میں موجود ہیں ایسے لئے جس میں سمجھتا ہوں دونوں حصلتیں علم و شجاعت ہیں جس میں حساب رسالت تاب کے بعد ہر کوئی تجھ سے برابر نہیں کر سکتا اور تین شرف ہیں ایک جہاں رسول خدا کا تعویذ اعلیٰ و سراسر آسمان سے قربت قریبہ تیسرا اسلام میں سب سے پیر تیرا حاصل ہونا اگر مجھے کسی اسے کام کا حکم دیا جائے حسین آپ کے دوستوں کی رسامندی اور آپ کے دوستوں کی خرابی تصور ہو تو سرحدِ مستحکم بیاڑوں کو بھی اکھاڑ پھینکا پڑے تب بھی محض آپ کی خوشنودی کے خیال سے نہایت ہی بہن اور آسان کام معامد ہو گا اور آپ کے اُن حقوق کی ادائیگی کے مقابل جو میری گزوں پر واجب ہیں ہزاروں سے ایک اور ہمتوں میں سے تھوڑا سا ہی سمجھو گا۔ امیر المومنین اسکی اہ باتوں سے خوش ہوئے اور وعادی اللہ صبور و صلیہ ما لتع و ہذا دالی صلیہ المستقیم یحیٰ اے خاتون کے دیکو یہ سرکاری سے رتس فرما دیں راہِ راست کی ہدایت کر۔ پھر کہا اسے عمر کاش سری لوح میں تجھ جیسے سوا آدمی ہوتے۔ پھر حجر بن عدی نے کہا اے امیر المومنین آپ کے لشکر میں کسے سب ہی حیر خواہ ہاں تا ہیں اور سب کی پی تہا ہے کہ آپ کے قدموں پر سر قرباں کر دیں اور آپ کے ہم کار ہر درجہ شہادت حاصل کریں اب مصلحت یہ ہے کہ نعرہ جوئی لشکر آراستہ کر کے بہت جلدی خرچائی کر دی جائے۔ امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے اپنے عاملوں اور نائبوں کو فرمان بھیجا کہ ملک تمام پر چڑھائی کر لے اور جادو سے قصد جنگ رکھے کی اطلاع دی اور سب کو حکم دیا کہ محنت حاضر فرما ہوں عبداللہ بن عباس بصرہ سے۔

حیف بن سلیمان اصفہان سے سعد بن وہب سہدان سے اور اسی طرح اور نائب و عامل بھی ایسے ایسے علاقوں سے پہلے دریلے آئے شروع ہوئے رجب بصرہ میں حشیم مال علاقہ سے چار ہزار مسلح و مکمل سواروں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ فراہمی لوح کے بعد امیر المومنین علیؑ نے خطبہ پڑھا اور سب کو کول کو شام پر چڑھائی کرنے اور معاویہ سے لڑنے کی ترغیب دلائی جس نے بدل و جاں منظور کیا اور بعض نے اس معاملہ سے کراہت ظاہر کی آپ نے قلیہ باہلی کے ایک گروہ کو بلا کر کہا میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے دشمنی رکھتے ہو اور میں بھی تمہیں دوست نہیں سمجھتا۔ ایا دیا ہوا ہے اور اور جہاں چاہے چلے جاؤ اخف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین ہم تو آپ کو عزیز رکھتے ہیں آپ کے دوستوں کو دوست اور آپ کے دشمنوں کو دشمن سمجھتے ہیں ہمارا یہی مقصد ہے اور اسی پر قائم ہیں گے ظاہر و باطن اور سختی و راحت میں آپ سے علیحدہ نہیں گے۔ مارا تو ہر صفت کہ داری بہ دل کم کم ر دوست داری۔ آپ مجھے جتنی چاہیں رکھیں مگر دل سے آپ کی محبت کم نہ ہوگی امیر المومنین نے دعا خیر دیکر وایا کہ منادی کو دواؤ لشکر کو سادہ کوچ کے نخیل ہیں قیام کرے اور اسی جگہ سب لوگ فراہم ہو جائیں مالک بن حبیب ربیع کو حکم دیا کہ لشکر کو ترتیب دے اور ہر شخص کو اس کی جائے مناسب پر لٹائے۔

نہ عمر اسھاری کو بلا کر کوہ میں ایسا نائب قرار دیا پھر و چون کا جائزہ لیا کل سوار و پیادہ لڑتے ہزار تھے اُن کے بعد آپ بھی و چون سوار ہوئے اور اُن کے پیادہ ویرانہ فوج کو ہم کاب لیکر روانہ ہوئے۔ سعید بن جبیر بیان کرتا ہے کہ اس روز امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کے لشکر میں آٹھ سوا ہزار اور کوسواں لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دخت کے نیچے جناب رسول خدا صلیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور اسی اُن شخصوں میں سے تھے جہاں جنگ ہو رہی تھی آخرت کا ساتھ دیا تھا اور اسی آدمی رسول خدا صلیہ وسلم کے صحابی موجود تھے۔ عبداللہ بن ابی بللیہ کہتا ہے کہ اُس دن جب امیر المومنین علیؑ



علیہ السلام کیندرت میں موجود تھے اور جنگ صفین میں ہم کابار کثرت یافتہ یا نبی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اولیں قرنی رضی اللہ عنہ کا قصہ  
 اس طرح منقول ہے کہ لوگوں نے ایں قرنی کا حال دریافت کیا عبد اللہ نے کہا وہ ایک بہت بڑے زرنگ کا بیٹا تھا۔ ذہن قوت سے عبادت اور طاعت میں شراعت  
 یا یہ تابعین کا ستراج تھا اور میں نے جہاں مصطفیٰ کو ایسے اصحاب اور دوستوں سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک شخص ایں قرنی نام  
 پیدا ہوگا۔ بروز قیامت اُسے شفاعت کا درجہ نصیب ہوگا۔ رجحہ اور لہر کے قبیلوں کی آبادی تھے گھنگاروں کو سختو ایک اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کا  
 یہ درجہ ہوگا کہ کیسے اہم کام کے لئے وہ خدا کو قسم دلائیگا تب بھی خدا انکی قسم کو پورا کر لیا میرے بعد جب تم اُس سے ملو میرا سلام پہنچانا امیر المومنین علیؑ  
 پوچھا یا رسول ہم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو اُسے لیکھا آئے فرمایا عمر بن خطاب اور تم جب اُس سے ملو تو میرا سلام کہنا اور ایسے لئے دعا خیر جانا  
 حضرت علیؑ نے پوچھا کس علامت سے اسے پہچان سکے میں آپ نے ارشاد کیا بھیر جیسی آنکھوں والا اور دو پر اسے کپڑے پہنے ہوئے ہوگا حلقہ کو دیکھے  
 دکھا لے والا ہوگا نہ کسی کا آئینہ۔ لوگ اُسے پہچانتے ہوں گے۔ لوگ اسکی موجودگی اور پہچاننے کو کیاں سمجھتے ہوں گے۔ ایسے جیسے ایک کبوتر اسکی تلاش  
 ہونگی اور اُس کے آنے سے کوئی خوش ہوگا لوگ اس کے سلام کا جواب بھی دیتے ہوں گے۔ عبد اللہ بیان کرتا ہے کہ جیوت ہے جہاں رسول خدا صلعم کی  
 زبان مبارک سے اُس کی سست حالات سنئے تھے ایوت سے اُس کی خبر و خبر کے سلاستی اور جواب دہ تھے۔ جب عمر کی خلافت کے زمانہ میں کچھ اہل کوفہ کسی  
 کام کے لئے عمر کے پاس آئے تو عمر نے دریافت کیا تمہارے ہاں ایک میں کا باترہ ایں قرنی نام ہے تم میں سے کوئی اسے جاسا پہچانتا ہے یا نہیں ان میں سے  
 ایک شخص نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں قبیلہ رن کا ایک شخص ہے اور ایں نام۔ ایک گننام سا شخص ہے کوئی اسکی طرف خیال بھی نہیں کر سکا بلکہ اگر آدمی اسے  
 دیکھ کر ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں۔ عمر نے کہا حضرت مصطفیٰؐ نے ہمیں اسکی حالات سے مطلع کیا ہے وہ اسی زرنگ ڈھنگ کا آدمی ہوگا مرض مرض میں مبتلا ہوگا  
 وہ خدا سے انہی تدرستی کی دعا مانگے گا اور اللہ تعالیٰ اسکی دعا کو قبول فرما کر تھافتیگا اگر وہ کسی کام کے لئے خدا کو قسم دے گا تو خدا اسکی قسم کو پورا کرے گا  
 اور بروز قیامت اسکی شفاعت سے قبیلہ رن کے دھرم کی مردم شماری تھے گھنگار عداوت و درخ سے رٹنی پائیں گے اہل کوفہ ایں قرنی کی نسبت عمر کی زانی  
 ان فضیلتوں کو سکر خاموش ہو رہے مگر دل میں یاد رکھا صاحب کوفہ میں دالیں آئے تو ایں کو بہت دوست رکھنے لگے اسکی غوث رآر کرتے ہر وقت اُس کے  
 پاس آتے جاتے سلام کرتے اور طالب دعا ہوتے اور اسے پوچھا اس سے پیچھے تم مجھے سمجھا کرتے اور جواب سلام دیتے تھے اہ کیا ہوا حو طالب دعا ہوتے ہو  
 انہوں نے جواب میں اسکی نسبت عمر سے سی بخشن بیان کر دیں ایں اس خبر سے خوش ہوا اور انہیں دعا خیر دی اُس کے بعد وہاں سے واپس ہو گیا پھر کسی  
 نے کوفہ میں نہ پایا۔ عمر ہمیشہ اسکی حر کو چھتا رہتا تھا پہاٹک کہ دس برس گزر گئے۔ امیر المومنین عمرؓ کے واسطے حرم میں آئے ہوئے تھے اور وہاں ہر  
 گروہ کے آدمی جمع تھے اُن سے ایں کا حال پوچھا ایک قرنی شخص نے کہا میں نے سنا ہے آپ اکثر ایں کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ عمر نے جتنے کے سوا حو ایں  
 کہتے ہیں اور کوئی شخص ہم میں اس نام سے نہیں پکارا جاتا سگر وہ اس درجہ کا شخص ہیں جسے امیر المومنین ہر وقت یاد فرماتے رہتے ہوں کیونکہ وہ غیر متہور و متکبر  
 اُس سے زیادہ حقیر اور گننام کوئی دوسرا شخص ہوگا۔ عمر نے کہا اسے شیخ تیرا چھٹیا کہاں ہے اُس نے کہا اسی جگہ ہمارے ساتھ موجود ہے اسوقت ہمارے خند  
 اونٹ جنگل میں لٹکیا ہے جہاں پیلے کے درختوں کا ٹھڈ ہے۔ وہاں چار بھرا ہوگا۔ عمر امیر المومنین علیؑ فرما سوار ہو کر پیلے کے ٹھڈ کے پاس گئے تو دیکھا  
 کہ دو اونٹنی کپڑے پہنے ہوئے پیلے کے درختوں تلے ہایت ہی توجہ اور شوق و ذوق سے غار پر چڑھ رہے۔ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا اگر دنیا میں ایں قرنی  
 ہے تو یہی شخص ہو سکتا ہے جو اس زرنگ ڈھنگ سے مصروف عبادت خدا ہے ورنہ زیادہ پاس ہو کر اُس کے پاس پہنچے اُس نے انہیں دیکھ کر قرارے ہا و حرم  
 کر دی اور تہجد کے لئے بھیک سلام پھیرا اُن دونوں زرنگاروں نے اُسے بڑھ کر فرمایا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اوس نے جواب میں کہا۔  
 علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عمر نے کہا میں تمہارا نام بیان کر رہا ہوں اس نے کہا اللہ کا بندہ ہوں اور اُس کے بندہ کا غلام اور

برنی از احوال سیدنا باجین اولین قرنیؑ

اسکے خدو شکار کا مٹا۔ پھر نے کہا ہاں زمیں و آسمان کے درمیان جو کوئی ہے اس کا بندہ ہے لیکن ہم اس نام نہاد کو کہا تھے اؤس کہتے ہیں امیر المومنین علیؑ دیا  
 اچھا اگر اس مطلب پر اہوا۔ مہر مانی فرما کر کپڑے کو مائیں جانب سے اٹھا لیں گے کہا اس بات سے ایک کا مدعا کیا ہے۔ امیر المومنین علیؑ نے کہا رسول خدا صلی  
 علیہ وسلم میں تمہارے حال سے مطلع کیا اور تعریف کی ہے اس میں سے تہین و لیا ہی یا رسول خدا نے مجھے تمہاری ایک نشانی بھی بتائی ہے کہ مائیں پیویر ایک  
 سفید داغ دیا یا درم کے برابر ہو گا میں چاہتا ہوں کہ اس سفیدی کو دیکھوں اؤس نے ایسے مائیں شاہیر سے کپڑا کر لیا دو لوں بزرگوں نے جانا بھٹے  
 کے ارتداد کے مطابق اس سفیدی کو ملاحظہ کیا۔ پھر لوسہ دیکر رونے لگا کہا جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیا تھا کہ جب اؤس سے ملو میرا سلام کہنا اور ایسے  
 حق میں اؤس سے دعا خیر طلب کرنا۔ اور جواب ماری تھانے سے ایسی بخشش کی دعا چاہنا اب جسے رسول خدا کا سلام پہنچا دیا ہے اور درخواست کرتے ہیں کہ  
 ہمارے حق میں دعا خیر بخشش مانگو جناب مصطفیٰ نے تمہارے حق میں فرمایا ہے کہ قنات کے دل اتنے گہکاروں کی شفاعت کی اجازت ہوگی تھے وسیع  
 اور صبر کے قبیلوں کے لوگ ہیں اؤس حضرت علیؑ سے یہ مات شکر ناز ناز دیا اور کہا **سودا چیرم ہمدہ اکس نہ منم** کہ دوسرا جس فتوے کا بیان یعنی  
 مجھے ایسا عت خیال کیوں کرنا چاہئے میں وہ شخص نہیں ہو سکتا جسے دیا میں ایسی بڑی فتح ہوئے تک حضرت مصطفیٰ نے کسی اور اؤس کے حق میں ایسا  
 دیا یا ہو گا۔ امیر المومنین علیؑ نے کہا ہمیں اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ جس اؤس کے حق میں جناب رسول خدا نے یہ دیا اور سلام کہا ہے وہ اؤس تم ہی ہو اور  
 وہ تمہارے سوا اور کوئی اؤس نہیں۔ مہر مانی فرما کر چارے لے دیا تھے اؤس نے کہا میری یہ عادت نہیں کہ انی دعا ایک دو ہی شخصوں پر محدود رکھوں میں کائنات  
 دن تمام بر بکر کے مومنوں اور مومنات کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ مائیں تم بناؤ کہ تم دونوں کوں بر گوار ہو امیر المومنین علیؑ نے کہا یہ شخص عمر بن خطابؓ ہے اور میں علیؑ  
 ان انی طالب ہوں اؤس انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اٹھ کر سلام کیا اور مر حاکا۔ پھر دونوں سے انگلیں مرکب کر لیا آخر مجھ جیسا حقیر گنگا اور متلائے عظمت  
 شخص تم جیسے دو آدمیوں کے حق میں حوزہ دار تقویٰ اور جہاد و جلال اور کثرت عبادت و طاعت میں مرتبہ عالی رکھنے میں کیا دعا کر سکتا ہے اور جانا بھاری دعا  
 سے تمہارے واسطے کس جز کو طلب کر سکتا ہے کیونکہ ہر طرح غرق و عبادت اور بجات آخرت کے سامان اللہ تعالیٰ نے کرامت فرما رکھے ہیں۔ میری کیا مجال کہ  
 تمہارے لئے کچھ دعا کر دیا کرتی ہوں کہ حال بھی لاسکوں انہوں نے کہا ان باتوں کو جانے دو اور میں ایسی طرف احتیاج محمد مجھ اور دعا کر دے کہ ہم انہیں کہیں اسکے  
 بعد اؤس نے اچھا اٹھا کر سمیت آسمان ملنے کے اور یہ دعا مانگی **اللھم انھل ہذا بن یث کر ان اٹھا کچھنا کخی فیک و قد رادنی فاکھیر لھما و اھلھما**  
**فی شفاعتہ لکھما محمد علیہ السلام** امیر المومنین علیؑ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کل بھی تمہارے پاس اگر کچھ دیتا تمہاری صحبت سے فائدہ اٹھا میں نے کہا  
 سبحان اللہ تم کس خیال میں بیڑے ہو یاد رکھو کہ یہ دنیا بے غانی بڑی بے دعا ہے اُن سے مت سے الوداع اور اقبال مند بادشاہوں کو متلائے زمان کیا اور  
 اکثر نامور سرداروں کو نیچا دکھایا ہے۔ جو شخص آج کی زندگی کی امید کرتا ہے وہ کل کی حیات کی بھی امید کر سکتا ہے اور جو شخص کل کی زندگی کا بھروسہ کرتا ہے  
 وہ ایک منجھت کا بھی بھروسہ کر سکتا ہے اور ایک پہلنے کی امید حیات رکھنے والا ایک برس کی بھی امید باندھ سکتا ہے اور ہمیں تنگ نہیں کہ وہ اپنی مراد کو نہ پانچا  
 اور جو شخص اس فریب دینے والی دنیا کو ترک کر دے گا اور اؤس کی بے حقیقت اشیاء کا آرزو مند ہو گا بلکہ اپنی ہمت کو صحت نیکی اور پاک رہنے والی چیزوں  
 متعلق رکھیں گا وہ اسی دنیا میں اپنی مرادیں پانچا اور جو وہ ظان۔ تھروہ الدلان۔ تھرن اور روضت تمام مقام کے میوے اور جس سب کچھ حاصل ہو جائے  
 اس قسم کی اور بھی چند نصیحت آمر باتیں کہیں اور نصیحت کر کے سلام کیا اور چلنا دلائے دیکھتے رہے یہاں تک کہ ان کی نگاہیں سے غائب ہو گیا اسکے  
 بعد حضرت عمرؓ کی خبر کے چارے اور شخص سے دریافت کرتے تھے مگر کسی نے کچھ نہ بتایا۔ ان شخص علاموں نے جنہوں نے دیکھا تھا کچھ بیان کیا  
 انقصہ حبوت امیر المومنین علیؑ سے کہ لہارہ جنگ سادہ بن ابی نیخان جانب شام روانہ ہوئے قبول حرم بن حسان اؤس نے اؤس ترقی کو دیکھا کہ اؤس  
 کچھ مدت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور آب و سکے آنے سے بہت شادمان ہوئے سر جاکر اؤس کی مراد ان کی اؤس حضرت کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ جنگ



صفین میں تہجد ہو گئے رحمتہ اللہ علیہ اب امیر المومنین علیؑ نے حلیہ پڑھ کر دوستوں اور دیگر اشخاص کو شام ریڑھ چائی کرے اور تاسیوں سے لڑنے کی ترغیب و تحریص دلائی اور فرمایا اے مسلمانو! دین اور سنت کے دشمنوں اور شیطانی گروہوں سے لڑنے میں حلیہ کرو گنہگاروں اور باغیوں اور ہابروالہا کے قاتلوں کے قتل میں محبت احسان کرو۔ تمام لوگوں نے آپ کے ارشاد کو منظور کیا اور ہر کاب ہو کر روانہ ہوئے کوہ کے بل کو عبور کر کے ابوسیرہ کی مسجد کے مقام پر اترے۔ نازداد کی پھر وہاں سے کوچ کر کے ابو موسیٰ کے دیر کی طرف جو کوہ سے دو درنگ پر تھا ٹھہرے وہاں بھی ناز پڑھی اور مارے فاختہ ہو کر امیر المومنینؑ نے تسبیح پڑھی سبحان من لو تعالیٰ اللیل والیہا من لو تعالیٰ اللیل پھر وہاں سے روانہ ہو کر سرسین طے کرتے ہوئے سرسین مال میں پہنچے آپ نے اے گھوڑے کو تیز رفتار کیا اور لشکر کو بھی حکم دیا کہ اس سرسین سے بجلت گزرا جس کیونکہ یہاں دلدل ہوگی اور نہایت سے آدمی اس میں رمد گور ہو جائے گا لشکر بھی چلے میں حلیہ کی اس جگہ سے گزر کر قیام فرمایا۔ ناز پھر پڑھ کر پھر سوار ہوئے اور جلتے جلتے زمیں کو بلا پگڑ ہو کر دیاے فرات کے کنارے پر پہنچ کر حیدر کی روں کے درختوں کو جو وہاں موجود تھے ملاحظہ کیا پھر عبداللہ بن عباس سے پوچھا تو اس مقام کو جانتا ہے کہ کون جگہ ہے اس سے عرض کی میں نہیں جانتا آپ نے فرمایا اگر تو واقع ہو جائے کہ یہ کونسی جگہ ہے تو بے اختیار روئے گا۔ پھر جو واسطہ روئے کہ آنسوؤں سے ریتیں مبارک تر ہو گئی پھر فرمایا آہ مجھے آل انبیاء سے کیا پالا گیا ہے اس کے بعد حضرت حسینؑ کو بلا یا اور کہا اے فرزند صبر! اور دیکھ کہ تیرا بیاں آل ابوسفیاء سے کیسے مددے اٹھا رہا ہے کل کو تو بھی اُن کے ظلم سہکا۔ پھر سوار ہو کر کچھ دیر تک زمین کو بلا میں ادھر ادھر پھرتے رہے گویا کسی گستاخہ چیز کو دھونڈ رہے ہیں پھر اتر پڑے پانی طلب کر کے دھو کیا اور کھڑے ہو کر حیدر گت نازداد گئیں۔ لشکر بھی زمین غنیوا پر دریاے فرات کے کنارے اتر پڑا اسکے بعد آب قدرے سو رہے تھوڑی ہی دیر بعد اس طرح سدیا ہوئے جیسے کوئی کسی سے ڈر گیا ہو۔ عبداللہ بن عباس کو بلا کر کہا میں نے عجب خواب دیکھا ہے اُس نے کہا فرمائیے وہ کیا خواب ہے امیر المومنینؑ نے فرمایا میں ابھی ذرا سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ سعید جہری والے آدمی تلواریں لٹکائے اور سعید علم ناقصوں میں لے آسمان سے اتر رہے ہیں اس سرسین پر ابھولے خط کھینچا ہے پھر کیا دکھتا ہوں کہ یہ کچھ روں کے درخت انہی شاخوں کو میں پر دے دے مار رہے ہیں اور ایک تندرہ غزن کا دریا بہ رہا ہے۔ اور میرا فرزند حسینؑ اس دریا میں کھڑا فرما کر رہا ہے کوئی اسکی فرما دو کہ نہیں سنتا وہ مدد مانگتا ہے اور کوئی اسکی مدد نہیں کرتا اسے میں وہی سفید چہرے والے آدمی جو آسمان سے اترے تھے یہ منادی کرتے اور کہتے ہوئے نظر آئے کہ اے آل رسول صبر کرو اور آگاہ رہو کہ غم بدترین محلات کے ماتھے ہے مارے جاؤ گے۔ اسے حسینؑ ابھی تیری آرزو مند ہے۔ پھر میرے پاس آکر پرہیز دیتے ہیں اور کہتے ہیں اے ابوالحسنؑ کچھ خوش خبری ہو کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت تیری آنکھوں کو تیرے فرزند حسینؑ کے دیدار سے روش کرے گا میں یہ خواب دیکھ ہی رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی اُس خدا کی قسم جسکے فضل میں علیؑ کی جاں ہے کہ جس طرح میں نے یہ خواب دیکھا ہے اس طرح مجھ سے صادق القول البواقع صلوات اللہ علیہ نے بیان فرمایا تھا کہ اس وقت دشت کو بلا میں تو ایسا خواب دیکھے گا جگہ باغیوں سے لڑنے کے لئے جاتے وقت وہاں سے گزر ہو گا یہ وہی زمین کو بلا ہے جہاں میرے فرزند حسینؑ اور اسکے دوستوں اور فاطمہؑ دختر رسول خداؐ کی اولاد میں سے ایک جماعت کو ذوق کرینگے یہ جگہ بڑی مشہور ہے جسے اہل آسمان کو بلا کہتے ہیں اسی جگہ سے نہایت کے دن ایسے آدمی اُٹھیں گے جنہیں بڑے حساب و کتاب داخل بہشت کریں گے پھر فرمایا اے عبداللہؑ اس جگہ ہرگز کے بٹنے کی جگہ تلاش کر اسکا بیان ہے کہ میں کچھ دیر تک دھونڈتا رہا آخر کھانا کے پٹنے کی جگہ دیکھی اور امیر المومنینؑ کی خدمت میں واپس آکر عرض کی کہ ہرگز کی خواب گاہ مل گئی ہے۔ مجھ سے اس خبر کو نیکو فرمایا اللہ اکبر جناب رسول خداؐ نے صبح فرمایا تھا۔ پھر حکم دیا کہ جلدی چلے اور اسجگہ پہنچ کر ہرگز کی سنگینوں میں ایک سخی بھری اور بونگھا۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ ان سنگینوں کی گنگ ٹھنی عفران تھا اور ان میں سے رشک کی سی خوشبو آتی تھی امیر المومنینؑ نے فرمایا ان جناب رسول خداؐ نے ایسا ہی ارشاد کیا تھا۔ پھر ارجحاً اے عبداللہؑ مجھے بھی اس حال کی کیفیت معلوم ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں فرمایا کہ ایک شخص





کہ میں آپ سے بہتر سرکردہ نہ لگا۔ امیر المومنین نے واپس ارادے سے کیا فائدہ یہ تو تھی اور اظہار میں آنے والا واقعہ ہے **ح** حکم اور مقتدر کے  
 رسیج شایخ و ابرہم خاک نامحلہ کہ تشریف لے گئے۔ یحییٰ بن خثیمہ کی خاک سے لیکر شترسی کے مقام آسمان تک ایک تہ بھی حکم الہی اور نیر سراج سے علیحدہ نہیں  
 ہو سکتا کہ لامرہ لقصائہ ولا معصت لحدیث۔ العرض امیر المومنین علی علیہ السلام اور لشکر کے صحرائے کرام سے کوچ کیا اور جیتے جیتے مدائن کے سامان تہا بھی  
 گروہ آئے اور حاجتیں طلب کرے تھے جناب امیر بھی اس پر طعنے نہ دیتے تھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر اس مقام پر پہنچے اور قیام کیا جہاں کسے کے محل اور  
 دیوان خاص سے ہوئے تھے آپ کے لشکر کا ایک جوان حریر بن بہم بن طریف تھی ان مکانات کی سرکوں کلاں عالیہ ان اور حکم تعمرات وسیع ماعات حوضوں بہرہ  
 اور دلکش سرگاہوں کو دیکھ کر ازراہ عبرت بطور میل بہ تعریضاً حوت الزیاد علی مکان دیکارہ صحر فکا تاکہ ان کے کوٹھلی و مینہ حوت علی نے  
 اس کی آواز سنی اور فرمایا ان درو دیار و اتسار و انہار کے نظارہ کے وقت اگر اس شعر کی بجائے قرآن شریف کی یہ آیہ سارکہ پڑھتا تو نہایت سورتا۔  
 کثر کو من جنات و حیون و ذر سور و مقام کریم و یحی کا لو فیہا کالہی کذلک و اوتہا ہا احرین فاما لکت علیہم السماء و  
 الارض و ما کاو مضطربین ان ہو کاو کاو اوزین فاصبحوا مؤمنون و تنہ کسے اور اس کے عزیز و اقارب اور خدوم و خشم وہ لوگ تھے جنہیں اللہ  
 تعالیٰ نے طرح طرح کی نعمتیں اور قسم قسم کے سامان خاص کرامت دے دی تھے۔ ہر دن اور عطیات غلطے سے دوسروں سے ممتاز کیا تھا انہوں نے ان  
 بخششوں کی قدر نہ جانی تنگداری سے مہنہ موڑا اللہ تعالیٰ نے بھی اسے وہ نعمتیں کم کر دیں یہاں تک کہ بڑے بڑے املاک اور سامانوں کے وارث بے کے  
 بچہ نیت و ماہر ہو گئے اور وہ محل و مکانات اور جائیدادیں دوسروں کے لئے چھوڑ گئے یا در کھنا چاہتے کہ تنگداری سے نعمت بس زری ہوتی ہے ناشکری اور  
 گنہگاری انسان کو مبتلائے عذاب و ہلاکت کرتی ہے امیر المومنین نے یہ کلمہ حکم دیا کہ سفر کرین پھر منزل انبار میں قیام کیا مائدہ گاہ انبار سے نہایت عمدہ طور سے  
 استقبال کیا اور دروازہ کے زلفہ اور سامان رسد لانے اور معقول سامان پیش کیا آپ نے یوحیا کہ یہ اسباب اور سامان طعام کس لئے لائے ہو انہوں نے کہا  
 ہمارا معمول ہے کہ امیروں اور سرگروں کی خدمت میں اسی قسم کی چیزیں پیش کرتے اور طعام اور تحائف مزیں دیتے ہیں اسی سبب ہی حضور کے پاس لیکر آئے  
 ہیں آپ نے فرمایا میں اس شرط سے اس اسباب کو قبول کرتا ہوں کہ اسکی قیمت تمہارے محصول سے وضع کروں اور اس کھانے کی قیمت نقد دے دوں۔  
 انہوں نے کہا کھانے کی قیمت لینا ہمارے لئے سبکی کی بات ہے اگر آپ جہاں کے طور پر قبول نہیں فرماتے تو آپ کے لشکر میں ہمارے بہت سے دوست ہیں اجازت  
 دیجائے کہ ان کے پاس بھیجا دیں۔ صحت نے فرمایا اس امر کی اجازت ہے کہ کھانا بھیج کر اپنے دوستوں کی خاطر تواضع کرو میں اس بات سے منع نہیں کرتا  
 لیکن میرا کوئی خدمت گار تم سے کچھ شے تھوڑی یا بہت طلب کرے تو مجھے ضرور اطلاع کر دینا۔ نقد لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے انبار میں دور قیام  
 کیا تیسرے دن روانہ ہوئے انار راہ میں صحرائے بے آب واقع ہوا لشکر نے پانی ساتھ نہ لیا تھا یا اس سے تیاب ہو گئے۔ دور سے ایک صومعہ یعنی آتش  
 پرستوں کا عبادت گاہ نظر آیا صحت گھوڑا بڑھا کر وہاں پہنچے ایک راہب صومعہ میں رہتا تھا آواز دیکر اسے بلایا اس نے بالائے بام سے سر نکال کر جواب  
 دیا آپ نے یوحیا یہاں پانی کس جگہ ہے گا ہمارا لشکر پیاسا ہے۔ اسے کہا میرے واسطے بھی دو فرسنگ فاصلہ سے پانی آئے ہے اس جگہ سے قریب تر پانی کی اور  
 کوئی جگہ مجھے معلوم نہیں صحت امیر المومنین نے پھر اس سے کچھ کہہ کر گھوڑا بڑھا کر کچھ دور گئے اور ایک جگہ پر ٹھہر کر کچھ سوچا اور گھوڑے کو اس زمین کے  
 گرد و اوجھر پھیر کر دیکھا کہ کھودو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پانی بہت نزدیک موجود ہے لوگوں نے تھوڑا ہی سا کھودا تھا کہ ایک گول تھوڑی کڑیاں حبیب آباد دیکھا گیا  
 سات اور تھوڑا کھودا سو سے طبع کیا ہوا صحت حکم دیا کہ اس تھوڑے کھودے کو اس کی گڑ سے لایا آب یہاں کھانہ فرما کر گھوڑے سے اتر کر اور تھوڑے قریب کھڑے ہو کر  
 منہ کو پیش دی اور کچھ بڑھا کر دوسرا شخص نہ سن سکا اس کے بعد مدت مبارک اس تھوڑے کھودے کو اس کے گڑ سے لایا آب یہاں کھانہ فرما کر گھوڑے سے اتر کر اور تھوڑے قریب کھڑے ہو کر  
 ایسا عمدہ صاف تیریں اور خوشگوار پانی نکلا کہ پہلے کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ لوگوں نے آواز نہ سنی تھی اور اس چشمہ میں سے پانی یا تھوڑوں اور چاروں

کوئی یا یا امیر المؤمنین سے حکم دیا کہ شکلیں بھر لو اور یہاں سے یانی ہمراہ لے لو۔ ماما آگے بھی بانی موجود ہو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ماموں میں سے کوئی  
 ہم آیا اور دونوں مکتوبوں سے اس شخص کو اٹھا کر حمیر رکھ دیا اور فرمایا کہ اس رشتی ڈال کر صیانت کیا گیا ہے ہمارا کردار و لغوہ سوار ہو کر چلے اور منزل پر پہنچا کر  
 خراب اور قلیل یا یا حکم دیا کہ کچھ لوگ واپس جا کر اسی جتہ کا یا یا لائیں کچھ سوار کئے اور اس صومعہ کے پاس اس جتہ کو بہت تلاش کیا کہیں یہ یا یا راہب کے پاس  
 نیچے اور یو جی صومعہ کے قریب والا جتہ جہاں سے امیر المؤمنین نے پانی نکالا اور تمام لشکرے یا تھا کہاں ہے راہب نے کہا میں نہیں جانتا مگر اس قدر سننا ہوا ہے  
 کہ اس صومعہ کے قریب عمو و یانی کا ایک جتہ ہے جسے جتہ حوالہ ہے اور اس جتہ کے یانی سے اس صومعہ کو قسم کیا ہے لیکن میں اس قدر عرصہ سے یہاں رہتا ہوں  
 کبھی اس جتہ کو نہیں دیکھا۔ اس یہ بھی سنا ہے کہ اس جتہ کا پانی شتر پیچہ دل اور اس کے اوصیائے یابا ہے اور پیچہ راہب کے وصی کے سوا اور کوئی شخص اس  
 جتہ کا یا یا نہیں نکال سکا ان لوگوں نے اس جتہ کو ہر چند تلاش کیا نہ پایا واپس کر حساب امیر کج خدمت میں راہب کا قتل عرض کیا آپ نے یہ حال سکر کچھ فرمایا  
 بھر اس منزل سے بھی کوچ کیا اور مقام بہت میں اترے اور وہاں سے چل کر اس منزل پر جسے اظہار کہتے ہیں قیام فرمایا یہاں ابھی تک تھی۔ آپ کے حکم سے  
 یہاں ایک مسجد بنائی گئی جو عرصہ دراز تک قائم رہی کہتے ہیں کہ اتنا بھی اسکے آثار موجود ہیں اسکے بعد دریائے فرات سے گزر کر علاقہ درش میں بلاد جریہ  
 تک سفر کیا وہاں سے بہت رقم رُح کیا اور موضع علیچ پر پہنچے جہاں ایک ٹوڑیا تھا امیر المؤمنین نے اس دریا کے کنارے قیام فرمایا۔ قریب ہی ایک صومعہ  
 تھا جس میں ایک راہب تھا تھا یہ دیکھ کر امیر المؤمنین نے وہاں قیام فرمایا اسے حدیث اقدس میں حاضر ہوا وہ جس کی مذہب رکھتا تھا اب امیر المؤمنین کے ہاتھ  
 سے مسلمان ہوا آپ نے اس پر ٹہری ہوائی و مانی اس نے کہا میرے پاس ایک کتاب ہے جسے حضرت عیسیٰ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی بتاتے ہیں اگر حکم ہو تو حاضر کروں  
 آپ نے فرمایا لائیں دیکھو لگاؤ جاکر ایک کتاب اٹھا لایا بہت ہی پرانی تھی قریب تھا کہ ناقابلِ قرأت ہو جاتی امیر المؤمنین نے اس کتاب کو لیکر بوسہ دیا اور بغور  
 ملاحظہ فرمایا پھر اسی راہب کو دیکر کہا پڑھا میں کیا لکھا ہے راہب نے کس قدر پڑھا لکھا تھا **الحمد لله الذی هدانا لهذا الذی کنا منہ غافلون** اللہ تعالیٰ نے جو کرا تھا کیا اور  
 جو کچھ حکم دیا تھا دیا اور کچھ واقعات ظہور میں لائے تھے لایا مگر نام ابور میں سے ایک یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک آدمی پیغمبر فرمایا میں بھیگا کہ وہ دنیا کے لوگوں  
 کو کتاب خدا اور نیکی کی تعلیم کرے گا اور سب کو راہ راہ دکھائے گا وہ پیغمبر بنائیت حلیم اور رحیم ہو گا بخدا در سخت دل نہ ہو گا نہ زیاد کرے گا نہ بھندہ آوار سے ہو لیکر  
 بدی کا بدلہ بدی سے نہ لیکر ملکہ معاف کرے گا اور اہل خطا سے دگدگ کرے گا۔ اس کی امت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیاں کرتے ہوئے اور ہر وقت اور ہر حالت  
 میں خدا کو یاد کرتے اور راہ پر اس کے نام کی تسبیح جاری رکھتے ہوئے اور خدا سے جل جلالہ کی نعمتوں کے بڑھکر شکر گزار ہو گئے جو شخص اس پیغمبر سے دشمنی اور  
 عداوت رکھتا وہ ذلیل خواہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ تمام دشمنوں پر ظفر و منور فرمائے گا اس پیغمبر کی وفات پانے اور حوا رحمت الہی میں جا بیٹھنے کے بعد امت میں اختلاف  
 واقع ہو گا چند سال الٹی لوگوں میں خلافت رہے گی پھر ایک مرد اسی امت میں سے ایک دفعہ اس دریا کو عبور کرے گا جسکی عادت و صفت یہ ہو گی کہ ایک کاموں کی  
 ہدایت اور بڑے کاموں سے منع کرے گا ہر کام کا خلقت کو حق کی طرف رجوع کرے گا شرف و زلف لے گا دیادی مال و دولت کو حق جانے گا وہ دنیا کو اس سے بھی زیادہ  
 خوشی کے ساتھ ترک کرے گا جیسا کوئی یا یا ساریج کو خوش ہو کر قیام ہے وہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے والا اور ظاہر و باطن میں ادا و ذواہی الہی پر عمل درآمد رکھنے  
 والا ہو گا لوگوں کو کتاب رانیاں کرنا اسے حق راستہ سے باز نہ رکھیں گا جو شخص اس پیغمبر کو دیکھے ایمان لے آئے گی نہ کہ جو شخص اس پر ایمان لے آئے گا اس سے خدا تعالیٰ  
 ہو گا اور بہت کرامت کرے گا اور جو شخص اس کی امت میں سے اس شخص سے ملے جو اس دریا کو عبور کرے گا تو لازم ہے کہ اس کی مدد کرے کہ یہ ایک آدمی  
 پیغمبر ہو گا اور جو شخص اسکے ہمراہ ہو کر دشمنوں سے جنگ کرے گا وہ مارا جائے گا وہ جہد ہو گا۔ اس کے بعد راہب نے عرض کی میں آپ کے ہمراہ ہوں گا ابھی  
 جہاد ہو گا ظاہر و باطن سختی و شدت میں آپ کا ساتھ دوں گا **مصرعہ** از تو نترم جدا گر باشند ہم پہنچے میں آپ سے جدا ہو گا ہر حال میں ہاں کر لیں  
 امیر المؤمنین نے راہب کی یہ باتیں سن کر اور اپنے حواری کی تمنا دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے نام کو اپنے لوگوں کی کتاب میں شامل فرمایا

قصہ راہب و پادشاں جتہ تاب از بکات امیر المؤمنین علی



مجھے برگزیدہ اور یکا لوگوں میں شمار کیا ہے اُس کے بعد آپؑ وہاں سے بھی کوچ کیا وہاں سب بھی ہمراہ ہو لیا کسی وقت آپؑ سے علیؑ ہوتا تھا کھانا بھی آپؑ ہی کے ساتھ کھاتا یہاں تک کہ صبح کے مقام پر بھیجے اور وہ وہاں تہید ہو گیا۔ امیر المومنینؑ کے حکم سے اُسے تہیدوں میں سے تلاش کرنے لگا۔ اسرار پر چکر دین کیا اور حیرت علیؑ نے فر کے سرے کھڑے ہو کر اُس کی بخشش کی دعا مانگی اور کہا یہ ہمارا دوست ہے۔ غرض چلے جتنے مقام رفتہ رہے یہاں کے باشندے عثمانؓ کو ستار اور حاریر کے خیر خواہ تھے امیر المومنینؑ علیؑ علیہ السلام کو ایسی طرف تشریف لاتے دکھ کر قلعہ بند ہو بیٹھے آپؑ نے دریائے دات رستہ کارا مارا اور حیا دنی ڈال دی۔ پھر معاریہ کو اس مصلوں کا خط لکھا۔ عبداللہ علیؑ امیر المومنینؑ کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو قرآن تشریف پر ایمان لائے ہیں کلام الہی کی تفسیر اور تائیل سے آگاہ ہوئے ہیں علم فقہ سیکھا۔ سنت اور فرض شرعی امور سے واقفیت حاصل کی ہے اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی خصیات کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے اور اُن کے حالات بیان فرمائے ہیں تم اسوقت میں مصطفیٰ صلعم کے دشمن تھے قرآن پر ایمان نہ لائے تھے مسلمانوں کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ نے جناب مصطفیٰ کو مغرور و منصور کیا مسلمان دلی رغبت سے ایمان لائے اور دین اسلام میں بڑے درجے حاصل کئے جس شخص میں عقل موجود ہے وہ واجب بھیجے گا کہ حضرت مصطفیٰ کے حقوق کو بھیجے اور قدر کرے اور ایسی حد سے آگے قدم نہ لگائے اے معاویہ تو جانتا ہے کہ خلافت کے لئے تمام شخصوں میں سے وہی آدمی بہتر اور لائق تر ہے جو جناب مصطفیٰ کا زیادہ قریبی اور رستہ دار ہو کتاب الہی کو زیادہ اچھی طرح سمجھتا ہو دینی شریعت اور اسلامی طریقوں سے واقف تر ہو اور سب سے بہتر مسلمان ہو اور خدا کے راستہ میں سب سے زیادہ جہاد کئے ہوں اے معاویہ جس خدا کی طرف سب لوگوں کو لٹ کر رہا ہے اُس سے ڈرتی اور کو ماطل سے نہ ڈھک۔ اور یاد رکھ کہ وہی خدا کے بندے سب سے بہتر ہیں جو حق ماطل میں تیار نہ رکھتے ہیں میں علی ابن ابی طالبؑ تمہیں کتاب الہی اور سنت رسالتؐ یا ہی کی طرف بلاتا ہوں اگر میرا کہنا سنو گے راہ راست پر آؤ گے اور دونوں جہان کی سعادت پاؤ گے اور اگر میری بات نہ مانو گے حالت دگرہی میں پڑ کر ہلاک ہو جاؤ گے والسلام علی من اتبع الهدی معاویہ نے جواب میں لکھا۔ واضح ہو کہ حسد کے دس حصے کئے گئے ہیں اُن میں سے نو حصے تجھ میں شامل ہیں۔ اور ایک حصہ تمام جہاں کے لوگوں میں کیونکہ مصطفیٰ کے بعد جو شخص حلیف مقرر ہوا اور حلی کی امانت پر تمام ہاجر و انصار نے اتفاق کر لیا تو اسے اس بھی حسد کیا اور ایسی خصیت دربر ہی ظاہر کرنی چاہی ہم تیرے قول فعل اور جملہ حرکات و سکنات سے حسد کے آثار ملاحظہ کرتے ہیں اور تو حرص کی نگاہوں سے دیکھتا رہا ہے جو تو خلیفہ کی بیعت کرنی چاہتے تھے تجھے اس طرح بیعت کے لئے بھیج کر لائے ہیں جس طرح کھانگے ہوئے ارٹ کی مہار کر کر کھینچے لاتے ہیں اور وہ بعالم محموری آتا ہے تو نے کبھی جوشی سے بیعت نہیں کی حیرت و احوال بھی مگر عثمانؓ کے حق میں جو تو نے ارادہ کیا تھا وہ تجھے نہ بھولا ہو گا اور اسکی زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ایسی خدا کی قسم جس کے سوا دوسرا خدا نہیں کہ ہم غل عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتے اور اُس کے قاتلوں کو خشکی یا سمدر ہی میں کیجھا دیں ہوں گرفتار کر کے ہلاک کرینگے ہم اس ام میں سہی کریں گے اور ایسی جانوں کے جاتے رہے سے بھی کچھ اندیشہ نہ کریں امیر المومنینؑ نے جواب میں لکھا تیرا حلیہ بیجا پڑھا ہے مضمون معلوم ہوا حسد کی نسبت جو کچھ لکھا ہے محض مجھ پر ثبت لگائی ہے۔ سعاد اللہ میں نے وہاں کسی ہی حسد نہیں کیا۔ متہم کردہ مرا جتہ نہ از جو من کا ملے حسد باید نہ تا حال حلال میں نہ بدیدہ تیر میں ہے باندہ یعنی تو نے مجھے حسد سے متہم کیا ہے مجھ جیسے کامل شخص کو حسد نہیں ہو سکتا میرے جلال اور حال دیکھنے کے لئے تیر لڑا کھ چلے اور تیری آنکھیں اس قابل نہیں۔ حلیہ سے بیعت کرنے میں جو میں نے تاخیر کی اس کا سبب یہ تھا کہ جناب مصطفیٰ کی وفات کے بعد جبکہ ہاجر و انصار میں مخالفت پیدا ہوئی اور ہر ایک گروہ نے چاہا کہ علیہ ہم میں سے ہوا در تزلزل نے کہا کہ حضرت ہم میں سے تھے خلیفہ بھی ہم میں سے ہونا چاہئے تو سے اس بات کو تسلیم کر لیا تھا پس ہم اہل بیت رسالتؐ خلافت کے لئے سب سے زیادہ مستحق و دراز ہوتے عثمانؓ کا معاملہ یہ ہے جو کچھ اُس کی ذات سے وقوع میں آیا اور جو امور کتاب الہی اور سنت نبویؐ کے خلاف اُس سے سرزد ہوئے تو جو دلائل سے آگاہ ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کے قتل میں میرا کچھ دخل نہ تھا اور عثمانؓ کے قاتلوں کا تذکرہ حلیہ تو لکھتا ہے کہ میں اُن کے پڑنے میں لکڑی کر دگا وہ خود تیری ہی بخشش میں گئے ہوئے ہیں اگر تو اس مخالفت اور دشمنی سے باز نہ آئیگا اور ایسی

نامہ امیر المومنین علیؑ

جواب موجود نامہ امیر المومنینؑ

جواب نامہ موجود از امیر المومنین علیؑ

طرح گمراہی اور جہالت میں مبتلا رہے گا تو عقرب تو انہیں اس طرح دیکھے گا حسیا دیکھے گا حق ہے۔ حقیقت لوگوں نے ان کی خلافت پر حجت کی تھی۔  
 تیرا اب الوعیان میرے پاس آیا تھا اور کہے لگا کہ تم ان کو متحدہ کے لئے کی نیت اور خلافت کے زیادہ حقدار و سزاوار ہو میں تمہارا میں دہ دگار ہونگا اور جو شخص  
 تمہارا طرفدار ہو کر کچھ لوٹے گا یا مخالفت ظاہر کرے گا میں اسے سانے سے ہٹا دوں گا اس طرح سے ان کو متحدہ کا مٹا ہٹ جائیگا اور خلافت تمہیں دلوادوں لگا میں منظور  
 کیا اور حلیہ میں مسلمانوں سے اتفاق کر لیا تھا میں یہ چاہتا تھا کہ وہ طول کیڑے اور امت مصطفیٰ صلعم میں جنگ و جدال واقع ہو ترابا اس بات کو دل و جان سے کہتا تھا  
 اگر تو بھی ایسے مایہ کی طرح سراشی بچاے گا تو سعادت اور ایسی اصلاح حاصل کرے گا۔ اور اگر انکار و مخالفت اختیار کرے گا تو میں بھی آیا اور تیرا احباب و دو لگا  
 و السلام۔ معاویہ نے لکھا۔ اللہ نے ان کے علقہ سے مصطفیٰ کو جو لیا ایسا احکام کا امین قرار دیا اور حلقہ کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہا حردانصار اور  
 دوست اور وزیر کرامت کئے سب آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور دل و جان سے ان کے احکام کو کھلاتے تھے ہر شخص ایک مرتبہ اور حجت رکھتا تھا صحابہ میں  
 سے زیادہ فاضل سے سوا نصیحت کرے اور عالم ہر ایک سے زیادہ صاحب علم اور رزگواری تمام امت کے اتفاق و اجماع کے بموجب اگر کسی حدیث تھی اسے  
 پیچھے کر کے حدیث سے ان کے بعد خطاب اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہم جہیں۔ ان کو حدیث کا مخالف رہا ان کو دشمن سمجھتا تھا بہانہ کہ وہ دو نوعیات  
 حمیدہ اور صلیت تسلیم و صابر پر ہر دیا سے گذر گئے ان کے بعد تو عثمان کی دشمنی اختیار کی حالانکہ عثمان تیرا داماد تھا تو اسے قطع رحم کیا اس کے حق اور حرمت اور شرف  
 داری کا ذرا لحاظ نہ کیا اس کی خبریوں اور برائیوں کے پردہ میں لوگوں کے سامنے بیان کیا ہر طرف سے سوار و پیدل ملائے اور رسول خدا کے  
 حرم میں جو کچھ کرنا تھا کیا پھر جو کچھ میں ہو بیٹھا اور کچھ نہ بولا بہانہ کہ تیرے ہی محتسب میں اسے قتل کر دیا تو اس کی اور اس کی عورتوں اور بچوں کی زیادتی اور بڑی  
 پٹنی کی آوازیں سننا رہا اور دربارہ دہ کی میں خدا نے ہاں کی قسم کھا کر کہا ہوں کہ اگر تو اس کی مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا اور مصد لوگوں کو لٹکا دیتا اور انہیں سمجھاتا  
 تو وہ تیرے کہے سے پیچھتے اور تیرے حکم کو نہ مانتے اس سادے لہجے سے۔ مگر تھے تو وہ فساد اچھا معلوم ہوتا تھا اور چاہتا تھا کہ اسے مار ڈالیں اور اس باب کا  
 ثبوت یہ ہے کہ آج اس کے قاتلوں کو ایسے پاس رکھ چھوڑا ہے۔ ان کو عزیز اور کرم کیا ہوا ہے اور ان سے امداد و قوت چاہتا ہے۔ پھر اب ان سے سیاری کا انہما  
 کیا ہے۔ اگر تو سچ کہتا ہے تو عثمان کے قاتلوں کو علیحدہ کر دے اور انہیں میرے پاس بھیج دے کہ میں انہیں عثمان کے قصاص میں قتل کروں اگر تو اس سے  
 کارروائی کو اختیار کرے اور ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دے تو میں سب سے پہلے تیرے پاس اگر تیری خلافت کو منظور کر لوں گا ورنہ تو اسی طرح عثمان کے تمام قاتلوں  
 کو اپنے گرد وخت و آرد سے رکھیں گا اور اس مخالفت پر مصر رہیں گا تو میرے پاس تیرے اور تیرے دوستوں کے واسطے تلوار کے سوا اور کوئی تھے موجود نہیں والسلام حضرت  
 امیر المومنین علیؑ نے جواب دیا کہ تیرا خط آیا جو کچھ حد اکثر حق سے امت کی درستی دین کی تقویت اور رسالت و نبوت کے واسطے حق مصطفیٰ کے برگزیدہ اور پیغمبر  
 ہوئے کا حال لکھا ہے اور ان نعمتوں کا بھی ذکر کیا ہے جو اور پیغمبروں کی نسبت آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا ہوئی ہیں سب کچھ معلوم ہوا بہت ہی خوب لکھا ہے  
 شکریہ ادا کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو برگزیدہ اور وحی کے متواتر بھیجے سے عزیز اور شرف دیا اور جو کچھ وعدے کئے تھے انہیں پورا کر دیا ہے تمام نعمتوں  
 پر قیام کیا آپ کا نام مشرق سے مغرب تک تمام ممالک میں پھیلا دیا آپ کے ساتھ کسی غم نہ وہ عداوت و مخالفت اختیار نہیں کی حقدار آپ کے عزیز و شرف  
 و اہل و اقارب اور ولیوں نے آپ کی احکام کا رتبہ سب رضا و رغبت سے یا محو و بے بس ہو کر فرمانبردار اور مطیع ارتداد ہو گئے اور سمجھ گئے آپ ہی کے احکام و  
 ممانعت کی پیروی مروج ہو دی ہے شے تعجب کی بات ہے کہ یہی باتیں تو مجھے لکھتا ہے اور جن نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے مخصوص کیا ہے انہیں  
 ہمارے مقابلہ پر بیان کرتا ہے تیری ہی شے ہے جلیا کوئی شخص شرا بصرہ میں اور ذریہ کرمان میں بھیجے تو مجھے سناں باتوں کا ذکر کیوں کرتا ہے اور اس مکرر  
 سے کیا مطلب ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں ان باتوں کو بھولا ہوا ہوں حالانکہ جل شانہ کی نعمتیں جو خباب مصطفیٰ کی شان عالی اور جلال کمال کے ساتھ  
 سزا پر نازل ہوتی رہی ہیں کیا تو ان سے ناواقف ہے اے معاویہ تو بڑا بے حیا آدمی ہے۔ سبحان اللہ علی ابی طالب سے یہ کہتا ہے کہ حق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جواب امیر المومنین علیؑ

جواب نامہ سحر یا از امیر المومنین علیؑ



ٹرے پیر تھے یہ امیر مومنین اور مومنین سب سے بہت زیادہ بڑھ چکے تھے اور ان کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ تیرا لکھا کہ جہاں سے ملے کہ اصحاب میں سے امیر مومنین  
 سے زیادہ فاضل تھے اور ان کے بعد ماریق تھے انہی میں سے امیر مومنین کا مرتبہ بہت بڑا تھا ان کی دعات سے میرے دلوں اور تمام مسلمانوں کے  
 دلوں کو سخت رنج ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپر رحمت نازل کرے اور اسلام کی خدمت کداری میں جو حکام کئے اور مومنین میں سے ان کی حواسے حر عطا فرمائے تو سے  
 حویہ لکھا ہے کہ عثمان اُن میں سے میرا حبیہ ہے اور اُن کے علمائے نیک اور مدارج عالیہ کی طویل ہمت و روح کی ہے تھے ان باتوں سے کیا علاقہ اگر وہ نیک تھے  
 تھے کیا فائدہ بنتی ہے اور اگر وہ رُسے تھے تو یہ کیا نقصان۔ حدیث سے تیرا کوئی تعلق نہیں ہے اس سے کوئی رشتہ داری یا تقرب حاصل ہے وہ حدیث تھا  
 تو ہم میں سے تھا اور ہم سے علاقہ رکھتا تھا۔ کھے اُس سے کیا است تو کسوں انکا حیلہ پکڑتا ہے۔ ماریق تھا تو وہ بھی ہم میں سے تھا حتیٰ اور مائل کو حیلہ رکھتا ہم  
 میں اور ہمارے دشمنوں میں اعتبار کرتا تھا تو جو انکی است ایسا کچھ کہتا اور تعریف کرتا ہے انکو اس سے کیا فائدہ یا نقصان بنتی ہے حیلہ کچھ تھا ہم سے علاقہ  
 رکھتا تھا۔ اور عثمان اگر نیک تھا انکی خرابیاں کیا اور اگر رُخا ایسے اعمال کی سزا ملے گی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْاَوَّلٰی اَفْجَحُ وَالْاٰخِرٰی اَحْجَمُ  
 یعنی یک آدمی بہت میں ہونگے اور مدکار و دوزخ میں اسے میرا سبب مجھے تاکہ تو نے کیا کام کیا ہے اور اُن لوگوں کے ادکار سے ترک کیا مدعا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ طلاق  
 یہ طلاق اور احزاب پیر احزاب کو مہاجر و انصار کے اعمال و اقوال کی اصلاح سے کچھ علاقہ نہیں جانتا کام کر اور ایسی حد سے باہر نہ اپنی چادر سے زیادہ بازوں  
 پھیلائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ کو تمام مملوں سے انصاف اور رزق کیا ہے اور میں نام مہاجر و انصار پر قومیت اور نصیبت کراحت کی ہے کیا تھے معلوم ہیں کہ ہم  
 میں سے ہر شخص کو جس نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں تہادت کا شرف حاصل کیا اور مرتبہ اور حرمت ملی ہے میرے چچا خمرہ کو جو تہید ہو گئے ہیں سید الشہداء کہتے ہیں اور  
 حنا مصطفیٰ لے انکو تشریفوں سے مخصوص فرمایا اور خاص اپنے دست مبارک سے مدوں کیا ہے میرے بھائی جعفر کو جس کے دونوں ہاتھ خدا کے راستہ میں کٹے  
 گئے ہیں الطیاسر نے الحمد لہ ملا ہے۔ ہمارے مسلمانوں نے اسلام میں تمہارے مسلمانوں پر فضیلت پائی ہے اور ہمارے کا درجہ ان میں تمہارے کا درجہ  
 یہ ترجیح کیا تو نے نہیں سنا کہ میرے چچا عباس بن عبد المطلب نے کیا کہا ہے **اِذَا طَالَبَ الْاَقْبَلُ اَكْهَفَ مِمَّہٗ ۝ وَاِنْ اَنْصَحُوا حَتّٰی اَقْبَلُوْا تَطْلُبُوْا**  
**اِلٰی قَوْمِنَا اِنْ مَصْعُوْبًا مَّا لَصِفَ ۝ قَوَّاصِبِیْ فِیْ اَیْمَانَا نَقْطُرُ الدَّمَا ۝ تَرَکَاہُمْ لَا سَیْجِلُوْنَ لَعْدَاہَا ۝ لَدٰی حَرَمُہٗ مِنْ سَاکِرِ النَّاسِ مَحْرَمًا**  
 اگر اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایسی تعریف سے منع فرماتا تو میں ایسے حائلان کے کچھ فضائل اور ساقب سیاں کرتا جن میں سکر ایک مسلمان مقرر ہوتا اور کوئی مومن  
 اُن سے انکار نہ کر سکتا اور اگر تو میرے درجہ حمیدہ اور مہرور عام بکیوں اور مہرور خرموں کو بھول گیا ہے یا تجھ سے پوشیدہ رہ گئی ہیں اور اب جانتا ہے کہ میں  
 اُن میں سے کچھ تحریر کروں اور کچھ یاد دلاؤں تو کسی قدر لکھے دیتا ہوں اے سہرہ کے بیٹے اس فضل سے باز آ اور مجھے محذور نہ کر کہ اظہار کردوں جن لوگوں نے  
 تجھ پر روئے شرفی اور سفت حاصل کی ہے اُن سے رابری کر اور آگاہ ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے صنائع اور بدائع ہیں اور تمام لوگ ہمارے صنائع ہیں۔  
 ہمارا حکم ہی اس درجہ کا ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ سخت رخسار رکھتے اور اُن سے ملنے جلتے ہیں شکوۃ موت ہم میں سے ہے اور شجر طعور ہم میں سے  
 ہاتھ بن عبدمنان ہم میں سے اور امیہ جو رنگ اخلاص ہے ہم میں سے۔ سیتہ امیر عبد المطلب ہم میں سے اور کذاب مکتب ہم میں سے اسد اللہ ہم میں سے  
 اور رسول خدا صلعم کا نکالنا ہوتا ہم میں سے طیار فی الحنہ ہم میں سے اور کتاب الہی اور سنت رسول کا دشمن ہم میں سے سیدۃ النساء العلییں ہم میں سے  
 اور حاتمہ المطلب ہم میں سے اور خود مجھے جناب مصطفیٰ صلعم کی دامادی کا ترن کافی ہے قاتلان عثمان کے بارے میں جو لکھا تھا اور درخواست کی تھی کہ  
 انہیں تیرے حوالہ کردوں سوخوں عثمان کی بازخواست تیرا نہیں ہے جو انہیں مجھ سے مانگتا ہے اگر عثمان کی اولاد اور رشتہ دار اپنے ماب کے قاتلوں  
 کو طلب کریں تو جائز ہے۔ تجھے اس امر سے کیا واسطہ اور کیوں مجھ سے قاتلان عثمان کو طلب کرتا ہے اگر بایں دھوئے کرتا ہے کہ تو عثمان کے بیٹوں  
 سے زیادہ صاحب قدرتی ہے تو جس امر کو مہاجر و انصار نے منظور کر لیا اور اتفاق کے ساتھ خبر بیان ہو گئے ہیں تو بھی اس میں شریک ہو پھر قاتلان عثمان کو

میرے سامنے لاکھ موحب و مال الہی اس کی سست حکم صادر کر لیا کہ میرے پاس تیرے اوتیرے درشل کے واسطے سوائے شمشیر کے کوئی اور چرم جوڑ نہیں  
مچھے مہی دلتا ہے اسے جگر کھائے والی کے یوت تو نے کس سے سنا اور کہاں دیکھا کہ عبدالمطلب کے بیٹے تلوار سے ڈرے ہیں یا جنگ میں کبھی دشمن کو نصرت  
دکھائی ہے جلدی نہ کرتی دیر تو تھ کر کہ ہم تیرے پاس پہنچائیں اور وہ تلواریں شکستے اچھے تیرے کھائی اور حال اور داد اور تیری مان کے چچا اور پرے در  
مرگوں کے حول سے رگیں ہیں کچھ بیک پیچ ہیں اس وقت تھے دیداروں اور یقیں والوں کی جنگ کا حال کھلیا گیا اور اگر تو فتح یاں ہو تو بھی کچھ ہرج کی  
بات ہیں اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ طبعے ہم ایسے رکھن ملٹ کر حارے طے ہیں وَالسَّلَامُ عَلٰی عِمَادِ الصَّالِحِيْنَ طالع کے نیاب بد وزیر سلام۔  
حقوق معاد سے اس خط کو پڑھا کھانکارہ کیا بہت ہی مضطرب اور ریتاں ہوا مید حرام ہو گئی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس خط کا کیا جواب دے انجام کار یہ  
شعر لکھ بھیجا **لِسِ بِلْدِي وَبِلْسِ قَلْبِ عَقَابٍ عَمِيحِ طَعْنِ الْكَلْبِي وَخُزْبِ الزَّوْقِ** امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے قرآن شریف کی یہ آیت لکھے  
حسب حال لکھ بھیجی اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَهْدِي ۙ وَالسَّلَامُ اس کے بعد امیر المومنین نے بشکریہ  
ارتھ کو بلا کر کہا کہ دریائے فرات پر مل باندھیں کہ یہ لشکر عبور کر جائے انہوں نے جواب دیا کہ ہم سے نہیں بندھ سکتا حضرت نے سمجھ لیا کہ وہ معاریہ کے حیر خواہ ہیں کچھ نہ  
کہا اور حکم دیا کہ مسح کے یک طرف سے ٹھکر لیں یہ سے عبور کر جائیں پھر دوسرا ہوا کہ اس طرف رو نہ ہوتے اور لشکر کے بھی کوچ کیا اثر بخشی سے رعب والوں کو ملا کر  
کہا تم سے امیر المومنین کے ساتھ بہت بڑی جھلکی اور انہوں نے مواہدہ تک نہ کیا تم سخت بے حیا لوگ ہو تم خدا اور رسول کے کھنگار ہوئے آخر حسب علیؑ رضی اللہ عنہ  
ہیں اور تمام مباح و انصار اور بڑے بڑے صحابہ کے اتفاق سے وہ قسم سے مسلمانوں کے امام رخص در خلیفہ مطلق ہیں تمہارے اُن کے حکم کو حقیر سمجھ کر سرتابی کی حد کی تم  
اگر نے اس امر میں ہستی کی تو میں تلوار کھینچ کر تم کو ہلاک کر ڈالوں گا اور جہاں سے ماں و اسباب اور عیال کو لوٹ کے حوالہ کر دو لگادو کہ رہنے والے میں تبہ سے  
ڈر گئے اور آئیں میں کہنے لگے اثر بخشی جو بات منہ سے نکال دیتا ہے اُسے کر کے رہتا ہے فوراً حدیث امیر المومنین میں درڑے گئے اور عرض کی کہ ارہ سعادت  
والیں شریف ہے چھیں کہ جس امر کا حکم دیا تھا ہم اسے بجالائیں اور عہدہ پہل مادھ دیں آپ دایں چلے آئے۔ اور قردالوں سے فرات پر ایک مصبوطیل مانڈ دیا  
امیر المومنین ایک ہزار سواروں کے ہمراہ مل کے سر پہ کھڑے ہو گئے جب تمام لشکر مل سے گزر گیا تو جو دھبی و ج رکاب سمیت عبور کر کے لشکر میں جاملے معاریہ  
سے یہ جبر شکر کہ حضرت علیؑ دریائے فرات سے عبور کر گئے ہیں منادی کرائی کہ تمام سرداران لشکر جمع ہوں۔ سب آگئے اُن سے کہا تم جلتے ہو کہ تم سے کون  
تھیں جبکہ کرنے کے لئے آئے وہ کالاتیر اور نے لیر لیتا ہوا اور علیؑ اس امی طالب ہے جو عراق کے بہادروں اور حجاز کے سماروں اور کوفہ کے تجاعوں اور  
سرگاں جہا و انصار ہمراہ لئے تمہاری طرف ٹھہرا آئے ہے جس شخص میں ذرا بھی توانائی اور دلیری دیکھ یا ئی ہے اسی کو ساتھ لے لیا ہے اور اس علاقوں  
کے رندوں اور بد معاشوں کے گروہ بھی تمام کی لوٹ و غارت کی طمع سے اُسکے ہمراہ ہو گئے ہیں وہ دین کی مضبوطی اور دیکھ مال و عیال کی کھدات کے لئے  
بڑی احتیاط اور ہوشیاری اور غم صاوں کے ساتھ تم سے جنگ کریں گے اگر تم سمجھتے ہو کہ ہم اس لڑائی میں ثابت قدمی اور استقلال سے کام لیں گے تو بھی جنگ قطع  
حاصل ہے مردان نے اٹھ کر کہا اے معاویہ یہاں سے جنگ جمل کے دن اپنی رنگی سے ناکھ دھو کر اس قدر کوشش کی تھی کہ مارا جاؤں یا فتح یاؤں اور اس بیخ  
والم سے رانی پاؤں مگر حکم خدا سے کچھ حاصل نہ ہوا اب کوئی عدو مانق نہیں رہے نظر آتا ہے کہ میری موت آج ہی ہے خدا کی قسم اگر علیؑ کو دیکھو یا لڑاؤ تو میں  
سے جانچو لگا کہ مارا جاؤں اور اس شمشک سے آزاد ہو جاؤں پھر ذوالکلاع حیرری نے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ میں نے اپنی قوم سے تیرے ارادہ کا حال  
کو علی بن ابی طالب سے جنگ کرنا جانتا ہے بیان کیا تھا اور انہیں اس جنگ میں شریک ہونے کی ترغیب دلائی تھی سب نے ساتھ دینا دل سے منظور کر لیا  
اب فقط تجھ سے کام رہے جو حکم دے گا بجالائیں گے اور تیری رضا مندی کے لئے خوب پی سہی کریں گے والسلام۔ پھر جو شب بظلم اٹھ کر لڑا وہ ہم تیرے واسطے  
میں رہتے سب غصہ ہوتے ہیں بلکہ محض اُن غلام غلام کے سبب سے جسے ناسخ اور ڈالا اور ایسا بڑا غلام و ستم خیز جابر رکھا ہے اس جنگ میں وہی



رنجت سے ترکیب ہونا اور کوشش کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم دلائل اور قائلوں کو یکڑ کر مار ڈالیں دوسرا یہ سب ہے کہ علی بن ابی طالب لشکر فراہم کر کے ہمارے  
 وطن تمام کیطرت آ رہا ہے ہم ایسے ملک اور غرت کی حفاظت کے لئے لڑیں گے اور جہالت اس سب کے میں جان توڑ کر مقابلہ کریں گے۔ علی اور اس کی لوح سے  
 اس قدر کھوں ڈرا چاہئے کہ انہیں اس قدر طاقتور سمجھنا چاہئے وہ ہرے ایک حملہ کے سامنے بھی نہیں ٹھہر سکتے جس اٹن سے سابقہ پڑے گا ہم دیکھ کر حملہ کریں گے اور  
 میں یقین کرتا ہوں کہ اسی حملہ میں کام نہائیں گے اس میں سے اکثروں کو ہلاک کر دوں گا اور کافراں کا نسا و شاد و رنگا انشاء اللہ و لا حول و لا قوة الا باللہ العالی اعز  
 سلمیٰ بھی اٹھا اور کہا اگر تم قتل عثمان کے وقت مدد میں ہوتے اور کیفیت قتل کا سنا نہ کر لیتے اور قائلوں اور اس کے مددگاروں کو چپاں لیتے تو ہمیں طلب  
 خون عثمان اور اس کے قائلوں کے ہلاک کرے میں ذرا بھی سک و شبہہ باقی نہ رہتا اگرچہ میں اس سہرس موجود تھا اور وہ واقعہ اکھوں سے ہنس دیکھا  
 لیکن تو ہم سے اس حال کو بیاں کرتا ہے ہم تیرے کہنے کو سچ سمجھتے اور اس کی تصدیق کرے ہیں اور طلب خون عثمان کے لئے تیرے ترک حال ہوتے ہیں۔ اب  
 اس امر میں جو کچھ مناسب سمجھے اور حکم دے۔ اس کے کارآمد ہونگے اس معاملہ میں اگر ہماری جاس بھی ضائع ہو جائیگی تو ہمیں بخوشی گوارا ہوگا اسی اشارہ میں سوار  
 کو جبرنگی کہ امیر المومنین نے مع لشکر دریائے وان کے کنارے تہرہ کے مقابل لشکر لڑا ڈالا ہے۔ معاویہ نے ابوالاعور سلمیٰ کو ہلاک اور شامی فوجوں کا انبوه کثیر  
 حوالہ کر کے کہا اس لشکر کو لہجہ اور موقع دیکھ کر روح عراق پر حملہ کر دینا سنا تو اس میں قتل کر کے متح حاصل کرے ابوالاعور نے کہا میں ایسا ہی کر دوں گا۔ پھر اس  
 لشکر سمیت جو معاویہ نے ساتھ کر دیا تھا سوار کے آرائی کے لئے امیر المومنین کی طرف ٹرھا آیا ہے بھی اس ارادہ سے مطلع ہو کر زیادہ نصیر اور شریح بن ہانی کو  
 طلب کر کے کچھ فوج حوالہ کی اور ابوالاعور کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ دونوں روانہ ہو گئے اور ابوالاعور کو دور سے دیکھ کر کہ فوج کثیر لے آ رہا ہے ایک سوار کو  
 لہجہ کر تاشامی فوج کے حال سے اطلاع دی آپ نے اشتہر بھی کو طلب دیا کہ کہا کہ زیادہ نصیر اور شریح لے سوار بھیجا ابوالاعور کی لوح کی کثرت سے الحاکم  
 دی سے یہ ہم تیرے سوا کسی دوسرے سے سر نہوگی جلدی کر اور اپنے دوستوں کی کمک پر پہنچ جا جب ان لوگوں کے مقابلہ پر جانے تو جنگ شروع ہو کر  
 اتنی دیر تو قتل کرنا کہ وہی جنگ شروع کر دیں جب لڑائی چھیڑ دیں تو اس میں نہایت کرنا اور مطیع ہوئے کے لئے کہا اگر وہ اطاعت اختیار کریں تو بہتر ہے ورنہ  
 ان کے مقابلہ پر خدا سے طالب امداد ہو اور اسی کے فصل داماد پر بھروسہ کر کے ان کا نسا و شاد پھر حسیا کچھ ظہور میں آئے مجھے اس حال سے اطلاع دینا۔  
 اشتہر یہ کہہ کر میں مطیع و مال ہوں فوج لیکر روانہ ہوا اور انہیں عتس میں ابی دقاص کو ایسے ساتھ لیا اور اپنے دوستوں سے جابلا۔ ابوالاعور نے ایسے مقابلہ پر  
 عراقی لشکر کو موجود دیکر اسی لوح سے کہا اہل لوگوں پر روانہ حملہ کر کے منتشر کر دو۔ پھر اشتہر بھی اور اسکی لوح پر حملہ کیا بڑی سخت لڑائی ہوئی اور طر میں بے جاں  
 توڑ کر مقابلہ کیا اشتہر نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابوالاعور کو جس پر معاویہ بڑا فخر کرتا ہے مجھے دکھاؤ میں بھی دیکھوں وہ کیسیا بہادر ہے لوگوں نے کہا وہ اس  
 بلند شیلے پر شامی لوح کے ساتھ موجود ہے اشتہر نے ایک سوار کو بھیجا پیغام دیا کہ آتھو بڑی دیر ہم تم آئیں میں جنگ کرین ابوالاعور نے انکار کر دیا اور کہا اشتہر  
 نے ٹری نادانی اور کمال جہالت کے سب عثمان کی نیکیوں کو براہوں کے پیڑ میں مشہور کیا ہے اور بڑی عداوت و دشمنی رتی ہے اور گھر میں گھسک کر بیٹھ رہا  
 کیا ہے وہ میرا بھروسہ نہیں ہو سکتا میں ایسے شخص سے میدان جنگ میں دوہو ہوا چاہتا ہوں جس قاعدہ نے ابوالاعور کی یہ گفتگو سناں کی اشتہر نے سبک  
 کہا وہ اپنی موت سے ڈر گیا اگر میرے مقابلہ پر نکل آتا تو سچا زندہ رہا تا اب میں تمام لشکر سے امیر حملہ کر دینا چاہئے یہ کہہ کر ابوالاعور پر حملہ کیا بیت ناک جنگ  
 واقع ہوئی طرفین کو لڑتے لڑتے رات ہو گئی مگر سوز لڑائی ٹری مدت کے ساتھ جاری رہی یہاں تک کہ صبح ہو گئی اب نور کے لڑنے کے اشتہر نے ابوالاعور پر  
 نہایت ہی سخت حملہ کیا کہ وہ تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلا اور معاویہ کے پاس پہنچا اس نے پوچھا تو نے ان لوگوں کی لڑائی کو کیسیا یا ابوالاعور نے کہا میں نے  
 انہیں کال بہادر اور مقابلہ کے وقت مستقل اور حملہ میں پورا مضبوط و مستحکم دیکھا یہ ہم نہایت ہی خطرناک ہے موجودہ حالت سے بہت زیادہ ساز و سامان اور  
 کوشش پہنچ عمل میں لائی جاوے یہ ہم ایسی ہم نہیں ہے جیسے ہم سمجھتے ہوئے تھے۔ اگرچہ اشتہر ابوالاعور کو شکست دینے کے بعد مظہر و حضور ہو کر امیر

کیجودت میں واپس آیا اور آپ نے اس موقع سے کوچ کر کے معاویہ کے لشکر کا رخ کیا تو یہ بھیچ کر قیام فرمایا اور چھاؤنی ڈال دی۔ ماہ محرم کی پیدھوں  
تاریخ سنہ ہجری تھا اور دوسرے معاویہ بھی اسی طرح کو لیکر دریائے فرات کے کنارے آٹھ ارب دو لاکھ لوگوں کے درمیان دریائے فرات کا حال تھا

## پہلی لڑائی جو امیر المومنین علیؑ اور معاویہ بن ابی سفیان میں دریائے فرات

### کے لئے واقع ہوئی

جب امیر المومنین علیؑ کا لشکر اس مقام پر آ کر ٹپڑا تو آپ نے تمام علاموں اور فہم کاروں کو بھیجا کہ یانی لائیں مگر معاویہ کے لشکر نے جو دریائے فرات کے  
مصل آ بھیجا تھا یانی نہ لینے دیا باہم بہت کچھ قیل وقال ہوئی۔ امیر المومنین علیؑ نے مسیب بن ریحہ یا جی اور صعصعہ بن صوحاں ہمدی کو ملا کر کہا تم معاویہ  
پاس جا کر کہو کہ میرے لشکر دے ہمارے لوگوں کو یانی لینے سے روکتے ہیں اگر تم سے پہلے اسکا بھیچ کر دریائے کنارے قیام کرے تو کبھی تیرے لشکر پر  
یانی نہ کرے اب لوگوں کو سمجھا دے کہ پانی لینے سے نہ روکیں جب امیر المومنین کے قاصدوں نے معاویہ کے پاس حاکم سیحام دیا معاویہ نے لشکر عمر ابوالعاص  
سے پوچھا اس میں تیری کیا صلاح ہے۔ عمر عاص نے کہا علیؑ اتنے ہار سوار ویدیل لئے فرات کے کنارے موجود ہے اگر تمام دیا بھی اس کی دشمن ہو اور یانی  
سے روکنا چاہے تو وہ کسی سے دوسرے گا اور یانی لیجائے گا اور جو شخص اسے روکے گا وہ اس کی آروحاں میں مار دے گا میری صلاح تو یہی ہے کہ پانی  
کے معاملہ میں کچھ مصافحہ نہ کر کیونکہ تیرے ار اس کے درمیان جو معاملہ پیش آیا ہوا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے ولید بن عقبہ نے کہا اے معاویہ ان لوگوں کے  
امیر المومنین عثمان بن عفان میں دینا یا یہی مدد رکھا ہے انکو اور ان کے درندوں کو پیار بننے دیا ہے تو بھی ان سے پانی کو روک لے تاکہ دریائے فرات کے کنارے  
پیادے ورجان اور اللہ تعالیٰ آخرت میں آپ پر پانی بدر کرے گا کیونکہ یہ اس غدا کے مستحق میں صعصعہ بن صوحاں نے کہا اے عقہ اللہ تعالیٰ آخرت میں کمال  
مناقبوں اور تجھے جیسے مانتوں کا پانی نہ کرے گا کیونکہ تو ہر اکا گھر گار ہوا ہے تو نے تر اس بی بی میں اور لڑتے کی حالت میں مسجد کو دے کے اندر داخل ہو کر مسلمانوں  
کی تمیز کی ہے اور بیہوشی کی حالت میں صبح کی مار میں چار رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر کر یہ کہا ہے کہ آج میرا دل بہت ہی خوش ہے اگر تم کہو تو اور کبھی  
کہیں پڑھاؤں اسی خطا پر عثمان نے حد جاری کر کے تجھے کوڑوں سے بٹوایا تھا تو نے امیر المومنین علیؑ سے سخت کی اور چاہا کہ اپنے آپ کو ان سے رزنامہ  
کرے اسوقت خدائے تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر تجھے مانتوں اور علیؑ کو مؤمن فرمایا اور تجھے مسیح رسول خدا میں تمام مباح و الحار کے روئے ذلیل و خوار  
کیا ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن ابی سرج صعصعہ کی بات سے خصباک ہوئے اور تلواریں نکال کر اسکی طرف بڑھے کہ واد کریں۔ معاویہ نے اس حرکت سے روکا اور  
کہا اس سے مواخذہ نہ کرو یہ قاصد ہے اور قاصدوں کا سنا حالان رحم ہے اس کے بعد معاویہ نے رحم ہو کر اپنا عامہ زمین پر دے مارا اور کہا اللہ تعالیٰ اور  
اسکے باب کو جو اس کو تر سے پانی نہ دیکھو اگر میں علیؑ اور اس کے لشکر کو فرات سے یانی لینے دوں۔ میں علیؑ علیہ اور دوسرے لے لے مسیب اور صعصعہ یہ بات  
لشکر بہت برہم اور ناراض ہوتے ہوئے واپس چلے آئے تمام حال جواب امیر سے عرض کر دیا۔ اب کو بھی ریحہ ہوا اور فرج میں سے العطش العطش یعنی پیاس پائیں  
کی آواز ملنے ہوئی اشعث بن قیس اور اشتر بنی حاضرت ہو کر عرض رسان ہوئے کہ تمام فرج رات بھر پیاس کی شکایت کرتی رہی ہے کب تک صبر ہو  
سکتا ہے آپ ہمیں حکم اور اجازت دیں کہ اس بے حیاءوں نالایقوں مسلمانوں سے خارج شدہ ہر دلوں کی آبرو خاں میں ملا کر پانی ان کے قبضے سے  
بھین لیں اور اپنے تصرف میں لائیں امیر المومنین نے فرمایا تمہیں اختیار ہے جو کچھ مناسب معلوم ہو دیا کر دانتوں اور اشتر نے حضرت کے پاس  
سے آکر اپنے خائیں اور حلقین کو شامیوں سے جگمگانے کے لئے طلب کیا دس ہزار ہار ویدیل سے زیادہ جمعیت علیؑ دوز ہر دلوں نے اختیار



لگائے اور ذات کھڑے ہوئے۔ حضرت بن حجر کدی اخت کا علم لے آئے آگے روان تھا اور اخت کی تعریف میں روحوان اشعث نے بھی اسکی تعریف کی اور انعام کا وعدہ کیا اس ترتیب سے دریا کنارے جا بیٹھے اور لٹکا کر کہا اے تاسیو کنا راجھوڑ دو اور پر سے ہٹ جاؤ ورنہ تمہارا خون مامروں کی آؤ کو کھڑے حاکم پر بہا دیا جائے گا تاسیو نے اسنے کے لئے مستعد ہو کر مقابلہ کیا آئے اخت نے میدان کو حکم دیا کہ میں اسے ہار دوں۔ اس پر دلیہارہ حملہ کر دیا اور دالے یہ حکم سننے ہی شامیوں پر ٹوٹ پڑے دو دلوں سے جنگ ہوئے لگی اور دریائے فوات پر ایسی خوریز لڑائی ہوئی کہ ایسی کسی اور وقت نہ ہوئی ہوگی اگر شامی مارے گئے اور کچھ دریا میں ڈوب مرے عراقی لشکر میں سے بہت کم کام آئے انجام کار امیر المومنین کی فوج فتحیاب ہوئی اور تاسیو مقابلہ کی تاسیو لاکر بھاگ نکلے اس صحت علی کے لشکر نے ذات پر جیسے لا ڈالے اور حضرت علی نے آب و ہوا پر متصرف ہو کر مسادی کر دی کہ جو دی جیٹا چاہی پانی لیجائے کیکیو پانی کی ممانعت نہیں ہے۔ عرصہ طویل پانی سے مطمئن ہو گئے تین دن گزرے تھے کہ معاویہ نے دوسرا دمیوں کو مقرر کر کے پھیا ڈرے اور پیچھے دیے اور کہا علی کے لشکر کے قریب جو نذر رہا ہو اسے رات کے وقت اسے کاٹ کر پانی کا رخ لشکر کی طرف پھرو کہ سب ڈوب جائیں۔ معاویہ کے کہنے سے وہ دوسرا دمی لگا لیا پھاروں سے نذر کو کاٹے اور تیر و غور عمارے لگے امیر المومنین کے لشکر والے یہ شور و غل سن کر گھبرا گئے اور چاہا کہ وہاں سے اسباب اٹھا کر کسی دور پر چلے جائیں امیر المومنین نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ معاویہ کا یہ محض دھوکہ اور دھب ہے وہ اس بدکردار نہیں کاٹ سکتا اور اگر تمام ملک سام کا حراج بھی اس میں کھپا دے گا اب بھی اسکا قطع ہوا ممکن نہیں تم مطمئن اور بے فکر ہو معاویہ جانتا ہے کہ تمہیں یہاں سے ہٹا دے اور خود اس مقام پر قیام پزیر رہے۔ ہر چند امیر المومنین نے انہیں ایسی ایسی باتوں سے سمجھایا کچھ فائدہ ہوا مگر ابھی رخصتی لگی اور اسباب بٹھتے جاتے تھے آخر کار امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم ڈو سے ڈرنے میں اسنے اسحک سے جاتے ہیں اگر تم بھی ہمارا ساتھ دو تو اچھا ہے ورنہ اگر تم اسی جگہ رہنا چاہتے ہو تو ہم تو جانتے ہیں آپ یہاں نہیں یہ کیا اسباب اٹھالیا اور دالے سے ہٹ دیا ہے ذات سے کچھ فاصلہ پر جیسے لگائے۔ جب تمام لشکر دالے وہاں سے چلے گئے تو حضرت علی بھی مجبور ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے رات کے وقت معاویہ نے لشکر کی جگہ سے حرکت کر کے امیر المومنین کے لشکر گاہ میں آ قیام کیا صبح کے وقت امیر المومنین کی فوج نے یہ دیکھا کہ معاویہ نے ایسی فوج ہمارے قیام گاہ پر لا ڈالی ہے یقین کر لیا کہ معاویہ نے انہیں دھوکہ دیا بہت تخیلے اور ترسندہ ہوئے اس وقت حضرت علی نے اشترا اور اشعث کو بلا کر کہا تھے معاویہ کا مکر دیکھ لیا میرے کہنے پر عمل نہ کیا تم اسی رائے پر چلے وہاں سے ہٹ گئے اور مجھے چھوڑ گئے آج ترسندہ ہوتے ہو۔ تم سمجھ بھی گئے کہ اس مکر و دھب سے معاویہ کی عوس ہی تھی کہ تمہیں دریا کے کنارے سے ہٹا دے اور خود وہاں جیسے لا ڈالے کیونکہ لشکر گاہ کے لئے وہ بہانیت ہی عمدہ جگہ ہے اس یقیناً وہ تم میں سے کیکیو پانی کے پاس نہیں چلے گا اشعث نے کہا اے امیر المومنین آپ کا ارشاد بجا و درست ہے ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ اسجگہ کو چھوڑا اب بھی کچھ شکل میں بہت آسان علاج ہے ہنسنے جو کچھ عراقی کی ہے آپ کی بہت کی حرکت سے اس کی درستگی کر لیگے یہ کہہ کر اخت اپنی قوم بنی کنذہ کے پاس آیا انہیں جمع کر کے کہا مجھ سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی کہ اس لشکر گاہ سے اٹھ آیا اور وہاں معاویہ آٹھا امیر المومنین ہم سے ناراض ہو گئے میں نے محض تمہارے ہر دہر پر آپ کی خدمت میں عہد کیا ہے کہ تاسیو لوہاں سے ہٹا دوں گا تمام سرداران کنذہ نے اس امر کو دل و جان سے منظور کیا اور اسلحہ جمع کر اخت کے پاس حاضر ہوئے اس طرح آخر کے دوست آراستہ ہو کر اتر کے پاس فراہم ہو گئے اس دولہا بی انی صحبت کیتے کہ مہر کے خیمہ گاہ کی طرف بڑھے قریب پہنچ کر دیکھا کہ معاویہ نے بھی ایسی فوجوں کی صفیں مرتب کر رکھی ہیں اور مقابلہ کے لئے مستعد ہیں جنگ شروع ہو گئی اور اتر لشکر سے آگے بڑھا ہوا جارہا تھا تمام کے مامی گرامی سردار یکے بعد دیگرے آئے اور جنگ کرتے تھے یہاں تک کہ معاویہ کی فوج کے ساتھ مشہور و معروف سرداروں کو اترنے سے ترسنا بدیدہ ہو گیا اس کے بعد دو فوجیں غٹ پٹ ہو گئیں اور خیمہ بنا کر ڈرائی ہوئے لگی ایک شامی سردار ترحیل بن کنذہ نے آگے بڑھ کر خبر پڑھی اور دم و مقابل طلب کیا اخت بن تیس کدی نے اس پر حملہ کر کے اپنا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے گر گیا اور الا حور نے دھڑک کر کہا تو اخت کے مقابلہ میں برسر آسکا چلے ہی وہاں گھوڑے سے زمین پر آ کر شہر چلی نے

کہا کوئی بُرائی کی بات نہیں وہ ایسے قلیل کا سردار ہے میں اسے گروہ کا اُس نے مجھ پر وہ کا دار کیا گھوڑے سے پیچ کر ڈاکو کچھ مر دے آگے ٹھہرنا تو دیکھا کہ  
تھے بہادروں کی کیفیت معلوم ہو جاوے۔ اور الا حور کو یہ کلمہ بہت ناگوار گرا اور امیدوں میں اگر حریر صحت متعادل ہر آیا تھوڑی در یک در عمل ہوتی ہی  
اسکام کا راتھ لے اوالا حور کو نیزہ مارا اور وہ سخت زخمی ہو کر سانس سے جھلک گیا۔ پھر جوتب وہ اطم اور دوا کلام حمید ہی جو تمام کے مامی سردار تھے میدان میں  
آئے اور سے اتھت و استرے گھوڑے ٹھہرا کر حکم کیا بہت دیر تک رد و بدل ہوتی رہی اور طرہیں سے حال لڑادی اسی اس میں لکڑی معاویہ نے بہت طلب کی  
کہ آج رات کی بہت طحائے تو تم تمہارے لشکر گاہ کو حالی کر دینگے اور تمہاری حکم تمہارے حوالہ کر دے گے اتھت و استرے کہا ہم بہت مر دین گے۔ تبیں اس جگہ ایک  
لحم کے لئے ٹھہرے دیں گے انہوں نے کہا ایک ساعت کے لئے جھگ سدر دیکھائے کہ ہم ایسا سامان اٹھا لیں اتھت و استرے حکم دیا کہ ایک ساعت کے لئے جھگ سدر دیکھ  
کر دیکھائے اور وہ اسی گھڑی لشکر گاہ مدکور کو خالی کر کے اپنی جگہ پر چلے گئے اتھت و استرے حوالہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اب لو آپ ہم سے راضی ہوئے  
آں سے و مایاں میں راضی ہوا اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہو یہ حکم دیا کہ اسے مقام پر واپس جائیں سب اس جگہ چلے گئے اس صحت علی نے سعید قیس اور  
انترس عجمی صاری کو بلا کر حکم کیا کہ جلد تہوڑ تھوڑ کو ایسے ہمراہ لیکر معاویہ کے پاس جاؤ اور اس ہم کے لئے حوالے اختیار کی ہے ملامت کر اور حجت تمام کر کے میری  
اطاعت کی طرف ترغیب دو اور حال کر کے دیکھو کہ وہ کس حکم میں ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے۔ سعد انترس تیش س رعی ریدس قیس ارجی ربا دس حصہ متمی۔  
اور عدی س حاتم طائی لکڑ معاویہ کے پاس گئے اسے سمجھایا اور کہا اے معاویہ دیا بڑی سکتا ہے اسے کسی شخص کے ساتھ بھی دیا نہیں کی یہ تیرے ساتھ کب  
وہا کرے گی۔ جہاں میں وحول تو بسیار دیدہ بخوار ہے باکسے آرمندہ دنیا کو چھ اور تھ چلے بہت سے تھوڑے دیکھا ہے مگر اس نے کسی کو  
بھی آرام نہیں پہنچایا دینا اس قابل ہیں کہ حث طبع اور مالی متول کے واسطے اسکے اس قدر روح روات کئے جائیں انہ مریدوں قریوں رستہ داروں  
دوستوں اور ہستینوں کو اسے سے آردہ اور رکھدہ کرین دیا کہ یہ مد ہے کو سبکی مدد میں کرتا اور ایسا عا ح ہے کہ اسے کوئی سا اٹھائے اگر کوئی اس کے  
مال بھی ورم کر لیا تو اسکا حکم کار گور کرارے چھوڑا یا تہا ہے۔ معاویہ نے کہا یہ یقین تم ایسے امیر کو کیوں نہیں سالتے ان نصیحتوں پر عمل کر یا میری نسبت اُسے زیادہ  
سردار ہے انہوں نے کہا سناہ اللہ ہمارا امیر تجھ جیسا ہیں وہ حلات و امامت کے لئے مجھ سے ملکہ تمام عالم سے اُس علم و فضل کے سب حوالے کی دان میں موجود  
ہے اور ان سابقہ اصحاب کی مدولت حودین کے استحکام کے تعلق میں اور ان حضار الہی کے ولیوں کے باعث حو مایا ترغیب کے شروع میں حاصل ہوئے  
اور حباب مصطفیٰ کی قرابت کی غرت اور شرف غلطی کی وجہ سے رز واصل ہے معاویہ نے کہا اچھا یہ تاؤ کہ تم مجھ سے کیوں رنجیدہ ہو اور کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا ہم  
تجھے یہ میر گاری اور حون خدا کی بدلت کرتے ہیں اور حلیہ رقت اور یتوانے خلقت کی بیعت و اطاعت کے لئے ملاتے ہیں ہماری آرزو ہے کہ حں کام میں ہمارا  
واصا کا اتفاق ہو گیا ہے اس میں تو بھی موافقت اختیار کرے اور حلیہ وقت کی تاملت اور مراداری میں انکا شریک حال ہو جائے اس محالیت اور تفرق  
برداری سے باز آجائے کیونکہ میرے لئے یہ امر بہت اچھا اور سلامتی سے اقرب ہے معاویہ نے کہا اے میرے عزیز میں حوں عثمان کے بدلہ لیے سے کبھی باز نہ  
آؤنگا اور جنگ مدلہ نہ لے لونگا دست بردار ہوں گا خدا کی قسم ایسا ہوگا اور مجھ سے تمہیں اور تمہارے امیر کو تلوار کے سوا اور کوئی چیز میر نہیں ہوگی  
تم اس جھوٹی طمع کو جانے دو اور سلامتی سے واپس چلے جاؤ اور جنگ کے لئے تیار ہو رہو انہوں نے کہا اے معاویہ ہم تیرے پاس اسے آئے ہیں کہ تجھے اچھی  
بات بتائیں بُرائی بھلائی کو خجائیں ہمیں تیری دینی اور دنیوی بہترائی ہے اگر تو ہمارا کہا مان لے گا اور ہمیں سب عرض سمجھ گاترے لئے اچھا ہے گا بہت ہی  
خیزیریاں ملہو ہیں آسے سے یح رہ سبکی روز خدا کی قسم تو علی کی تلوار سے ایسی جوتین ملا سکتا کہ سب کا کہنے پر موت کو ترجیح دے گا اور کہے گا کاش مجھے میری  
مان نہ بخشی۔ معاویہ نے کہا تم تجھے تہہ کرنے آئے ہو اور ڈراتے ہو میں کچھ نہیں کہہ رہا ہے سے ڈر جلد نکلا مجھے معاویہ کہتے ہیں حں کا یہاں میں زمانہ کے اور ح  
ح راجت و سختی اور گرمی و سردی بہت کچھ جگت چکا ہوں ایسی دھکیوں میں نہ آؤنگا معاویہ نے کہا اے معاویہ ہم ایسی میں حں سے پاس صحت



ہماری رمانی پیغام دیا ہے ایچی کو کچھ بیان کرتا ہے اسکے لئے کوئی روک ٹوک روا نہیں۔ علیؑ وہ شخص ہے جسے تو ہماری نسبت بہت اچھی طرح جانتا ہے اور تمام عالم اسکے علم واصل و اوصاف حمیدہ اور فصائل پسندیدہ سے کھبی واقف ہے اور تو بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ جسے علم واصل سے حصہ ملا ہوگا، تو اس کے برابر نہیں ہو سکتا اور اُسے تجھ پر ترجیح حاصل ہے۔ جدا سے ڈر علیؑ سے دشمنی نہ کر، طرح بہا و انصارے اس سے بیعت کرنی ہے تو بھی ارادہ موافقت بیعت اختیار کر ان کی مخالفت سے باز آ، موجودہ خیال سر سے دور کر کہ تیرے لئے دیوی دیوی بھلائی اسی میں ہے۔ معاویہ نے کہا تم مجھ سے علیؑ کی فرمانبرداری اور اطاعت کے لئے کہتے ہو اور میں ایسی ذات یا اسکا کوئی حق اور اسکی اطاعت کو اپنے لئے لازمی امر نہیں سمجھتا کیونکہ اُسے غلبہ وقت عثمان کو قتل کیا ہے اور ہماری جماعت میں تو قرۃ ڈالا ہے اور اب انکار کرتا ہے کہ میں عثمان کو نہیں مارا نہ میں نے اسکا حکم دیا نہ اس بات سے خوش بھا۔ اگر وہ اس صل سے راضی نہ تھا تو قتال عثمان کو میرے حوالہ کر دے کہ میں انہیں بطور قصاص قتل کر دوں اگر وہ اس امور کو عمل میں لے آئیگا تو میں اسے خلیفہ مان لوں گا اور حاکم خدمت ہو کر اطاعت اختیار کروں گا اور دلی رضا و رغبت سے اسکے احکام بجالاؤں گا کہ میں تو میں حکم الہی اور مرضی خدا پر راضی ہوں جو کچھ ہو گا ہو گا ہو گا تم وائیں چلے جاؤ اور جو کچھ تم نے کہا اور سنا ہے اسے عرصہ کر دودہ دناں سے رخصت ہو کر امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں آئے اور جو کچھ معاویہ سے گفت و شنید ہوئی تھی بیان کی امیر المومنین نے فرمایا اے دوستو کیا یہ راجح ہیں کہ یہ لوگ بطلان اور جھوٹا یہ ہو کر اس قدر کوشش کریں اور ہم حق اور سچائی پر ہو کر اس سے زیادہ راجح اور سچائی ہوں جبکہ کہ اب میں سے از روئے اعتقاد و محبت و بیت صادق حوالہ دیا کہ ہم سے جبکہ ممکن ہو گا آپ کی خوشنودی مزاج کے لئے حد سے زیادہ کوشش کریں گے اور کسی امر میں ذرا بھی سستی یا دیر نہ کریں گے الفقیہ دوسرے دن صبح کے وقت عبداللہ بن عمر خطاب آراستہ فوج کے ہمراہ معاویہ کے لشکر سے نکلا امیر المومنین نے اطلاع یا کر محمد بن ابی بکر کو کچھ سوار اور سہیل دیکر اسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا دونوں سخت جوش و خروش ہوئی اور طرفین سے بہت آدمی مارے گئے ہمارا شام کے وقت ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے دوسرے دن معاویہ کی طرف سے تھوڑی سی سہل گندی بڑے جاہ و جہم کے ساتھ نکلا اور امیر المومنین کی طرف سے آتر بھی اپنی مستعد قوم کو لے کر آگے بڑھا تاج بھی صبح سے تمام تک جنگ ہوئی رہی اور دونوں طرف کے بے شمار آدمی کام آئے آفتاب غروب ہوئے یہ لڑائی نہ ہو گئی اور جس ایسی جگہ پر چلے گئے تیسرے دن عمرو عاص بہت ہی تیزی اور ساز و سامان کے ساتھ نکلا تاج فوج کی جمعیت کثیر تھی امیر المومنین نے عبداللہ بن عباس کو بہت سی فوج دیکر اسکے مقابلہ کے لئے بھیجا دونوں میں سخت جنگ ہوئی اور بہت سے لوگ قتل اور جی ہوئے آخر شام ہو گئی اور دونوں اپنے اپنے دروگاہ کو لوٹ آئے اسی طرح ہر روز جنگ ہوتی ہی اور یہ محرم کا مہینہ تھا جس محرم گذر گیا اور صفر کا چاند دکھائی دیا۔ امیر المومنین نے فوج میں منادی کرادی کہ ہم اس تک دو سبیلوں سے جنگ اہل تمام میں تاخیر کر رہے تھے اہل ماہ حرام کا زمانہ تھا جس میں جنگ کرنا صحیح ہے دوم میں سچی کر رہا تھا کہ یہ لوگ اس معاملہ پر غور کریں اور سعادت حاصل کریں میری بیعت اور ہمارے واری اختیار کریں اس مخالفت اور دشمنی سے دس ہزار ہو جائیں اس ماہ محرم گذر گیا اور صفر کا مہینا آئینچا اور وہ لوگ بدستور گراہی و سرکشی و عداوت پر کمر بستہ ہیں ہر چیز میں نے سمجھایا انہیں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اب میں نے بھی ان سے جنگ کرنے کا حکم ارادہ کر لیا ہے مستعد ہو جاؤ اور جنگ و جدال کے لئے تیاری کرو اور یقین رکھو کہ ہم حق پر ہیں اور سچے یقین اور ایک اعتقاد کے ساتھ اس ظالم گروہ سے جنگ کریں گے واللہ یؤید بصری من شکو و هو لا یخذلی کید الحائثین یعنی اللہ تعالیٰ جس بندے کو جانتا ہے نصرت عطا فرماتا ہے اور وہ خیانت والوں کے مکروں کو نہیں جیتے دینا۔ لشکر نے یہ منادی سن کر جان لیا کہ جنگ میں آپ کے توقف و ملے کا یہ سبب تھا سب مستعد ہو کر رٹے بڑے پر کمر بستہ ہو گئے معاویہ نے بھی یہ خبر سنی اور اپنی باقی فوج کو متحدہ طرح سے مرتب اور آراستہ کر قلب و جناح اور سینہ و میسرہ۔ قائم کیا اور پیش بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا سواروں کے سینہ پر اپنے دو بیٹوں حسن و حسین کو مقرر کیا اور پیادوں کے سینہ پر عبداللہ بن جعفر طیار اور مسلم بن حذیل بن ابی طالب کو سواروں کے میسرہ پر محمد بن حنفیہ و محمد بن ابی بکر کو اور پیادوں کے میسرہ پر عثمان بن عفان بن ابی وقاص اور اس کے

صالحی عمر میں عقبہ کو مامور فرمایا سواروں کے قلب میں عبداللہ بن عباس اور عباس بن سہبہ سے حارت کو جگہ دی اشعث بن قیس اور اشتر بنی کوسید یوں کا  
قلب جو الہ کیا۔ سواروں کے جنگ پر سعید بن قیس ہمدانی عبداللہ بن مدلیہ۔ درقاہ جراحی کو اور پید یوں کے حاح میں راعہ بن تداؤعی۔ عدی بن حاتم  
علانی کو قائم کیا سواروں کی کہیں عمار ماسر اور عمر بن حنظلہ جراحی کوسوی اور بادیوں کی کہیں عامر بن دثکبہ کانی دقبہ بن حاراسدی کے حوالہ کی اس ترتیب  
سے خارج ہو کر ہر ایک قبیلہ رعیہ وضرہ میں سے ایک ایک برگ تھیں کو اس مقرر فرمایا کہ وہ انکی حرکات وکنات پر نظر رکھیں ان کی ترتیب میں رونے آئے دین  
اور مکر آرائی اور جنگ و حمل کے لئے ہدایت کرتے رہیں جس حصہ میں قایم ہو چکین جنگ چھڑ گئی بہادر یوں نے میدان میں رٹھڑھ کر مکر مکر نکالے۔ سب سے پہلے  
سعادہ کے لشکر کا ایک بہادر عرف حاتی نام اسی صف سے نکلا اور کچھ دیر میدان میں گھوڑے کو کا دے دیکر رترٹھڑھتا رہا پھر در مقابل کو طلب کیا علقمہ بن قیس  
امیر المومنین کے اصحاب میں سے مقابلہ پر آیا اور حملہ کرتے ہی ایک نیزہ اس کے سینہ پر مار کر گھوڑے سے جھیکدیا پھر عمر د عاص نے ایسا علم ایسے بیٹے عبداللہ  
کو دیا وہ کچھ شامی حرج ہمارا لے کر ٹھہرا رخر خوانی کرتا اور ایسی دلیری و بہادری کی تھیں سنا تھا ہوا لشکر امیر المومنین مرحلہ آور ہوا اور کچھ دیر جنگ کر کے اپنے  
مقام پر واپس چلا گیا امیر المومنین نے اس صف پر نظر ڈالی جس میں عمر مود تھا اور ملاحظہ کیا کہ وہ کس مقام پر کھڑا ہے پھر رعیہ قبیلہ کے ایک بہادر حصہ بن مسد کو  
لگا کر سیاہ علم دیا اور رعیہ قبیلہ کے یا مسوحیدہ سوار حوالہ کر کے کہا ماراں سواروں کو لیکر عمر د عاص کے لشکر پر حملہ کر اور کچھ دم رٹھڑھ کر دیکھا حصہ بن نے کہا  
ایسا ہی کرونگا علم لیا اور رعیہ سواروں سمیت عمر د عاص کی صحبت پر جاٹھا اور حصہ تک اسطرن سے اسطرن اور ادھر سے ادھر چلے کرتا رہا اور بہت سے تائبوں  
کو مار کر یا سعادہ دور سے دیکھ رہا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ یاہ علم لئے ہوئے کون تھیں۔ لوگوں نے کہا حصہ بن مسد اپنی قوم رعیہ کو ہمارا لئے جنگ کر رہا  
ہے۔ سعادہ نے حکم دیا کہ قبیلہ عک و لخم و حمیر کے بالنو سوار حصہ بن کے مقابلہ پر جانیں اسطرن سے بھی۔ اتارہ امیر المومنین قبیلہ مدج کے ایک سو سوار حصہ بن کی کمک  
پر ہمارے ہوئے جس پر لوگ حصہ بن سے حائل توڑی تندہ سے جنگ کی اور حصہ بن ان سواروں سے حملہ آور ہو کر کشت و خون کرتا سعادہ کے سراپہ دیکھا ہوا تھا  
سعادہ کی روح کے حوالہ کے حوالہ اس کے سامنے سے وار ہوئے لگے اور مقابلہ کی تاں۔ لائے سعادہ کے سراپہ کے اندر سے ایک مرد دولا اے اہل کو ذمہ ہم تھا رہے  
یہ چنانچہ صافی ہیں دراتو ترم کر اور ہمارے حرم سرا میں۔ گھسو حصہ بن نے ان باتوں کی یاد اس کی راجہ جنگ جاری رکھی اور جو تائبی نظر پڑتا اور آگے آتا اسی کو قتل کرتا  
اس طرح تائبوں کے بہت سے آدمی ہلاک کئے اس کے بعد منظر وصور ہو گیا اور اپنی صف میں آکھڑا ہوا اس کے بعد عثمانی گروہ میں سے ایک شخص حیرام دو لمبوں  
کے دھیاں آکر کھڑا ہوا اور عثمان کی تقریب میں رجو حوالہ ہو کر در مقابل طلب کیا امیر المومنین کا ایک محب کیساں نام مقابلہ کے لئے نکلا اور کچھ دیر تک رد و بدل کرتا  
رہا آخر حیرام نے دار لگا کر تہید کر دیا امیر المومنین کو کیساں کے قتل ہوئے کا بہت رنج ہوا حصہ بن کی حالت میں اس شخص کی طرف مکرک دڑایا آخر یہ جانتا تھا کہ یہ کون سوار  
ہے ازراہ تو جانی آپ کے رارا لگا۔ قریب بیٹھے ہی آپ نے اسکا گریاں بیکر کر گھوڑے پر سے اٹھالیا اور سر سے ملد کر کے اس طرح زمین پر دے مارا کہ اس کی تمام ہڈیاں  
چور چور ہو گئیں اور سہا لور مگر کیا۔ سعادہ نے یہ حال دیکھ کر ایسے غلام حریف نام کو جو رانا می بہادر سوار تھا اور جو اکثر دعوہ معادیہ کے ساتھ رہ کر لڑائیوں میں ناموری حاصل  
کر چکا تھا۔ بلا کر کہا کیا تو اس جاری سوار سے جس نے احیر کو مارا ہے اسے خانی کا مدد لے سکتا ہے۔ حریت لے کہا ماں میں ومانر دام ہوں اور جہاننگ نکل ہوگا شرط  
خدمت کھلاؤنگا اور اگر یہ شخص علی ہوا تو اسے زندہ بچھوڑوں گا سعادہ نے کہا جردار تو ارادہ جس کسی سے چاہے جنگ کرنا مگر علی سے ایسے آہ کو باز نہ کھنا اس کے نزدیک  
نہ تھا حریت معادیہ کے پاس سے کچھ دور گیا تھا کہ عمر د عاص نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا سعادہ نہیں جانتا کہ تجھے ماموری اور تہمت حاصل ہو یا سنا ہے وہ تجھے  
علی کے مقابلہ سے روکتا ہے اگر تو موقع پا کر علی کو قتل یا زخمی کر کے گا تو کوئی نہ کرنا کیونکہ تو بہا سوار تمام دنیا میں مشہور ہو جا چکا ہے جس سے دشمنان کیلئے تو خود برا  
بہادر ہے جیسا علی بہادر ہے۔ حریت انکی ان باتوں پر زیادہ حریف ہو کر میدان میں نکلا اور بار بار طلب کیا امیر المومنین نے جان لیا کہ یہ سعادہ کا غلام حریف ہے اسے  
جس کے انتقام کے لئے بھیجا ہے ہر روز دھما دھما باز دھاڑتے رہا گھوڑے پر سوار ہو کر کہ حریف کو نہ بچاں کے اس کی طرف سے حریف نے دیکھا کہ اس





حکم کرتا تھا کوئی سامنے نہ بٹھرتا تھا یہاں تک کہ معاویہ کے سراپردہ تک جا پہنچا اس وقت معاویہ دروازہ پر کھڑا تھا ابوالیوب کو دیکھ کر صفا گالا اور سراپردہ میں گھسکر دوڑ کر  
 طرف سے نکل گیا۔ ابوالیوب دربارہ سرگھر آئے اور مرد مخالف کو طلب کرتا تھا کچھ تسامی مقابلہ میرا آئے ابوالیوب حکم کر کے کئی مامی سرداروں کو قتل کر دیا اور کچھ سلاطین  
 سے پھر آنا اب معاویہ بھی حوت ردہ ردہ وایہ حمہ میں وایں آیا اسی سپاہ کو ملاقات کر کے لگا کر علی کے ایک سوار سے تھیں اس قدر تارڑا اور یں یا کہ میرے  
 سراپردہ تک جلا آیا اور یہاں یہ حال ہوا گو یا قیدی سار کھا ہے اور ہاتھ پاؤں مادھ رکھ میں کسی ایک سے بھی اتنا نہ ہوا کہ کبھی صفا اس کے گھوڑے کے مہر پر  
 ڈال دیتا ایک تسامی ہمارے حکام مترقیں میں مصروف تھا معاویہ سے کہا حاضر جمع رکھ میں بھی اسی سوار کی طرح حکم کر دے گا۔ حصر دہ تیرے سراپردہ تک آیا تھا  
 میں بھی علی بن ابی طالب کے سراپردہ تک پہنچ کر لگا اور اگر علی کو دیکھ یا تو موقع یا کر زخم ردہ کر دے گا کہ تیرا دل تادم ہوا جس کے بعد مرکب ڈالا اور لشکر امیر پر حملہ کیا اور  
 حاس سراپردہ حجاب امیر جلایا ابوالیوب صاعجی اسکا دھک کر گھوڑے کو اڑا کی اور اس کے سر پر ہیکر تمشیر کا ایک ہاتھ کر دیں برسرید کیا اس صفائی کا ہاتھ بیٹھا کہ توار  
 دوسری سمت سے نکل گئی اور سردار تلو۔ گریں یہ دھرا رہا اسی اتار میں گھوڑے سے ٹھوکر کھائی اسکا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری سمت حایہ احو لوگ دیکھ رہے  
 تھے ابوالیوب کے ہاتھ کی صفائی برتھ کرتے اور اسکی تعریف کرتے تھے اب امیر المومنین کے لشکر میں سے قبیلہ طے آئے رہ کر لشکر معاویہ کے مخالف حکم کی اور معاویہ کی  
 طرح میں سے حمہ میں مالک ہمدانی نے لکھ کر دیکھا تم کوں ہو محمد اللہ جس قبیلہ طے اور طے کوہ میں سے ہیں۔ سیریں۔ چکھوئے لطیف ہمارے  
 اور حب در درڑے والے سوار میں حمہ لے کہا واہ واہ اسے طے والو تھے اسی جواب ہی تعریف کی اور اپنے آپ کو ہماروں میں تال کر دیا اس کے بعد اسی جمعیت  
 سمیت امیر حکم کیا اہل نے بھی جواب ہاتھ دکھائے دونوں طرف سے حال توڑ کر مقابلہ ہوا اس جنگ میں امیر المومنین کے بہت سے اصحاب شہید ہوئے آخر محمد  
 بن ابی کر کے کچھ سواروں سے اکی امداد کی اور معاویہ کی طرح کے تمار آدمی حاکم یگرادیے اور طھر و لغرت کے ساتھ ایسے قیام گاہ کو بیٹھے۔ دوسرے دن  
 پھر میدان کار رار گرم ہوا۔ حصن ہر ش ہوئیں۔ معاویہ کے لشکر سے کچھ سوار کھلے سر سے پاؤں تک لوہے میں عرق تھے آکھ کے سوا اور کوئی رہہ حصو طر  
 نہ تھا حصر علی کی طرح سے بھی اس طرح مسلح ہو کر کھلے طر میں میں ایک ہزار سے زیادہ بہادر ترکیب تھے ایسے ڈسے کہ سب کام آئے اور ان ایک ہزار  
 میں سے طر میں کا ایک آدمی بھی زندہ نہ پھرا اس کے بعد عبداللہ بن عمر حطائے مدائن میں اگر امیر المومنین جس بن علی کو آوار دی کہ مجھے کچھ کہا ہے اگر قوم  
 رکھ و ماؤ تو عرض کر دے گا جس سے خیال کیا کہ شاید عبداللہ حکم کرے کہ واسطے ملاتا ہے ہتھیار لگا کر میدان میں آئے۔ عبداللہ نے قریب آکر کہا تم مسلح ہو کر  
 کیوں آئے معاویہ میں آیا کا دس سوں بلکہ میں آپ سے ملاقات کرنا اور کچھ سمجھا مایا تھا اور یہ کہ کچھ کہا ہے عرض کر دیں جس نے کہا حاکم کہنا ہے  
 کہ عبداللہ نے کہا تہارے مایہ قریب کے ساتھ چھوڑ دیا اور چارے یاس جیلے اوہم سب متفق ہو کر حیات آپ کے حوالہ کر دیں گے اور طبع و دما و دار  
 رہیں گے۔ پھر یہ عداوت اور لڑائی بھی ریح دفع ہو جائے گی حسن بن علی نے کہا اے عبداللہ درج کیا ابھی تدبیر نکالی ہے اور نئی بیک رائے دی کیا کہے ہیں  
 حلا مجھ سے ایسا کام کہو نہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب میں کام ہو جاؤں حنا مصطفیٰ صلعم کے ارشاد کے برعکس جیلوں۔ غلیظ وقت اور دھبی رسول برحق  
 سے سرنانی کر دیں نہ خردار پھر ایسا کلمہ نہہ سے نکالنا تجھے شیطان نے بھار کھا ہے تیری آنکھ کی روشنی زائل کر دی ہے اور ان جڑے اعمال نے جو تجھ سے  
 طہور میں آئے ہیں تیرے دل کو تاریک کر دیا ہے تجھے دھوکہ دیکر دین سے رشتہ مایا ہے اور اس ظالم دیکار۔ فاسق اور نکار کی نصحت میں لگا ہے۔ کیا  
 تو اس کے نسب کو بھول گیا ہے اسکا باب الوغیان۔ کھائی حلالو اور چپا س حضرت مصطفیٰ کے دشمن تھے اور اب بھی میں اور اگر ایمان بھی لائے ہیں تو میں  
 مصطفیٰ رفت بھکر کلمہ شہادت زبان سے کہ دیا ہے دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اب میں انہیں مسلمان نہ کہا جائے بلکہ نام کہلان کہا لازم ہے اور  
 ترجمہ فاروق کا بیٹا ہے اسنے جنگ کرتا ہے کہ کوئی تجھے علامت نہ کرے مگر تجھے یہ بات خودی معلوم ہے کہ ترک کرنا ہے اور کسی شخص سے ملنا چھوڑ کر کسی



مرد کرتا ہے۔ جوہر خود اسلام سے کچھ بہرہ رکھتا ہے۔ اس کے مابین بھائی جیاد عمرہ ہی مسلمان تھے اے عبد اللہ پھر حاد اور تو بھی جہا تک تھے سے ہر کے وہی صفا  
اور نفس رسول کی دشمنی میں زور لگائے۔

## شکار گاہ میں ہشام بن عبد الملک کا ایک ایسے بوڑھے سے ملنا جو دقیق

### سوال و جواب سے آگاہ تھا

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہشام بن عبد الملک شکار میں سیر کر رہا تھا اتفاقاً عمار انھیں نظر آیا۔ ملازموں سے کہا اسی جگہ ٹھہر جا اور حرم ایک علام کے ساتھ اسطر  
جیلا قریب بیٹھ کر ایک قافلہ طر آیا جو ہر قسم کی حس لارہ تھا ہشام نے امین ایک صبیغ العمر آدمی دیکھا جس سے زیادہ خوبصورت اور متناثر شخص معلوم ہوتا تھا  
اس سے پوچھا تو کہوں ہے اور کہاں سے آتا ہے۔ میرا وطن کس جگہ ہے۔ ڈھلے حواس دیا میرا وطن کومہ ہے مگر تھے اس سے کیا مطلب اگر میں سوک سبب زیادہ  
معر قلعہ سے ہوا تو تھے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اور اگر میں سب سے زیادہ ذلیل گروہ میں سے ہوں تو اس میں تیرا کچھ نقصان نہیں اور جس امر سے کوئی نفع یا نقصان  
متعلق ہے تو اس کا پوچھنا ہی کیا۔ ہشام نے کہا مجھے تیری بات سے معلوم ہوا کہ تو دنیا حقیقت حال کہتے ہوئے شرم کرتا ہے۔ ہشام بھینکا اور بد صورت تھا۔  
موڑھا ہوا اور بولا۔ میں تیرے کنبہ لب کو تیری بد صورتی اور کرشمہ سے پہچان لیا اور اگر مجھے انبی لعین کرے یہ مجبور ہی کرتا ہے۔ آگاہ ہو کہ میں اس قبیلہ  
سے ہوں اور طمان طمان آدمی میرے قبیلہ میں سے ہیں۔ ہشام نے کہا اللہ اگر توبہ ہی عجیب دارس والا ہے اور جو شخص سرے قبیلہ سے ہو اسے شکر کرنا  
چاہئے۔ ڈھلے نے کہا اسی صورت ریا اور تہمید تہلیل اور دروں کے عجب لکھتا ہے ذرا پس تو کہ کس قوم میں سے ہے اور تیرا حسب اور نسب کیا ہے ہشام نے  
کہا۔ میں قریش میں سے ہوں ڈھلے نے کہا قریش بہت بڑا قبیلہ ہے اس میں اعلیٰ اور ادنیٰ صحیح و شریف سبھی شامل ہیں تو کس طلس سے ہے اور کیا صفات  
رکھتا ہے ہشام نے کہا میں سی امیہ کے اہل اراکین اور ترناہیں سے ہوں حکمی شرافت اور بزرگی کی راہی کوئی دوسرا نہیں کر سکتا نہ کوئی جماعت اس گروہ سے  
انتقام لے سکتی ہے ڈھلے نے یہ باتیں سکر در سے قہقہہ لگایا اور کہا اے بھائی سی امیہ تھے مگر حاسبے کہا تنگ تو نے اپنی لب کی فطانت کو چھپا کر رکھا اور  
مجھے اپنی نفست عطل بھی میں ڈالے رکھا جو کیا کہ یہ بات کہدی اور میرے دل سے اس فکر کو دور کر دیا سچ ہے توبہ ہی اچھی لب منتخب حادوں۔ قافلہ توین  
گروہ اور عالی مرتبہ جماعت میں سے ہے۔ تھے ایسے لب یر شرم آئی چاہئے کیا تو نے نہیں سنا کہ نبی امیہ زمانہ جاہلیت میں سود کھاتے تھے مسلمان ہونے  
تو خدا داں نبوت کے حقوق پر مائدہ صاف کیا۔ تمہارا ٹاڈیر اسرار زمانہ سابق میں شراب حور تھا اور اب ظالم ہے سیرے قبیلہ نے چالیس سو کوں میں نیت دکھائی  
اور کھاگ کرایے ہماروں کو پر باد اور انبی آبرو کو خراب کیا مدللے سے عاخرہ کیا ہے تو ٹی جیتر جماعت میں سے ہے جس کی ہر کچھ صلت اور مذہب ہے  
اور دلیری دہاوری اس قسم کی۔ علاوہ انہیں تم سید المرسلین کی گواہی کے مطابق دور جی بھی ہو۔ تمہارے مونس کی عار کے سبب آنکھ میں ملا سکتے تمہاری  
عورتیں طیت کی بدی اور تہوت کے غلبہ کے باعث سراویا بہین کر سکتیں۔ عقبتہ جو بد کے دن علم بردار تھا تم سے لب ملاتا ہے اور ہمدہ حوام عیوں کی  
خوار متہور تھی تم سے علاوہ کھتی جو خیرین جو بغیا زمانہ جاہلیت میں شراب حور اور بیطار تھا۔ خونہی دولت دنیا سے در ساتھ دیا کئی مرتبہ جناب صلی  
لکھنے کر جڑ بھائی کی اور جہوت اسلام میں لایا گیا تو حسن اعتقاد کی توفیق میسر نہ ہوئی یہ بھی تمہیں میں سے تھا۔ معاویہ جس کی لبست جناب رسالت تاجے  
سات مرتبہ الیا اور الیا کہا ہے تمہارے سر کا سراج ادا نام و مشیر تھا وہ رسول خدا کے وہی اور جیاد بھائی کے ساتھ لڑا اور زیادہ الزام کو اپنی لب  
میں شریک کیا اور ذات القلاید کو جراسکی شکوہ اور ملاقن تھی اپنے لکھ میں لایا جب ایسا آخری وقت آیا تو ایسے بیٹے پرید کو ولیعہد پایا سنت ہوئی کوئی لایا

ہر ایک سنت کے عرصہ مدحت جاری کی اور اس نے خوزیری کی عادت ڈالی اصحاب علی بن ابی طالب پر سلا کیا۔ عقبہ بن ابی معیط کو جسے رسول اللہ ﷺ نے قریشی مسیحی صلح وادما تھا تم نے اپنے ساتھ ملحق کر لیا۔ ایسے عیروں میں سے ایک عورت اُس کے حوالہ کر دی حالانکہ وہ مصوریہ والوں میں بیہودی تھا جس کی نسبت امیر المومنین علی نے فرمایا ہے کہ اُسے بہتریں مدہ سے قتل کیا ہے اور تہیں عار لگا دی تم ایسے پسندیدہ اور قابل تفریب لوگ ہو انکا مشیاد لید جس کو مد میں شرابی کر صبح کے وقت یشیاری کی اور درگت کے عرصہ چار کعتیں پڑھادیں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جس کی نسبت ماسق ہوا ورمایا جس جس جگہ یہ ارتداد کیا ہے افس کاں مؤمبا کمن کاں فاسقا لا یستوون وہی تمہارا ولید اور محمود ہے اور عبد الملک بن مرداں حکماء سے ٹراٹا مثل دوست اور سب سے زیادہ مصف امیر حجاج عین تھا وہ بھی تمہارا رگ ہے وہ مدکاروں خیانت کرنے والوں اور بے وفائوں کا جتھا بھی جس نے میجر کی اولاد کو تہید کیا اور گریوں میں تھیر اور نخواست مھر مھر کو حارہ کعبہ میں پھیلے سب تمہارے ہی یار و عار اور مددگار تھے تمہارا ہیل مدکار در دنیا فی عدا و لا وری مکار ہے تمہارا رگ ترائی اور جھوٹا ہے جیسا ہے کوڑ صاحب ان مذکورہ ملامتوں کو میان کر چکا تو ہشام کا لکا اور ستدر حیران کھڑا ہو گیا۔ کچھ سچے میں نہ آتا تھا کہ کیا حواں دے۔ غمزدہ حالت میں صاحب لشکر ملتا اور علام سے کہا دیکھا اس روز بھے ہمارا کمال کیا تھا اس کی کچھ باتیں یاد ہیں جو یاں کر سکتا ہو۔ علام نے کہا خدا کی قسم میں تو اُس کی باتیں سُکر ایسا سُ اور خیر ہو گا تھا کہ ایسا نام تک یاد رہا تھا۔ پھر اس ہل گفتگو کو کیا یاد رکھ سکتا میں نے کوئی دھہ جیا کہ تلوار سے اسکا سر اُڑا دوں وہ توڑا ہی کا و مڈھالساں تھلاں اور نوا آدمی تھا ہشام نے کہا اگر اس کے رطلان کچھ کہتا تو ابھی میرا سر نکلم کر دیتا جبر تھے ان باتوں میں سے کوئی بھی یاد نہ رکھی جاتے کسی سے ذکر کرنا درہ تو انہی حاں صانع کرے گا ہشام ایسے خود نگاروں کی یاس بیچکا لکھتے کہ حکم جا کر بس نکل دیکھہ کا ایک بڈھا قاعہ کے ہمراہ اس مقام پر ہے اسے میرے پاس پکڑ لاؤاں لوگوں نے اس دقت و دریں اسو بہت کچھ ڈھونڈا۔ اور دیکھ بھال کی مگر کہیں نہ لگا کیونکہ ہشام کے بیٹے کے بعد اسے خیال آیا کہ یہ سوار حاکم وقت معلوم ہوتا ہے اس میری گرفتاری کے لئے آدمیوں کو بھیجا اس لئے ہاتھ محلات کے ساتھ راستہ سے علیحدہ ہو کر ایسی طرف سے نکل گیا کہ جہاں سے کسی عام و خاص کا گزر رہا تھا۔ ہشام اسوقت سے ہمیشہ اس شخص کی گرفتاری کے درپے رہتا تھا اور اسدن کی اُس جُک یکہ اُسے گرفتار کیا۔ افسوس کیا کرتا تھا۔ غلام یاں کرتا ہے مجھے اس بڈھے کا کہا حواں بحرب یاد تھا اور تمام باتیں مجھے سورتا الحیر سے زیادہ ازرقیں لیکن میں نے اسوقت مصلحت نہ سمجھا اس لئے ہشام کے حواں میں انکار کر دیا اور سلامت رہا جب تک ہشام مدہ رہا میں نے اس باتوں کا ذکر کسی شخص سے بھی نہیں کیا۔ الغرض ہم پھر اُسی جگہ سے بیان شروع کرتے ہیں کہ عبید اللہ حسن اس علی کی یہ باتیں سُکر بہت نرسدہ ہوا اور اسٹا پھر گیا اور جو گفتگو ماس ہوئی تھی معاریہ سے جا کہی اسکی بعد معاریہ سے تاسیوں کی ایک جماعت کو طلب کر کے اہل عراق سے جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور کہا علی کے لشکر پر حملہ کرنا شاید کچھ کام نکل آئے کیونکہ اب جنگ کو بہت عرصہ ہو گیا ہے اس لوگوں نے عراق والوں پر بڑا سخت حملہ کیا اور ایک نزار سواروں کو بہت تھجے شانے گئے امیر المومنین یہ حال دیکھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے آپ کے دوست بھی سوار ہو کر ساتھ ہوئے پھر ملزادار سے تکیہ کرتے ہوئے ان پر حملہ کیا۔ شامی ناس قاعہ لاکر بھاگ گئے آپ نے فرمایا کہ ان نالائقیوں کو پوری نرادو جیا پیر امیر المومنین کی روح اُل کے قتل کرے یہ مستعد ہو گئی ایک ہی جگہ میں سات سو تاسی کاٹ چھاٹ کر گرا دیئے اور خود فتح و ظفر کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر لیٹ آئے دوسرے دن سورج نکلنے ہی صفا آرائی ہو گئی امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی اسلحہ سجے اور خطاب رسول خدا کی سواری کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور آرا دی کہ اے مدہ کے لڑکے ان جلا کے بندوں سے ڈٹھا اٹھا اور اُل کی خوزیری سے مانا اور خود میدان میں آکر ماسم کچھ دیر جنگ آزمائی کریں اگر تو عالم آما محیر قح یا گیا اور ملک ماتہ آجا گیا اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مظهر و منصور کیا تو مسلمان اس شدت اور پنج سے بچ جائیں گے۔ معادہ امیر المومنین کی آوار سنگو خاموش ہو رہا عبید اللہ بن عمر بن خطاب نے کہا ایسے اور حیرت لگا کر تو ایسے خیال کا شیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے شجاعت اور جنگ وصال میں جہارت کامل حاصل ہے تو میدان میں جا ہم بھی جری ہمارا دی اور دلیری دیکھیں معاریہ پھر بھی حیرا اور کچھ نہ بولا امیر المومنین



کچھ عرصہ تک گھوڑے کو میدان میں گارے دیئے اور جب دیکھ لیا کہ معاویہ مقابلہ برائیا نہیں جانتا تو رنگ اٹھائی اور اس کی فوج کے سپہ و سپہ برہمنے اس کے سامنے  
 اس درم کر دیا اور کئی شخصوں کو قتل کر کے ایسے لشکر گاہ میں داخلے آئے۔ عمر وعاص سے کہا اسے معاویہ یہ تو اچھا کہ علی ابو طالب نے میدان میں اگر کچھ طلب  
 کیا اور تو مقابلہ پر نکلا معاویہ اس کی یہ بات نہ سمجھا اور بات نہ لکھ اور در و دروں میں متحول ہو گیا اب امیر المومنین نے اور رنگ کا لباس پہن کر کیا اور معرکہ میں لڑا  
 مرد مقابل طلب کیا۔ عمر وعاص لڑکر آیا اس معرکہ میں کہ یہ کون شخص ہے اسے رجز بھی اور کہا اسے اہل عراق میں تم سے جھگڑا لگا اور تم سب کے سب ابو اسحق ہی  
 کیوں ہو میں سب کو تم سے یزید سے یزید کے ڈالوں گا امیر المومنین کو یہ بات سخت ناگوار گری ضرورت سمجھ کر ایسا نام طے کر دیا۔ عمر وعاص آیا کا نام سے ہی سمجھا کہ  
 شیر کے سپہ میں آگیا لڑکر کھا گا امیر المومنین نے بھی گھوڑا اس کے پیچھے ڈالا اور قریب ٹھیکر یہ رسد کیا۔ اتفاقاً تیرہ کی ساں اس کے سپہ میں پریشانی اور عمر  
 کو گھوڑے سے گرا دیا وہ گدھے کے تل میں گر کر انگوٹھ میں مار رہی یا زوں اور بچے ہوئے کے سب اس کی ترنگہ آشکارا ہو گئی امیر المومنین نے فوراً سپہ بھیر لیا اور زبایا  
 تھے حد کی بھیکار حاتوا سی شترنگہ کا آرا کردہ یہی عمر وعاص موقع یا کر اٹھا اور کھا گا کہ معاویہ کے پاس جا بیٹھا معاویہ نے ہتھ لگایا اور کہا اے ہر دو لو سب  
 ویر کیا کسی شخص نے کون دھکا کو قتل ہوئے سے بچھا ہیں چھوڑا یا اور جس شخص نے یہ جھگڑا کیا اور کون رہ کر کے جاں بچائی ہے وہ تو ہی ہے علی عجب نیک خلق  
 مرد ہے جس نے کسی کون برادر ذالنی گوارا نہ کی اور نہ جانے کہ کون دے کو قتل کرے اگر کوئی اور جوتا تو تھے مابھی ڈالا تھا لیکن اس کی جیا اور کرم نے اسے روک دیا۔  
 کہ تھے قتل کرے سے چھوڑ دے اور ترنگہ برادر ڈالے۔ عمر دے کہا اسے لیر لوسیاں تو کت تک یہ دکر کے جائیگا حد کی قسم اگر تو میری جگہ اس حالت سے بھی رہاں  
 ہوتا تو علی تیری جاں لے ہی ڈالتا اور تھے رنہ کون ہوئے سے بھی امان۔ مٹی میں دیکھتا تھا کہ حقوت تھے لڑائی کے لئے طلب کیا تھا تو ترنگہ رنہ دکر گیا  
 تھا اور نہ یہ رہا یاں اڑنے لگی تھیں تو اتنی ہی ہو دے کو اس نکر اور میرے ساتھ مسخر کرے سے مانا تو ایسا دلہا۔ یہاں رہیں جو مجھ میں سے عمر وعاص کہہ رہا تھا اور  
 معاویہ خوش ہو کر دستا تھا اور کہتا تھا اے اباحہ اللہ اگر تو علی کے سامنے سے کھا گا بڑا کوئی ڈک کی مات نہیں مگر کون کو رہ کر دسا اور شترنگہ کو کھول دیا بہت ہی  
 بڑی مضیحت اور رسوائی کی بات ہے۔ عمر دے کہا اہاں ماتوں کو حارے دے معرکہ لڑائی کے لئے قدم رٹھا اور میدان میں لڑ کر تیری ہی دلیری اور بہادری دیکھوں  
 دوسرے دن آفتاب طلوع ہوئے یہ امیر المومنین نے اپنے آدمیوں کو طلب کیا جس سب جمع ہو گئے حطہ پڑھا اور سگڑانوں کو اچھی اچھی لسیجیں کیں اور آہستہ حطہ میں  
 فرمایا اے لوگو خدا تعالیٰ نے تمہیں ایک کام کا حکم دیا اور ایک تجارت کی ہدایت کی ہے۔ جنہی طرف متوجہ نہا اور دلی رحمت رکھا سب حصول بحالت اور موجب درجات  
 عالیہ ہے تم حنتوں کی نعمتوں اور حور دل کو یار کے جیسا کہ کلام محمد میں ارشاد ہے **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَأَنَّهُمْ**  
**لُنَبِيَّانَ مَوْضُوعٌ**۔ جیسے بے شک اللہ تعالیٰ اہل لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں ایسی صف لٹے ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ دعوات کی دیوار ہیں  
 ہیں اس آیت تریف کے معانی پر عور کر دانی صوفوں کو دعوات کی دیواروں جیسی بناؤ زہ والوں کو آگے رکھو اور جس شخصوں کے پاس اسلحہ کم ہیں انہیں بھی  
 لوہا کو مضبوط اور قدم کو ایسی جگہ قائم رکھو۔ یہ باتیں لڑائی کے لئے ضروری ہیں اور ایسا کرنے سے تم پر تلوار کار گرہیں ہوگی تمہارا دل قوی رہے گا جبکہ قوت  
 تیر کو اچھی طرح کیجھا جائے کہ پورا کام دے سکے یہ نہ کو سب سے اچھا ہتھیار سمجھو اور اسے ایسے شخص کو نہ دو جو بخرہ کارا اور عہہ سار زہہ صوفوں میں سے  
 لڑکر نہ کھا کر کیونکہ اس سے خص الہی میں کرتار ہو سکے گا کہ ہو کہ اقیانوس اور بجاؤ کر ٹرہا نہیں یونیا اور دلیری رہا رہی رہدگی کو کھٹا ہیں سکتی مقررہ  
 موت اور حکم خدا کو کوئی شے نہیں ہٹا سکتی جیسا کہ واقعہ ہے **قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفُلُ إِلَّا أَنْ فَرَّادُكُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذَا لَا تَعْتَمِدُونَ إِلَّا**  
**فَالْكَذِبَ** اگر اس وقت بجاؤ کرو گے اور جنگ سے بھاگو گے تو اس صورت میں کہ حکم خدا ہی ہو گا کہ موت آجائے تو بھاگے سے کوئی فائدہ نہ لکھنا نہ تم بھاگ بھاگو گے  
 جو کچھ زمانہ کی تبدیلیاں مقرر ہو چکی ہیں وہ دیکھنی ہی پڑیں گی اس لئے دل کو حکم الہی کے تابع کر لو اور سپہ سے طلب امداد ہو کہ سپہ سے غلط حاصل  
 ہوتی ہے امیر المومنین کے سپہ درمنوں اور پکے بہادرانوں نے بڑی خوشی اور مسرت سے آپ کا یہ فرمان قبول کیا اور عرض کی ہم آپ کے غلام مطیع و راہبر

ہیں حالِ نول سے زیادہ آپ کو غم بر رکھتے اور آپ کے غیر خواہ میں جس امر کے لئے حکم دوئے دل وہاں سے کھلائیے اور جنگ دراسی بھی حاکم میں  
 باقی ہوئی حدیث گزاری میں درامی نہ کریں گے امیر المومنین نے اُن کو دُعا چودی پھر سوار ہوئے اور تمام لشکر اکیس ہزار کا مسجد ہو گیا حرموت رزگاہ میں  
 آئے ایک سامی بہادر مسیح میں ستر حرامی نے قوم نہی حرام کے یاس اگر کہا اسے بجا یومیری مدد کرو میں جانتا ہوں کہ آج کچھ بایاں حدیث ادا کروں لوگ  
 علیؑ کی دیر اور بہادری کی بڑی تعریف کرتے ہیں میں جانتا ہوں کہ اُسے دکھوں اور اُس کے ساتھ جنگ کروں سی حرام میں سے کسی نے بھی اُنکا ساتھ نہ دیا  
 باچار گھوڑے کو چابک لگا کر میدان میں آیا اور کہا علیؑ کو تاد کہاں ہے میں اس سے جنگ کر دکھا۔ عدی بن حاتم طائی گھوڑاڑھا کر میدان میں آیا اور کہا یہ سبھی  
 کب تک میں تیرے مقابلے کے لئے آجیا دکھا کیا نہ رکھتا ہے حرامی نے یہ بات سکر عدی پر چل کر اور عدیؑ اس کے سیدہ برالسا یہ ہمارا کہ ورا گھوڑے سے گر کر مر گیا  
 اس خالد بن عمرو دوسری حوزہ کے مہرور معروف بہادروں میں سے تھا مومنین تھا امر کی فوج میں سے نکلا اور میدان رزم میں کھڑے ہو کر لڑا اسے عراق  
 و حجاز کے باشندہ ہم میں سے کون اپنے آپ کو خدا کے ناطق و فخر کرنا اور میرا ساتھ دینا جانتا ہے کہ میں اس بددات گروہ سے جنگ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل  
 کروں۔ ہر ایک جلیلہ سے سوار بدیل عول کے نول کھلے ترور ہوئے یہاں تک کہ اس کے یاس نو ہر ہر ہر جمع ہو گئے سب اس کے چہرے ہو گئے اور عواروں کے  
 میدان توڑ کر اُس کے سامنے ڈال دیئے پھر ترمیوں کے معرکہ کی طرف متوجہ ہوئے بہادرانہ حملہ کئے اور ایسی کارزار کی کہ کبھی نہ دیکھی نہ سنی گئی اور نہ کسی تاریخ یا جنگ  
 میں اس جیسی لڑائی پائی جاتی ہے لڑتے لڑتے مہار کے سر پر دہ تک پہنچ گئے معاویہ یہ حال دیکھ کر لکل بھاگا اور سامی لشکر میں جا چھا خالد سرار دہ کے  
 اندر گھس گیا اور حقد ر سامان واسلحہ موجود یا لوٹ لیا۔ اس معارے میں ایک چال علیؑ ایک ناصر خالد کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ تو جنگ اور لڑائی میں استغفر ختمی کیوں  
 کرتا ہے اس حرکت سے مانا اگر میں تمہیں ہو گیا تو خراساں کی امارت تیرے حوالہ کروں گا خالد کو خراساں کی امارت کا لالچ آگیا معاویہ کی شرط قبول کر کے سبھی جنگ  
 سے ڈھڑک لیا اور ایسی تیام گاہ پر لٹ آیا۔ یہاں کرتے ہیں کہ حب امیر المومنین علیؑ کو مار میں تہید کر دیا اور معاویہ کا کام لگیا تو خالد میں مہر معاویہ کے پاس بھیجا اور  
 سب اس کے چہرے تھا معاویہ نے ان دونوں کو دیکھ کر کھٹ کھٹ و سست کہا اور گالیاں دین اور سامے سے دھتکار کر نکال دیا اور اُس کے اس روئے کے چلے کرنے  
 یاد دلانے وہ چپکے کھڑے رہ گئے یہ معاویہ اپنے کام سے ملے ہو گیا تو خالد نے یہ قطعہ یہاں قطعہ معاویہ لا خھل علینا قادیانہ نزل لے لیا  
 العصیب معاویہ متی تداع فیما دعوة ربيعة ۛ یحناک و حال یحسون العوالیا ۛ فان تطعنا یاں حرب مستاہا ۛ تک حیر میں  
 تدعو اکت داعیا ۛ وکت امرا اھوی العیان و اھلھا ۛ وکت حجاتا و لہان تاسیا ۛ و لا تقصھا و احصم الیک طلوئنا ۛ و ما لھا و حلہ  
 و ما کت حایا ۛ و ذوعک شینا قدامے لسبیلہ ۛ علی اسی حالہ مصیبتا و حاطیا ۛ معاویہ نے یہ اتنا لشکر حاضری معاف کر دی اور کہا  
 میں نے تجھے معاف کیا۔ پھر خزانچی کو حکم دیا کہ پچاس ہزار دینار میرے حوالہ سے لیکر خالد کے گھر پہنچا دے۔ میں ہر ارحام خالد کو دے اور تیس ہزار اس کے  
 چچا راو بھائیوں میں تقسیم کر دے ۛ الفرض ہم پھر اصل مطلب بیان کرتے ہیں دوسرے دن ابو ہریرہ اور ابوذر و ثار لشکر امیر المومنین سے نکل کر معاویہ کے پاس گئے  
 اور کہا تو مسلمانوں سے کیوں جنگ کرتا ہے اور کس لئے ہزار مسلمانوں کی حوزہ زری چاہتا ہے یہی ہے کہ علیؑ اس انی طالب خلافت کے پاس میں اولیٰ تر میں کیوں  
 دین کے اختیار کرے میں سب پر سقت رکھتے ہیں اور حوضیلتیں آپ کو اسلام میں حاصل ہیں اور چہار رسول خدا کے سامنے لئے ہیں تیرا حق میں بھی اولیٰ درجہ  
 رکھتے ہیں اور تو بھی اور رب لوگوں کی سبب اُن کو مسائل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور علم و فضل اور خصائل جملہ سے بخوبی آگاہ ہے اس کی کج ضرورت  
 ہمیں کہ آپ کے اخلاق حسنہ اور محامد سی تھے سے بیان کریں علاوہ ازیں تو خلافت کا مستحق نہیں ہو سکتا پھر کس لئے دیا دی طبع کے یہ جبر خدا کی مستحق  
 تو ایسے شخص سے جھگڑا اور فساد رکھتا ہے اور اپنے دین میں غلط ڈالتا ہے۔ اسے لیسو سفیان خدا سے ڈرا اور خدا اور رسول خدا کو اپنا دشمن نہ مانا ہم یہ بائیں شخص  
 بیری جہانی کے لئے کہتے ہیں آئندہ تجھے اختیار ہے ۛ در دہر بکام مل سرفراشتہ گیر ۛ ملک عرب و جم غفیر ۛ تارنگری آنچہ مراد دل تست



رواۃ کثیر مار بگذاشته گیرید۔ ایسے مرض کرے کہ دنیا میں اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ عجب عجب کا ملک فتح کر لیا ہے اگر عور کر کے دیکھو گا تو تمام دلی ملاویں حاصل کرے کے بعد چھوڑی ہوئی یا نکلا۔ معاویہ نے کہا میں اسے آپ کو علی پر ترجیح اور نصیحت ہیں دینا اور یہ ہیں کہنا کہ میں امیر غلات میں اس سے زیادہ مستحق اور لائق ہوں یا اس کے علم و فضل سے انکار کرتا ہوں۔ علی ان لیسیدہ حسلتوں اور کریمہ صفیوں اور ذاتی شرافتوں میں ایسا ہی ہے جیسا تم بیاں کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ میں اس سے قاتلان عثمان کو طلب کرتا ہوں اور وہ انہیں ایسے یاس و اہم کے ہوئے ہے اور ہر روز ان کی عزت و حرمت اور مرتبوں میں اور دلی کی جاتی ہے انہیں میرے حوالہ نہیں کرتا مجھ میں اور اس میں دشمنی اور عداوت کا یہی سبب اگر علی قاتلان عثمان کو مرے حوالہ کرے تو میرے اُس سے کوئی عداوت و دشمنی باقی نہ رہے پھر میں اُس کی حرمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور جبرح اور مسلمان مشتق ہو گئے ہیں میں بھی اتفاق کروں گا بلکہ ہر رات اور صحتیں بھی بجا لائیں گے۔ ابہوں نے کہا اس امر کے علاوہ جو تو نے بیان کیا کہ عثمان کے قاتلوں کو طلب کرتا ہے کوئی اور بات بھی ہے یا نہیں معاویہ نے کہا اس کے سوا اور کوئی حمایت نہیں انہوں نے کہا یہ اس کا کام ہے تم جانتے ہیں اور اسی اس کام کو کرتے ہیں اور اس دشمنی اور لڑائی کو مٹا کر آتش و سادیریانی ڈال دیتے ہیں۔ وہ ان سے اُٹھ کر امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے شرط آداب بجالائے اور بھیک عرض کی اسے امیر المومنین آپ کی ضیلت و شرافت کا مرتبہ عالی سب لوگوں پر انکار ہے اور آپ کی تال کی رعت و لذیذ آفتاب سے راہ روٹس ہے اور معاویہ ایک لے دن دنیا طلب تھیں ہے اُس کے پاس لے دقروں جاہلوں اور لالچی لوگوں کا احتجاج ہو گیا ہے آپ لے اپنے آپ کو اس ہم کی تردد میں مبتلا کر رکھا ہے اور سفر و در درار قطع کر کے یہاں معرکہ آرا ہوئے ہیں۔ ہر روز طریق سے بے شمار حلقہ ماری جاتی ہے اور مسلمان سخت رنج و تکلیف میں مبتلا اور دلت و حواری میں گرفتار ہیں آپ بھی تمام دن دل یہ صدمہ اٹھاتے رہتے ہیں اور رات دن اسی ملکہ و سوچ میں کھتے ہیں۔ معاویہ آپ سے صحن قاتلان عثمان کو طلب کرتا ہے کچھ اور نہیں جانتا آپ انہیں اسکے حوالہ کر دیں۔ میرے کاوش و عداوت اور لڑائی جھگڑا مٹ جائے گا ہم معاویہ کے پاس گئے تھے اور اس معاملہ کا فیصلہ اس طریق پر کر لائے ہیں اگر آپ رضامند ہوں اور قاتلان عثمان کو لائے حوالہ کر دیں تو جو حدت مبارک میں حاضر ہو کر رعیت کرے گا امیر المومنین نے کہا اے اصحاب رسول معاویہ ظالم و فاجر ہے تم نہیں جانتے کہ اس بیان سے اس کی کیا مراد ہے حکم اور تمام مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ حسن عثمان کو قتل کیا ہے میں رماں نہ تھا اور تحقیق طور پر مجھے معلوم نہیں کہ عثمان کا قاتل کون شخص ہے اگر تم جانتے ہو بیاں کرنا انہوں نے کہا ہے سنا ہے کہ محمد بن ابی کران لوگوں میں سے ہے جہوں نے اسکے ہلاک کرے کا قصد کیا اور گھبریں داخل ہوئے اور عمار یا سمر استر سخی عدی بن حاتم طائی۔ عمر بن حنظل و غیرہ تھے آپ نے فرمایا حاکمان لوگوں کو بلا لاؤ ابو ہریرہ اور ابو داؤد دامنے جا کر ان لوگوں کو بلانا اور کہا تم نے عثمان کو مارا ہے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ تمہیں بیکر قصاص میں قتل کریں یہ کہنا تھا کہ تمام لشکر یہ جوش ہو کر بولا اے ابو ہریرہ اور اے ابو داؤد و قاتل عثمان کے دن تمام ہاجر و انصار اور صحابہ مدینہ میں موجود تھے کسی نے بھی اس کی مدد نہ کی سب علیحدہ رہے کیونکہ وہ طریقہ شرع پر چلتا تھا ہر روز اس سے اور اس کے ظالم عاملوں سے کوئی نہ کوئی ایسا ہی امر سرزد ہوتا تھا جس کی رداخت کسی سے نہ ہو سکتی تھی لوگ دشمن س گئے ہوا کیا کردہ کے بہت سے لوگ بھر گئے اٹھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ۔ طلحہ و زبیر نے قتل ہو کر سادگی آگ بھڑکائی اور سب سے پہلے عرض عثمان کے مکان پر چڑھا طلحہ تھا اس کے علاوہ عثمان نے معاویہ کے پاس قاصد بھیجا کہ طلب کی تھی معاویہ نے مددوی منظور نہ کی اگر وہ مدد کرتا تو اس میں شک نہ تھا کہ عثمان قتل ہوتا پھر سب باتیں تھیں اچھی طرح معلوم ہیں معاویہ نے ہمیں بے وقوف یا کران عطا باتوں سے دھوکہ دیا ہے ہم اس بات سے باز آؤ اگر زیادہ دریغ ہو گئے تو تمہیں بھی عثمان کے پاس بھیجا دیں گے قتل عثمان میں دس ہزار شہر تیرن شریک تھے تم درآؤ یہیں کس طرح ہلاک کر سکتے ہو اور داؤد ابو ہریرہ یہ بائیں لشکر حیران رہ گیا کچھ نہ کہ سکے اور امیر المومنین کے لشکر سے ٹکڑے معاویہ کی فوج کبیرن چلے اور باہم کہتے جاتے تھے کہ بڑی مشکل کی بات ہے یہ فساد کس طرح نہ مٹ سکے گا معاویہ کے پاس بھیجا کہ کچھ کہا اور گزرا تھا مفصل کہہ سنایا۔ پھر رماں سے ٹکڑے تھر جس میں عبدالرحمن بن خنم کے پاس گئے جو حاذ بن جہن کا دوست تھا اور اس کے

بعد شامیوں کو علم فقہ اور طریقی اسلام اور احکام دین کی تعلیم کرتا تھا۔ پھر دونوں اس سے وہ تمام حالات جو معاویہ اور امیر المومنین علی کے مابین ظہور میں  
 آئے اور کہے گئے بیان کئے اور امیر المومنین کے لشکر میں دس ہزار شخصوں کا جمع ہونا اور تلواریں کھینچ کر یہ کہنا کہ ہم سب قاتلان عثمان ہیں کہہ سنایا۔ عمر فاروق  
 نے کہا مجھے تم پر تعجب آتا ہے تم دو سو صحابہ دار اور رسول خدا کی صحبت یافتہ اور تمام حالات سے آگاہ ہو اور جانتے ہو کہ حسن عثمان کو مدینہ میں قتل کیا ہے تمام ہمارے  
 انصار موجود تھے کسی نے بھی مدد نہ کی اور کسی قسمی کرنے والے کو روکا اور یہ امر بھی آفتاب سے زیادہ روشن اور ہمیں معلوم ہے نہ اس کے بیان کرنے کی کچھ حاجت  
 ہے کہ تو شخص حضرت علی انی طالب سے بیعت کرے گا وہ اس شخص سے اچھا ہے جو معاویہ کی بیعت اختیار کرے گا کیونکہ معاویہ طلاق میں سے ہے اور اہلین خلافت کرنا  
 جائز نہیں۔ تم یہ سب باتیں جان کر بھی معاویہ کے پاس سیام لیجاتے اور اُمت محمد کے معاملہ میں اس سے فیصلہ جانتے ہو یہ تو نہایت ہی عجیب و غریب معاملہ ہے جو  
 میں تم سے منتظر ہوں قصہ کوتاہ ابوہریرہ اور ابوذر اور ان کی سعادت و پیغام بری سے کچھ ماندہ ہوا۔ الکی وساطت اور نہایت کارگر ہوئی بلکہ آتش فساد زیادہ  
 مستقل ہو گئی اور اسکی لیٹیں زیادہ دو دو در تک پہنچنے لگیں دوسرے دن لشکر صرف بہت ہو کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے عمر عاص نے آگے بڑھ کر قبیلہ عک کو بلایا  
 اس نے اسکا ساتھ دیا اس وہ رحر رحر ہوا میدان جنگ میں ادھر ادھر مرکب کو گاڑ دے دیکھا مگر ڈر ڈر کر قدم بڑھاتا تھا ادھر سے اتر کر خیمے نے دیکھا کہ قبیلہ عک  
 زیادہ بڑھ آیا ہے اور عمر عاص کے زیر حکم ہے قبیلہ مدح کے تیس سو سوار عمار لے کر نکلا اور قبیلہ عک کا رخ کیا دونوں میں جنگ ہوئے لگی اتر کر عین جنگ کا کارزار  
 میں عمر عاص کو تلاش کرتا پھرتا تھا کہ دیکھ یا کھ تو اسیر دار کرے اُسی اتار میں دیکھا کہ وہ گھوڑے کو دوڑاتا رہتا تھا ہوا ایسی تفریعوں کے یلے ماندہ رہا ہے  
 اترنے اُس پر حملہ کیا وہ بھاگ کر قبیلہ عک کے سواروں میں جا چھپا اب اترنے ایسے سواروں کو حکم دیا کہ ان کی گنگی حملہ کر اور قبیلہ عک کے سواروں کو کچھ شہ  
 لے جاؤ تاہذا اس حملہ میں عمر کو دیکھ پائیں اور گرفتار کر کے یا دار لگا کر اس کے شر کو مٹا دیں اس کے ہمارے میں نے کہا ہم ایسا ہی کرینگے اور دعوے اس جوتس و خروش  
 سے حملہ کیا کہ قبیلہ عک کو ہٹاتے ہوئے سر ابرہہ معاویہ تک چاہیے اور اُسی سے زیادہ سوار مار ڈالے اور عمر کو بھی اشرکے ایک ساتھی نے گردن عمار میں دیکھ  
 پایا اور یہ روئید کیا جس سے عمر عاص سخت زخمی ہو کر بھاگا اور حمیوں میں جا چھپا قبیلہ عک کے اکثر آدمی زخمی و خستہ ہو گئے آج معاویہ بہت حیران و پریشان ہوا  
 کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کتا بدبیر کرے سجدہ گردن عمار بلند تھا اور چھپو پھر پر چھپاں اور تلواروں پر تلواریں پڑنے کا اور ہماروں کے قعرہ رن ہونیکا غل و شور آسمان تک  
 جارا تھا۔ اسی ہنگام میں ام سنان مدحہ بھی ایک ٹبلہ پر کھڑی ہوئی شامیوں کو گالیاں دے رہی تھی اور اسی قوم والوں کا دل بڑھاتی جاتی تھی معاویہ اسے  
 دیکھ رہا تھا اور اسکی آواز میں سناتا تھا آج بھی لڑائی نے صبح سے تمام تک طول کھینچا جس رات ہو گئی دو لشکر آئیں سے علیحدہ ہو کر قیام گاہوں کو پلٹ آئے  
 معاویہ رات بھر سخت غمناک رہا اور ایسے دوستوں اور حواریوں سے کہتا تھا کہ مجھے ایسے اس قدر سرداروں اور بہادروں کے قتل ہو جانے کا وہ صدمہ نہیں ہوا  
 جو ام سنان کی دل خراش باتیں اور شامیوں کو گالیاں دینا دلیہ کشک ہے ہیں اگر زمانہ کے ساتھ دیا اور میں نے فتح پائی تو میں نہیں جانتا کہ اسکو کیسی سزا دوں گا  
 حنوت معاویہ کے کام لے رونق حاصل کی تو ام سنان مدینہ سے داخل تمام ہو کر معاویہ کے دروازے پر آئی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی معاویہ نے کہا اسے میر  
 رو رو لاؤ جب سامنے آئی سلام کر کے بیٹھ گئی معاویہ نے کہا اسے ام سنان اور مدح کی بہن تو کس کام کے لئے آئی اور کیوں مدیر سے شام میں داخل ہوئی۔  
 مجھے تیری وہ دل شکن باتیں اور مکر وہ گالیاں یاد ہیں جو تو نے تمام والوں کو دی ہیں اور جس جس طرح سے ہیں بڑا کہا اور اپنی قوم کو جسے لڑنے کے لئے کہا  
 اور دل بڑھایا ہے۔ ام سنان نے کہا میری بات سن اے معاویہ تیرے لئے عجزناں والے بڑے غلیظ اور روشن حسب والے ہو گزر رہے ہیں ان کی عادت  
 تھی کہ جس کی کسی خطا معاف کر دیتے تھے تو پھر اس کے سر نہ ہوتے تھے اور علم کے بعد جہالت کو اور معافی کے بعد سزا کو کام میں نہ لاتے تھے اور کوئی شخص تجھ سے  
 زیادہ اس بات کا سزاوار نہیں کہ اپنے بزرگوں کی بیروی کرے اور ان کی سپیدیہ جادوؤں اور نیک نسلوں پر چلے۔ **بعض** حکم تھا جو بود کہ در قرآن  
 بعض حکم تدرج ہے کہ نہ ہرے پینے معافی اور بربادی پر فخر حاصل کرنا چاہئے کیونکہ قرآن شریف میں خدا صلی علیہ وسلم کی تعریف فرماتا ہے کہ



حکایت امیر المومنین

باب وادائی سنت کو قائم رکھ کر معاف کر دیا تو بے گناہی کے دل سے بے شمار کچھ تھے۔ **عَرَبُ الرِّقَادِ قَمَاتُ لَا تَرْقُلُ**  
واللیل لصدس مالموم ولورد۔ یا آل مداح لا مقام شتم واد۔ ال الحد والال احمد مقصد۔ ہدا علی کا الحدال تحقہ۔ وسط  
السماء من الکواکب سعد وادحد الحدائق وان عم محمد۔ وکعاہ شحرانی الامام محمد۔ مادال مدعرب الحروب مطفلاً۔ والمع  
فوق لوانہ قد تعید واد۔ ام نمان بے گناہان یہ اتنا میں نے ہی کہے تھے اگر حضرت علیؑ زندہ ہوتے تو کم بھی ترے یاں نہ آتے کیونکہ میں انکو ایسی جان سے  
زیادہ عزیز رکھتی تھی اور یہ ہے کہ وہ اسی قسم کی تعریف و توصیف کے مستحق تھے اور میں کیا حرموں جو حضرت علیؑ کی صفات حمیدہ میں سے فی ہر ایک یا مہار کثیر میں  
سے تھوڑا ہی سا یاں کر سکوں ان کی حصلت پسندیدہ ایک یہ بھی تھی کہ امت محمدیہ کے حق میں ہدایت یقین و ہر باں اور حیر خواہ کھے سب لوگ انکو ایسے ماں مایا  
جیسا مرلی اور رزق کسہ تھے میں ایک دن کسی حاجت کے لئے آپ کی خدمت میں گئی جب اتفاقاً اس وقت پہنچی کہ آپ حمار پر کھڑے تھے اور ناز کی منت  
ماں دھسے کو تھوڑے دیکھ کر مار تیر و س نہ کی اور بڑی مہربانی اور شفقت سے مخاطب ہو کر فرمایا ام نمان تھے کوئی کام درپیش ہے میں نے کہا ہاں واللہ اس اور حضرت  
بیایں کر دی کہ عامل صدقائے مجھ پر زیادتی کی ہے امیر المومنین نے اس وقت حمار پر بیٹھے بیٹھے ذاتِ فہم اور کاغذ طلب کر کے اس کے ماتم تائیدی و ماں لکھا کہ حدائے  
یاک اور اس کے رسول کی قسم میں نے کچھ ظلم کرنے کی اجازت نہیں دی میں ظلم سے رضا مند ہوں ان حرکتوں سے باز آ حلفت کو مت متا اور حدائے یاک اور اس کے  
رسول کو حور و صا کرے سے انیا دش نہ ما۔ ظلم و تم کو ترک کر اور سر حکومت پر سے اٹھ کھڑا ہو حکومت سے دست بردار ہو میں کسی اور کو جو مہربانی اور یردش خلق  
اور انصاف کرنے میں کچھ سے بہتر ہوگا تیرے جگہ مقرر کروں گا والسلام میرا اس فرماں کو اسی طرح بغیر مد کے میرے حوالہ کر دیا اور حد کیا پھر جواب آ سماں منہہ کر کے  
کہا اے حد تو تمام عہدوں سے آگاہ ہے اور پر تیرہ امور تجھ پر عیاں ہیں تو ہی میرا گواہ ہے کہ میں اس عامل کو ظلم کی اجازت نہیں دی ساس کے ظلم سے رضا مند  
ہوں اس کے لئے سواری اور راستہ کا خرچ و کمر کھے رضا مندی سے دالیں بھیج دیاں اس عامل کے یاں آئی خط حوالہ کیا۔ پھر حکم اس وقت اپنے ظلم سے مازیا اور  
مجھے خوش کر دیا اے معاویہ اب حضرت علیؑ دنیا سے رحلت و مانگئے اور نو علیہ ہو گیا محو ہو کر تیرے یاں آئی اس تو معافی کا تیرا کردار جس کام کے لئے آئی ہو اس  
مطبوعہ کرم پورا کر ایک جہت میں لے کہا اے مدح کی ہن کیا یہ اتنا علیؑ کے عم میں نونے نہیں کہے۔ **أَمَّا هَلْكَ أَمَّا خُسَيْبٍ فَلَقَدْ تَرَلَّ**۔ نالحنی تعمر  
ہا دیا محمد یا۔ فادھب علفك صلواة رلك ما دعت۔ فوق العصول حمامہ۔ قد کست بعد محمد حلقا لدا۔ اوصی الیك  
ساکت و قنا۔ فالوم لاحلق لومل لعدہ۔ ہیمات بعد لعدہ لست۔ ام سان نے کہا توج کہتا ہے یہ اتنا میرے ہی کہے ہوئے ہیں اس وقت  
طبعیت اتنا کوئی پتا نہ تھی اور باں گویا اور اے معاویہ آج تو میری آرزو کو پورا کر دے تو تیرے حق میں اس سے بھی بہت زیادہ لکھوں اور تیری بہت کچھ بخش  
کر دوں مگر تیرے ایسے ایسے خدشہ نگار موجود ہیں جو ہر وقت آگے پیچھے اسی قسم کی باتیں کہتے اور سنا رہتے ہیں اور تیرے دلوں کو ہماری طرف سے گستاخ کرتے رہے ہیں  
اے معاویہ اگر کوئی گروہ تیرا دشمن ہے تو اسی سب سے اور اسی قسم کے لوگوں کی مدد سے ہے ایسے خدشہ نگاروں کو دور کر ان کی بیہودہ بکواس بھونکی گویں اور بے مبالغہ  
باتوں کو نہ سن۔ پھر دیکھنا کہ رہا میں تیرے کس قدر مہوا حواہ ماصح دوست اور شفیق ہمتیں اور عقلمند مصاحب میرے سوا جاتے ہیں معاویہ نے کہا کیا تو نے ہی علیؑ کی  
تعریف میں ایسے ایسے اتنا لکھے اور اس قدر مناقب و معایل سے اس کی مدح کی ہے ام نمان نے کہا سبحان اللہ حضرت علیؑ کی تعریف ان اتنا سے نہیں بہتر  
نہ اس قدر مناقب و محامد سے ال کی شاں طاہر ہو سکتی ہے کوئی مجھ جیسا کیوں کر جھوٹوں سکتا ہے اور کس طرح عظمیٰ کا عذر کر سکتا ہے مجھے میرے اعتقاد کی جو وہی  
شہر ہے جب تک حضرت علیؑ زندہ تھے ہم انکو تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نال حال ہو گئے تو اوروں سے بڑا وہ تھے دوست رکھنے  
ہیں۔ معاویہ نے پوچھا تو مجھے کس گروہ سے زیادہ دوست رکھتی ہے ام نمان نے کہا مروان بن حکم اور سعید بن عاص اور ابھی جیسے لوگوں سے معاویہ نے کہا ان  
لوگوں پر زیادہ مجھ کیوں عزیز رکھتی ہے اس نے کہا تیرے علم کی خوبی اور معافی کے کرم کے سبب جو خدا تعالیٰ نے تجھ میں ان لوگوں سے زیادہ عطا کیا ہے اور بہت

سے اور تھوڑے سے مخصوص وقت زومتی کباب ہے۔ معاویہ نے کہا اے ائمہ سان تو بڑی حاصر ہوا ہے اور مدح و ذم کو خوب آمیز کرتی ہے میں نے تیرا کہا ہوا تیری  
 سب خطائیں صاف کر دیں جو کچھ گد رگیا میں اُسے یاد ہیں کرتا اب کہ تیری کیا حاجت ہے کہ اُسے بر لاؤں ام سان نے کہا میری یہ حاجت ہے کہ تو نے  
 مرواں میں حکم کو مارا ہے میرے حکم کر رکھی ہے اور وہ اچھا تر اور بہتر رکھتا ہے رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آتا ہے مسلمانوں کی سفارشات کی پروردہ درمی اور  
 عزت و سواں کا نتیجہ کرتا ہے میرے ایک عمر کو قید کر دیا ہے میں نے اس کے پاس حاکم غارتش کی تو مجھے بھی ایدادی اور بہت ظلم کیا میں بھی ضبطہ کر سکی اور تھوڑے  
 سے زیادہ سخت اوکھلے سے زیادہ تلخ مائیں سائیں میرے سرچے ایسے آپ کو ملائی کی اور تیری مایں دا خواہی کے لئے آئی کہ تو میری امداد کر اور انہی کمال علم  
 و فضل کے سبب میرے اس رشتہ دار کو اس ظالم کی قید سے چھڑا دے۔ معاویہ اسکی باتوں سے خوش ہو کر مہمیں پڑا اور اس کی مایں کی لطافت و نصاحت پر تھیں کہتے  
 ہوئے کہ تیری مدد حاصل ہے میں تیرے عریکی حکم کو دریافت نہیں کرتا۔ تھوڑے سے اس کی تربیت کے واسطے کوئی دلیل و حجت چاہتا ہوں مرواں میں حکم کو اس کے  
 قید کرے پر ملائی کو لگا اور اسے چھڑاؤں لگا کر بہتر مرواں کو لکھ خاطر ہو گا ام سان نے کہا میں تیرے سید حکم و کم اور بے دلیل لطف و عدل سے یہ امر نہ بھی لکھ  
 و شکل ہیں سمجھتی اور توجہ میں تیرے جلی تھی مجھے یورائیں تھا کہ تو صاف کرنے کا اور میرے باب میں اسی قسم کا حکم دے گا۔ جیسا دیا ہے معاویہ نے کہا اس کے  
 واسطے مرواں کے نام مرواں جاری کر دے کہ اس کے غور کو کر دے کہ کسی قلیل و کثیر تھے کا جانتا تھا کہ ہوا اور ہر ام سان اور اس کے رشتہ داروں سے کوئی تعلق نہ رکھے  
 اس میں میرے قرض ہو کہ ہر طرح سے اس کی رعایت کرنا ہے یہ حکم لکھ کر ام سان کے چلے کر دو اور اسے خوش کر کے رخصت کر دے۔ ام سان نے کہا میں دالیں کس طرح جاسکتی  
 ہوں میری سواری کا جانور دلا ہوئے سے چلنے کے قابل ہیں یا اور سحر حرج بھی ختم ہو گا ہے معاویہ نے کہا اسے ایک سواری اور ایک ہزار درم بھی دید و ائم  
 سان نے کہا تو مجھے ایک ہزار درم دیے سے بھی زیادہ کریم ہے معاویہ نے کہا پڑا اور کہا اس ہزار درم اور دو سو سواری اور جس قسم کا کثیرا اسے دیکار ہوا اس کے  
 لئے مہیا کر دو کہ وہ بہت خوش ہو کر جائے ام سان نے حسب نسا و مایں لکھ کر اور اس ہزار درم اور سواری لکھ کر اداں و فرحان حاسب میرے حاجت کی انصاف  
 میں قیس کی کوئی بات نہ کووں نے جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہہ دی آپ شکر و حمد ہوئے اور انتہت کو اس کی قوم کی سواری سے بظن کر دیا اور اس سے  
 علم لکھ کر حسان میں محمد و دبی کے حوالہ کر دیا اور انتہت کے قیدی کے امیر اور کدہ کے رئیس امیر المومنین سے فارص ہو گئے اور حسان میں محمد و دبی کے عزیزوں اور  
 انہیں بہت جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ چوں ریری دات ہر حسان کے ہر جو یہ قوم کے رئیس اور سردار تھے مادات گندہ کے یاس آئے اور کہا یہ ناراضی کی بات  
 نہیں ہے ہمارا امیر انتہت میں قیس راہ جا میں میں ملکیت اور اسلام میں سرداری اور سردی رکھتا ہے اور ہمارا امیر حسان بھی مودبر گ اور مشہور ہے کوئی  
 دہقان کی گام غرض نہیں ہے امیر المومنین سے جو ریاست و ادب اُسے دی ہے وہ بھی اس کی قابلیت رکھتا ہے حسان نے ایسی قوم سے کہا ٹھیر و مہری بات سنو میں کچھ  
 کہنا چاہتا ہوں پھر انتہت میں قیس سے مخاطب ہو کر کہا اے بھائی تو ٹھیل ہو اگر امیر المومنین علی نے یہ علم مجھے دیدیا ہے تو کیا ہوا۔ علم موجود ہے اٹھائے میں ایسا  
 علم تھک دیا اور ایسی قوم سے کہہ دیں گا کہ وہ سب تیری ملازمت اور زبان برداری کریں گے تو میں علم لے اور ایسا مجھے دیدے انتہت نے کہا معاذ اللہ میں ایسا نہ  
 کروں گا کہ تیرا علم اسے علم کے عوض لے لوں معاویہ نے بھی یہ حشرش بانی کہ امیر المومنین علی نے انتہت کو معزل کر دیا ہے بہت خوش ہوا اسے تباہ کعب بن جہل  
 کو بلا کر کہا کوئی حیلہ نکال اور کچھ شہر لکھنا معلوم تھے تاکہ آتھت کے یاس بھیجے شاندہ علی کا ساتھ چھوڑ دے اور ہمارے پاس جیلا آئے کعب بن جہل نے  
 حیلہ تھک لکھ جس میں ملک شام کی دولت و نعمت اور جو بی آں ہوا کا ذکر کیا اور لکھا کہ بہت بڑی شرم کی بات ہے کہ علی معزل کر دے اور کچھ گوارا ہو جائے معاویہ  
 کے پاس بھی بڑی دولت و عزت انتہت کیتر موجود ہے یہاں آجانا چاہئے۔ غرض اس معجز کچھ انتہت لکھ کر انتہت کے پاس بھیج دئے جب یہاں انتہت  
 کے یاس بھیجے تو سادات میں کو جو ہر گئی شرح میں ثانی مذہب نے انتہت سے کہا حذر دار کوئی اور ارادہ نہ کرنا اور نہ کسی اور خیال میں پڑنا معاویہ کی یہ عرض ہے کہ  
 ہم میں ہمارا چھوٹا بڑے اور عداوت و مخالفت دات ہو جائے اسکے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں ہے اس کی یہ خواہش نہیں کہ تیری عزت و نعمت میں ترقی ہو



اسکی باتوں پر حاما ایسا ارادہ تیار نہ رہا سچا کہ در میں آتا وہ خدا و رسول کا دشمن ہے نہ معاویہ کے استیصال کی خاطر نہ لکھنؤ میں سخت سخت تائیں تھیں معاویہ کے یاس بھی دیا معاویہ نے یہ حکم دیا کہ ہر احاد و استیصال کا یہ کارگر ہوگا اس طرح کا خیال چھوڑ دیا اسکے بعد لشکر کو لڑائی کے لئے رت کیا اور صف بندی کر کے امیر المومنین کی طرف رخصت اور علموں کو سار کرنا تھا تاہم دیکھا قتلہ قصاص کا علم موجود نہیں ایک علام کو جو اس کے پاس موجود تھا کہا تھا بن جلد قصاصی سے جا کر کہہ دو کہوں میں کھڑا کرتی کے لئے میں لکھنا نہ سستی کی عادت اور سبب تہمتی کو واسطے اختیار کی ہے مجھے محو رہ کر کہ قصاص کی ساری سے تھے معرل کر کے کسی اور شخص کو جو مجھ سے زیادہ شوق اور لے عیب و حر جواہ ہوا اور حرب و ضرب میں زیادہ حاشیتاں تیری جگہ مقرر کر دیا وہ علام تھا کہ یاس گیا اور معاویہ کا پیغام سہایا اس وقت قصاص کا لشکر گرہ در گرفت لکھنا شروع ہوا اور اسی جگہ پر آج معاویہ ابین دیکھ رہا تھا کہ معان بن جلد رطری کی جگہ میں بھرا ہوا آ رہا ہے معاویہ نے درستی سے اُس کے جگر کا تیر اور اُن کا عصب دیکھ دیا ہے کہا اللہ الی اعدائک شکرتاں ہذا المقل یعنی اے خدا میں اس آسمانے شخص کی ربل کی شکر کے لئے تجھ سے سادہ مانگتا ہوں معان معاویہ کے قریب آ کر گھوڑے پر سے اتر پڑا اور منجھکے تیر کا قصہ لے کر زور رکھا کہ ہر جگہ حاکمے حاکموتیں ہٹا کر معاویہ نے کہا اے امیر مگر مجھے معلوم ہے کہ میں اس لشکر میں سے کسی اور پر امید بھر رہا ہوں رکھتا جگر قتلہ قصاص پر وہی میرے لشکر کے رکن اور میری فوج کے ہمارے جگہ اور جیل جہنم میں آج تمام علم میدان میں لکل آئے اور شہر جنگ ہو کر انہی اسی جگہ قائم ہو گئے تھے مگر تم دیر میں لکلے۔ مجھے مہاری توقف اور سستی کا سبب کچھ معلوم ہوا میں ابین جانتا ہے اس قدر دیر اور کاہلی کیوں کی تمہان نے کہا اگر تو نے ہمارے واسطے ہر روز ایک حوالہ لگا رکھا ہوا اور ہمت سببیں اسچوں رکھی ہوں اور سرم تراب آرامتہ اور صحت جو سودا تر میں ہیا کر رکھی ہوں اور طرح طرح کے میوہ اور جیل جمع کر کے ملاتا ہوتی بھی ایک وقت آنے میں توقف ہو جاتا ہوں ہے کہاں یہ بات کہ تو میں ہر روز مجھاری دلاور دل عراقی بیوانوں کو فدیہ تیر اندازوں اور لہر کے متمیزوں کے مقابلہ بطلب کرتا اور ایسے لشکر کی جنگ کی ترعیب دلاتا رہتا ہے جبکہ سردار علی بن طالب ہے یہ ہم جیسا تو نے بچ کر کھا ہے انجام نہیں یا سکتی کیونکہ سبوں کو یزیدوں اور میرہ مازوں کے سامنے رکھ دیا اور سردوں کو شہر ترال کے واروں تلے جھکا کر کوئی آسان کام نہیں اور میری فوج کو ایسے لشکر کے مقابلہ پر لکھ کر در کوئی مایاں کام کرنا چاہئے اسلئے پورے سار و سامان اور تیاری سے نکلنا لازم ہے ہر اس طرح جیسا کہ تو خیال لکھتا ہے کہ سب بھار لگائے کر مار دے انکھیں کھولے گا لگائے موجود ہیں اور طرل جنگ کی آوار کاں میں بھیجی اور صحر ہا گئے دوڑتے مہل جگہ میں لکل آئیں اور ہلاکت کے دریا میں کود پڑیں۔ تان تو نے مجھے پیغام دیا ہے کہ قصاص کی سرداری سے معرل کر دے لگا اور کسی اور شخص کو جو زیادہ لائق شوق و شوق ہو گا تیری جگہ مقرر کر دے یہ بڑی عمدہ تدبیر سوچی ہے اور میرا حق بہت اچھی طرح ادا کرنا چاہا ہے اگر میں اپنے دین کو قیری دنیا کے لئے فروخت نہ کرتا اور تیری اطاعت کو علی بن ابی طالب کی بیعت کے خلاف اختیار نہ کرتا تو کبھی ایسے لفظ نہ سنا تھا مجھ سے ہوتی کہ راہ راست کو دیکھ حال کر چھوڑ دیا اور جس محل سے مجھے معلوم حاصل ہوتی ہے اُس سے برگشتہ ہو گیا **س** رہ رہا کہ وہ ام از ام گم بد غرالت ام اتانم خوار دینے میں نے سبڈرستہ چھوڑ دیا اسی لٹی کھٹک رہا ہوں۔ میں نے عزت کی قدر نہ کی اسی وجہ سے ذلیل ہو رہا ہوں بد جگہ جو معلوم ہے کہ علی کے مقابلہ کے لئے مجھ سے زیادہ اور کسی سے تیر بات کو سطور نہیں کہا میں ہر وقت تیری خدمت گذاری میں مشغول رہا ہوں خواہ رہا ہوں پھر میں نہیں جانتا کہ میں نے ایسا کیا قصور کیا ہے جس کے عوض ایسی باتیں سننے کا مستحق اور ایسے حساب کا سزاوار شہرہ ہوں۔ معاویہ نے کہا اے ابو النضر جو کچھ تو لکھتا ہے سب سچ ہے آج تک تو نے کسی خدمت میں کمی نہیں کی ہیتہ حیر جواہ درست رہا ہے اور مجھاری ہی طرح سے تمام قصور عائد ہوتے رہے ہیں اگر اس زمانہ اور اس دنیائے دما کی تو ہم مدد خواہ ہوں گے اور تیری ایک اور پسندیدہ خدمتوں کا بدلہ حصہ ملے گا مگر بھڑک کر دیا گیا اس وقت جو پیغام دیا تھا اُس سے صحت ہی غرض تھی کہ تو جلدی کر اور تیری جگہ خالی نظر آئے تو کچھ اور سمجھ بیٹھا لیکن یہ کہنا کہ راہ راست کہ چھوڑ کر میری خدمت اختیار کی ہے۔ جیکہ میں کو نساخ اس سے زیادہ اچھا ہوگا کہ تو اس مظلوم خلیفہ کی حوالہ دہی کر رہا ہے جسے جو غم و غصہ اور اسے ہر عالم فاسق باطن شناس بر حرم جاعت سے بدلائے رہے۔ معان نے کہا سبحان اللہ جب گفتگو ہے تو اس بات کو مجھ سے کیونکر پوشیدہ رکھ سکتا

میں تو مال کی کھان تک سے واقف ہوں کیا میں اس وقت کو بھول گیا ہوں حکم عثمان نے مجھ سے امداد طلب کی اور تو نے مدد نہ کی۔ حالانکہ اس وقت تو اسے رسول سے بچا سکتا تھا۔ آج تو اس کو خون کا بدلہ لیتے اٹھا ہے۔ سادہ ویکہ عرصہ وقت علیؑ کی موجودگی میں تجھے طلب ہوں عثمان کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اس جنگ سے تیرا مطلب ملکی طمع کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ میں نے ایسے معاملہ میں خطا کی عقل کی بہود سی درست سے حامل ہونا وطن چھوڑا تیرے ماس آیا اور تیری جوتی کے لئے رسول کے حاکم وصی اور جبار و کھائی سے لڑا تو تجھ سے پہلے محمد مصطفیٰؐ یہاں لانا اور جس سے پہلے ہجرت اختیار کی وہ علیؑ ہے اگر میں جس طرح تیرے ماس خلا آنا علیؑ کی حریت میں پہنچ جاتا تو آج سرے دی اور دنیاوی دولتوں کام ہر در در ہر ہر روغن ماسے اور حضرت علیؑ بھی مجھ سے تیری نسبت بہت زیادہ لطف و کرم فرماتے اور یہاں کی نسبت وہاں بہت زیادہ غرت و حرمت حمت و دولت اور جاہ و مرتبت حاصل ہوتی ہے **س** ایک طرح ادرام اور خستہ بن گم سدرہ تدبیر و حکم کردہ طن نہ لیتے میں ایسی حالت سے بہت عساک ہوں تدبیر میں ٹری غلطی کی ہے اور برا خیال سوچا ہے معاویہ نے یہ باتیں سکر گردن جھکائی اور کچھ نہ بولا۔ عمرؓ عمرؓ جہی اور حریت میں قمر حرمی سے جو معاویہ کے مشہور خادم اور انہماں کے رشتہ دار ہے اٹھکر انہماں کو قسمیں دیں کہ اس خاموش ہو رہے زیادہ نہ بول کہ معاویہ کی طبیعت زیادہ یر لیاں اور غلین ہوگی انہماں سے اُن کا کہاں لیا اور کچھ نہ بولا اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے اٹھکر ایسی قوم میں آگیا اور انہماں حکم پر کھڑا ہو گیا اس حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے دو زبردست اور بہادر دستے علیحدہ ہوئے سر دہل پر خود دہل پر رہ رہنے اس طرح حکم گائے گویا آسمان پر تارے چکار ہے ہیں اُن کے ٹرے اور اُن کے گھوڑوں کے سوں کا عمارت تارہ آسمان ملنے لگا۔ اُن میں سے ایک طاقت مند حج کے قلیون سے متعلق تھی۔ اور انہماں بھی اُن کا سپہ سالار تھا دوسری قوت قبائل بھال سے علاقہ رکھی تھی اور سعید میں تھیں کے زیر فرمان تھی ان دونوں فوجوں کے سوار نہایت تیار تھے آتے ہی معاویہ کے لشکر پر چارے اور صفوں کو ہٹاتے ہوئے درے گئے نہایت سخت جنگ کی شامی لشکر کے بہت سے آدمی کام آئے اور قریب تھا کہ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلیں معاویہ نے قاصد بھیجا کہ انہماں قضا عی سے درخواست کی کہ میری امداد کر دیکھ تو سہی کہ اس موقعوں نے مجھ پر کیا آفت ڈھار رکھی ہے۔ جان لوں پر اور چھری ہڈی تک ٹینگی ہے ایک تو میری کوشش و دلیری سے ماتی رہا ہوا ہے اگر تو مدد کرے تو ابھی تک جان ماتی ہے انہماں نے قاصد کو جواب دیا کہ معاویہ سے کہہ دے کہ اس شخص کو ان فوجوں کے مقابلہ پر بلا جو مجھ سے زیادہ لے عجب اور بہادر خواہ ہو معاویہ نے عمرؓ عمرؓ جہی اور حریت میں قمر حرمی سے جو انہماں کے عمر تھے کہا دیکھتے ہو کہ انہماں نے ہمیں کس وقت میں حواس دیا ہے اُس کے یاس حاو اور ملائت کرو میرے لڑوں سے عمرؓ عمرؓ دھڑ کر کے سمجھاؤ تاکہ وہ میدان میں نکلا کر ان دونوں لشکروں کو میں پا کرے کیونکہ اُس کے بغیر اور کوئی انہیں دھم نہیں کر سکتا عمرؓ عمرؓ نے کہا اے معاویہ جب تجھے کوئی کام نہیں ہوتا تو میں فراموش کر دیتا ہوں اور کبھی یاد نہیں کرتا ہمارا کوئی حق یا دہر تھا ہے اور جب کوئی سخت ہم آیت ہے تو ہم یاد آتے ہیں اور ہمیں مامور کرتا ہے معاویہ نے کہا ان باتوں کا یہ وقت نہیں ہے اس کام کو انجام دوا اور کوئی تدبیر سوچو کہ اس ہم سے مارے ہو جائیں دونوں انہماں کے یاس آئے اُسے بہت سا بھجایا اور دلاسا دیا پھر کہا تجھے جو کچھ کہنا تھا تو لے مہر کر کہہ لیا اپنے دل کا سحر نکال ڈالا اب حد سے تجاوز کرنا اور اسکی مرضی کو خاطر میں نہ لانا مناسب نہیں آج میں اس لشکر جہاں نہیں۔ صہ نے ایک کام کو اختیار کر لیا تو انجام دیئے بغیر چھوڑ دینا داخل عیب ہے انہماں نے کہا میں ایسا ہی کروں گا پھر انہماں قوم نبی قضا کے ہمراہ نکلے ان دونوں فوجوں پر حملہ کیا اتنا زور سعید لے بھی یہ دیکھ کر کہ بی قضا کے ساتھ تھی انہماں حکم کیا ہے اور زیادہ سخت کوشی اختیار کی مام خوب جنگ ہوئی اور طرفین نے جانیں لڑا دیں شام تک جنگ کا کارزار گرم رہا اسکا کارنہماں اور اسکی حیثیت کا زیادہ حصہ قتل ہو گیا آج طرفین میں سے ایک شخص نے بھی غار نہ چرھی تھی رات ہوئے یہ دونوں فوجیں علیحدہ ہوئیں اور ایسے ایسے قیام گاہوں کو پلٹ گئیں اور قضا نامہ بن پڑھیں معاویہ نے مصالحتا انہماں کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا اور آتا رملال ظاہر کرتا رہا سکر دل میں شاو تھا کہ وہ امیر المومنین علیؑ سے سخت رکھتا تھا۔



## ابونوح اور ذوالکلاع حمیر کی گفتگو

اسی جنگ و جدل کے آثار میں ذوالکلاع حمیری نے ابونوح کو آواز دیکر بلایا اور جب وہ آیا تو یوحیا کیا تو جاکر عمار یا سر سے کہہ سکتا ہے کہ وہ عمرو کے ساتھ بیٹھ کر کچھ گفتگو کرے اور ماسم حاسن کی صفائی و صلح کے معاملہ میں متورہ کریں اور ہم اس گفتگو کو سنیں ابونوح نے کہا کیوں نہیں اور اس وقت واپس جاکر عمار یا سر سے ملا اور ماحراریان کہا غارتے کہا میں آباہوں اور احسانہ ہوں عمار یا سر نے تیاری کی اور تین مہر و مہر و مہر و مہر لے کر یہ سب مالک بن حارث بنی اور عمر بن حنظلہ کے ساتھ ترکیب جنگ میں پہنچے تھے جب معاویہ کے پاس پہنچے تو معاویہ کے ایک مقرب صاحب نام نے معاویہ سے کہا ذوالکلاع کو ابونوح کے ساتھ نکال کر کی احارت دیا میرے نزدیک مصلحت نہیں ہے کیونکہ وہ ثرائان نکار اور صبح و صبح شخص ہے ماسا اپنی تبریں مانی اور مصاحت سے ذوالکلاع دھوکہ دیکر ترک میں ڈال دے معاویہ نے کہا میں بھی مصلحت نہیں سمجھتا مگر اس نے اُسے روکا تھا اور سے میرے کہنے کو رہا اخیر ذوالکلاع رنگ شخص ہے وہ نبی بہتری کو حرامی سے امتیاز کر سکتا ہے ایسا نہیں کہ ابونوح اُسے فریب دے سکے ذوالکلاع نے ابونوح سے کہا آ عمر عاص کے پاس جلیں اور عمار یا سر کے آنے سے مطلع کریں اور اس معاملہ میں کچھ کہیں اس نے کہا ایسا ہوا چاہئے ماسا کوئی مجھے کچھ کہہ یا معترض ہو۔ پھر انکا جواب دینا ضروری ہوگا اور مدعیہ لازمی ذوالکلاع نے کہا تو منٹھ اور نے مکرہ جب میرے ہمراہ ہوگا تو کسیکی کیا محال جو تجھ سے زیادہ بخش آ میرے کہنے کے ماسمعترض ہو سکے ابونوح اُس کے ہمراہ ہوا اور عمر عاص کے پاس پہنچے وہ اسوقت ایک ٹیلے پر کھڑا تھا انکو ترعیب جنگ دلار تھا ذوالکلاع نے کہا یا ابا عبد اللہ میں ایک متفق اور ناصح راست گو شخص کو لایا ہوں کہ تو اس کی مات سے اور اسکی ہمراہ عمار یا سر کے پاس چلے اور جو گفتگو ضروری ہو وہ کہیں اور سنیں۔ عمر عاص نے یوحیا وہ ناصح اور عقلمند کون شخص ہے جسے تو لایا ہے اُس نے کہا یہ ہے جو اسکا موجد ہے اور میرے جبار و بھائیوں میں سے ہوتا ہے۔ عراق کا باندہ ہے میں نے اُس سے عہد کر لیا ہے کہ تجھے کوئی شخص مانتہ یا ریاں سے ایسا نہ دے گا نہ تہیکہ جو کچھ کہتا ہے۔ کہا حاورے اور وہ اپنے لشکر گاہ میں واپس نہوے عمر عاص نے کہا میں تیرے چچا کے اس بیٹے کی پسائی یہ بوزانی نشان یا تا ہوں ابونوح نے کہا حاصل مر کو تو نے مجھ میں دیکھا وہ ابونوح کی بیٹائی سے متعلق نہیں بلکہ ست مصطفیٰ کی ہر دی کا نشان ہے اور میں تیرے ہمراہ یا شکار طور سے اوچل کی بیٹائی ملاحظہ کر رہا ہوں بلکہ و حوں کی بیٹائی ابوالاعور سلمیٰ نے تشریف سوتی اور کہا اس جھوٹے کم بخت کو جسکی بیٹائی سے ابونوحی عیاں ہے تو اس نے لایا ہے کہ انبی صر سے ماہر قدم رکھے اور ہمیں منہ در منہ گالیاں سنائے میں ابھی تلوار لگا کر اسکا سر اڑا دیتا ہوں ذوالکلاع نے کہا و صیارہ ابونوح میرا لیر عم اور ہمایہ ہے اس کے علاوہ میں نے اُس کے ساتھ عہد حفاظت کر لیا ہے اور اس نے لایا ہوں کہ اس معاملہ میں جو تیرے واقع ہوا ہے رفع کر دے اور تمہیں راہ راست دکھائے اگر کچھ احترام کرے گا تو میں تجھے تلوار کے گھاٹ اتار دوں گا ابوالاعور ذوالکلاع کی یہ بات سنکر اور اسے فیض یا کاراموش ہو کر انکوار بیان میں کرنی۔ عمر عاص نے کہا کیا تو ہی ابونوح ہے اُسے کہا ہاں عمر نے کہا میں تجھے حدائے و احکام کی قسم دلا کر بوجہتا ہوں سچ کہہا کرو و عدل سے بات نہ کر عمار یا سر کہاں ہے اُس نے کہا حارث تک تو مجھے یہ بتا گیا کہ رات کس نے دریافت کرتا ہے میں ہر گز اسکا حال نہ تبادلاں گا ہمارے ساتھ نہایت سے بڑے بڑے صحابہ اور نیک و برگزیدہ اتحاس موجود ہیں اور سب سے جنگ کرے کے لئے عمار یا سر سے بھی زباہ مستعد و ستاق ہیں۔ عمر عاص نے کہا میں عمار یا سر کو اس لئے دریافت کرتا ہوں کہ میں نے سنا ہے کہ حارث مصطفیٰ سے اسے حر دی ہے کہ تو مایوں کی جماعت کے ساتھ سے مارا جائیگا یہ بات عمل کی دات سے بہت بعید اور تعجب آئیز ہے کہ وہ ہم سے علیحدہ ہے۔ ابونوح نے کہا اللہ اکبر عمار ہمارے ساتھ ہے اور ہم سے جنگ کرے میں سخت کوشش کرتا ہے عمر نے کہا کیا جیسا تو مایاں کرتا ہے یہی بات ہے کہ وہ ہم سے سخت جنگ کرتا ہے اُس نے کہا حارث کی قسم یہی بات ہے عمار تم نے جنگ کرے کا ارادہ ستاق ہے۔ جب ہم جنگ جلی میں متول تھے مجھ سے اکیں کہا تھا کہ اطمیناں رکھا جائے۔ ہم فتحیا ہوں گے اور کل جھگڑے

یہ کہا ہے کہ معاویہ کی وجہ سے جس تکست دیکر وہ کسی کچھ روں تک شگلے جائیگی اور اس میں اس کی علی حق رہے اور معاویہ باطلی پر ذرا بھی سک دھرم نہیں  
 رکھتا اور مجھے قیاس حاصل ہے کہ ہمارے مقتول ہستی اور اُن کے مقتول درجی میں عمر وعاص نے کہا اسے ابو قروح میں جاتا ہوں کہ قحڑی دیر کے لئے عمار سے ملوں  
 کوئی ایسی تدبیر نہ کر سکتا ہے کہ میں اس سے ملوں اُس نے کہا اس سال باس ہے میں نے اور داکطال نے ابھی یہ مات سوچی ہے اور عمار سے بھی کہا ہے وہ رہو ملو  
 کے بہت سے مشہور اصحاب کے ہمراہ تمہارے شکر کے قوس موجود ہے عمر وعاص نے یہ سنے ہی گھوڑے کا اڑ کی اور عمار یا سر کے سلسلے کھڑا ہوا اور معاویہ کے  
 چند خاص اس کے ہمراہ تھے۔ عمار یا سر نے عمر وعاص کو دیکھ کر قیدہ عبد القیس میں سے ایک شخص عوف بن نضر کو اُس کے پاس بھیجا اُس نے عوف کے پاس پہنچ کر کہا  
 عمار وہاں موجود ہے مگر تجھے کچھ کہنا ہو تو قریب آکر جان کر۔ عمر وعاص نے کہا اس سے کہا کہ میں تیرے کلا اور بیوہانی سے ڈرتا ہوں اس لئے قریب نہیں آسکتا  
 تو ہی میرے پاس چلا آنا کہ جو بات بیاں کری ہے بیان کیجئے یہ کہا اس شخص تو کس قدر دلیر اور بے باک ہے کہ میرے پاس چلا آیا تجھے کس نے استغفر اللہ کر دیا  
 عوف نے کہا میں اللہ تعالیٰ نے جبروت دلائی ہے اور تمہیں اور تیرے درگاہوں پر غلہ دیکر قوت و طاقت کرامت دہانی ہے اگر عمار ہوں تو تجھ سے منازہ کر سکتا ہوں  
 کیونکہ الحمد للہ تقریر کرے والی ریاں رکھتا ہوں اور جنگ و صل کا زور بازو۔ عمر وعاص نے کہا اے عیسیٰ تو کس قید میں سے ہے اور کیا نام رکھتا ہے جواب دیا کہ  
 میرا نام عوف بن نضر ہے اور قید عبد القیس میں سے ہوں عمر وعاص نے کہا تو جا ہے تو میں تجھ سے جنگ کر کے لے سوار کو بھول عوف نے کہا جسے چاہے بھیج  
 اور اگر خود مقابلہ کر سکے تو سب سے بہتر ہو عمر وعاص نے کہا اب جنگ کا وقت نہیں رہا میں بہت سے سوال جواب دیش میں لیکو تیرے پاس بھیجتا ہوں کہ باہم  
 مناظرہ کر۔ عوف نے کہا یہی سہی اب عمر وعاص نے ہر اسوں کی طرف متوجہ ہوا اور بوجھاتم میں سے کون عوف کے ساتھ جنت کر سکتا ہے ابوالاعور سلمیٰ نے کہا میں  
 اس سے گفتگو کروں گا۔ عمر وعاص نے کہا اچھا گفتگو کر دہ اگر عوف کے سلسلے کھڑا ہو عوف نے کہا میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں حلی عیشانی سے درجی ہونا  
 ظاہر ہو رہا ہے ابوالاعور نے کہا تو میرا لولٹے والا شخص ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تیری یہ ریاں مجھے جہنم کی آگ میں ڈالے۔ عوف نے کہا حد کی قسم میری صورت  
 اور ریاں مجھے حاس بہت راہ ماہو کی کیونکہ حق بات کے سوا میں اور کچھ نہیں کہتا اور راست گوئی کے سوا میری زبان اور ماتوں سے آفتاب نہیں میرا طریق یہ ہے  
 کہ اگر میں کو راستہ بتاتا ہوں اس سبب سے مجھے اللہ تعالیٰ کی ہر مائی پر پورا بھر دے اور اس لئے کہ میں گراہوں سے جنگ کرتا ہوں اور اسے جہاد سمجھتا ہوں خدا  
 مجھے بہت حمایت کرے گا اور جب میں تیری طرف دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اس کی محنت کے عوض اختیار کر رکھا ہے اور اگر کسی  
 دے دیجی کو راہ راست سے مل لیا ہے کسی ایسے شخص کو جو دیدہ بن کر کھتا ہو کہنا چاہئے کہ ہمارے اور تمہارے حال پر نظر کر کے پشیمانوں کو ملاحظہ کرے اور ہمارا  
 انصاف و عدل معائنہ کرے اور حقیقت حال معلوم کر کے تم سے بیان کرے پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ہم میں سے کتر درجہ کا شخص بھی تمہارے بہتر سے بہتر آدمی  
 سے برتر اور حضرت مصطفیٰ صلعم سے نزدیک تر ہو گا۔ ابوالاعور نے کہا مات طول بکرائی اور معلوم ہونا ہے کہ یہ مناظرہ مجھ سے اور تجھ سے انجام نہ یا بگا اور وقت گذر  
 جائیگا ایسے دوستوں کے پاس جا کر کہیں بلالاد میں بھی ایسے دوستوں کو مطلع کروں کہ وہ بھی آجائیں اور جن کے قسم پڑنے سے پہلو جو کہنا ہے کہ پس لو اب جو  
 نے دالیں جا کر عمار یا سر کو حسدی اور وہ صحابہ کے گردہ میت عمر وعاص کے پاس آیا اور عمر وعاص بھی اپنے رفیقوں کو لے کر اس کی طرف بڑھا۔ جب دونوں مل گئے  
 ایک دوسرے کے استغفر اللہ شغل حاکر ٹھہرے کہ اُن کے گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے آگے نکل گئیں اس کے بعد ان کے زینیں بڑھ گئے۔ عمر وعاص نے  
 گفتگو شروع کی جا کہ خطیبیہ لا ایل الا اللہ ہی کہا تھا کہ عمار یا سر نے یہ کلمہ اُن کی زبان سے جھین لیا اور بلالاب مبارک کلمہ تیری زبان سے کسی  
 نہیں نکلا اس لئے اس سے کیا راستہ رہا نہ جاہلیت کے طریق یہ خطیبیہ بیاں کر کہو کہ اسلام اور مسلمان سے تجھے کچھ بہو نہیں یہ مبارک کلمہ ہر شخص کی زبان  
 سے نکلنے کی لائق نہیں ہیں یہ کلمہ تہادت میرے حسب حال ہے اسے میرے واسطے رہنے دے تجھے جیسے مالائیں دیا یا کہ کی زبان پر اسے مانا جائے اگر تجھے  
 کچھ بیان کرنا ہے تو اسی طریق سے بیان کر تیرے ماضی قریب کی طرح ذہنی و خیر ہوا کہ غور و محال میں تیرے لکھنا تاریخ گواہی کرے میں سے ہے جسے



مصطفیٰ صلعم سے جنگ کی ہے اور حضرت کے روئے مبارک پر تلوار کھینچی اور چوکی ہے اور ان کی وفات کے بعد ان کی امت میں فساد برپا کیا ہے اس وجہ سے  
تجھے ابتر ابن ابی تراب کہتے ہیں جنگ زندہ راحدا اور رسول کا دشمن را اور خاندان نبوت سے عداوت رکھی۔ عمر وعاص کو عمار یا سر کی باتوں سے غصہ لگایا کہ ان تو  
ایسا بڑا پارسا اور بے عیب پاک و امن نہیں جو مسلمانوں پر طعنہ زن ہو سکتا ہے مجھے تیرا سب حال معلوم ہے تیرے طاس و باطن سے جو اب آگاہ ہوں اگر  
چاہوں تو تیرے عیوب اور برائیوں میں سے بہت کچھ بیان کر سکتا ہوں اور ایسا کرے کی قوت و قدرت بھی رکھتا ہوں مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ تو اس امر سے  
واقف ہو کر بھی کہ یہ میرے حال سے اچھی طرح آگاہ ہے میرے رد و رد ایسی باتیں بناتا اور مجھ میں عیب لگاتا ہے شاید تو نے یہ تحریریں سن کر **سنا** کہ **سنا** کہ  
حال تو جو در و در و جب کہ تازہ تو نیاز و دینے جو تیرے حال سے خبردار ہواں سنے کہ تیرے میں کوشتی کر دے عمارے کہا تو مجھے کیا لگے گا اور کس بات کا عیب  
لگا سکیگا اگر کہ لگے گا کہ گراہ تھا خدائے مجھے راہ راست دکھادی اگر کہ لگے گا کہ گنہگار تھا خدا نے مجھے شریف با ویا اگر کہ لگے گا کہ جھوٹا تھا اللہ تعالیٰ نے عز کر دیا جو  
کیہ کہے گا۔ سچ کہے گا مگر نہ کہ لگے گا کہ لکھی حداد رسول کی خیانت کی ہے یا کسی وقت بھی اس کی عبادت میں سستی اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ کی دوستی  
میں حمل ڈالا ہے تو ان باتوں میں کون جا پڑا جس مدعا کے لئے ہم یہاں آئے ہیں اسکا ذکر کرنا چاہیے اگر تو دہشتی سے بیش آگیا ہم بھی دشمنی اختیار کرینگے  
اس سے ہمارا حق رہنا ظاہر ہو جائے اور تیرے دعوے کا جھوٹ کھل جائے اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ پیچھے میں گفتگو کروں تو یہ امر تجھے سزاوار نہیں کیونکہ ہم  
گفتگو کرنے میں تجھ سے بہتر ہیں اور اگر تو جانتا ہے تو میں ایک ہی ایسی بات کہہ دوں جو ہمارے نہاں سے دریاں فیصلہ کر دے اور اس جگہ سے اٹھ کر جانے سے پہلے  
میں تجھ پر کفر ثابت ہو جائے اور تو خود بھی میری بات کو تسلیم کرے اور قیاس لے آئے اور اس کلمہ کے سبب تو خود انہی کفر کی آپ تہادت دے اور مجھ اس بات میں جبراً  
دیکھ لگے گا یقیناً تجھے عثمان کا حال اور اس کے مارے جانے کا سبب معلوم ہو گا اور تو نے جو داس واقعہ کی مفصل کیفیت دیکھی یا سنی ہوگی اور تجھے اس میں کچھ  
شبہ باقی نہ رہا ہو گا اور یہ بھی دیکھا ہو گا کہ بعض دیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور بعض اُس کے قتل کی ترغیب دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ تمام اولے و اعلیٰ  
اور نامی و گناہم اور شریف و امیر میں سے جو محاصرہ کے دنوں میں مدینہ کے اندر موجود تھے کسی ایک نے بھی اُس کی مدد میں ہاتھ بازبان نہیں ہلائی اور ذرا ساتھ  
نہ دیا محاصرہ کے چالیس دن تک اتنی مجال ہوئی کہ ماز جو بیانا مزاحمت کے لئے نکلتا۔ تو نے وہ مختلف باتیں بھی جو زبرد و عمر دان و لون عثمان کے حق میں  
کہتے تھے سہی ہی ہو گئی طلحہ و بربر کی عہد شکنی سے تو آگاہ ہی ہے اور دونوں کی مان عائشہ صدیقہ نے جو کچھ عثمان کے حق میں اس وقت کہا تھا کہ جیل میں نہ عائد  
کا طریقہ بد کر دیا تھا وہ بھی سن رکھا ہو گا نہ قتل عثمان کے لئے جو ترغیب و تحریص دلائی اور پھر قتار اور قتل کہتی تھی اُس سے بھی تیرے کان آتا ہوں گے  
پھر اُس کے بعد کہ عائشہ نے قتل عثمان کا حکم دیا اور قاتلوں کو کھڑکھایا اور اسکیا آپ ہی طلب خون عثمان کے لئے ناجائز طور پر کل گھڑی ہوئی نہضت ہی نے  
اسے ایسا کرے کا حکم دیا تھا اب معاویہ اٹھا اور امیر المومنین علیؑ سے اسکا خون اور اس کے قاتلوں کو طلب کرتا ہے۔ تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ امیر المومنین نے  
واقعہ قتل عثمان میں کوئی قصہ نہیں کیا نہ کوئی حکم دیا نہ آپ اس فعل پر رضامند تھے تو خود ہی اس معاملہ پر غور کر اور اس حادثہ کا خود ہی تصفیہ کر اور بغیر قاتل  
سویج کہ اس معاملہ میں معاویہ کی طلبی اور گفتگو کو کیا تعلق ہے اور اُسے یہ حق کیوں حاصل ہو سکتا ہے کہ خون عثمان کو طلب کرے نہ وہ عثمان کا وارث ہے  
نہ مسلمانوں کا والی بلکہ خون عثمان خود اس کی گردن پر عائد ہے۔ عمر وعاص نے کہا اسے ابو القتیصان جو کچھ تو نے کہا سچ کہا اور طلحہ و بربر کی عہد شکنی  
اور عائشہ کی تحریص قتل عثمان کا بیان اس طرح ہے جیسا تو نے بیان کیا۔ اور انہی سے اکثر امور کو میں نے جو خود دیکھا ہے کیونکہ میں وہاں موجود تھا  
اور کچھ باتیں مستبر دوگوں سے سنی ہوئی ہیں مگر معاویہ کا طلب خون عثمان کرنا حق نام ہے کیونکہ عثمان بنی امیہ میں سے تھے اور معاویہ بھی بنی امیہ میں سے ہے  
وہ قتل جو اُسے عثمان سے ہے اور وہ تحقیق جو عثمان اُس کے حال پر مہذب و دل فرماتے تھے اسکو طلب خون عثمان پر مجبور کر رہی ہیں یہ بات ایسی ظاہر  
و آشکارا ہے کہ بیاں کر دہی کچھ احتیاج نہیں اور ہم بھی عثمان دعوایہ کے حسب و نسب کی کیفیت بیان کرے کہ لئے نہیں بیٹھے ہماری عرض تو یہی

کمان مگر کارائیوں کی کیفیت یہ جو ہر روز ظہور میں آ رہے ہیں باہم لفظ طالعین اور کوئی بہتر لفظ کی بات نکالیں اس سبب سے کہ تو علی ابو طالب کے لشکر میں سب سے بڑے ممتاز اور صاحب حریت و جاہ و شہرت ہے ممکن ہے تیری سچی رگوں سے نہ تشویش جاتی رہے اور تیری حویلی میں سے یہ باتیں مسلوں جھجھکے اور یہ نکالیں عمار مع ہوجائے اور خون ریزیاں نہ ہوجائیں اے ابوالفضل صانع لوح تو سہی کہ تم دونوں ہی ایک صلیبی عبادت کرتے ہیں ایک قبلہ کی طرف مارتے ہیں دوسری پانچ وقت کی ناز جو تم پر تھپتھپے ہو ہم بھی ٹرتے ہیں اور قرآن شریف کے پڑھنے اور اس کے احکام و امتناع تعمیل کرے میں ہم مطابقت رکھتے ہیں پھر ہم میں یہ مخالفت کہاں آئی اور ہم مسلمانوں ایمان والوں کو باہم لڑنا چھڑنا کیوں چاہئے ایک صف میں بیٹھو بیٹھو مارتے ہو ایک صف میں بیٹھو بیٹھو مارتے ہو کیا یہ حق ہے کہ ایک دوسرے کے مقابل آئیں اور کیوں ایک دوسرے کو قتل کرس تو ان باتوں کو ہمیں کہتا اور کچھ نہیں سمجھتا عمار یا سرے عابد یا اے عمر و عاص یا ایک بیان کے جانکا اور ایک تکلفات پھیلا کر عجیب عجیب باتیں کرے گا **س** گرچہ کس بیستی شوح و حوالہ تیرہ دل بدلس دور دے و دور بان محجوں گل و سوسن سیاست یہ تو گھس رہی لارہ کی طرح تنوخ اور سیاہ دل ضرور ہے۔ گل سوسن کی طرح و درخ اور دوزیاں نہ کر کہ تو سہی کہ تم ہم تم ایک صلیبی عبادت کرتے اور ایک ہی قبلہ کی طرف مارتے ہیں مگر خدا کی تیری رماں یہ تو یہ بات آئی تھی اور تیرے دوستوں کو قبلہ سے کیا کام اور خلیبی عبادت قرآن شریف کا پڑھا اور دن وایاں تھے کیا فائدہ بخش ہے اور تھے ان کی کہا قرآن و دین و ایمان ہلکا ماندہ دے گا کیونکہ ہم حاصل بیت رکھتے ہیں اور نفاق دریا سے خالی ہیں اللہ تعالیٰ نے تھے گراہ کر دیا ہے اور جاہ و مال کی طلب میں تو اس قدر لالچی اور مہر و رنگیایا کہ نہ ہدایت و ضلالت میں پھیر کر رہے۔ سعادت اور بدبختی کو پہچانتا ہے **س** اے ترازو میں کو دھار دہ دستہ گل و موہیتہ خار دہ بیٹھے بیٹھے آسمان کے نیچے تھے پھولوں کا دوسرے قیصر حار ظرافت ہے صہرت محمد مصطفیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ چھٹنگس لوگوں سے جنگ کروں اور انہی کے ارشاد کے موافق میں نے جنگ کی اور آپ کا حکم بجالایا میں مجھ سے دمایا ہے کہ ظالموں اور شتمکاروں پر تلوار نکالوں اور عاشق اور مدکر وادوں کو قتل کروں تم دہی لوگ ہو اور ہر اوصاف ستم میں ہو جو دہیوں اور مارتن کے قتل کا بھی حکم دیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو دین الہی سے اس طرح گریز کرتے ہیں جیسا تیرکمان سے میں نہیں جانتا کہ مجھے ان لوگوں سے بھی مقابلہ کرنا ہو گا یا نہیں۔ اے نالائیں اتر تو نے نہیں سنا کہ حضرت رسول خلیفہ علی کی نسبت دمایا ہے کہ میں خدا کا دوست اور رسول ہوں اور علی میرا دوست ہے اور تو اس دمایا میں شیطان کے سوا اور کیا کا دوست نہیں ہے۔ عمر و عاص نے کہا اے عمار میں تجھ سے رمی کے ساتھ کلام کرتا ہوں تو مجھے کس لئے گالیاں دیتا ہے۔ عمار نے جواب دیا اس لئے کہ تیری عادت و خصلت میں مکر و نفاق اور دعا و فریب شامل ہو گئے ہیں یہی عجیب اسکاماعت ہوا ہے حال کی قسم میں طریق تشریع پر ثابت قدم ہوں۔ عمر و عاص نے کہا تو قتل عثمان کی نسبت کیا کہتا ہے۔ عمار نے کہا اے خدا نے مار دیا عمار نے کہا اے عمار چھ چھ بیان کیا تو بھی اس جماعت میں سے ہے جس نے اُسے قتل کیا ہے عمار نے کہا ان میں سے گروہ کے ساتھ تھا۔ اور آج بھی اسی جماعت کے ہمراہ ہوں جس نے اُسے مارا ہے۔ تم سے جنگ کر رہا ہوں عمار نے کہا اے اہل شام گواہ رہنا کہ عمار نے قتل عثمان کا اقرار کر لیا ہے۔ عمار نے کہا گواہ ہوا ماضی الیا ہے جیسا فرعون نے ایسی قوم سے اس وقت جیکہ صہرت سونے حرات لٹانے کی وحدانیت اور قدرت کا حال بیان فرما رہے تھے کہا تھا کہ دیکھو اور سنو یہ کیا کہہ رہا ہے اے میرا بھائی میں نے یہ کہہ کہا ہے کہ عثمان کو میں نے قتل کیا ہے جیسے تو انہیں گواہ قرار دیتا ہے عمار نے کہا تم سب تلواریں کندھوں پر رکھ کر گئے اور عثمان کو قتل کر دیا اب زیادہ بات نہ بڑھاؤ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دو پھر یہ تمام فسادات جائیگا اور غمخیزی ختم ہو جائے گی اگر تم ایسا کرو گے تو تمام مطلب حاصل ہو جائیگا اور نہ یہ معاملہ اس قدر طول کیڑے گا کہ ہمارے سرسبز میں کھپ جائیں گے اور اس قتل قتل کے جو کچھ ہمیں سے ہمت سے نروانج خشک اور سوکھ جیسے لب و رہو گئے۔ عمار یا سرنے ہسکر کہا اے میرا بھائی کہ علی بن ابی طالب نے ملک میں قدم رکھا ہے تو زانی کا کیا ذکر کرتا اور شیر و نیزہ کا کیا ذکر لاتا ہے گویا دہی کے دانستوں کو کہتا اور شیر کی لکھن اکھیرتا ہے بیان ملک گفتگو آئی تھی کہ شام والے اٹھ کھڑے ہوئے اور سوار ہو کر عمار کی باتیں یاد کرتے چلے گئے اور عمار کے پاس پہنچے تو انہیں نے پوچھا کیا بات قرار پائی تم نے کیا کہا اور کیا سنا۔ انہوں نے کہا



کیا بیان کریں جسے عمار یا سرگئی گھگھوٹی شمشیر خزان سے زیادہ تیز اور افسی کے زہر سے زیادہ ہلاک کندہ تھی اور عمار اس کی گواہی کی جیسے مقابل جس لوٹاؤں  
سے راس بچہ تھا یا تھو کاٹتے معاویہ نے کہا خدا کی قسم اگر اس جتنی غلام جیسے عمار یا سرگئی راتے پر چلیں گے تو ہم عرب ہلاک ہو جائیگا

## معاویہ کے لشکر میں سی حصین بن مالک اور حارث بن عوف کا بجانب مصر حص

### فرار کرنا

معاویہ کی فوج میں قیدہ حمیر میں سے ایک شخص حصین بن مالک نام تھا اگرچہ وہ اس کے لشکر میں زندگی بسر کرتا تھا مگر اسکا دل امیر المومنین علیؑ کی طرف  
رجوع تھا کبھی کبھی آپ کی جبر و عنایت و حالات دریافت کرتا رہتا تھا ایک دن حارث بن عوف کی جو حصین سے بہت ہی محبت و دوستی رکھتا تھا  
خبر لایا کہ تو نے بھی سنا ہوگا عمار یا سر اور عمر و عاص میں ایک طعنے قرار پایا ہے کہ باجم علیؑ اور معاویہ کے معاملہ پر مناظرہ کریں اگر مرضی ہو تو تو بھی اس حص  
میں چل ان کی باتیں سنیں حصین نے کہا اے بھائی مجھے اندیشہ ہے کہ پس منانہ کے فریب سے مبادا میرے اعتقاد میں کچھ خلل آجائے تھوڑی دیر تک سر جھکا  
کچھ سوچا کیا میرا اے حارث آہم بھی جھکرائی کی باتیں سنیں گے عرصہ دراز سے میں شریعت کے طریقہ پر چل رہا ہوں اور اپنے اعتقاد کو خوب مضبوط  
کر لیا ہے پس منانہ کا خوب اور جادو مجھے متغیر نہ کرے گا بہ لکھرائی کے مباحثہ کی جگہ کیا عمار یا سر کی باتیں جو حق و باطل کے تصفیہ میں فصل الخطاب تھیں لشکر  
اور عمر و عاص کو اس کے جواب میں ملنے کے گدھے کی طرح بے بس پا کر حارث نے حصین سے کہا تو نے کچھ دیکھا ہے کہ پس منانہ گھگھو کے وقت کیا لالہ چار  
اور چیراں تھا اب خیال کر کہ ہم اس فتنہ کی دل و دل سے گس طرح رکائی پاسکتے ہیں سن لے کہ میں آتش دوزخ اور نہما کے بہت کے متعلق ہمیشہ فکر کرتا  
رہا ہوں اگر امیر المومنین کی خدمت میں جاتا ہوں تو یہ لوگ مجھے بدنام اور مطعون کرینگے اور اگر معاویہ کے پاس رہتا ہوں تو دوزخ کی دائمی آگ میں پڑتا  
ہوں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حرکت آرائی سے علیحدہ ہو کر ارد و دوزخوں سے بے تعلق رہ کر زندگی بسر کروں حصین نے کہا تیری رائے  
بہت درست ہے اور عقل کی بات سوچی ہے میں بھی تیری طرح اسی فکر میں مبتلا ہوں پس دوزخ میں خیال ہو کر معاویہ کی فوج میں سے نکل گئے ایک  
نئے تہ حص کی راہ لی اور دوسرے نے مصر کی اب ہم پھر عمر و عاص کا ذکر کرتے ہیں جب عمار یا سر کے ساتھ مناظرہ ختم کر کے عمر و عاص معاویہ کے پاس  
گیا تو فوج والوں کا ایک گروہ اس کے پاس آیا اور کہا اے عمر تو نے ہم سے بیان کیا تھا کہ رسول خداؐ کے عمار کے حق میں یہ فرمایا ہے بئیر الحق  
عم عمار جیتا داریتے حق عمار یا سر کے ساتھ ہے جہاں وہ ہے ایسا جگہ حق ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے کہا تھا اور یہ بات جہاں رسول خداؐ کے  
سنی تھی لیکن تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ عمار کو ہم سے علیحدہ سمجھتے ہو کیا ہمیں دیکھتے کہ وہ ہمارے پاس آیا تھا پس اسے ہم میں سے سمجھو ذرا بکھلا  
حمیر نے کہا اے عمر و خدا سے ڈرا یہی ہے سنی اور دھوکہ دہی کی باتیں نہ کر یہ کیا آنا ہے ہم بھی موجود تھے ہم نے دیکھا کہ عمار آیا اور حضورؐ کی دیر  
تیرے ساتھ بیٹھا اور تجھے تیغ زبان سے وہ وہ چوکے دینے کی نبرد کے کچھوں سے بھی کوئی اس طرح زخمی نہیں کیا جاتا اور تو تائیدہ بے زبان بچ  
لگا ہم نے گدھے کی طرح اس کے جواب میں عاجز اور چپ تھا اب اس فضیلت کا نام عمار کا آثار کھا ہے کاش دیکھا آنا وہ راتا اور نہ قلت دیتا اس وقت  
عبداللہ بن سہیلہ حرت کے سردار نے دیکھا کہ عمار یا سر کو عمر و عاص سے بحث و مناظرہ کرنے کے لئے  
عرب کا تھا اس نے کہا اس حدیث کے واسطے جو عمر و نے رسول خداؐ سے سنی اور بیان کی تھی کہ آنحضرتؐ نے عمار سے فرمایا ہے کہ تَفَنَّاكَ الْفَتْنَةُ  
الْبَاطِلَةِ کے لئے تجھے گروہ باغی قتل کرے گا عبداللہ بن سہیلہ نے یہ سن کر عمر و عاص کے حق میں اشعار نصیب کئے مَازِلَتْ بِأَعْمَرَ وَقَبْلَ





میں گھوڑے کو دوڑاتا اور استعارہ پھرتا پھر اسی صف میں انعامیہ کو ہام کے مارے حاسے سے سخت صدمہ ہوا اور کہا اگر میں فتحیاب ہو گیا اور کسیدان عدی خانم  
 طاعنی تاجوٹھ گیا تو جو سراؤں لگائیں کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیؑ کی تہادت پائے اور دیانے مانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت واپس کے صرح مساویہ  
 کا کام نکلتا تو ایک دل عدی بن حاتم طائی کسی صورت کو لئے اس کے پاس کیا اس وقت عمر خاص اور سی وحید کا ایک مامور آدمی بھی موجود تھا عدی نے سلام  
 کیا حاضران مجلس کو سلام دیا معاریہ سے کہا اسے انا طریف رام نے علیؑ کی درستی میں سے تیرے پاس کچھ یہ چھوڑا عدی بن حاتم نے جواب دیا رام نے علیؑ کی محبت  
 اور دوستی کے سوا میرے پاس اور کچھ باقی نہیں رکھا میں رامہ کی طرف سے صحن ہی محبت اور دوستی رکھتا ہوں معاریہ نے کہا اس کی محبت سے تیرے دل میں کس قدر جگہ  
 لے رکھی ہے۔ جواب دیا میرے تمام دل میں اور جس ان کا نام نساہوں ان کی دوستی میرے دل میں جوش مانتی اور ترقی پاتی ہے۔ **○** حیدر المکہ مرادیت ان حال جہاں  
 میثم کوئی سہو رستم بنا دے اس جان عالم کا ذکر حقدیر یادہ کرے گا محض اور یادہ سے کی نساہوں کی معاریہ نے کہا میرا خیال تھا کہ وہ راہ گدرا گیا اور کام کا رنج  
 بدل گیا علیؑ کی دوستی بھی تیرے دل سے جاتی رہی ہوگی عدی نے کہا معاذ اللہ ان کی دوستی میرے دل میں ہر وقت بڑھتی جاتی ہے اور ہر لمحہ زیادہ **قطعه** چول گشت  
 کتا وہ مرد اسرار ہواش + مدہم گل جہاں حار ہواش + باپت سونے ہوائے تادی کر دم + اکوں روح زردا دیوار ہواش + جب کہ اس کی آرزو کا نام  
 دل پر کھل گیا میں دیا کے پھول کے عرصہ ال کی آرزو کا خارجی مدد کا ہے حویوں کی آرزو کی طرف پشت کر لی ہے اب بارخ زرد کے دیوار کی طرف منہ کر لیا ہے  
 حضرت علیؑ کی دوستی میرے دل میں اس طرح موجود ہے اور اسے معاریہ تیری دشمنی بھی بدستور تاتی ہے جو تجھے معلوم ہی ہے معاریہ نے کہا اسے عدی نے قبیلہ طے  
 کی عجیب عادت تھی کہ ہیتہ حایوں کا زار راہ اور سواریاں چرات تھے اور خوار کعبہ کی دراجرت ذکر کرتے تھے اس نے جواب دیا زانہ جاہلیت میں ایسے ہی تھے۔  
 عدی تو سب کو تباہ کرنا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں دولت اسلام کرامت کی اس وقت میرے قبیلہ سے زیادہ نہ کسی نے حایوں کی رعایت کی یہ حانہ کعبہ کی استقامت  
 معاریہ نے کہا تم بہت حراں حال لوگ تھے اور تیرے قبیلہ کی سب اہل حوراک ٹڈی تھی عدی نے کہا میں تجھے اور تیری قوم کو خوب دیکھ رکھا ہے تمہاری سب عمدہ  
 خدام وارتھی عمر و خاص اور سی وحید کے اس شخص نے جو معاریہ کے پاس موجود تھے کہا اسے امیر المومنین علیؑ کو تباہ خود ہی غمزدہ ہے عدی نے کہا تم سچ کہتی  
 ہو اٹھکرا دارا اس ہر کر معاریہ کے پاس سے چلا آیا اور یہ اتنا کہے **○** بجا ولی معاوہ بن حورب + وحطی فی امانی حسن جلیل + ولیس فی  
 الدی حو سلیل + ید کہے انا حسن علینا + وحطی فی امانی حسن جلیل + یعانی ولیعلم انا ظرفی + علی تلک التی احضے دلیل  
 ویوم عمارنا قوم حقاۃ + حرا دیوں لیس لنا عفو + وکان حواء عدی عقید + ولیکے متلہ فی القلیل + وقال اس الوجہ  
 وقال عمر + عدی بعد صفاں دلیل + فقلت صدقما قد ہد کی + ومارفتی الذی ہم اصول + ولیکنی علی ما کان فی  
 الملل صاحب حتی بما اقول + وارا احاکم فی کل یوم + ہر الا یام محمد ثقیل - معاریہ نے یہ اشعار سن کر آدمی بھیجا اور عدی کو لکھا کہ  
 حاجت پوری کر دی اور قبیلہ اور گران ہا صلہ عطا کیا۔ ذکر ہے کہ معاریہ کی فرج میں سے ایک شخص جس بن قمال نام لکھا اور اصول کے بیچ میں کھڑے ہو کر وہاں  
 طلب کیا اسکا ایک بیٹا اٹال مام امیر المومنین علیؑ کی فرج میں تھا یہ دیکھ کر معاریہ کی فرج میں سے ایک ہمارا لکھ کر سبیاں میں آیا اور اسے مقابلے کے لئے کسب طلب  
 کرتا ہے اسکے لئے لکھا یہ بیٹا باپ کو بھیجتا تھا نہ باپ بیٹے کو بیٹے سے باپ پریزہ چھوڑا اور وہ رحم کھا کر گھوڑے سے نیچے آرا خود سر سے الگ جاڑا اس  
 جہے کی نظر پڑی تو باپ کو بھیجا لیا اور خود بھی گھوڑے پر سے گر پڑا اور باپا سہ باپ کے منہ کے قریب رکھ کر زانوہ رخا روئے اور معافی چاہے لگا اور کہا تم جانتے  
 ہو کہ میں نے یہ بیچا تھا اور تم بھی مجھے نہ پہچانتے تھے اب تاد کہ رحم کچھ لکھیں وہ ہے یا میں باپ سے کہا رحم نہیں لکھیں وہ ہے لیکن مقام حورن ہیں جاں  
 بچ جائے گی اسے پس میں چاہتا ہوں کہ معاریہ کی حدت میں رہے جو براہین اور آرام و قسم قسم کے فائدے اور عیش حاصل میں انکار و تمام نعمتوں کا ذکر  
 کروں کہ میں نہیں سکتا آج معاریہ کی خدمت میں بیجا دل اور تو اس روح و دھم بخشی و تقاروت سے سج حائے گاشیہ نے کہا اسے باپ دنیا نہا ہونے والی

سے یہ خواہ رخ ہو یا راحت مسحاتار تناسل ہے آخرت کا سامان دنیا کو اگر عقل کی محنتوں اور مبتنی راحوں کے واسطے کوئی رسلہ امیر المومنین علیؑ کی خدمت و  
 ستاعت سے ڈھک رہیں مناسبت والی محنتوں کو چھوڑا در باتیات کے لئے کمر بستہ باندھ میں حضرت امیر المومنین میں بھیجا دوں گا کہ سعادت امیری حاصل ہو  
 اور دینی راحت اور عقل کی نجات نصیب ہو۔ اب سے کہا میں علیؑ کی خدمت میں یہ حاکم لگا۔ اسکی ستاعت اختیار کر دوں گا بیٹے نے کہا میں بھی معاویہ کا نہیں  
 دکھیا نہیں جانتا اس کے یاس نہ جاؤں گا بایں کہا اچھا لڑائی اور علیؑ کے یاس دالیں چلا جا اور میں معاویہ کے یاس جاؤں دو لو سے یہی کیا اور دونوں میں  
 حواہیں دیکھ رہی تھیں اور ان کی باتیں سنتی تھیں اس واقعہ پر قہقہے کرتی تھیں اب رات ہو گئی اور میں سے اپنے قیام گاہ کی راہ لی۔ دوسرے دن  
 صبح کے وقت جب آفتاب جہان تاب سے مشرق سے طلوع کیا دو لشکر مقابلہ کے لئے نکلے معاویہ کی فوج نے چار صفیں قائم کیں سر پر عمامے ماندہ کر دئے  
 انکی ٹھال لی الوالا اور سلی اٹھا کھینچتا تھا اور ترجیح جنگ دلا رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے تاسو بھگتے سے جو بھگتا شے شرم اور عار کی بات ہے۔ اہل عراق  
 یہ جملہ کردہ لعاق اور حرانی بھلائے والا گروہ ہے۔ صحوں سے آدرا آئی کہ ہم آج عراق والوں کے سامنے سے بھگتیں گے۔ اور معاویہ کو مسرور اور خوش  
 کریں گے امیر المومنین علیؑ السلام کے لشکر کے سرداروں نے یہ حال معاینہ کیا اور تاجی دلیروں کا بہ کہا سنا تو سعید بن قیس بھلائی نے ایسی قوم کو طلب کیا اور  
 عدی بن حاتم طائی نے ایسے عزیزوں کو جمع کیا اور اتر تخری نے سی منہج کو اور انتہ میں قیس نے ابی ححیت کو فراہم اور مستعد جنگ کیا لشکر کے اور بھی بہت  
 سے حواہر داموجود ہوئے سب ملکر ان چار صفوں پر جملہ کیا اور انہوں نے بھی امیر جملہ کیا ٹری سخت حوریز لڑائی ہوئی انجام کار امیر المومنین کے اصحاب نے  
 فتح پائی ان چار صفوں میں سے پہلے ہی جملہ میں تین ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اس کے بعد معاویہ کی فوج پر جملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹانے لگے سعید  
 بن قیس نے ایسی قوم کو لیکر اس جملہ پر جملہ کیا جہاں معاویہ کے سیاسی موجد دستھ اور دباں سے انہیں جانف نشیب بھگادیا اور بہت سے تاجی قتل کئے  
 معاویہ نے یہ حال معاینہ کر کے ان کی مدد کے لئے اور سوار بھیجے اور ان کا دل ٹھاتا تھا ادھر سے بھی عمار یا سر لہر زن ہو کر کہا تھا کہ اے جملہ کے بندو  
 صبر کرو اور قدم جمانے رکھو قیس جاو کہ بہت نیزہ و تمشیر کے سایہ میں موجود ہے عرک قبیلہ اس طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ کر گرے کہ کسی کدہ کدہ کے  
 مقابل اور طے طے کے سامنے اور درج مذبح کے کور و اور متم تمیم سے جملہ کر رہے تھے آج دوپہر سے یہ جنگ شروع ہو کر غروب آفتاب تک جاری  
 رہی اور تمام عری قبیلہ ایک دوسرے کے مقابل ہم کر تیغ زنی کرتے اور داد شجاعت دیتے رہے طرفین میں سے کسی شخص نے بھی ظہر اور بھر کی ناز ادا نہ کی  
 صرف ہیکر اور اشاروں سے ادا کی باتم من مقابل سے آج ٹری سمجھ گیا کی اور نے پیر شجاعت دکھائی کشت و خون کرتا ہوا کہتا جاتا تھا کہ میں آج  
 معاویہ کی فوج کے اس قدر آدمی ہلاک کر دوں گا کہ امیر المومنین علیؑ مجھ سے رضا مند ہوں گے۔ عدی بن سیرت البھلانی کی لڑائی نہ قدر دونوں صفوں کے درمیان  
 کھڑی ہوئی اپنے قبیلہ جہان کی تعریف کر رہی تھی اور رار تر خیب جنگ دلاتی تھی اور کہتی تھی ہاں اے دلیران کارزار و بہادران عرصہ پیکار اور اے  
 شہراں بیتہ جنگ و جہال اس محرکہ عظیم میں جائیں لڑا دادر پہاڑ کی طرح ثابت قدم بکواس تاریکی اور گونگہم کا یہ وہ بھار و دشمن لڑائی نہیں لڑے  
 ہر بلکہ ایک ملا میں مبتلا ہو۔ ہاں اے سوار آفتاب کے سامنے چراغ کی کچھ حقیقت ہیں اور جاندہ کے سامنے تارے ماند پڑ جاتے ہیں اور خچر گھوڑوں  
 یہ سبقت نہیں لیا سکتے لوہے کو لوہے سے کوٹنا چاہئے ہاں اے ہمارا حرد العار۔ صبر کرو صبر کرو مرنے سے نہ ڈرو جانوں کا اندیشہ دور کرو یہ دنیا فانی  
 جیتے رہیں گے۔ کوئی سدا قائم رہے میں ان اعلیٰ دین پر ٹوٹ پڑا اور کچھ آخرت کا توشہ سمیٹ لو عمن ذر قہ اسی تم کی باتیں کہ کہہ کر ہمارے  
 کو مستعد جنگ کر رہی تھی اور اس کی ایک ایک بات معاویہ کے دل میں اسوت تک رہی کہ وہ غیظہ ہوا ایک دن عمر و عاص ہر دو ان حکم و دین بن عقدا وعت  
 بن ابی بھیان اور اور بھی سرداران لشکر و اراکین دولت معاویہ کے پاس موجود تھے اور حرا دھوکہ کی باتیں ہر رہی تھیں حبش افسان جنگ صفیں کا ڈنکا گنا  
 اور رتھ کی باتیں یا فاکتیں معاویہ نے کہا تمہیں کچھ باد ہے کہ اس کے کلمات کے قدر و لحاظ نہ تھے اب تک ہر سے دل سے دور نہیں ہونے تمہاری کیا



رہنے ہے اگر مناسب ہو تو اسے بلا کر سردوں مرواں حکم لے کہا مرد حکم جاری کر اور بلا کر عوار سے خسرے معاویہ نے کہا تو لے رہا اچھی رائے ہیں دی بہتر ہے  
کما سے ملاؤں اور رسولی کہا کیا کہتی ہے اس لئے امیر کو فہ کے نام مرواں جاری کیا کہ زرقا کو طلب کر اور سماں سحر مہیا کر کے اسے حان درگاہ روانہ کر  
اسے زرقا کو معاویہ کے حکم سے مطلع کر دیا نہ مانے کہا اگر اس نے کوہ میں رہنے یا قصد شام کرنے کی نیت تھی اختیار دیا ہو تو میں سحر کی نیت یہاں رہے کو زیادہ  
سید کرتی ہوں امیر کو مرنے کہا تھے وہاں کے مطابق تمام کا سحر اختیار کرنا لازم ہے پھر اس کے واسطے نہایت عمدہ ہودج سوایا اور بردیا کی کابلا پوتس  
تیار کیا اور جو احتیاجات سحر میں درکار ہوتی ہیں سب کو مہیا کر دیں پھر اسکو اسکے کئی عریضوں قریوں کے ہمراہ جاس سام روانہ کر دیا زرقا داخل تمام ہو کر معاویہ کے  
دروار سے پرآئی اور اجازت طلب کی اور پھر اندر داخل ہو کر سلام کیا معاویہ نے بسلامت جواب سلام دیا اور بہت اچھی طرح احوال پوچھا اور نکالین سحر اور افراط  
سماں و سادہ کی کیفیت دریافت کی اس نے کہا امیر کو فہ نے کسی امر کی کئی بہین کی تمام سماں کو مہیا کر دیا تھا اور مجھے نیت اچھی طرح روانہ کیا معاویہ نے  
کہا میں نے ایسا ہی حکم دیا تھا اسے خالہ تو جانتی ہے کہ میں نے تجھے کیوں ملایا ہے اس نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں کہ کیا کیا تو وہی عورت ہیں جس نے مصعب کی جنگ  
میں لال بالوں والے ادٹا یو سوار ہر کرانی قوم کو مرے حلال ہر کا یا اور آگے بڑھایا تھا اور میرے مقابلہ پر انہیں یو خوش کر دیا تھا اور یہ جگہ کہے تھے پھر تمام  
باتیں لفظ لفظ بیان کر دیں رد مانے کہا میں وہی عورت ہوں اور یہ میرے ہی کہے ہوئے جگہ ہیں مگر اسے معاویہ مناسب یہ ہے کہ گذشتہ زمانہ کی باتیں بھلا دے  
اور جو امور دل سے محو ہو گئے ہیں انہیں یاد نہ کر مجھے اسی شخص کی یاد ہو جو ان حمیدہ صفات و آثار کا مالک تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور وہ نشان ایسے ہمراہ لے گیا  
تساہیر تھے خیال نہیں کہ یہ دنیا گر گاہ ہے اس خاک خون آشام نے بہت سے بیوانوں کو نگل لیا ہے اور بہت سے مانتا ہاں عظیم الشان صاحب تخت و تاج  
کو اس دنیا سے دفن لے پٹ اور تہا کر دیا ہے کسی عقلمند کو اس کے مکر و دیوانی سے غافل نہ رہا چاہئے کہ کسی خود مد کو یہ سمجھ لیا نہ سزاوار ہے کہ وہ اس جادو گر زمانہ  
کے دعا سے محفوظ رہے گا۔ معاویہ نے کہا اسے حالہ تو لے مجھے مہایت ہی عمدہ اور شایان حال نصیحت کی ہے اب یہ تاکہ مصعب میں جو باتیں کہی تھیں انہیں سے بھی  
کچھ یاد ہیں زرقا نے کہا وہ زمانہ جاتا رہا وہ اتنے دل سے محو ہو گئیں معاویہ نے کہا مجھے وہ سب یاد ہیں خدا کی قسم علیؑ اور طالب نے مصعب میں جب قہر و زوری کی  
ہے آپس تو یوری طرح ترکیب ہے اور آخرت میں سہرا کی ترکیب حال ہوگی زرقا نے کہا اسے معاویہ تو لے مجھے بہت ہی بڑی سعادت کی خوشخبری دی ہے اس سے  
زیادہ بڑھ کر اور کون دولت ہوگی کہ میں علیؑ کے قتل کے فعل میں شریک نہ بھی جاؤں اور آخرت میں اس خون ریزی کے ثواب سے بہرہ مند ہوں جو حضرت علیؑ کی ذات  
سے ظہور میں آئی ہے معاویہ نے کہا تو اس حرکت سے بہت خوش اور مسرور ہوئی جو ابد یا کہ خدا کی قسم میں نہایت ہی دل تدا ہوئی ہوں معاویہ نے کہا مجھے بہت تعجب  
آتا ہے کہ علیؑ کی وفات کے بعد بھی میں اسکی نیت تہا رہی محب اور وفا شعار ہی کو زیادہ ہی دیکھتا ہوں زرقا نے کہا خدا کی قسم تو نے ابھی تک ہماری دوستی کا جو  
سحر علیؑ سے اندازہ نہیں کیا اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ تم علیؑ کی دوستی کو ترک نہ کرو گی مگر اس سب سے کہ میرے حکم سے دود و زنا کا سفر طے کیا اور بہت  
مصلحتیں گوارا کی ہیں تیری جو حاجت ہو یاں کہ کہ اسے یوری کروں زرقا نے کہا مجھے زیبا نہیں کہ جس شخص کا دل مجھے آئندہ جو اس سے انکار حاجت کر دے  
اور تیرے لایق نہ ہو اسے کہ میرے طلب کے عطا و بخشش کو کام میں لائے اور حاجت روائی کرے معاویہ نے کہا میں اسی کام کا آدمی ہوں حکم دیا کہ اسکو تمام کھیر اور  
میش بہاقتان و عدا و اس کے رشتہ داروں میں سے ہر ایک کو اس کے علاوہ عطیہ دیکر تاد و خرم سب کو فر دلا دیا اب ہم پھر قہر مصعب کی طرف رجوع کرتے  
ہیں دوسرے دن معاویہ نے لشکر کو مرتب کیا اور حکم دیکر انھیں انھیں علم نوائے اور تفریش کے نامور اشخاص عمر و عاص و عبید اللہ بن عمر خطاب و عبدالرحمن بن  
عابد اللہ بن عباس بن ابی سفیان و مروان بن حکم و بشر بن ارطاة و ادھر ضحاک بن قیس و فہر بن حبیب و حسانہ کے حوالے کئے اہل میں کو یہ امر ناگوار گزارا اور معاویہ سے رنجیدہ  
ہو کر اس شخص کے اشارہ پر اسے اور تاکا ہوئے معاویہ نے ان کے حال پر رعایت فرمائی اور تسلی بخشی دیکر کہا تم خاص میری حاجت ہو میں نہیں جانتا کہ تمہیں  
کسی کے ربا کر دین کو نہ میرے کاموں کا انتظام محض تہا رہی ہی ذات سے ظہور میں آیا ہے جب میں خود جنگ کو نظر لگا تو اسوقت تکو طلب کروں گا اب





میں ہزار طرح کے ہیران ہر دل کے علاوہ پوشیدہ ہیں جو مجھ سے عیاں ہیں یہ کھڑے ساری کے لشکر اور شاہی ہوا میں سے چار سو نامی گرامی حری مرد جنگی  
 حمایت و اہتمام میں رہتے تھے ہر اہلے کر اشر پر چلے کیا اشر کا قبیلہ عمر دھاس کو اپنی جماعت کے ساتھ اشر پر چلے آئے دیکھ کر سوار ہوا اور اشر سے حال مایہ دو ہوجان  
 صحیح اور مدح کے قبیلوں سے ہے عمر دھاس نے آگے بڑھ کر حری بھی اور دیدہ بصیرت سب کے اسی مردانگی اور شجاعت پر فخر کر لے لگا۔ اشر نے اسکا قصد کیا  
 اور اس سے بھی حکم کیا وہ فوج لگ کر نہ لگے جس قریب بیٹھے تو عمر دھاس نے بہت کچھ جیلہ ماری کی مگر کوئی دھوکہ نہ دے سکا آخر کار اشر نے قریب ہو کر ایک نیزہ  
 لگایا عمر دھاس کا نیزہ عمر دھاس کے سر پر لگا کر ٹوٹ گیا اور گھوڑے کا تنگ ٹوٹ جانے کے سبب عمر دھاس پر آ پڑا اس صدمہ سے اس کی ناک اور چار دانت ٹوٹ  
 گئے عمر دھاس نے ٹوٹنے کی کوشش کی کہ اشر اشر کے سامنے سے ہٹ جائے اور اس کے سواروں نے آگے بڑھ کر اشر کا سارو لیا اس طرح عمر دھاس کو جو ٹیکہ چلا گیا ہر خون  
 اسکی ناک اور منہ سے جاری تھا مردان بن حکم نے اس کے پاس آ کر بہ حالت دیکھی اور کہا ہاں اسے عمر دھاس کا حال ہے اس نے کہا یہی ہے جو کچھ تو دیکھتا ہے مردان  
 کہا کچھ مشکل ہیں ولایت مصر کی امارت کی امید اس کے مقابلہ پر اران ہے صبر کرنا چاہئے ۛ ۛ پانے ہیتہ در رکات ماستد بدینہ چونیک در حساب  
 ماستد یعنی تیرا پاؤں ہیتہ رکاب میں نہ رہے گا جبکہ تو یک دم کو کیساں تصور کرے گا۔ حری قبیلہ کا ایک جوان عمر دھاس کا بہت بڑا دوست تھا اس کا یہ حال  
 دیکھ کر بھر پک اٹھا اور اشر پر چلے کیا اشر نے دیکھا کہ ابھی وہ جوان بے ریتہ ہے اس کے ساتھ ہم بدو رہے سے عار آئی ایسے بیٹے ابراہیم سے کہا کہ تیری جوڑ سیپا  
 میں آئی ہے گل اور اسکا کام تمام کر ابراہیم گھوڑا دوڑا کر آیا دونویرہ سے لڑنے لگے ابراہیم نے اس کے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ دیکھ توڑتا ہوا ثابت سے پار ہو گیا  
 اور وہ اس وقت مر گیا۔ آج بھی یہ جنگ سام تک جاری رہی اور شاہیوں میں سے بہت سے آدمی مارے گئے لیکن بھاگ جانے سے عار کرتے اور بدستور لڑتے ہی  
 جب سات آگئی تو ساری کا لشکر بہت ہی بڑی حالت سے پلٹ کر اپنے قیام گاہ پر پہنچا۔ معاویہ تمام شب سخت رنج و الم میں مبتلا رہا جب صبح نور دار اور دنیا  
 منور ہو گئی ۛ ۛ یہاں سے علامت صبح دم بد مال گرفت دولت خورشید محترم ۛ ۛ بیٹے آسمان پر یوں پھٹنے کی علامتیں ظاہر ہوئیں اور آفتاب کے  
 آسمان نے عروج حاصل کیا معاویہ نے اٹھ کر حکم دیا لشکر مرتب ہوا اور صف بندی کیجا کے اور نبی عیسیٰ کے ایک نامور آدمی عقیل بن مالک کو بلا کر جو زرگان شام میں  
 بڑا نامی گرامی بہادر اور سردار تھا مگر ہمیشہ عبادت الہی اور روزہ داری میں مصروف رہتا تھا۔ کہا تو علی اور اس کے اصحاب سے کس لئے جنگ ہمیں کرتا تھا حالانکہ  
 تو تمام میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر آدمی ہے عقیل نے کہا میں بھی اس جنگ میں سی دو کوشش کوئی اور تیری خدمت گذاری جانتا تھا لیکن جملہ سے عمر دھاس  
 علامت سرور و کلاخ ابو نوح سے مام منظرہ کیا مجھے شک و شبہ لاحق ہو گیا۔ اس لئے میں علی اور اس کے ہمراہیوں سے جنگ ہمیں کر سکتا اور چنانکہ میں نے  
 سوچا علی کو حق پراد مجھے باطل پر دیکھتا ہوں اس دیا میں نیک و بد سچی گذر جائیں گے مجھے آخرت کا اندازہ ہے اور جناب سحیفہ کی ماری اہ غلبہ ہے غزویں  
 کے خلاف سے فوج تامل یہ دور روزہ زندگی ہے خوشی و غمی اور سرور و دگر می کیا چہرے معاویہ کو اس کی باتیں بڑی معلوم ہوئیں مگر اپنی ناراضگی کو ظاہر نہ کرنے دیا  
 دل میں کہنے لگا اور جی میں کہا جو قوت یونس کی طرح مچھلی کے پیٹ میں چلا جائیگا ورنہ کی طرح جتنا نہ جیگا ایسے مدد کی حالت میں قتل کیا جائیگا کہتے ہیں کہ اس کے  
 بعد معاویہ کے حکم سے اسے غصہ قتل کر دیا اور اسکا خون انبی گردل پر لیا ان مرض اس روز طرمین سے خوب جنگ ہوئی سب سے پہلے جو شخص امیر المومنین علی کی طرف سے  
 جنگ کے لئے نکلا نیکو کار صحابہ ہیں سے ایک ماموش صبح سنا ہر نام تھا اس نے میدان میں آکر جبر پڑھی افعال قریب جنگ کر کے اس قدر آدمی قتل کئے کہ نیزہ  
 زخموں کے خون سے تر ہو گیا اور آخری حملہ میں معاویہ کو اسکی جگہ سے بہت دور تک پس پا کیا اس کے بعد لیٹ کر اسی صف میں آ بٹا اب معاویہ کا ایک ہوا خواہ  
 عروت بن خرقہ میدان میں آیا اور لڑنے والی کو آواز دی امیر المومنین کی فوج میں سے کعبہ بن جبراسدی نکلا اور عوب پر حملہ کر کے اسے قتل کیا پھر اعدا و مکر نظر  
 ڈالی معاویہ کو دیکھا کہ سوار کھڑا ہے اور کچھ ہادر اس کے گرد موجود ہیں گھوڑے کو ایڑی اور معاویہ کی طرف چلا معاویہ بولا یہ شخص بھاگ کر ہماری خدمت میں آیا  
 جانتا ہے کعبہ نے قریب پہنچ کر اس پر اور اس کے ہمراہیوں پر جو نیلے پر کھڑے تھے حملہ کیا اور کسی اور کی طرف رچ کر معاویہ پر چھٹا اور چاہا کہ اس پر مار کرے

گو معاویہ کے سامنے حو سوار موجود تھے تلواریں کھینچ کر بیچ میں چائل ہو گئے معاویہ تک رہ جانے دیا کعب نے کہا اسے منسوبہ تو فرور مجھے بیچتا ہو گا میں وہی اسدی غلام  
ہوں انعام کا دتھے سلاہل گاسیر لٹ کر امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا آیا ہے اس سے پوچھا اسے کعب ترے دل میں یہ کیا سمائی تھی اور اس قدر حم حمیرے کو کر  
جنگ کر سکتا تھا اس سے جواب دیا میں نے اسے اس کا دتھا کہ معاویہ کو نیرہ مار کر مسلمانوں کو اس کے ترے سے بھالوں امیر المومنین سے قسم فرمایا اور تعریف و توفیق کی بھر  
معاویہ کی فوج میں سے خالد بن ولید کا بیٹا عبدالرحمن لٹکار جوڑھی اور مدد حاصل طلب کیا حارث بن قلیبہ امیر المومنین کے لشکر میں سے نکلا اور دونوں پہلے سے جنگ  
کرنے لگے حارث نے عبدالرحمن کے لیٹان پر نیزہ مارا جس سے وہ سخت زخمی ہو کر واپس چلا گیا پھر ابوالموالا عور علی معاویہ کی طرف سے آیا اور دھڑ سے زیادہ بن کعب بن جریج  
اس پر حملہ آور ہو کر نیزہ رسید کیا وہ بھی زخم شدید کھا کر واپس چلا گیا اس معاویہ نے ملندہ دار سے کہا اسے تاسیو قلیبہ ہمارے دشمن ہیں انکی طرف نہ دھو اور ان سے  
جنگ کر و مسجد بن قیس ہمدانی نے معاویہ کی آواز سکر اپنے چار ادھائیوں اور غریزوں اور رشتہ داروں و دیگرہ کو جمع کیا اور کہا ایک سخت لشکر تمام پر حملہ کر دے  
کہا امیر المومنین اور معاویہ کی تمام سپاہ پر ٹوٹ پڑے اور تمام لشکر کے بہت سے آدمی ہلاک کئے مارتام کے دت تک جنگ ہوتی رہی حارث ہونگی انہی اتنی جگہ پر چلے  
آئے امیر المومنین علی کے لشکر میں ایک شخص سی اسدی سے تھا جسکی کیت الوسا کہ تھی جسے پانی کا ٹونا اور حیر الیکر مردوں اور رچیوں میں گشت کرنا شروع کیا  
جس زخمی کو جانبر کرنے کے لائق یا تا اس سے پوچھیا کیا تو امیر المومنین علی کا درست ہے اگر وہ دوست ہوتا تو اسے اٹھا کر بٹھاتا اور اسکا سہہ دھلا کر پانی پلاتا  
اور اگر وہ حاموش ہوتا یا کچھ اور جواب دیتا تو اس خیر سے اسکا کام تمام کر دیتا امیر المومنین قلیبہ رجب پر نہایت ہر پاتی رہا تھے کیونکہ وہ بھی آپ کو نہایت دوست  
رکھتے تھے اور حد سے زیادہ خدمت گزار کی کرتے تھے قلیبہ نے کربلا کی گزری ریحہ کو لڑا کہا اور اسکی جھوکی اور اس کے محبوب اور برائیوں ظاہر کیں اور اس کے  
بڑھکے کہ جنگ ہونے کی نوبت آگئی بڑے بڑے سپہر و سواروں امیر اور سرداروں سے درمیان میں ٹکران کو ڈٹنے سے روکا اور قلیبہ نے کربلا کی نامی زرنگ نے  
جس کی کیت ابو الطھیل کئی تھی امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ہم ان لوگوں پر جہیں اللہ تعالیٰ نے عمدہ نعمتوں اور طرح طرح کے افعال و دولت  
و عزت سے مخصوص اور ممتاز کیا ہے حمد نہیں کرتے شکر نہیں دے اس دولت کی قدر و منزلت کبھی اور شکر کبھی بجا لائیں ریحہ دے جیالی کرتے ہیں کہ وہ ہم سے اچھے ہیں  
اور آپ کے زیادہ مقرب اور ہمیں آپ کی خصوصیت اس قدر نزدیک اور حرم حاصل ہیں ہے جبکہ مانگو ہے اگر صلحت معلوم ہو تو چھوڑ کر گئے امین جنگ سے  
سحان رکھیں اور ہماری قوم کو اذان جنگ عطا فرمائیں کیونکہ ہمارا اور ان کے شریک ہو کر جنگ کرنا ہماری خدمتوں کو مستحکم رکھتا ہے اور آپ کو ہر نہیں ہو سکتی کہ  
ہم میں سے کس قوم نے بڑھکر مقابلہ کیا ہے امیر المومنین نے کہا تمہاری درخواست بہت اچھی ہے میں اسے منظور کرتا ہوں اس کے بعد ریحہ کو حکم دیا کہ خندق  
کے تے جنگ میں توقع کریں اور اپنے آپ کو آرام و راحت یسین میں ریحہ نے حسب الحکم جنگ سے مہر پڑایا اور نبی کمانہ کے سرخوہ عامر بن دانکہ نے اپنی قوم کو  
لیکھ دیا ان جنگ میں قدم نکالا اور معاویہ کی فوج پر حملہ آور ہوا کچھ عرصہ تک سیرہ سے اور کچھ دیر شتر سے جنگ کی اور مردانہ جنگ کی اس کے بعد ابو الطھیل کئی  
نے اپنی قوم کو ہمراہ لیکر حملہ کیا اور عثرہ کا رگداریاں دکھائیں آج صبح سے تمام ملک ابھی کی جنگ ہوتی رہی جب طرفین ایسے اپنے قیام گاہوں کو چلے گئے  
ابو الطھیل امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے آپ کی زبان مبارک میں کھائی کہ انسان کا انجام موت ہے اور ہر حال میں اسے شربت مرگ پہنچا دینا ہے  
مارا حاتم نے سے اچھا ہوا و خدا کی لہجہ جان دیا اور تہات کا درجہ پانچواں ہے افضل ہے اور میں نے یہ بھی حضور کی زبان میں رحمان سے سنا ہے کہ سب عثرہ کا کام  
ہے ہننے مارے جانے پر صبر کیا اور ہمارے بعض ہمراہی قتل اور تہمت بھی ہو گئے آج چار مقتول شہید ہیں اور ہمارا زندہ شخص کینہ عواد ہے ہم بھی کے راتے جیسا کہ  
قدم نہ رکھیں گے اگر کسی ذاتی خواہش کے یا سرحائیں کے تحت تک حصول میں جاتی ہے ہمارا ناتھہ ادھاپ کا واس ہے امیر المومنین نے اس کی زبان سے یہ  
باتیں سکر اظہار و شہودی فرمایا اور تعریف کے بعد دعا چیدی دوسرے دن نبی شیم کا سردار حمیر بن عطار نے اپنی قوم کو لکھ دیا ان میں آپ کا اس نے بڑی عمدہ جنگ  
کی اور اسکی قوم نے بھی خوب خوب معرکہ لڑائی کو کے بڑے دھیر کی کار گذاری دکھائی اور غارت تمام ملک میدان میں اڑے رہے مارتام کے بعد چار خدمت ہو گئی



رساں ہوا کیا امیر المومنین مجھے انہی قوم پر سرکہ آرائی کی انت اچھا لگاں تھا وہ آج پائے تبت کو بھیجا اور اس نے میرے گان سے بڑھ کر جنگ کی امیر المومنین نے دمایاں ہی مات ہے میں تجھ سے اور تیری قوم سے ہدیت خوش رہا ہوں اور آج بہت ہی خوش ہوا ہوں اللہ تعالیٰ تمکو عزیز رکھے اگلے دن سی اسدیل سے ایک امیر قبیصہ اس حار نام نے انہی قوم سے کہا اے میرے چاراد بھائیو میں جانتا ہوں کہ آج تمکو براہ لیکو ان گراہ لوگوں سے حوٹیانی گروہ سے علاقہ رکھتے ہیں متاخذ کروں کیا امیر المومنین تادو حرم ہوں سے متفق ہو کر کہا ہم حکم بحال لائیکے اب قبیصہ سوار ہوا اور میدان میں آکر نیرہ سیدھا کر کے لشکر معاویہ پر حملہ آور ہوا اور اس قدر کشت و خون کیا کہ سرہ حوں میں تر ہو گیا اور اسکی قوم نے بھی آج نہایت ہی سخت جنگ کی تمام کی ناکہ کے وقت تک تھیا ر چیتے رہے اور معاویہ کی روح کے کئی نامی سردار قتل کر ڈالے مارتام کے بعد قبیصہ حاضر ہوا اور کہا جقدر ملک تھا آج جنگ میں کوئی کمی نہیں کی اور میری قوم نے بھی کوئی مات اٹھا نہیں رکھی ہر حال میں ہمیں آپ کی خوشنودی درکار ہے میں جانتا ہوں کہ اصلی زندگی آخرت میں ہوتی ہے اور یہ دنیا دی رہدگی محاری ہے عقلمند اسی کو آخرت سمجھتا ہے کہ جنگ کی دلت اختیار کرے اور وطن و حرب سے پہونہ بجائے امیر المومنین نے اس کی کلام کی تعریف کی اور اس کے اور اسکی قوم کے جنگ کو بہت پسند فرمایا اور تعریف و توصیف کی دو ہر اہل ہوا تو امیر ہر اہل عبد اللہ بن عامر بن لھیل اپی قوم کو لیکر میدان کسطن جلا اور ایسی جنگ کی کہ معاویہ کا لشکر اس کی ضربوں سے پیچ اٹھا اور صبح سے تمام تک جنگ ہوتی رہی حار مان ہو گئی تو عبد اللہ پلا اور حاضر خدمت امیر المومنین ہو کر آواں خدمت بجالا ما اور کہا آج دشمنوں کے مقابلہ پر امیر المومنین نے ہمیں کیا پایا اور ہماری جنگ اور صبح مقبول ہوئی امیر المومنین نے اُسے دھانے حیردی اور تعریف کے ساتھ اسکا اور اسکی قوم کا دل ڈھکا ما اور حوش کر کے جلانے کی احادیث دی اب قبیصہ میرے امیر اور سردار وغیرہ امیر المومنین کے کلمات سے حوال کی دست ارشاد کئے تھے بہت ہی شادمان اور شائش ہو گئے اور آپ کی تعفوت اور رحمتوں کا شکریہ ادا کرتے تھے اور انتہار تصیف کرتے تھے اور وہ علاوت بھی حوقبہ روح سے آتری تھی ان کے دلوں سے زائل ہو گئی اور براقت و محبت سے سمل ہو گئی اس دن لکھا تو معاویہ نے بہت سو رہے ہی سے اٹھ کر فوج کو تیاری جنگ کا حکم دیا اور کہا ہر تہ ہو کر نکلیں اور صفیں قائم کریں اور بار بار اس حکم کو دھرایا اور تاکید مریدی مگر لشکر حریصا اثر ثیرا جیا ہے تھا نہ پڑتا تھا اور زخموں کی کثرت اور جنگی کے سبب بہت دیر میں نکلتے تھے معاویہ نے کہا مجھے تمہاری توقع اور دیر کا سبب معلوم نہیں ہونا معاویہ کی تویہ نوبت آہیچی کہ طرہیں سے بہت سی حلقہ قتل ہو گئی اگر آج سستی قاسر کر دینگے تو دشمن زیادہ دلیہر ہو جائیگا اور جو حقیق آحتک اٹھائی ہیں وہ سب دائیگاں جائیں گی اور تمہارے دفتر ناموری پر عیب اور عار کے دھمے لگا جائیں گے جو کسی طرح بھی وصل کیگے حقد ر مار گزنا حانگا تمہارے حالات تازہ رہیں گے میں نہیں ایسا نہ سمجھتا تھا میرا خیال تھا کہ تم ہر روز بلکہ ہر ساعت طلب خون غنمان میں زیادہ ہی زیادہ کوشش کرتے رہو گے اور اس کے دوسروں اور قاتلوں کی گرفتاری و قتل میں ہر وقت سعی بلیغ عمل میں لاؤ گے مگر اسوقت دیکھا ہوں کہ تم ٹمکن اور لڑے سے جی جراتے ہو حکا مجھے گاں تک نہ تھا نہایت ہی تعجب کا مقام ہے سرداران روح نے معاویہ کی یہ باتیں سکر باہم کہا کہ سچ کہتا ہے اسکے بعد تیاریاں کر کے لڑائی کیلئے متوجہ ہوئے امیر المومنین نے بھی لشکر کو مرت کیا اور ہی صبح سے ٹھکر اکیا ٹیکہ پر جو لشکر گاہ کے متصل تھا قیام فرمایا خیر باد بلندیر جریضی **ح** انا علی مسلونی تحروا + فداؤن والی فی الوغوا وادروا + سیفی حساء و سانی برہر + مماللی الطاہر المظہر + و حمرۃ الحیر و منا حصر + لہ حاح فی الحماں الحصر + و باطم عری و جہا محصر + ہذا الہدوان ہند محصر + معاویہ نے جناب امیر کی آواز سنی کہ خر پڑھ رہے ہیں حواک اس کے پہلو میں کھڑے تھے ان سے کہا علی اپنے مقابلہ کے واسطے مجھے ملاتا ہے اور کئی دنو امیر ح کہا ہے مگر میں مقابلہ کے لئے نہیں نکلا مجھے اس بات سے بہت حرم آتی ہے میں سوچتا ہوں کہ مقابلہ یزیدوں خواہ کچھ ہی ہو اور نے مرت کوئی رہتا نہیں اسکے بھائی عبید بن ابی سفیان نے کہا ہرگز ایسا خیال بھی نہ کرنا کہ اپنے آپ کو شیر کے جگل میں جا ڈالے اور اس کلام الہی و لا تلقوا بآبائیکم الی الخ لکے بیٹے تم اپنے آپ کو ملکات میں نہ ڈالو کو فرائض کر بیٹھے اور یاد رکھو کہ تو علی کا مرد مقابل نہیں ہو سکتا تیرا غلام حریث کیسا

نامدار بہادر اور دلہنہ بہار تھا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اُسے کب طرح مار ڈالا عمر رخصت و حرمت و صولت اور جنگ و صلح میں بہت طبعی بہارت اور متاع تھا  
اور مافی گرامی جنگجو ہے اور جہتہ میدان جنگ میں رہ کر طعن و ضرب سے یروقتیں بانی ہے اور ہر طرح سے شجاعت و لیاقت و قابلیت اور فضیلت میں بہت  
عالم ہے دیکھا میدان میں مقابلہ علیؑ اس پر کیا فتاویٰ دیری اور کس رسوائی و دولت و حواری سے حال رہا احنک دیا قائم ہے اس کی دلت کا چیر چاہتا رہا ہے  
اور لوگ اس پر قہقہے لگاتے رہیں گے وہ اُس کے سامنے سے بھاگا اور بھاگ کر جاں بچائی رد و دار رہہ کوں کر کے بھاگا۔ حق تیر خدا کے خلیفے سے وہ ملعون  
عمر و عاص زندہ بچا اگر تھے زندگی و کار بہنیں اور اپنے اور ہمارے حال پر تھے رحم نہیں آتا اور اس جیسے سے ننگ آگیا ہے تو لسم اللہ میدان میں جا اور دیکھ  
کو کچھ تیرے و تمہوں کے لئے بھی ہے پسیدہ ہیں کیا ہے اگر تھے ایسے آپ کو سلامت رکھا ہے اور تو دیا ہے نامہ ہیں ہوا اور تھے کم و متن ایسے اولاد و حامین  
عمریوں قریوں اور ملاروں کا کچھ خیال ہے تو اس آواز کو تو سُن رہا ہے اُس کی کرے کیونکہ موت مایسیدہ آرام اور قمر مہر خوب جواب گاہ ہے اور  
حیات کے مہ کی کچھ اتہا ہیں اور ایک ساعت کی زندگی حقہر راحت یاتی ہے اس کی تعریف کرنا اور اسکا حال بیان کرنا بہت کچھ طولانی ہے کوئی صفت  
اور کوئی تسبیہ اسکا مدارہ نہیں کہ سکتی اور علیؑ کی قوت و شجاعت کا کمال اور حرمت و ولادت کا حلال ہر وقت آفتاب سے زیادہ روش ہے اور ان قریوں میں  
آحنک کوئی ایسا بہادر اور صفت نسل نامور سوار پیدا نہیں ہوا جس نے علیؑ کے مقابلہ را اگر اسی خاکی ہستی کو برا دیکر دیا ہو اُس کی گاہوں کی ہیبت ہی سے شیر  
گردن تک سیر ڈالتا ہے اور اس کے خوف و دہشت سے آفتاب بھی انہی تیزی میں ٹھکراتا ہے اور سج تو یہ ہے کہ ایک ولایت بھی اس کی منت نہ کر سکتی  
اور تمام نکر بھی اس کے ایک حملہ کی تاب نہیں لاسکتا عقدے جب اس طریق سے کہا اور معاویہ کو امیر المومنین علیؑ کے مقابلہ سے روکا تو لشکر تمام کے اور سرداروں  
اور امیروں نے بھی مصیحت نہ سمجھا اور معاویہ بھی ہاٹ سے مخالف نہ تھا نہ تھا یہ ایسے خیال اور مذاق کے مطابق باتیں بیان کرتا تھا معاویہ کو یہ متوہ خاطر نہ  
سدا یا اور امیر المومنین سے جنگ کرے کے ارادے کو جو تیر ہی سے نہ تھا ترک کر دیا۔ ارہمیں صبح نے اٹھ کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی و ممتا  
یہی ہے کہ تم سب اس صحرائیں ہلاک ہو جاؤ اور اسی سب سے تم اس ہم کو انجام نہینے کی سعی نہیں کر سکتے۔ معاویہ نے جواب دہ کیا ہے اسے ظہور میں لائے دو حکم علیؑ  
اسے ملتا ہے اُسے جانے دو کہ دو دو جنگ کریں اور دیکھیں کسے فتح نصیب ہوتی ہے بہر حال ایک ہر در فتح یا نیگا اور دوسرا متغیر ہو گا اور ہم کو اس محرکہ سے رہائی  
مل جائیگی دنیا اور دنیا والوں میں آسودگی و رزق کا دور مروع ہو گا سیم سادات گلشن اقبال میں چلے گئے گی اور اس فتنہ جہان ساز کی آگ کچھ جانے گی جو تھیاب ہو  
اسکی حدت گذری پر مگر کین کس لیا اور اسی کی مخالفت و طاعت کو دل و جان سے منظور کر لیا امیر المومنین علیؑ نے ابرہہ کی باتیں سکر اظہار غرضتہ فیما اور ارتاد کیا  
کہ جب میں یہاں آیا ہوں ابرہہ کی اس بات سے زیادہ اچھی اور مضبوط لنگھوئیں ہیں اسی معاویہ کہا ابرہہ میں ذرا بھی عقل نہیں پھر وہ ہمتیہ دانشمندی کا دھوکا ہے اور یہ نہیں  
سمجھتا کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا اس قریب کی سعول بہت دور پھلی صفوں میں ہٹا دوا رکھ دے کہ آوری تھاریں رہی کیونکہ جب وہ موقوف اور بے عقل ہوئی بات کہ کہہ میں نقصان  
نہیں چاہئے تاہم یہ کہ ابرہہ نہ ٹرا سا جب عقل و ہمت حص ہے اور حرمت و دیانت میں اپنے ہم ضرور متماز رہتے ہے لیکن تو علیؑ سے ڈرتا ہے اور یہ حوصلہ نہیں کہ علیؑ سے  
جنگ کرے تاکہ سب آدمی اس محنت و مصیبت اور عذاب و سختی سے چ جائیں اور یہ تاریکی جہاں رہتے تھے سے مہل ہو جائے اور مسلمانوں پریری سے بچ جائیں  
معاویہ نے ابرہہ کو لکار کر کہا کس لئے اپنی حد سے ہیں رہتا اور کیوں یہ یہودہ باتیں مانے جاتا ہے عمر و عاص نے بھی ملامت کر کے کہا جب تو جانتا ہے کہ معاویہ  
کو تیری گفتگو پسیدہ ہیں آتی تو کیوں مار مار کر کہتا ہے کیا ایسے کیا کو ہلاکت میں مبتلا ہے گا آج معاویہ تمام کا بادشاہ ہے ایک لاکھ میں ہزار سے زیادہ سوار  
اور بہتر تم کا سار دساں اور کچھ جنگ پہا ہیں کہ علیؑ سے جنگ کرے جاتا تو انیا کام کر اور انہی بھلائی کی بات سوچ دو رہا ہے کچھ کی کچھ لنگھیا اور سخت نقصان  
اٹھایا ابرہہ اس باب سے بہت رنجیدہ ہوا معاویہ کے پاس سے بھاگیا اور کچھ بہ لولا لیکن معاویہ نے بعد میں ہلاکت بہت کچھ اٹھایا اور ان سے فرما  
کر لیا اور اس کے دل سے وہ رنج اور دشت و صوڈالی الفتنہ شہرین ارطاة کا ایک غلام لایا نام بڑا حشمتہ تجربہ کار اور جہانگیر تھا اُس نے لڑے لڑے









مختصر مآثر بھی میرے قبضہ میں ہے مردان جب ہو رہا دوسرے دن عقدے کسی شخص کو جہدہ بن ہیرہ کے پاس بھیجا اسے طلب کیا جہدہ آیا اور اس سے  
کھڑا ہو گیا طر میں بھی دیکھے گئے کہ عقبہ اور جہدہ کی باتیں میں عقدہ نے کہا اسے جہدہ تو اپنے ماموں علی ابوطالب کی دوستی کے سبب ہمارے مقابلہ پر نکل کر  
جنگ کرنا ہے ہم نہیں کہتے کہ معاویہ جہدہ کے لئے علی سے زیادہ مستحق ہے لیکن عثمان کے معاملہ میں عثمان واقع ہوا ہے اگر علی عثمان کے خون سے بری ہوئے تو  
حالات و امانت کے لئے کسی شخص کو بھی سیراز دی ہوتی اور سارہ تمام کی امارت کا یوں اختصار ہے کیونکہ اہل تمام اس سے خوش ہیں اور اسے بہت دوست رکھتے  
ہیں اور ہر ایک سامی معاویہ سے زیادہ علی سے جنگ کرنے کا مشتاق ہے اہل عراق و حماد علی کے ہوا خواہ ہیں اور تمام والے معاویہ کے اور کوئی شخص بھی علی کی اس  
جنگ سے خوش نہیں کیونکہ سلطنت ملنے ہی لوگوں کو جنگ میں مبتلا کر دیا ہے جس سے تمام عرب ہلاک ہوئے کہ قریب پہنچ گیا ہے جہدہ نے کہا تیری بات سن لی  
تو جو ہی ایسے اس قول کی نسبت کہ ایسے عزیز کو میں بہت دوست رکھتا ہوں انصاف سے دیکھ اور اچھی طرح سوچ کہ امیر المومنین جیسے ماموں کو کیوں دوست  
رکھوں خدا کی قسم دوستی کے علاوہ میں اس کے مردان کا سالانا اپنی گردن پر مرص سمجھتا ہوں اللہ کی قسم اگر علی جیسا تیرا کوئی ماموں ہو تا تو تو ایسے مایہ  
اور اولاد کو بھی بھول جاتا اور معاویہ سے علی کا اصل و برتر ہونا ایسی بات ہے جس سے تمام مسلمان آگاہ ہیں کسی و دینبر کو اس میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں  
اور تمام میں کا ہوا خواہ معاویہ ہوا اور اسکی موافقت کے سبب علی کے مقابلہ پر سی کوتاہی کرنا ظاہر ہے اہل تمام معاویہ کے حیر خواہ بھی مگر ان کا جنگ و حال  
میں کوتاہی ملے کر کوئی ٹری مات نہیں اہل حق کی کسی بھی آج تماموں کی سرور کو مستحق سے بڑھی ہوئی ہے کیونکہ سامی مامل پر ہیں اور ہم نے علی کی بیعت  
اور معاویہ داری میں کوئی کمی نہیں کی اور یہ کریں گے اور وہ حامی و حامی اختیار کریں گے تو ہم دریافت کر کے در دس پر پائے کر نیچے اور اگر وہ کچھ دیتے ہیں تو ہم ان کے  
اور ناد کو روہین کرتے اور تمہارے لشکر میں اسے بہت سے آدمی ہیں جو د معاویہ سے زیادہ عقلمند اور دھمکے میں اور ہماری فوج میں ایک بھی ایسا نہیں جو علم  
و فصل سعادت و شجاعت اور ثقت میں علی کی راسی کر کے رہی جنگ و حال کی بات کہ سلطنت ملنے ہی علی سے عرب کو ایسی جنگ میں پھنسا دیا کہ سب  
نہیں دما و ہو جائیں گے یہ معاملہ خود تم سے علاوہ رکھتا ہے اور اسکا وبال تمہاری گردنوں پر ہے کیونکہ تم نے اہل پر خروج کیا اور حلیف رسول خدا روہی مصطفیٰ  
سے دشمنی اختیار کی ہے اس لئے حضرت امیر المومنین کو بھی واضح ہو گیا کہ ماضی اور طاعی کے ترک و دفع کریں جو شخص حق کا راستہ اختیار کرے گا وہ اصل بہت ہو گا  
اور جو مامل پر ہو گا وہ جانیگا دوزخ کی آگ میں ملے گا عقدہ اس بات سے بھڑک اٹھا اور شہد بنو جہدہ کو گالی دی اور بآواز بلند کہا اسے شامیوں حملہ کر د جہدہ نے  
نے بھی آواز دی کہ اسے عراق والوں کی حر لو دلوں و جن حملہ آور ہوئیں اور مردانہ جنگ کی طنین سے آواز خوب ہی جان توڑ کر زور مارا اور جہدہ نے عقدہ کے  
مقابلہ پر جواب ہی داد و تحامت دی یہاں تک کہ عقبہ بھاگ نکلا اور لشکر اسکا تعاقب کیا عقدہ بھاگ کر معاویہ کے پاس پہنچا تو اس نے سخت ملامت کی کہ  
اس جنگ کر کے اور بھاگ آئے سے ہم پر دھمکا دیا کسی تدبیر سے نہ مہنگا میں بہین سمجھتا کہ تیرا مہاظرہ زیادہ معید نکلا یا زیادہ مضر تو ہے حاکم جہدہ کے  
گنگو کی اور جہدہ گیا پھر اس سے جنگ کی اور اس طرح بھاگ کر آتا ترے مہاظرہ اور معاویہ دونوں ریاضت کاش تو یہ کام نہ کرتا اور یہ شیخی نہ مارا عقدہ سے کہا۔ تو  
سچ کہتا ہے خدا کی قسم جی بھی تھی میرا یہ کام نہ کروں گا اور تیری صلاح نے بغیر کوئی عمل اختیار نہ کر دنگا مروان بن حکم نے بھی عقبہ کو بہت کچھ ملامت کی  
اور اس کے اور عزیزوں بھی جس کے پاس گیا اسی سے بھاگ آئے یہ ملامت و سرزنش کی اور اس وقت امیر المومنین کی فوج نے جہدہ کی گنگو اور جنگ و دوزخ اور کی  
تفریق کی اور مرد جاگتی دوسرے دن بھی حضرت علیؑ نے علی الصبح لشکر کو ترتیب دیکر صحن قائم کیں اور انصاریوں میں سے ایک گردہ کو علم دیکر آگے  
رہایا معاویہ نے انہیں دیکھ کر دریافت کیا کوئی جانتا ہے کہ یہ جھوٹ سے آگے علم لئے ہوئے کون فرد ہے انہوں نے کہا ہم سب ان لوگوں کو جانتے  
ہیں یہ انصاری کا گردہ ہے معاویہ نے بھی اس وقت انہیں بن لشکر اور سلمہ بن مخلد کو انصاریوں میں سے تھے بلایا اور کہا تمہارے عزیزوں سے میری حالت  
جانی رہی میں ہر روز انہیں اور فوج ہی کو میدان جنگ میں کھڑا کرتا اور گندھوں پر تلایا کرتا ہوں کہ جہدہ اور جنگ آرمائوں کو مقابلہ پر طلب کرتے ہوئے

لو کہتا ہوں اور جب ایسے لشکر کے کسی شخص کو دایں طلب کرتا ہوں تو یہی مستاہل کہ اسے معاویہ مار ڈالا میں کہ تک تمہاری قوم داروں کے بہت سے بہتا رہوں اور یہ سبج انھاؤں کا شرم جنگ سے دست بردار ہوجانے اور کھجوروں کے کھانے اور طیش کے دانقہ جیسے میں مصر من رہتے اور میں اس سخت درجہ و نعم سے آزاد رہتا ہوں اس میں ترخص باک ہو کر لولا اسے معاویہ العار کو ان کی تحامت و دلیری کے لئے طامت نہ کر رہا نہ حاجت و اسلام میں ان کی ہی عادت رہی ہے اور جیتے جس جنگ سے مالقا پڑا ہے مردانہ اور دلیرانہ جہتین کی میں ہے اور خود تو نے بھی ان کی تحامتوں اور ہادیوں کے وہ کارنامے دیکھے ہیں جو حضرت مصطفیٰ کی خدمت میں صادر ہوئے ہیں ہاں کھجوروں اور طیش کے کھانے کی عادت اہل عرب کا حصہ ہے طیش پیروں کی عادت تھی جب مجھے کھائی اور مرا پایا تو اس کے کھانے میں پیروں سے ٹھہ گئے اور صدمہ لے کھجور کی لذت چکھی تو ہمارے لئے ماتی بھجور سی اور خود ہم سے سخت ملے معاویہ کا یہ کہنا اور انصار کو طامت کرنا قیس بن سعد بن عبادہ کے بھی گوشہ زد ہو گیا انصار کو طلب کیا اور کہا حکم کھانے والی کا لڑکا ایسا کچھ کہتا ہے اور تمہیں اس طرح کی طامت کی میں اور عثمان بن لیسرے اسکو جواب دیا اور وحشی امرو کو بیان کیا ہے آج وہ کہہ ظاہر ہو گیا جو زمانہ حاجت میں ہمارے اور معاویہ کے باب داد کے درمیان تھا اور وہی قدیمی عادت آج اس سر نو نازہ ہو گئی اچھے لڑکے ہم اس لشکر میں سے ہیں جو اس جھڑے تلے لڑا ہے جس کے دست راست یرجیل اور دست چپا بیکائل فرستے رہتے تھے اور معاویہ اور اسکی قوم اس لشکر کے جھڑے تلے رہ چکے ہیں حکم لشکر اور امیر اوچل ہو کر اسے انصار نے کہا تو سچ کہتا ہے ہم سب کا تو ہی میثاق اور مردار و رہا ہے اور ہم سب تیرے دریاں یہ کر رہے ہیں اور ادا کے خدمت کے لئے مستعد و منتظر کہ حکم ہو گا لائیں ہم تیرے احکام کی نشیل کو ایسا جس کھنے میں **س** تو مراد وہ دلیری میں + رو بہ جوش و حال تیری میں یہ ہے تو ہماری تسلی کر اور دلیری دیکھ + اسی لومڑی کھکھلا اور تجاعت کچھ اب قیس بن سعد نے اسی مضمون کا تر لکھا اور معاویہ کے کچھ عیون بیان کر کے اس کے پاس بھیج دیے معاویہ نے قس کا لکھا پڑھ کر رنج کیا اور کسی شخص کو بھار کے ان مامور را کین اور سرداروں کے پاس بھیج کر حوایر المومنین علی کی خدمت میں تھے قیس بن سعد کی شکایت کی انہوں جید مستعد اور تہور شخصوں کو قیس کے پاس بھیج کر بیام دیا کہ معاویہ کو جلا تھیں بے گناہ سے علیہ ہم سے کوئی رائی نہیں کی اور ہماری دست برد گئی نہیں کی اس سے اس ہمارے پاس خاصہ بھیج کر تیری شکایت کی ہے کہ تو اس کی جوار اس کے اخلاق کی برائیاں ظاہر کی ہیں اور اس کو برا کہا ہے ایسی باتیں اچھی ہیں اس کا معاملہ اس حد سے گذر گیا جو کہ مسلمانوں اور دنیا داروں کو اس کے اخلاق کی برائیوں کے اظہار کی احتیاج ہو اگر مناسب جلے زبان کو اس کی بدگونی سے روک لے اور امیر لعنت بھیجے کہ مستقر شہنوں کے حوالے کر دے اسے جواب دیا صاحب نکما میں رہ رہوں گا اسکا دشمن رہوں گا اور دیا سے گذر جائے کہ بعد امیر لعنت بھیجے اور دعویٰ کرے میں زشتوں کا ساتھ دوں گا **ح** نفوم صاحب عدو ہر گزہ درجہ آسمان کد مسکن + یہ میں کبھی دھم کا مطیع ہوں گا اگرچہ وہ آسمان پر جا رہے کیا مار بھی چڑیا کی و بار داری کرتا ہے اور تیر لومڑی کے آگے گردن جھکا دیتا ہی بھی انگھو ہو ہی رہی تھی کہ معاویہ کے لشکر نے حرکت کی اور اس کے سواروں کا دستہ امیر المومنین علی کی طرف بڑھا قیس بھیجا کہ معاویہ ابھی میں ہے سوار ہو کر حملہ کیا اور سواروں کے پیچ میں کھسکا ایک سوار پر سے وہ معاویہ سمجھا حملہ آور ہوا اور تلوار کے ایک ہی مار میں اسکا سر اڑا دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ معاویہ نہ تھا ایک اور سوار کو تا کا جو عمدہ قسم کے اسلحے لگائے ہوئے اور تھان و سکودہ والا تھا سمجھا کہ یہی معاویہ ہے اسپر بھی حملہ کر کے تلوار سے مار گیا پھر جانے یہ بھی معاویہ ہیں اسی طرح اور کئی نامور سرداروں کو قتل کیا انجام کار معاویہ کے سوار عاجز ہو گئے اور معاویہ نے لشکر گاہ میں سے آواز دی کہ اسے اہل تمام اس سوار کو تیر فرعام کہتے ہیں حروف وہ میدان جنگ میں نکلے پہچان رکھو کہ وہ کون ہے اب قیس مطلع ہو کر کہ معاویہ اہل سواروں میں نہیں بیٹ کر انہی صف میں آگھر آجوا اب معاویہ کی فوج میں سے ایک شخص مخارق بن عبد الرحمن نام جو بڑا جری سوار اور دلیر تھا لشکر دو نوصفوں کے پیچ میں آگھر آجوا اور مدخل طلب کیا مومن بن عبد مرادی امیر کے لشکر میں سے متعال پر نکلا وہ تو تیرہ سے جنگ کرتے رہے آخر کار شامی قہیاب ہوا اور مومن کام آیا اس نے گھوڑے سے اتر کر مومن کا سر کاٹ کر انہ زمین پر رکھ دیا اور اس کی سرنگاہ پر چڑھ کر دی اس کے بعد بھی



کو کا دے دینے لگا اور کسی لڑتیا کو طلب کیا سلم بن عمر ربار دی لکلا اور سامی نے حملہ آور ہو کر اسے بھی مار ڈالا اور جس طرح مومن سمیت کیا تھا وہی سکا حال کیا  
 پھر اور جنگجو طلب کیا عرصہ امیر المومنین علی کے لشکر کے چار آدمی ہلاک کئے اور جادک ساتھ ہی برتاؤ کیا اب امیر المومنین کے لشکر کے آدمی اس کے مقابلہ پر نکلے  
 سے بہون عبادی حرم گاہ پھیلانے لگے اور واسطی طرح گھوڑے کو پھیرا اور در مقابل کو طلب کرتا تھا حضرت علی نے یہ حال دیکھ کر کہ اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہیں نکلتا  
 اسے تبدیل دیا اور مقابلہ کے لئے نکلے سامی نے آپ کو رہنمایا اور حملہ کیا امیر المومنین نے تکرار لگائی کہ دو ٹکڑے ہو کر فوت کے ساتھ خاک پر آ پڑا۔ آپ نے  
 گھوڑے سے اتر کر اسکا سر کاٹا اور اسکا ٹہرہ آسمان کی طرف کو کے زمین پر گرا دیا پھر سوار ہو کر میلان میں آئے اور کسی جنگجو کو طلب کیا سادہ کی صف سے ایک اور بہادر نکلا  
 حضرت نے اسے نیزہ مار کر ہلاک کیا اور اسکا بھی سر کاٹ کر اسی طرح زمین پر رکھ دیا اور سوار ہو کر اور کسی لڑنے والے کو طلب کیا اس طرح معادہ کی طرح کے سات یا آٹھ  
 بہادر مار ڈالے اب معادہ کی طرح یہ حال دیکھ کر کاتب اٹھی اور کیسی حیرت ہوئی کہ اب مقابلہ پر جانے معادہ کا ایک غلام حارث نام بہت ہی بہادر اور نامور  
 سوار تھا اسے حکم کیا کہ سیدیاں میں نکل کر اس سوار کا کام تمام کر کیونکہ اس کی دست درباری حد سے گزر گئی ہے تو نے دیکھا کہ سرے لشکر کے کتنے نامدار سوار اسے  
 ہلاک کر دیئے حارث نے کہا اے امیر المومنین اس سوار کو الیا دیکھتا ہوں کہ اگر تیرا سارا لشکر بھی اس پر حملہ کرے گا تو وہ بلاتال سب کو ہلاک کر ڈالے گا میں اس کے  
 سامنے جاؤں گا تو مارا جاؤں گا اگر تو مجھ سے دل برداشتہ ہے تو صاف کہہ میں دوسرا ہوں مگر یقین رہے کہ میں زندہ رہوں گا اور اگر تو مجھے ایسے پاس رہے  
 دے اور اس تر عرصہ تک کے مقابلہ پر بھیجے تو میں کسی دن تیرے لئے کلام آؤں گا امید جو حکم صادر ہو۔ معادہ نے کہا معاد اللہ میں تجھ سے نزار ہوں میں تجھے  
 عور پر رکھتا ہوں اگر یہی بات سے تو ظہر حال اس سوار کے مقابلہ پر یہ جا کوئی اور چلا جائے گا حارث ٹھہر گیا حضرت علی اس طرح گھوڑے کو کا دے دیتے اور در مقابل  
 کو طلب کرتے تھے مگر معادہ کی فوج سے کوئی شخص نہ نکلا تھا اب حضرت علی نے یہ حال دیکھ کر کہ کوئی آدمی لڑنے کے واسطے نہیں آتا ایسے سر سے حواٹھا لیا اور  
 سوار بلند فرمایا میں ہی ابو الحسن ہوں حارث دیکھا اے امیر میرے ہاں باب ٹھہر رہا ہوں تو نے میری سچ کو ملاحظہ کیا کہ قدر ٹھیک ہے اور میرا یہ کہنا کہ تیرا یہ سارا لشکر  
 بھی اس سے شکست کرا جائے تو سب کا سب ہلاک ہو جائیگا اب تجھے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ کتنا صحیح تھا اگر میں عرب اس سے لڑنے کے لئے نکلتا تو فوراً اسے دل کی طرح  
 خاک میں ملاتا تو نے مجھ پر مانی اور شفقت کی کہ اس کے مقابلہ پر بھیجا گیا مجھے اسے زبردستی کی محنتی اس شہابیوں میں ہے ایک اور بہادر سوار کریب بن صباح  
 بن دبی برل حمیری نکل کر دو حصوں کے بھیجے اکٹھا ہوا اور اسے واسطے کو طلب کیا مترج بن صباح حوالی مقابلہ پر آیا سامی نے اسے مار دیا اور کسی اور  
 جنگجو کو پکارا حارث بن صباح حکمی آیا سامی نے اسے بھی ہلاک کر دیا اور کسی اور کو بلایا عباد بن مسروق ہوائی سامے ہوا اس نے اسے حتی قتل کر دیا پھر گھوڑے  
 سے اتر کر ان کشتوں کو ایک دوسرے پر رکھ دیا اور سوار ہو کر پھر لڑنے والے کا خواستگار ہوا امیر المومنین علی نے اس کی طرف دیکھا اور دل میں کہا یہ سوار بڑا بہادر  
 اور درمیاں جہت دیا لاک ہے اس کے مقابلہ پر ترغیب لائے اور مقابلہ کھڑے ہو کر اسکا نام در یافت کیا اس نے کہا مجھے کریب بن صباح حمیری کہتے ہیں  
 آپ نے فرمایا اے کریب حارث نے سے ڈرا اور بھلاں یا امر نہ کر میں تجھے جدا و رمت خدا کی طرف بلاتا ہوں میری نصیحت قبول کر تیرے لئے دونوں جہان میں  
 بہتر ہوگا جہالت کی تائیدی اور عبادت کی گرا سی سے یح حائیکا انواع واقسام کی سعادت حاصل کرے گا کریب کہا دو کون ہے جو مجھے نصیحت کرتا ہے آپ نے فرمایا  
 میں علی بن ابی طالب ہوں تو خدا سے ڈرا یہ حال یہ رحم کر میں تجھے بہادر سمجھا میں چاہتا کہ اسے فائدہ مارا جائے اور شقاوت و ظلمت کی گرداں میں جا پڑے  
 کریب نے کہا میں نے ایسی بہت سی باتیں سُن رکھی ہیں جن میں مجھے کچھ فائدہ نظر نہیں آتا اب باتوں کو جان دی سامنے کہ بہادر کی حرب کی حقیقت معلوم ہو آپ نے دیکھا میں  
 دوبارہ تجھے سمجھاتا ہوں کہ معادہ کی دوستی میں یو آپ کو آتش و زخ کے حوالہ نہ کر بلکہ میرے پاس جلاؤ کہ سعادت ابدی یا تو کریب نے کہا ایسی باتیں کہ گناہ کیا گئے کہ تجھے  
 معلوم ہوگا کون ایک بخت اور کون بد نصیب ہے پھر تکرار کھیٹ کر امیر المومنین پر چھٹا حضرت نے گھوڑے کو پھر کر اسکا وارڈ کر دیا اور اسی گرا گری میں ذوالفقار سے  
 اسکا سر کاٹ دیا اس کے بعد میلان میں کھڑے ہو کر لڑنے والے کو طلب کیا حارث بن صباح حمیری نکل کر سامنے آیا آپ نے اسے قتل کر دیا پھر کسی اور کو طلب کیا۔ مطاع بن





حکام احسا کیا اور طرح طرح کی سی سے اُس جنگل میں استقر فرج جمع کی اور سامان جنگ ہتیا کیا ہے اور لے اتھا اسلحہ اور نشان و تونک حاصل کی ہے اور علی  
الوطالب سے اگر معاملہ کیا اور سد راہ ہو گیا ہے اسکے متعلق ہم میں سے ایک شخص بھی ایسا پہلا کلمہ اور نبض نہیں اٹھا رہا تاکہ سب غفلت کے گریباں میں سر ڈالے  
اور سستی کی چادر میں یادوں پھیلائے پڑے ہو جس بے حیثیت عام لوگ ہوا و محسوسات کے لئے موت آدمی ہر حربہ و محاربہ نے یہ باتیں کہیں اور انہیں کسستی  
کے لئے ملامت کی مردان نے کہا جو کچھ میرے فرمایا ہے یہی بات ہے علی کے غلبہ اور اس تکلیفوں کا حال جو اسکی زبان اور راقہ سے ہمیں پہچنی میں ظاہر ہے  
اور وہ کلمہ بھی جو اس کی جانب سے ہمارے دلوں میں موجود ہے محتاج بیان نہیں اب ہمیں کیا حکم ہے اور اس کے دفعیہ کی کیا تدبیر سوچی ہے معاویہ نے کہا اس  
امر میں کسی دریافت کی کوئی ضرورت نہیں میں جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں موجودہ حالت سے زیادہ سچی و کوشش کی جائے اور زیادہ مستقل آبادہ سے اس کام کو  
اجرام دیا جائے اور سب سے بڑے لیکر حملہ کریں تاہم اُس کے حکم جو راہ رشتی و ایدارسانی سے غفلت کو بجالیں مردان سے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو ہم سے بوجہ  
ہے اور ہم تجھے گران گذر رہے ہیں اب تو ہمیں زندہ دیکھنا نہیں چاہتا اسی واسطے ہمیں تیرا درازہ دمانے دان کے منہ میں جھونکنا چاہتا ہے میں اور ولید و  
طلحہ و عذرا اللہ تو اس جنگ میں متفق ہو کر ہر طرح کی سہی و کوشش تمام اسکاں سجالا لینگے لیکن تو علی کی جنگ سے ہانکتا ہے اور اس کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا جو  
ایک دو مرتبہ پہلے ایسے آیا کہ اس کے سامنے آنا چکا ہے اور اس کے دیکھنے ہی سامنے سے نکل بھاگا اور ایسا بھاگا ہے جیسے تیرے لڑھی اور تیری طرح کے  
ہمارے سردار اور امیر علی کی دشت سے میدان میں قدم ہمیں رکھ سکتے تیرا درازہ و تیر عمر و عاص جو اپنے آپ کو بہت ہی بہادر اور ہوشیار اور دنیا میں بے نظیر جانتا  
ہے علی کے مقابلہ پر نکلا بھی تو اس کی تلوار کی جنگ دیکھتے ہی کون رہ نہ کر دی تاکہ علی اس کی طرف سے منہ پھیرے اور وہ فرصت پا کر بھاگ آئے اس نے  
ایسے آیا کہ دنیا بھر میں دھماکہ مچا کر دیا جگہ یہ صورت ہوا اور تو اور عمر و عاص اس کے مقابلہ کی تاب و طاقت نہ رکھتا ہو تو مرتد تیں چار شخصوں سے کیا ہر سلیکامیں نے  
غرض کیا ہم چاروں نے میدان میں نکل کر تلواریں کھینچ کر اور جان سے ناکہ دھو کر امیر حملہ بھی کیا تو جبکہ ہم میں استقر و قوت نہیں کہ اس پر قابو پائیں تو کیا ہر گاہ و انقطاع  
کے ایک ہی داریں چاروں ریں برآیں گے اس سے تجھے کچھ فائدہ نہ پہچے گا اور ہمارا بیادہ مارا حانہم سب کو ایک ہی جگہ بٹھا دے گا اور عقلمندوں میں سے  
کون شخص ہمیں اس جنگ سے معذور نہیں رکھتا۔ عمر و عاص اس بات سے غضبناک ہو کر مردان سے بولا مجھے دراجبی اس بات کا خیال نہ تھا کہ طاقت میں مبتلا  
ہو کر علی کے سامنے سے میرے بھاگ آنے اور اسکی ضربا و تیر سے جان نہ ہولے یہ کوئی شخص ملامت کرے گا یا اسے داخل عیب سمجھیں گے انھیں کہ اَلْعَرَاکُ دُمُومًا لَا يُطَاقُ  
مَوْتُ سَائِلِ الْمُسْلِمِينَ طیعنے اس سے کہ اس سے بھاگ جانا اس کے مقابلہ کی طاقت نہ ہو رسولوں کی سنت ہے جس میں خلاسی بھی عقل ہے اور دنیا اور دنیا  
دادوں کی نیکی و بدی کو سمجھتا اور کم و بیش تجربہ رکھتا ہے جہاں ممکن ہے وہ اپنے آپ کو جیلے گا مصیبت سے بھاگے گا اور خطرہ میں نہ پڑے گا پھر ولید  
کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ولید اگر تو کچھ ہادری اور مردانگی کا دھوئے رکھتا ہے اور تجماعت کا سچا دھوئے کرتا ہے تو میدان میں نکل اور علی کے سامنے آتی  
ویر قرار پکڑ کہ اسکی آنکھ تجھ پر جا پڑے پھر تو زندہ رہ جائے اور دنیا تیری نظریں روشن دکھائی دے تو مجھے ملامت کر سکتا ہے اور اسی مضمون کا ایک قطعہ پڑھا  
عمر و عاص یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ دونوں لشکروں نے حرکت کی اور صفیں ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئیں امیر المؤمنین علی نے ہاتھ میں خنجر ابی دھاص  
کو بلا کر علم جوا کیا اور کہا آگے بڑھ یہ ہاتھ میں ایک چشم تھا اور عمر بن خطاب کے چہرے میں یہ حرکت کی ڈائی کے دن اسکی مائیں آنکھ پر تیر آگیا تھا جس سے اسکی آنکھ  
بیکار ہو گئی تھی ہاتھ میں ایک حکم آگے بڑھا اور وہ آج بڑی زرہ بدن میں پہنی سر پر دیبا کی دستار رکھے ہوئے میدان میں آنا اور مرد و مقابل کو طلب کیا مسافر  
کے لشکر میں سے فلاں بن حل نام ایک شخص ٹھکرا آیا گھوڑے کو پھیرتا اور حضرت علی کو برا بھلا کہتا جاتا تھا تاہم نے کہا اسے فلاں خلا سے ڈرا امیر المؤمنین کو برا نہ کہہ  
کیونکہ آخر خدا کے پاس جانا ہے اور بالآخر داس اور اس گفتگو کا جواب تجھ سے طلب کیا جائیگا شامی نے کہا میں تمہیں راکھوں نہ کہوں اور کیوں لعنت  
نہ کر دوں مجھ سے لوگوں نے کہا ہے کہ تم مازہ میں پڑھتے ہستم نے کہا معذرت اللہ یہ کیا بات کہتا ہے ہم مازکیوں ترک کرتے ہم میں سے ایک شخص بھی ادب

انہوں میں ذرا کوتاہی نہیں کرتا یا لمحہ بھی نہ تھکتا تھا کبھی نہ فراموشی کے ادا کرنے میں روہیں رکھتا تھا کبھی نہ کھڑکھٹا کر سکتے یا خنک بھی کر سکتے ہیں کہ امیر المومنین علی رضی میں کمی کرتے ہو گئے تمام اہل اسلام واقع ہیں اور دوست و دشمن سب مقرر ہیں کہ جس شخص نے سچ پہلے حضرت رسول خدا کے ساتھ نماز ادا کی ہے وہ علی رضی میں اور دین کے خواہیں اور سید المرسلین کے منتہی امور کے معلق بہ علی رضی سے زیادہ کوئی عقیدہ ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قوی رستہ دار ہے نہ روح خدا میں عالم تر نہ ایسا حافظ قرآن ہرگز اس مدحت جماعت کی باتوں پر کھانا ساداں کی درسی میں تو ایسے آیا کو گراہی کے حوالے کر دے تا می نے ہاشم کا حواس نہ کر بہت بھگیا اور کہا خدا کی قسم تو سچ کہتا ہے اور مجھے دین کے باب میں سمجھانا ہے اگر میں تو نہ کر لوں اور اس لشکر سے نکل کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں تو میری توہم قبول ہے یا نہیں ہاشم نے کہا ہاں قبول ہے **وَهُوَ الَّذِي يُقِيلُ الْوَقْتُ عَنْ عَدَاوَةٍ لِّهِ** اور وہ خدا ایسے مندوں کی توہم قبول کرتا ہے۔ شامی نے یہ بات سکر گھوڑے کو مارا نہ کیا اور امیر المومنین کے لشکر میں بھیجا کہ حضرت کی خدمت میں رہنے لگا تا تم نے گھوڑے کو میدان میں نکالا اور اڑنے والے کو طلب کیا مگر اس سے اڑنے کے لئے کوئی نہ نکلا ہاشم نے گھوڑے کو اڑنے کی اور لشکر تمام ریچاڑا کسی آدمی ہلاک کئے اور کسی رحمی کرنے پھر میدان میں گیا کہ فرادوس معاویہ کے گروہ میں سے ایک شخص حمزہ بن مالک بھلائی نہ سہا پھر چلا گیا اور ہاشم بھی اس پر چھٹیا اور ایک ہی نہ رہا مگر اسے گھوڑے سے پیچھے بیٹھ گیا اور مار ڈالا۔ باسی طرح اور کتنے ہی شخصوں کو ہلاک کیا اب بہت سے آدمیوں نے اسے اگھیرا تا تم سے جنگ کرتا تا احکام کار در رحمتا ماحمۃ اللہ علیہ شقیق بن قریبہ امیر المومنین کس طرح سے نکلا اور جگہ اور ہوا کہ شامی ہاشم کے اسلحہ اور جھنڈا لے سکیں سخت جنگ کی اور ہاشم کا جھنڈا اٹل سے چھین لیا اور پھر جنگ کی یہاں تک کہ تہید ہو گیا امیر اللہ کی رحمت ہر پھر ہاشم کے پیچھے عقدہ نے مایہ کا علم لیا اور جگہ کر کے جنگ کرتے کرتے تہید ہو گیا پھر ابوہریرہ بن ابی ہریرہ نے اسے دیکھا کہ وہاں شامی ہاشم کے پیچھے اور کتنے ہی لوگوں کو ہلاک کر کے اس طرح واپس آیا کہ دشمن کی طرف منہ رکھا اور لڑتا پھرتا ابھی صف میں آ ملا۔ پھر عبداللہ بن بدیل و رماخراعی ستیر غضبناک کی طرح میدان میں آیا کبھی معاویہ کے لشکر کے سمندر پر اور کبھی مسرہ پر چھٹتا تھا اور حواسے آجاتا اسی کو فنا کرتا تھا اور اس کو زخمی جنگ میں برابر رحرخوانی کرنا تھا معاویہ نے ایسی فوج کو آواز دی کہ اے اہل تمام یہ خراہ کے خیروں میں سے ایک تیرے کسی تدبیر سے اسے گھیر لو تاہم اسے مار سکو یا گرفتار کر لو اب تماموں کے ایک دستہ نے اسے اگھیرا اور تیرے سامنے لگے آج لا موت تہید کر دیا معاویہ اس کے مارے جانے سے بہت خوش ہوا اور کہا جی خراہ ہمارے دشمن ہیں اگر سو سکتا تو ان کی عورتیں بھی ہم سے جنگ کرنے میں ذرا کمی نہ کرتیں پھر مردوں کو تو کیا ذکر ان کے بعد عمر بن الحنفی حراعی نے میدان میں نکل کر اور اشعار پڑھتے ہوئے لشکر معاویہ پر چلا گیا اور کئی شخصوں کو مار کر سلامتی سے پلٹ آیا اور ایسی صف میں جا ملا اس آتش جنگ بھرک اٹھی اور تماموں نے جان سے ناحۃ دھوکا لڑنے کا قصد کیا ایک نامور سردار تیجہ ابو جوس بن ابی ظلم نے میدان میں نکل کر گھوڑے کو کا دے دینے شروع کئے اور زبرد جھٹتا تھا سلیمان بن جرد حراعی حضرت علی کی طرف سے نکلا اور جگہ کر کے اس کے سینہ پر ایک یہود مسجد یا طہنت کس طرح کل گیا جو جب گر پڑا اور جاں مالک دوزخ کے حوالے کر دی معاویہ کو اس حادثہ سے بہت ہی خچ ہوا اور لشکر کو لٹکار کر کہا ہمارے جنگ کرنا سلیمان کو تم گرفتار کر سکو اور میں جو جب کے قصاص میں قتل کر کے ایسے دل انگیز کو کسی دون متاعل میں حضرت علی نے بھی اپنے دوستوں کو تماموں سے جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور انصاف کی دلائل فرمائی انصار نے سخت کوششی سے کام لیا اور معاویہ کی فوج کو لیں یا کرتے ہوئے اسکے حرم سرا تک لے گئے اور بہت سی جماعت کو قتل کر دیا اور کئی مشہور اور نامی سردار و اطفال عمیری جیسے ہلاک ہو گئے معاویہ حیران و پریشان تھا کہ امیر المومنین کی فوج نے اس کے قتل کر چکا ہے کہ دیا معاویہ بزرگان قریش کے ساتھ قتل کر چکا ہے جو خود تھا ان سب کو ان کی جگہ سے پس پا کر دما بھاگتے وقت معاویہ کے گھوڑے نے سکڑی بی اور وہ زمین پر پڑا حضرت علی کے دوست اور سپہ چھپنے لگے گرفتار کر لیں مگر شامی سیاہ درمیان میں آ پڑی اور معاویہ کو بجا لیا اور کئی شخصوں نے ادا کر کے اسے پھر گھوڑے پر سوار کر لیا مگر کثرت خوف میں اس سے معاویہ کے عقل اور ہوش و حواس زائل ہو گئے تھے غرض فوج میں ایک دوسرے سے لگ جھگڑیں اور حضرت علی کی فوج نے آج بہت بڑا کام کیا



محمد باقر بن محمد بن محمد باقر





اور اسکا کوئی نظیر موجود نہیں اگر اس کی طبعی فصلیں بیاد کے سامنے بیان کیجائیں تو بہار بھی ہلکا پڑ جائیگا۔ علی کی ال مضیتوں جتھنوں اور حملتوں کے ماحول و  
حواس بقدار سے بھی بہت زیادہ ہیں ہم میں صلیب کہ وہ تیری رصاصہ دی اختیار ہیں کرنا اور تیری طرف راعب ہیں ہوتا محض تیری خوشنودی کے لئے اور ترسے  
حقوق کی حمایت کے واسطے اس سے جنگ کرتے ہیں اور جنگ ہم میں سے ایک شخص بھی رہدہ رہیگا جنگ سے فائدہ نہ روکے گا یہاں تک کہ اسے کامل طور پر شہادتین  
یا ایسی خاص گواہین معاویہ سے لیسر ارطاۃ کی یہ باتیں سکرو ڈھا بس کیڑی اور بہت ماندھکر چھر لشکر کو تحریک دلائی معاویہ اور سترین ارطاۃ کی یہ تمام گفتگو میرٹھی  
علی کے گوش مبارک تک بھی پہنچ گئی آپ ایسے لشکر کے سرداروں اور تہذیب و حرمت امروں کو بھی سموائیں قیس بن سعد بن عبادہ نے اٹھکر کہا اسے امیر انور میں آپ در  
بھی حکمران کھالے والی کے بیٹے اور اس شقی لوگوں کی باتوں کا حیاں فرمائیں اسی خدا کی قسم جسے ہم اکمل اور قادر مطلق سمجھتے ہیں کہ ہم حق کو خد شکندار ہیں اور اگر  
ہم سب کو آپ کی خدمت میں طلب کریں اور ایک شخص بھی ہم میں سے زندہ رہے تو ہمیں اس کی بھی ذرا براہ ہوگی اور نہ کسی حال میں ہم آپ سے روگردانی کرے  
حضرت علی علیہ السلام کو یہ بات پسند آئی اور اسکی قوم انصار کی ٹری تعریف کی اور دعا دیکر کہا اسے دوستو میرا ارادہ ہے کہ اس لوگوں پر حملہ کرو تم سب کو لازم  
ہے کہ میرے ساتھ ہو کر جنگ کرو سنئے کہا ہم و ما براری کے لئے حاضر ہیں اب قیس نے ہتھیار لگائے اور اپنی قوم کو لے کر تباہیوں پر حملہ کیا اور کئی نامور شخصوں کو قتل کر  
اپنی جگہ پر لیٹ آیا اس کے بعد معاویہ سے عبداللہ بن عمر خطاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا آج تیری ماری ہے میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے کار گذاری دکھائے جس سے تمام  
خوش ہو جائیں عبداللہ بن عمر نے نکل کر دوڑ رہیں ہیں اور سر پر بیت عمدہ خود رکھا اور اس رُسرُج ڈوبیٹہ باندھ کر اپنے مایہ کی تلوار حایل کی پھر میدان جنگ میں  
نکل کر ڈسے اسے کو طلب کیا حمز بن جعفر نے مقابلہ پر نکلتا چاہا حضرت علی نے روکا کہ اے بیٹے! اس ہونچھلے یو چھپائیوں واپس آؤن خدا کی قسم اگر اسکا باپ بھی میڈاں  
میں آجائے اور کسیکو مقابلہ پر طلب کرے تو میں اس سے بھی جنگ کروں اور ذرا پر راہ کروں امیر المومنین نے کہا خاموش رہ محمدیہ باب کے استاد سے رنگ لگے اور  
پیشکر چلے آئے اب عبداللہ نے دکھا کوئی اس سے لڑنا نہیں چاہتا امیر المومنین علی کی روح کے ممبر پر حملہ کیا ربیع بن عبد القیس میرہ کا سر تکرہا جو جس سامنے پڑا  
عبداللہ اسی پر نیزہ مارا اور کہتا انا عبید اللہ عنہ عمر حسن قرظین من مصعبے او من عیادۃ آخر کار عبداللہ بن سوار عدی اس کے سامنے آیا  
اور زخم حوال ہوا عبداللہ بن عمر نے اس پر حملہ کیا اب دونوں ہی سے لڑنے لگے انجام کار عبداللہ بن سوار فتحیاب ہوا اور عبداللہ کے پیلوں میں نیزہ مار کر گھوڑے سے  
گرادیادہ فوراً گر گیا وحی رسول خدا کی مخالفت نے اسے مدد چھوڑا اور دیا اور دین دو لو جگہ نقصان زدہ رہا۔ حصول کامیابی ہے کہ حریت میں جلد سے اسے مارا گیا  
اور بدلتی قبیلہ کا بیان ہے کہ ثونی بن خطاب نے اسے مارا ہے اور حضرت ولایت کہتے ہیں کہ ثانی بن عمر سبی نے ہلاک کیا ہے اور مذکور بن حاکم کا قول ہے کہ محرر  
من صحیح نے قتل کیا اور تلوار سے لے کر صحیح بیان بھی ہے کہ عبداللہ بن سوار عدی نے مار کر تلوار لے لی حتیٰ جو وعد میں معاویہ کے حوالہ کی گئی معاویہ کے طرف داروں  
نے اس کے مارے جانے کے بہت سے مرتبے کئے عرض عبداللہ کے مارے جانے سے لشکر معاویہ میں ٹری لے چپی ظاہر ہوئی اور لوگوں کو بہت شاعر سج ہوا معاویہ  
نے بھی سخت افسوس کیا اور آہ وزاری کی اس کے لشکر کے تمام سردار اور برادرین حاضر ہوئے اور عبداللہ کے خون کا انتقام لینے کے لئے بڑے زور لگانے ایسوت موافق  
کے سامنے اشی علم مانے گئے ہر ایک علم کو ایک سر گردہ قوم معہ ایک ایک ہر سوار و پیدل کے لئے ہوئے تھا اور اس تمام جمعیت کا سر لشکر حمیر کا ایک برگ شخص اصبح  
بن ذکوانشوخ نام تھا طرف ثانی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی نوع کو طلب کر کے طیار سی جنگ کا حکم دیا عمار یا مرجعات سادات اور سپاہ کے اور سرداران  
اور امیروں کے ہمراہ میدان جنگ میں آیا اور جوانوں کو طلب کیا سواروں اور پیادلوں کے گردہ در گردہ لشکر سے نکلے شروع ہوئے اور اس کے پاس جمع ہو گئے  
اس کے بعد جب کل سو کر تکبر کی آواز بلند کی اور یکساں کی تاجی نوع پر حملہ کر دیا جنگ شروع ہو گئی استعد قتل واقع کیا کثرت میں ٹوٹ گئیں اور ٹیڑھی ٹیڑھ  
ہلکا ہو گئیں۔ پھر نرسے سنبھالے یہاں تک کہ وہ بھی حالی چھوڑ کر ہنگامی ہو گئیں اب گھوڑوں پر سے کود کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے خاک پتھر پھینکتے  
اور ہاں لب پٹ پٹ کر راتے تھے۔ چھریوں پر موت آنکھی اور دانوں سے ایک دوسرے کو کاٹتے اور بال بکیر کر کھینچتے تھے آج طریق کے ایک ہزار سے زیادہ

سوار و پیدل کام آئے اور بہت سے لوگ زخمی اور جستہ ہو گئے وہوں لشکر اور مصرعہ جنگ تھا کہ ایسے لشکر گاہوں کو بھی پہنچاتے تھے عراقی تاشی سے  
یو چھتا اور امکد و سکر کو تیرہ تا ناعرض صبح سے رات تک جنگ جاری رہی اور حیرانہ حالے پہنچے ہوئے تھے کہ اپنے اپنے ٹھکانوں پر آئے ایک تاشی رگ سے  
معاویہ سے کہا میں مجھ تک مل پٹن آئی ہے اور لا علاج مرض لاحق ہوا ہے آج تمام کے نامور تھکوں میں سے سات سو سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور علی  
کے لشکر کے صرف چند گنا کام آئے ہیں اور ہمیر تمام ریح و تکلیف اور سختی و مصیبت صرف تیری وجہ سے ہے کیونکہ دولت مندوں اور امیروں عمر و خاص تجربہ و طاقت  
امیر خالد اور عتبہ بن ابی سفیان جیسوں کو ہم پر سردار مار کیا ہے کہ سرکہ میں کلام دیں ہم اس طرح اس ہم کو انجام نہ دے سکیں گے نہیں تو ہمیں تیری ضرورت ہن  
تو ہم سے دست بردار ہوا کہ ہم اب اسے گھر میں ڈھیلے جائیں والسلام یہ ایک حصہ میں ہوا اور واپس چلا گیا معاویہ نے آدمی بھیج کر بلایا مہرانی کی اور کہا مجھے تمہاری  
رضامندی سے کام ہے خاص کر تیری مرضی درکار ہے صرح تو یا بیگناہ دیا ہی کر دیں گا اور ہر طرح تھے رہا شہر رکھوں گا اگرچہ میں اس وقت بہت پریشان  
خاطر ہوں مگر تیری جوتی کو مقدم سمجھتا ہوں جو کچھ بری مرضی اور رائے ہو اس پر عمل کر کیونکہ تیری جوتی خود ہی سے میں بہت خوش ہوں جیسا تو بیان کرتا اور چاہتا ہوں  
اور جس شخص کو تونے دکر کیا ہے میں ابین سر دل کر کے جس لوگوں کو تم سید کر دے گے ہمارا سردار مقرر کر دیں گا اور ہر طرح سے تمہاری رضامندی کو عمل میں لانا  
رہو گا اس طرح کی بہت سی جوتیاں اور چالیسی کر کے اُسے رضامند کر لیا دوسرے دن لشکر کے سرداروں اور امیروں کو بلا کر کہا تم جقدر تو جہاد و قسوک و معیہ کی  
سی و کوشش کرتے اور طلب خون عثمان میں زور لگاتے ہو مجھے سب معلوم ہے تم ہر قدم پر مجھے احسان مند کرتے ہو ماسمیں شک نہیں کہ میں کل صحت و صبر  
پہنچا دوں میں سے کئی شخص ضائع اور بہت سے مجروح ہو گئے حجابی غوب واقف ہے کہ میرے دلیران کی طرف سے کقدر صبر و بیجا ہے لیکن حکم خدا اور مرضی  
الہی بغیر یہ نہیں بل سنا اگر شتہ کا ذکر اور رفتہ تھے پر اسوس کرنا سے مانده ہے کیونکہ گذشتہ سے کو مالیں بہین لاسکتے اور گئی ہوئی کو بھر نہیں یاتے۔  
الما صول لا یستثنیٰ رات بے گذشتہ چھ نہیں آتا ہم کی سابقہ تدابیر گذر گئیں اور آج کا دن موجود ہے میں چاہتا ہوں جنگ میں سب سے ٹھیک  
سی اور دل سے جہاد کیا جائے ادا کر گئی کچھ عرض کرنا یا کوئی تباری عمل میں لانی ہو اسے بیان کر دے تاکہ میں سرانجام دوں میں تمہاری جوتی اور رضامندی  
کو سب کاموں پر مقدم فرض میں اور ضروری سمجھتا ہوں میں تمہاری امیدوں کو پورا کر دے گا اگرچہ وہ مشیر حسناک کے مہرہ کے اندر ہی کیوں ہوں۔  
اشہدوں اور قبیلہ ملک کے لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ تیرے ساتھ ہکو سخت مشکل کھڑی ہے اور میں نفس ہے کہ تو باطل طاقیر ہے اور علی غی ہے  
ہم نے تیری رضامندی کے لئے باطل کو اختیار کر رکھا ہے اور حق کی طرف سے روگردانی کرنی ہے رات دن علی سے لڑتے ہیں آخر میں اسکا جیل ضرور ملنا جائے  
دیں یاد دیا میں جب ہم تیرے ساتھ ہیں اور علی سے جنگ کر رہے ہیں تو بیات صاف ظاہر ہے کہ دین سے ذرا بہرہ مند نہیں گے پس کم و بیش دیا سے  
حصہ یا چاہئے تاکہ کا فقیروں کی طرح دیں اور دہناد و نو سے محروم رہ جائیں۔ اگر تو ہمارے ساتھ احسان سے پیش آئیگا اور بطور انعام یا حاکم یا  
تخواہ کچھ عطا کرے گا تو ہم تیری خدمت گداری میں جو کوشش کریں گے نہیں تو تیری طرف سے ہن کر علی سے جا میں گے اگر دنیا سے کچھ نصیب ہو گا تو وہ  
ہی سے بہرہ یاب ہوں گے لوگ یہ تو نہ کہیں گے کہ ہے بر سوار ہوا اور پھر پیادہ کا پیادہ ہی رہا معاویہ نے کہا ہر ایک قبیلہ کی جو حارر رہے اسے معین  
کریں اور ایسی جوتی کو صاف صاف بیان کریں کہ پورنی کی جائے قبیلہ ملک سے کہا ہم تمہارا اور انعام چاہتے ہیں اشہدوں سے کہا موضع حوران  
اور بیتہ گدارہ کے لئے ہیں مل جائے اور ہم جب تک زندہ ہیں وہ ہمارے قبضہ میں رہیں اور ہمارے بعد ہماری اولاد کو ورثہ میں بھیجے معاویہ نے  
ان کی درخواستیں سکر کر لیں جو گروہ تمخواہ اور انعام کا خواستگار تھا اور زیادہ کی طبع رکھتا تھا اس کے لئے حکم جاری کر دیا اور جو قبیلہ ال برقعہ و کا  
خواستگار تھا وہ ان کے حوالے کر دیئے اور ان کے نام کے وہاں لکھ دیئے اب یہ خبر مشہور ہوئی کہ معاویہ نے ایک جماعت کو انعام و اکرام کیا اور معاویہ  
کو گوارہ اور جاگیر عطا کی ہے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں بھی یہ حال عرض کیا اور لشکر میں بھی یہ خبر پھیل گئی کہ کقدر کم عقل اور بے اعتقاد آدمی جنگ



مردن کا قتل تھا مصبوطہ رائے جاہل کی چاہت میں اگر معاویہ کی طرف راجع ہو گئے اس یہ بات بھی ظاہر ہو گئی۔ لوگ اسکا پیچھا کرنے لگے منذر بن فضال  
 پہلی نے حضرت علی سے عرض کی قیدی آپ نے سنا ہو گا کہ قیدہ ملک اور اتھری لے اپنا دین دینا کے عوض رخصت کر دیا اور ہدایت کے عوض کراچی کو اختیار کر لیا  
 ہے معاویہ سے خواستگار ہو کر طالب العام وصلہ ہوتے ہیں استرلیوں سے موضع حوراں اور تہہ گامہ میں مانگا ہے اور معاویہ سے ان کی درخواست قبول  
 کر لی ہے آپ کی طبیعت مساک کو ان باتوں سے کچھ تردد رہا ہو چاہئے الحمد للہ کہ ہم آپ کی خدمت اور متابعت ہی سے ہائیت تاوان ہیں اور آپ کی خدمت  
 گداری سے ہمیں بہت بڑی حوشی حاصل ہوئی ہے اے کاس ہم تالیکی رکھتے اور حلا کرے کہ ہم دنیا کو دین پر ترجیح دیں اور مانی تھے کو باقی کے عوض اختیار  
 کریں اور حق کو چھوڑ باطل پر جلیں اور عواقب کو شام کے لئے ترک کر دیں اور آپ کی بجائے معاویہ کو اختیار کر لیں ہم کو یقین کمال ہے کہ ہماری آخرت ان لوگوں  
 کی دنیا سے بہت زیادہ اچھی ہو گی اور ہمارا امام ان کے پشتوں کی نسبت بہت زیادہ حاصل اور مانی ہے اور ہمارا عواقب ان کے شام سے زیادہ عریار اور باقی  
 نعمت والا ہے ہم سب سے آپ کی خدمت کے لئے کمر کس رکھی ہیں اور خدمت گداری کے لئے کمر کس ہیں اور انتظار صدور حکم میں خیمہ داکے ہوئے ہیں۔ کہ  
 آپ اس ہم کے لئے اساد و مائین مسیحیم بحالائیں اور تھے المقدر سی یلیع کرین اور آپ کی رہنمائی حاصل کریں بھراس ہمسوں کے اشارہ لکیر امیر المومنین کی پیش  
 میں بھیجے آپ نے اسکی نظم و مشر کو بہت پسند فرمایا اور قریب ملا کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا خوش رہ میں امید کرتا ہوں کہ تو قیامت تک سید المومنین  
 خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے ریک بہتست میں ہو گا اب شکرا یک در سے کی طرف تڑھے اور جنگ شدیدا متع ہوئی اور سلا تہا گرد و عمارت بلند  
 ہوا عمر دھاس سے پوچھا اس قدر گرد و عمارت کس سے بلند ہوا ہے کون تو م اس دور دور سے لڑ رہی ہے لوگوں نے کہا تیرے دونوں بیٹے محمد اور عبداللہ سید  
 جنگ میں نکلے ہوئے ہیں اور حضرت کارزار میں یگر دغا رہا ہیں کے متواتر حملوں کے بہتے ہے۔ عمر دھاس سے اپنے علام در دھان کو زور سے پکھا اور کہا بہت  
 مددی علم مرے پاس لے کر آ معاویہ نے کہا تیرے بیٹے سلامت ہیں صف جنگ کو اتبرہ کر اور بیٹوں کے لئے اتار گھبرا اسے جواب دیا وہ میرے بیٹے ہیں تیرے بہن  
 اس نے حقد ر تھے ان کا خیال ہے تجھے ہمیش ہو سکتا پھر در داں سے علم لیکر میدان جنگ میں نکلا اور بہ آواز بلند فریاد بھی امیر المومنین علی علیہ السلام سے  
 اس کی آواز سنی جاب رہ مگاہ تڑھے اور اس کی رجز کا جواب دیکر اتر سے کہا کہ کوہ کے بہادر دن کو ہم اہلکیر حملہ کر سرداروں نے گوند اور بصرہ کے دیوں کی  
 جمعیت سے حملہ کیا اور حضرت علی نے بھی جاری حوالوں کو لے کر دھا کا کیا شامیوں کی ایک صف بھی قائم نہ رہی وہ اضطراب اور پریشانی کے سبب باقی ہنگامہ ذکر  
 کتے تھے حضرت علی کے طرف صابھی متفرق ہو کر لشکر میں پھیل گئے اور جابا امیر بھی اس جنگ شدہ کے اتار میں رہیجہ کے جھنڈے کے قریب جا بیٹھے اور دھان نیام  
 فرما کر لشکر کے میروں اور سرداروں کو طلب فرمایا لکیر جو ورنہ پایا آج اترے بھی کئی سخت نغم کھائے تھے۔ اور پیاس کی شدت کے سبب زبان منہ سے نکلی  
 پڑتی تھی اور وہ خود بہت ہی شست ہو گیا تھا اس حال میں جسوقت اسنے امیر المومنین کو دیکھا کہ رہیجہ کے جھنڈے کے قریب تشریف لے رہا ہیں بہت ہی شاد و خرم  
 ہو کر نکلی پھر عرض کی کہ اے امیر المومنین آیا کو حوشی ہو کہ ہم غالب اور آپ فتح مند ہیں پھر دھانی ایسے مقام پر تشریف لیجائیے کیونکہ اراکین اور مددگار آیا کو  
 نکاح کر رہے ہیں اور آپ کو نہ پانے کے سبب ملول ہو رہے ہیں اب اتر سے دیکھا کہ حسن بن اور محمد بن حنفیہ ابی بکر اور عبداللہ بن جعفر و غیرہ اہل بیت  
 مصطفیٰ صلعم آ رہے ہیں اور ان کی تلواریں حوں سے رنگین ہیں ان کی تقریب میں ایک شکر کہا اور درج حوان ہو دھری بن حاتم طائی سلامیر المومنین سے کہا  
 اس جنگ میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی ہمراہ ہو کر اسی جا میں ہاتھ بڑھ لیں اور جہانک ہو سکتا تھا سرکہ لڑائی میں سب کو بخش یلیع کی ہے۔  
 انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے آپ نے فرمایا بے شک وہ میرے نزدیک بہرہ زہ اور شیر اور تیرہ کے ہیں آج انہوں نے میری متابعت و موافقت میں حقیر  
 خدمت گداری کی ہے اسکا حق ادا کرنا نہایت ضروری بلکہ فرض اور واجب ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا حق ادا کیا جائیگا اور عہدہ طور سے ان کی رعایت ملحوظ  
 خاطر رہے گی اور اللہ تعالیٰ تو فیق دینے والا ہے جب رات ہو گئی تو دونوں فریق اسنے اپنے مقام کو چلی گئیں زید بن عدی بن حاتم طائی میدان کے اندر کشتی

میں بھرنا اور نہ نہیں دیکھنا جاتا تھا کہ کس کس قوم کے آدمی مارے گئے ہیں اتفاقاً اس کی نظر حابس سے سعد طائی پر پڑا اس کا خالو تھا حایری اسے مردہ یا کرہت  
 نگین ہوا دے شے لگا اور اس کے سر حالے ٹھیک کر دے ہوئے کہتا تھا میں آنکھوں سے بھائے آسودل کا خون بہاؤں گا اور اسی حال میں میرے عم میں گواہوں کا  
 جب تک تو رہ رہا میری غمخواری کرنا وہاں میں جس تک جیوں کا تیرا عم کرنا ہو لگا کاش میں مجھے معلوم ہو جاؤں کہ تجھے کس نے مارا اور ترے پیارے جسم کو خاک و گل  
 میں ملا ہے میں اس سے تیرا دلالتا اور تیرے واسے اس کا صیحا لگا لگا لگا۔ یہی جملہ سنی ایک شخص نے جو حضرت امیر المومنین علیؑ کے دوستوں میں سے تھا کہا  
 اسے میں نے ہاک کہا ہے اور اس کے قتل کرنے سے قریب الہی کا مسدوار ہوں کیونکہ وہ معاویہ کے دوستوں میں سے تھا اور راسخ تھا۔ اسکی ریادتی حدی  
 سجاور کر کئی تھی رہی ہے کہا اگر وہ معاویہ کا جبر جواہ تھا لیکن پھر یہ اخلاقی تھا تو نے نہ سمجھا کہ اس کے خون کو رائیگاں نہ حالے دین گے اور اس کے قاتل سے  
 بدلہ لیں گے یہ کہہ کر گواہ کا ہاتھ رسید کیا اور اسے ہاک کر کے بھاگ گیا اور معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ نے اس پر بڑی مہربانی فرمائی اور اچھے اچھے دوا دے گئے  
 اور اس کے آٹے سے بہت خوش ہوا اور امیر المومنین علیؑ حلی حوان کے قتل اور زید بن عدی کے بھاگ جانے اور معاویہ کی جاننے کی خبر سنا کر خوش ہوئے  
 زید بھی ایسی اس حرکت سے بہت ہمتا یا اور چاہا کہ میرا آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے کیونکہ اسے آپ کے حصاں حمیدہ اور کمال کشتش پر پورا اعتماد تھا کہ قصور  
 معاف فرما دیں گے۔ لیکن اپنے آپ سے ڈرتا تھا اس لئے اس کا ٹھکانہ لیا اور اس کے باپ عدی سے حاتم نے حاضر خدمت امیر علیہ السلام ہوا کہ حضرت کی کمر سے بیٹے  
 سے جو نہایت ہی نامعقول اور کمالاقت حرکت سرزد ہوئی ہے مجھے اس کا بہت ڈرام اور افسوس ہے۔ میں سخت ترسندہ ہوں کہ اس سے ایسا نفل وقوع میں  
 آیا اس دنیا میں بدنام ہوا اور آخرت میں عذاب کا سزاوار لیکن میں اس حالہ کی طرف غور کر کے آپ کے اس مرتبہ کی طرف جو جواب الہی میں حاصل ہے دیکھتا ہوں  
 اور اس قریب رشتہ والی کو جو حضرت محمد مصطفیٰ وسلم سے جیال کرتا ہوں اور میرا اس کمال شفقت و عنایت پر نظر ڈالتا ہوں جو آپ کی طرف سے میرے حال پر  
 سند دل ہے تو مجھے اُمید ہے کہ آپ برزقیات میں اس لا علاج کی شفاعت و مائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اسکی خطا معاف کرے اور  
 دوزخ کی آگ میں نہ ڈالے اور حدائے رحماں و رحیم کی قسم اگر اس وقت میرا قاتل جلتے تو میں اسے حلی حوان کے عوض قتل کر ڈالتوں اور اگر کوئی اس کے سرے  
 کی جڑ لے تو ذرا بھی نگین ہوں کیونکہ یہ اُمید وقت تک میرا تھا جب تک وہ آپ کی رضامندی اور مدد شکناری کی سعادت کا حیا تھا اور وہی شخص میرا دوست  
 جو آپ کا دوست ہے اور جو آپ کی مخالفت کا دم ہوتا ہے میرے نزدیک اس سے گنا اچھا ہے اگر میں آپ کے بدخواہ کی ذرا بھی تدر کر رہوں میں نہیں آدمی ہوں۔  
 عدی نے امیر المومنین علیؑ کے سامنے جب یہ باتیں کہیں آپ خوش ہوئے اور عدی کی دلاری فرما کر لطف و کرم سے پیش آئے عدی شاد ہو کر واپس چلا گیا۔  
 اس وقت زید کا ایک دوست موجود تھا یہ سب باتیں اسے جانتا لیکن زید یا کی طرف سے زیادہ ڈر گیا اس کے بعد معاویہ کے پاس سے بھی بھاگ کر بہاڑوں  
 میں قریب طے کے پاس پناہ لی پھر وہاں سے اپنے خریدوں میں جا ملا اور انہی میں را کہ موت آگئی سالن میں اس جنگ و جدال کے اتنا نہیں کعب الاحبار جس سے  
 معاویہ کے پاس آیا معاویہ اس کے آنے سے بہت خوش ہوا اس کے حال پر بڑی مہربانی فرمائی خلعت گراں ہا عطا کیا کعب ہر روز اس کے پاس جاتا اور  
 امیر المومنین کے ساتھ جنگ کر کے لے کر خوب بھڑکاتا امیر المومنین نے ایسی نوح کو مستعد جنگ کر کے صف بندی کا حکم دیا اور معاویہ نے بھی سینہ و میرہ قائم کیا  
 اور بہادر طریق سے جھگڑنے لگے۔ عجم و عاص نے معاویہ کے پاس آکر کہا آج علیؑ نے میرے مورج میں رجبہ قوم کو جگہ دی ہے اور وہ میرے بھائی نہیں ہیں میرا خیال  
 ہے کہ اگر ان کے پاس جا کر نصیحت کروں تو شاید کچھ آدمی علیؑ سے بھر کر تیرے لشکر میں چلے آئیں اور تیرا ساتھ دیے لگیں معاویہ نے کہا اے اباحد اللہ یہ  
 مسئلہ اس حد سے تجاوز کر گیا کہ مکر و فریب سے کام چلے یا دعا اور تعدد بازی سے چارہ جوئی کی جائے میں اور نوہ نوکی اس معاملہ میں وہی مثل ہے  
 کہ پائے رفتن نہ روئے معلن تو جو کچھ کرنا اور ان سے کہنا چاہتا ہے مجھے اس سے بہتر کی امید نہیں اگر تو مصیبت سمجھتا اور اچھے نتیجہ کی امید رکھتا ہے تو  
 چلا جا لیکن یاد رکھ کہ کوئی مطلب برابر ہی نہیں عجم و عاص بدلتے ہوئے اور حضرت علیؑ کی فوج میرے قریب جا کر بلند آواز سے کہتا ہے میری ماں کے عزیز ہیں

حکایت زید بن عدی بن حاتم طائی

آدمی کعب الاحبار زید معاویہ



میں عمر وعاص تم سے کچھ کہا جاتا ہوں اگر تم ایسے میں سے کیسکو عقل اور سمجھ رکھتا ہو میرے پاس بھیجو کہ اس سے کہوں قبیلہ عبد القیس میں سے ایک شخص عقل  
 بن لویہ اس کے پاس گیا عمر وعاص نے پوچھا تو کہیں ہے اس نے جواب دیا قبیلہ عبد القیس میں سے ایک مرد ہو اور جنگ محل میں امیر المومنین کی خدمت ماسادت  
 میں رہ کر تریک جنگ رہا ہوں اور بڑی ہادریاں دکھائی ہیں اور آج بھی میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ قبیلہ عبد القیس میں کسی قسم کا تیر واقع ہیں بڑا اور اگر اس  
 لشکر میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ تیرا دشمن ہوتا تو میں تیرے مقابلہ پر نہ آتا تو ایک رنگ اور بڑا شخص اور قزاق کا سردار ہو کر ترم ہیں کرتا نہ خلا سے ڈرتا ہے علی  
 ابوطالب کی بھانجے معاویہ کا اہل دین کے مدد سے مصر کی حکومت کا خزانہ ہوا ہے آخر معاویہ سے کیا معاملہ پھیرا ہے اور اس کی خدمت اور دوسراری سے کس  
 درجہ تک پہنچے کی امید رکھتا ہے اس میں کیا تجھے مصر کی حکومت مل گئی اور تمام انتظام ملکی اور ترقی و ترقی و موافقی در طرفی الہکامان سلطنت کے اختیارات بھی حاصل  
 ہو گئے اور مملکت بھی زیر تصرف آگئی تو کہا ہو گا کہ عوں سے زیادہ ہو گا اگر گورنر سلطنت کرے گا مگر باجم کیا زمین مصر سے ذوق کو کس طرح نکل لیا اور اسکے دعوے  
 انکار کے لئے اعلیٰ یسے میں تمہارا اس سے برابر ہوں میں نے کس طرح اسے غرق دریا نہ کر دیا زمانہ سے کسے عروج بختا جسکی عظمت کو  
 صحیح کی طرح عمر قلیل عطا ہیں کی آسمان سے جس کے لئے یہ اس قطع کیا اسی کے لئے اسے کفن قرار دیا ہے اگر مہینہ بھی لیا ہو کہ زمانہ سے کسے کئے  
 دہائی ہے تو عور دیکھئے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے عہد میں وفا ہیں کی سادت مدوی ہے جو آخرت کی طرف متوجہ ہوا اور دنیا کی طاماری نمودار آرائش پر  
 لال مارے اور عمر درید کرے والے سامانوں پر نہیں بھلی کی حکم کی طرح ذرا قیام نہیں دیتے ہواں باتوں کو تو بھی بہت اچھی طرح سمجھتا اور دوسرے  
 لوگوں سے زیادہ جانتا ہے میرے معلوم کہ تو کس نے مائل کو اختیار کر کے حق سے دور جانا ہے اور وحی رسول خدا کی اطاعت سے کس نے قدم ہٹا لیا ہے  
 حالانکہ وہ ہادی دین ہے اور باعی و باعی معاویہ کے دامن کو جو گمراہ اور ضلالت زدہ ہے پکڑ رکھا ہے اگر تواج نشہ میں سرشار ہے تو کل اسکا حمار دیکھئے گا  
 عقل بن لویہ اس قسم کی بصیرت کرنا تھا اور عمر وعاص میں رہا تھا انجام کار کہا اس عقل اس نصیحت سے باز آہ اور کج روی دایں چلا جا اور کسی اور شخص  
 کو بھیج جو مخیر استدر ہواں ہوا اور نہ اتنی عقل رکھتا ہو عقل بن لویہ اس قسم میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ نکلتے گا جو میری طرح تیرا دشمن ہو گا یا معاویہ کی  
 اطاعت و دوسراری برتتے ملات مذکرے گا اور علی رضی اللہ عنہ کی متابعت کی طرف نہ بلا لگا اس کے بعد پلٹ کر انبی فوج میں چلا آیا اب نہی تنیم میں سے ایک  
 شخص طحل بن اسود نکلا عمر وعاص سے کہا اسے تھمتے تو کون ہے اس نے جواب دیا میں وہ شخص ہوں جو تیرا قصور کھنی صاف نہ کروں گا نہ تیرا غرور نہ تیرے اور تیرے  
 بچہ پر رحم کروں گا اور اگر تیرے قتل کا موقع پائوں تو اتنی بہت بھی نہ دوں گا کہ تو حلق سے یا نی کا گھونٹ آتا سکے اسے عمر وعاص تو راہ راست سے دور ہو گیا  
 اور دنیا کے مافی کو آخرت کے عوض اختیار کر لیا ہے اور صحت علی بر معاویہ کو ترجیح دیکو اس گمراہ کا دامن پکڑ لیا ہے اور اس گمراہے ابرار و اخبار کی ذمہ داری کے  
 احاطہ سے قدم باہر نکال لیا ہے عمر وعاص نے کہا میں نے تجھے اس لئے طلب ہیں کیا نصیحت اور ملامت حد سے گذر گئی بخیر و خوبی واپس چلا جا اور تم میں قبیلہ  
 خزرج کا کوئی شخص ہو تو اسے بھیجے طحل بن اسود واپس چلا گیا اور نہی عمر کے ایک شخص کو بھیج دیا جب وہ عمر کے سامنے آیا عمر نے سلام کر کے مر جا کہا عزیزی  
 نے کہا مر جا کا جواب مر جا کہا ہوں مگر تیرا سلام میرے نزدیک اس قدر وقعت نہیں رکھتا خواہ تو سلام کرے یا نہ کرے و دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہیں تو بغیر  
 نہ کرنا کہ میں ان دونوں شخصوں کی نسبت جو تیرے پاس ہو گئے ہیں تیری دشمنی اور عداوت میں کچھ کم ہوں بلکہ ان سے بھی زیادہ تیرا دشمن ہوں اور خدا کی  
 قسم میں اسی مطلب کے لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ جو کچھ کہیگا اسکا سخت جواب دوں گا اور ملامت شدید کروں گا عمر وعاص نے کہا تو تو ان دونوں سے بھی زیادہ بڑا  
 اور سخت دشمن نکلا تجھ سے کچھ کہا معاویہ ہے واپس چلا جا اور نہی تنیم میں سے کسی شخص کو میرے پاس بھیج عزیزی واپس چلا گیا اور نہی تنیم میں سے ایک  
 آدمی نکلا اس کے سامنے ہوا حسب اتفاق یہ شخص یاس کے عاصیوں ہی میں سے تھا عمر نے کہا تیرا آنا مجھے نیک مال معلوم ہوتا ہے میں تیرے آئے  
 سے بہت خوش ہوا اب مجھے حصول مراد کی پوری امید ہو گئی کیونکہ تیرے بھائیوں ہی میں سے ہے اور مجھے بے زیادہ عزیز بھی ہے غمی نے کہا جو کہنا

بیان کریں ہوں عمر وعاص نے کہا تم میری اس مہربانی کو جو تمہارے حال پر رہی ہے جاننے ہو گے اس کے بیان کی حاجت نہیں ہمارے بعد صد سال تک ان  
 ڈانہوں اور ہر کوئی کا ذکر تمہارے گارہ جنگ مضین کہ ہم علی سے لڑ رہے ہیں رہاں در حقائق رہیگی اور دفتروں میں درج ہو کر قصہ کہانیوں کی طرح بڑھی جاوے  
 کرے گی اگرچہ عوام الناس کا تذکرہ کم ہو جائے مگر تشریفوں اور خاص شخصوں کا دلچسپی رہا ہے اور ان کے کارنامے بچلے ہوں یا بڑے یادگار رہ جاتے ہیں کیونکہ  
 سے شہر و غنمی بہن ہوتے میرا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ علی کا ساتھ چھوڑ دو اور قیاس سمجھو کہ اسکا کام بے مدتی رہے تاہم والہ بے گہمی سرسبز ہو گا تم سب  
 میرے پاس چلے آؤ اور ہماری متابعت و اطاعت کو وسیلہ نجات اور صحت دینی اور دنیوی تصور کرو میں تم سے محض خیر خواہی کی باتیں کہتا ہوں اور دوستی  
 کی وجہ سے نصیحت کرتا ہوں سمجھا تاہوں ان باتوں سے تمہاری ہمدردی کے سوا میری کوئی عرض نہیں ہے اگر تم میری نصیحت کو مان لو گے تو اسکا ثمر بہت جلد تمہیں  
 حاصل ہو جائیگا تمہارے تمام کام اور حالتیں سرسبز اور بار دینی ہو جائیں گے درہم اس گمراہی میں بڑے رہو گے اور باطل میں مبتلا آئید تمہیں اختیار ہے تحقیق  
 کر کے واسے سمجھائے ہیں اور ایک سخت نصیحت یہ عمل کرتے ہیں عمر وعاص جس تمام باتیں کہ چکے اور حقد رتدیر کے ترش میں دیر کے تیر بھر گئے تھے حالی کر چکا تو اور تمام چلے ہائے  
 کہ گمراہ تو ہمیں جوں سے مخاطب ہو کر کہا ہے ایسے جس کے دشمن خدا سمجھتا رہا ہے اور عقل و فطن نیک کی ہدایت و اسے کہ تو جہل کو علم اور نصیحت کو نصیحت نہ جانے  
 اور رانی کو بھلائی تصور کرے میں سمجھتا تھا کہ عقل مند اور تہرہ کار مصاحفے ہوئے شخص ہے یہ تو مجھ پر آج ہی کھلا کہ دیا میں تجھ جیسا اور کوئی آج نہیں تیرا یہاں  
 کہ اس جنگ و جدل کا ذکر رہا میں یادگار رہے گا اور لوگ قصوں کہانوں کی طرح بڑھ چکے تو کیا ہم اس امر کے بعد کہ علی کے حق کو پہچان چکے ہیں اور عرصہ دمار تک اس کے  
 ساتھ رہ کر آخرت اور سعادت کی درستی کر چکے ہیں اور طرح طرح کی کراہتیں جنہیں سے سرایک منزلہ مسخر ہو عیاں اور دلیل قاطع ہے معافیہ کی ہیں اس سلاسل ان کا ساتھ  
 چھوڑ کر اور ان کی متابعت و ہمدردی سے منحرف ہو کر ایک نامتی اور مردود و خدا و رسول کی حدت گذاری اختیار کر لین جو لوگ اب موجود ہیں اور عقل سے بہرہ رکھتے ہیں  
 اور وہ لوگ جو آئندہ ہوں گے ہمارے اس فعل سے آگاہ ہو کر ہمیں کیا کہیں گے اور خدا کا ساتھ ہم تیرے مکر و فریب اور دعا ماریوں کی چال میں اگر نہ رد و عمل اور لحاظ  
 رکھا کہ دیکھتے تو اسے کدھر میں تمہار کریں گے خود یہ دنیا ہی سے رانی ہے اور اسکی تمام سبکی وہی اور سبج و راحت سب میت دنا و دہو جائے گی پھر عالم آخرت میں  
 ہم کیا جواب دیں گے اور حق علی اس الہی طالب سے روگردانی کرے اور باطل یعنی معاویہ سے حاصل کی نسبت کیا عذر کریں گے عمر نے کہا جو کچھ تو نے کہا ہے بات  
 ہے لیکن ترحیل میں دو الکلاخ حمیری تمہاری سمت کہتا ہے کہ وہ جنگ کرے میں ہمارے عسکر ہیں اور اور لوگ بھی ایسا ہی سمجھتے اور کہتے ہیں اور نہیں کیدرجہ میں  
 تمہارے نہیں کرے سمجھاں ماتوں سے شرم آتی ہے اس لئے کہتا ہوں کہ تم علی کا ساتھ چھوڑ دو اور معاویہ کے پاس چلے آؤ کہ ان درامیوں سے حج حاد کے اور نیک  
 نام اور آسودہ حال رہو گے عمری نے کہا دور ہونے لگتی تھیں اور دو الکلاخ اور تیری ان باتوں پر سدا صحت ہو عمر وعاص بہت ہی حقیر و دلیل اور بایوس ہو کر انکے حیرا  
 اور اس چھوڑ کر سمجھ گیا کہ مر مطلب فریب و دغا سے بڑا نیگا لیکن عمر وعاص نے خود الکلاخ کا فقرہ چڑھ دیا تھا اس کے سب سے وسیع کے دلوں میں عمر وعاص  
 کی اہمیت پیدا ہوئی اور ان میں کہے لگے کہ ہمارے حملے کا اور الکلاخ حمیری کی سخت دُست لکے سے حصہ لگیا اور ریح بیجا ساگر حیرہ وہ معاویہ کے ساتھ ہے  
 اگرچہ بیلا ہی سائلحق رکھتا ہے یرانی مثل ہے حوں سرو نہیں یرتا اور ایسا کیسے وقت بھی لگایا نہیں سکتا۔ لہذا میں ہیرہ تیغیانی نے کہا عمر وعاص کی باتوں نے ذرا  
 اعتماد دکرنا اس کے دعا و فریب میں رکھا اسے ہم سے کچھ محبت نہیں اور وہ کسی کے کام سے کچھ مطلب رکھتا ہے وہ سیمہ میں تنگ ہے رہتا ہے اور دشمنی میں ہیرہ کی  
 کمی لئے رہتا ہے اگرچہ آدم زندہ ہوتے تو وہ مکر و حیلہ سے قوا کا دل آدم سے برابر کر کے شیطاں پر عاشق کر دیتا العزم وہ اسی لشکروں میں مبتلا تھے کہ انکے ایک دوسرے  
 سے قریب آئیے امیر المومنین علی نے اپنی قوم سے کہا اے میرے خیر خواہ و دوستو جی کا دن ہے کہ تمہاری تجماعت اور دلیری کی تہمت چار دانگ عالم میں پھیل جائے  
 اسی قسم کی تحریکیں درغیب جنگ دیکر زبانا کہ خدا کے نام پر آگے نہ چلاؤ اور قتال پر جگر تھل اور زور کو ایسا متعار اور لباس نساؤ اور زہد و صلاحت اور نیک لوگوں کی  
 علامتوں کو ظاہر کرو اور آگاہ ہو کہ تم بہترین اجراء باطلہ لاکھا دیے ہو کہ کھانیوں کے بیٹے اور عقوبت و لید سے جنگ کرتے ہو میں انہیں دین حق اور راہ راست کی طرف



قصہ خابرن اللہ

ملتا ہوں اور وہ مجھے حرام چیزوں کے کھانے اور پینے کے یوحی کھڑے کر دیتے ہیں ماستق اور عاجزوں کا گروہ ہے جنہوں نے خدا کے رسول کو گمراہ کر دیا اور مساد اور کفر و کلام اسلام اور دین کے شرائط اور قواعد کو برباد کر کے اب ہم سے لڑنے کو آئے ہیں اور جانتے ہیں کہ دین کی تربیت کے نور کو کچھادیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم میں سی جلا کا اور ہوں اگر حید کا دماوتس ہیں پھر مائتہ اٹھاکریہ دعا پڑھی اللہ تعالیٰ قلیل حذہم و شئت کلہم سم کہ نہ کیدل من والیت ولا یجیر من عادیہم حدیث ہے اب ایک شامی ہمارے اس اوجہ نام لکھکر میدان جنگ میں آبا اور دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر اسی جنگ اور تباہی کی تیجیاں بگھارے لگا کر جڑ بڑھا اور کسی لڑنے والے کو طلب کرتا تھا شامی لکھکر اس شخص سے رما دہ بہادر اور حیت و جلال کوئی دوسرا سوار تھا حضرت علیؑ کا لشکر اسکی فرط شجاعت اور شدت جورت و جلالت سے واقف تھا کوئی مقابلہ نہ کیا جاتا تھا۔ اسی اتار میں کہ وہ لشکر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتا اور کسی مرد مقابل کو طلب کر دیتا تھا اسے ایک شخص کو جسے عباس بن ریحہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم کہتے تھے دیکھا اور بوجہ یہ کہ وہ سوار ہے لوگوں سے کہا عباس بن ریحہ ہاشمی ہے غارے اسے آواز دیکر کہا اے عباس عباس بن ریحہ یا کہا کہتا ہے اس نے کہا تو مجھے سے جنگ کرنے کی رغبت رکھتا ہے عباس نے کہا کیوں ہیں میں تو جو دیری تماش ہی میں تھا اگر لیسہ صاحب ہو تو گھوڑے سے اتر آ کہ میں ہوں کہ جنگ کرے کیونکہ پیدل کو سلا متی کی بہت کم امید ہوتی ہے غارے کہا میں ایسا ہی کروں گا عباس بخلی گھوڑے پر سوار تھا کہ کوسے کے پر چڑھا تھا اور فرار رہ رہ رہتے تھے اور ایک ہایت آب و تلوار قبضے میں سر پر شہری خود دھرا تھا اس کی دونوں آنکھیں عدد کے پچھ سے اسی جانب کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ غارے کے قریب آکر گھوڑے پر سے کود پڑا اور اس کے ایک ہشتی علام نے دوڑ کر اس کے گھوڑے کو بکیر لیا غارے بھی گھوڑے سے اتر آیا اور عباس کی طرف متوجہ ہو کر یہ تحریر چاہا **اے تیرا بھائی کو** اسٹیل جانتا تھا۔ اوتاروں کا معتبر دل دیکھ رہا ہوں کے دس لپیٹ کر حملہ آور ہوئے دونوں دھنوں لڑائی سے مائتہ رک کر اکا تاتا دیکھے لگین انہوں نے تلواریں گھسٹ کر وار کرے شروع کئے دونوں کی زہنیں سمجھ اور مضبوط تھیں تلوار کام نہ کرتی تھی امیر المومنین بھی ملاحظہ فرما رہے تھے مگر ایسی طرف دیکھتے تھے کہ یہ کون شخص ہے اسی حرب دھرب میں عباس نے دیکھ لیا کہ غارے کی زہر ایک جگہ سے کستیدر کٹ کر طیان ڈھیلی پڑ گئیں ہیں اس جگہ کو زہر لگا رکھا آرموٹس یا کر ایک ایسا مائتہ مارا کہ غارے دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اور امیر المومنین کے لشکر سے آواز بکیر بلند ہوئی معادہ کی فرج دالے شرمندگی سے عرق ہونے لگا اور غارے کے مارے سے وہ ہلکے ہوئے عباس نے گھوڑا طلب کیا اور سوار ہو کر اپنی صف میں آکر موجود ہوا اور عقیبی کا بیاں ہے کہ امیر المومنین نے مجھ سے وریات کیا یہ بہادر سوار کس قبیلہ میں سے تھا اُس نے آج مجھے بہت خوش کیا میں نے کہا ہمارے سردار کا بیٹا عباس بن ریحہ ہے امیر المومنین نے اسے آواز دیکر بلایا یہ حاضر ہوا حضرت نے مہربان ہو کر دیکھا کہ عباس بن ریحہ کو حکم ہیں اسے رکھا کہ کیونکہ ابھی جگہ کو حانی نہ چھوڑنا اور بجائے خود قائم رہنا عباس نے کہا یا حضرت دتس نے مجھے لڑنے کے لئے بلاتا تھا مجھے ترم آنی کہ اُس کے معاملہ پر ہدائوں آپ نے ارشاد کیا امام کے حکم کی مانر داری دتس کی مات مول کرے اور اسے آپ کو ملاکت میں ڈالنے سے بہتر ہوتی ہے پھر آپ نے حاس اسلحہ دیکھکر کہا اے خدا عباس کے آج کے عمل کو ضایع نہ کرنا اور اسکا حوہ بدلا دیا اسے تیری راہ میں ہمارا کیا ہے ادھر ایسے حواصل سے معادہ سے کہا یہ کون بہادر تھا جس نے غارے کو قتل کیا ہے لوگوں سے کہا عباس بن ریحہ معادہ سے کہا غارے جیسے شخص کا خون بے بدل لائے پھر مائتہ ہے خوش نصیبان میں جا کر عباس کو قتل کرے گا اسے من اس قدر مال دولت و زنگاہ باقی عمر کی کیا محتاج ہو گا۔ غی لحم کے در حائل لکھکر سامنے آئے اور کہا اس خدمت کو ہم انجام دیگے اور اس ہم کو سر کرین کے معادہ سے کہا تم میں سے جو شخص اسکے قتل کی پہلے کوشش کرے گا اسے میں ہزار درم و در لگا اور دوسرے کو بھی اس قدر۔ وہ دونوں شخص میدان میں آئے عباس کو آواز دی اور جنگ کے لئے طلب کیا عباس نے کہا امیر المومنین موجود ہے اس کی اجازت بے کوئی کام نہیں کہہ سکتا انہوں نے کہا اجازت لے لے عباس بن ریحہ امیر المومنین علیؑ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا خدا کی قسم معادہ یہ چاہتا ہے کہ غی ہاشمی سے کوئی گھر میں آباد رہے اور چراغ





حاصل ہوگی کیونکہ بہت ہی مرقعات اور سخت نایاب جگہ ہے دور کی دنیا سے دنیا کی اس قدر رکھ اسکے خزانہ میں یو تھیں اور مونی طے رہتے ہیں آگاہ ہو کہ میں  
 صبر و ارادہ کر لیا ہے کہ آج مرتہ تہادت پر تیار ہوں جب سے یہ جگہ شروع ہوئی ہے میں ہمت تہادت کا تعلق رکھا مگر آج تک نصیب ہوئی تھی کبھی زخمی ہو کر  
 اور کبھی صحت و سالم پھر آتا آج دوسرا معاملہ ہے اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ آج ایسی مراد کو بھیجے گا کہ انھیں امید سے قریب حاصل کر دے گا سب ملکہ کوشش کر دے گا  
 ہاتھ سے ہم سر ہوا دے اور اس دنیا سے ہمارے رشتہ کاری یا دار انبیاء اور ایداد اور تہیدوں کے معنی سورعت سے یہ کہہ لگوڑے کو تازیانہ لگا یا اور میدان  
 میں نکلا اس کے دو لو بجائی عودہ اور عبد اللہ ہمراہ ہوئے اور کہتے تھے اے خدا ہنہ اپنے آپ کو تیری رضا مندی کے حاصل کرنے کے لئے دھڑک رہا ہے امید ہے کہ  
 ہم مجاہدین اور غازیوں کے قلوب سے محروم نہ رہیں اب تینوں مجاہدین نے ملکر معاہدہ کی دوج پر حملہ کیا اور اعلیٰ درجہ کی شجاعت اور دلیری کے آثار دکھا کر لشکر شام  
 کے استیقرار ہوا اور بہادر آدمی ہلاک کے جبکہ رادس دور علی کی فوج میں سے تہید ہو گئے تھے انعام کا جو بھی تہید ہو گئے انہیں اللہ کی رحمت ہو۔ اس کے  
 بعد امیر المومنین کے لشکر نے تہامی سپاہ پر حملہ کر دیا اتنا دور کی جو ریر جنگ وقوع میں آئی اور بے انتہا گرد و غبار بلند ہوا انہیں لطف خدا سے فتح و ظفر کی ہوا علی اور  
 معاہدہ کے سواروں اور بہادروں کی آبر و خاک میں مل گئی اور ان کا ہاتھ جنگ سے لگ گیا۔ حورن عدی اور عقل بن قیس راجی نے اس گرد و غبار میں وہ کام کیا  
 کہ تہامی سپاہ حیران رہ گئی پھر تہامی بھاگ نکلے اور بیٹھ دکھائی رات آئینہ چلی تھی اس لئے حضرت علی کی سپاہ واپس چلی آئی اور اسکے سردار اور امرا واقف ایسی اور  
 جو سیرہ بن سسی اور عبد الرحمن بن دہب اسلمی جیسے رفقت و ایسی رجوانی کرتے اور اتنا بیڑ تھے اور ایسی محرکہ آرائی پر مقرر رہا ہات کرتے ہوئے آئے تھے۔ یہاں تک  
 کہ ایسی صعوبتوں میں آئے اور حجاب امیر کبریٰ میں جنگ کی تمام کیفیت کو سنائی اور جو شخص مارے گئے اور زخمی ہوئے تھے ان کا حال بھی عرض کر دیا آپ نے کتنوں  
 کے حال پر بہت تاسف کیا اور رفیقوں کی تیماردائی کا حکم دیا آج رات بھر زخمی رہے ہیں یہاں تک کہ ان کی آہ و زاری کی آواز میں معاہدہ کے لشکر تک  
 جاتی تھیں اور ان کے لشکر کے رچیوں کے آہ و زانے امیر المومنین کے لشکر کے کانوں تک پہنچتے تھے معاہدہ نے مخدوچوں کی دردناک آوازیں سکر و عاص سے کہا  
 اس جنگ سے ہمارے تمام جوہر و درگ کو صدمہ بیٹھا ہے اور جہانگیر میں سہتا ہوں اندیشہ ہے کہ تمام کا ملک ربا د ہو جائے اور عراق بھی ہمارے ہاتھ نہ آئے  
 عبد اللہ بن عباس جو سادات کا سردار اور پتیا اور تہور شخص ہے علی بن ابی طالب کے ہمراہ ہے اور جو کچھ وہ مصلحت اور مناسب سمجھتا اور کہتا ہے حضرت علی  
 اس کے حلال بہن کرتے اگر تو کسی حملہ اور بیٹا سے اسکو توڑے اور وہ علی کو اس امر پر صامند کر دے کہ خیزدور کے لئے جنگ ملتہی کر دیا جائے کہ فوجیں دریا  
 دوم نے میں تو بہت صحیح بات ہو۔ عود عاص نے کہا تو عبد اللہ بن عباس کو بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ ان قماش کا آدمی ہیں جو فریب میں آجاتے اور اگر انھیں  
 وہ دھوکہ کھا بھی گیا تو علی کو دھوکہ دیا نا ممکن امر ہے۔ کیونکہ یہ سب عقل و فہم اور دانائی و غیائی اور ہوشیاری میں یکساں ہیں معاہدہ نے کہا اس سے کوئی نقصان  
 اور خرابی منظور نہیں تو اب یکجا چڑھ لکھ اور کچھ حالات درج کر کے روانہ کر دیکھیں وہ کیا جواب دیتا ہے پھر جس قسم کا جواب آئیگا ولسا ہی ہم کچھ جھینگے اور اس  
 بات سے ہمارا مقصد صرف امید ہے کہ کچھ دنوں تک جنگ مد رہے اور ہماری فوج و ملے تمام پالسن و غنیمتوں کا معالجہ ہو جائے اور حاکموں کا کان جاتا رہے  
 عود عاص نے کہا میں جو جانتا ہوں کہ اس امر سے کچھ فائدہ حاصل ہوگا مگر ترے بار بار کہنے سے حکم کی تعمیل جاتا ہوں۔

## امیر المومنین علی اور معاویہ اور عبد اللہ بن عباس اور عود عاص کی خط و کتابت

عود عاص نے عبد اللہ بن عباس کے نام پر خط لکھا تیری برگی اور سرداری اور ترات کا حال تمام خاص و عام اور ہر ادنیٰ و اعلا کو معلوم ہے اور سب اس  
 بات کے مقررین کہ تمام عرب میں تیرے جیسا مادہ کافی علی بن ابی طالب کے بعد کوئی شخص تجھ سے زیادہ عالم فاضل اور کریم اور مہربان نہیں اور ان لوگوں میں سے  
 جنہوں نے عجبے کو چھوڑ کر نصیحت میثقی ہو ہم ہی ہیں لوگ ہیں میں اور یہ امر واضح ہے کہ ان جنگ و جدال اور مکر و نایابوں میں ہماری تہاری کیا نوبت

رویت ہے چنانچہ حضرت علیؑ کے اکثر سردار قتل ہو گئے ہیں ہماری بیخوابی نہیں کہ اس جنگ کو جاری رکھیں مگر ہم اسوں کو تنہا نہیں کہہ سکتے ہیں اور تم میں ہر ایک  
میں رہنا ہوتا۔ اب بات اتنا دہرہ کہہ چکی ہے اور چھری ہنسی تک اتر آئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی اس طرح ایک ہفتہ جاری رہی تو زمین میں سے  
ایک آدمی بھی باقی نہ رہے گا اس صدمہ کے چند شمار بھی تحریر کے میں براہ ہوتی تم کو یہ صواراں کے دعائیں کال غور کرو۔ استخارہ میں طال الداء فصلاً  
رحی لہا سنی۔ بعد الا للہ سوی رفق عمار قول مسرور خطوتہ۔ لانس حطک ان الدارک الناس۔ یا بای الدی زمزم  
سقی لہ۔ اعظم بدلتک من فخر علی الناس۔ شہر و احیاء شہر والدی ہم۔ دار العراق رجال اهل وسواس۔ قور عرارة من  
الحیرات کلہم۔ فایساوی لہم خلق من الناس۔ قالوا یری الناس فی ترک العراق لکم۔ واللہ یعلم ما التام من الناس۔ فی  
اللعاء و امر لیس بکثرة۔ الا لکھول و ما لکھوکی ما لکاس۔ است الشیاء شیعھا فی حلق قہو۔ مثل اللحام سحیحة موضع العا  
فاصدع ما مکرہ امر القوم امامہ۔ احساس طرقات طیر ما احساس۔ عمر و عامر یہ خط لکھ کر معاویہ کے پاس لایا اس نے یہ دیکھ کر ہنس دیا اور کہا تیری  
شرکی شیریں اور ظلم کی خوبی کو کوئی اور نہیں پہنچ سکتا روانہ کر دیا جیسے۔ عبد اللہ بن عباس کے پاس یہ خط بھیجا تو بعد مطالعہ احوال مدینہ سے واقع ہو کر امیر المومنین  
کی خدمت میں پیش کیا اور یہ دیکھ کر سب سے تم فرمایا اور کہا اللہ نے ان کو قتل کرے یا یہی مکر آدمی جو حکام عمر و عامر سے کس دیر سے چلا ہے اور کس بات کی خواہش  
کی ہے کہ تجھے دھوکہ دے اس کا حواس طرقت یر ما سب اور مردن معلوم ہمارا اور لائق مصلحت تھے۔ حائین لکھ کر بھیج دے عبد اللہ بن عباس نے یہ جواب لکھا میں  
جہا تک خیال کرتا ہوں تمام عرب میں تجھ سے جی شخص اور کوئی نہیں رہے جیسا مکرار و دعا مارا ہے۔ تو نے معاویہ کے پاس حاکم ایادیں تھوڑی سی دیا دی  
قیمت پر بیچ دلا اور ملک کی طرح سے حق جلا کو تاریکی اور ظلمت اور فساد میں مبتلا کر دیا ہے۔ پھر جو مطلب باری نہ دیکھی تو تو نے جیلہ جونی اور مکر و دھوکہ کو اختیار کیا۔ محرم اور  
گنہگار راں لوگوں کی طرح جو دنیا کے ایک دوسرے واقف ہیں ہوتے دیا کو بہت بڑی جیر کھ لیا ہماراں تو رہا اور یہ مکر گاری کا اظہار کرتا اور لوگوں کو سنا تا ہے  
کہ مجھے دیا درکار نہیں میں نے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے اور دعا ہے کہ لوگ تیری باتوں میں اگر تیری طرف متوجہ ہو جائیں اور تیرے دیر میں مبتلا ہو کر ضرر پہنچیں  
اے عمر و بن حیلوں اور دھوکہ باز لوگ ترک کر۔ اگر تجھے خدا تعالیٰ کی رضا میں دیکار ہے اور کچھ اسلام کی قدر جانتا ہے تو ملک مصر کی امانت کا خیال اور معاویہ کا ساتھ  
چھوڑ کر رسول خدا صلعم کی امت کی اطاعت و متابعت کی طرح رجوع ہو تو نے تابوں کی جو کیفیت درج کی ہے معلوم ہوئی عراق والوں سے امیر المومنین علی سے بہت  
کی جو ان سے اصل ہے اور تمام والوں نے معاویہ کی متابعت اختیار کی حالانکہ وہ معاویہ سے افضل تھے۔ اور اس جنگ میں۔ توادر میں بھی برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ اس جنگ  
سے میری عرض یہی ہے کہ رصار اپنی حاصل کروں اور تیرا معاویہ ہے کہ معاویہ کو خوش کرے اور ولایت نصیرے۔ انرض جس امر سے تجھ کو مجھ سے بہت دور جا چکا ہے۔ وہ  
ایسا صاف ظاہر ہے کہ جہاں سے تو معاویہ کا مقرب مہاجرتا ہے اس کے متعلق تیری دوستی اور موافقت کو بھی معاویہ ایسی اچھی طرح ہیں جانتا۔ جیسے تو مجھے فریب  
ہیں دے سکتا اگر دے سکتا تو معاویہ کا مقرب نہ جاتا اس کے بعد اپنے حافی صل بن عباس سے کہا کہ عمر و عامر کے ان استخار کا جواب تصدیق کر اس نے اپنی بیانی  
عبد اللہ کی زبان سے مجھ کو عمر و عامر یا شمار لکھے۔ یا عمر و حسنک من حدع وسواس۔ فاذہب صالک فی قول الہدی اس۔ الا لواء و مصل فی  
تخویر کرم۔ شیخ الصد و رہا فی التعم اقداس۔ ہذا اللہ و اعالیٰ شعی جاحکم۔ حتی تطیعوا علیا و اس عباس۔ اما علینا ناں اللہ فضلہ  
فصل و شرفا علی الناس۔ ان تعقلوا الحیل فقلما تحبستہ۔ و توتعتوها فاما غیر انکاس۔ قد کاں ما و مسکم فی عجا سحا۔ من  
الا یسر و لیس اللہ کا احساس۔ قتل العراق التام معصیہ۔ ہذا یجدا و ما الحق من باس۔ لا تارک اللہ فی مصر قد جلیت۔ شوا و حطک من  
خشوۃ الفاس۔ یا عمر و اند غار مکار صا۔ و الرافضات لا یواہن انکاس۔ عادت الحب عدنا فالتس ہر با۔ فی الارض و سلمنا و لا فی باقاس  
جہ فضل بن عباس نے پہلی کے کہنے سے یہ قلم تیار کیا تو حضرت علیؑ نے یہ سلام کیا اس لئے آپ نے نہایت کیا اور فرمایا کہ میں نے یہاں سے نہیں کیا کہ میں نے یہاں سے

جواب عبد اللہ بن عباس بنابر عمر و عامر



تو کچھ جواب نہ لکھ سکیگا عبداللہ بن عباس نے یہ قطعہ جواب کے ہمراہ عمر وعاص کے پاس بھیج دیا وہ تمام مطالب شروط سے مطلع ہو کر معاد کے پاس گیا اور ٹھہر گیا اور کہا میں ایسی باتوں کو سننا چاہتا تھا ہم بار بار ایسے آپ کو عند المطلب کے منوں کے مقابلہ پر آتے ہیں میں ہر جہاں صراحت کیا کہ عبداللہ بن عباس کے پاس خط بھیجا ہے مائدہ ہے وہ دھوکہ میں نہیں آسکتا تو لے رہا اور مجھے مجبور کیا میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی نتیجہ ہوا کہ ایسی سخت باتیں سنیں یزید نے معاد سے کہا تو سچ کہتا ہے میں نے ہی اس امر میں اصرار کیا تھا کہ عبداللہ کے پاس خط بھیجا جائے اور خط و کتابت میں سعی کیا جائے اس سے میرا مطلب صرف یہی تھا کہ آج لشکر کے عتبار آدمی ہلاک ہو گئے ہیں اور میری طبیعت سخت یرلتا ہے۔ شاید اس خط و کتابت سے کچھ دنوں کے لئے جنگ ملتوی ہو جائے ورنہ تیرے خط لکھنے اور عبداللہ کے جواب مانے سے کوئی اور عرض نہ تھی اس میں شک نہیں کہ علی کل ضرر جنگ کے لئے لکھا گیا اور اگر ایسا ہوتا تو ہمارا کام تمام ہے میں چاہتا ہوں کہ عبداللہ بن عباس کو کچھ لکھوں اور ممکن ہو تو اسے خط و کتابت میں متغول کروں شاید وہ کل و طائی کے لئے نہ نکلس اگر اس میں کامیابی ہوئی تو بہتر ہے ورنہ علی کے نام خط بھیجوں گا اور اسی کو خط و کتابت میں لگاؤں گا ممکن ہے کہ مطلب راری ہو جائے اور اگر اس سے خط نہ پڑھا اور جواب نہ لکھا تو جنگ ہی سے سرکار رکھو لگا اور کبھی خط و کتابت نہ کروں گا درات جنگ پر مستعد رہو لگا خواہ مخہ میر ہو خواہ شکست ذرا پردا نہ کروں گا یہاں تک کہ یہ سر کرے ہو گا اور یہ قند مٹ کر معاملہ کیس ہو جائے میری تو یہی رائے ہے اگر تیرے خیال میں اس سے بہتر کوئی ارباب ہو تو بیان کر دو عمر وعاص نے کہا تو عبداللہ بن عباس کی طرح بھی رہو نہیں ہو سکتے تو روبرو آسکتا ہے کہ وہ اور حیا میں ہے اور تو اور لکھیں وہ محض نما ہونے اور درجہ شہادت یا لے کے واسطے لڑتا ہے اور تو زندہ رہے اور حکومت یہ عہدہ کر ہونے کی امید سے جنگ کر رہا ہے دوسرا امر یہ ہے کہ حضرت علی نے فتح پائی اور شام پر تصرف ہو گیا تو اہل شام کو اس اور مزاحف حاصل ہو جائے گی اور وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ علی امیر ظلم نہ کریں ملکہ تمنا ہو کر عدل والہانہ اور مساوات کے آئین جاری کریں گے منصفانہ رہناؤ سے میں آئیں گے اور عراق والے تیری طرف سے مطمئن ہیں انکا خیال ہے کہ تو تمنا ہو تو ریائے مدے لیکھا اور اس کے قول و فعل کے جواب طلب کر گیا اور ٹھہر ٹھہر کے مدے لیکھا مجھے لڑنا ہے کہ تو جو علی کو روک دیا چاہتا ہے اس میں درا کامیاب ہو گا کیونکہ علی کی ریش میری اور تیری عقل و فہم اور کثرت علم و جماعت کا حال عیاں ہے تو جس معاملہ کو آج سوچا علی اس کو بہت عرصہ سے سوچ رہا تھا ہو گا تیرا دم و خیال بھی اسکی سمجھ کے گرد نہ لے پہنچا اگر تیری ہمت و دوا یہ بھی تاخت کر گئی تو علی کے خیال کے جبار تک بھی نہ جائے گی معاملہ کیا یہ کیا بات ہے کیا میں اور وہ دونوں ہی عند منات میں سے نہیں ہیں عمر وعاص نے تہقکہ لگا کر کہا ہاں تم دونوں کا یہی نسب ہے لیکن میر بھی بہت بڑا فرق ہے علی کو اس اعلیٰ نسب کے علاوہ خاندان نبوت کی قرابت کا ترن حاصل ہے اور اس کمال کے سوا محمد مصطفیٰ کی قرمت کا حلال میر ہے اور حجاب رسول صلا کی خدمت میں جو جود و راج اور مقامات علی پائے ہیں وہ خود تمہارے ماہر ہیں اور ماہر علی اور بھی حید و شمار صحابہ کرام و اصحاب پسندیدہ سے ملو اور فریق ہے جن سے تو بالکل بے بہرہ اور خالی ہے تو صرف اس کہنے سے کہ ہم دونوں ہی عند منات میں سے ہیں علی کی ہمسری نہیں کر سکتا اور تو خود بھی اس امر کو سمجھتا اور تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہے بھ کیوں دیدہ و دانستہ انخان تھا ہے اور مجھ سے انبیج کی لیتا ہے ہاں اگر تیرا یہی خیال ہے اور چاہتا ہے کہ عبداللہ بن عباس کو کچھ لکھے تو مجھے اختیار ہے لکھ میں عمر وعاص صاف کہتا ہوں کہ میری سمجھ اور دلیری کے لئے کا کوئی دوسرا شخص پیدا نہیں ہوا صرف تیرے کہنے سے میں نے کچھ لکھا اور اس کی باربری کی پھر تو نے دیکھ بھی لیا کہ کیا جواب دیا اب تو بھی لکھ دیکھ حقیقت حال معلوم ہو جائے گی اور رہا سہا تک مٹ جائے گا اس کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن عباس کے نام اس مشورن کا خط لکھا میں جہاں تک خیال کرتا ہوں اسے نہی ناشتم امیر المومنین عثمان اور اس کے عزیزوں و رشتہ داروں اور متعلقین کے مددگاروں کے جس میں تم سے زیادہ غور کسی اور قوم نے نہیں کیا اور امیر المومنین عثمان اور اس کے عزیزوں کے اعمال کی توہین میں بھی تم ہی نے تمام عرب و عجم زیادہ جلد بازی کی ہے اور ان کے معاملات کی اتبری اور خرابی کی غرض سے قند و دسا و پار کرنے میں تمہاری سعی و کوشش سب پر سبقت لے گئی ان کے حقوق کی نظر اندازی ہو چکی ہے ان کے غلہ و زمین آبی اور آری ہے اگر کسی امیر کے غلہ کے خیال سے ہے تو بہتر میری اسکو غلبہ حاصل تھا۔ اور تو دیکھتا ہے کہ

نامہ میر بن ابی سفیان بن عبد اللہ بن عباس

اس وقت معاملہ کس درجہ تک بٹھکیا ہے اس جنگ میں باہمی طرفین سے ہارنا مسمو آدمی مارے جا چکے ہیں اور ابھی تک مصیبت کی کوئی صورت نمودار نہیں ہوئی جس پر  
 کی تم طمع کئے ہوئے ہو اسی کے ہم امیدوار بیٹھے ہیں اور اگر تم تحاوت کا اندازہ کرتے ہو تو اسی قدر تجاوت ہمارے دلوں میں بھی موجود ہے اور اس معاملہ میں  
 خوف اور اطمینان کا طریقہ اور مرنے زندہ رہنے کی آس دوہوں کے لئے یکساں ہے اور ہمارے ہاتھوں اور بہادر لوگوں کے مارے جانے کے واقعات عام ہیں میں جانتا  
 ہوں کہ جنگ کو طول نہ دیا جائے کیونکہ اگر ہم جنگ کو جاری رکھیں گے تو کوئی نئی بات ظاہر ہوگی وہی دوستوں کی علیحدگی عربوں کی دوری نصیب ہوگی اس ماحوش  
 امر کو ہم کس تک گوارا کئے جائیں اور کس تک ہمارے پیارے اور رشتہ دار مرگ جاتی کی خاک میں ملتے ہیں۔ خلا سے ڈرنا اور اس جنگ و جدل کو ترک کر دیا یہ غریبوں فریب  
 اور قریشیوں کی جو بربری سے بے آواز گو کہ اکثر قریشی حواں ہلاک ہو چکے ہیں جہاں تک میں نظر ڈالتا ہوں قریش کے مشہور لوگوں میں سے چھ آدمیوں سے زیادہ باقی  
 نہیں رہے۔ تمام میں میں اور عمر عباس۔ عوان میں تو اور علی اور طالب اور جبار میں سعد و قاص اور عبد اللہ بن عمر میں اب چار تھوں میں سے دو ہمارے معاملہ  
 ہیں اور دو موافق نفع سعد و قاص اور عبد اللہ بن عمر موافق ہیں میں اور عمر عباس مخالف اگر تم میری اہم اس کو قبول کرو اور میری طرف داری کو ملحوظ خاطر رکھو تو یہ دوسری  
 مسئلہ جانے کی راجحت و الفت قائم ہو جائے گی اب تم تھوں میں علی کے بعد سب سے افضل و بزرگ اور سردار قوم تو ہے اگر عثمان کے حادثہ کے بعد لوگ تجھ سے محبت کرتے  
 تو مجھ کو علی کی محبت کی نسبت گوارا ہوتی میرے خیال میں یہی حید باتیں تھیں جو لکھی گئیں اور اُن سے تجھے اطلاع دی گئی جو کچھ تیری صلاح اور رائے ہوگی بہتر ہوگی وائے السلام  
 عبد اللہ بن عباس کے پاس معاویہ کا خط پہنچا تو یہ حکم دیا اور کہا معاویہ مجھے کس تک سیو توں سمجھتا رہے گا اور میں کس تک حاسوس رہ کر حق امر کو ظاہر نہ کروں گا کہ  
 دوات علم لازم کہ جو جواب دیا واضح آیا ہے لکھ چکوں اور جو امور میرے دل میں پوشیدہ ہیں صاف صاف بیان کر دوں۔ کہ وہ بھی حواں جانے کہ ہم جو ب و اصف ہوں گے  
 معاویہ کے خط کا جواب اس معصوم کا لکھا۔ تیرا خط پہنچا احوال مدد رح معلوم ہوا تیرا کہنا کہ ہے عثمان کے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ مدد کی اور اُن کے  
 حقوق کی نظر اندازی اور ساد میں دوسرے تھوں پر سخت لے گئے ایسا ہے گویا تو ایسے حالات بھول گیا ہے اور اُس بات کو یاد نہیں رکھتا کہ ایسے مصیبت کے وقت  
 جس عثمان نے تجھ سے مدد طلب کی تھی تو نے اُسے مدد نہ دی حالانکہ تو اسکی امداد کر سکتا تھا اور مارے جانے سے بچا سکتا تھا تو نے جس انبی غرض اور طلب  
 کے لئے اسکی مدد کی اور آج تو نے ان باتوں کو فراموش کر کے ہم پر اس کی توہین اور ایدارسانی کی ہمت لگائی ہے مگر تم اور عدی کا تذکرہ جس سے ہمیں  
 مقروض ہوتا ہے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہے اور تمام عالم واقف ہے کہ ابو بکر اور عمر عثمان سے بہتر تھے حصر ح عثمان تجھ سے بہتر تھا اور تیرا کہنا کہ قریشی مامور  
 تھوں میں سے صرف چھ باقی رہ گئے ہیں غلط ہے قریش کے ہیئت سے نامور موجود ہیں اور تو جو دیکھتا ہے کہ قریش مشہور و معروف امتیاض میں سے کتنے ہی سوار  
 جہاز تجھ سے اور تیرے لشکر سے ہر در جنگ کر رہے ہیں رہے وہ لوگ حو نہ ہمارے ساتھ ہیں بہتر سے ہم راہ ملکا یہی انجو گھروں کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور طرفین میں سے  
 کسی سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے احاطہ شمار سے ماہر میں اُن تو سے جو گویہ دزاری اور عافری سے درخواست کی تھی کہ جنگ نہ توں کر دی جا اور حوں ریری نہ تھانہ اٹھائیں  
 تو اس ناشی و صوفی کی طرب دیکھتا رہ کہ عفریب اسکا شہد دیکھ لے گا اور یہ ڈانیاں اور مقابلے جو تو نے اب تک دیکھے ہیں بعد ہمارے آئینا لے سکر کوں کے سامنے بچ  
 نظر آئیں گے اگر گدشتہ واقعات آئینا لے کے نزدیک مالک ح حقیقت ہو گئے ملکہ آئیدہ کے ہنگاموں اور کار رار کو گدشتہ تیر کا ل ترجیح ہوگی۔ تیرا کہنا کہ عثمان کے  
 بعد لوگ تیری محبت کرتے تو ہیں بہت جلدی حیت اختیار کر لیتا اور ماسراری سی تیں آتا جبکہ تمام ہمارا انصار اور عوام اس سے یکدل و یک زبان ہو کر حضرت  
 علی کی حیت اختیار کرتی اور یہی رسول خدا کا دمی حیرا بھائی وارث علم ہی اور مجھ سے بہتر اور اخلافت کے لئے لائق تر ہے تو نے کس لئے ان کی حیت نہ کی اور کیوں  
 مخالفت اور جنگ اختیار کی اور خود دعوئے خلافت کیا حالانکہ تجھے خود لائق ہے کہ تو خلافت کا سرا اور ابھی وہی شخص خلافت کی قابلیت رکھتا ہے جو اسے رہی میں  
 نامور اور موصوف ہو تجھے اور تیرے جیسے لوگوں کو خلافت سے کوئی سرکار اور نسبت نہیں کیونکہ تو حقیقت اور طبع کا بنیا اور بد مشاغل کا سرگرم ہے لوگ تجھے  
 جکر کھائے دانی کا مینا کہتے ہیں۔ پس جو شخص ایسے عیوں والا ہو وہ کب خلافت کا مستحق ہو سکتا ہے وائے السلام حضرت عبد اللہ بن عباس کا خط معاویہ کے پاس

جواب عبد اللہ بن عباس نامہ معاویہ



امیر المومنین علیؑ

آتشکدہ سر دہا کہ تیرا کیم تیرا آتش آقا

پڑھو ایسے آپ کو بہت لعنت ملامت کی کہ یہ ملا میں نے اپنے اور جو دناں کی ہے حاکم کی قسم پھر کسی عبد اللہ اس سے خط و کتابت نہ کر دیں گا اس کے بعد حضرت امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کے نام اس حصول کا خط لکھا واضح ہو کہ جنگ مدت طویل ہو گئی تھی اور شیار آدمی قتل ہو گئے ہیں طرفین کے لشکروں کے نامور سپاہی مارے گئے اور ایک کھلم کھاس کام آچکے ہیں میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا اور اس قرار دیر تمام کا علاقہ طلب کیا تھا کہ مجھ سے معیت نہ لیجائے اور ایسی سب کی رضا مندی اور قبولیت سے مجھے باز رکھیں آج بھی میں یہی کہتا ہوں کہ اگر میرانی و ما کر اسی قرار دیر تمام کا ملک میرے قصہ میں چھوڑ دیا جائے تو یہ جنگ و جہل موقوف ہو جائے اور یہ سرکارا یاں دنیا سے ریت و مالد ہو جائیں جو ہر دین کی غور و زیان پھر ملو ہیں۔ انہیں آپ کی نہایت ہی تعجب ہو گی کیونکہ مدت و سختی ہاتھ کے درجہ کو پہنچ چکی ہے ایک لوگ قتل ہو چکے ہیں اور تیرہ ماتی رہ گئے ہیں۔ اور اگر یہ سادہ ساری طرح جاری رہا سب ہلاک ہو جائیگا اور جو لوگ بچ رہے ہیں وہ بھی زندہ رہیں گے مناسب ہے کہ طرفین میں اس قدر مخالفت اور دشمنی ماتی نہ رہے اور میری اس التماس کی قبولیت میں آپ کچھ مصالحت کر لیگے۔ ہم سب ایک ہی تھرہ سے ہیں۔ سب سب عبادت کی ادلاویں ہم میں کیسی ایک دوسرے پر کچھ فرح ہیں والسلام امیر المومنین علیؑ جواب میں لکھا واضح ہو کہ تیرا حال معلوم ہوا تو نے لکھا ہے کہ لڑائی کا مدت طویل ہو گیا اور ایک آدمی مارے گئے اور تیرہ رہ گئے ہیں اور دونوں لشکروں کے بہادر کام آچکے ہیں اگر ہی الحقیقت یہی بات ہے تو مجھے نظر آ رہی ہے تو یہ لڑائی اور بھی زیادہ طویل ہو گی اور یہاں تک موت پہنچے گی کہ بیشتر بھیجی تھی تمام کوششیں اور سختیاں (اموتیں) ہوجائیں گی اب تک جو کچھ تو نے دیکھا ہے دیکھا ہے قطرہ اور درخت کا ایک تسلسلہ ملاحظہ کیا ہے تیری التماس اور درخواست کہ مجھ سے سرری سمیت اور اطاعت بغیر علاقہ تمام مانگتا ہے بالکل ناممکن ہے تو نے پہلے بھی یہی درخواست کی تھی جو منظور نہ ہوئی اب تو نے کوسا حق ثابت کیا ہے جس لئے دہ مارہ اسکا حواشنگنا ہے ہاں تیرا یہ لکھا کہ ہم دونوں عداوت کی ادلاویں سچ ہے مگر اتنی ہرگز اعظم کا ہمہ نہیں ہو سکتا اور حرب عداوت طلب سے ماری نہیں کر سکتا اور لوسیاں اب طالب کی غمار راہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ساتھ چھوڑ دیے مالا صاحب چہا ہو سکتا ہے نہ مائل حق کا ہمہ لگے اگر یہ تو عداوت کی ادلاویں مگر حکومت کا طرف حاصل ہے جس کے دسٹے سے ذلیل آدمی بھی سوز سجاتا ہے اگر اس اپنے فضاں اور مناقب میں کسی کچھ تحریر کر دیں اور ایسے محاسن اور باتیں سے کیقہہ مائل کر دیں تو سب دولت اور دس گواہی دیں گے میں اس قدر لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں والسلام معاویہ امیر المومنین علیؑ کا یہ خط پڑھ کر نہایت ہی شرمندہ ہوا کہتا تھا کاش میں علیؑ کو خط لکھتا مونس میں سے پھر اپنے آپ کو اسکی ملامت کے حوالہ کر دیا مگر عاص کے امیر المومنین علیؑ کے خط کے مصون سے واقع ہو کر بہت ملامت کی کہ میں نے تجھے مارا روکا کہ علیؑ سے خط و کتابت نہ کر اور ہر وقت اسکی ملامت نہ کر تو نے میرے کہنے کو نہ مانا اور دوبارہ خط و کتابت شروع کی انجام کار حسیا حوا یا یا وہ یا یا معاویہ بے عداوت کی باتوں سے عضاںک ہو کر کہا تو ہمیشہ علیؑ کی توفیق کرتا رہتا اور اسکی لفظ و تعظیم اور کریم کرتا ہے اور اسے محترم مصیبت دیتا ہے کیا وہ وہی شخص نہیں جس نے کل تھی وہ مار کر گھوڑی بھی لگا دیا تھا۔ اور تو نے اس کو مڑی کی طرح جو خون حواستیر کے پیچھے سے بچنے کے لئے بھاگتی ہے سگ عمار سے ہمہ موڑ کر اپنی کون رہ کر دی اور بے ستر ہونے کے ذریعہ سے رانی پانی عمر عاص نے منہ کر کہا جس شخص میں اس قدر قوت و قدرت ہو کہ علیؑ اب طالب کے مقابلہ پر میدان جنگ میں نکلے اور پھر اپنے آپ کو اس کے طعن و ضرب سے بچائے دیکھ خواہ کسی طرح سے ہو داخل ضعیف نہیں اور ہمیں در اسی حق ہے وہ اسے عیب اور رسوائی نہ سمجھتا بلکہ علیؑ سے جنگ کرنا اور اس شریاہ کے خیل سے بچ نکلتا بہت بڑا فخر اور شرف ہے اگر تو شجاعت اور قوت میں کچھ ٹھہرا ہوا ہو تو اسی اپنے آپ کو بھی آزمادیکھ میدان میں قدم نکال ہم بھی دیکھیں تو اس کے پیچھے سے کس طرح رانی پاتا ہے۔ عرصہ جب خط و کتابت سے کچھ فائدہ نہ نکلا کوئی مطلب راسی ہوئی دوسرے دن مگر آرائی کے لئے مستعد ہوئے امیر المومنین علیؑ نے طلوع صبح کے بعد اندھیرے میں ملاز صبح ادا کی اس کے بعد ترتیب لشکر کھین متوجہ ہوئے۔ فوج کے امیر اور سردار اپنے اپنے علم سنبھالے مانعائے شامی فوج نے بھی امیر طرح پر اچھا ایک ایک حوالہ جان ایسی صف سے نکھر دو صفوں کے پیچ میں تاکر کھڑا ہوا وہ دربارہم کیت گھوڑے پر سوار تھا سر سے پاؤں تک اسلحہ میں غرق آنکھ کے سوا اور کوئی حسن و لطیف نہ تھا نیزہ ہاتھ میں لئے امیر المومنین علیؑ کی صفوں لشکر کے سامنے سے گزرتا اور نیزہ کی انی سواروں کے خودوں پر رکھ لکھا تھا سب ایک دوسرے کے

[illegible]



کیونکہ مخاطب ہوا اور کہا اے لوگو! گاہ ہو کہ شبہ خاں مصطفیٰ کی خدمت میں رہ کر اس جھڈے کے نیچے جو معاویہ کے پاس دیکھتے ہو تین مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ جنگ جو اس جھڈے کے مقابلہ پر ہم اب کر رہے ہیں چوتھی جنگ ہے یاد رکھو کہ میں آج مارا جاؤں گا اور جو وقت میں مارا جاؤں تم میرے دوست میرے دل پر سے میرے پیہر ادا تار لٹا اور مجھے کھس میں لپیٹ کر دھا دیا اور مجھے میرے گلا کے حوالہ کر دیا کیونکہ حضرت علیؑ جو ہمارے امام اور یتیم ہیں قیامت کے دن خطاب کی جائیں گے اور آپ ایک لوگوں کا مدد لے جائیں گے آپ کا سر دارا ہر خلیفہ بجا جائیگا اسکے بعد کہا اے دوستو تم میں سے جس کی کو موت کے یا سبکی آرزو ہو میرا ساتھ دو اور ہم بیرون کے ساتھ میں بہشت حاصل کریں مجھے یقین کامل ہے کہ ہم ہر در اسے حاصل کر لیں گے آج وہ دل ہے کہ میں حضرت مصطفیٰ اور دوستوں کا دیدار سارک نصیب ہو گا یہ کہہ کر کب کو تار یا نہ کیا اور میدان میں ٹھکر کر چڑھتے ہوئے تاسی سیاہ پر چل کر دیا یہ در پے چل کر نا اور کہتا تھا اے تاسیوں اگر تم میں سے یا کرتے ہوئے ہر کے باج تک بھی لے جاؤ گے تب بھی ہم تمہیں باطل پر اور ایسے آپ کو حق پر ہی سمجھیں گے القصد یہ کہ عمار یا سرمد کی سے دل بدست ہو کر نے تختہ حاکم پر چلا کر تار اور دشمنوں نے اسے ہر طرف سے چھین لے لیا تھا۔ جو اس کوئی کے بیٹے نے ڈنڈی پر ہمارا اور عمار اس زخم سے سخت تکلیف زدہ ہو کر اسی صحت میں ملٹ آیا اور یابی طلب کیا اسکا ایک علام رات نام موجود تھا۔ یابی کے عوض دودھ کا گٹھرا بھر لایا اور کہا اے عمار یابی کے عوض یہ دودھ پی کر خانا بہتر ہو گا عمار یا سرمد دودھ کا پیالہ دیکھ کر تکیہ کر کے اور کہا اے رسول خدا آپ نے سچ فرمایا تھا لوگوں نے یوحنا یہ کیا مات ہے اور آپ نے کیا فرمایا تھا کہا ایک دن میں جناب رسالت صلی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا اے عمار دنیا کی آخری چیزوں میں سے جو تھے روری ہو گئی وہ دودھ کا پیالہ ہو گا اسکے بعد دودھ لے کر پی لیا اور دودھ فوراً رحم سے نکل آیا اور عمار نے کلمہ شہادت پڑھ کر حال صحت کے سپرد کر دی رحمۃ اللہ علیہ و رکعت علی دوحہ ط امیر المومنین عمار یا سرمد کی حریمات سکڑ کر شریف لائے اور اسے مردہ یا کر گھوڑے سے اترے اور ایسے ماہوں یا سکا سر رکھ کر یہ دردناک استعارہ پڑھے اَلَا اَتُحْسِنُ الْمَوْتَ الَّذِي لَيْسَ تَأْكُمُ + اِرْحَمِي فَقَدْ اَمْسَتْ كُلُّ جِلْدٍ + اِلَّا مَصْرًا بَالِدِيں احتم + کائنات شوخو ہر د لبیل + پھر فرمایا جو شخص عمار یا سرمد کی وفات سے علیگن ہو گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اللہ تعالیٰ عمار پر رحمت ارسل کرے جبکہ وہ قبر سے اٹھایا جاوے اور چلائے کریم اسے کہتے ہیں جبکہ اس سے اعمال ایک دم کا حساب لیا جاوے جس کبھی میں نے حساب رسول خدا صلی علیہ وسلم کی خدمت میں تیس شخص حاضر پائے ہونگے تو ان میں سے چوتھا شخص عمار ہوتا تھا اور اگر چار شخصوں کو موجود یا تو میں یا نبیوں ہوتا تھا۔ عمار کے واسطے ایک ہی مرتبہ ہیں ملکہ دو ادا تین مرتبہ بہت واجب ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ اسے بہت عمن میں جبکہ عطا وائے اموس طالوں نے اسے ہلاک کر دیا جبکہ وہ حق پر تھا جناب رسول خدا نے بھی فرمایا ہے انھی مع عمار حیات ما دار + عمار کا قاتل اور اسکے اسخو لیجائے والا دوزخی ہے اس ارتداد کے بعد آپ نے ناز جازہ پڑھی اور اسی لباس سمیت جو وہ پہنے ہوئے تھا دس کر دیا کہتے ہیں کہ عمار عاص نے معاویہ سے کہا عمار یا سرمد کو ہماری لوح لے قتل کر دیا اس نے کہا بھریا نقصان ہو گا پڑا مارا حاکم نے عمر نے کہا کیا تو نے جناب رسول خدا صلی علیہ وسلم کی حدیث نہیں سنی تفتلک العینۃ الساعۃ یہی تھے باغی لوگ قتل کریں گے معاویہ نے کہا انسا قتلہ من اسخو یہی اسے تو اس شخص نے قتل کیا ہے جو اسے لڑنے کے واسطے لیکر آیا ہے مطلب یہ کہ علیؑ ان الی طالب ہی جو اسے جنگ کرنے کے لے لیکر آئے تھے انکو قاتل میں اور اسے یہ بات اس نے کہی کہ شامی فرج امیر المومنین علیؑ سے جنگ کر لے میں کچھ یس و پس نہ کرے عمار اللہ کی عذر عاص اس وقت موجود تھا مولانا اس بات سے تیرہ لازم آتا ہے کہ جناب حمزہ عید الشہداء کو رسول خدا نے ہلاک کیا ہے کیونکہ آپ انہیں لڑنے کے واسطے لیکر آئے تھے اور وحشی قاتل گناہ سے پاک ہے معاویہ نے عمار عاص کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس نے دقوں لڑنے کو جو بے سوچے سمجھے بہرہ بکرا اس کرتا ہے میرے سامنے سے در کر دیں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور اُدھر لڑائی بڑی شدت سے جاری تھی اکثر سختی قیس بن سعد بن عبادہ اور قوم انصار کے اکثر آدمی عمار کے قتل ہو جانے سے بہت ہی غمگین اور غمناک ہو رہے تھے یہم چلے کوئے تھے۔ اور شامیوں کے غول کے غول ہلاک کر ڈالے معرہ میں حارث بن عبد المطلب نے گھوڑا آگے بڑھا کر فرج کا دل بڑھایا اور جنگ کی بڑی ترغیب دے کر یس

فہم شہادت بہت چاہتا ہوں اور عمار یا سرمد کی وفات سے علیگن ہو گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے

دلانی عرص اسی طرح حکم ہوتی رہی اور رات کی تاریکی دینا چھو گئی اب لڑنے والوں نے ایسے قیام گاہ کو ٹیٹھ جانے کا قصد کیا آج اس قدر آدمی مارے گئے تھے کہ کوئی حیدر ایسا نظر نہ آتا تھا جسکی ٹانگوں سے کتوں کے دست دیا اس عرص سے مدد سے ہوئے نظر آتے ہوں کہ ان کی تساحت کی حالتے اور ہماک اسدی نے ایک چھپر اور پانی کا ستکیزہ اٹھایا زخمیوں اور مقتولوں میں گنت کرنا شروع کیا جس کسی زخمی کو زندہ یا مٹھا کر دیات کرتا میر المومنین کوں ہے اگر یہ جواب سنا کہ علی ہے تو اس کے دل پر سے خاک دھو کر دیتا اور یابی لایا اور اگر جواب میں معاویہ کا نام سنا تو چھڑے سے اس کا کام تمام کر دیتا اسی وجہ سے اس نے شخص لقمہ یا کینڈہ زخمیوں کو حرکت دیکر مٹھاتا تھا غرض تاسیوں کی طرف سے لے مارا آدمی مارے گئے اور تاسی رات بھر اپنے مردوں کو حمیں مار مار کر رو تے بیٹھے رہے ان کی آوازیں امر المومنین علی کے لشکر میں سنی دیتی تھیں ایک مشہور و معروف تاسی معاویہ بن حنیفہ کدی نے کہا اسے اہل تمام ایسی زندگانی ریعت ہے جو حشر اور ذوالکلاع کے قتل کے بعد کسی کچا کے خدا کی قسم اگر تم اس کے مارے جانے کے بعد عراقی لشکر پر غریب بھی ہو جائیں وہ تمہاری ہیں ملکہ شکست بھی بدتر ہے یہیں اس نے کہا خدا کی قسم تو چ کہتا ہے اور جس کام کا انجام اتنا کی ممد ہوا جس میں کوئی خونی نہیں رہتی بہتر ہے کہ ہم رخصوں کی تیار داری چھوڑ کر جنگ پر لڑیں کہ یہ فساد طے ہو جائے اور یہ تاریکی ہٹ جائے اگرچہ فتح یا فتنہ تو چھ زخمیوں کا بھی علاج کر لیں گے اور ایسے مردوں کو بھی مدد ملے لیکن اگر ہمارے دوسرے ہمیر فتح یا فتنہ تو اس باتم داری کے مدد سے سچ جائیں گے اور اس افضل عبت گریہ و راری میں عمر بھر مبتلا رہے سے رانی یا حائین گے معاویہ نے یہ کلمات سن یا سنے آدمی بھٹک کر داران لشکر کو طلب کیا اور کہا معرکہ آرائی کا ایسا ہی حال ہوتا ہے کبھی فتح ہے کبھی شکست اور جنگ کا خطرہ اور دوس کی حرائی طاہر ہے اور اس کام کا سر احکام جان اور تن سے تعلق رکھتا ہے اگر آج ہمارے لشکر کے کچھ آدمی مارے گئے ہیں تو کیا ہواں سے زیادہ فوج محال ہے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں جس طرح ہم ایسے مقتولوں کے رنج و غم میں مبتلا ہیں اس طرح وہ بھی ایسے مردوں کے ماتم داریں اور ہمیں ہرگز تباہان نہیں کہ عراق والوں سے زیادہ گریہ و راری کریں یہ امر طاہر ہے کہ افسردہ ملی آدمی کو کمر در کرتی ہے اور عکین مردہ کو زندہ نہیں کر سکتی بلکہ گریہ و راری پر دس طعنہ رنی کرتے اور خوش ہوتے ہیں اگر ذوالکلاع ہماری طرف سے کام لگیا ہے تو عاریا سران کی طرف سے بھی مارا گیا ہے اور اگر حشر قتل ہو گیا ہے تو دشمن عقبہ اس طرف سے بھی حیاں ہو گیا ہے اس طرح عہد اللہ بن عمر کے عرص عبد اللہ بن بیل بن درقا مارا گیا ہے۔ خدا کی قسم ذوالکلاع عاریا سر سے بہتر تھا اور حشر ہا سم سے برتر تھا۔ عہد اللہ بن عمر عبد اللہ بن بیل سے ریا تریب تھا۔ ماں درگاہ الہی سے معافی گناہ اور بخشش کی امید داری چاہئے مگر دل تنگ نہ رہنا چاہئے۔ ملکہ کئی وجہ سے دل تاد رہا لازم ہے اور شکر الہی بجا لانا ضرور ہے کہ اس نے ہمیں عیسے بدل ہا دتیر مردوں سے محفوظ کر دیا جو عرب بھر میں اپنی جوڑ نہ رکھتے تھے اور جن سے علی کو ثری قوت حاصل تھی اور ہر ایک کام نہیں کے صلاح اور ستورہ اور تقویت سے انجام یا تھا وہ تینہی ہماری فوج کے ہاتھوں فنا کر دیئے گئے اور ہمارے سواروں کی طعن و ضرب سے ہلاک ہو گئے اس میں سے پہلا شخص عاریا سر ہے دوسرا ہما بن عتبہ تیر عبد اللہ بن بیل بن درقا ہے اما لانا فاعیل کہتے تھے اور حکی تدبیر اور مارے اور دانائی و بہادری اور عقل و دھم کے سب تمام اہل عرب کی انگلیاں انکی طرف اٹھتی تھیں اب تیں شخص اور باقی میں انتر شخصی اتعت بن قیس عدی بن حاتم ان میں سے بھی ہر شخص دلیری و شجاعت اور مردت و خذات اور دانائی میں قہ کے درجے کو بیجا ہوا ہے۔ سارنار الیہ اور رکن عظم ہے ہوتے ہیں من ذات ماری لغائی کے فصل سے امید رکھتا ہوں کہ کل ان کا بھی کام تمام ہو جائے گا اور وہ ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ جب معاویہ گفتگو تمام کر چکا تو معاویہ اس خدیج نے جو بڑا امیر کیر شامی شخص تھا کہا اگر تیرے نزدیک تمام آدمی کیا ہیں تو ہمارے خیالی میں برابر ہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ کا رتا ہے وَرَبُّنَا لَنَعْلَمَنَّ قُوَّتُ نَحْنُ یَحْیٰ ہے بعض آدمیوں کو نص پر فوقیت عطا کی ہے ہاتھ میں انگلیاں بھی سب برابر نہیں ہوتیں پھر لوگوں کا تو کیا ذکر ذوالکلاع جو تب اور عہد اللہ بن عمر حاندانی بزرگی اور شرافت موعاری اور قدامت اور دلیری و مردانگی اور عقل و دھم





جواب اشعث بن قیس نامہ مورخ بنی نبی

کاملاً بیکار میرے شامل حال ہیں جدا کا ترک ہے کہ انکے الطاف و کرم مجھ پر مدد ہیں اور اسکا تذکرہ مجھ پر واجب و لازم چھو نہیں بھی اللہ تعالیٰ کے وہ مفضل و کرم  
 مجھے مودت و مودتوں جو تیرے حال پر مدد میں کہ تو اسکا سکریہ ادا کرے اور جو کچھ مجھ سے درخواست کی ہے میں اس سے بھی زیادہ آسان بات بتاتا ہوں  
 تو نے لکھا ہے کہ میری سکونت تمام میں ہے اور تیری عراق میں۔ اب تو ان ہمارے انصار کے پاس جاوے علی کے ساتھ ہیں یہ معاویہ کے ہمراہ پھر اُس سے  
 در بات کر کہ علی خلافت کے لئے بڑا مددگار ہیں معاویہ اگر وہ جواب دے کہ علی اس امر میں معاویہ سے زیادہ صاحب استحقاق ہیں تو ہم تم دونوں کو علی  
 کی مدد کرنی چاہئے اور اسی کی اطاعت اختیار کریں اور اگر وہ یہ کہیں کہ معاویہ علی کی سب خلافت و امامت کا زیادہ مددگار ہے تو ہم علی کا ساتھ چھوڑ کر معاویہ  
 کے ہمراہ ہوجائیں گے اور اسی کی دمانداری اختیار کریں گے تیرا یہ تحریر کرنا کہ تو عثمان سے رنجیدہ ہو گا اور جیسا چاہئے اس قدر علی سے عداوت ہو گا میں علی سے  
 محال و دل راسی ہوں اور عثمان سے بے پروا اور تمہارے ساتھ جو سر کہ آرائی کر رہا ہوں امیر المومنین کے حکم سے کر رہا ہوں کیونکہ تمام ہمارے انصار نے  
 آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر کے بیعت کی ہے اور ہم سے تمہارا جنگ کرنا صحت ایسے شخص کے کہنے سے ظہور میں آ رہا ہے جسے تائیدوں نے ایسا مبتلا  
 قرار دے لیا ہے اور جسے ہر دور سے کچھ کام ہے ہر حالات سے بہرہ و انسلام۔ امتعت بن قیس کا یہ خط معاویہ میں صحت کے یا اس بیجا توڑ پھڑ سخت ٹھہرا  
 ہوا اور معاویہ سے کہا مجھے تجھ پر عداوت ہے کہ یہ ساری ساری مدول حاصل ہوا اور تو نے ہی ملامتیں مجھے سوائیں۔ تو نے اتنی کو خط لکھوایا کہ جواب  
 میں ایسا کچھ جواب دیا اسوقت علی بن ابی ہاشم حاکم تھا لولا اشعث کو تحریر کے درپے سے وہیں نہیں دے سکتے اور معاویہ میں خدیج لے حیدر لیا  
 ماتیں یا یہودہ عمارت کا محلہ کے پرزے پر لکھ کر بھیجی تھیں امتعت ان سے دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا کہ کام معاند اور مبالغہ کی دست دہ گنگو کرے سے کوئی  
 حاصل ہو سکتا ہے اگر حکم ہو میں اس سے حاکم ہوں اور اس معاملہ میں رہائی گنگو کروں۔ عقبہ بہت بڑا صبیح و ملیح اور گویا شخص تھا۔ سخت برداری اور مطلب  
 آرائی میں طاق تھا معاویہ نے کہا بہت اچھا۔ اب عقبہ سوار ہو کر امیر المومنین علی کے لشکر کی طرف حلاقہ کیجیو پھر اور آوار دی کہ اشعث بن قیس کہاں ہے لوگوں  
 نے اُسے مطلع کیا کہ عقبہ بن ابی سفیان آ رہا ہے اور تجھے ملاتا ہے۔ اشعث نے کہا عقبہ عظیم آدمی ہے اس سے ملنا ضرور ہے دیکھیں وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد سوار  
 ہو کر آیا اور بار میں آکر اسٹا اور کہا اے عقبہ کس لئے آیا ہے اور مجھ سے کیا کام ہے۔ عقبہ نے کہا اگر میرا بھائی معاویہ علی الوطالب کے لشکر میں سے کسی بھائی ہو  
 دوسروں سے ملاقات اور گنگو کرنا تو وہ تو ہی ہوتا کیونکہ لوہا لہو عراق کے سرداروں میں سے سردار اور اصل ہے اور قبائل کندہ کا سردار اور ملتوا ہے نیز عثمان  
 سابق ازین مجھ پر رے رے الطاف و کرم اور احاطات مدد مل گئے ہیں ماسوا علی کے لشکر میں کوئی نامی سردار ایسا نہیں کہ جسے قتل عثمان سے کچھ لگا ہو وہاں  
 ایک تو ہے کہ اس نالایق حادثہ اور عظیم واقف سے بالکل بے لوث ہے تو نے قول و فعل کسی لڑائی سے بھی کوئی قصد یا ارادہ نہیں کیا بلکہ تو ہر طرح سے علی کے لشکر  
 کے سرداروں اور امیروں سے جدا گانہ اور ہر درجہ بڑھ کر تر و اضل ہے اتنی سختی عثمان کا حامی قاتل ہے اور عدی بن حاتم طائی اس گروہ میں سے ہے جس نے  
 قتل عثمان کی ترغیب دلائی ہے۔ حیدر بن قیس کے ہاتھ سے کوئی ایسا کام نہیں پڑا کہ کچھ کام آتا ترسج بن مانی اور زحر بن قیس ایسی حکم میں مبتلا ہیں وہ اپنی  
 آرزو میں اور خواہشوں کی پیروی میں مشغول ہیں اور کسی کے کام سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے ہاں نیز حال اس سے علیحدہ ہے تیرے حسن اخلاق اور عمدت و تقویٰ سے زیادہ  
 روتس۔ چنے اس معاملہ میں بہت کچھ سوچا اور تمام نشیب و فراز پر غور کیا یہی خیال میں آیا کہ تیری ہی بعیر یہ عقدہ حل ہو گا اور خطرناک ہم شخص تیری تو میری ہجرت باگلی  
 اکثر انسان جس ناموری اور شہرت کے لئے بڑی بڑی کام کرتے ہیں اور اکثر اس لئے مشکل کاموں کو حل کرتے ہیں عرصہ دراز تک خلق خدا میں اُن کی شیک نامی کا چرچا ہوتا ہے  
 ہم چاہتے ہیں کہ تو قوم کا شریک حال بن جاؤ ناموری اور شہرت کی غرض سے شاید کہ ساتھ جنگ پیش نہ آئے اور نہ عراق والوں کا ساتھ دو اور اپنے جاہلیت کی جیسے سب سلاطین  
 سے سرکرا رہو ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تو علی کا ساتھ چھوڑ دے اور معاویہ کی خدمت اختیار کرے بلکہ یہ آرزو ہے کہ سلاطین کی بھلائی کو نظر رکھ کر ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے  
 یہ لڑائی سد ہو جائے اور سلاطین کی حوزہ میں نہ آئے و انسلام عقبہ یہ باتیں کہہ چکا تو اشعث نے جواب دیا اے عقبہ جو کچھ تو نے کہا میں نے سنا۔ جواب ہی



ساگر مائیں کیں شیر بہا کہ اس لشکر میں سے کسی سے معاویہ ملاقات اور گفتگو کرتا تو وہ تو ہوتا بالکل نبی ہے اگر معاویہ میرے پاس آتا تو میں اسکی قراۃت عظمیٰ کرتا اور اسکی ملاقات سے مجھے کوئی فخر حاصل ہوتا اور یہ بات کہ میں اہل عراق کا سردار اور امیر ہوں اور تعزید کدہ کا امام۔ حساب امیر المومنین علیہ السلام کی موجودگی میں کسی شخص کو جہ سرداری و سردری اور مقام سیادت و ہتھری کا دعویٰ نہ گزارا میں یہ تمام اوصاف حضرت علی کے لئے مسلم اور درست ہیں عثمان کے انعام و احسان کی بات کا جواب یہ ہے کہ میں نے تھوڑے دنوں اسکی خدمت کی اور اسے مجھے ایک علاقہ کا امیر مقرر کر دیا تھا جس سے مجھے کوئی ترش اور رنج حاصل نہیں ہوئی اور ہمارے لشکر کے مامور لوگوں کا حق تو ہے دکر کیا اور ہر ایک کو عیب لگایا اسکی وجہ سے تو میری نگاہوں میں حقیر ہو گیا سردار دل کو عیبوں سے مریب کرنا اور اس کے اخلاقی برائیوں کو متہور کرنا بڑی بالائین حرکت ہے اور اہل عراق کا حمایت کرنا اسلئے ہے کہ ہر شخص پر واجب و لازم ہے کہ جس ملک یا موضع میں رہتا ہو وہاں کے باشندوں کی رعایت ملحوظ خاطر رکھے۔ میں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ جنگ موقوف ہو جائے اور جو زبردستی ملو میں برائے اس کے لئے تم مجھے زیادہ سردار دیتا ہوں میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ غور و فکر کر دگا۔ عقبہ کو اشعث بن قیس نے اس قسم کا جواب دیا تو وہ مایوس اور خضیف ہو کر اورٹا بیٹھ گیا اور معاویہ کے پاس پہنچ کر تمام کیفیت کہہ سائی معاویہ نے عثمان بن لثمر کو بلا کر کہا شاید یہ معاملہ تیری حسن تدبیر اور سعی سے طے ہو جائے اور پھر جنگ سے کام نہ لے۔ سچ یہ ہے کہ زمانہ جنگ کو بہت طویل ہو گیا ہے اور اتنا دور کی جویریہ ہو چکی ہے۔ عثمان بن لثمر نے کہا جیسا تو حکم دینا ہے دسا ہی محل میں لاؤ گا اور سعی طبع کے ساتھ ان لوگوں سے جیسا مناسب ہو گا کوئی نیکو سوار جو اور سعی کی لشکر گاہ کی طرف چلا کر قریب پہنچ کر ٹھہرا اور لو جھپٹیں ہں سعد بن عبادہ کہاں ہے اس سے کہہ دو کہ عثمان بن لثمر آیا اور تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ قیس کو خبر ہوئی تو سوار ہو کر اسکے پاس آنا پر چھا اے بہتر کہا کہتا ہے۔ عثمان نے کہا جو شخص ایسے گروہ کو جو تیرے سے جنگ کرتا ہو جیسے بڑے جنگ سے روک دے اور اس گروہ کو جو گراہی میں مبتلا ہو راہ راست کی ہدایت کری گویا اسے تمام جہان کا اصفان کیا ہو گا اے انصار بونتنے رومی غلطی کی ہے کہ عثمان کو خستہ حالت میں چھوڑ دیا اور اس کے دوستوں اور مددگاروں کو جنگ میں قتل کر دیا اور اگر عثمان کو خستہ حالت میں چھوڑ دیے کہ بعد بھی تم علی سے محبت نہ کرتے اور اسے بھی سے یار مددگار چھوڑ دیتے تو آساں امر تھا۔ مگر تھے تو حق کو دلیل کر کے چھوڑ دیا اور اہل کی ادا کی ہے اور اسی پر اتفاق کر کے تاسیوں پر بڑے بڑے علم کلمے ہیں اُن سے مقابلہ آرا ہو تم نے نامی ولیوں اور تجربہ کار بہادروں کو مار ڈالا ہے مابود اس کے اگر تم میں سے کوئی ایسا شخص مانا گیا جس سے علی کو رنج ہو جائے تو تم اس کے پاس جا جا کر تسلی دیتے اور فتح و فخر کا وعدہ کرتے ہو۔ اس وقت میں نے یہ دیکھا کہ تم تم میں سے لے سارا دمی کام آپکے ہیں اور معاملہ حد سے تجاوز کر گیا ہے واجب جانا کہ تجھ سے اس امر کو بیان کروں شاید تو کوئی تدبیر سوچے اور تمام قوم کی تباہی و بربادی سے بچے اس جوابی کد فیجہ میں کو تش کرے والسلام۔ قیس بن سعد بن عبادہ نے کہاں کی بائیں منکر قہم لگایا اور کہا مجھے ذرا بھی اس بات کا گمان نہ تھا کہ تو ایسے کلمات ربان سے نکالے گا۔ عثمان کے لئے یار مددگار چھوڑ دینے کی بیات ہے کہ لوگوں نے جیسے تجھ کو خستہ حالت پر چھوڑا ہے۔ جو تجھ سے اور تیرے باپ سے بڑھ کر تھا اور جنگ حل کا واقعہ ایسا ہے کہ ہم اُن سے اسوجہ سے بڑے کہ انہوں نے امیر المومنین علی سے محبت کر کے بد عہدی کی اور محبت تو ذکر محالیت احیاء کی تھی اسوا سے ان سے جنگ کرنا واجب ہو گیا تھا۔ را معاویہ خدا کی قسم اگر تمام عرب بھی اُس کی خلافت کے لئے محبت کر لیتا تو انصار اس وقت بھی اسکی اطاعت اختیار نہ کرتے بلکہ اس سے بمقابلہ و مقابلہ پیش آتے اور موجودہ مسرکہ قادیانوں کا یہ حال ہے کہ ہم امیر المومنین علی کی طرف داسی میں جنگ کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا کے حکم کا پورا مشغول جہاں میں ہم جانتے ہیں کہ اس جنگ کو ہرگز نہ رکھا ایسے چہرے تلواروں پر مار کریں اور سینوں کو زبرد کے مقابلہ رکھیں بپا تک کہ امر حق اپنے مرکز پر آئیں۔ **ظہر من اللہ و کھم کادھون** اسے انہاں دیکھ کہ معاذ کے ساتھ طلیق اور احوال کے سوا کوئی نہیں ہے مباحرا اور انصار کہاں ہیں اور کس شخص کی خدمت میں رہ کر شیرازی کر رہے ہیں کیا معاویہ کے ساتھ میں رہا اور تم دونوں اور مسلم بن مخلد کو بھی اسلام میں سبقت حاصل نہیں نہ باپ کی طرف سے نہ اولاد کی جان سے اور آج تو ہم محبت لانا ہیں

کیا تو نے ایسے باب کی سنت اختیار کی ہے۔ تیرے باب سے بھی یقیناً ساعدہ میں اسی قسم کی باتیں کہیں تھیں اور اسی طرح کے سپردہ کلے رہاں سے لکھے تھے۔  
حامیرے سامنے سے دور ہو جا تیری ایسی باتوں اور تجھ جیسے چچاراد بھائی یہ بھی لغت ہے۔ کہاں تیس س سحر سے بہت دست کلمات سنگرام و شرمندہ الٹا پیر  
اور رقت والی کہتا تھا میں ایسی ملامتوں اور اس طرح کی سخت باتوں کا سنے والا نہ تھا۔ میں نے ٹری علیؑ کی کہ پیر سحر سے سوال و جواب کیا۔ تیس جی میں  
چلا آیا اور تار راہ میں یہ کہتا تھا۔ والواقعات لکل اشعب اغیر۔ حوص العیون کجھا الرکات۔ ما اس فخلد معلنا اسیا ما عحق چچاراد  
والا لنعمان۔

## امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں معاویہ کا ایک جماعت کو بھیجنا

دوسرے دن فوج نے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر معاویہ نے اجازت نہ دی اور نہ لشکر کو مرتب کیا بلکہ قریش میں سے عمرو بن عاص عتبہ بن ابی سفیان۔ عبدالرحمن  
بن خالد بن ولید۔ صحاہ بن قیس۔ جعیب بن سلمہ و غیرہ کو حیدر داران شام سمیت امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا۔ لکڑ گاہ کے قریب پہنچ کر قاصد بھیجا اور اجازت  
پچا ہی حضرت علیؑ علیہ السلام نے امین طلب کیا۔ انہوں نے حاضر ہو کر سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا اس وقت آپ کی مجلس میں اکثر ہمارے اہلکار موجود تھے۔  
آپ نے فرمایا اے اہل شام تم کس غرض سے آئے ہو اور کیا مطلب رکھتے ہو۔ عمرو عاص نے کہا اے والرحمن بہتر یہ ہے کہ پہلے آپ ہی کچھ ارشاد فرمائیں کیونکہ آپ کو  
ہر امر میں سبقت حاصل ہے سب سے پہلے جو شخص خطا پر ایلاں لایا اور جس نے وحدانیت کی پہلی گواہی دی اور محمدؐ کی نبوت کو سچا حانہ آپ ہی میں اور جس سے سب  
پہلے قبلہ کھڑے رہ کرے مارا رکھی وہ بھی آپ ہی میں اس سابقہ اور گزشتہ مضبوطی اور ادھان حمیدہ کے سبب اگر کسی کو توبہ میسر نہیں ہو سکتا کہ آپ سے  
پیشتر گنہگار شروع کرے پس سب داخل ہی بات ہے کہ انجناب ہی رہاں اقدس سے کلام رکعت القیام شروع فرمائیں امیر المومنین علیؑ نے فرمایا میں نے اسی  
زندگی میں سب سے پہلے حمد و ثناء الہی میں زبان کھولی اور بولنا شروع کیا ہے اور یہی ذکر جاری رہے گا اور امید رکھتا ہوں کہ بعد وفات بھی ایسا ہی عمل میں آئے گا  
اس نے میں اتنا میں حمد الہی حل شمار بیان کرتا ہوں جس سے مجھے انواع و اقسام کے انعامات اور نعمتیں حاصل فرمائی ہیں اور میرے ہی لئے مخصوص کی ہیں  
میں نے انہی زبان کو طاب و باطن اور راحت و بصیرت میں ہمیشہ حمد و ثناء حقائق کو من سے اٹھنا رکھا ہے اور جتنے رکھوں گا اور گواہی دتا ہوں کہ خدا ایک اور ہر تے  
پر قادر ہے اسکا کوئی شریک یا مشیر یا مددگار نہیں اسی نے محمدؐ کو جو تمام نبیوں کے سردار ہیں برحق طور پر خلقت کے لئے بھیجا اور اہل عالم کے واسطے حاجت  
رحمت و برکت فرمایا اور خاتم النبیین کیا۔ جناب رسول خداؐ الے بھی پیغمبری کے فحس کو ادا کر دیا اور جو کچھ ام الہی تھا سب خلقت کو نسا دیا۔ حمد و ثناء بروت و رسالت  
بجلائے لوگوں کو راہ راست دکھایا امت نے آپ کی ہدایت کے ذریعہ سے سعادت ابدی حاصل کی کھر و شرک کی تاریکیوں سے نکلے۔ از خاک لالہ رست  
از عکس جمال اودہ ہر سجدہ بر پیش رکاب کمال اودہ از شرق و مغرب دم اقبال اودہ سر دیدہ کہ دیدہ سٹے از شمال اودہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ اس کے بعد اپنے  
حساب رسالتاب کے عہد مبارک کا ذکر کیا پھر خلفائے گذشتہ کے زمانہ کی آسائش اور فتنہ و فساد کی طرف سے امن و امان ہونے کا بیان فرمایا اور کہا حسرت لوگوں نے  
عثمانؓ کی مخالفت اختیار کی تھی میں ہر چہ چاہا کہ یہ باتیں فساد بچھ جائے اور سعی کی کہ عثمان کو ان لوگوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھوں مگر عثمانؓ نے محمدؐ  
لوگوں کے ہکانے کے سبب اپنے ناماسب افعال سے درگزرانی نہ کی اور وہ باتیں اختیار کیں جو قانون شریعت میں نہ تھیں مدکار لوگوں کے کہے سے یہ  
چلتا تھا اور خیر خواہ دوستوں کی نصیحت پر ذرا توجہ نہ کرتا تھا میں نے دیکھا کہ نصیحت کی بات نہیں سنتا خانہ نشینی اختیار کر لی۔ پھر لوگوں نے عثمان کو مار ڈالا اس  
واقعہ کے متعلق نہیں نے کوئی حکم دیا تھا نہ کچھ ارادہ کیا تھا جب لوگوں نے اسے مار ڈالا تو سب ملکر میرے پاس آئے کہ اب کچھ چارہ جوئی کرنی چاہیے میں نے  
چاہتا تھا کہ حضرت رسول خداؐ کے بعد امت کے کسی کام میں مصروف ہوں مگر ہمارے انصار نے متفق ہو کر مجھ کو کیا ماحول کی رضا مندی نہ نظر رکھی ٹری



دوسرے خوشی خاطر سری اطاعت و بیعت میں اس شرط پر مثال موافق ہو گئے کہ میں کتاب الہی اور سنت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہ کر زندگی گزاروں گا۔ یہ سب مجھے متفق رہے اور جلا امویں میرا حکم ملتے رہے پھر کچھ لوگوں نے بلا سب مجھ سے مخالفت اختیار کی مد عہدی سے جس آئے یہ سب حالات آئندہ سے زیادہ ریش میں بیاں کرے گی کچھ حاجت ہیں تم جو دھبی سب کچھ سے سنے ہوئے ہو کہ انجام کار یہ معاملہ کہاں تک جائیگا اور اس کے حق میں حکم الہی کیا تھا آج دوسرا مقدمہ ریا سوا اور اسکی آگ ٹھکر اٹھی اب اسدو کو ہینگی کی کتم دیکھ رہے ہو مہابت سے پیارے عزیزوں کے حوٹ حاک رہے گئے اور ابھی تک یہ مقدمہ نہیں دیا۔ نہ مندر جماعت کے سر دھیں سے سرکشی کی ہوا خارج ہوئی ہے بیعت کی اتنا دین میں یہی امر قرار بانا تھا کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتاب خدا اور سنت مصطفیٰ کے مطابق عمل کروں گا۔ آج بھی یہی قرار دے کر چل رہا تھا اور وہی بات کہہ رہا تھا کہ جو چیز کی جس شخص نے مجھے قبول کر کے میرے حکم کو مان لیا اور دائرہ اطاعت و بیعت کے اندر آگیا اس سے سعادت حاصل کر لی اور ہر طرح کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو گیا اور جس نے انکار کیا اور سرکشی و حاکم کاری پر مصر ہو گیا وہ راہ راست سے دور جا پڑا اور جہالت و ضلالت سے ملتی ہو گیا۔ امیر المؤمنین علی کے اس ارشاد کے بعد و عاص نے تقریر شروع کی کہ خدا کے بعد رسول خدا پر درود بھیجا اور کہا اللہ تعالیٰ عثمان کو بہت کرامت کرے اور جو کچھ اس پر علم ہوئے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں رسول خدا کا زنگہر گتہ میں صحابی تھا صاحب دلب اور قدیمی حامد کے لحاظ سے مدد مرتہ تھا اور دانا دے رسول خدا کا دو ہر تہرہ حاصل تھا شخص نے قتل عثمان کی حرمت کی اور ایک ڈال گاہ جائز سمجھا اللہ تعالیٰ اس سے جواب طلب کرے اسکی سزا دے گا اور جو کچھ اس کے اعمال کے لائق ہوگا وہاں لگا دے گا کئی قسم ہم علی کے اس ساتھ اوصاف حمیدہ اور وسائل عالیہ سے خوب آگاہ ہیں جو آپ کو خدمت رسول خدا میں حاصل ہو چکے ہیں اور اس سب کو اول سے آخر تک اور اہل عالم کی نسبت واضح طور پر جاننے میں نیز آپ کے دوستوں ہمارے و انصار کے عالی مراتب اور اوصاف حمیدہ سے بھی ہم سیکھ نہیں ہیں کم دین اس سے واقف ہیں اور ان کی سرگوبہ اور حرمیوں کو جانتے پہچانتے ہیں یہ پھر حضرت علی کے فضائل و مناقب اور حسن اخلاق و شیر سے کب انکار ہو سکتا ہے **○** فضائل و مناقب کہ حائل اللہ راستہ براں سپہ دلیل است آفتاب گواہ۔ علی بن ابوطالب کے عکار حمہ محتاج شرح دیاں نہیں ہماری حوص اس طرہ سے صحت استقدر رہے کہ کسی طرح نہ فساد و جہلے اور مسلمانوں کی حوٹ ریری ہو اس امر میں ہم نے عور و فکر کے بعد ایک تصور سوچا ہے۔ ہم امید دار ہیں وہ لید و مانی جاوے اور تو متیق الہی ریت ہو کر ایسے طریق پر کہ طریقین راضی ہیں یہ کام انجام کو پہنچ جائے اور صلح و صفائی ہو جائے اسوقت سامی سردار اور عراق کے سرگ خدمت اقدس حضرت علی سے موجود ہیں اور سب خود شہد ہیں کہ آج یہ معاملہ طے ہو جائے اور تہرہ سعادت سے صحت راحت کا ظہور ہو جاوے اگر احازت ہو تو جو کچھ سوچ رکھا ہے اس میں سے کینقدر خدمت باریک میں عرض کریں اگر اسے عالی کے موافق ہو جائیں مراد بجا آئی ورنہ اور کسی طریق پر حوزہ مصلحت بہتر معلوم ہو اس آتش فساد کو کھانا جائے۔ عمر و عاص کی اس گفتگو کے ختم ہونے پر امیر المؤمنین علی نے دایا۔ چوب زبانی اور طول سخن کو چھوڑ کر وہ رائے پیش کر جو سوچ کر رکھی ہے تاکہ اسکی برائی بھلائی دیکھی جاوے۔ ترجمیل بن سہل کدی لو اسے معارف عراق آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں انساب و احرام کے تعلقات کے درپہ سے بہت سے حق قائم کر دیئے ہیں حکمی رحا واجب دلازم ہے اسے الوالحس ہمیں معلوم ہے کہ رسول خدا کے ساتھ آپ کا سب اول اور اعلیٰ درجہ کا تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسے اندازہ علم و حکم اور فضیلت و شجاعت اور تجربہ کاری و دررگی و غرٹ اور حسن سعادت و غرہ اوصاف عطا کئے ہیں خدا خوب آگاہ ہے اور تم بھی جانتے ہو کہ ہم جہالت کی وجہ سے یہ جنگ کر رہے ہیں اور ہر بار حلقہ سے مادہ قتل ہوئی ہے اور اگر ایک ہفتہ اور اس طریق پر جاری رہی تو ہم میں سے کوئی گھر میں رہے اور جراثیم حاکم ایک کو زندہ رہے گا اس لئے ہم نے سوچا ہے کہ آپ اگر راہ سعادت عراق و حجاز کی جانب مراجعت و یامین اور ہم تمام کی طرف واپس چلے جائیں اور اس جنگ میں دست بردار ہو جائیں کہ زیادہ مسلمانوں کا خون نہ بہے اور عزیزین میرہ اور بچے یتیم ہونے سے محفوظ رہیں اور یہ مقدمہ و فساد دور ہو کر راحت و امن قائم ہو جائے اللہ تعالیٰ واقف ہے اور اسکا علم کفایت کرتا ہے کہ میں سے یہ امر محض خدا کے واسطے اور طریقین کا درستی احوال اور بھلائی کی غرض سے کہا ہے اور حقوق ہر انسانی





اڑتے ہو جس نے تم پر ظلم و ستم کئے ہیں یا یہ سمجھو کہ ایک غیر ملک کی طاقت نے تمہارے دروازوں پر حاو کر لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ ہمیں تمہارے وطن سے نکال دیں اور تمہارے گھر بھین لیں یا یہ خیال کرو کہ ایک گروہ تمہارے رن در رن کی گرفتاری کے واسطے آ رہا ہے ہر نقطہ اسے ننگنا موس کی حفاظت کے لئے جان لڑا ویسی چاہئے معاویہ کے ایک ساتھی نے یہ کلمے سے اور اس جنگ اور اسکے خطرہ کے متعلق یہ خط لکھا جس میں سے یہ جو تحریر نہایت ہی صیح اور اچھے میں پہاں پر درج ہیں **ح** الا لت هذا اللیل اطلق سؤمنا + علما وانا لا سؤی لعدا عدل + فان ملک لیلی حاکما بصاحہ + وحق الی روح الکواکب مصعدا + واما فزاری فی البلاد فلیس لی + قرا دولو حاورت حائلق مصعدا + حلا وعلی ادحی حائلق بدالدهما التی السلسول موعدا + قتل کلاس هب ما الدی است ضائع + انست ام مداحون فی الحرب قعدا + معاویہ اس قطعہ کو شکر بہت حصہ ہوا اور حاکم اس شاعر کو مراد لے اور کہا اللہ اسے ہلاک کرے یہاں بھاگ کر جاں گامیں اسے قتل کروں گا تاہم یہ ارادہ مگر وقت شب گزرنے کی اور حدیث امیر المومنین میں آخرا صرنا اور متحی حفاظت ہو کر تمام کیفیت عرض کی پھر آپ کے زبر سائے حمایت اس میں ہو بیٹھا۔ معاویہ آج رات بھر بہت ہی مضطرب اور غمگین رہا اور اس موقع سے جی چھوڑ دیا پھر ایک شعر کہا اور اپنے دل کو تسلی دی اور اللہ تعالیٰ کی مرضی و نسا پر مستعد ہو کر تیاری جنگ شروع کی جب سورج نکل آیا لشکروں میں زیادہ تے تاب پھیلی کیونکہ ہر ایک کو یہی خیال تھا کہ آج کی جنگ بڑی ہیبت ناک ہوگی اور بہادر لوگ جہاں توڑ کر جنگ کریں گے اب تمام جوانان لشکر محلات تمام جنگ کی تیاری میں مصروف تھے اور منظر صد دردمان روز روشن ہوتے ہی طرین کی صعبین درست ہو گئیں اور ہر شخص نے جنگ کی پوری تیاری کر رکھی تھی امیر المومنین علیؑ نے حضرت مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زہر طلب کر کے رب بدن فرمائی اور آنحضرت کی ترشہ حاصل کر کے رسول خدا کی دستار سر پر باندھی اور انہی کی سواری کے گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں لشکروں کے درمیان تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور باہر بند دیا اسے لوگوں کو اگر تم میں سے کوئی شخص ایسے آپ کو خدا کے ہاتھ و رحمت کو مانجا تھا ہے تو وہ آج ہی کا دل ہے کیونکہ یہ دل مدقوں یا دگر رہے گا مجھے اسی خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت و ارادت میں علی ابو طالب کی جان ہے کہ اگر یہ لوگ دین کی حدود کو خراج نہ کرتے اور حقوق کے باطل کرے میں سامعی ہوتے اور ظالم گروہ سرکشی کے ساتھ ظہور کرتے اور شیطان دوسرے اور مسادر پاپہ کرتا اور یہ لوگ ازراہ کفر و گناہ اور احسانے حقوق و نعمتہائے رب العزت سرکشی نہ کرتے تو میں ہرگز ہرگز اس میدان میں قدم نہ رکھتا اور اپنے آرام و راحت پر اس جنگ و جدل کو ترجیح نہ دیتا لیکن کیا کروں کہ یہ امر نہایت ضروری تھا کہ اس گمراہ جماعت کو راہ راست یر لائون اور انہیں حق راہ پر چلے اور وہی طریقہ کو برتنے کی ہدایت کروں اور جبکہ معاملہ سدرجہ تک پہنچ چکا ہے تو سوائے جنگ و جدال کے یہ مدعا پورا نہ ہوگا اگرچہ عرض عورتوں کے ہاتھوں کارنگ مہدی ہے اور مردوں کا خضاب خوں ہے اور تمام امور میں صبر سب سے افضل ہے خاص کر میدان جنگ میں لشکر سستی اور کاہلی سے کسی شخص نے ناموری حاصل نہیں کی اور انہی دو خصلتوں بدیسی اور با یوسی حاصل ہوتی ہے اقبال اور عیبہ محنت و متعنت کے ساتھ ہے اور صبر و نصرت باہم ملتی ہیں اور ثابت مدی اور استقلال سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں اگر آج گرد و عمارت باہر کے دائیہ کو تلخ کر دے گا تو کل فتح مذی اچھی طرح مہم بیٹھا کر دے گی یاد رکھو ان لوگوں کے دلوں میں ابھی تک جنگ احد اور بدر کا کینہ باقی ہے اور حاکم کے سید میں عورمانہ حمایت کا عدا د بیٹھا ہوا ہے وہ اس سے آج کام لیا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے دل کے قدیمی اور دیرینہ زخموں اور رنجوں کا آج مد اند کرے اور اسی دلی مراد یائے **فقاتلوا ائمتہ الکفل خیر الایمان بھم لعلہم یتھون عواق دھار کے نامور مہاجر و انصار نے کہا یا امیر المومنین ہم آج تک یقین کامل اور بھل سالم کی بدولت آپ کی رضامندی کے لئے ان لوگوں سے جنگ کر رہے تھے اور جبکہ عمار یا ہر آپ کی طرف سے معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہو گیا تو اگر کوئی قدرے قلیل شہید تھا بھی تو وہ جاتا رہا ہے اور ہر صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ لوگ باغی ہیں اور ہمارے یقین اور خیال آپ کی جانب کامل اور خدمت و متابعت کے لئے زیادہ مستحکم ہو گیا ہے ہم سب آپ کے سامنے موجود ہیں**

اور رمانوں سے آپ کے ساتھ چھوڑ کر لبا ہے اور خدمت گداری اور فرمانبرداری کے لئے کریں کس رکھی ہیں آپ سادہ و اطمینان سے ہمارے بیٹھواس اور ہم آپ کی پیروی کریں گے اور مشکل سے مشکل کام کے لئے آپ ارتداد و فرائض کے ہم ہمارے داری کے ساتھ اُسے اسام دین گے امیر المومنین نے یہ کلمات سُکر ان کی تعریف و تحسین کی اور مرکب اٹھایا اور ہرات و حجاز کے دس ہزار مسلح و کل سواروں نے بھی آپ و ارشیریں کھینچ کر آپ کی متابعت میں مانگیں اٹھائیں حضرت علیؑ رخر خوانی داتے جاتے تھے اور عدی بن حاتم طائی عقب رہتا تھا معاویہ کے لشکر کے متصل پیچھے امیر المومنین سے و مایا میں حملہ کر دگا اور تم دس ہزار سوار بھی میرے ساتھ ہی اس طرح حملہ کرنا کہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوئے پاؤں اور تہا را حملہ خض ایک شخص کے حملہ کیا ہونا چاہئے یہ کہ آپ نے حملہ کیا اور اس دس ہزار سواروں نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور کیا لگی لشکر معاویہ پر ٹٹ پڑے اور اس کے لشکر کی صفوں میں سے ایک صف کو بھی درہم برہم کے بغیر بھجور اور اس قدر آدمی قتل کئے کہ گھوڑوں کے اگلے پچھلے تمام پاؤں خون سے رنگین ہو گئے اب معاویہ کا لشکر سرد و ڈگیا انھن ذرا بھی طاقت جنس و حرکت نہ تھی معاویہ نے عمر عباس سے مخاطب ہو کر کہا اے اباجہ اللہ آج صبر کا وقت ہے تاکہ کل کے دن فخر کر سکے عمر نے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن آج موت حق اور زندگی مائل ہے اور اگر علیؑ نے اس طرح ایک اور حملہ کیا تو ہم سب اور سارا لشکر فنا ہو جائے گا۔ اترا بھی اپنے چارادھائیں اور رستہ داروں سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا اے آل مدح اگر جیتنے والوں سے پھر کچھ لیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہنوز حاصل ہیں کیونکہ دشمنوں میں بھی تک اتار ہماراں دکا ہی نمایاں نہیں ہوئے تم مرد میدان ہر پستان شجاعت سے تنے درد دہی رکھا ہے اور جنگ و جہل میں پرورش پائی ہے اے بہادر اور جری سوار وادار و دلاور مردم کہاں ہوتا آج ہی کا دن شجاعت کا دن ہے کوشش کر کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر دے یہ کہہ کر حملہ کیا اور اس کے غمزدوں تباہی مدح نے بھی اُسکے ہمراہ ہو کر حملہ کیا تاہی ان کے حملہ کو دیکھ کر حیران ہو گئے یہ تھے پاؤں پھول گئے آج اترا ایک بڑے قدار سیاہ گھوڑے پر سوار تھا ایسا تیز رفتار تھا کہ ٹھوں کی آہٹ تک نہ ہوتی تھی اور یہاں تیز رفتاری میں تھی اس کے جنبش کے ساتھ ہی لوگوں کو یہ گمان ہوتا تھا کہ یہ جلتا ہوا انگارہ ہے اور ساتھ کے بلند ہونے کے وقت اسکی جھک سے آنکھیں جیدھیا جاتی تھیں وہ گھوڑا تھا جو ہم حملہ کر رہا تھا اور یہ تلوار تھی حور او قطع و برید کر رہی تھی خود اسکو کچھ کان معلوم ہوتا تھا نہ مرک ہی ڈھیلا پڑتا تھا اس تلوار میں کچھ بل آتا تھا ایسی شمشیر بازی کے بعد اس تلوار کو نیام میں رکھ کر نیزہ سنبھالا اور زیادہ سخت حملہ کر کے شامیں کو قتل کرنے لگا آخر کار اسکا نیزہ ٹٹ گیا اور وہ مرک کر خربڑھنے لگا امیر المومنین علیؑ کے طرفداروں میں سے ایک شخص نے دیکھ کر کہا اللہ تعالیٰ اس شخص کا مددگار ہو جو یہ اگر یہ شخص جالھ نیت اور اعتقاد و افاق سے جنگ کر رہا ہو لیکن مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض دکھائے اور غمزدگی کے لئے ایسا کر رہا ہے اور رضامندی خدا کی بجائے حقت کی زبان سے تعریفوں اور برائیوں کا آرزو مند ہے اشریہ بات منکر عرضناک ہوا اور کہا **ہا اہا اہا اہل المستی الطن** متلی بخو زوب الظنوں **لست ممن ناع الھدی سموا** **ان من ناع دسہ معیون** وہ شخص اشرکار یہ تھر سکر تر مند ہوا اور کہا **اصامت طوبی فی وحال کثرۃ** **واخطا ظنی فی الاستمالک** **وما کاں میا قلت** **انم وانھا** **توجتہ ان کاعود لدالک** عرض یہ جنگ اسی طرح جاری رہی یہاں تک کہ اتنا نصف النہار سے گزر گیا اور غار ظہر کا وقت جاتا رہا نمازین بھی تھا یہ کہیں امیر المومنین علیؑ نے عین کارزار کے وقت انصار کو آواز دیکر کہا آج کے دن جنگ سے منہ موڑنا دین سے ہیر مانا ہے ہیر بہ آیت پڑھی قال عمر من قاتل ولکبانی حق بعلم الجاہدین منکم والصابرین وینلوا جہادکم **اگر بہت کے غالب ہوا رخدا کی رضامندی در کار تو ہستی اور دنگ نہ کرو** بلکہ سب کو شش عمل میں لاؤ سب پہلے جسے یہ الفاظ منکر حملہ کیا ابوالشیم بن النہان تھا جو حیران ہو کر ہم حملہ کرتا اور لڑتا تھا آخر قتل ہو گیا جسے شہ علیہ ایک انصاری عورت نے اسکا بہت اچھا مرنہ کہا **مع الیوم ان ادوق الوقاد** **ما لک قل مضی وکان عتادا** **یا یا اھل** **بن تھان الی خیرت** **اللھم معید نا ووسدا** **اصحوا غصۃ لکل عقاب** **رحمہ اللہ** **ما لاجاد** **اس کے**



بعد حیدر بن ثابت دو تہا نہیں سے رخ پڑھی اور حکم کر کے معاویہ کے لشکر کے کئی آدمی قتل کئے پھر تہیہ ہوا لشکر تہیہ اسکی مٹی منیع سے کہا **ہ** عیاں سودی علی حریمۃ بالدمح + قتل الاحواب یوم العرات + قتلوا دالہ التہاد میں عیا ما + ادسک اللہ مہم مالتواب + لیس اللہ معہ اقلو رواہم الحری والامات + بھیر ابو خالد انصاری کے دونوں میں خالد اور حندہ نے میدان جنگ کی راہ فی حالہ حملہ کرتا ہوا یہ کہتا تھا **ہ** ہدا علی والہدی لقودہ + من خرد علیا قریش عودہ + اور وقت حملہ کی زبان پر جاری تھا **ہ** ہدا علی والہدی اما مہ ہدا الدی تنما قدامہ + دونوں نے بڑھ کر حملے کئے اور لشکر معاویہ کے جالیس بہادر قتل کر ڈالے آخر کار عام سہادت نوش کیا چھماٹا یہ دیکھ کر اتر روڑا امیر المومنین نے دیکھ کر کہا اللہ تھے نہ لڑائے تو کون روتا ہے اشتہر کیا میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی آپ کی خدمت گزاری میں قتل ہو کر وہ تہادت حاصل کر رہے ہیں اور میں ویسا ہی موجود اور سعادت تہادت سے محروم ہوں میں اس سب سے رو رہا ہوں حضرت علیؑ نے لہذا در مار تعریف کی اور جو تحریری دیکر یہ تعارف لائے اسی یومیک من الموت تفر + یوم لہ تقد سام یوم قدر + یوم لا عد ولا نخس الردی + وعس المقدور لا یعی الحدس + اب جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے دیکھا کہ معاویہ کا کچھ لشکر ایک مندی پر موجود ہے بڑی جہتی سے حملہ کیا اور انہیں دہان سے ہٹا کر اکثر قتل کر دیا بعد اس قاتل حملے نے اس حال کو ظم کیا ہے **ہ** لست السی مقام عساکر فلیل + ولوعس ما اطل العام + الفصد لثانی اس شدت کے ساتھ جاری رہی سواروں نے پیدل ہو کر اور کھٹنے ٹیک ٹیک کر ایک دوسرے کے سپہ پر شمشیر زنی کی جھنڈے زمین پر پڑے تھے اور اس قدر گرد و جبار اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتا تھا مازیں بھی قصا ہو گئیں کسکراتی ہلکت نہ تھی کہ ناز پڑھتا صرف اتاروں اور تکیروں سے ارکان نازا دار کرتے تھے ہر شخص حرب و ضرب میں سعی یلغ کر رہا تھا اور معاویہ کا لشکر بھی ثابت قدمی کے ساتھ حال ڈرا رہا تھا ہانک کر رات ہو گئی اور لڑائی بدلتی رہی بہادر قتل و قح کر رہے تھے ہانک موت آئی کہ انہوں نے پکڑتے واسٹوں سے کاٹتے تھے امیر المومنین کبھی جنگ کرتے اور کبھی جانب آسمان سے اٹھ کر دیکھتے اور دعا کرتے۔ یا اللہ یا ارحم الراحمین یا احد یا صمد یا اللہ یا اہل محمد اللہم ایلک قلب الاقدام و اقصت القلوب و دبع الایدی و امدت الاعناق و شحنت الاضار و طلیت الحوائج انا سئلک عیبہ بکسما صلے اللہ علیہ والہ و آلہ و سلم و ما و لست اھو انبارنا انک نبیا و بن قومنا بالحق و انت حر الھاتجائے۔

یہ اے یکتا اور یکتا اور پاک اللہ جہان کے پیدا کرنے اور محمدؐ کے بھیجنے والے خدا اپنا چاہنے والے تجھی سے پناہ چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف دل جھکتے اور ہاتھ بلند ہوتے ہیں گردنیں تیری طرف اٹھتی اور آنکھیں تیری طرف امید کی نگاہوں سے نکلتی ہیں تجھی سے آرزو طلب کیجاتی ہے بیشک ہم تیری جانب میں تمکیت کرتے ہیں کہ ہم سے ہمارا نیکم علیہ ہو گیا ہے اور ہمارے دشمن بشمار ہو گئے ہیں اور ہمارے پریشان کرے دلوں کی تعداد بڑھ گئی ہے اے خدا ہمارے کاموں کو حل فرما اور ہم میں اور اس قوم میں حق کو ظاہر کر تو سب بہتر کارماں ہے اسکے بعد لشکر کی طرف متوجہ ہو کر زبایا سی و علی و کت اللہ یعنی خدا کے فضل و برکت کے بھر دیہر حملہ کرو پھر فرمایا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کلمۃ القوی اب امیر المومنین نے شیر عضاک کی طرح اسی تاریکی جب میں لشکر معاویہ پر حملہ کیا آپ کے طرفدار میں پشت حملہ کماں موجود تھے جو بخت حضرت علیؑ کی شامی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے تھے تو زماں مبارک سے تکبر مارتے تھے ابو محمد ابراہیم کوئی رحمۃ اللہ کا یاں ہے کہ اس شب کو امیر المومنین علیؑ کی پانچ تیس ہتھیاریں تھیں آئین اور ہتھیاروں آپ نے ایک شامی قتل کیا تھا شام کے بزرگ لوگ آج شب کو عین ہنگامہ کار زار میں زاری کماں تھے اور فریاد کرتے تھے کہ خدا سے ڈر و اراں چھوڑے سے باقی ماندہ آدمیوں کو جو ہزار میں سے باقی رہ گئے ہیں چھوڑ دو ان کے بیوی بچوں پر رحم کرو اب تو جنگ نے باز آؤ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلتا تھا تمام رات اسی طرح جنگ جاری رہی سواروں لعل آیا تب بھی وہ خون ریز جنگ ہو رہی تھی اب دن چڑھا

مگر وہ آتش خشک ذرا کم ہوئی بہادر جوان بیہم چلے کرتے اور جوں جاتے تھے کہتے ہیں کہ بعض مستتر شخصوں نے اس مات اور اس دن کے کشتوں کو شمار کیا تھا تو طرفین کے جھگڑنے سے مراد آدمی مارے گئے تھے اسی خشک حار ہی تھی کہ معاویہ نے یہ حال دیکھ کر عمر وعاص سے کہا تو نے خود سرین سوچ رکھی تھیں وہ کہاں ہیں اس اٹل کا وقت ہے کہ کسی تدبیر سے علی کی جماعت اور کام میں جھل ڈالے وہ ہم سب مارے گئے اور لشکر تمام میں ایک شخص بھی زندہ نہ بچا جو اس طرح ہی اٹھا لیجائے۔ عمر نے کہا حکم دے کہ خیموں میں حصہ قرآن تشریف ہیں انہیں نیزوں پر باندھ کر شکر علی کے سارے بلند کر دیں اور بلند آواز سے کہیں کہ اے مسلمانوں اگر تم مسلمان ہو تو ان قرآن تشریف کی طرہ دیکھ کر جو ہمیں یہ کہہ کی نوکوں پر لٹکا رکھے میں تامل کرو یہ کلام الہی اور وحی منزل ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور اس کے مطابق تم سے میتیں آتے ہیں اگر تم بھی مسلمان ہو اور خدا کو پیچھا سے ہو اور قرآن شریف پر ایمان لائے ہوئے ہو تو اسی قرآن کے مطابق تم بھی ہم سے سلوک کرو اے معاویہ یہ وہ جذبہ ہے جو ایسے موقع کے لئے رکھ دیا تھا میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے منشا اور مرضی کے مطابق کام نہجائے گا ماسوا ہم سے استغاثت بن تھیں اور کچھ ایسے ہی بہادران لشکر علی کو زب دبا کر دنگا دیا ہے اور وہ ایسے ہی حیلہ کے منتظر ہیں یقیناً حقوق قرآن شریف زیرے کی نوکوں پر بلند ہو گئے لشکر علی کا ایک آدمی بھی خشک کے لئے آگے بڑھے گا اور خشک رک جائیگی تباہیوں سے اس مات کو بہت پسند کیا ہے العزیز عاکر قرآن تشریف اٹھا لائے اور یہ کہ سرور رکھ لائے ملکہ بعض سے کلام الہی کے سماع صرف انہیں ہی مائدہ لیں اور بعض نے حلد ماری سے ایسا ہی کیا کہ قرآن تشریف کو نیزہ کی انیوں میں برد کر بلند کر لیا عرض یہ سب کچھ کہہ کر تھوڑا عرصہ کرتے تھے اور کہتے تھے اے علی ہمارے ساتھ قرآن کے موافق رہناؤ کہ اور ان جذباتی مادہ مسلمانوں کو چھوڑ دے اسکے بعد عثمان کا کھٹا ہوا قرآن شریف لائے اور اسکو جاری تیروں کی نوکوں پر باندھ کر امیر المؤمنین علی کے سامنے لائے اور آواز بلند کر لیا اے عراق والو یہ اللہ جل شانہ کا کلام ہے جو اس کام اور امر دنیا ہی اس کتاب خدا میں درج ہیں ہم ان پر صائم ہیں اور انہی کے مطابق ہم سے میتیں آتے ہیں ہم اسکے فخر و ستونوں اور ہر لازم و ترابط کو عمل میں لائے ہیں اگر تم بھی صاحب ایمان ہو تو اس کلام الہی کا اقرار کرو اور اس کے مطابق ہم سے سلوک کرنا لازم ہے ہماری عورتوں بچوں اور باقی مادہ حوالہ ان پر رحم کرو و حقوق عمر وعاص کا یہ جملہ ظہور میں آنا اور استغاثت سے حواس تار و دو سے آگاہ اور منتظر وقت تھا وائل شریفوں کو برسرِ سرور دیکھا تو امیر المؤمنین کچھ مدت میں دوڑ آیا اور کہا اس کوئی عذر باقی نہیں رہا آپ مر رہے تھے کہ میں اُن کے ساتھ گنا خدا اور سنت رسول خدا کے مطابق کام کرتا ہوں اب وہ بھی یہی کہتے ہیں اور قرآن تشریف لاکر حیا آپ سے رہے ہیں آواز دھڑ دھڑے ہیں آپ بھی انکو قبول کریں اور ان باتوں کو عمل میں لائیں ورنہ ہم آپ کا ساتھ نہ دیں اور آپ کے حکم سے اب تک تیر کا حالی تک صحت کی طرہ سے بھیکنے کے امیر المؤمنین نے کہا ہم مجھ سے کہتے ہو کہ گنا خدا کے مطابق ہم سے رہناؤ کہ یہ ہمیشہ سے میں اسی بات کو نہیں کہہ رہا ہوں اب جو اُن لوگوں نے دیکھ لیا ہے ہمیں فتح حاصل ہوگی اور وہ انہی شکست سے عاجز ہو گئے ہیں اس لئے یہ حیلہ کھڑا کیا ہے اور چاہتے ہیں کہ ہمیں ہار دے میں پس ما کر دین اور اسی جہان سجائیں اے استغاثت ہر گز اس فریب میں نہ آنا اور اس معاملہ کو مکر و عا سمجھنا حسبِ وقار و انصاف خشک رہو کہ ہم تم پر توجہ باجائے ہیں لطف برد و گال تلشانہ سے ابھی نہیں ظم چلا جاتی ہے دم ہر اور خاموش رہ کر اس مات سے ماننا۔ تجھ جیسے مردار قوم کی زبان سے ایسی کلمات کا نکلنا اور ان کو بھی دوسرے میں شکار کرے گا۔ اور وہ بھی یہی کہے گئے اتنے کہ کہا نیلہ خدا میں تو کبھی اس فعل سے راضی ہو گا ایک گروہ تو میں کہتا ہوں خدا اور ست رسول جا کی طرف ملائے اور ہم نہ مانیں بلکہ ان کو تباہ کر دیں گے ہمیں کچھ جگہ کریں اور اگر اس امر میں آپ کو کسی قسم کا تردد واقع ہو تو مجھے اجازت دیجئے کہ معاویہ سے ملکر اس کیفیت و ریات کروں امیر المؤمنین نے فرمایا جو صحیح صحیح حال ہے اور ان لوگوں کا مکر و فریب مجھے معلوم ہے میں اس سے تجھے آگاہ کر دیا ہوں آئندہ تجھے اختیار ہے استغاثت معاویہ کی طرہ رواہ ہوا اور قریب بھیج کر یو جھیا اے معاویہ یہ قرآن شریف نیزوں پر کس لئے لٹکائے ہیں اس نے کہا اس لئے کہ ہم اور قرآن تشریف کے احکام مندرجہ کے مطابق ماسم صلح اور اتفاق پیدا کریں اور ان تمام مضامین الہی کے مطابق عمل درآمد کریں اس لئے کہ ہمارے اس کے بعد بیعت امیر المؤمنین میں حاضر ہو اور معاویہ کی گفتگو عرض کی یہ ایک خامی الہی تھی کہ معاویہ نے ہمارے اور کھلا ہوا قرآن شریف کے مصلحتوں کے

تاریخ اہل بیت کوفی اردو





ہم انہیں بلاتے تھے اب دیکھ لیتا جیسے اگر وہ راستی پر ہیں اور دعا دوس سے کام لیتا ہیں جیتے تو ہیں ان کی بات مان لی جیسا ہے وہ کچھ اور عرض ہو  
اور امیر المومنین سے اتفاق نہ کریں اور ایسا کی غلات اور امانت پر صدمہ پہنچیں تو ہمیں ایسا کام جاری رکھا جیسے رہم بلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں انہیں  
پر تھوڑے نقل کریں تا وقتیکہ راہ راسب پر آؤں اور امیر المومنین علی کی بیعت اور فرمانبرداری اختیار نہ کریں والسلام لشکر کے متہور و سجدہ سرور اور امیر المومنین  
سے ہر شخص سے اسی قسم کی رائے دی پھر امیر المومنین علی کی طرف مخاطب ہو کر دایا جو کچھ آپ کی رائے مبارک ہو وہی جاری رائے ہے آپ حکم دین کہ ہم اسے بجا  
لائیں اور میں ہر اثر شیعہ زل آدمی حوسر سے یادوں تک اسلحہ میں عرق مٹی بلواریں کھیچے ہوئے آپ کے سامنے آئے یہ وہ لوگ تھے جس کی پشیمانوں پر محمدوں کے  
انتاں ہو دار اور انہیں کچھ لوگ قارئین قرآن بھی تھے بعد ازیں ان کے دلوں پر تغارت جھانگنی اور وہ داخل خوارج ہو گئے حسوت بہ پس ہر مرد و مراد میں صورت  
وہیت خدمت امیر المومنین میں حاضر ہونے تو سب اطہار طاعت کیا مگر ان سے اب تیری قرآن سے جو حد میں خارج ہو گیا آگے ٹھکر کہا تم جانتے ہو کہ ہم  
انتہاں کو اسی واسطے مار ڈالا تھا کہ ہم اس سے یہ کہتے تھے کہ ہمارے ساتھ قرآن تریب کے احکام کے مطابق عمل درآمد کردہ انکار کرتا تھا اب یہ لوگ تھے کتاب خدا  
کی طرف ملا تھے تو ان کا کہنا ہاں وہ ہم سے تھے گرفتار کر کے ان کے حوالے کر دین گے یا حصر حشمتاں کو مار ڈالا اس طرح تھے بھی ہلاک کر دیں گے اب انہوں نے  
تیرا انصاف کر دیا تو ان کا انصاف کراہیہ المومنین وہ مختلف ماتن اور کلمات محالہ مستے تھے اور تحج و تامل کرتے ہوئے حاشوش تھے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا اے قوم کیا میں ہی  
تھیں ہیں ہوں جس سے سب پہلے قرآن شریف کا اقرار کیا اور اسے مانا ہے اور تردد و دقت سے اس تک ہی بات میں آئے کہہ رہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں اور انہیں لکھا  
الہی کی طرف بلاتا ہوں پھر مجھ سے یہ کہنا کیا کہ تو کتاب الہی کے احکام کے خلاف عمل کرتا ہے اول دن سے ان لوگوں کے ساتھ میرا یہی کلام ہے اور ہم گناہیں اسی  
بات ہے کہ میں کل تک تمہارا حکم تھا اور آج حکم ہوں اور کل تک تم کو روک دے والا تھا اور آج روکا ہوا اب میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ تمہاری حالت برکتہ دیکھتا ہوں  
اور اس واقعہ کے سبب میری زبان بیدار طبیعت کہہ ہو گئی ہے۔ مجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جبکہ میں کہہ چکا ہوں کہ یہ ناکارہ واریب ہے جس کے ذریعہ سے وہ ہمارے  
ہاتھ سے رائی یا نیا جاتے ہیں تم میرا حکم نہیں مانتے بلکہ مجھے تہمت لگاتے ہو اصل بات یہ ہے کہ تم جنگ سے اٹھ گئے ہو اور زندگانی کو اچھا سمجھتے ہو اب امر حق تمہارے  
ہاتھ میں ہے اور میں نہیں اس صل کے لئے تکلیف دہ در لگاتے تم بنایا جاتے ہو جو کچھ مجھے کہا تھا کہ چکا آئید نہیں اختیار ہے اگر میرے حکم پر جتنے سعادت اور بہائیت حاصل  
کرتے اور جبکہ تم اپنی غلامیوں کو عمل لاتے ہو تو میں مکرور نہیں لکھا والسلام ان لوگوں نے کہا تو آدمی بھیجا کہ اشر کو ملو اور جو رہ جنگ کر رہا ہے اور اشر اس وقت عین ہر کہ  
میں متحمل تھا اور فتح یابی کے پہرے عیان تھے قریب تھا کہ وہ مدار بہ کو شکست دے اور اس کے لشکر کو اجر اور پریشانی کر کے ہجاء دے امیر المومنین علی نے اشر کی پاس  
قاصد بھیجا کہ جنگ سے ہاتھ روک کر واپس آ اشر نے قاصد سے کہا امیر المومنین سے کہہ دے کہ اب واپس آنے کا وقت نہیں ابھی فتح حاصل ہو چاہتی ہے ذرا توقف  
کرنا اور مجھے واپس بلاؤ قاصد نے واپس آ کر اشر کو جواب سنایا اور جس جگہ اشر جنگ کر رہا تھا وہاں سے زیادہ ترغل و تہوار و خیر عظیم اٹھان لوگوں نے امیر المومنین سے  
کہا ہے تو آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ اشر کو واپس بلاؤ کہ وہ جنگ نہ کرے اور ہم نے اسے یہ کہلا بھیجا کہ جنگ میں زیادہ سی و کوشش کرے جسے آپ کا قاصد وہاں سے  
پھر اے اشر زیادہ تندی دھتی سے جنگ کرنے لگا ہے امیر المومنین نے کہا سبحان اللہ میں نے تمہارے سامنے ہی ہمارا بلند قاصد سے کہا تھا کہ اشر سے کہہ کر  
جنگ سے ہاتھ روک لے اور واپس آئیں نے قاصد سے اس کے ساتھ کچھ اور کہا تھا نہ اس سے تہا یا کان میں کوئی کلام کیا تھا پھر فرمایا جا اور اشر کو واپس بلاؤ  
اور کہہ کہ میں تجھے جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا ورنہ واپس آ کیونکہ یہاں ایک فتنہ برپا ہو گیا اور ایک قاصد ظہور میں آیا ہے قاصد روانہ ہوا اور سب باتیں اس طرح جا کر  
کہ سنائیں اشر نے کہا شاید یہ روں پر قرآن شریفوں کے بازو خنہ کے سبب مجھے واپس بلاتے ہیں قاصد نے کہا ان اشر نے کہا خدائی قسم میں مجھے کیا تھا کہ اسی سے  
سے یہ امر واقع ہوا ہے کیا یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے تو عمر و عامر کا خض ایک فریب ہے جس کے ذریعہ سے وہ بنایا جاتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ہماری فتح قریب ہے اور  
اب دم بھر میں متوجہ ہوتا ہوں پھر طرح واپس چلوں قاصد کہا اگر فتح پائی اور پھر واپس جانے پر امیر المومنین کو زندہ دیا تو ان لوگوں کو گناہ اشر نے کہا سبھی جنگ



یہ حسب ہے حدیث میں تمام جہان کی مادشاہت کو بھی گزارا۔ کردن اگر امیر المومنین کو نہ دیکھوں قاصد نے کہا یہی بات ہے اور صاف صاف تمام کھیت حوائج لوگوں  
امیر المومنین کے روئے درویشان کیا تھا کہ اکثر کو جنگ سے واپس نہ لایا تو تم تھیں کس طرح ایسا کو بھی قتل کر دیں گے کہ نہ ساقی اختر شکر سخت عذاب ہو اتوار بھی یک لڑنا  
بھرا اور کھتا تھا اسے اہل عراق اور اے منافق اور ذلیل لوگو اور اے منافق اور دشمن گروہ یہ کیا یہودہ حرکت ہے جو تم نے اختیار کی ہے اب کہ درویشی اور رنج و فطرت  
ہوئی اور صلہ الہی اور مدد سے حصول قاصد کا حصول ہو رہا تو تم نے قہر کیا دیا اور میرا بچہ کے کردار میں ناگوار گوارہ ہو گئے اور اس ظالم کی دعا ماری میں ناگر  
ایسے یہودہ کئے کہ مجھے جنگ سے واپس ملوایا کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ عذر عام کا کردار ہے عرصہ رح و اطم سے ہایت دگر ہو کر اسی قسم کے کئے گئے اور  
حاصل ہو کر کھڑا ہو گیا اتحت بن قیس نے کہا ہم کل تک خدا کیواسے اُن سے جنگ کر رہے تھے اور آج بھی خدا کے لئے اُن سے جنگ موقوف کرتے ہیں اکثرے کہا خدا کے  
واسطے ایسی باتیں نہ کہو اور ایسے آپ کو غلط فہمی میں بر ڈال مجھے ایک لمحہ کی بہت دے کہ تمہاری کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں مجھے احارت دے کہ واپس جا کر اسی ہایت خوش  
اسو فی سے اس قسم کا حاتمہ کئے دیا ہوں اتحت نے کہا میں احارت ندوں گا کیونکہ مصیبت وقت نہیں اکثرے کہا صرف ایک ہی جملہ اور کر لیجئے دے اس سے مراد وہ  
جنگ نہ کروں گا کہ فتح یا لوں گا پورا فہم ہے کہ اگر کھوڑی دیر کے لئے وہ پھر مجھے حمله اور دیکھ پائینگے تو جھاک ٹھیکے اور فتح و نصرت میں نصیب ہوگی اتحت اور دوسرے  
تھکوں سے حوائج یا تو اس جنگ کا مواضع دار نہ گار اگر تم نے اجازت دی تو اس گاہ میں ہم بھی تیرے تحریک حال ہو جائینگے اکثر نے کہا لشکر کے شر مار مار گئے  
اور کئے لوگ زندہ رہ گئے اور تم آج تک راہ حق پر تھے اس راہ ماضی یہ جیسے لگے بہت حدی اس کے مال میں گرفتار ہو گے قاریوں اور لوگوں سے آواز دی کہ ایسے  
حکامات سے مانا جب کہ ہم سروں پر تو ان شریف لگتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور آداریں اُس رہے کہ وہ ہمیں قرآن شریف کے احکام کھڑے ملا رہے ہیں تو ہم تیری اور علی  
کی واپس راہی ہرگز نہ کریں گے اکثر نے کہا افسوس نہیں رہا دیا اور تم دھوکہ میں آ گئے اور اس جنگ میں تم کو امر حق سے دور ڈالنا تم سے یہ حالت لید کر لی اور جنگ ہو  
باز آ گئے پھر ان لوگوں کی طرف منہ کر کے کہا ہم سمجھتے تھے کہ تمہاری بیانیوں پر سجدوں کے نشان دنیا میں رہنے گاری و شرفیابی کی علامت ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ  
شمار کی رضا مددی کا موجب ہوگا۔ مگر آج سورج سے بھی زیادہ تر روش ہو گیا کہ تم طالب دنیا ہو اور جو امتوں کے ماضیوں میں امیر تیرے نعمت ہو کہ تم ہرے درجہ  
پڑے کاتس قوم شوقی طرح تم بھی مراد ہو گئے ہوئے اور ہم تمہاری ہم نشینی اور مدد عقادی کی آلائش سے بچے رہتے پھر ان کو گالیاں دینے لگا اور وہ بھی گالیوں  
سے پیش آئے اور ایک کوڑا اس کے منہ پر مارا اکثرے بھی ان کے سپہر کوڑا لگایا آخر کار ایک دوسرے کے قتل کا ارادہ کیا اکثر کے چچی اولاد اکثر کی طرف ذری کے لئے  
اٹھ کھڑے ہوئے وہیں تھا کہ دوسرا فساد پیا ہو جائے امیر المومنین نے انہیں تسلی دی اور حضرت کے ایک ہوا خواہ نے کہا اسے اکثر حضرت علیؑ السلام نے اُل لوگوں  
کی بات قبول کر لی ہے تو کس لئے رضا مند نہیں ہوتا اکثرے کہا جملہ مری امیر المومنین رضائے میں میں بھی رضا مند ہوں۔ العرصہ معاویہ کا کام نہ گیا سالاکہ وہ بالکل ناکام  
ہو چکا تھا بلکہ اسے اپنے زندہ رہنے کی بھی اُس نہ رہی تھی اب اس جیل سے فتح پائی اس لئے اس واقعہ کے بعد وہ بھی دکر کیا ہے کہ جو بوقت اکثر جنگ کر رہا تھا میں اس سے درخواست  
کر چکا تھا کہ میرے واسطے علی سے امان طلب کر کہ میں تپ کی حدت میں حاضر ہو جاؤں اور ارادہ یہ تھا کہ اس اتنا میں بھاگ جاؤں لیکن مجھے عرصہ اطمینان کے شہر یاد آ گئے  
میں پھر دل کو مضبوط کر کے قدم جائے اور جنگ کرنا یہاں تک کہ علی نے اکثر کو واپس بلا لیا اور وہ چلا گیا اس طرح مراد را لگی وہ اٹھارہ میں ۵۰ اہل ی عقی و  
اہل مدنی ۶۰ و احیاء محمد بالین الزہدی ۶۰ و اعطانی علی المکروہ مالی ۶۰ و صولی ہامۃ الطال المسبۃ ۶۰ و قولی کلمۃ احتیاج حاسۃ مکاتبات  
و استرجی ۶۰ و لادھر علی ما تو صالخان ۶۰ و احیاء بعد عن عرض شجر ۶۰ و بدی سطل کلون الملمۃ صاف ۶۰ و لیس ما بعت  
علی القبیحہ ۶۰ الحاصل امیر المومنین علیؑ نے فرمایا جگر یہ لوگ ہمیں قرآن شریف کی طرقت ملائے ہیں اگر سچائی اور صفائی کے ساتھ یہ ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے  
بہتر اور کیا ہے میں اہل سب باتوں سے بہت خوش ہوں اور چاہتا ہوں ان امور کا رد و ارج و ان جن کو ظالم الہی رواج دیا چاہتا ہے اور ان طریقوں کو  
شاہدوں جنگ قرآن شریف شامایا چاہتا ہے اور انکو بخوبی معلوم ہے کہ ہم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح جنگ کر رہے ہیں صرف تھے اور صلح نہ کرنا

جدا ہتھ تھے اور یہی ارادہ رکھتے تھے کہ جنگ کریں آخرت نے ہمارا حکم کر کے روکا یہ لوگ بھی لوح اضطراب ہو کہ کلام الہی کی طرف ملائے لگے اسٹے ہم ان کے کلام کو قبول کرتے ہیں ہم سب خاموش رہ کر دیکھو کہ وہ کیا حرامتیں رکھتے ہیں۔ جویش بن حارم مکی سے کھڑے ہو کر کہا اے وگو امیر المومنین کی مات تو سی میری مات بھی اس کو اگر امیر المومنین اس ہم سے ملحق ہوتے اور اسکے شرع کرے میں کم و بیش ترکیب ہوتے تو میں لازم تھا کہ تمام امور و حرمتوں کے متعلق آپ سے مستورہ لیتے اور اگر حاکم ہوجائے تو آپ سے طالب نیاہ ہوتے کہاں یہ کہ آپ خود ہمارے سردار حاکم ہو تو اور ہمارے اور ہمارے سے کار خلافت کے لوازمات کو براہ حسن وجہ انجام دے رہے ہیں حال کی تم امیر المومنین آج بھی ان کی کسی اور مات کو قبول کرینگے گواہی مات کو جس کی آرزو کل کی گئی تھی اور اگر کوئی خیال مدینے کے اور کسی امر غیر برصاعد ہو جائیگے تو ہم ناراض ہونگے اور ہمارے یاس مان لوگوں کے واسطے جو امیر المومنین برطعن کریں گے تمہیں کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس کے بعد ہی کریں داخل کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی حویش بن خالد اور خالد بن عمر شقیق بن ثور کردوس بن عبداللہ وغیرہ امیر المومنین کے یاس مانے اور کہا حکم آپ کا حکم ہی اگر آپ ان لوگوں کی مات کو قبول و مات میں تو ہم بھی قبول کئے لیتے ہیں اور اگر آپ انکار کرتے ہیں تو ہم بھی انکار سے پتے آئیں گے ہم سب آپ کے و ما سردار ہیں آپ کی حضور میں حاضر اور گوشتیں سکا ہمارے جو کچھ ارشاد ہوا اسکی تعمیل میں بحال و دل سہی کریں گے اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوشتیں تلخ کریں۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ مجھے مناسب ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کے احکام میں پتے کرتے ہیں ان کی حرمت کر دل اور جو کچھ ضرورت کریں انہیں مدد دوں۔ لیکن معاویہ و عمر و عاص۔ یہ اور جو بیب بن مسلمہ۔ سحاک بن قیس اور لہرانی سرخ دسار اور مطیع قرآن ہیں میں میں انہیں جواب اچھی طرح جانتا ہوں اور ان کے اخلاق و عادات سے یوری طرح مطلع ہوں کہ وہ کچھ بگڑے ہوئے ہیں وہ سے آج تک ان کے ساتھ رہا ہوں اور طاس و باطن میں ان کے تمام اعمال و احوال دیکھتا رہا ہوں اگرچہ شباب اور جوانی کی جو کیفیت تھی وہ تھی جب رجولیت اور سرجی کا وقت آیا تو میں نے اسوقت بھی انکا کوئی نیک کام نہ دیکھا میں نفسی طور پر جانتا ہوں کہ قرآن تشریفوں کا نیز و نیز بانڈھنا محض مکر و فریب ہے ان کا مجھے قرآن تشریف کی طرف ملامت ہے کہ میں امیر اسی بات کی حجت رکھتا تھا اور اسی نے جنگ ہوئی تھی وہ قرآنی احکام پر رضامند نہ تھے اور خدا تعالیٰ کے اہام و نواہی کو عمل میں نہ لاتے تھے کتاب الہی کو پس لیتے ڈال رکھا تھا اب کہ اس ہم کا خاتمہ ہوئے کو جھٹاتے ہیں میرا ساتھ نہ دیا بلکہ ان کے فریب میں آکر راہ راست سے ہیر کئے ہیں جس ہم نے اس ہم سے مخالفت اختیار کی تو میں کیا کرتا مایا رہتا ماکہا ماں لیا اور ہم سے مخالفت نہ کی عنقریب تم ایسے اس محل کا نتیجہ دیکھو گے والسلام۔ اسوقت جو لوگ موجود تھے کچھ تو آپ کے کلام کی تصدیق کرنے لگے کچھ دعا اور تانا کر لے گئے اور کچھ سر جھکائے خاموش تھے اسی اثنا میں ابوالاعور علی دکھائی دیا کہ معاویہ کی طرف سے قرآن شریف سر ہٹے کھڑے پر سوار جلا آرہا ہے امیر المومنین کے عرب نیکیا گویا ہوا کہ ہم میں سے ایک وقت دوسرے کی فرمانبرداری ہیں کرتا۔ طریق سے نے تمام آدمی ہلاک ہو چکے ہیں ہر ایک کو وہ بھی سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں اور مخالف باطل پر ہیں اور اس ہم کا لقبہ جتہ گذشتہ سے دشوار اور جو حواد تر نظر آتا ہے نبات کے دن ہم سب اس جنگ کی مات حساب لیا جائیگا اور جس مقام پر ہم موجود ہیں اس کے متعلق جواب طلب ہوئے میں نے اس معاملہ میں ایک مات سوچی ہے جہن طرین کی بہترائی منظور ہے اگر میری رائے کے مطابق عمل و کرہ ہوا تو ہم میں الفت و محبت قائم ہو جائیگی اور غریزی بند ہو کر آتش و مادہ بجھ جائیگی اور وہ رائے یہ کہ دو حکم مقرر کر کے جانیں کہ کتاب الہی کے مطابق ہمارا تقیہ و انقیاد کو دین و توختوں میں سے ایک ہمارے طرف سے لیا جائے اور ایک ہمارے طرف سے اے علی خدا سے ڈرو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اسکو منظور کرو والسلام امیر المومنین کے لشکر کے سرگرتہ سے آمار آئی کہ ہم قرآنی حکم برصاعد ہیں ابوالاعور نے کہا الحمد للہ ہمیں اسکی توفیق نصیب ہوا اور یہ سدا اس طریق سے مت جائے بھڑا امیر حاکم معاویہ کے لشکر سے کہا کہ میں نے کیا کہا تھا اور اہل عراق نے کیا جواب دیا سب خوش ہو گئے اور تلوا میں پیام میں رکھ کر تھپا رکھ کر لے گئے اور حکم مقرر کرنے کا حکم کیا عمر و عاص نے معاویہ سے کہا تو نے میری تدبیر کیسی دیکھی تو عراقی دریا میں ڈوب چکا تھا میں نے ہی تجھے بچا دیا ہے معاویہ نے کہا تو جی کہتا ہے اور مجھے تیری فالت سے جن امیر کی امیدیں تھیں وہ سب ملو ہیں آئیں اور جس ہم کو میں نے تیری صلاح و سرور سے انقید کیا اسکا شرع بھی اچھا



نامہ امیر المومنین علیہ السلام

حاج محمد باقر المومنین علیہ السلام

نامہ امیر المومنین علیہ السلام

اور احکام بھی ٹھیک ہو اور ایک امر اور متورہ میں حکم تو سرآمد و گارہو ہیں قوی دست ہوں امیر المومنین نے معاویہ کو خط لکھا معنوں یہ تھا۔ بہتر یہ ہے کہ مسلمان آدمی اسے اعمال میں متحول ہو کہ جو شخص سے اسے اچھا لگے اور ظلم اور جھوٹ سے لوگوں کو ملکیت میں نہ ڈالے اسے معاویہ دنیا سے پرہیز کراداس دنیا میں دل لگا۔ آگاہ ہو کہ دسا کی نعمتوں کو قیام میں اور یہاں کی راحتیں کو دینے والی کھلی کی طرح یا تیر رقتار ہوا کی ماسگر رقتی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے لئے کوئی تے مقدر ہو وہ اسے نصیب نہیں ہو سکتی نہ وہ کسی ایسے درجہ کو پہنچ سکتا ہے رہبت سے لوگ ہیں جنہوں نے غیر حق کی طلبگاری کی اور اسے حاصل نہ کر سکے اور اگر حاصل بھی کر لیا تو حیدر در سے زیادہ تا ہونہ یا یا اور کچھ فائدہ نہ اٹھایا یا انجام کار عداوت عداقت میں ٹری طرح سے مبتلا ہوئے تو اس سرکار کا بادشاہ کر حسدن ایسے اعمال کا نتیجہ دیکھیں گے اور جس اعمال کا ترک تو تیطالی ترحیب سے ہو گا اسرستیماں ہو گا مجھے تعجب آتا ہے کہ تو مجھے کو حکم قرآن اور کلام الہی کی طرف ملاتا ہے حالانکہ توجو حانتا ہے کہ توجو دہاں و آں سے ہے اس کے حکم سے علاوہ رکھتا ہے تو مجھے نہیں کہ سکتا کہ احکام قرآن احتیاد کر کہو کہ سری حالت ایسی بھی طرح آتسکا رہے کہ ایسے کلمے کہے کی درامنی صورت ہیں ہے تہا را یہ کاماب کہا شخص مکر و دہیب سے علاوہ رکھتا ہے اور یہ کہ اسکا علم ہو گیا ہے مگر یہ اس سبب کہ کلام الہی یہ عمل کرتے ہیں میں نے مسطور کر لیا کہ میرے اور میرے درمیان اور وہ سے احکام قرآن تصفیہ ہو جائے اور جو شخص حکم قرآنی سے رصا نہ ہو گا وہ عمت مگر اس میں مبتلا ہو گا و السلام علی عبادہ الصالحین معاویہ نے جہاں میں لکھا اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے عادت نصیب کرے۔ میں اس جنگ میں محض طلب حول عثمان کے لئے سی کر رکھا اور یہ جانتا تھا کہ مجھے لوگ اس معاملہ میں سستی سے مسو کریں مامیں حق عثمان کو چھوڑ دوں میں سوچتا تھا کہ اس جنگ میں عثمان کا مدد لیوں گا اور اگر ملے ہو اور اس میں مرکز میں کام آگیا تو بھی اچھا ہو گا کیونکہ نیک مامی کامرنا ذلت کی زندگانی سے بہتر نہ رہتا ہے جبکہ جنگ کو بہت طول ہو گیا اور طریس سے لے تمار حاس صلح ہو گئیں تو میں سے اس مرکز کو حتم کر دے گا خیال کیا بہت سوچا تو یہی مصلحت دیکھی کہ میرے اور تیرے درمیان احکام قرآنی کے مطابق جملہ ہو جائے اس لئے تجھے حکم قرآن کی طرف ملایا۔ اور یہ اصل مطلب در عاید ہے کہ ظالم اور مظلوم میں امتیاز ہو جائے اور ہم امر معروف اور نہی منکر کے لازم یہ عمل کریں اور قرار دادیے کہ جس امر کو قرآن رواج دیتا ہے تم بھی اُسے رواج دو اور جسے روکتا ہے اس سے باز رہو بھلا اللہ اس ہم کا فیصلہ ہو جائیگا اس کے بعد امیر المومنین نے عمر رضاع کو خط لکھا کہ دنائے بنیاد حیردں سے آتا ہے اور جو شخص تھوڑی سی کوئی دنیاوی چیز حاصل کرتا ہے تو اس کی حرص بڑھ جاتی ہے اور وہ ذخیروں کے جمع کر کے لالچ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور حقدور زیادہ جمع کرتا ہے اسی قدر زیادہ حوٹیں بنتا جاتا ہے اور انجام کار تمام جمع کئے ہوئے سامانوں کو چھوڑ جاتا ہے اور دنائے اٹھ جاتا ہے اقبال اور ادبار پر باز اور حبال کرنا کیا جب مر گیا تو یہی نہ وہ عقلمند ہی شخص ہے جو دنیاوی لالچوں میں نہ پھنسے اور اس کے فنا ہوئے والی چیزوں پر یہ بیوے بلکھا یہی بہت کو سکیوں یہ محضر رکھے اور دل کی نصیحت ملے اسے عمر تو جس لالچ میں مبتلا ہے اور جس دولت اور ولایت کے لئے جھگڑا تھا کہ یہ ہر دہ گنا ہے کہ مراد حاصل ہو گی اسکی نسبت تو نے شری کھاری علم بھی کی ہے نہیں جان کر اگر تجھے وہ ملک مل بھی گیا تو ہمیں تیرے قصہ میں نہ رہے گا اور اس میں بہت حدی بڑے انقلابات اور انقلاب واقع ہو گئے کہو کہ دسا کار ہے اسے کسی کے ساتھ نہا بہین کی تجھے بھی دنائے کرے گی تو ان باتوں کو یہ سمجھ دینا کہ مال و جاہ کے واسطے معاویہ کے اختیار کردہ اعمال ماطل میں اسکی بددند کر السلام عمر رضاع سے جواب میں لکھا آپ کا خطاب مقدس نہیں احوال مدبر جو معلوم ہو احوال مدبر جو مدعظ اور نصیحتیں آپ سے و مانی میں میں نے بے حیرت قبول کی ہیں اب ہمارے اور آپ کے درمیان حق حق طور پر محبت اور اہانت قائم ہو جائے گی جو شخص حادثوں کے زمانہ میں ایسے دشمن سے احکام قرآنی کے مطابق میں آتا ہے گویا وہ ایسے دشمن کا انصاف جیسا کہ آپ سے اور ہم اس مرکز میں حکم قرآن بارشا منہ ہیں اور معاویہ بھی اس حکم جو قرآن سے ظاہر ہو گا راضی ہے اسے ابوالحسن تم بھی رضامند ہو جاؤ کہ یہ قنہ مٹ جائے اور مسلمان ان نصیحتوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں اور یقین جانو کہ ہم نہیں کوئی چیز کم یا زیادہ نہ دیں گے اور یہ گوارا کریں گے مگر اس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے فرما دیا ہو گا اور اس کے کلام پاک سے ظاہر ہو گا و السلام اب اشعث بن قیس امیر المومنین علی

جانب عرصہ

کے یاس آنا اور کہا اے امیر المومنین میں دیکھتا ہوں کہ تمام مسکرم قرانی براضی ہو گیا ہے اور معاویہ کی رائے سے متفق اور خوش ہیں اگر آپ مسکرم میں اس کو تو میں معاویہ کے ماس جاکر اسکا مستار اور دعا درایت کروں کہ کیا مات قرار دیتا ہے آپ نے دانا اگر تیرا دل چاہتا ہے اور معاویہ سے ملے اور گفتگو کرنے کی خواہش ہے تو تجھے اعتبار ہے اتعت معاویہ کے یاس گیا اور کہا میں نے تمہارا کہا قبول کر لیا اور جنگا ملتوی کر دی استم کیا جاتے ہو معاویہ نے کہا یہ رائے ہے کہ دو حکم مقرر کئے جائیں ایک تو کم پسندار مستحب کرو اور ایک کو جسے ہم پسند کرتے ہوں ہم مقرر کریں اور یہ امر قرار دیا جائے کہ وہ مطلق احکام قرآن طریف کے حق میں بھیلہ کریں اور ہم ان کے پس کردہ مصلحہ کو اختیار کریں اتعت نے کہا بہت خوب رائے ہے اور اس سے زیادہ بہتر اور کوئی بدترین ہو سکتی دانیس اگر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت کہہ سائی۔

## حکین کا قصہ ۱۰

اب شامی قرآن حوالہ دو لوں لشکروں میں جمع ہو کر قرآن شریف لائے۔ پڑھتے اور مطالعہ اور عورتاں کرے تھے احکام کار سے متفق ہو کر کہا کہ اس طریق کو احکام قرآنی رواج دیتے ہیں اور ہمیں رواج دینا چاہئے اور جنس ملاتے ہیں انکو ملنا چاہئے جب اس تخویر کو امیر المومنین علیؑ اور دونوں لشکروں کے سرداروں اور امیروں سے کہا تو سبے رضامندی طہر کی اور یہ مات قرار پائی کہ دو حکم مقرر کر کے ہمیں ایک رس کی مہلت دیں کہ اس عرصہ میں اس معاملہ کی تمام باتوں بھلائیوں اور فحش و نقصان ریخوب اچھی طرح خورد کر کے تحریر مت کریں انجام کار یہ بات اتفاق کے ساتھ مسطور کر لی گئی امیر المومنین علیؑ اور معاویہ بھی رضامند ہو گئے کہ اب اس سے زیادہ کچھ نہ کریں اور جو کچھ حکم لوگوں کی رائے ہو اس پر عمل کریں شامیوں نے کہا ہمارے عرصہ اس کو مقرر کیا اتعت اور اس کے گرد نہ جوبد میں عار جی ہو گیا کہا ہے الامور سے اتعری کو مستحب کیا کیونکہ وہ رسول خدا کے اصحابوں میں سے ہے اور امیر المومنین ابو بکر کا تمام مقام اور عمر کا عامل رہ چکا ہے امیر المومنین علیؑ نے کہا میں اس معاملہ میں الامور سے اتعری سے رضامند نہیں ہوں اور اسکو اس امر میں دلی قرار دینا چاہتا ہوں اشعث بن قیس اور زہد بن حصین اور عبداللہ بن کوا اہل آپ کے ہمراہ ہیں میں سے اور بھی حض لوگوں نے کہا الامور سے اس کام کے لئے خوب ہے اور اس کے سوا ہمیں کوئی دوسرا حکم منظور نہیں ہے کیونکہ وہ ہمیں اس ہم کے حضرات اور نقصانوں سے جہنم آج متلا ہیں پہلے سے ڈانا تھا امیر المومنین نے فرمایا میں اس سے رضامند نہیں ہوں اور اس معاملہ میں اسے حکم مقرر کرنا ہمیں چاہتا کیونکہ وہ مجھے بھاگ چکا ہے اور عرصہ دراز تک میری پیٹھ پیچھے میرے کاموں میں عمل ادا زما ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ فحشی کا دم بھرا گیا ہے لوگوں کو میری بیعت اور فرمانبرداری سے رکنا اور لغت دلانا رہا ہے چنانچہ تم سب کو یہ امور اچھی طرح معلوم ہیں کہ وہ مجھے جیسے غوث زورہ رہتا تھا میں نے اسے مٹلن کیا اور ایسے پاس بلا لیا مگر پھر بھی جب کبھی اسے موقع ملتا لوگوں سے میری برائیاں بیان کرتا اور انہیں مجھ سے لغت دلاتا کہ وہ میرے دشمن نجائیں اب تم خرد انصاف سے دیکھو کہ میں ایسے شخص کو اپنا امین کس طرح تصور کر لوں اور کس بھروسہ پر اسے ایسے ضروری اور اہم کام پر مقرر کروں میں تو اس کے تقریر کسی طرح بھی رضامند نہیں ہوں یہ کام اس کے حوالہ کرتا ہوں۔ اشعث عبداللہ اور حصین نے دانیس وجہ کہ معاویہ اور معاویہ سے وعدے دیکر کر لئے تھے ابو بکر سے حکم مقرر کرے یا اہل کیا امیر المومنین نے فرمایا اگر حکم ہی مقرر کرنا ہے تو عبداللہ بن عباس موجود ہے اسے حکم مقرر کر لو اس کو وہ نے کہا اس معاملہ میں تم اور عبداللہ ایک ہی ہو عبداللہ تھا ہے اور تم عبداللہ کے ہم اسے بالکل نامعلوم کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر عبداللہ بن عباس کو پسند ہیں کرتے تو اب شتر کو حکم قرار دے لو اشعث نے کہا یہ آتش فتنہ تو اسی کی بھر کافی ہوئی ہے پھر اسے کس طرح حکم مقرر کریں امیر المومنین نے فرمایا اب شتر کا حکم مقرر کرنا کچھ برا نہیں وہ کیا کرے گا کیا قرآن ترین کے احکام سے الگ ہو جائیگا اشعث نے کہا استعری کی کیفیت ہے کہ اسے چھوڑ دو وہ شمشیر باری ہے باز نہ لگنا تفتیکہ اس ہم کو حسب ارادہ انجام نہ دے گا اب شتر نے کہا اسے اتعت تو یہ بات اس سبب سے کہتا ہے کہ امیر المومنین نے مجھے ریاست سے منزل



کہو یہ ہے اور اس کام کے لائق نہانا اثنت نے کہا خدا کی قسم جب مجھے تم دیا تھا میں خوش ہوا تھا اور حوثت مخرزل کیا مجھے کچھ بھی رنج نہیں ہوا امیر المومنین  
 نے دیا معاہدہ سے اس معاملہ میں عمر وعاص کو حکم مقرر کیا ہے کیونکہ اسے اسیر ہر طرح کا عطا اور کھردسہ ہے اور وہ عانتا ہے کہ تمام امور میں عمر وعاص میری وصایت  
 مد نظر رکھا ہے عمر و قتیسی ہے اور اس کے مقابلہ پر قشی ہونا لازم ہے اس نے عبد اللہ بن عباس سے بہتر اور کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا وہی عمر و کے ہر عقلم  
 کو کھول سکتا ہے اور اس کے ہر ایک مدت کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے اثنت اور اس کے ہمراہیوں نے کہا ہم ہرگز اس بات پر رضامند نہیں ہو سکتے کہ وہ تو قتلہ نصر  
 کے حکم سے ہمارا تصدیق کریں ایک نظری ہو تو دوسرا یہی کہ اس کام کو ابھی طرح ملے کریں امیر المومنین نے دیا مجھے اندیشہ ہے کہ اس بی شخص کو عمر وعاص دینے لگا  
 کیونکہ وہ بڑا مکار ہے اور وہ سب جوں سے ابورسے کو حکم مقرر کرنا چاہتا ہے کہ وہ مجھ سے عداوت رکھتا ہے دوسرا یہ کہ وہ نے عقل ہے اس کام میں عمر وعاص  
 جیسے شخص کے مقابلہ پر برابر نہیں آ سکتا اثنت نے کہا اگر یانی اور نصری کوئی ایسی تجربہ متیں کریں گے کہ ہمیں اسکا کوئی پیوستہ حاطر نہ پگتا ہے بھی ہم اس پیوستہ  
 کو اس سے ریا اچھا سمجھیں گے کہ دونوں نظری عین ہماری مراد کے موافق تصفیہ کوین امیر المومنین نے یو جھا تو تم ابورسے کے سوا اور کسی کو حکم مقرر کرنا نہیں  
 چاہتے انہوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں ہم اسکا اس کام کے قابل سمجھتے ہیں اس سے رٹھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا امیر المومنین نے دیا جب مجھے کچھ اختیار ہی ہیں اور  
 تم خود مختار ہو تم جانو حود میں سماتا ہے کرتے ہوا سے حاد تو گواہ ہو کہ میں اس قوم کے افغان سے بیار ہوں اور کچھ وہ کرتے ہیں اسبرضا مہد ہیں ہوں جہا  
 من نفس تہی نے اگر کہا اسے لوگو امیر المومنین کا دیا یاد سنو ابورسے اشعری اہل میں سے ہے اور اس کے اکثر عہد ردا تو ما اور چچا کی ارلاو معاہدہ کی خدمت میں موجود  
 ہیں اور عمر وعاص جھکے مقابلہ پر اسے مستحب کیا ہے ہر اسی مکار و عمار ہے مناسب ہیں کہ ابورسے کو اس کام کے لئے مقرر کیا جائے تم مجھے سخت کر لو میں  
 امید کرتا ہوں کہ عمر وعاص کی ہر شکست کا جواب بہ احسن وجہ عمل میں لاؤنگا اور اگر تم مجھے پسند نہیں کرتے تو کسی اور شخص کو مقرر کر لو مگر ابورسے کا تقرر کسی طرح  
 بھی اچھا نہیں اس سے باز اور امیر المومنین نے فرمایا اے احف یہ لوگ عمر کے ذہب میں آکر راہ راست سے منحرف ہو گئے ہیں یہ یسعیتین انہیں کار گر نہو گئی وہ  
 ابورسے کے سوا اور کسی کو منظور نہ کریں گے اور نہ کسی کچھ سیلے میں نے اس معاملہ میں گفتگو کی ترک کر دی ہے وہ خود ہی جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں واللہ  
 مالغ اصر کا یعنی اللہ تمہارے انہی حکم کو ظہور میں لایو اللہ الغرض اس گردہ نے ایک آدمی بھیجا ابورسے کو بلایا وہ اندوں کو رہتے تھے اور اس خٹک کو کچھ دل جی نہکتا تھا  
 ایک قاصد نے اس سے کہا کہ ہام صلح کر لی ہے اس سے جواب دیا کہ شکر خدا ہے رب اعلیٰ ہے پھر کہا تھے صلح کے متعلق حکم مقرر کیا ہے اس نے کہا انا للہ  
 وانا الیہ راجعون پھر امیر المومنین علی کے لشکر میں آیا اتترے حضرت سے عرض کی خدا کی قسم حوثت میں عمر وعاص کو دیکھ پاؤنگا قتل کر دوں گا اسی اثنا  
 میں عبد اللہ بن حریث طائی حاضر حضرت بارکت ہوا اسوقت بوجہ رخصوں کے نہایت ہی کمزور تھا آپ نے عبد اللہ کو دیکھ کر جا کہا اور نوازش فرما کر یو جھا کیا  
 حال ہے جواب دیا جیسا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں میں نہایت ہی کمزور اور بے طاقت ہو گیا ہوں مری عمر کا ہمت کم حصہ باقی رہ گیا ہے اور بربادہ تر گ رہ گیا ہے  
 اور میں اس حالت میں صرف ایک مات عرص کرے آیا ہوں کہ حق امر کو ظاہر کر دوں آیا نے ارشاد کیا کیا کہنا جاتا ہے میان کر عبد اللہ نے کہا میرے ماں باپ  
 آپ پر سے زبان کیا قرآن کے حکم اور کلام الہی کے دماں کے سوا بھی کوئی اور حکم اور دماں ہے یہ لوگ ہمارے ساتھ حوں ریری سے میں آ رہے ہیں کیا جاہی  
 اور ان کے درمیان حاد قتلے کا حکم کافی نہیں جو کسی اور حکم کی تکاس ہے اور جس نے آپ کو اس امر پر مجبور کیا کہ ان سے صلح کر لی جائے اور آپ نے طرفیں سے  
 حکم مقرر کرے یہ رضامندی ظاہر کی آپ کو اپنا کام جاری رکھنا اور خٹک سے کام لے لیا چاہئے تا وقتیکہ اللہ تمہارے طرہ میں فیصلہ دے دے قادیوں کے گردہ ملی  
 عبد اللہ کی بات سنکر بہت راجھا کہا اور اس کے منہ پر مٹی برسانی شروع کی اور کچھ آدمی اس کے قتل پر مستعد ہو گئے امیر المومنین نے دیا اس سے باز آؤ  
 جو کچھ اس پر فرض تھا اسے ادا کرو یا عبد اللہ تمہارے ضعف و قناعت سے اٹھ کر چلا گیا اور دو یا تین دن بعد وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ جب دونوں لشکر حکم مقرر  
 کرنے پر رضامند ہو گئے تو اسلحہ کھول ڈالے اور طریقین کے اراکیں اور سردار باجم ملکر بیٹھے اور ایک منشی کو طلب کیا عبد اللہ بن ابی رافع حضرت امیر المومنین

علی کا مٹی آیا آپ نے فرمایا لکھ کہ امیر المؤمنین علی اور معاویہ بن ابی سفیان نے یہ قرار دیا ہے معاویہ بولا اگر میں تمکو امیر المؤمنین جانتا تو کونوں جنگ کرتا آپ نے فرمایا  
 اللہ اکبر اسے رسول خدا آپ نے درست فرمایا تھا جبکہ آپ نے مجھے طلب کر کے فرمایا تھا کہ لکھ ہم اللہ الرحمن الرحیم یہ صلح محمد رسول اللہ کی طرف سے اہل مکہ کے ساتھ  
 ہے معاویہ کے باب ابی سفیان بن حرب نے اس وقت کہا تھا کہ اے محمد اگر میں تیری رسالت کا اتنا ہی ہوتا تو مجھ سے کیوں جنگ کرتا حکم دے کہ تیرا اور تیرے باب  
 کا نام اور میرا اور میرے باپ کا نام لکھیں حضرت رسول خدا صلعم نے مجھ سے فرمایا حیا وہ کہتا ہے اس طرح لکھ دے میں نے رسول خدا کے حکم سے ابوسفیان کے کہنے  
 کے مطابق لکھ دیا۔ جن رسالت نام نے فرمایا اے علی تجھے بھی ایک دن ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا میں باپ کو لکھتا ہوں تو بیٹے کو لکھتا ہوں کہ حضرت رسول خدا نے  
 مجھے اس امر سے مطلع فرمایا ہے اب حیا معاویہ کہتا ہے لکھ دے۔ عمر وعاص نے کہا سبحان اللہ تم ہمیں کا وہوں کی مانند سمجھتے ہو ہم اور تم دونوں میں امیر المؤمنین  
 نے درست ادارے ڈالتا اور کہا چپ رہ اور مانع کے بیٹے تو مترکوں کا دوست اور رسول کا دشمن رہ چکا ہے مگر یہی میں سب کا سردار اور اسلام میں سب سے بڑا  
 اور کیم ہے کہ اتنا اس گردہ میں سے ہیں جسے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سے اور ابھرتی راہیں کرتے رہے ہیں اور کیا ان کے بعد تھے امت کو فتنہ و فساد  
 ہیں ڈالے کیا تو بدترین شخص کا بدترین میر ہیں ہے اور کیا تو خدا اور اس کے رسول کا دشمن ہیں ہے کیا تو اہل بیت رسول کا مدد خواہ ہیں ہے یہاں سے کھڑا ہوا  
 اور وہ کہہ کہ تو اب جگہ بیٹھے اور بارے کے لائق ہیں۔ عمر وعاص چلے سے اٹھ کر ایک گوشہ میں جا بیٹھا۔ عبد اللہ بن حنابل نے حوٹا ہوا دروازہ اور نامور تہہ ہار تھا اور صلیبت  
 ساتھ بھی رکھتا تھا لہذا اسے امیر المؤمنین تھے ہیں جنگ محل میں جس امور کا حکم دیا ہے انکی تعمیل کی اور آپ کے ارشاد کو سر جتیم بحال لے آج بھی ہم وہی دوست  
 ہیں جو مل تھے ہمارے اتفاقا دارا حوال میں کوئی سستی یا کمر رسی واقع نہیں ہوئی میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس جھگڑے اور تفریق جگہ میں جس کی نسبت گفتگو کرتے  
 ہے کہ اہست کرتے ہیں اور اس جنگ میں اس قوم کی جانیں تلف ہو چکی ہیں جب انہیں تاب مقابلہ نہ ہی تو کلام الہی سے بیاہ گئے ہوئے اور ہماری تلواروں اور یوروں  
 کی ہیبت و جوت نہ انہیں کلام خدا یاد دلایا ہے آپ نے ان کی مات مان لی اگر آپ ان تمام امور کو منظور فرماتے ہیں تو آپ کی رائے سب سے بڑی ہے کیونکہ تم نے ہی  
 سب سے پہلے اسلام اختیار کیا اور تم نے ہی سب سے بعد تک حساب رسول خدا کا دیدار ملاحظہ کیا ہے اور اگر تم ان کے اس ڈھنگ کو منظور نہیں کرتے ہو تو ہم آپ  
 کی حضور میں حاضر ہیں ہماری تلوار ہے ہمارے کاہنوں پر دھری ہوئی ہیں اور میرے ہاتھوں میں ہیں ہم نے تم سے بیعت کی ہے اور ایسے اقرار پر ثابت قدم ہیں  
 روگردانی نہیں کرتے آپ کی جو مصلحت ہو ہم اسکی تعمیل کے لئے طبع و دماغ و دار ہیں والسلام کے بعد حصص بن صوحاں عہدی سے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المؤمنین  
 ہمارے دل آپ کی اطاعت میں محو اور اکھس و دشمنوں سے جنگ کرنے کی نگراں ہیں تم ہمارے والی اور امیر ہو اور ہم آپ کی رعیت اور فرمانبردار ہیں اور آپ انکلام  
 الہی کی سچا آوری اور لوام دیں اور شریعت ایمانی کے رواج میں ہم سے بڑا بہتر اور اصل و مقدم ہیں اور حساب رسول خدا کے بعد آپ ہی ہمارے جیوا اور امام ہیں  
 کوئی اور شخص آپ سے وراسی ماسکت بھی نہیں رکھتا اس معاملہ میں جس ایسی رائے اور کے مطابق عمل و رائے و رائے الکراب کو یہ قضیہ اگر افساطہ ہے تو اسکا خیال  
 فرمائیں کیونکہ یہ آپ پر جبری ہو سکتا ہے۔ کوئی آپ کے معاملہ میں خطا دار ہو سکتا ہے اور اگر اس آدمی بھی آپ کی وراسی وادی سے ماسر ہو جائیگے تو ہم تو اس  
 دواں ہیں اگر آپ اس امر کو جس کے لئے یہ لوگ حواش رکھتے اور ہمیں اسکی طرف رجوع کرتے ہیں قبول فرمائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اگر انکا لکھ دے تو ہم  
 آپ کا فرماں بجا لائیگے آپ استخارہ دیکھیں اور جب ارادہ کر چکے ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل پر پھر دیکھیں والسلام سے حصص انیا خیال عرض کر چکا تو امیر المؤمنین  
 کو اسکا کلام بہت پسند آیا تعین و توصیف کی اس کے بعد مندرجہ حار و عہدی نے کہا ہے معاویہ اور عمر وعاص کی بات سنی اور ان کے کلام کا ظاہر و باطن سمجھ لیا  
 بات یہ ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ اُٹھے کہ اسے انجام دے سکتے ہوں تو واجب ہے کہ اسے مان لیا جائے ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ اس قوم کے ساتھ  
 رہنا اور نہ کہ جس سے انکو نقصان پہنچتا اور اس کے دشمن میں ہم فائدہ اٹھاتے اور یہ لوگ جو امر چاہتے کر رہے ہیں ان میں دواں و دواں ہیں ایک بیکار و عہدی  
 نے اور نامور و بچے حار سے لکھا ہے امیر المؤمنین



شکوہ موجود ہے کہ انکو اترو دیتاں کر کے شکست دے سکتے ہیں اور ہم کسی آدمی سے انکار نہیں کرتے سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں والسلام  
 پھر حارت بن مرہ نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو رمان سے کہتے ہیں مگر عمل میں نہیں لاتے اور کچھ وہ لوگ ہیں جو کچھ کہتے دکھانا  
 چاہتے ہیں مگر نہیں کر سکتے اور آپ کو صرف اہی لوگوں سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے جو کچھ کر سکتے ہیں اور کر کے دکھاتے ہیں مگر ایسے لوگ زندہ نہیں رہے اور اب  
 کوئی ایسا ماتی نہیں رہا جسکے قول و فعل یہ دیکھ دیا جائے۔ ہم آپ سے اس محل پر محالقت کر سیکے جسکے لئے آپ راے حکم معاویہ سے جنگ کر رہے ہیں اور ہم  
 خوب جانتے ہیں کہ معاویہ دیکھ کے لئے آپ سے برسرِ مقابلہ ہے اگر آپ اس معاملہ سے جسکی سمت گفتگو ہو رہی ہے نفرت رکھتے ہیں تو ان کے قول کو قبول نہ کیجئے  
 جو کچھ گدرا کر گیارا سر و جنگ شروع کر دینی چاہئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے بیچ میں حکم صادر فرمائے والسلام۔ پھر اسی طرح ہر شخص نے جو کچھ  
 اس کے دل میں آیا بیان کیا یہاں تک کہ ترکیب اعور بہرانی احمد بن قیس اور حارت بن قدامہ سعدی نے کھڑے ہو گئے اور کہا یا امیر المومنین حکم مقرر کر لے کی تجویز  
 کو آپ منظور فرمائیں اور جنگ ہی کو اختیار کریں اب معاویہ ڈر گیا کہ ایسا ہو تو پھر مکر و فریب صالح جانے اور سوچا ہوا منصوبہ جواب جانے کھل کھراں لوگوں  
 کے منہ تلک تھا اور ایک ایک کچھ کچھ کھڑے ہوئے غم و حسد کھاتا تھا اب عبداللہ بن سوار اٹھا وہی عبداللہ تھا جس نے علیہ اللہ بن عمر خطاب کو قتل کیا تھا اُسے  
 لوگوں کو تسلی دیکر کہا تم خاموش رہو میں حضرت علی سے ایک بات کہہ لوں پھر کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم میں بخوبی معلوم ہے اور یقینی طور پر جانتے ہیں کہ تمام  
 معاملات میں آپ حق ہیں اور آپ کوئی ایسا کام یا تجویز پیش نہیں کرتے جس کے ساتھ دلیل کامل اور رمان قاطع لاحق نہیں ہوتی ہم وہ لوگ ہیں جنہیں حکم  
 دیا جائے اور تعمیل کریں اور ہم وہ آدمی ہیں کہ دماغ ردا پر حکمرانی کریں اگر آپ نے حکم مقرر کرنے کے معاملہ میں ایسا ارادہ کو مصمم کر لیا ہے اور اس کام کے ظہور میں  
 لانے کا ارادہ ہے تو آپ مالک و مختار ہیں اور ہم مطیع و فرمانبردار اور اگر آپ اسے بہ نظر کراہت دیکھتے ہیں تب بھی آپ مجاز و مختار ہیں مگر اسوقت ہماری حالت  
 کچھ اور ہو گئی ہے زندگی گذر رہی ہے عھدہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور جو اختصاص صبر و ثبات کی حالت تھے باقی نہیں رہے صرف تنگی اور ضعف الاعتقاد رہ گئے ہیں  
 انھیں لیندا اور سیکو کار جنگی مینیائیوں سے اُن کے اوصاف حمیدہ ظاہر ہوتے ہوں بہت کم ہیں تاہم حکم آچکا حکم ہے جو کچھ آپ حکم دیں گے اور مناسب تصور  
 فرمائیں گے اس سے بڑھ کر دوسری بات نہیں ہو سکتی ہم آپ ہی کے حکم میں اپنی بھلائی و بہبودی اور سلامتی جانتے ہیں ہر طرح سے آپ کے احکام کی تعمیل  
 کو دنیا و آخرت میں دیکھتے ہیں والسلام جب وہ یہ بات کہہ چکا تھا ترخی کو عقدہ آیا اٹھ کھڑا ہوا اور لولا اے امیر المومنین کیا کو اس قے کبی اور بڑی سجاوٹ مہربانے لکالی  
 تو بالکل ناجائز ہے انہی حکم بر خاموش ہو کر بیٹھ کہ جو امر از روئے مصلحت دستورہ مفید اور السب ہے میں امیر المومنین کی حدت میں عرض کر دوں عبداللہ نے کہا  
 لو میں خاموش ہو جاؤں کہہ سکتا ہوں کہ اے امیر المومنین آپ کے اور معاویہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے وہ کسی طرح آپ کی بارگاہی نہیں کر سکتا اگر  
 اس کے اہل لشکر آپ کے لشکر والوں جیسے اور ہم ملے ہوں بھی لو کیا انکا صر و ثبات اور علم و سخاوت آپ کے رار ہیں ہے وہ در بنی اور قیام میں آپ سے  
 کمتر ہے اب یہ معاملہ خاتمہ پر گیا ہے آپ کی موجودگی میں ہمیں یہ درجہ حاصل نہیں کہ کوئی رائے پیش کریں یا مصلحت سچیں جس طریق فیصلہ کو یہ پیش کرتے ہیں  
 اگر آپ کے لید خاطر ہے تو آپ ہمارے پیشاے کامل اور امام عالمیتام ہیں اور اگر آپ کو نالید ہو تو ہم شمشیر زنی کے لئے حاضر ہیں خدا سے دعا ہے کہ دواعانت چاہیے  
 اور ان سے جنگ کریں گے اور عھدے نصرت الہی کے منتظر ہیں گے امیر المومنین نے فرمایا اے استر مٹیہ جا جو کچھ تجھ فرض تھا تو نے کیا اور کہا اسوقت معاویہ  
 عمر و عاص اور شام کے اور جعفر و اکین اور سردار موجود تھے سب کے سب ان باتوں کو سنتے تھے اور خاموش تھے ذرا دم نہ مارتے تھے جب ہر شخص اپنی اپنی  
 سی طرف سے عرض کر چکا امیر المومنین علی نے منشی سے کہا کہ یہ آواز راہ علی ابو طالب اور معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے ہے ابو الاعور سلمیٰ نے کہا شروع میں معاویہ کا  
 تمام لکھا جاتے آئے تھے کہ انھیں خاموش رہتے تھے اس معاملہ میں دم زدن کا یا مہین شروع میں علی ابن ابی طالب کا نام لکھا جائے گا کیونکہ آپ ہر طرف  
 اور غیر معاویہ سے مقدم میں معاویہ نے کہا اے استر جانے دے تو مجھے شروع میں لکھوادے عرض منشی نے لکھا کہ علی ابو طالب اور معاویہ بن ابی سفیان

اور اہل محاذ و اہل تمام اور گردہ علی اور پر و ان سوار پر اتر کر تے ہیں کہ ہم تروح کار سے انجام کار تک حکم الہی پر رخصت منہ ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ جس کو قرآن ترین روح دینا ہے ہم روح دیں گے اور جس کو قرآن ترین مع کرتا ہے اس سے مار رہیں گے اور عبد اللہ بن قیس اور عمر دھام کو حکم مقرر کیا ہے کہ جو فیصلہ وہ دونوں کر دیں گے ہم اسکو سطور کرینگے۔ علی ابوطالب اور حادہ بن سفیان نے عبد اللہ بن قیس اور عمر دھام کو اللہ قضاے کی تہذیب میں دلاویں اور عہد و پیمان لے لئے کہ محض اس طریق پر فیصلہ کریں جو قرآن ترین میں اللہ قضاے دیا ہو اور اگر کتاب الہی سے کوئی ایسا حکم پیدا ہو تو دست مصطفیٰ کے مطابق جس پر سب کا اتفاق ہو فیصلہ قرار دیں اور عبد اللہ بن قیس اور عمر دھام کی طرف سے دونوں طریقوں کی طرف سے حال دمال سے محفوظ اور لے جوت رہیں۔ امت رسول خدا ان دونوں کے قرارداد کو مانگی اور دونوں شکوک کے فیصلہ پر معترض نہیں ہوئے اور دونوں فوسیں ان تمام امور پر جو اس اقرار نامہ میں درج کئے گئے ہیں رضامند ہیں اور یہ امر بھی قرار یافتہ ہے کہ اہل عراق کی طرف چلے جائیں اور اہل شام تمام کی طرف چلیں اور حکم لوگوں کا مجمع مقام و درتہ المخذل میں ٹھہرے اور اس قضیہ کے لئے علی اور حادہ میں ایک سال کی ہدایت ہے والسلام امیر المومنین علیؑ کے متقی عبد اللہ بن ابی راح سے اس اقرار نامہ کی ایک نقل شامیوں کو لکھ دی اور حادہ کے منشی عمر بن عبد الحمیدی سے ایک تثنیٰ عراقیوں کو تحریر کیا عراقیوں نے شامیوں کی دوسرا انہوں نے عراق والوں کے دستاویز پر تہاتیں اور گواہیان درج کر دیں حقیقت یہ وہیں کبھی جا چکے اور دستخطوں اور تہاتوں سے متفق ہو گئے تھے تو علی کے لشکر میں سے ایک شخص نے حور بیہ قبیلہ سے تھا لکھ کر اور گھوڑے پر سوار ہو کر یابی طلب کیا جب پانی پی چکا تو حادہ کے لشکر پر چلا گیا اور کئی شخصوں کو محروح کرنے کے بعد دم لیا اور یابی مانگا اب پانی پی کر جو بڑھی اور حضرت علیؑ کے لشکر پر چلا گیا غرض اسی طرح کچھ دیر تک حادہ کے لشکر پر چلا گیا اور کچھ عرصہ تک حضرت علیؑ کی سیاہ چرکے کرتا اور بڑی دلیری سے لڑتا رہا اور بہادری سے لڑتا رہا تھا اسے لوگوں کا گاہ رہو کہ میں علی اور حادہ اور ان کے حکموں سے باز ہوں خدا نے حل جلالہ کے سوا کوئی حاکم نہیں اگرچہ مترک نفرت کریں عرصہ جبکہ وہ علی کے لشکر پر چلا اور ہر کھ تلواریں زے سے جنگ کر رہا تھا مالا گیا تو شخص سے پہلے خارجی ہوا ہی شخص تھا۔ العرصہ جب اقرار نامہ مکمل ہو گیا اور ہمیں اور گواہیان تبت ہو چکے تھے تو اتر کر شخصی۔ حدی اس حاکم طائی نے عمر بن حنفیٰ شریح س ثانی وندجی۔ زجر بن قیس جسی اور احفص قیس تثنیٰ اور ابھی جسے اور تحصیل لے جو لشکر امیر المومنین کے رکں اور دھار تھے اٹھے اور حادہ کے یاس جا کر کہا ہمارے نسبت حق رومی کے سوا اور کچھ گمان نہ کرنا ہم آج بھی اسی ارادہ پر قائم ہیں جسیر کل تھے مگر اتنی بات ہو کہ تم نے عاجز کر قرآن ترین کا حیلہ اختیار کیا اور ہمیں اسکی طرف بلایا ہے تمہاری بات منظور کر لی اگر حکمین کا تصفیہ راہ راست یہ ہوتا تو اچھی بات ہے ورنہ یقین کر رکھ کہ ہم جنگ کے بغیر رہیں گے اور جب تک ہم میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہے گا متعلقہ سے باز نہ آئیں گے حادہ نے کہا ایسا ہی کرنا اور جو کچھ ہمیں اور ہمیں لازم آئے اس پر عمل کرنا اس کے بعد امیر المومنین علیؑ نے حکم دیا کہ سادی کر دی جائے کہ اہل عراق ایسے وطنوں اور مکانوں کی طرف مراجعت کریں سادہ نے بھی سادی کر دی کہ کوشامی گروہ بہت شلم لوٹ جائیں اب ابو موسیٰ شامی نے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا عمر دھام بڑا مکار اور جلیلہ شخص ہے دور کی شو چتا ہے میں اس کے فریب سے اندیشاں ہوں مباد مجھے غلطی میں مبتلا کر کے کوئی ایسا کام کر دے جس سے مجھے آپ کی جانب میں شرمندگی لازم آئے آپ اپنے صحابیوں میں سے کچھ مستعد آدمی میرے ہمراہ کر دیں کہ دوستہ المحمل میں ٹھیک کر میرے احوال کے حویاں دنگلان رہیں اگر دیکھیں کہ عمر دھام کوئی فریب کا ٹھنڈا اور مجھے دھوکہ دینا جاتا ہے تو مجھے متنبہ کرتے رہیں اور نیک صلاح دین امیر المومنین نے شریح بن ثانی کو پاس سواروں کے ساتھ بھیج دیا اور اس کے نام ایک حکم لکھ دیا کہ ابو موسیٰ کے حال سے ناخبر رہے شریح نے بہ اقرار فرمان روراری سہ کیا اشارہ راہ میں شریح کو ابو موسیٰ سے کہا جواب سمجھ لے کہ کام نہایت ہی نازک تو نے اختیار کیا ہے اور ایسے آپ کو ایک بڑے خطرناک کام میں مبتلا کر لیا ہے اگر تیرے قول و فعل سے کوئی شکل واقعہ پیش آگیا یا تو دھوکہ کھا گیا تو اسکی مصلحت کسی تدبیر سے ہو سکتی اور اس سے بڑھ کر کوئی اور خرابی عقل میں نہ آئے گی خوب یاد رکھ کہ تجھے عمر دھام سے سابقہ پڑا ہے ہر حال سے ہمیں ڈرنا اس لئے دین کو بعض دینا زحمت کر دیا ہے وہ تجھ سے کچھ بھی اندیشہ نہ کرے گا بہت سی غور و زہن کا گان کھول کر سنی رکھ کہ وہ مکار دغا باز دم برید و بد معاشرے



مقابلہ یرنگ آرائی نہ کرنے یا نہ اور کچھ غلط فہمی میں نہ ڈالے سداوتیری رمان سے کوئی ایسا کلمہ نکلائے جو رمانہ لائے ورنہ تک معصوم اعتراف میں رہے اور ہر وقت لوگوں کی زبانوں پر جاری رہے اور سونے لے کہا میں کسی امر میں کوتاہی نہ کر دگا جہاں تک طاقت تیری سے ملے اس معاملہ میں سعی و کوشش کا لاؤں گا اور کوئی مکتہ یا بیہودہ و گداز مت ہوئے دنگا میں امید کرتا ہوں کہ اس معاملہ کو اسے طریق یا حکام دو گنا کہ جس سے دونوں گروہ راضی نہ ہونگے۔ عرصہ ابو موسیٰ اور شریح ایسے ہمارے ہیں اور انصہ سمیت جانب دو متا الجملہ رواہ ہوئے معاویہ سے بھی تریحیل بن سبط کدی کو سواروں کے امورہ کشر کے ساتھ عمر وعاص کی ہمراہی میں روانہ کیا ابو موسیٰ نے عز و اتر مارا اور دوسرے مشائیت کے طریق یا اس کے ساتھ چلے حاربے تھے ابو موسیٰ نے اٹل سے کہا اب ہم سلامتی سے اٹلے بیٹھا حاد اور یقین رکھو کہ میں اس معاملہ میں درامی نہ کر دگا اور امت کی ہودی کا کوئی دقیقہ فرگد امت نہوگا میرا ارادہ ہے کہ ایسے عہدہ طریق سے فیصلہ فراروں گا کہ جس سے طرس خوش ہو جائے گے لا حول و لا قوة الا باللہ انکے بعد وہ لوگ اُسے رخصت کر کے واپس چلے آئے احفاس تنس بھی اُنکے ہمراہ تھا ابو موسیٰ سے کہا یقین رکھو کہ بہت مازک معاملہ ہے کوئی جھوٹا کام نہیں اور جو کچھ تو فیصلہ کرے گا رمانہ لائے ورنہ تک اسکا ذکر متارہے گا اگر کچھ سے کچھ عقلت ظہور میں آئی یا حوائق کو ضائع کر دیا تو پھر کبھی اسکا تدارک ہو سکیگا یہ ایسا ہی کام ہے جس سے تھے بھلا دیا ہے اگر تو حاسے ڈر کر جو عور و مکہ سے کام لے گا اور اس کے اتلا و احکام کو اچھی طرح سچ سمجھ لے گا تو اس کا ایک تفرہ بہت جلدی اور دائمی حاصل کرے گا اس جہان میں نیک نام ہوگا اور آخرت میں نیکوں اور صدقوں کے گروہ میں شمار ہوگا اور اگر عمر وعاص کے مکر و دس میں آگیا تو دنیا و آخرت دونوں تیرے ماتھے سے جاتے ہیں کے اور تو حیرت انگیز و الا آخرہ کا مصداق ہوگا دیکھو جب عمر وعاص سے ملے ہرگز اسکی تعظیم و تکریم میں سالہ نہ کرنا اور بیٹھو اسے سلام نہ کرنا اور تامل کرنا کہ یہی وہ تجھ کو سلام کرے اور اگر وہ تجھ کو سلام دے تو مت بیٹھنا اسکا کہنا کہ اسکا ساتھ ایک مسدیر رہ بیٹھا کہ وہ ایسے ہر قول و فعل میں ایک مکر و دغا و حیل یوتدہ رکھتا ہے یا دیکھ کہ اُنکے ساتھ کسی ایسے مکان میں نشست و گفتگو یا اجتماع کرنا جس میں کوٹھریاں ہوں کیونکہ وہ ارادہ مکاری ضرور اور جیاد میں کوٹھیاں رکھتا ہے کہ جو کچھ تو کہے وہ اسکی سن لیں اور تیرے قتالی گواہ نہائیں ابو موسیٰ نے جواب دیا کہ جو کچھ تو نے کہا اور حیا عن صواب میں تیری نصیحت سنیں اور انہیں قول کر لیا کہ کتنی کے ساتھ واپس چلے جاؤ اور مطمئن رہو اور یقین رکھو کہ کسی امر میں خطا سرور ہوگی انتہا اس حلقہ میں سے مطلب را اسکا اسی ڈھنگ سے فیصلہ فرار دیا جاوے گا احفاس نے حدیث امیر المومنین میں واپس آکر کہا میں ابو موسیٰ کو رخصت کر دیا اور طرح سے جو مناسب سمجھا لگا اسے ہاتھ کر دی گروہ توڑا یہ سادہ لوح آدمی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس معاملہ کو کس طرح طے کرے گا امیر المومنین سے واپس آیا یہ بات ہے تیرا کہنا درست ہے مگر جو رضی الہی اور حکم ربانی ہے وہ ہمیں مل سکتا تو خوب جانتا ہے کہ میں اس معاملہ میں ابو موسیٰ کے بیٹھے رہا مگر وہ تھا اب راضی ہوں واللہ یا لعن امویہ اللہ تعالیٰ انیا حکم ظاہر کرنے والا ہے الغرض لوگ موضع درندہ الحدیث میں جمع ہوئے اور عمر وعاص ابو موسیٰ سے بیٹھے بیٹھ گیا تھا جب ابو موسیٰ نے قریب بیٹھا تو عمر وعاص استقبال کے لئے اٹھ کر آیا اور بیٹھے خود سلام کیا ابو موسیٰ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ایسے سید پر رکھا اور کہا اسے بھائی تم تم عرصہ دراز سے جلاتے اور تھکے تھے اس کے لئے میں بہت ہی مستحق تھا اللہ تعالیٰ ہر کچھ بھلائی اور ہودی عطا کرے اسکے بعد عمر وعاص نے ابو موسیٰ کو اپنی مسد پر بٹھایا اور اسکی طرف مخاطب ہو کر کچھ دیر تک اُدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا پھر کھانا طلب کیا۔ جبہ خواں آیا ابو موسیٰ نے اسکے ہاتھ کھانا کھایا اس کے بعد ابو موسیٰ نے بلن کر ایسی جگہ چلا آیا اس پر رز درو ایک دوسرے کے پاس آنے جانے لگے کچھ کھاتے پیتے اور ہر قسم کی باتیں کرتے اور پھر اپنی اپنی جگہ پر چلے آئے اسی ربط و ربط میں کسی دل گذر گئے۔ حدیث بن حاتم طائی نے کہا اسے عمر و تو بیٹھ بیٹھ پیچھے پیچھے چھوٹا ہوتا ہے کیونکہ تیرا عیان عجب سے خالی ہیں اور اسے ابو موسیٰ تو ذرا تیرت ہیں رکھتا تیرا انجام کار بہت ضعیف ہے ہوگا۔ عمر نے کہا اسے حدیث سمجھو اور تجھ جیسے اور شخصوں کو اس معاملہ میں گھائش دخل نہیں ہے تو ہماری باتوں سے ہاتھ اٹھا نہیں اپنے حال پر ہے وہ پھر ابو موسیٰ کی طرف مخاطب ہو کر کہا لازم ہے کہ ہر شخص کو یہ مجال نہ ہوئی جاسے کہ وہ اس محفل میں آئے اور ہماری باتوں پر غور و فکر کرے اور معترض ہو الغرض حکمین کی یہ باتیں مشہور ہو گئیں جا بجا لوگ چرچا کرنے لگے کہ ابو موسیٰ اور عمر وعاص کے ہر خیال و اقوال ہم دیکھتے اور سننے میں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام کار ابو موسیٰ دھوکہ کھانے

علیؑ کو خلافت سے علیحدہ کر دے گا اور اس کا کام گاڑ دے گا کچھ لوگوں نے معاویہ سے کہا کہ عمر وعاص ام خلافت کو اپنی ذات کے واسطے قرار دیے کی فحاشی ہے وہ علیؑ کی طرف مایل ہے معاویہ کی طرف مائل ہے یہ بات سکر ہمت گھرایا۔ حیراں تھا اور یہ جانتا تھا کہ اس کی اگر سے معاویہ اس سے معاویہ کو جو طالب سے اس کے سلام کو حاضر ہوا تھا ملایا اور کہا مجھ سے آج کسی نے کہا ہے کہ عمر وعاص بہ تجھے دوست رکھتا ہے نہ علیؑ کو جانتا ہے۔ بلکہ وہ اس طرف سے ہے کہ کسی جلیلہ سے ام خلافت کو اپنے واسطے قرار دے تو اس جبر کی مست کیا کہتا ہے معاویہ نے کہا اگر مجھ سے ہو سکتا تو تیرے حق میں رائے ظاہر کرتا یا مصلحت دیکھتا تو علیؑ کی سرکھڑائی میں تیرا خطر ہوتا لیکن اب تو اس قدر ممکن ہے کہ دوستہ الحذل میں حاکم عمر وعاص والو موٹے کا حال دریافت کر کے واپس آؤں اور جو حقیقت حال ہو تجھ سے کہندوں معاویہ نے کہا تیری رائے بہت ٹھیک ہے جلدی جا اور تمام کیمیت معلوم کر کے محفلت واپس آؤں کہ اس کے سبب مجھ پر سونا اور آرام کرنا حرام ہو گیا ہے۔ اس کے بعد معاویہ رو رہا ہوا اور دوسرا الحذل میں داخل ہو کر پہلے ابو موسیٰ کے پاس گیا اسے سلام کیا اور کچھ عرصہ تک اس سے ہر قسم کی باتیں کرتا رہا پھر پوچھا تو اس شخص کی مست کیا کہتا ہے جو اس جنگ کے بہتے ہی گوتہ نہیں ہو گیا۔ علیؑ کا ساتھ دینا معاویہ کی طرف داری کی ابو موسیٰ نے کہا وہ بہت بڑا عقیدہ اور دانا شخص ہے معاویہ نے پھر کوئی بات نہ کی اور وہاں سے اٹھ کر عمر وعاص کے پاس آیا سلام کیا کچھ دیر ٹھیکر اور دھڑ دھڑ کی باتیں کرتا رہا پھر معاویہ نے پوچھا اسے اے ابا عبد اللہ اس شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جس نے ان سرکھڑائیوں میں جو رری کرنے سے پہلے پوچھا یا اور اس جھگڑوں اور کثرت حواری سے الگ تھلگ رہنا اختیار کر لیا ہوا عمر وعاص نے کہا وہ شخص تمام انسانوں میں عزتیں اور مدبج ہے کیونکہ یہ حق کو پہچانتا اور اس کی حرمت رکھتا ہے نہ مائل سے واقف ہے کہ اس سے پیر رکھے اس معاویہ وہاں سے راحت کر کے معاویہ کے پاس آیا اور کہا اس نے وہاں حاکم و دو نو سے ملاقات کی اس کی باتیں سنیں اس میں شک نہیں کہ ابو موسیٰ نے علیؑ کو خلافت سے علیحدہ کر دے گا مگر عمر وعاص کا یہ حال دکھا اور اس کی رانی ایسا کچھ سنا۔ سنا یہ ایسا کچھ خیال کچھ اور ہی ہے اس بات سے معاویہ کا فکر و تردد ہمت زیادہ ہو گیا اس معاملہ کے متعلق ایک نکتہ لکھ کر عمر وعاص کے پاس بھیجا کہ ایسی باتیں مت بھولیں مگر مجھے اعتبار نہیں آتا بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ تو میری رضامندی کا خیال رکھے گا اور اس قسم کی باتوں سے الگ رہے گا۔ عمر وعاص نے جواب میں سخت انکار کیا اور قسمیں کھائیں کہ کوئی ایسی بات میری زبان سے نکلے گی جس سے بدلہ ہو کر دے رہا ہو۔ خلافت کو کوئی ایسا خیال پیدا ہوا ہے جس سے ہمت عرصہ گر گیا اور انہوں نے کوئی فیصلہ نہ کیا یا آدمی رنجیدہ ہوئے۔ عمر وعاص اور ابو موسیٰ نے کہا اس معاملہ کو بہت عرصہ گر گیا ہے اور تم سے ابھی تک کوئی تجویز نہیں سنائی میں اندیشہ ہے کہ مدت مقررہ گزر جائے گی اور یہ معاملہ غیر فیصلہ ہی رہ جائے گا اور ہمیں پھر محروم جنگ ہوا بیٹے گا لوگوں نے جب یہ بات کہی تو عمر وعاص اٹھ کر ابو موسیٰ کے پاس آیا اور کہا مجھے یقین ہے کہ عراق والے طلب خون عثمان میں شامیوں سے کچھ کم سی و کوشش نہ کریں گے اور تو معاویہ کے حال بار اس کے خوف سے واقف ہی ہے مجھ سے سچ کہہ کہ تو نے اس معاملہ میں کیا سوچا ہے اور کس بات پر رائے زار پائی ہے ابو موسیٰ نے کہا جس دن عثمان اپنے گھر میں محصور تھا اس نے معاویہ سے مدد طلب کی تھی مگر اس نے مدد نہ کی حالانکہ وہ محتاج ہو سکتا تھا اگر میں مدد میں ہوتا تو ضرور اس کی مدد کرتا اور تو خوش جانتا ہے کہ علیؑ کی قیادت میں اہل بیت میں سے زیادہ ممتاز ہے حقدار معاویہ نبی امید میں عمر وعاص نے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن لوگ آگاہ ہیں کہ تو اہل عراق کا اس قدر ہوا احواہ نہیں حقدار شامیوں کا ہے اور تو علیؑ کو اتنا عزیز نہیں رکھتا حقدار میں معاویہ کو دوست رکھتا ہوں مگر کوئی یہ کہے کہ معاویہ غلام میں سے ہے اور اس کا لباس آخواب تو اس کا قول سچ ہو گا اور اگر کوئی یہ کہے کہ علیؑ نے عثمان کے قاتلوں کو اپنے پاس رکھ رکھنا ہے اور انہیں ہر باغیاں کرتے ہیں اور علیؑ نے عثمان کے دو عقول کو جنگ حل میں قتل کر دیا ہے تو اس کا کہنا بھی درست ہو گا کیا تیری رائے میں یہ بات ٹھیک نہیں کہ میں معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر دوں اور تو علیؑ کو اور ہم دونوں متفق ہو کر خلافت مجد اللہ بن عمر خطاب کو دیدیں وہ بڑا عابد راہب اور نہایت عبادت مند ہے اس جنگ میں اس نے کچھ مداخلت نہیں کی اپنی زبان تک کو حوں پر رسی سے آلودہ نہیں ہونے دیا ابو موسیٰ نے کہا تجھ پر اور حسینؑ نازل ہوئی ہے تو یہ تجھ پر نہیں کی ہے اور نہایت عمدہ رائے دی ہے عمر وعاص نے کہا یہ بات کس روز بیان کرنی چاہئے ابو موسیٰ نے کہا تجھے اختیار ہے زیادہ دیر لگانی



خلافت مصلحت ہو اگر نو پسند کرے کل میر کا دن، اور میر کا دن مبارک ہوتا ہے عمرو نے کہا ایسا ہی ہوگا میں کل یہاں طاہر ہو کر دوں گا اس کے بعد بیٹ کر اپنے قیام گاہ  
 پر آگیا اور اپنے حید معتمدوں سے یہ راریاں کر دیا اور انہیں گواہ مالیے کے واسطے درست کر لیا۔ دوسرے دن بھر ابو موسیٰ کے پاس گیا اور ح  
 گواہوں کو ان کا دہ کر لیا تھا ایسے ہمراہ لیتا گیا۔ اب ابو موسیٰ کے پاس بھیجا اور آدمی جمع ہو گئے کہ انکی تحویروں اور گفتگو کو سنیں عمر نے کہا اے ابو موسیٰ  
 تجھے اس حد کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جسکے سوا دوسرا دہاں کہ خلافت کے لئے وہ شخص زیادہ سراوار ہے جو قول کا پورا ہو یا وہ زیادہ متفق ہو  
 جو یوفا ہو۔ ابو موسیٰ نے کہا یہ سوال تو کچھ مشکل ہیں۔ ہر کام میں وفا شعار عداوت سے اچھا ہوتا ہے عمر نے کہا اے ابو موسیٰ تو عثمان کی نسبت کیا  
 کہتا ہے وہ ظالم ہو کر یا ر آگیا ہے یا مظلوم۔ ابو موسیٰ نے جواب مانظوم۔ عمر نے پھر پوچھا تو اس کے قاتل کی نسبت کیا کہتا ہے۔ اسکو عثمان کے  
 قصاص میں قتل کرنا چاہئے یا نہیں اس نے جواب دیا یہ حال عثمان کے قاتل کو قتل کرنا چاہئے۔ عمر نے کہا کس شخص کو قصاص عثمان کا حق حاصل ہو  
 اس نے کہا عثمان کے وارثوں کو یہ حق نہیں چاہیہ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ قَتَلَ مَطْلُومًا فَقَدْ حَكَمَ اَلْوَلِيَّ سُلْطَانًا یعنی جسے کسی کو  
 بیچھا قتل کر دیا ہے اس کے والی کو اس پر عطا کیا ہے۔ عمر نے کہا اے لوگو ابو موسیٰ کی ان باتوں کے گواہ رہا اور جوابات میں کہو گا اس کے بھی گواہ رہا  
 معاویہ عثمان کے اولیاء میں سے ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا اے عمر اٹھ اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر دے اور میں علی کو مغزول کر دوں گا کیونکہ میں انہی  
 کل والی تحویر پر قائم ہوں جو ہم دونوں نے قرار دی ہے۔ عمر نے کہا سبحان اللہ مجھے ہر مرتبہ حاصل نہیں کہ تجھ سے پیشتر کلام یا کوئی کام کروں۔ اللہ تعالیٰ  
 نے تجھے ایماں اور سحرش میں مجھ سے مقدم کیا ہے پھر میں تجھے آگے بڑھ کر کیونکر چل سکتا ہوں تو جو داز راہ سعادت اٹھ کر اپنی مراد اور تحویر بیان کر  
 جب تو اپنی دلی آرزو کو بیان کر چکے گا تو میں بھی جو کچھ کہتا ہے کہہ دوں گا۔ ابو موسیٰ اٹھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایاں کی۔ آج حلقہ کا ہجوم بھی بہت  
 ہی تھا۔ حمزہ کے بعد کہا اے لوگو گواہ ہو کہ سب بہتر وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قاتلوں میں رکھے اور وہی سب سے اچھا ہے جو اپنی آرزوں کا غم کھاتا  
 تم جانتے ہو کہ اس جنگ میں ہزار ہا آدمی مارے گئے ہیں اس میں سے اس معاملہ میں سوچ سمجھ کر اسی تحویر قائم کی ہے جس میں مسلمانوں کی بھلائی شامل  
 ہے اور یہ آتش فساد مٹا سکی۔ اور باقی مادہ مسلمان ہلاکت سے بچ جائیں گے۔ میری یہ رائے ہے کہ ہم علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے سرفراز کر کے  
 کام لیں اور ان اختیارات عالیشان کی سرورگی کا احصاء مشورہ پر رکھیں۔ پس اے لوگو اب آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے علی کو خلافت سے علیحدہ کر دیا  
 جس طرح میں نے اپنی انگلی سے یہ انگلی سے علیحدہ کر لی ہے۔ پھر اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد عمر عاص نے کھڑ ہو کر  
 اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایاں کی پھر کہا اے لوگو ابو موسیٰ استعری لے جو سونہرا کایمن کا قاصد اور ابو بکر کا قائم مقام اور عمر خطاب کا عامل اور اہل عراق کا  
 حکم ہے اس وقت علی کو خلافت سے علیحدہ کر دیا ہے چنانچہ تم سب نے بخوبی دیکھ لیا اور سن لیا ہے۔ اس نے علی کو خلافت سے الگ کر دیا اور اپنے  
 معاویہ کو خلافت برا سطح قائم کر دیا جس طرح اپنی انگلی میں یہ انگوٹھی بہن لی ہے۔ تم سب گواہ رہنا۔ یہ کہہ کر بیٹھ گیا۔ ابو موسیٰ نے کہا خدا کی قسم میں نے  
 یہ بات قرار نہیں دی تھی۔ اے مکار بدکار ظالم بیجا حیلہ ساز بہانہ جو تجھ پر حد کی لعنت ہو تیری وہی مثل ہے جیسا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے  
 مَثَلُ الْكَلْبِ اِنْ مِجَلَ عَلَيْهِ يَلْهَثُ اَوْ يَتْرَكَ يَلْهَثُ عَمْرًا اب ایسا ہی کہا کرتے ہیں اس وقت جو تو جانتا ہے کہ لے تیری وہی مثل ہے  
 جو کلام الہی میں درج ہے۔ مکمل الحمار مِجَلَ اسْمَارًا العوض جب بد فاعل طاہر ہو تو ابو موسیٰ عمر کو سحت و سست گالیاں دینے لگا اور عمر  
 ابو موسیٰ کے ساتھ دشنام دہی سے پیش آیا۔ اب ہم دھیانہ گفتگو ہوئے گی۔ لوگوں کو حصہ آیا بعض کہے لگے آخر کار عمر نے ابو موسیٰ کو دھوکہ دیا  
 ابو موسیٰ کو حکم ہی مقرر کرنا چاہئے تھا۔ امیر المومنین اسکی عداوت اور حاقب سے مطلع تھے اس لئے دراضا مندرج تھے کہ اسے حکم قرار دیں آپ  
 ہرگز قبول نہ کرنے تھے اور اس کے ردانہ کرنے کی نسبت سخت مصرعے۔ انجام کار یہ میخ نکلا اب ضرور ہے کہ ہم دشمنوں کی ملامت میں۔ لوگ

باقی کر رہے تھے کہ عمر انیس سے اٹھک یا ہر چلا گیا اور نے دامگاہ میرا اور رہا شمار و کو لکھ بھیجے ۵ اثبات الحلالہ فی حد رھا و ہدیۃ  
 صوانہ الیونا و نور الیث رقاب العروس و ناموں میں سفنک الدار عیبا و مما لا متعری لواء الوفاء و حامل الد کر فی الا سعریا  
 فعال و قلب کنت امرا و اری الوری المخصم حتی ملیا و فدھا اس ہمد علی باسہ و فمد دافع اللہ ما لحد ریا و فمد دافع اللہ  
 عس شامک و عد و استنا و حد مار و دوا و اب اہل شام حوش ہو گئے اور اہل عراق کو ملامت کر لے گئے۔ سجد میں قیس بھاری لے کھڑے ہو کر کہا اگر ہم  
 راہ راست ہر بات قدم رہتے اور ان لوگوں سے برابر جنگ کئے جاتے تو ہمیں شاموں کی ملامت نہ سننی پڑتی۔ حیران بھی کچھ نہیں گیا۔ ہم پر یہ  
 داحت نہیں ہو گا کہ عمر کے فریب ہی اور ابو موسیٰ کی حماقت کے سبب ہر اس کو ترک کر دیں۔ ہم آج بھی اسی بول پر کراہتے ہیں جس پر کل تھے۔  
 امیر المومنین علیؑ کے لشکر کے نام سردار اسی طرح اٹھ اٹھ کر رلے رنی کرے تھے کہ ہم ان حکم کے اس قسم کے فیصلہ کو منظور نہیں کرتے اور جنگ اٹھاتا  
 کریں گے۔ اب تمام سرداران عرب اسی رلے پر متفق ہو گئے۔ لیکن اشعث بن قیس عاموش تھا استرے اس سے کہا اے اشعث کیا یہ کام نیراہی  
 کیا ہوا نہیں ہے۔ کیا تو نے ہی مسلمانوں کے حق میں بغی اور غار گوارا نہیں کی۔ اول حکم مقرر کرے سے صامدی ظاہر کی پھر ابو موسیٰ کے حکم  
 مقرر کرے پھر صوا آخر کار یہ نتیجہ نکلا اشعث اس بات سے ناخوش ہو کر عصہ میں بھرا یا اور ایک شامی نے جو معاویہ کا طرفدار تھا کہا فہ اسے ڈرو چیر جب  
 نہ چھیر و کو نہ لکھڑا سواستہ یہ جنگ پھر چھیر گئی نویم تم میں سے ایک شخص بھی رہ رہ رہ گیا۔ جب حکم کے فیصلہ کی خبر امیر المومنین علیؑ کو ہوئی فرمایا  
 یہی بات میں اس دن کہتا تھا جسک یہ امر در دیا حار تھا اور میں سخت اسکا کرتا تھا کہ ابو موسیٰ اس کام کی لباقت نہیں رکھتا۔ تنہا حاج سے  
 کہا کہ نہیں خدا کی قسم ابو موسیٰ اس کام کے لئے سب سے زیادہ لائق و فائق ہے۔ تنہا مرا حکم مانا محصور ہو کر تمہارا کہنا میں نے منظور کر لیا۔ اب  
 پھر جب اختیار کر باطاف مصلحت ہے۔ مناسب ہے کہ سب اپنے لیے گھروں کی طرف واپس چلے جلا و اور جب مقررہ مسافر گذر جائے اور شکر بھی نکان  
 رفع کرے اس وقت پھر سر مقابلہ ہوں۔ اسے اس رلے کو قبول کر لیا اور لشکر کے ایسے و سطوں کی طرف مراجعت کی۔ ابو موسیٰ استعری امیر المومنین علیؑ  
 کی خدمت میں حاضر ہوا بلکہ اسی جگہ سے سب سے بہت کہ روانہ ہو گیا اب نے اس کے حق میں یہ یطم التاکی ۵ یارب ان کا ابو موسیٰ ظلمہ و وحی  
 فی حکم حین حکم و فاددہ۔ لیمہ من و حسن اعمی اصمہ لا یطار السهل و لا یورع الا کمرہ بیان کرتے ہیں کہ اباب کوئی شخص نے  
 انصرت سے یوحیا کہ یہ معرکہ آرائی جو ہم نے شامیوں کے سامنے کیا مرضی الہی سے متعلق تھی امیر المومنین نے فرمایا اے شیخ اس خدا کی قسم جس نے  
 دواہ کو جبر اور اس سے درخت اگایا اور لسان کو طعن کیا کہ اسکا کوئی سدہ اس کے ارادہ اور نشتا کے خلاف ایقہ قائم نہ اٹھا سکتا ہے۔ ایک سانس  
 ہی لے سکتا ہے ۵ حکم و نغیر برگے زریع شاخ و از حرم خاک تا بجلی کہ شتریت ۵ اس کوئی نے جناب میر کا کلام شکر آپ کی مدح میں  
 یہ اشعار لکھے۔ ۵ ات الامام المادی و حویط اعة۔ یوم الشور من الرض عفرنا و اوضحت من دسا ماکان ملتسا و حراک و لایث  
 ہذا۔ انا و ہسی قدا و الحیر لاس کلہم بعد الہی علی الحیر مولا ۵ احی النبی مولی المومنین معا و اقل الناس تصدیقا  
 و ایمانا و یعل ست ہی اللہ فاطمہ اکو بھلستہ و استرا و اعلانا ۵ الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی سید النین و خاتم المرسلین  
 و علی الاطیین الطاہرین کہ جنگ صفین کے واقعات تمام ہو گئے +

**جنگ صفین سے مراجعت کر نیکی بعد مسلمانوں کے ممالک کو معاویہ بن ابی سفیان کا غارت کرنا**

ابو محمد احمد بن اعظم کوئی کا بیان ہے کہ نہ ہوا دیوں نے ندرایت کی ہے کہ جب امیر المومنین علیؑ اور معاویہ بن ابی سفیان کے ممالک



حکام متوجہ ذکر ہو چکا ہے جس میں کی لڑائیاں دفع میں آجکیں اور عمر عاص اور ابو موسیٰ اشعری نے مذکورہ بالا طریق پر فصلہ ظاہر کیا اور شامی لشکر تمام کی طرف اور اہل عراق کی سمت مراجعت کر گئے اور امیر المومنین علی نے کوفہ میں اور معاویہ نے شام میں قیام کیا اسکے بعد معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری کو حو اسکی طرف سے ملک شام کا کو قوال اور سردار ابن لشکر میں سے مشہور شخص تھا طلب کر کے سواروں کا ایک سکروالہ کیا کہ بی کلب کے نواح کے راستہ سماء کو جہان سے کوفہ اور اسکے نواح کو جاتے ہیں ایسے قصہ میں کر کے اتارا راہ کی ہر سڑے کو مراد کر ڈالے۔ وہ سواروں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پہلی سرل تغلبہ میں آبا پھر قطع طانہ میں آٹرا۔ امیر المومنین علی کو بھی اس امر کی اطلاع ہوئی آپ نے ایک صحابی جس میں عدی کدہ کی کوٹلا کر دوہرا سوار جو الے گئے اور فرمایا اچھلت جا کر ضحاک کے دس بردے سے اس علاقہ کو بھاسو تو ضحاک بنی کلب میں پہنچ کر قتل و غارت گری میں مصروف تھا اور اس نے تغلبہ کے رئیس عمر بن سعد علانی کو حو امیر المومنین کا ایک ٹرا بکو کا صحابی تھا قتل کر دیا تھا جب جس عدی اور اسکے دوہرا سواروں کی آمد آمد سے مطلع ہوا اپنی فوج سے کہا ہم کوفہ کے منصل آئیے ہیں اور علی کے ایک صحابی کو مار ڈالا ہو مگر جس سے جنگ کرے کی طاقت نہیں ہے ہمیں ہتھاری کیا صلاح ہے۔ سب نے کہا ہاں یہاں سے کوچ کر دیا جائے۔ اگر جرحہ نے بھیجا کیا تو پھر اس سے جنگ کرینگے ورنہ سلامتی سے خدمت معاویہ میں پہنچ جائینگے۔ اور اسے تمام کیفیت سے اطلاع دینگے ضحاک نے کہا تمہارا کہا درست ہے اور اسی وقت بجائے شام کوچ کر دیا۔ جرحہ نے انکے بھاگنے کی خبر سکر تفاق کیا اور ہی کلب کے نواح میں جا لیا ضحاک نے جرحہ کو مقابلہ کیا اور اسکے سات آدمی مارے گئے۔ اور جرحہ کی فوج میں سے چار آدمی گام آئے انہیں کام کا جرحہ محمد ہوا اور ضحاک تنکس کھا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔ جرحہ اسے لے گیا اور اسے لے کر امیر المومنین کی خدمت میں تمام حال عرض کیا جب ضحاک مغلوب ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا تو معاویہ نے سردار ابن شام میں سے ایک شخص نزیہ بن تنجرہ دباوی کو لے کر کہا میں جانتا ہوں کہ تو مکہ میں جا کر میری سات میں حاجیوں کو ترالط جیرو قائم کرے اور علی کے پاس کو وہاں سے نکال دے اور حاجیوں کو جو تمام اطراف و جوار سے آئے ہیں میری بیعت میں لائے اور کوئی ایسی نذر نہ کرے کہ وہ علی کی محبت سے ہزار ہو جائیں اور مجھے طبعاً لیں۔ نیز لے لیا جیسا امیر المومنین کا حکم ہے ایسا ہی کرونگا معاویہ نے کہا مجھے تیری خصلت کی خوبی اور طریقہ کی سختی معلوم ہو گئی میں نری رنے اور ظن سے جو بے اقب ہوں۔ مجھے حرم خدا تعالیٰ میں جگہ کرنے کے لئے نہیں بھیجتا بلکہ اس لئے بھیجتا ہوں کہ جو لوگ دھڑا دھڑ سے اس پاک عہد پر آتے ہیں ان کے دلوں کو مائل کرے اور اچھے کلمات کہے۔ اور اگر ممکن ہو کہ حرم میں تلوار کھینچے اور حوں ہائے تعمیر علی کا نائب مکہ سے جلا جائے تو اسے نکال دیا اور اگر دیکھے کہ جنگ صلہ بغیر اس کا زکا نا ممکن نہیں تو اس سے کچھ معترض ہونا۔ یہ بد بے کہانیں تیرا مطلب سمجھ گیا ایسا ہی عمل میں لاؤنگا میں ایسا شخص نہیں کہ حرم الہی میں جسکی حرمت اس پر یہ سے ثابت ہے کہ دس دھلہ کاں اما کسی تنفس کو خوف زدہ کر دے معاویہ نے کہا میں نے تیری بات سن لی اور مجھے بسد آئی شام کے اراکین اور لشکر کے بہادر اور حیدرہ چیدہ عربی جنگجو شخصوں میں سے تین ہزار سوار دیکھ کر سمجھایا اور بھڑکتی کی اور کہا میں نے نذر آگاہ ہو کہ میں تجھے مکہ میں بھیجتا ہوں اور کہہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور وہ میری جائے سیدائش و بیرون ہے اور اہل کو وہ میری قوم اور گروہ کے لوگ ہیں خدا نے دنیا اور انہیں حو زدہ نکرنا میں ہر گز یہ برائی زندگی اور درستی احوال کا آرزو مند ہوں اور ذرا گوارا نہیں کرتا کہ انہیں کسی طرح سے کلب سے پہنچے میری اس نصیحت کو جو ان کے حق میں کی ہے باور رکھنا اور اس سے روگرداں نہ ہونا خدا پر بھروسہ کر کے روانہ ہو جاوے یہ نذر کہ اللہم انی است اعظم مجاہدۃ میں سعی علی خلیفۃ عثمان و ہذا شجرۃ و کما مدۃ من ابی علیہ مجاہدۃ و حد لہ اللہم و انکلت قصیدت بین خدۃ الجیس و بین اہل جہات حریا فاکفی ذالک یعنی اے خدا میں اس شخص کی حرمت نہیں کرونگا جس نے تیرے طریقہ عثمان کے قتل میں سعی کی اس کا یہ ردہ حرمت جاگ کیا اور اس پر ظلم و ستم جائز نہ تھا چھوڑ دیا۔ لے خدا اگر کسی نے حکم دیا کہ اس لشکر اور باشندگان جرحہ

میں جنگ ہو تو مجھے اس سے بڑھ کر کھانا یہ دعا مانگ کر کہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت قسم بن عباس بن عبد المطلب امیر المومنین علی کی طرف سے مکہ میں موجود تھا۔ یہ قریب ایک سو تیس لوگوں کو جمع کر کے حمد و ثناء الہی اور درود و رسالت باہمی کے بعد کہا اے لوگو! تمہارا اس کا سر جو ظلم و فساد کے لئے لڑا ہے اور عدل و مروت سے دراعلام نہیں رکھتے آیا جاتا ہے اسکا منہ یہ ہے کہ یہی سرحد میں تشریف لائیں اور راہ حق کے طریقوں میں تبدیلیاں واقع کریں۔ تم کہو کیا ارادہ رکھتے ہو۔ اُن سے جنگ میں آؤ گے یا صلح کر دو گے۔ سکر نام آدمی خاموش رہ گئے کسی نے قسم کی بات کا کچھ جواب دیا قسم نے کہا اگرچہ تمہیں لظاہر کچھ جواب نہیں دیا مگر مجھے حال معلوم ہو گیا کہ تمہارا دلی استا کیا ہے۔ اس میں ستر سے کھلی آؤنگا اور اس یاس کے بہاڑوں میں قیام کرونگا اور دیکھو نگا کہ اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے۔ سید بن عباس نے کہا اے قسم تو ہمارا امیر اور ہم تیری عزت میں اور سب تیرے حکم کے فرمانبردار ہیں اگر اس آئینہ لشکر سے تو جنگ کر گیا تو ہم سب تیرا ساتھ دیں گے اور اگر صلح کر لیا تو ہمیں اس سے بھی کچھ انکار ہوگا۔ ہم حال میں زیرے مطیع و مان ہیں۔ جو مصلحت دیکھے اس پر عمل کرواں گے۔ قسم نے کہا اموس لے مکہ والوں میں تمہاری باتوں کے دھوکے میں نہ آؤنگا میں جانتا ہوں کہ جو کچھ کہتے ہو اسے پورا کر دو گے اور یہ اس سب کی میں دیکھتا ہوں تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کچھ کہو کھائے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کی خدمت میں عرصہ لکھ کر تمام کیفیت سے مطلع کر دوں اور جو دشمن سے کلک متصل کے بہاڑوں میں قیام کر کے منظر رہوں اگر میرے واسطے مدد بھیج دی کہ اُسے قوی ہوتے ہو کر اس سامی لشکر کو منتشر کر دوں تو اپنی جگہ سے نکل کر انہیں پس پا کرونگا اور اگر مدد نہ بھیجی یا کسی اور تجویز کے متعلق کوئی حکم بھیجا تو حسبِ اہت عمل کرونگا والسلام۔ ابو سعید خدری نے کہا اے امیر حرم خدا کی بہت بڑی حرمت ہے حقوقِ بنیامی صحت آئے تو اُسے مقابلہ کر لے میں جلدی کرنا محض ہارنا اور نہ ہرے ماہرہ خاندان جب یہ لوگ آجائیں اور تو دیکھے کہ میں اُسے زیادہ قوی دست ہوں تو ماہر نکل کر انکو شکست دیا اور نہ تھوڑے عرصہ میں اراہہ ظاہر کیا ہی بہاڑوں میں جا بھڑا اور سطح کی احتیاط رکھا پھر حشوت تو جا بھڑا وہاں سے باہر آسکتا ہے اور اب تو توقف کرنا ہی مناسب ہے قسم نے کہا تو نے ٹھیک لے دی۔ میرا اسکے کہنے کے مطابق مکہ میں بھڑا رہا اور امیر المومنین کو یہ خبر سن کر تجوہ کے مع لشکر آنے سے مطلع کیا۔ اسے حرا کر اور میرے تشریف لیا کرا خطہ بڑھا حمد و ثناء باری تعالیٰ کے بعد اسکے ہر قسم کے عطیات اور نعمتوں کا ذکر کر کے رسول خدا پر درود بھیجا۔ پھر کہا اے لوگو مجھے حطی ہے کہ معاویہ نے ایک شامی لشکر جو بڑے ظالم ہیں نہ کانوں سے کلمہ حق سننے میں نہ کانھوں سے راہ راست دیکھتے ہیں مکہ چڑھا کر بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ لوگوں سے معاویہ کی معیت لیں اور اطاعت میں لائیں اور اسکی نیابت میں حج کی رسمیں ادا کر لیں جائیں اور میرے خائب کوچ کے طریقوں کی ادائیگی سے روک کر شہر سے نکال دیں بنیامی لشکر ظالموں اور مصلحتوں کا مجمع ہے حق کو باطل سے پوشیدہ کرتے خلقت کو نافرمانی خدا میں مبتلا کرتے ہیں۔ یہ سلطان کے مددگار اور گمراہ و بدعتی فرقہ کے تابعین ہیں۔ دینداروں اور ایمان والوں کے دشمن ہیں۔ بہر حال انکو دفعہ کرنا ضرور ہے۔ تم تیار ہو جاؤ اور بجلت تمام انکی حرا کرو اور اسکے مقابلہ سے ناموری اور باتیں ہرے والا ذکر اور نواب رین حال کرو۔ معتقل بن قیس کو جو ثرا منتفی اور میں شخص ہے اور کثرت احتیاط اور یہ ہنگامی کے علاوہ شجاعت و شہادت بے اندازہ رکھتا ہے اور عقل و ہوش میں بیکتا ہے اس میں ہر ماہر کرتا ہوں اور جو سردار اس میں اسکا ساتھ دینگے انکو ہمراہ کرتا ہوں۔ سلام کہ جلدی کرو اور اسکے ہمراہ روانہ ہو جاؤ۔ اور یقین رکھو کہ اس میں ہر قسم کی مساویں حال ہوگی اور اس جہاد سے حکام اور بخشش کے دروازے تیرے کساد ہو جائیں گے۔ اور وہ گروہ جو تابع شیطان ہے مقہور اور منتشر ہوگا۔ وَاٰلِہٖمُ السَّلَامُ عَلٰی الْمُسَدِّیْنَ والسلام۔ امیر المومنین کے اس شاندار براہل کو دوحوش میں آئے اور ہر گوشہ مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ سنے سنا اور قبول کیا ایک ہزار سات سو بہادر عربی سوار جمع ہو گئے۔ رمان بن عمرو بن ہودہ خرمی الوظیفیل حاضر بن داؤد کنانی اور ایسے ہی اور بہرہ و معروف بہادروں نے اس جنگ کی رغبت ظاہر کی۔ پھر سوار ایک ہزار سات سو سوار لیکر کوثر سے بجانب مکہ روانہ ہوئے۔ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ تھی اور جب پہنچے ج کا وقت گزر گیا تھا یہ بن عمرو قریہ سے دور ذریعہ عرفت میں



پہنچ گیا تھا اس نے سادی کی کہ کسی شخص کو تھے کچھ عرصہ نہیں ہے ہم سب داماں میں ہو مگر صرف ہی شخص جو ہم سے جنگ کرے گا۔ اور محالہ طریقیہ اختیار کرے گا۔ بھر کہا کسی ایک نامور صحابی کو سرے ماس لاؤ۔ لوگوں نے کہا ابو سعید خدری یہاں موجود ہے۔ کہا اسکو لاؤ۔ جنگ یا تو سلام کر کے ٹھہ گیا۔ مرید نے حواس نام کے لہ کہا اے ابو سعید اللہ تعالیٰ تجھے کتنے آگاہ ہو کہ میں یہاں لوگوں کی دلداری اور دیہی قاعدوں کی تاکید اور شرع میں کی مبادی کے استحکام کے لئے آیا ہوں۔ دلوں میں تفرقہ ڈالنے اور سادریا کر کے لئے۔ اگر میں چاہوں تو تمہارے امیر کو گرفتار اور قید کر کے معاویہ کے پاس بھیج دوں کسی کو یہ مجال نہیں ہو سکتی کہ مجھے اس ارادہ سے مار رکھے لیکن میں خود گوارا نہیں کرتا کہ حرمِ حرام میں جنگ کروں اور اس مارکن بول میں فتنہ برپا کروں مصلحت یہ ہے کہ تمہارا امیر امام سے دست بردار ہو جائے اور میں بھی امام مکروں تم سب اپنے اتفاق اور اجماع سے کسی اور شخص کو مقرر کر دو امامت کر لئے تاکہ ہم میں کوئی گفتگو پیدا نہ ہو اور اللہ رحمان اور رحیم ہے۔ اس معاملہ میں میری کوئی اور عرض نہیں مگر یہ کہ طریقہ کیلئے عافیت چاہوں اور اصلاح حالت میں سعی کروں۔ ابو سعید خدری نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بکثرت لائے میں تمام تباہیوں میں کسی کو تجھ سے زیادہ نیک اعتقاد اور مسلمانوں کی رعایت اور خواہی میں کامل اور فاضل تر میں سمجھتا۔ اسکے بعد ابو سعید قتم کے پاس آیا اور یہ باتیں سنائیں اور کارِ عید میں امامت کی مستیری کی خواہش بیاں کر کے پوچھا کہ تیری کیا مصلحت ہے قتم نے کہا میری جس امر کو ماسب سمجھتا ہے میں بھی اس سے صامد ہوں۔ اسکے بعد تمام برگلادہ سرداراں مکہ کے ملکیہ امر قرار دیا کہ شہید عثمان عبدی امامت کرے اور ماسب در مراسم حج ادا کر لئے۔ آخر یہی بات قرار لگئی اور شیشہ کو اعزاز دی۔ حسیہ بے مار ٹیڑھا دی اور مناسک حج میں قیام کیا تو نیریہ لے لیے ہزار بیوں سے مخاطب ہو کر کہا اے اہل شام آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی کرامت کی اور شمر کو تھے مار رکھا۔ یہی کہ تھے امام وقت اور حلیہ رباں کی اطاعت میں حج کیا اور ماسب کے طریقوں پر قیام کیا اور شمر یہ کہ تمہارے ہاتھ کو علی ابوطالب کے لوگوں کی تعرض سے اور لکے ہاتھ کو تمہاری مخالفت سے روکا۔ اب تم یک بجتی اور احرا و شکریہ کے ساتھ واپس چلو۔ اہل شام نیریہ کی بات سے ٹرے خوش ہوئے اور حارث نامہ راحت کی معقل بن قیس حنظلہ لشکر لے کر کوفہ کی طرف سے آیا تو کچھ عرصے اور انہوں نے مطلع کیا کہ نیریہ اور اسکا لشکر شام کی طرف واپس چلا گیا۔ معقل بن قیس نے مکہ کا راستہ چھوڑ کر اور جانب شام روانہ ہوا۔ اسراہ میں جبر لگی کہ انہوں نے وادی القریٰ میں قیام کیا تھا۔ اسلئے نعمت تمام وادی القریٰ کی طرف حلا اور قریب پہنچ کر دیکھا کہ وہ وادی القریٰ کے دریا کے کنارہ اترے تھے قیس نے اپنے لشکر سے کہا میری بات سنو انہوں نے کہا بیان کر قیس نے کہا یہ ٹرا حطرا کا کام ہے جو مجھے احمام دیا ٹیڑھا۔ تم مردوں کی طرح رہنا اور سبھی تمام جنگ کرنا۔ اگر میں مارا جاؤں تو میری طرف سے تمہارا امیر ابو طعیل عامر بن وائل ہوگا اور اگر وہ بھی کام لے تو رہاں بن حمزہ میر ہوگا اور اگر وہ بھی قتل ہو جائے طہیاں مارہ کو امیر سمجھا اور وہ بھی رہاں رہے تو ابو راع ساکری امارت پر تمل ہو۔ وصیت کر کے آگے بڑھا۔ وادی قریٰ میں پہنچا تو دیکھا کہ شامی لشکر کوچ کر گیا نہ صرف لکے دس آدمی رہ گئے تھے حوایہ اوٹوں پر اسکا در ہے تھے معقل نے انہیں قید کر لیا اور جو کچھ سار و سامان اور اسلحہ لکے پاس تھے جھین لے شامی لشکر نے بھی اسکا معقل آٹھنچا اور اپنے امیر سے کہا ماسب کہ لٹے ٹھٹ کر اسے قیدی چھڑا جائیں۔ مرید نے کہا اٹا ٹھٹا خلاف مصلحت ہے جب تک کہ معلوم ہو جائے کہ انکی قوت کس قدر ہے آیا ہم فتح پا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر عراق والے اس قدر قوی ہوتے تو وہ ہمارا تعاقب کرتے یہ کہہ کر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور معقل نے یہ بات معلوم کر کے کہ تعاقب سے کوئی مینہ بکے گا کوہ کی طرف مراجعت کی اور ان دس شخصوں کو امیر المومنین کے سامنے حاضر کیا اور تمام کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ یہاں قید خانہ میں رکھو کیونکہ معاویہ نے بھی ہمارے چند آدمی قید کر رکھے ہیں۔ جب وہ انہیں بھی بگا تو ہم انہیں چھوڑ دینگے۔ الغرض جب مرید نے معاویہ کے پاس پہنچ کر متوجہ کیفیت سنائی اور کہا کہ ہمارے دس آدمیوں کو قید کر لیا ہے تو معاویہ نے کہا خدری نکر و مجھے اٹے چھڑا کے کاتے زیادہ خیال ہے۔ اسکے بعد حرت بن ثروغی کو بلا کر ادراک ہاں

حکمو سواروں کے حکم دیا کہ ملاد حریرہ رود کو اور ہر ایک اس موضع کو جو علیؑ کی اطاعت کا دم بھرتا ہو قتل اور تاراج کر ڈال۔ حرت سے شہر ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ ہو کر نصیبیں اور دارا کے علاقہ تک آیا اور تنی تعلق کے ایک گروہ کو جو علیؑ کی طرفدار تھی عارت کر کے اٹھ آدمی گرفتار کر لئے پھر شام کی طرف مراجعت کی۔ اس حریرہ والوں میں سے ایک شخص اسمعیٰ بن عقبہ بن دعل حرت کے فعل کی انتقام کشی کے لئے اٹھا اور سی تعلق کے کچھ آدمی جمع کر کے عصر صبح کی طرف روانہ ہوا اور دریائے دوات کو عبور کر کے وراج شام کو جانوٹا اور تنیا رمال و دولت اور اسات در مولتی کنبر لیکر صحیح سالم واپس چلا آیا اور ایک قطعہ لکھا حکم مطلع یہ ہے کہ اہل صلح معاویہ سے صحیح و مالی قناعت سمجھا لیا۔ امیر المومنین علیؑ نے معاویہ کو اس حصوں کا خط لکھا کہ یہ خط امیر المومنین علیؑ کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام ہے۔ واضح ہو کہ اللہ جل شانہ مصفا و عادل ہے وہ ظلم نہیں کرتا اور وہ جبار ہے کہ اسیر کوئی غلبہ نہیں کر سکتا نیکی کا دلایک عطا کرتا ہے اور اس کے مدے کو کچھ ظلم و ستم اور حرم و خطا کرتے ہیں اس پر صبر کرتا ہے اور حقت آہستہ آہستہ تو ہر فعل کی سزا اور ہر ایک بری بات کا بدلہ دیتا ہے۔ اے معاویہ تجھے دیا کیو اسطے بیدار نہیں کیا تو اس میں ہمتیہ رہ رہ گیا۔ خواہ تیری عمر کتنی ہی دراز کیوں ہو احکام کا موت کا مرا حکیجے گا۔ دیا گر چالے والی اور دیا کی محنت بھی گرے والی حیر ہے۔ خدا سے ڈر۔ انصاف کو ہاتھ سے نکھو اور شیطانی دوسوں میں شرک و باطل طریقے اختیار نہ کریں اس خدا کی جسکے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچی قسم کھاتا ہوں کہ حقت میں مجھے اور تجھے ایک جگہ کھڑا کر دیں گے اور میرے تیرے درمیان میں اس اللہ برحق فیصلہ ہوگا۔ آگاہ ہو کہ میں یہ خط ایسے قاصد سعد کے ہاتھ روانہ کرتا ہوں اور مدعا یہ ہے کہ جو قیدی ایک دوسرے کے ہمارے اور تمہارے پاس ہیں رہا کر دے جائیں والسلام۔ جب سعد نے معاویہ کے پاس پہنچ کر سلام پہنچا دیا تو معاویہ نے اپنے پاس کے تمام قیدی جو علیؑ کے طرفدار تھے جھوڑ دے اور جب یہ حرم امیر المومنینؑ نے سنی حکم دیا کہ معاویہ کے تمام قیدی رہا کر دے جائیں۔ اسکے بعد لوگوں کو یہ خیال ہو گیا کہ اب معاویہ دست درازی نہ کرے گا لیکن ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ معاویہ نے ایسے ایک امیر سفیان بن عوف کو شری بجاری جمعیت کے ساتھ عراق کی طرف بھیجا کہ اس علاقہ کو تاح و تاراج کر ڈالے اور شیعیان علیؑ کو جہاں کہیں پائے قتل کر دے۔ سفیان حسب الامر معاویہ عراق کی طرف نرھا اور نہر ہیت میں داخل ہوا کیل میں زیادے جو امیر المومنینؑ کی طرف سے وہاں حاکم تھا یہ حرم سرکر کہ شامی لشکر بقصد ہیت آ رہا ہے ایسے دوستوں میں سے ایک شخص کو بچا پس پیدل دیکھ وہاں چھوڑا اور خود ماہر نکلا کہ اس لشکر کا مقابلہ کر دے گا۔ کیل کے چلے جانے کے بعد سفیان نے اس سہر اور تمام وراج کو تاراج کر ڈالا کوئی اس کا مقابلہ کرے والا نہ تھا یہ ہمت سے انار کی طرف چلا۔ یہاں ایک شخص لاش بن حسان مکی نام امیر المومنینؑ کا صحابی موجود تھا۔ جب تک سفیان کے ایک جبر ہوا علیؑ نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور بھی چند کس جو احوال ان امیر المومنینؑ کو قتل کیا پھر تمام سہر کو غارت اور ربا کر کے کم و بیش جو کچھ پایا لوٹ لیا اور بحسب سلام مراجعت کی جو وقت امیر المومنینؑ علیؑ کو اس حال کی خبر ہوئی پہلے قصہ کیا کہ جو دارا اس حادثہ کا تدارک کریں مگر بعد کو ماست سمجھا اور سعید بن قیس کو ملا کر اور کوئی سواروں کا جھٹھا ساتھ کر کے حکم دیا کہ سفیان بن عوف کے نشان قدم چالے اور تعلق میں سعی ملین کر کے اسے جا بکڑے۔ سعید حسب الحکم حجاب میٹر بہ تعجیل تمام روانہ ہوا اور سفیان کو تلاش کرتا ہوا سرزمین غایات تک پہنچا مگر نہ ملے۔ آیا۔ اب اسکے لشکر کے گھوڑے اور آدمی کماں سے چور ہو گئے تھے اس نے اپنی فوج کے ایک نامور بہادر ہانی بن خطاب کے دو اسبہ سواروں کا دستہ دیکھ اسکی تلاش میں روانہ کیا۔ ہانی شری تیر قناری سے کوچ کرتا ہوا انام کے دیہات تک گیا اور وہاں سے صفین کے مقام پہنچا پھر بھی سفیان کا کچھ پتہ نہ لگا۔ اسلئے بلٹ کر سعید کے پاس آیا اور سب جمعیت کہہ سانی۔ سعید نے کہا اس ملعون کی تلاش اب بیفائدہ ہے۔ غرض وہاں سے مراجعت کر کے امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا کہہ سنا اور یہ بھی عرض کر دیا کہ کیل بن زیاد ہیت سے بچ کر جانے پر ملامت کی چند روز کے بعد معاویہ نے اپنا مور شامی عبدالرحمن بن شہنہ کو لشکر جبار دیکھ ولایت جزیرہ پر بھیجا

نام امیر المومنین علیؑ



اور حکم دیا کہ جہاں کہیں علیؑ کے طرفداروں کو پائے گرفتار کر کے مار ڈالے اور اس مقام کو تباہ اور برباد کر دے۔ عبدالرحمنؓ حسب الحکم معاویہؓ کی جانب جبر پڑا ہوا۔ اس وقت خزیرہ کے علاقے امیر المومنین علیؑ کا ایک صحابی سیت بن عامر حاکم تھا اور یہ شخص حدیث بن علیؑ کو رنج کا دوا دیتا ہے۔ اور اس نے خراسان میں ہر سیار سے محرک آرائیاں کی ہیں یصیبن میں چھ سو جوانوں کے ساتھ موجود تھا جو وقت سنا کہ عبدالرحمنؓ ہتیم جبرہ پر حملہ کرنے کے لئے چلا آیا، کلیل بن زیاد کو خط لکھ کر آگاہ کیا کہ عبدالرحمنؓ نے جہاد اور مسند لشکر کے ہمراہ جو ہر طرح کے سامان جنگ کا راستہ ہے شام سے چلا آیا ہے اور اس نواح کی غارت گری کا قصد رکھتا ہے کلیل بن زیاد نے جواب میں لکھا۔ تراخا پایا مضمون معلوم ہوا۔ اس معاملہ میں جب قدر غور و فکر کیا میری رائے یہی قرار پائی کہ تیرے پاس پہنچوں۔ اب یہ خطر روانہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی تیرے پاس پہنچتا ہوں والسلام۔ اسکے بعد کلیل نے عبداللہ بن وہبؓ سے سیاحت میں ایٹاٹ مقرر کر کے چار سو سواروں کے ساتھ جھوڑا اور اس قدر جمعیت لیکر خود سمت یصیبن روانہ ہوا جو وقت سیت سے ملا اس کے پاس چھ سو سوار تھے کلیل اسکے ہمراہ ہو کر یصیبن سے نکلا اور عبدالرحمنؓ کے مقابلہ کے لئے جلا عبدالرحمنؓ نہر کفر فوٹا میں شامی لشکر کو لئے پڑا تھا اگر انکا حال سنا اور شہر سے نکل کر انکی طرف مڑنا صحت دو لشکر و بر و ہونے کلیل بن زیاد نے رجریہ صحرانہ کی استتار لے بھی اسکا ساتھ دیا طرہ سے سخت جنگ ظہور میں آئی کلیل کے دو صحابی عبداللہ بن قیس اور بدرکس لشکر غری قتل ہوئے۔ اور عبدالرحمنؓ کے بہت سے طرفدار کام آئے۔ احام کار کلیل اور سیت فتح ہوئے اور شامی لشکر بہت بُری حالت سے بھاگ نکلا۔ عبدالرحمنؓ نے حالوں سے جا پسا مردار ہوا کلیل نے ابی فوج سے کہا تم ہاں مراد برائی اب نہ نکالتا فکرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا سر ہے کہ ہمیں طرفدار کیا بھیجا کرنے سے کچھ مادہ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ اسکے بعد وہاں سے مراجعت کر کے یصیبن میں وارد ہوئے۔ امیر المومنین علیؑ نے یہ خبر سکر کلیل کو خط لکھا مضمون یہ تھا۔ اس حدیث کا شکر ہے جو اپنے مندوں پر مہربان فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے فتح سے عرت دیتا ہے۔ وہی سب سے اجماع مالک اور سب سے اصل مددگار ہے۔ نوے مسلمانوں کو غیبی مدد دی اور اپنے امام اور یتیم کی جعفر و زبیر و داری کی معلوم ہوا تیری دست ہمت سے میرا یہی گمان رہا ہے اور ایں مہات کے انتظام میں تجھ پر ایسی ہی خدایا کا ہر دوسرا ہے اللہ تعالیٰ تجھے نیک عوض کرامت فرمائے اور ایں لوگوں کو بھی جو مدد کیلئے تیرے ہمراہ آئے اور جنہوں نے اپنی جانیں حج کیں جو لئے حیر عطا کرے اس نعم تو جیم جو میری اجازت و اطلاع پر اختیار کی تھی حسب امر ادا انجام یا گئی لیکن لازم یہ ہے کہ اسکے بعد جو ہم پیش آئے اسکے شروع کرنے سے پہلے مجھے اسکی کیفیت سے اطلاع دو اور اجازت طلب کرو تا کہ میں جو کچھ مناسب سمجھوں اسکی اجازت دوں اور اسکے متعلق مکلف بد حالات سے مطلع کر دوں اللہ تعالیٰ ظالموں کے ظلم کا بدلہ لائے اور فی الحقیقت وہی عزیز اور حکیم ہے۔ والسلام +

## اہل یمن کا جھگڑا اور عثمان بن عفان کی گروہ کا سرکشی کرنا

اسی اثنا میں کہ امیر المومنین علیؑ کے دوستوں اور معاویہ کے فرمانبرداروں میں جگہ جگہ ہورہی تھی جبرائی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا گروہ یمن میں فساد پر آمادہ ہو گیا ہے اور امیر المومنین کی مخالفت اختیار کر کے آپؐ کو بے عزت و مخوف ہو گیا ہے۔ اس وقت امیر المومنین علیؑ کی طرف سے یمن میں عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلبؓ شامل تھا اور صنعا میں قیام رکھتا تھا۔ اس نے آدمی بھیجا کہ اس محالف گروہ کے کچھ لوگ بلائے اور کہا کیا بات ہے کہ تم قتل و فساد مشتعل کرنا چاہتے ہو۔ مجھے کیوں مخالفت اور فتنہ برداری اختیار کی ہے۔ طلحہ بن عثمان سے ہمیں کیا تعلق نہ اس سے کیا علاقہ رکھتے ہو مجھ سے رعایا میں شامل ہو جس طریق سے زندگی بسر کرنا چاہیے اسی ڈھنگ سے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم لوٹ مار کی ارزور رکھتے ہو۔ اور اسی وقت تک اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے اور اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتے تھے کہ یہ ہوس پیدا ہوئی تھی اب مجھے سراٹھایا اور اللہ تعالیٰ

محالست اختیار کر کے طلح بن عثمان کا ہا ہ سہا ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اس گروہ کے جدا آدمیوں کو قید خانہ میں قید کر دو جب سے لوگ اس واقعہ سے مطلع ہوئے تو انہوں نے عبد اللہ بن عباس کو خط لکھا کہ تو نے ہمارے عروں قریوں میں سے جس شخصوں کو قید کر رکھا ہے اگر اس کو چھوڑ دینا تو بہتر ہوگا ورنہ ہم تیرا حکم مانیں گے۔ امیر المومنین کا عبد اللہ نے ان کے چھوڑ دیے سے انکار کیا اور کہا میں اس وقت تک ہانکروں کا صحت اس میں ملوث نہیں ہوں گا۔ اس سے کوئی حکم صادر ہوگا اور صبا حکم ٹیکا ویسا عمل کیا جائیگا۔ اس والوں نے یہ خیال کر کے کہ ہمارا مطلب برا ٹیکا۔ امیر المومنین کی محالست کا اظہار کر کے رکوۃ کاروپہ روک لیا۔ عبد اللہ بن عباس نے امیر المومنین علی کو اس حال کی اطلاع دی اور یمن اور حجاز والوں کی عداوت و سرکشی کا مفصل حال لکھ بھیجا۔ امیر المومنین نے یہ خط ملاحظہ فرما کر مزید اس ارجی کو ملا کر کہا کچھ صبر ہے کہ میں اور صبا میں تیری قوم نے کیا فتنہ مپا کر رکھا ہے۔ میرے اور میرے عامل کے خلاف عداوت اختیار کی ہے۔ یہ دیکھ کر کہ میں اپنی قوم کی مست ایسی محالست کا گمان نہیں کر سکتا اگر حکم ہو تو جا کر سب کیفیت معلوم کروں ماحط لکھ کر اس کے دلوں کی کیفیت پر اطلاع پاؤں اگر مختصر ہی سے وراسر داری اور اطاعت کے واسطہ پر آجائیں تو بہتر ورنہ خود جا کر انکو جو سی ملاص کرونگا اور سب کو حضور کے ریر و رماں لاؤنگا۔ اسے فرمایا پہلے میں خود ایک خط لکھ کر انکا حال دریافت کرتا ہوں۔ پھر خط لکھا۔ اے اہل یمن میں نے سنا ہے کہ تم طریق اطاعت سے منحرف ہو گئے ہو اور میرے عامل عبد اللہ بن عباس کو چھوڑ کر محالست پر کمر لہہ ہوئے اس سے مستتر سرری معیت اور اطاعت اختیار کی ہے اے ایسا عیسا و طریق بدست اختیار کرو۔ خدا ڈر و اور وراسر داری و منالست سے کام رکھو۔ ہماری سلا میڈیں یوری کیجائیں گی اور تمہارے حق میں عدل و مساوات کا طریق جاری رہیگا۔ میں تمہارے محرم اور حاسن دار اور گہ گار شخصوں کو مخاف کرتا ہوں۔ گزشتہ افعال سے ماریس نہ کرونگا جو شخص سرری اس نصیحت کو مان لینگا ایسی دات یا احسان کریگا اور جو فرد شراکار کریگا اسکا مال سکی جاں پر ٹرنگا و مارتک نطلام للعبد والستلام۔ یہ خط ایک ہمدانی شخص حسین بن نوف بن عید کے حوالہ کر کے حکم دیا کہ اہل یمن کے پاس لیجائے۔ وہ خط لیکر یمن والوں کے پاس بھیجا۔ خط حوالہ کیا اور انکو پڑھ کر سدا دیا۔ وہاں سے میں نے ایک درنہم حد میں بھیجا۔ حدود الی معاویہ کو خط لکھا اظہار اطاعت کر چکے تھے اور ایک امیر کے مخبر کر کے کی درخواست کی تھی کہ مشکلات اور واقعات کے وقت اسکی صلاح و مشورہ پر عمل کیا جائیگا۔ اسی اتار میں حسین بن نوف قاصد امیر المومنین وہاں جائیگا اور حضرت کا خط پیش کیا۔ پھر کہا کہ تمہاری سرکشی اور عداوت کی جس سرکار امیر المومنین نے پہلے یردین اس ارجی کو لشکر کثیر کے ہمراہ تمہارے پاس لے کر آ کر اٹھا مگر پھر آپ ہی فرمایا کہ معرکہ آرائی میں جلدی نہ کرنی چاہئے اسلئے یہ خط لکھ کر مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمہیں اس خیال فاسد و ملاص کرو اور ارادہ محنت و اخوت و طریق دین و دیانت جو کچھ مناسب ہو سمجھاؤں۔ خدا سے ڈرو۔ فتنہ و فساد کو چھوڑو اور ثمرات و خوشیوں سے بچو۔ امام وقت برج محمد مصطفیٰ کا حجاز و بھائی اور رسول خدا کا وصی ہے خروج نہ کرو۔ حسین بن نوف ارادہ انہام و تقسیم یہ نصائح بیان کر کے حق بیجا م ادا کر چکا تو تمام بزرگ و دستہ و معروف امر و سردار اس میں بخت کر کے لگے اور کس قدر گشتگو کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ اس سے کہو تو یہاں سے چلا جاؤ پھر میں اطاعت علی کے واسطے نصیحت نہ کرنا کیونکہ ہم علی کی اطاعت پسند ہیں کرتے ہم اتک عثمان ہی کی معیت و اطاعت پر ثابت قدم ہیں اور کہہ دیا کہ ہم تم سے بر سر جگ ہونے کی تماریاں کر چکے ہیں تیرے پاس بھی فوج ہو تو ہمارے مقابلہ پر بھیج دے ہمارا تمہارا فیصلہ تلوار سے ہوگا۔ یہ کہہ کر قاصد کو ناراضگی کے ساتھ واپس کر دیا اور فوراً معاویہ کو اس مضمون کا خط روانہ کیا۔ اہل جند کی طرف سے امیر المومنین معاویہ کو واضح ہو کہ علی ابو طالب ہیں کچھ خیر کیا تھا اور حسین بن نوف کو ایچی بنا کر بھیجا تھا۔ اور میں اپنی معیت اور اطاعت کی ترغیب لا کر دیا تھا کہ میری اطاعت سے انکار کرو گے تو لشکر بھیج کر ہمارے اعمال کی سزا دوں گا۔ مرنے قاصد کو جواب سخت دیکر اٹھا پھیر دیا ہے۔ اب اگر کوئی ایسا عامل ہمارے پاس

امیر المومنین علی باطن



بھیج دیا جو ہماری حال و مال کی حفاظت کر سکے اور ہمیں لشکر عراق کی دست اندازی سے محفوظ رکھے تو عین مراد حاصل ہو رہا اگر ہمارے حمایت سے پہلو ہتی کر گیا تو جیسا چاہا ہم اپنی بھٹی کر علیؑ کو طالب سے اپنی خطاؤں کا مدد کر کے معافی مانگ لیں گے اس معاملہ میں بہت جلدی کرنی چاہئے۔ کیونکہ عنقریب ہی لشکر عراق ہم پر حملہ آور ہو گا۔ اللہ اعلم۔ معاویہ نے اہل جند کے خط کا مضمون پڑھ کر سرابن ارطاہ کو طلب کیا یہ شخص شام کا و عوں کا معاویہ نے اس سے کہا اگاہ ہو کہ اہل یمن نے علیؑ سے مخالفت اختیار کی ہے اور ہماری اطاعت و سبکدوشی پر بیعت صادق و ارادہ والی رستہ ظاہر کی ہے اور تمام ملک میں نے اپنے افعال سے ہماری متابعت کو طامہ کر دیا ہے ابھی اُن لوگوں کا فائدہ آیا اور تحریر لایا ہے ہمیں اہل یمن نے اہل اطاعت کر کے ایک ہی در اور مائتوکت امیر کے بھیجے کی درخواست کی ہے کہ علیؑ کو طامہ لائے میری فوج کشی کرے نودہ سو درانگور وک سکے میں نے اس جہم کے انجام دے کیلئے تجھے زیادہ لائق اور سنی شخص کو بھیجا کیونکہ تو سلطنت اور ملک اری کے قاعدوں سے جو واقف ہے اور بہت سی عورتوں کے اندر یہی رائے قرار پائی کہ تجھے لشکر تہذیب کے ساتھ وہاں بھیجوں اور تو مجھے اس جہم کی طرف سے ایسا مطمئن کر سکتا ہے کہ دوسرا نہیں کر سکتا میں نے حاربہ اسوار تیرے حوالہ کئے سوار ہو کر میں کی طرف واپس ہوا۔ جس موضع سے گر ہو وہاں کے ماسدوں کو میری اطاعت و فرمانبرداری میں لا اور اُن سے میری بیعت لے اور وہاں کے ماسدوں کو بھی میری بیعت و اطاعت کے حلقہ میں لانا۔ علیؑ سے میرا کر دیا اور ہوا جو اہل علیؑ کو سب سے سب سے کہنا اور جو ملک مت کرنا۔ میرا ہمتا تک مکس ہو سکتی کر اور ان کے قتل و غارتگری میں کوتاہی نہ کرنا۔ اہل علیؑ جو کوئی اطاعت اختیار کرے اس سے بیک سلوک کر کے اچھے اچھے وعدوں سے دل نہ ٹھکانا اور اسی قسم کے طریقے رحلتا۔ سرابن ارطاہ جیسا کہ اسواروں کی جمیعت سے محاسب میں روانہ ہوا پہلے مدینہ پہنچا۔ وہاں امیر المومنین علیؑ کی طرف سے الوایوں نصاریٰ عامل تھا۔ سر کے لئے کی ضرورت تھا گنا اور اہل مدینہ جہاں کے خوف سے سر کے استقبال کیواسطے تہر سے نکلے۔ سر نے انہیں دیکھتے ہی للکارا اور کہا تمہارے جہم سے سیاہ ہو جائیں۔ حد لے قرآن سربہ میں بیٹھتا ہے جس حال میں رہا ہے جیت قال عمن قائل صوت اللہ متلا قرآن کا مت ائمہ مطہرۃ یا تھا ر فہار عدا امین کل مکان کلکرت مائعم اللہ قادی اللہ لاسل الخوج والحوث لہا کا والاصعوت مدعا ہے کہ ایک سنی اس واماں والی قسم اور سادے حالی تھی ہر روز ہر سب سے وہاں وسیع رروں مارل ہوتا تھا اور نعمتوں کی ہوائیں ان کے مال و دولت پر جلتی تھیں۔ لیکن ان لوگوں نے اُن اوصال الہی کی قدر نہ جانی اور اُن نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کیا۔ ملک حد لے حلیل کے ساتھ ماسکری سے پیش آئے اور ر و گردانی اختیار کر لی اللہ تعالیٰ نے اُن ماسکریوں اور خطاؤں کے سبب ان کی نعمتوں کو رائل کر دیا اور جو دل و ربح کو کالیاس بہا دیا۔ سو بہو بہی تہا ہی کیسی ہے اور تمہارے ہی مدلوں سے لباس جو بہت ہو کر آیا ہو اور فی الحقیقت تم ہی اس لیے کے مصداق ہو کیونکہ یہ بہتہ المسلمین خاتم البین کے ہجرت اور پیام کی حکمہ تھی اور ان کے لئے حلقائے راستہ کی طائے سکون تھی۔ جسے ان نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کیا اور اماموں اور بیٹوں کے حقوق کا لحاظ نہ رکھا۔ یہاں تک کہ حد لے حلیل کے حلیہ کو لوگوں نے تمہارے دریاں میں قتل کر دیا۔ ملک تمہے اسکی جو زیری میں سعی کی اور اُسے تہا چھوڑ دیا۔ در آمد دنی کی ملکہ طعن و تشیع بریاں کھولی اور بعض نے یتیم قائم کی کہ اسے ہلاک کر کے خلافت حاصل کریں اور محنت و دلت کی پس سے عورت و عصب کی بلندی پر پہنچیں۔ حد کی قسم میں تمہارے ساتھ وہ سلوک کروں گا کہ متک جہاں قائم ہے اسکا ذکر ہوتا رہے گا۔ اے تیرا نصاریو اے یہود و بنوں کے دوستو اور اے وہ تنہو جنہیں نزرگی کی درالیاوت نہیں ہے۔ تمہیں سو بخار و دو بار سو سالم و وزیر بق بودیلم سو تھلان اور نو طریق کہا رہا ہو اس میں اسلئے آیا ہوں کہ حد لے فاد مطلق کی قسم تمہیں ایسے جہنم میں ڈالوں گا کہ اماں والوں کے سیوں سے بڑا نا کینہ بکل جائیگا۔ ایسے بعد وہ مدینہ میں داخل ہوا اور کسی مکان میں نہ اتر اسکا پیروی میں آکر میر گیا اور اسی قسم کے سخت و سبب کلمات کہتا رہا اور مدینہ والوں کو اسکا رشتہ و ملائمت کی کہ عجب کہ اتنے دن اور مدینہ کے ہرے والوں کو خوف پیدا ہو گیا اور سمجھے کہ یہ سب کو قتل کر دیا گیا اسی سرزنش اور عقاب کے دوران میں جو طبیب بن عبدالغیر نے اٹھ کر کہا اے امیر تھل کر اور اس عصہ کی آگ پر حلقہ کا پانی تھک کر اپنے غریبوں و ستوں اور غریبوں کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ ہمیں کوئی موقع ہے کہ اس کے معافی اور زیادہ طلب کریں۔ سیاست و نحوہ کے اس جویش کو سر سے دور کر دیا ہوا تھا کہ

برگندہ کر دیتی ہو تو لے اسے لیے سر میں کیوں فراہم کیا ہو۔ تو اس لوگوں کو جو مسجد موسیٰ میں موجود ہیں عیض و عصب کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ اور وہ مصطلع کے صحابی ہیں اور ہر ایک کو خاص حاصل قسم کی مرگیاں اور ترف بارگاہ موت سے حاصل ہیں۔ یہی لوگ اس کے مطویر طرہ چکے ہیں۔ انہیں اکثر انصار اور کچھ مہاجر اور بعض امویر حمیہ کے واقعہ گراور درواریں انکی طرف سے دیکھ اور لے گا کہ نہ ٹرانہ کہ جس گناہ سے تھے انہیں کس گناہ نے عمارت کہا ہے غلط ہے۔ خدا سے ڈراور لے سب اس ارطاہ اس زیادہ ہیں اس کے لیے۔ سر حوط کی باتیں سکھاتے رہا اور تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد سناٹھا کہہا کہ انصار یوں گھروں کو آگ لگا دو اور اس لوگوں کے اموال عارت کر دے۔ بھر لوگوں کو معاویہ کی بیعت کیلئے طلب کیا اس کے حار و باچار ادا دل ناخواستہ معاویہ کی بیعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد آدمی بھیجا حار سے عبداللہ انصاری کو بلایا مگر وہ نہ آیا کیونکہ شخص بہایت ہی ضعیف اور سن رسیدہ تھا بسرے چاہا کہ اسے قتل کر دے مگر اس سلسلہ وہ نہ ہوئی لے اس حال سے مطلع ہو کر سر کے پاس حاضر بھیجا اور اس کے لئے اماں طلب کی سر لے کہا حد کی قسم میں اسے بھڑوڑ و گناہ تک معاویہ کی بیعت اختیار کر لیا حار نے بھی مجبور ہو کر اور درت وقت سمجھا کر بیعت کی سرے چند روز قیام کیا کہ سب سے گوس بیعت کیلئے بھر مادی کر کے لوگوں کو طلب کیا حار سے حاضر ہو گئے کہا میں تمہیں معاویہ کی اگرچہ تم قابل معافی تھے کیونکہ جو لوگ خاموشی اختیار کر کے اپنے امام اور بیٹے کو انھوں کے سامنے قتل ہوئے دس دستہ احسان و معافی ہمیں ہو سکتے اگر تمہیں اس میں یا میں بھی اس گناہ کی سزا دی جاتی تو سزاوار تھے مگر میں اس وقت تمہاری سزا دہی اور عقوبت سے درگزر کر رہا ہوں اور مکہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ابوہریرہ کو اپنا من مقرر کرتا ہوں لا رہا ہوں کہ تم سب اس کا حکم مانا اس کے دوسرا سردار رہا اور مخالفت سے بچا جس کا واحد کی قسم اگر تمہیں دراصلی باورانی یا سرکشی کی تو واپس کر سب کو قتل کر دو لوگ ان کا تہناری مسل بنانی رہے گی والسلام۔ اس کے بعد مدینہ سے نکاح کر رہا ہوا۔ اس وقت امیر المومنین علی کی طرف سے قسم اس عباس بن عبدالمطلب حکم تھا اس کی خبر صحابی کی خبر سر سہرے ٹکلیا اور حوق بسر مکہ کے مصطفیٰ بھی امام شرفا اور کار و امیر اور سردار اس قوم نے اس کا استقبال کیا۔ سر لے انکو بھی دیکھتے ہی سب و سست کینا شروع کیا اور بہت ہی گالیاں دیکر کہا حد لے واحد کی قسم اگر مجھے امیر المومنین معاویہ کی تہیں اور مصیبتیں روکیں تم میں سے کسی کو مردہ بھڑوڑا۔ برکات کر لے ایک مان ہو کر کہا ہے سردار میں تجھ سے ایسے کلمات کی تمیز نہیں ہم سرے غیر اور تہ دار ہیں اس قسم کی باتیں کہا اور اس طرح دھمکا مالا زم ہیں خدا سے ڈراور اس شہر اور ولایت اور اپنے کمرہ داروں کی حرمت قائم رکھ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حرم اور اس کے رسول محمد بن عبداللہ کی حرمت اور تعظیم کے مار کر ان میں سے سب سے حل واقع ہو اور حاکم کی توقیر و احترام کے فاعلوں میں حار نے آجائے بسر مکہ کے سرگ درامور صحابوں کی بیٹنگو سکھ چہ ہو رہا۔ بھر آٹھا کر دیکھا لوگ اس کے سامنے سے بھاگے چلے جاتے ہیں انہی میں دو خوبصورت اور پاکیزہ لڑکوں کو دیکھا کہ بڑی کوتاہی سے بھاگ رہے ہیں بسر کہا ایں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ لوگ بکڑ لائے تو جو جیتا تم کوں ہو۔ ایک نے کہا میں قسم ہوں اور دوسرا امیر اھالی عبدالرحمن ہے اور ہم عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے فرزند ہیں بسر نے کہا اللہ اگر مطلب حل ہو گیا یہ لڑکے میں جسکی حوسر بری سے تفرجہ اکا درہ حال کو نگاہ بھڑوڑو کو قتل کر دیا۔ رحمتہ اللہ علیہ ہا مکہ میں انکی ماں نے جب اس حادثہ کی خبر پائی اس قدر روئی کہ اس جیسار و نیوالا کوئی دوسرا شخص نہیں تھایا جاسکتا جسے کہے اور مرتے لکھے مگر راستی یہائی۔ لاہور و قضا اللہ ولا معقبہ تک ستادیاں اور پچھن حد کی طرف سے جان۔ اگر تو گریہ و راری سے آسمان کے کال بھی ہرے کر دے تب بھی نہ تجھے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کسی کو نقصان العرص بسر مکہ میں داخل ہوا طواب کما لکر و در کھ مارا داکا بھر حمد و ثناء باری تعالیٰ کے بعد کہا کہ خدا نے ہمیں و تمہوں پر فتح دیکر صاحب عزت کیا ہے۔ ہمارے دشمن فیل و غول اور قتل ہو گئے ہیں اور وہ سب طرف دبائیں ہر گندہ ہو کر کل گئے ہیں۔ علی الوطال عراق کے نواح میں موجود ہے گروہ بھی قلت اور ذلت میں مبتلا ہے اللہ تعالیٰ کی جو جو نعمتیں اور کرامتیں سپرد و مہدول رہتی تھیں اب ان سے محروم ہو گیا ہے عیان حکومت معاویہ کو لگتی ہے اور حلیہ کیا ہے علی و انصار کے طریق چلتا ہے خون عثمان کا طالب ہے تم سب کی بیعت کر داور اپنے جانان اور جان و مال و دین و دوزند کی حفاظت کا خیال کر۔ لوگ کھڑے اور مجبوری کی جو ہے۔ علی خویش سے معاویہ کی بیعت اختیار کر لی مگر انما بیعت میں بسر سے سخت ملامت تھی کیونکہ وہ حضرت علی کے حق میں مان بگونی دراز کر رہا تھا۔



بسرے مکہ میں چند روز قیام کیا پھر سیتہ بن عثمان عسدی کو ملا کر مکہ میں لانا مقربا کر دیا پھر اہل مکہ سے کہا اگاہ ہو کہ میرا ارادہ تھا کہ تم مکہ سے بیچ و سدا سے برباد کروں اور سب سزاؤں مگر جاہ کعبہ کی تعظیم و حرمت کے سبب تم کو معاف کر دیا ہے۔ اب میرا ارادہ طالب کی طرف جارہا ہے کہ وہاں کی سرزمین کا حال دیکھوں۔ تم کو لازم ہو کہ معاویہ کی سمیت ہر بات قدم بہہ ساتھ لے کر اس کے پاس نہ جاؤ کسی قسم کی نادمانی اور کھردری اختیار نہ کرو اور میں واپس آ کر تم سب جھوٹے بڑے لوگوں کو بلوایا سے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اور تمہارے حامدانوں اور مال و اسباب کو تاخت و مارت کر ڈالوں گا۔ تمہارے گھروں کو جلا دے گا کہ اس کے نشان کر دوں گا کہ کوئی چراغ جلا ہو الا تک لفظ نہ آئے گا۔ اس قسم کی تاکید و تمہید اہل مکہ کو کر کے حاسب طالب روانہ ہوا۔ جب ہر کے قریب پہنچا پھر اس نے منعہ استیصال کیلئے آیا اور ایسے اور ایسی قوم کے لئے سعادت کی اور کہا اے امیر جس وقت سے تو تمام سے جلا تھا میں تیرا منتظر تھا اور یہ کہ کہ تو طلب بن عثمان کے لئے آتا ہے مجھے بہایت خوشی حاصل ہوئی میں نے تیری تعریفیں لکھی ہیں حکم تیرے سر پہ دست اور دشمن ایک سے ہو گئے نو صرور کام حلل واقع ہو گا۔ دو سنوں کو فائدہ صدائق کی تمہید کے سبب نصرت ہوگی اور دشمنوں کو دشمنی کا حوصلہ ہو گا اور جزا تیرے کی پس سرعت کے لحاظ سے بھی اور طرقت کے قاعدہ سے بھی فعل بد کی سزا اسیر و احاطہ لازم ہے۔ سر معاویہ کے حکمات کے حکام کے پورے کچھ لولا۔ کسی اہل طالب کو کچھ ادا دی۔ سب سے دست و بست بانس کہیں۔ یہ میری اصل ہر کہ ایسے ایک سردار فوج کو ملایا اور کہا ایسے ساتھ کچھ آدمی لے کر تیرا لہ کی طرف جا اور وہاں امیر المومنین کے دوستوں کی ایک جماعت موجود ہے انہیں قتل کر اس لئے سر کے حکم وہاں بھیجا کہ سب سے بیگناہ محصل امیر المومنین کی دوستی کی بنا پر تیرے کو دے وہاں پلٹ کر خزان میں آیا اور اصحاب مصطفیٰ امیر کے ایک شخص کو جسے اسلام سے بیعتیہ عبداللہ ان کہتے تھے اور حضرت رسولی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضر ہو کر آپ کے اسکا نام عبد اللہ رکھ دیا تھا اس نے طلب کیا جب عبد اللہ اور اسکا بٹا مالک اس کے سامنے حاضر ہوئے تو اس نے حاضر رس نے دونوں کے سر قلم کر ڈالا اور کسی کی یہ حال نہ ہوئی کہ اسے روک سکتا۔ اسکا ایک چچا زاد بھائی تھا اس نے یہ تعجب کیا کہ وہاں احاد صیال مسیحا کی حکمت علی ہی عبد اللہ ان کے اسکے بعد اہل خزان کو قتل تیرے کر کے سب سے ایذا دینے میں اور کہا اے لوگو تم یہودیوں کے ہمیشہ ہو اور تیرا قوم کے دوست ہنسن نہیں دیں اور شیطانی گروہ کہا جاتا ہے تم میں میں اور دانت کا کوئی اتراتی نہیں اسی حد کی قسم کے قبضہ میں بسر کی جان ہے اگر میں نے سنا کہ تم پھر علی کی سمیت کا دم بھرا اور اسکی دریا ساری اختیار کی تو واپس آ کر سب کو قتل کر ڈالوں گا۔ اب تمہیں اختیار ہے جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا و السلام اب بجز ان پھان کی سمت باگ ٹھالی یہاں بھی راجہ کی ایک جماعت رہتی تھی اور وہ لوگ امیر المومنین علیؑ کے محبت سے اسے نہیں مل سکتا اور جو حاضر ہوئے سب کو نہ بیچ کر آیا۔ پھر سمت بہتر حستان رح کہا وہاں بھی جب قدر مجربان علیؑ موجود تھے سب کو گرفتار کر کے ہلاک کر آیا۔ اسکے بعد صنعا کی طرف چلا یہاں بر عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب امیر المومنین علیؑ کی طرف سے سامور تھا اس نے بسر بر ارطہ کی چڑھائی کی جس سے سر داروں میں سے اب تک تھیں عمر را کہ کو ملا کر اسی جگہ پر کھڑا کیا اور خود ایک سمت کو بلگلا۔ سر داخل صنعا ہو کر عربیں ار را کہ کو پکڑ لیا اور قتل کر آیا۔ پھر حکم دیا کہ تمام صنعا میں امیر المومنین کے ہوا جو اہوں کو تلاش کر کے جہاں کہیں پائیں پکڑ لائیں۔ چنانچہ لوگ پکڑ کر اسکے سامنے لاتے تھے اور وہ قتل کر دیتا تھا یہاں تک تمام صنعا میں ایک بھی شیعہ علیؑ باقی نہ رہا۔ اسکے بعد حضرت کارج کیا وہاں پہنچ کر ایک کمال دریافت کرنا تھا جس کا ذرا تعلق بھی امیر المومنین علیؑ کے ساتھ نہ تھا یا اسکا کہ لوگ اسے امیر المومنین کا دوست قرار دیتے ہیں اسی کو تیرے کر دتا۔ غرض اس طرح سے بیسیا خلعت ماری گئی جس صورت کا وہ ملکہ زادہ عبد اللہ بن تواد خوف رہے ہو کہ ایک قلعہ میں محصور ہو گیا اسے سرے قول و تم اور عہد پیمان کے لئے کو قلعہ سے کل لے گیا تو میں ابدادہ دوں گا اور یہ عہد کنی دفعہ ہوئے آخر کار ملکہ زادہ اسکے قول و تم کے دم میں کر قلعہ سے کل آیا۔ سرے فوراً اسکے قتل کا حکم دیا ملکہ زادہ نے کہا میں بیگناہ ہوں نوکس لئے قتل کر آیا ہو۔ سر نے کہا ہاں ایک گناہ ہو ملکہ زادہ نے کہا وہ کیا گناہ ہو بیان کر اس نے جواب یا علیؑ لو طالب کی دوستی اور اسکو معاویہ سے بہتر سمجھنا اور معاویہ کی سمیت اختیار نہ کرنا جب ملکہ زادہ سمجھ لیا کہ اسکے ہاتھ سے رہائی نہیں پاسکتا کہا اسقدر مہلت دے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اپنی عمر اس پر تمام کر دوں۔ سر نے کہا پڑھ لے۔ وہ ابھی نماز نہ پڑھ پڑھا تھا کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا رحمت اللہ جب یہ خبریں جناب امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کے گوش مبارک تک پہنچیں نہایت غمگین ہوئے اور منادی کر کے لوگوں کو

جمع کیا حبس حاضر ہو گئے مگر تشریف لیا کر خطہ ٹرھا اور حد کی تعریف کے بعد رسول خدا پر درود بھیکر دیا یا لے لوگو آگاہ ہو کہ ہم سے جو کچھ بیکار ہو میں  
 مارات کو کم یا زیادہ سرزد ہوتا ہے وہ مسلمانوں کے پوشیدہ رہتا ہے حد کے بعد وحدہ اڈر دوسرے حکم اور یہی میں کوتاہی کرو چہ در ہوا کہ معاویہ نے سرس ارطاہ کو موج  
 کیہ دیکھ بھجا ہو کہ حجاز کے راستہ سے حملہ کرے۔ اور اس میں خدا نے معاویہ کے حکم کے مطابق مدینہ اور مدینہ میں شہر کا بہت سے آدمی قتل کر کے اور مسلمانوں کے گھروں کو  
 لوٹنے کے بعد حاکم اس کا سیاہ کر دیا۔ اب مسکا دھوہ احداث سے ہو۔ تم میں سے کون شخص ہے جو جہاد کی خواہش رکھتا ہو وہ تیاری جنگ کرے اور میرے دعوے کیلئے  
 نکلے اور اگر کوئی شخص قوت جہاد رکھتا ہو گا اور اس جہاد سے اپنے آپ کو باز رکھیکار دوسرے میں اور دینا تاراری میں حلال واقع ہو گا امیر المومنینؑ یہ کلمات کہی مرتبہ فرمائے  
 مگر کسی نے اقرار کیا اور اس جہاد کی خواہش ظاہر کی۔ آپ کو چھتا تم لوگوں کو کیا ہو گا کہ میری مات کا حواہیں دتے میں تہیں شہن کے جہاد کیلئے غنت دلا ہوا  
 اور تم قبول نہیں کرے تمہارے ساتھ میرا یہ معاملہ جو میرا یہ معاملہ تھا قال لاتی دَعَوْتُ قَوْمِي لِيُؤْثِرُوا بِأَعْمَالِهِمْ الْبَرِّ وَأَعْمَالَهُمْ الْفَاسِقِ اَلَا فَرَادَا لِي عِي فِي  
 اِی قَوْم کورات کے وقت بھی اور دین میں بھی علمایہ بھی اور پتہ بھی راہ راست کی طرف ملتا ہوں مگر میرا سمجھا مالت ہی ٹرھا ہوا اور کوئی شخص بھی ایسا کہ  
 اختیار کرے کی طرف راعی نہیں ہوا۔ یہی کیفیت تمہارے ساتھ مجھے لاحق ہوئی ہے تم عمریں اور عمتیں احب سے سر کر رہے ہو جو حق فی اور رحمت سے بہتار  
 میرے جھٹے ہو حصول دولت کے کاموں اور سیر قمار گھوڑوں کے دوق میں مصروف ہو یہی سب سے گروہ تیا طس کے مقابلہ میرے دین اور جنگ کی طاقت ظاہر  
 نہیں ہوئی تھے اسلحہ اللہ نے میں اور سگے ماموں کو داموں کر دیا ہے۔ تمہارے دلوں سے اسکا خیال دیر ہو گیا ہو چہ امیر المومنینؑ اس قسم کی باتیں کہیں مگر تمام  
 آدمی حاموش تھے کسی نے بھی کچھ کہا امیر المومنینؑ فرمایا یہ حال سے زیادہ عجیب معاویہ کی گردہ کو جس کام کا حکم دیتا ہو وہ داسر داری سے بچا لاتے ہیں اور جو ب  
 آپس طلب کرتا ہے سنا صدقہ سے میں نے نہیں اور جس ہم بھیتا ہو ملا مال رداء ہو جاتے ہیں ملک ایک دوسرے پر سخت اصرار کرتے ہیں اور میں علی الوطال  
 ہوں جو وقت ہمیں طلب کرتا ہوں تم جواب تک نہیں دیتے کیا کمالے جو لوگ صاحب عقل فہم اور بصیرت والے تھے وہ خاک کے رودہ میں مہربان کر سو ہو آپس سے گفتگو  
 کروں اور وفادار دیکھ کروں اور صاف دل دوستوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا کہ طلب کروں۔ آج میں کیسے لوگوں کے حلقہ میں ملتا ہوں جہیں ملامت بھی کچھ نہیں کرتی  
 بلکہ یہی فائدہ بخشی ہے انکی نگاہیں بہت کے کاموں سے دور ہو گئی ہیں اور انکی تہتیں جاہ و طلال کے حاصل کرے میں کوتاہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم میں سے چلا حائل در  
 تمہارا کام نہیں رہ چھوڑ دوں اور پھر تم سے دعاوات کی حواسد گاری مکروں میں دیکھتا ہوں کہ میرے اندر ایسے والی ہوں گے جو تمہیں طرح طرح کے عدا بوں سے بیکسین  
 اور تمہارے عطیات تم سے اس لئے ہیں گے کہ جہاد میں تم کے کلمے دیتے تھے مگر کوئی حوات دیا تھا امیر المومنینؑ خاموش ہو کر کھڑے ہو گئے اور میرے تشریف لاکر انے مکان  
 رطلے آئے رات محرم مسلمانوں کی حالت کے خیال سے بہت غمگین رہے اور میرے آئی دوسرے دن پھر سیدی میں تشریف لاکر میرے چچے اور حق شجاع تھا کی جہاد کے لوگوں  
 کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا لے لوگو مجھے اندیشہ ہے کہ دولت و سعادت و سمو کو نصیب اور انوسی اور محنت تمہارے حصہ میں آئے کیونکہ وہ لوگ اپنے امیر کا حکم ملتے ہیں اسلئے  
 اور ساد رکال لگائے بہتے ہیں اور تم میرے کہے کو نہیں ملتے اور اذنی کرتے ہو۔ وہ معاویہ کے دوان شہن ہیں اور تم میرے قول اور میری سوچی ہوئی مصلحت کو نہر قہ میں  
 ڈالے اور مخالفت اختیار کرتے ہو میرا کہا اور اس میں سننے اور اس طرف معاویہ چہ کاموں کا محروم کرتا ہے وہ انہیں امانت کے ساتھ بحال لاتے ہیں حکم تم خیانت و زنی سے  
 پس آتے ہو میں نے فلاں شخص کو کام سیر در کے فلاں ولایت برامور کیا کہ محاصل جمع کر کے میرے پاس لائے وہ گیا اور مال فراہم کر کے معاویہ کے پاس چلا گیا اور مسلمانوں  
 کا مال اس کے حوالے کر دیا یہ طرح ایک اور شخص کو بھی اس نواح کا محصول فراہم کرے اس نے بھی جا کر در محاصل جمع کیا اور معاویہ کے پاس بجا لگیا مجھے شہر درامہ و مدینہ  
 اور یہاں تک سب پہنچا ہے کہ اب تک اس کے لئے بھی نہ پراما کروں تو یقین ہے کہ تم وہاں نہ آجی لجاؤ گے اور ذرا اندیشہ کرو گے میں نہیں سمجھتا کہ تمہارے ساتھ  
 کس طریق سے زندگی بسر کروں۔ حاکم اس وقت حکامات شہن برامور جو ہے اور مسلمانوں کے دل کی لٹ اور فارت گری پر ہاتھ دراز کر رکھا ہے اور مکروں اور مظلوموں کے  
 قتل میں کوتاہی نہیں کرنا چاہتا تم بھی بیچیں شہن چکے ہو میں بر جہت سے کتابوں کے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ وہ دشمن کو دفع کر دین میں تم ذرا نہیں سننے اور کوئی شخص



میری بات کو قبول نہیں کرتا۔ ایسے ہو گئے ہیں گویا مٹی کے توڑے ہیں اور نہ پھل جاموتی لگے ہوئے ہیں۔ اِن شَرَّ الدَّوَابِّ عَدَدُ اللَّهِ صُمِّمَ لَكُمْ عَجَى حَمَلَكُمْ  
يَقْتُلُوكَ۔ ہر چیز امیر المومنین کے اسی قسم کی بہت سی باتیں کہیں اور انہیں دشمن کے دفعیہ کی تعریف و تحریص دلائی مگر کسی نے نہ نہایت ہلا باہ کچھ حوائج یا استوت  
آپ نے ارادہ دل تکی و ملاست یہ دعا عرضی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ كَرِهْتَهُمْ وَكَرِهْتَهُمْ مَوْلٰی وَصَّیَّتِهِمْ وَصَّیَّتِهِمْ مَوْلٰی وَصَّیَّتِهِمْ فَارْحَمْنِیْ مِنْهُمْ وَارْحَمْ  
مَنْ اَعَانَہُمْ اَیْدِیْہِیْ بِہُمْ حَرَامُہُمْ وَادِّیْمِہِیْ سِرَامِیْ اَللّٰهُمَّ اَمْتْ دِلُوہِمْ مَوْتِ الْمَلْحَمِہِیْ الْمَاءِ یَبِیْ اے خدا یہ لوگ مجھ سے کراہت رکھتے ہیں میں  
اسے کراہت کرتا ہوں وہ مجھ سے رحمہ ہیں میں اسے تنگ نگاہوں اے خدا مجھے انکے عوض زیادہ اچھے صحابی اور مطیع امتیاحص عطا کر اور انہیں میرے بدلے زیادہ  
اچھا پیشہ کراہت کر اور انکے دلوں کو اسطرح نرم فرما صطح ہاک ٹٹے میں نرم ہو جانا ہو جس امیر المومنین اس وقت عا سے فارغ ہو چکے تو حارثہ بن ذرہ سعدی نے کھڑے  
ہو کر عرض کی اے امیر المومنین آپ کا کیا حکم ہے میں حدیث کیلئے کھڑا ہوں آپ کے ارشاد پر کھڑے ہوں جس حدیث کا حکم صادر ہو اُسے بحال اور اس کے انجام ساری میں  
حسی المقدور طاعت و عہود کی شرائط اور اکر دے دے کہ کس خدمت گزاری میں مشغول ہوں اور کس طرف جاؤں کہ اتنا اللہ اس ہم میں جاں نثار کرے اس کی  
رحمہ صمدی حاصل کروں۔ امیر المومنین کو اسکی بات پسند آئی دعا دیکر فرمایا میں ہمیشہ تجھ سے خوش رہا ہوں ہر جہم میں تجھ پر وسوسہ کیا ہو اور امید بھی کر رہا ہوں گا کہ ہر گز  
تیری میت کی صفائی اور عادت کی حولی سے واقف ہوں وراثت میں کادفعہ بھی میرے سوا اور کسی سے ہو سکتا گا۔ اسکے بعد دو ہزار سواری دیکر واپس آیا اسی وقت حلا جلا ہوا  
سرس اطارہ کو دفع کر حوت حارثہ تباری کر حکا اور رواہ ہوئے ہی کو تھا امیر المومنین نے اسے اس طریق سے نصیحت کی کہ اے حارثہ اللہ تعالیٰ سے طابہ و باطن میں ڈرتے  
رہا اور ہر ایک حالت میں بربر گیری کو اپنا شعار اور اس سے بھاگنا اور جب لایت میں میں اصل ہو لو کسی شخص کو ادلی ہوا اعلیٰ معاہدی ہو یا دی انی حاس سے جو دم  
کرا اور کسی شخص سے تھوڑا یا بہت مال و اسات میویتی نہ لینا بہتہ حد کی یاد رکھنا اور باخوں وقت کی ہمارے وقت رواد کر اور جس کام کیلئے جاتا ہے اس کے متعلق اللہ کا  
کے لطف کرم پر بطور رکھنا کہ تیرا دعا سانی اور بھولی حاصل ہو اور اللہ شاد و من دلیل و خوار اور مستتر ہو گئے۔ عرض حارثہ دو ہزار سواری لیکر ایک طرف حلاکہ پہلے کہ کی جہم سے  
حراعت حاصل کرے پھر جس میں اصل ہو کر سرین ارطاہ کو دفع کرے۔ سرین بھی حارثہ کے آنے کی حوالی میں کے علاقہ سے کلنگر عامہ کی طرف حلا اور عامہ کے ساتھ دس  
معاویہ کی رعیت لیکر تمام کی طرف مسودہ ہوا۔ اور عامہ کے کچھ مشہور امتیاحص اپنے ساتھ لیکے۔ العرص اس حولی طالم نے ملک میں و حجار و غیرہ میں ار روجہ تیس ہزار سیکھا گیا کہ کو  
حضرت امیر المومنین علی کی دوستی کے منتہل کیا تھا جب شام کی طرف جارہا تھا عبداللہ بن عباس نے جب پانی لیکر ہر ایسی بہادر سوار لیکر سکا بیچھا کیا اور تہہ ہار میں  
داخل ہونے سے پہلے اسے جالیا اور جب شروع ہوئی اللہ تعالیٰ نے عبداللہ کو دفع نصیب کی۔ اور سرین ارطاہ کے سکریں سے بہت سی حلقہ ماری گئی اور وہ خود  
اسیر ہو کر قتل ہوا اور اس حیت کی لاش کو جلا دیا۔ بانی لشکر بہت سری حالت سے خارج تہہ ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا اور کعبہ عرض کی حارثہ بن قدامہ جو امیر المومنین  
کی طرف سے سر کے دفعہ کیلئے نامور کیا گیا تھا بہایت سرعت سے جارہا تھا کہ اس تک پہنچ جائے اتنا عامہ میں حرسن لی کہ عبداللہ نے اسے قتل کر کے جلا دیا اور اسکی  
جھجکت کو مشتہر کر دیا ہے اس حرکت کو شکر الہی بحالایا اور اس جس اتفاق پر مکرر سکریا داکرتے ہوئے آیکھی اللہ المومنین القتال ٹھہرا پھر حاس کے مراجعت کی او  
داخل ہو کر اسدوں پر غناظہر کرتے ہوئے کہا اے مکہ والو میں دڑتا ہوں کہ تم میں وہی صفیں ہوں حکاکو اللہ تعالیٰ نے قرآن ترہیب میں دوا ہے اور منافقوں کے حال سے  
حدی ہے۔ جہاں دوا یا ہو۔ حیت قال عمر بن قالی داد القوا الدین امنوا قالوا اما داد اخلوا الی سیاطیہم قالوا اما حکم اما انھیں مستہزؤں  
یعنی جب منافقوں کی وہ جماعت مومنین کو دیکھتی ہے کہتی ہر ہم ایمان لے گئے ہیں اور ہمارے ساتھ ایک ہی لڑی سے بڑے گئے ہیں اور جب اپنے پیشواؤں اور  
سواروں کے سامنے جاتے ہیں تو کہتے ہیں معاوۃ اللہ ہم کہیں اپنا مدد بہتے اور اس گروہ کے ساتھ مواقت کرتے ہیں ہم تو اگر انکے ساتھ اٹھتے بیٹھتے یا گھنگو کرتے ہیں تو  
محض مصلحت وقت سمجھ کر اور انہیں ہسی میں لڑتے ہیں۔ ہمارے دل بہتیں سے متعلق ہیں اور ہم اپنے مدد ہی قاعدوں سے بخوف نہیں ہوتے ہیں۔ اے مکہ والو حارثہ  
ڈرو۔ اصل کیلئے یہ بیت ہی غصہ سا کہ بعد خواہی شروع کی اور امیر المومنین علی کی جلالت و امامت پر بیعت کر لی۔ حارثہ نے اپنے بیعت لیکر طائف کا رخ کیا

اور وہاں پہنچ کر اسدوں کی دھوئی کی اور اہل ہارمہالی دریا بھر اُسے سب لکھو اس میں رواہ ہوا۔ اور حاتم امیر کی نصیحتیں نظر رکھتا تھا۔ اس راہ میں کسی کو احاطہ نہ تھا کہ کھیتوں کے پاس جائیں یا چارہ کیواسطے کسی سے کچھ لیں۔ اس میں داخل ہو کر لوگوں کو بہت سی جہریاں کیں اور کسی کو کچھ نہ کہا تاکہ رحمت اور میری کاموہ ہو۔

بھر جس موضع سے گزر ہوا امیر المومنین علی کیواسطے سیت لیتا گیا کسی ایک فرد شکر کو بھی قتل نہ کیا۔ لیکن یہودیوں کی اس جماعت کو تہ تیغ کر ڈالا جس نے دین اسلام اختیار کر کے پھر لیے یہودی مذہب کی طرف رجوع کی بھی اور مردہ ہو گئے تھے۔ ملازمین کی ہم سے فارغ ہو کر کچھ مکہ کی طرف بٹھا اور تین دن وہاں بھر کر اسے سب لے کر سٹکا دریاں کالائے اب مکہ کے انتظام سے فارغ ہو کر مدینہ میں آیا۔ لوگ استقبال کے لئے باہر آئے اور بڑی تعریفیں کیں۔ حارب نے کہلے اہل تیر میں جاتا ہوں کہ تم میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ہمیں اسرار طہ کی طرح ملامت کرتے ہیں اور وہ اسی حالت سے خوش ہیں۔ خدا کی قسم اگر مجھے تمہیں طہ پر معلوم ہوتا کہ وہ کون ہیں تو میں سے پہلے آہیں مہر داساں جو کہ محض طور پر معلوم ہیں میں کچھ رائے لی ہوں کہ اسے ہاں اگر اس وعدے کے بعد مجھے اسکا حال معلوم ہوتا تو انہیں پوری پوری سزا دوں گا۔ اس کے بعد اہل مدینہ سے سب لکھو اس کو رواہ ہوا اور حدیث امیر المومنین علی علیہ السلام میں شریف ہو کر علاقہ مکہ مدینہ وغیرہ میں جو جو کارروائی کی تھی سب عرض کی

اے محرابے سرکار گرامی بسد کی اور بڑی تعریف کی۔ اس حج کا وقت قریشی امیر المومنین نے عبداللہ بن عباس کو جو آپ کی طرف سے بصرہ میں نائب تھا قاصد بھیج کر ساجد کیا کہ مکہ میں جا کر احبابوں کا امام سے اور حج کی شرطیں ادا کر لئے عبداللہ نے اس حکم سے اطلاع دینے ہی ابوالاسود اور ریاض اسے کو ملا کر کہا میں حسب حکم امیر المومنین علی علیہ السلام مکہ کو جاتا ہوں کہ شرائط امامت اور مذاہب حج کمالوں۔ تم دونوں کو انتظامی امور کے احکام رسائی اور دسی اور دیانتداری کے کاموں کی نگرانی کے واسطے اپنا نائب مقرر کرتا ہوں ابوالاسود ہمارے ہر مسئلے اور امام سے کام کام احکام دیتا ہے اور ریاض دینکی دینی مقررہ کاموں کی نگرانی رکھے اور لازم ہو کہ تم دونوں آپس میں اتفاق رکھو اور عیب کی خاطر داری میں پوری بوجھ کرتے رہو اور ایسا عمل درآمد رکھو کہ میری عیوضی میں کوئی دوسری یا دیوی حل واقع ہو بلکہ تمہارے اہتمام و انتظام سے کاموں کو زیادہ رونق حاصل ہو اور تمہارے اتفاق کی برکت سے دینی اور دنیوی امور اچھے طرح درس اور ٹھیک ہوتے ہائیں ابوالاسود اور زیادے کہا انشاء اللہ ہم اس ہی کر سکیے عبداللہ بن عباس اُسے رخصت ہو کر جاب مکہ رواہ ہو گیا جب درود تو دو لو میں محنت اور دوستی قائم رہی اور باہمی اتفاق سے امور سلطنت کو انجام دیتے رہے مگر پھر انہیں رخصت ظاہر ہوئی۔ ابوالاسود نے ریاض کی ہجو کہی اور زیادے سکر عیض و غصب کی حالت میں ایسے گالیاں دیں۔

ابوالاسود اور زیادہ ہجو کہی اور اس کی بدعت میں دوسری ہجو لکھی۔ ریاض اس بات سے سخت رنجیدہ ہوا۔ اور دو لو میں سخت مخالفت ظاہر ہوئی بصرہ کے نامور اشخاص نے جابا کہ امیں صلح و صفائی کرادیں مگر اس کے اب عبداللہ بن عباس حج سے واپس گیا زیادے ابوالاسود کی سکایت کی اور جو ہجو لکھی تھیں سب انہیں عبداللہ بن عباس نے آدمی بھیج کر ابوالاسود کو ملایا اور بہت ملامت کی اور کہا خدا کی قسم اگر تو جو یا یہ بتا تو اس سے ہنہ ہونا اور اگر شہرستان ہوتا تو تجھ میں اس قدر عین بھی نہ ہوتی کہ اوٹوں کو چراگاہ اور بانی کے گھاٹ پر لیجاتا۔ تجھے برگوں اور آراد لوگوں کی ہجو لکھے سے گناہ واسطے تو نے کس قوت اور کس قدرت کے سبب طعہ اور دہش سے معاملہ صاحبان عقل و علم کام لیا اور زبان درازی اختیار کی اور نالایق مابین کہیں میں سخت حیراں ہوں کہ میں نے ایسے شخص کو عہدہ امامت کس طرح دیدیا۔ ایک طاقت کی مازخاں کی اب میں کیا عد کر سکتا ہوں۔ تو نے ایسی جنتیت کو کس لئے ناظر نہ رکھا تھا اور میرے سامنے سے دور ہوجا۔ اور جہاں کہیں جاؤ جلا جا۔ ابوالاسود بہایت ہی رنجیدہ خاطر اور غمزدہ حال میں عبداللہ کے پاس آئے اٹھ کر باہر آیا تمام دن اس معاملہ سے بچ و تاب کھاتا رہا اور اپنی اصلاح حالت پہلے طرح کے صلہ اور کمر سوتیا رہا انجام کار یہ بات قریشی کا امیر المومنین کو کھل لکھ کر اپنا کچھ طال عرض کرے۔ اس کے بعد اس مضمون کا خط لکھا ابوالاسود امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں نواح و اقسام کی عطیات اور طرح طرح کے انعامات اس کثرت سے مہذول فرمائے ہیں کہ اگر انکو احاطہ نما میں لانا چاہیں تو ممکن نہیں اور ان تمام بے تعد و عطیات عظمیٰ اور انعامات جلیلہ میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو اہل عالم کا ہستیہ قرار دیا ہے اور جملہ انسانوں کے اسر کا حل و عقد آپ کے علم و عقل پر منحصر قرار دیا ہے۔ آپ کے زمانہ کار اعلیٰ اور عالی کیا ہے۔ عرصہ سے یہ خدمت گزار آپ کے حالات کو دیکھ رہا ہے اور نظر اسکا آپ کے صحائف اعمال کو دیکھ رہا ہے



رکھتا ہوں اور ہر ورق کو غور و قائل مطالعہ کرتا ہوں۔ آپ کے تمام اعمال اور احوال عقل و درسد کے راسخہ برائے حالت ہیں آپ امت محمد رسول اللہ کی رعایت مٹری حوالی سے  
 کر رہے ہیں اور ہر ایک جھوٹے ٹرے ادلی و اعلیٰ عربیہ میر کی حالت سے حاضر ہیں در ہر شخص ہر اسکے اندازہ کے موافق مہرانی دیتے ہیں اور ہر شخص کا حق اُسکے مرتبہ  
 کے موافق ادا کرتے ہیں اور دیوی واقعات اور دعوات میں جو مسلمانوں کو لاس ہوتے ہیں اب عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ آپ کو جس کے رستہ  
 میں کوئی شخص درامدات نہیں کر سکتا اور آپ کی طبیعت دیواری رعارف کی طرف رعت نہیں رکھتی۔ واللہ الحمد علیٰ ذلک حمد اطمینا کبیراً  
 مگر ہمارے چچا اور بھائی عبداللہ بن عباس کا حال اس کے خلاف ہے جس میں ہر آدمی مال جمع کرے برکت کو کمر لٹہ کر رکھا ہے اور سیت المال پر حصول خیر کا ہاتھ درار  
 کر کے ناحیہ طور پر رکھتا ہے اور ان کاموں کو جو قانون شریعت سے بعید ہیں حاکم کر رکھا ہے جو قف مجھے یہ حالات معلوم ہوئے آپ کو ضبط مکر سکا کہ آپ سے  
 یوسیدہ رکھوں اسلئے کہ سیدہ حالات عرض کر دئے گئے ہیں۔ آئندہ حوالہ المومنین کی لئے ہر عین صلاح اور صواب و السلام۔ امیر المومنین نے یہ خط پڑھ کر جواب  
 میں لکھا تیرا خط پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوا تیری جس سیرت اور صدق دیات سے اطلاع ہوئی مجھ سے اور مجھ سے دوسرے شخصوں سے ایسی ہی سیدہ  
 ہو سکتی ہے کہ امانت داری کا طریقہ اختیار کریں اور بصحیح کا کوئی نمکہ اٹھا رکھیں اور مسلمانوں کی بہتری کی سبب جو کچھ معلوم ہوئے اسے اسے امام اور شیوا  
 نہ چھینائیں بلکہ ظاہر کر دیں میں نے اپنے چچا عبداللہ بن عباس کو میری تحریر کی سبب لکھا تھا اذکر کہ ہے کیا میں اسے متطہروں کے وہ کہاوت ساہو تو بھی رہتا  
 میں مصروف رہ اور جو کچھ حالات معلوم ہوں اُسے مجھے مطلع کرنا مجھے اسکا دلالت جلدی ملے گا والسلام۔ اسلئے کہ عبداللہ کے نام میں مضمون کا خط لکھا۔  
 عبداللہ کو واضح ہو کہ اسکی سبب بہت ہی مائیں لوگوں نے میں لکھا بھیجی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی انکی حقیقت حال سے واقف ہے اگر اسکا کیا صحیح ہے تو مجھ سے بہت ہی محبت ہے  
 اور اسد مدہ امری اور اگر انہوں نے جھوٹ لولا ہے تو اسکا دال انکی گردن پر ہے لارم ہے کہ مضمون خط سے واقف ہوتے ہی مجھے حاصل لہرہ کے حال سے اطلاع دے کہ  
 کس کس جگہ سے اور کس عدد وصول ہوئے اور کس کس میں صرف کیا گیا ہے اور فیصلہ دار لکھے تاکہ پوری واقعیت حال ہو اللہ تعالیٰ عبداللہ نے حوائث  
 لکھا۔ امیر المومنین کا فرمان صادر ہوا شرط قطع تم کو ہم بحال لانا اس دماں کی سبب کہ لوگوں نے میری طرف سے کچھ پاس حصوں میں عرض کی ہیں مجھے معلوم ہے  
 کہ کس شخص نے میری سبب یا تیں مائیں کی ہیں۔ جو کچھ اس نے کہا ہے مجھ جھوٹ اور بہتاں ہے اور از راہ عداوت و دشمنی ایسا کیا ہے۔ امید دار ہوں  
 کہ حضور جو عرض لوگوں کی مائیں میرے حق میں سماعت لہر مائیں اور جھوٹ اور دماں میں لوگوں کی اقتراہ داریوں میں انکے متفق خدروں سے کہہ چکی نہ کریں۔  
 ہاں محاصل لہرہ کا معاملہ حکمی سبب امیر المومنین نے ارشاد فرمایا ہے کوئی وقعت نہیں لکھا تھا اسکی قسم اگر دیا کا تمام سونا جائیدی میرے قصہ میں ہو تو لکھی  
 خلاف سبب صرف نہ کروں قیاس کے دس اسکے حساب سے ارادی نے کو حاکم کر لے سے رادہ دوسرے رکھتا ہوں۔ اسوقت تک تو خط طح ہو سکا آپ کے ارشاد کے  
 بموجب عملہ آمد کرتا رہا اس حدیث کی تریط بجا نہیں لاسکتا۔ امیر المومنین مصموں علیہ سے واقف ہوتے ہی کسی دوسرے شخص کو لہرہ میں بھیجیں تاکہ  
 وہ انتظام کی چارہ چوئی کرے اور اسکے لوازمات کو انجام دے کیونکہ میں امارت کو ترک کر دیا ہے اور اسے آپ کو علیحدہ کر دیا ہے والسلام۔ یہ خط امیر المومنین کے نام  
 روانہ کر کے لوگوں سے کہا کہ میں اب امارت لہرہ کے کاموں میں دخل نہ دوں گا تا وقتیکہ لوگوں کی رماوں سے رہائی نہ پاؤں گا۔ پھر اپنے گھر میں ہو بیٹھا عبداللہ  
 کا خط امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا مصموں خط سے واقف ہو کر آپ نے حوض فرمایا اور یہ اس حد کہ عبداللہ کو ناخوش کرنا گوارا نہ تھا اسوقت حوائث  
 کیا اور دلیوی کے ساتھ لکھا کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا محض اس عتدا دلی کے سبب لکھا تھا جو تیرے حسن اخوت اور کمال شغف پر عائد ہے اتنی ہی بات ہی سبب  
 ناراض نہ ہوا چاہئے اور امارت لہرہ کو ترک کرنا چاہئے ہم پر تل آداب و سن ہو گیا ہے کہ جو باتیں لکھی اور بیان کی گئی تھیں وہ محض جھوٹ تھیں تو  
 مطمئن رہ اور حسب محول نظام اور مد و بست کے کاموں میں مصروف رہ کیونکہ ہمیں دنیا میں اسکی رضا مندی مطلوب ہے والسلام جو وقت امیر المومنین  
 کا یہ فرمان اسلئے پاس پہنچا اور پڑھا ان مہربانیوں سے جبکہ ذکر کیا تھا حوض ہو گیا اور اپنا کام سنبھال لیا انقصہ صفین کے واقعہ سے پیشتر امیر المومنین

ماہنامہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب

حالت اس ارتداد کو شہر آشور کی امارت پر مامور واکر حکم دیا تھا کہ وہاں حاکم اس علاقہ کو استحکام دے اور وہاں کاموں کو احکام پہنچاؤ جو حق تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے۔  
 حریت لے آہوار میں حکم کی فیصلہ کی جب بانی لشکر بید خاطر ہوا وجہ فراہم کر کے حضرت علی کے خلاف ہنگامہ مچا اور آشور کا محاصل جمع کر کے وجہ تقسیم کر دیا اور علامہ کرش  
 ہو گیا امیر المومنین ایک شے نیک بہادری معقل میں قیس ماحی کو حار ہر اسوار دیکر حکم دیا کہ حریت کو گرفتار کر لے اور ولایت آشور پر لیا قصہ کرے جسے قتل آشور کی طرف  
 روانہ ہوا حریت نے اس کے لئے کی حرکت اس وجہ کا شمار کیا دس ہزار سوار اور بیدل گنتی میں لے آیا تیاری کے معقل کے مقابلہ پر آیا جسے دونوں میں ایک دوسرے کے سامنے آگئے  
 تو معقل نے آواز دی کہ حریت کہاں ہے مجھے اس سے کچھ کہنا ہے حریت اُداس سکر اسی قوم میں سے نکلا سامنے آکھڑا ہوا اور کہا حریت میں ہوں معقل نے کہا اے حریت کچھ کہو  
 کس لئے امیر المومنین سے ماعی ہوا اور کس لئے لوگوں کو اسے علیحدہ ہو جانے اور بریاری اختیار کرے کی ترغیب دیا ہے تو اس تمام ہمایوں کو جو تیرے حال پر مدد دل دہانی میں بلور  
 اُس رسالت کو جو وقتاً فوقتاً تجھے عطا کئے ہیں کس لئے معقل گیا ہے یہ حالت میں تجھ بہت اثر اعتماد رکھتے تھے اور تجھے ایسے عالیشان مرتبہ پہنچایا تھا تو یہ باتیں دلاؤ  
 کر مٹھا اور تربیت اور احسان کے تمام حقوق ٹھلانے تجھے تیری عادت و صلت کی حولی سے یہ بات بہت عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے اس سے حوائی تو نے جو کچھ بیان کیا اور  
 محالوں کو یاد دلایا بیشک سب شک نہ ہو بلکہ اسے بھی یاد ہے لیکن محض لے کس لئے حکم مقرر کیا حکم اہر حق آپ کے قصہ میں ہما معقل نے کہا اے حریت اموس ہو تو جملہ مسلمانوں  
 میں سے یہ ہیں کہ اس معاملہ کا راز تجھ سے بیان کر دوں اس کے کہا میں مسلمان ہوں مری حال میں کوئی تیرا دیر سے اعتقاد میں کچھ حیل واقع نہیں ہوا اس معاملہ میں  
 جو کچھ کہا ہے وہاں اگر معقل مات ہوگی مسطور کر لوں گا معقل نے کہا مثلاً تو مرد مسلمان ہے اور حج کو جاتا ہے اور بے حرم میں شکار کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کیا تو  
 اس وقت امیر المومنین کے پاس حاکم ہو کر یہ روایت کر گیا ہے کہ آپ تروت کے موافق جو کچھ چاہتے تھے سے فرمائیں۔ حریت نے کہا مجھے یقین ہے کہ جو کچھ فرمائیں گے بالکل صدق  
 و صواب کی راہ سے فرمائیں گے کیونکہ حاکم خطبے نے آکے جس میں فرمایا ہے۔ اقصا کہ علی یعنی کوئی شخص احکام شریعت کے صادر دہا کرے میں علی سے یا  
 واقف ہیں معقل نے کہا اب تو اس بات کا متر ہے کہ اس کو اس قدر علم ہو تو کس لئے تو آپ کے حکم سے رھا سہ نہیں ہوتا اس سے حوائی یا اس سے کہ کوئی اس میں ایسا طریق  
 آتا جو اسے حق کی نسبت حکم مقرر کرے معقل نے کہا حقد ر تجھے معلومات ہے اس سے بہت زیادہ امور سے آگاہی نہیں ہے اور نہ تو تمام امور کو سمجھ سکتا ہے یہ سنا توں سے واقف  
 ہی ہو سکتا ہے امیر المومنین ہوں اور مشکلات اور واقعات و حادثات کے متعلق جو حکم صادر فرماتے ہیں میں اس پر رھا سہ در ہا چاہئے لو بے آپ کو سہ میں کیونٹی لتا ہے اور  
 کس لئے مخالفت اختیار کرتا ہے اس پر کرشی کو چھوڑ دے متابعت و موافقت اختیار کر۔ اور کچھ امیر المومنین فرماتے اور اسناد کرتے ہیں اسے قبول کرنا چاہئے حریت نے کہا  
 کی قسم میں ہرگز راضی ہوں گا اور ایسی ہمتوں میں مبتلا ہونے کو حاضر نہ سمجھتا کیونکہ عرب کے قبیلے مجھے ایسے لے اہل کاموں سے مسو کر گئے میرے پاس ہتھارے اور علی کے  
 واسطے شمشیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے یہ کہہ کر بلند آواز سے اپنے لشکر کو طلب کیا اور معقل پر حملہ کر دیا معقل نے بھی یہ مان نکھرا اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جنگ کی طرف میں قدم  
 کرے اور حریت اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیا وہ لشکر ٹپٹ ہو گئے معقل نے عیس ہنگامہ کار رار میں موقع پا کر حریت کو حایا اور اس پر حملہ کر کے تلوار سے دو ٹوکے کر دیا  
 آشور اور بی تاجہ لے جو اس کے ہمراہ تھے گھبرائے گئے انہیں سے انہوں کو قتل کر دیا اور بہت سے قید کر لئے گئے اور انکا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس کے بعد امیر المومنین کی  
 خدمت میں واپس آیا

## مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کا بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا جانا

مصقلہ امیر المومنین کی طرف سے آشور کا عامل تھا جب اس نے دیکھا کہ معقل نے حریت کا کلام تمام کر دیا اور بنی ماحیہ کو اس پر لے لیا تاہی ڈر گیا اور معقل کے  
 جہانی کر کے ان قیدیوں کو میرے ہاتھ فروخت کرے کیونکہ تو امیر المومنین کے سامنے لیا گیا تو شاید سب کو قتل کر دے معقل نے کہا خیر بے مال حاکم  
 کر اور قیدیوں کو لیے مصقلہ نے کہا مال کل حاضر کر دوں گا معقل نے قیدی اس کے لئے کر کے اور مصقلہ نے سب کو اس وقت آزاد کر دیا قیدی یا تو قتل ہوئے یا



رواہ ہو گئے اور مصطلح بھی شے کے وقت بھاگ کر لصرہ میں جا داخل ہوا دوسرے دن معقل کے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لصرہ کی سمت گیا ہے عبداللہ بن عباس کو  
 خط لکھا کہ تمام کمیسب سے مطلع کیا اور لکھا کہ کوئٹہ تمام مقتدر کو گرفتار کر کے اور اس سے پاسو درم وصول کرے عبداللہ نے اسے ملکہ کر دیا وہ طلب کا مصطلح لے کر ہوا  
 آنکھوں سے ادا کرونگا معقل جاتا تھا کہ یہاں مجھ سے لیکر اسی ضرورتوں میں حرج کرے میرے دل کے گوارا نہ کیا کہ مال اس کے حوالہ کروں اب تو طلب کرتا ہے تو حوالہ کر دوں گا اور احسان  
 مالونگا علیؑ لکھتا ہے عبداللہ بن عباس کے مال ادا کرنا چاہئے اور بن مصطلح نے کہا تمام روئے کل دار کو دنگا جتا اب آئی بھاگ کر کوئٹہ میں حلال آیا معقل نے امیر المومنین کی خدمت میں خط لکھا کہ  
 تمام حال عرض کر دیا کہ مقتدر بھاگ کر لصرہ چلا گیا تھا اور وہاں سے بھاگ کر کوئٹہ میں آیا ہے امیر المومنین نے صورت کے حال سے اطلاع نہ کر دی تھی اور مقتدر کو طلب کیا اور روپیہ  
 مانگا اس لئے جو ان یا کہ معقل اور عبداللہ نے مجھ سے بد روپیہ طلب کیا تھا مجھے خیال ہوا کہ یہ روپیہ آپ پوشیدہ رکھیں گے اور یہاں امیر المومنین کا حق ہے اس لئے میں نے اسے ساتھ لکھا  
 اور حضور کی خدمت میں لایا ہوں حضرت شاد ہو گا اس وقت حاضر کر دوں گا آپ کو دیا بھی حاضر کر مصطلح نے کہا کسی دمی کو میرے ہمراہ بھیجئے کہ اس کے حوالہ کر دوں عرض  
 اس روایا لکھ کر دم اسے ادا کرنے اور حوالہ لکھ کر دم اس کے دستہ دہانتی رہے حال اب آئی مصطلح بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا گیا دوسرے دن امیر المومنین نے اسے طلب کیا تو معلوم  
 ہوا کہ وہ معاویہ کی پاس بھاگ کر چلا گیا ہے آپ حکم دیا کہ یہی ماحصہ کے قیدی آزاد ہیں اور روپیہ مصطلح کے دستہ دہانتی ہے مصطلح کا بھائی یحییٰ بن امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں  
 بڑا مرتد اور عرت رکھتا تھا اسے بھائی کی حرکت سے بہایت ترسیدہ ہوا اسے سخت ملامت کی اور یہ ویرت لکھا کہ اس کے پاس روانہ کیں۔ ترکت مساوا محی بکریں  
 وایل + واعقت سنام لوی بن غالب + وحالعت حیر الداس بعد محمد + ملال قلیل کا حال اچھا ہے + اور اس کے شہدہ دار قوم رومیہ  
 اس حال سے بے محبہ مارا ص ہوئے اور سب سے اسے اس حرکت پر لعنت ملامت کی مصطلح بھی معاویہ کی پاس چلے آئے سے بہت مادم اور تیاں ہوا اور بھلنے بھائی یحییٰ کے  
 نام خط لکھا کہ امیر المومنین کی خدمت میں سری طرف سے محمد و حضرت کر کے احارت چل کر کے کہ میں بحسرت کی خدمت میں حاضر ہواؤں جو وقت یہ خط لکھتا ہے چلی  
 اولاد ہی بکروا مل کو بلا کر کہا کہ میرے بھائی سے اس صمون کا خط لکھا ہے اور جانتا ہے کہ پھر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو جائے مگر مجھے جناب میر کی خدمت میں اس کا حال  
 عرض کرتے ہوئے سرم آئی ہے تم ہر مالی کر کے وصف کے وقت حال عرض کر دیا اور احارت لے لینا کہ اسے کچھ لکھ کر واپس بلا لیا جائے۔ اس کے چچا کی اولاد نے کہا ہم ایسا ہی  
 کریں گے اور سب حال عرض کر دیں گے اس کے بعد انہوں نے حضرت امیر المومنین میں حاضر ہو کر یحییٰ کی شرمندگی اور مصطلح کا دکر لیا اور کہا کہ امیر المومنین کی طرف سے دلجوئی کیجئے اور  
 واپس بلا لیا جائے کیونکہ میں سخت اسوس ہے کہ ایسا شخص معاویہ کے پاس رہے آپ کو دیا معاویہ کی کچھ بھی جو گویا خیال یہ ہے کہ کچھ فائدہ ہو گا اور مصطلح واپس  
 آئیگا حصین بن مسرر سدوسی نے کہا امیر المومنین نے نہیں احارت دیدی ہے کہ مصطلح کے نام خط لکھو اور مجھے بھی خط دیکھا نا کہ میں بھی انہیں کچھ تحریر کروں گا جس  
 اُس پر زیادہ امر بڑیگا اس کے چار اد بھائیوں نے کہا حصین بن مسرر ہی خط لکھے حصین نے مصطلح کو اس صمون کے جذبے تحریر کئے۔ اسے مصطلح نے ہرے عزیز ہی بکروا مل سمجھے  
 ہیں کہ یہ معاویہ کے پاس جانا اور اس سے ملتجی ہونا نہ دیں کیواسطے تھا نہ دیا کے لئے اور وہاں چلے سے علیؑ برحق نہ کرنا نہ نظر تھا تو اسے یہ ارادہ محض اس لئے کیا کہ  
 اس قدر مال ادا کرنا نہ پڑے۔ اسی خیال سے تھے معاویہ کی پاس جانا ماسا معلوم ہوا اس کے بعد جب تو نے عور کیا تو سمجھا کہ ایسے حیرت مال کیواسطے یہ حرکت کرنی زیادہ بھی او  
 معاویہ کو علیؑ سے اور تمام کو عراق سے اور سکا سکرمہ سے مدد لیا تھا ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے مددیک سے وہ معاویہ سے دور ہے اپنے آپ کے مسادت اور تکلیف  
 میں مبتلا نہ کر اور شکر رہ آٹھ اپنے وطن اور ملک کی طرف الیں آد یقین جان کر کہ واپس نا مل کی پسلی سے بہتر ہے تھے امیر المومنین سے عزم کر سکی ضرورت  
 نہیں اور یہ تھے ایسا کام کرنا چاہئے اس فعل پر حضرت ہر حصین اس فی نیا کا آرام۔ آخرت کی سعادت مسدوی والسلام مصطلح نے یہ خط لکھ کر قاصد سے کہا یہ تحریر حصین  
 بن مسرر کی معلوم ہوتی ہے اس نے کہا ہاں جو کچھ تو سمجھا درست ہے۔ یہ خط اسی کا لکھا ہوا ہے اسے مصطلح تو مطلب سمجھا اور حصین تیرے لئے دنیا اور عقبی کی بھلائی ہو  
 وہ کام اختیار کر جس نے جو کچھ لکھا ہے بالکل درست اور سچ لکھا ہے تو اب معاملہ کا خود فیصلہ کر اور سوچ کہ تو نے کس شخص سے علیؑ کی اختیار کی ہے اور کس سے  
 آملہ ہے کہ اس کے لئے اور سکا داس پڑا ہے عراق بہتر ہے یا شام علیؑ ابوطالب زیادہ برگزیدہ شخص ہے یا معاویہ ہاجر و انصار کی ہمنی ہے یا معاویہ ہے یا طلحہ اور ابی

طلعا کی صحت۔ تو عراق میں محروم تھا اور ایشام میں حادہ ہو کر رہ گیا مصقلہ کے قاصد کی یا تیں سر جھکنا کچھ بولا پھر حط لیکر معاویہ کے پاس گیا معاویہ نے اس حط کو ٹھیک کر کہا اے مصقلہ میرا تیرا معاملہ اس حد تک گر گیا کہ مجھے تیری سست کچھ سہانی رہا ہو مجھے تیری عقل و دامانی پر یوراکھ و سہ ہے۔ اگر عراق سے تیرے پاس حط آئے تو تجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ میرے پاس لائے اور مجھے دکھائے مصقلہ نے اسے و توفیق کے ساتھ و اس نے قاصد سے کہا جس وقت سے میں بخوشاں علی ابوطالت سے کھا کر شام میں اعل ہوا ہوں حد کی قسم حطائی کے سوا میں اس کے حق میں کوئی اور کھلیا نہیں کہا جس سے اب سر کوئی ہرائی عائد ہوتی ہو۔ تو میرے پاس حط لایا اب جواب لیکر و اس نے قاصد کو کہا ایسا ہی کرو گا۔ اے مصقلہ اے امیر مصلوں کا حوالہ لکھا۔ تمہارا حط بھیجا مصلوں میں مدد سے اطلاع ہوئی حقیقت حال یہ ہے کہ جس شخص کو تمہارا کہا فائدہ کیا نہیں ہوتا اسکو زیادہ سمجھا مارا زیادہ قصاں کرتا ہے بات ٹھکانے سے کچھ حاصل نہیں تم جانتے ہی ہو کہ میں علی کی خدمت کیلئے ترک کر دی ہوں اور کیوں معاویہ کے پاس چلا آیا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر علی کی خدمت میں و اس چلا آؤ گا تو وہ مجھ سے گزرتا امور کا جواب ملت و اس کیلئے ملکہ معافی اور احسان کا تڑا و اختیار کرے گی مگر میں سوچ علی کا حط وار ہوں اور جبر و زکات و کیجی میں رہ چکا ہوں۔ اب خواہ علی کے پاس آؤں خواہ معاویہ کے پاس رہوں عار اٹھائے سے خالی نہیں میں اس وقت دو ملامتوں کے درمیان ہوں اذل حیات دوسرا عذر اور میں کوئی ساعدہ میں کروں تمہارے نزدیک مقبول ہو گا۔ بھئیں حقد و عور و دکر کرتا ہوں فی الحال تمام میں مقام کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے اگر معاویہ کو عذر حاصل ہو کر اسکا کام استحکام لگاؤ اس وقت سراسر مقام ملک میں زیادہ اچھا ہو گا اور ابھی تک مجھے یہ قدرت حاصل ہو کر علی کے سامنے عذر کروں اور وہ قبول ہو جائے اس سے علی مدد نہ پاسی ہتیر ہے سست اسکے کہ اس وقت علی کی اختیار کر دوں حکم مجھے اسکی مجال ہو لے الوص میں جہاں کہیں رہوں گا دل تمہارے خیال میں رہ گیا اور زبان تمہاری دعا گو و السلام۔ یہ حط سدر کے قاصد کو دیدیا اور کہا اے سرادر راہ اگر تیری مرضی ہو تو شام والوں سے دریافت کر کے میں جس مقام میں آیا ہوں علی کے حق میں کیا کہتا رہتا ہوں۔ قاصد نے کہا یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی اور جو بی معلوم ہو گیا ہے کہ تو نیکی کے سوا اور کچھ نہیں کہتا مصقلہ نے کہا حد کی قسم میں اس حط سے ہی طریق مر رہو گا۔ اور علی کی طرح و اس کے سوا اور کوئی کلمہ ہاں سر لاؤ گا اور دل میں اس کی الفت و محبت کو ہر لمحہ جگہ تیار رہوں گا اتنا صبر و اس نے کہ وہ خطا حصی میں مذکور دیا اور وہ امیر المومنین کی خدمت میں لیکر آیا اور پھر حکم پایا امیر المومنین نے کہا اس سے بار آؤ۔ وہ جہاں کہیں ہو گا مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ ہمارا پاس آئے گا جیسے کہا میں بات ہے اور لوگوں کا یہ کہہ کہ اسے ترم و اس آئے سے مایع ہے اے اصل پر وہ اس وقت علی کی اختیار کرتا ہے اور جیسا آپ فرماتے ہیں وہ ہرگز آئے گا۔ ہمنے اسے ترک کر دیا۔ اور پھر اسکا کبھی ذکر نہ کرے گی۔ اسے کچھ لکھیں گے و السلام +

## نہروان کے خارجیوں کے ظہور کا حال

جس زمانہ میں امیر المومنین کو ذمہ میں مقیم تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ وہ میعاد حرم معاویہ کے ساتھ قرار پائی ہوئی ہو کر چلے تو پھر شامیوں کے جنگ کچائے آپ کے حوصوں میں جو بڑے عابد اور متقی تھے چار ہزار سوار شمع ہو کر کوذ سے نکل کھڑے ہوئے اور انصرت کے حط ہو گئے اور کہے گئے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا حکم نہیں اور جو شخص خدا کا گہ ہمارا ہو اسکی اطاعت نہ کر لی جائے۔ اب فوج فوج سوار ویدل انکے ترکاٹل ہونے لگے اور انکا شمار مارہ ہزار تک پہنچ گیا۔ پھر فوج کو ذمہ کوچ کر کے موضع حور میں پڑے عبداللہ کو آوا کو اپنا امیر قرار دیا امیر المومنین انکا حال سب سے تھے اور فکر تھے آخر کار عبداللہ بن عباس سے کہا تو لکھ پاس جا اور فرما کر کہ جمعیت کس عرض ہے اور کیا چاہتے ہیں عبداللہ نے کہا پاس گیا حوہنی انہوں نے عبداللہ کو آئے دیکھا بیکار کر کہا اے عبداللہ تو معنی خدا کا دیا ہی گہ بگاڑ دیا گیا جیسا علی ابوطالت ہر طرف سے بھی آواز میں آنے لگیں۔ عبداللہ بن عباس نے کہا میں تم سے لنگو نہیں کر سکتا کسی انک شخص کو بھیجو کہ جو کچھ تمہیں کہتا ہو کہے اور جواب دے۔ انہوں نے ایک شخص قتیب بن امیر ثعلبی کو بھیجا۔ وہ عبداللہ کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہے کہ تمہارا نصیب آج نہ رہا کرتا تھا اور اسے معافی سے واقف تھا عبداللہ بن عباس خوش سنسار ہوا یہاں تک کہ جو کچھ اسے کہتا تھا کہ چکا اس وقت عبداللہ نے کہا جو کچھ تجھے کہتا تھا تو نے





راہوں پر گئے کہ لا اِلهَ اِلَّا اللہ و لَو کَرِهَ الْمُشْرِکُونَ جاری کر کے کیا باریک حاکم کر دیا اور عمار جنگ میں ہوا اور آتش حرش میں ہوئی ایسی آتشیں خدا اللہ سے دہشت بہت  
 ہی سنگینی اور گراہی کے ساتھ ساتھ دلائل کو اسے معاملہ بر طلب کیا انصرت نے نصرت العقار سے دوح میں بھی دیا اور دوح طعمریج تمام حارجوں پر چھا گئی اور جسے وہ  
 اس مہم کو ختم کر دیا حاکم اس لوگوں میں سے نو آدمیوں سے راہ در راہ سے اور امیر المومنین کے لشکر کے کل نو آدمی شہید ہوئے۔ نقد لوگوں کی روایت ہے کہ امیر المومنین نے  
 حارجوں کے دوح سے منتشر فرمایا حاکم ایک گروہ دیسے اس طرح کل حارج کا سطح تیرکماں سے۔ اگر وہ قرآن شریف پڑھتے ہوئے مگر حلق سے نیچے نہ اترے گا اور ان کے دل  
 قرآن شریف کے احکام سے رہیں گے اور اسی خدا کی قسم جو دہا کو آگاہا ہوا دوح سے آدمی کو اسے حراہ کرم سے لاسن جو دوح عطا کیا ہو کہ رسول خدا نے مجھے مطلع کیا ہو کہ تو اس سے جنگ  
 کرے گا اور وہ مگر اسی کے گڑھے سے نکلے گا بہت کے راستہ پر آئیں گے سطح کماں سے چھوٹا ہوا تیر پھر میں آتا اور اس گروہ کی جہاں سے کہ اس میں ایک ایسا شخص ہو گا کہ اس کے  
 ایک شاہ میں گوس کا ایک نجر اوروں کی چھاتی جیسا ہو گا اور اس سال بھی ہو گئے جیسے تلی کی موجھیں۔ میرا نصرت نے جنگ حواج سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ اس مکر میں  
 ہمارے شہیدوں کی تعداد کافی سے گر کر دھالی کے مرتبہ تک نہ پہنچے گی اور حالعوں میں سے نو شخصوں سے راہ در راہ سے کھیں گے۔ روایت ہے کہ حوجت امیر المومنین حضرت  
 ذوالحجہ سال فرمائی تو قتل حواج کے لئے حکم دیا کہ دو ندیہ یعنی حوجی والے شخص کو کشتوں میں تلاش کرو کچھ لوگ گئے اور وہ کچھ صوفیہ لکھ کر مارا کہ اس طاقت کا کوئی شخص  
 مقتولوں میں موجود نہیں آپے دیا کہ خدا کی قسم حوجی والا شخص ہی میں ہے۔ پھر کچھ اور آدمی اس کی تلاش میں نکلے اور طالب کشتوں کے سچے سے دو صوفیہ کالادہ ہو ہوئے کہ  
 سادہ ہی کے مطابق تھا۔ نصرت علی نے درگاہ حاکم اپنی میں سجدہ کیا اور حاکم کا گرام مقصود ہوتے تھے جس حوجیہ کہ نصرت علی نے اس گروہ کے مقتولوں کے  
 حق میں کیا دیا ہوا امیر المومنین حارجوں کی جہم سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور حاکم سے اسالت تاب پروردہ بھیجا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لطف و کرم کے دروازے  
 کھول دیے ہیں اور حاکم دین کو معلوم مقہور کر دیا ہوا مسیح کے اسام کے گراموں کے سرکار ہونے قصد کرد اور فاسطیں کی ہنم کو بھی مارقین کے واقعہ کی طرح احکام کو بھیجا دہ  
 اس سب سے قیسے فوج کے اور چند نامور راہیں کو ہمراہ لیکر عرض کی کہ ہمارے تیر ختم ہو گئے ہیں بلو اس کدنگی ہیں اور میرے ٹوٹ گئے ہیں اب ہمیں کو وہ دینیں جہلیں کہ سلطہ  
 کی دستری اور ہم رسالی کے بعد مصبوط و مستحکم ہو کر تاسی ظالموں کی سچ کی میں مصروف ہو جائیں گے۔ ایک دیر حواس قبول ہو گئی اور شاہ و لایب بیاہے ار راہ کراہت حاکم کو  
 مراجعت فرمائی شہر کے دست بھر بھیل میں چھا دی قائم کی اور ارشاد کیا کہ جس کی کو کوئی کام در دست ہو تیر میں جاکر ایک لٹھ کر دوسرے دس لٹھ گاہ میں چلائے تاکہ  
 سحر سام کی جہم جلدی لوری کچھائے۔ ایسے امیر المومنین کی دست میں صرف حد ہی عیر و لے رہ گئے اور اسے لٹھ گاہ کو حالی کر کے منت منت بر راح کو اختیار کر لیا۔  
 اس حال دیکھ کر کھدہ ہوئے اور کو دین میں شریف لائے۔ کوئی عدد و معدرت کرے لگے لگے اسکا عدد مقتول حاضر ہوا جو وقت آچہ طہر ہٹھتے دھان لوگوں کو ولایت کرتے  
 کئی دھان بھار کھس ہوئے لگے لگے دھان کچھ راہیں حاضر خدمت ہو کر کہا جس طرف بکا قصد ہو گا ہم کاتب اس اسات علیہ ہو گئے۔ امیر المومنین لگے کہے کو قبول کر کے  
 حاکم ہمدانی کو حکم دیا کہ مادی کر دے کہ جو شخص صدق بیاد و ریک طیت سے ہرہ و راسے لازم ہے کہ کل طلاں گنہہ جو دھامی لشکر کے لئے عمدہ مقام ہے حاضر ہو جائے  
 دوسروں امیر المومنین لشکر گاہ میں تشریف لاکر دیکھا کہ اس سو آدمیوں سے زیادہ جمع ہیں ہر دھانیا اگر اب لوگوں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جائے تو مجھے انکی فکر کرنی پڑتی  
 پھر اس گنہہ بہا بہا سچ و فکر میں دو روز ٹھہر کر کوہ کو مراجعت فرمائی۔ اسی اتار میں حاکم و ص کا موقع یا کرد و ہار ساہیوں کو بھیجا کہ عراق کے حارجوں کے راستہ میں  
 جب قدر حوصلہ در کوئیں ہیں سب کو مدد دیں اور مسلمانوں کو فائدہ کسے طواف سے بار کھے میں سہی کریں۔ لوگوں کو حاکم کو اس فعل پر ولایت کی نوکھا کہ میں اسلئے مسلمانوں کو  
 حج سے روکنا ہوں کہ وہاں اسکا کوئی امام موجود نہیں ہے۔ الرضی رضوان شریف کا مہیا آگیا اور امیر المومنین سجدہ کر دین حطہ کے ساتھ برابر کو فوں کو ملا سیں کرتے رہے  
 لگا لگا کو مطلق اتر نہوا۔ را دیوں کا میاں ہر کہہ صکی را کو حوجت اسے گھر میں امیر المومنین نماز کیلئے گھر سے ہوئے اب کی دھرام کلمتوں سے دو حوجی روئیاں اور دودہ کا ایک  
 بیالاد کس قدر بختان میں لگا کہ حوض میں لاؤ گھا۔ آپے مار سے قلع ہو کر حواج کو دیکھا اور فرمایا میری بیٹی تم ایک خان میں دو کھانے کی چریں پیش کرتی ہو کیا  
 تم کو معلوم نہیں کہ میں اپنے چارادھانی رسول خدا کی میری کر ہا ہوں ہم جانتی ہو کہ دنیا کی حلال باتوں کا حاکم یا جیسا گاہ اور حاکم کو اس لئے غلب ہو گا خدا کی قسم میں نہ



نیکو لوگ احکام میں ایک چیرہ اٹھا لوگی ایم کلوم ے دودھ کا مالہ اٹھا لائے تاکہ ساتھ میں جو کچھ تین لقمے نوش فرمائے اور پھر بارش شروع کر دی اس آیت کو بار بار صبح خانہ  
 میں شریف لائے اور آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے اور پھر انڈر تشریف لیا کرنا میں متحول ہوجاتے تھے اس آیت کو سورہ یس میں بھی تلاوت فرمائی تفسیر کے بعد ایک میدانی مگر  
 محوڑی بنی برید حواک بیدار ہو کر کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اے خدا مجھے اے یاس ملے میں سرکرت کرامت فرما۔ عَالِیَ لَیْلَۃِ اِیَّیْ ہٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَنَشْکُوْتُ اِلَیْکَ  
وَقُلْتُ مَا لَیْلَۃِیْ مِنْ اَمْنٍ مِّنْ لِّلّٰہِ فَقَالَ اِذْ عَلَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ فَقُلْتُ اَللّٰہُ لَیْلَۃِیْ ہٰذَا مَحَرَّمٌ اَمْنٌ مِّنْہُمْ وَاَنْدِیْہِمْ لَیْلَۃِیْ ہٰذَا مَحَرَّمٌ اَمْنٌ مِّنْہُمْ پھر ارشاد کیا میں بھی تو خدا  
 صلعم کو حوا میں دیکھا اور آپ امت کی مالایی اور توحی کی تسکایت اور واد کی محضت فرمایا لے حق میں دعا کر پھر میں کہا لے خدا مجھے اس کو گوس ہنتر آدمی عطا کر اور پھر یہ جاننے  
 کسی سریر اور ظالم شخص کو مقرر و اس کے اندر گھری گھری صحن میں تشریف لائے اور زمانے والا مالک مت وہ کد مت وانہا اللیلۃ الی دعوت یعنی خدا کی نعم میں جو ماہر اور  
 مجھے جو شاہی ہے یہ ہی رات ہے میں میرے ہنر بویکی حریر لٹا لے مجھے دی ہے اور رات تھے احسان الہی اللہ تعالیٰ والاحیوی یعنی میں خدا لے کائناتوں میں اس  
 دیا کو میں کچھ یہاں کے عیش اٹھائے ہیں ایم کلوم ے عرص کی لے پانچ آج رات کو ہنتر تھرا کیوں ہوا ہے فرمایا یونہی ہیں اس بات کی صبح کو ہنر ہونگا جب صبح کا وقت سرد کیا  
 امیر المومنین اس میں کہ میں ٹکامادھا اور میں جا بکا قصد کیا صحن میں نیچے لوٹن لٹھوں کو گھیر میں بی ہوئی نہیں ملے اور عذاب آ بکا راستہ آروکار و بھلا کر مل چلا  
 لگین کچھ خدمت گزاروں بدویں کہ ہیں آگے سے ہائیں آپ فرمایا ہیں کچھ کہو یہ اسٹے تور کر رہی ہیں کہ اسکے بعد ہیں میرا لودہ گر ہو پڑ گیا حضرت امام حسن نے عرض کی  
 آپ کیا خیال مدزباں سے نکالتے ہیں امیر المومنین فرمایا میں مال بد ہیں لکنا لکنا لکنا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں آج مارا جاؤنگا ریر سے عرص کی لے والد  
 آپ جحد کو حکم دین کہ وہ سپر میں جا کر مارا ٹھکانے اسکے بعد آپ حکم دیا کہ جحد سے کہدوسرے میں جا کر مارا ٹھکانے پھر ساتھ ہی ارشاد کیا کہ حکم الہی یونہی جاری ہوگا  
 خود ہی تشریف لے جائے کار ارادہ کیا اور یہ سوار لٹا کئے۔ اَسَدٌ وَجَنَازَیْمَۃٌ لِّلْمَوْتِ + فَاِنَّ الْمَوْتَ لَا مَفْکَ + وَلَا مَحْرَ عَمَ مِنَ الْمَوْتِ + اِذَا حَلَّ بَوَادِیْکَ  
فَاِنَّ الدَّعِ وَالْیَصَۃَ + دَمَ الرِّفْعِ یُکَفِّیْکَ + کَمَا اَصْحَکَ الدَّہْرَ + کَذٰلَکَ الدَّہْرُ یُکَفِّیْکَ + فَعَلَّ عَرَفَ اَنْوَامًا + وَاِنْ کَانُوْا  
صَعَالِیْکَ + مَصَارِعَ اِلٰی الْمُتَحِدِ + لِلْعِیْ مَتَارِیْکَ + العِصْرَ جَوَقْتَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ گھر کے دروازہ سے باہر ہوئے لگے ایک کسل شک میں لٹھ کی اور ٹپکھلکھ  
 کر سارک سے علیحدہ ہو گیا آپ دوارہ کسکر کر مادی اور فرمایا الہی قوم کو میرے لئے مبارک کچھ اور اپنے دیدار کو مشترک ایم کلوم یہ کلمے سکر روئے لگیں اور امام حسن  
 آپ کچھ بھیجے ہوئے اور عرص کی میں آپ کے ہمراہ رہا جاتا ہوں آپ ارشاد کیا تھے میری قسم کہ اسے حوا نگاہ کی طرف پھر جانا ہا ر امام حسن پس ہو گئے۔ اور اس طرف  
 ابن ملجم وبتیب اور وداں مسجد میں آپ کی تشریف لایا انتظار کر رہے تھے۔ سخت میں جس میں جی جوں کے ساتھ ملہا ہوا تھا موجود تھا اس میں ابن ملجم سے کہا ہے پھر ملجم  
 اپنے ارادہ کے پورا کر میں جلدی کر ساد صبح کی روشنی تھے سوا کر دے اسوقت حرس عدی لیکے پاس سے گزر رہا تھا اس نے یہ بات سنی اور اس وقت سے محتاط ہو کر کہا کیا  
 تو امیر المومنین کو قتل کر گیا۔ پھر مسجد کے دروازہ سے نکلا امیر المومنین کے گھر کا راستہ لیا کہ آپ کو اس ریش کی اطلاع دے مگر امیر المومنین نہ مل سکا کیونکہ آپ دوسرے رہتے  
 سے مسجد میں تشریف لائے تھے اب حکم الہی پھوڑیں لگیا اور جوق حرس عدی والیں آ رہا تھا اس نے شاکہ لوگ کہہ دیے ہیں امیر المومنین قتل ہو گئے امیر المومنین جوق  
 دوسرا آئے سے مسجد میں تشریف لائے تھے لومسجد کی قدیلیں گل تھیں۔ آپ اسی تاریکی میں حدر رکعت نماز پڑھیں اور کچھ دیر تک سوج و غیرہ میں متحول رہے پھر امام  
 مسجد پر تشریف لاکر صبح کی سفیدی سے خطا کیا تو ایک نے بھی ایسے وقت طلوع نہیں ہوئی کہ میں سویا ہوا ہوں۔ اسکے بعد کانوں پر انگلیاں کھکھکادان دی۔  
 پھر اذان کی جگہ سے آتر کر یہ چہ مصرعے پڑھے۔ حَلُوْا سَبِیْلَ الْمَوْتِ الْمَجَہِدِ + وَ اِلَیْہِ لَا یَعْدُ عِزُّ الْوَاحِدِ + وَ یُوْقِطُ النَّاسُ اِلٰی الْمَسْکِیْنِ  
 اور الصلوۃ الصلوۃ کہتے ہوئے ہمارے سوتوں کو کھاتے تھے۔ اس بلجم بھی سوئے والوں میں ویدھا ٹر اٹھا اور ایک تلوار اس کے نیچے چھپا رکھی تھی جب آپ اس کے  
 قریب پہنچے کہا ارادہ مار کے لئے اٹھا اور یہ بھی راں مبارک فرمایا تیرے دل میں کیا بسیار دہم جس سے قریب کہ آسمان بھٹ پڑیں اور میں جس جلسے کے لئے یاد کر  
 میں جا ہوں تو بھی تباہ ہوں کہ تیرے دامن کے نیچے کیا چیز پوشیدہ ہے پھر وہاں گزر کر کھڑے ہوئے تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ لوگ بھی جمع ہوئے

اور مصیبت مدھلے۔ اس بلغم نے اس پیپ سے کہ رتونی اسے جس کھکھالامیر المومنین کو اس امت کا ایک شقی آدمی منہ پر لگا ہر وقت اپنے دل میں پس پتیر کیا کرتا تھا انعام کار بدعتی کی طبعیالی نے اسے مثل گھاس بھوس کے مراد کر دیا اور اس امیر المومنین کے قتل کر کے کا مصمم راہ کر لیا اس تک اس بلغم ایک رت قطلمہ نام کے گھیر میں تھا اور اس کی کھی تھی قطلمہ امیر المومنین کی ادا کی کر ائے جگہ با اور کہا تو نے علی کی ادا کی کی اور اسنی میں تیری حاجت یوری کردی تو بھی اٹھا اور ہماری مردوت یوری کر اور پھر حوس جوتن الہی کر عین عشرت میں متحول ہو۔ پھر اسے وہ تلوار جو زہر میں بھار کھی بھی لا کر دی اس بلغم نے کہا مجھے حوس کہ امدھا اور سیاہ رو پوکو دالیں دنگا کیو کہ میں اس حوس تو خدا سے سنا ہوا ہوں کہ گرتے لوگوں میں سے مدحت شخص قدر میں سادھ مافضال کا قاتل تھا اور آئیدہ لوگوں میں سے رادہ شقی علی انوطال کا قاتل ہوگا مجھ فکر ہے کہ وہ مدحت میں ہی ہوں عورت نے حوات یا دل کو مضبوط رکھا اور کچھ فکر کر۔ اس بلغم نے تلوار لی اور مسجد میں آیا ابھی کچھ لوگ مسجد میں سوتے تھے جو بھی لگے بیچ میں زیر رہا۔ امیر المومنین سوتے ہوئے کو جگاتے اور الصلوۃ الصلوۃ کہتے ہوئے حوات میں شریف لائے اور عمار کی میت مامدھلکرات شروع کی اور رکوع حالاکر پھلا کھنڈ کیا اور بچہ سے اٹھ کر وہی جاہا کر دوسرا سجدہ ادا کریں اس بلغم نے موقع پاکر میرا رک پر تلوار ماری جسے اتفاق یہ دار اس جگہ بیٹھا جہاں حدق کی جگہ کے دس عمر بن عبدود کی تلوار سے رحم آیا تھا تلوار مارے کے اندر وہ ملعون بھاگا اور مسجد سے نکل گیا امیر المومنین اس خم سے بٹھا لیا ہو کر گرے لوگوں نے داخل مسجد ہو کر آک کو اس حال میں پایا تھا بھگیں ہو۔ ان فیت مار کر راجا ماکھا اسلئے امام جسے لگے بڑھ کر دو رکعت مار صبح پڑھائی۔ بعدہ امیر المومنین کو اٹھا کر صحن مسجد میں لائے اور بہت حلقہ جمع ہو گئی سب پوچھتے تھے کہ یا حضرت آک کو کس خون شقی نے رحمی کیا ہے۔ آپے حوات یا جلری مکرو جسے یہ رحم لگایا ہے۔ اسی لوگ مسجد کے اس رو ارہ سے اسکو لائیں اور دست مبارک سے اس پر موازہ کی طرف اشارہ کیا قتیلہ عد القیس کا ایک شخص اس رو ارہ سے ماہر حاتا تھا عبدالرحمن بن بلغم کو وہاں کھڑے دیکھا اسکی آنکھوں میں نیا اندھیر ہو گئی تھی اور کچھ نظر آتا تھا کہ دھڑلے اس شخص نے اسے گرفتار کر لیا اور کہا ہے ملعون تو نے امیر المومنین کو زخمی کیا ہے۔ وہ انکار کیا جاتا تھا مگر ران سے مساحتہاں نکل گئی کہ میں ہی تلوار ماری ہے وہ شخص اسے مسجد میں پکڑ لایا۔ اور اسے منہ پر طماچے مارتا تھا اور اور آدمی بھی اسے مار رہے تھے اسی طرح امیر المومنین کے سامنے لا کر بٹھا دیا۔ آپے پوچھائے بھائی کیا میں تیرے حق میں برا امیر بھلا اس نے حوات یا نہیں۔ پھر امیر المومنین فرمایا تجھے اسوس ہے کس امر کے سب تو نے ایسا قصد کیا کہ مجھے رحمی اور میر فریدوں کو یم کیا دم ملعون کھٹھ لولا۔ پھر آپے فرمایا وکان اللہ قد مامقن ذوالعسی حکم الہی یہی تھا۔ اسکے بعد حکم دیا کہ اسے قید خانہ میں لیجاؤ کسی طرح کی تکلیف میں حب میں وہاں پاؤں تو حطرح اسے مجھ پر کیا اسی طرح اسے قتل کر لیا اور اس آپ پر ور اس قیدی کا حال دریافت کرتے تھے کہ اسے کھا ماکھلادیا ہو اور اگر جواب میں کوئی یہ کہتا کہ اسی نہیں کھلایا نوڑتے اسے کھا ماکھلادو طیل میں حم کا علاج کرتے تھے مگر کچھ آرام ہوتا تھا حوات ہے سمجھ لیا کہ اس حم سے صحت یابی نہوگی حسیل انعام اولاد اور اہلبیت کو جو موجود تھے اپنے پاس طلب کیا اور کہا ہے میرے فرید اور میرے اہلبیت میں تمکو وصیت کر رہا تھا ہوں +

## اپنے فرزندوں اور اہلبیت کو امیر المومنین علی کا وصیت کرنا

جب سب فرید اور اہلبیت آپ کے پاس جمع ہو گئے تو اننے مخاطب ہو کر فرمایا میری وصیت ہے کہ تم خدائے ذرا اسکی عبادت میں متسول رہا اس دنیا میں کسی ریوفیت کا خیال رکھا اگر وہ لوگ تم ریوفیت کے خواستگار ہوں دیا کی نعمتوں کے زوال کا غم نہ کرنا۔ جن بات کے کہے سے نہ کرنا اگر چاہی ذات ہی کے متعلق ہو یمیں پر رحم کر یا فقیروں کو کھانا دیا جبکہ ممکن ہو لوگوں کے ساتھ احسان سے پس آنا مظلوموں کے خلاف اور مظلوموں کے ہمدکار رہنا لازم ہے کہ طریقہ حقہ کی پیروی میں لوگوں کی طرف سے کوئی ملامت تمہارے حال پر عائد ہوئے پائے پھر محمد جنیعہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہے میرے بیٹے تو نے میری وصیت جو تیرے بھائیوں کو کی ہے۔ یہی امور کی وصیت تھے کرتا ہوں اور سحت تا کی کرتا ہوں کہ تو انکی حرمت کا خیال رکھا خلعت کی نگاہ اور خیالات میں انکی عظمت و دفعت بڑھاتے رہا کسی کام کو انکے مشورہ بغیر نہ کرنا اسکے بعد جنت اور جنت سے کہا میں نے تمہارے بھائی محمد کو تمہارے بیٹے وصیت کی ہے اور میں انکے



دائے وصیت کرتا ہوں وہ تمہارا بھائی اور تمہارے مایا میا ہی تم جانے ہی ہو کہ میں نے بہت حانتا ہوں تم بھی میری محبت کے سلسلے سے اہل رب رکھنا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس کے احکام نیت قدم رہنا اور اس سے علیحدہ نہ ہونا اسی اصلاح میں کوئس بلیع کرنا کیونکہ میں نے حانتے ہوئے اسے سنا ہے کہ اسی اصلاح میں سہی کرنا ہمارا درود ہے ہر پہرستہ داروں کی ساتھ اہل رب رکھنا اور صلہ رحم کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہر درویشات حسانت سے سہل اور آسان کرے یمیموں کی وہ عورتوں کی دلجوئی کرو ان کے حال پر رعایت رکھو غنہ و فقر یکساں ہو ان کے ساتھ دینا کے مال و متاع سے سلوک کرو۔ ہمتیہ قرآن شریف پڑھتے رہنا اور اس کے مطابق کام کرنا ایسا ہونا چاہیے کہ قرآن مجید کے احکام اور نبی کی بجا آوری میں کوئی دوسرا شخص غیر مسقت نہ لیجا سکے عمار کو قائم رکھنا کیونکہ وہ سو سو دیں ہے مال کی زکوٰۃ نکالتے رہنا اس کا سال اللہ تعالیٰ کی آتش عصمت کو بکھاتا ہے۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ دروغ کی آنچ کی سیر ہوں حج اور مساک کے آداب و شرطیں یاد کرتے رہنا کیونکہ ہمارے لئے اس کا حکم ہے ہر بیگاری کے لئے مذکور اور ظلم و گناہ کے موقع پر سامعہ نہ دینا اے میرے اہلبیت خدا تعالیٰ تم کو محفوظ رکھے اور محمد رسول اللہ کی کشتیں تم میں موجود رہیں۔ واستعہم اللہ العظیم۔

امیر المومنین ۲۹۔ دس مصال تک مدہ ہے۔ حفات کا وقت فریاد یا اس کے پاس تم کلتم موجود ہیں۔ جاہا کہ اندر سے ماہرین کے دریا دروارہ مذکور و ام کلتم لے ماک ارتداد کے مطابق دروارہ سد کر دیا جس میں علی کا بیان ہے میں دروارہ پر بٹھا ہوا تھا سالکات حصہ دوسرے سے تباہ ہوا آدمی فی اللہ جبرئیل میں مانی اصلوہ القمامۃ اور وہ جوان تیا ہوا دل میں مانی امناہ و القمامۃ تھرا نکلا دروازہ جیسے کوئی دوسرے سے تباہ ہوا غفر صلی اللہ علیہ وآلہ و فات پائی تھی اب علی ابن ابیطالب تہسہ کر دیا آج اسلام کا ستون گر پڑا۔ امام حسن فرماتے ہیں کہ یہ وار سکھ مجھ سے صبر ہو سکا دروارہ کھول کر اندر گیا امیر المومنین جان بحق تسلیم اور دنیا سے جھٹ ہو چکے تھے اس وقت کی عزت ہو۔ ہمے آگاہ کھن جہا کیا رسول خدا کے صوط میں سے حوط لیا میں نے اور حشیش آب کو غسل دیا۔ محمد سے جعبہ ہاتھوں پر بانی ڈالتے تھے۔ پھر کھن ہیا کر حوط کیا مالوت میں رکھ کر اور لوہے سے تھکا کر عربی نام لکھ کر بعض مار کر دفن کیا۔ بعض اس خاص کا بیان ہے کہ اس کے گھر سے جو جامع مسجد کو راسہ جاتا ہوا وہاں من کئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ دوسروں امیر المومنین حسن بن علی بن ابیطالب علیہ السلام نے مسجد میں آتے تھے لاکر لوگوں کو نماز پڑھائی اور بعد نماز سر پر ٹھیکہ خدا تعالیٰ کی حمد و ناسیاں کی اسکے بعد حضرت مصطفیٰ پر درود بھیجا پھر فرمایا لوگو جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے جو شخص نہیں جانتا اس کے جانے کیلئے مانتا ہے اگرچہ مجھے یقین ہے کہ خدائے کی ضرورت نہیں۔ کل اس شخص کو حاکم میں دفن کیا یہ حکم امتلحاط علوم کہ گرسہ لوگوں میں ہوا اے والوں میں ہو گا۔ رسول خدا حاقوت و تمسوں سے لڑے کیواسطے مجھے حشیش لائیں ہاتھ کیطرب اور میکائیل ہائیں ہاتھ کی حاف ہوئے اور دیدہ وقت نہ کرتا تھا کہ قح چل ہو جاتی تھی دشمن عارب اور ریتیاں ہو جاتے تھے۔ آگاہ ہو کر دسا کے مال و متاع میں سے جسکے پاس سات سو درم کے سوا کچھ نہ تھا۔ ارادہ نکالا اس پر سے میری ہنس کے واسطے ایک مڈی حیدیں لیکیں دیکھ کر وقت وفات آہیجا مجھے حکم دیا کہ وہ سات سو درم سے المال میں داخل کر دوں اور لوہی کے خریدے کا خیال چھوڑ دوں۔ یہ کہہ کر مہر سے اترنے اور حکم دیا کہ اس بلج بھی کو قید خانہ میں سے نکال کر حاضر کر دے وہ لا گیا امام حسن نے ایسے ہاتھ سے ایک بلوار مار کر اس کا سر اڑا دیا اور امیر المومنین کے جرحا ہوں نے اس کے جسم کے پرنے پرے کر کے جلا دیا۔

## حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس صبر سے عبد اللہ بن عباس کا خط آنا

امیر المومنین علیؑ کی وفات کے بعد لوگوں نے حسن بن علیؑ کی خلافت برصیت کی اور آپ کو حلیہ مکرر آئے بعد امام حسن کو خلیفہ قرار دیا۔ امیر المومنین حسن کے لوگوں کو فراہم کیا جب سنا حاضر ہو گئے مہر برتر شرف لیجا کر جس سجادہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلعم پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ لوگو بدانتہ اور ساد کی جگہ ہو اس کی جگہ نعمتیں ہیں مہر و مال اور متعلیٰ ہو والی ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں کے حالات سے مطلع کیا یہی حرا و مترا کا وعدہ فرمایا کہ ہم عزت حاصل کریں ظلم و سادہ و سادہ جہیں کربانت کے دن ہمیں مہر و حق کھائے۔ تم اس بات پر پابند رہو یا سے محبت رکھو اے ارادوں کو صرف یکسو بروقت کر دو۔ تھے امیر المومنین علیؑ کے حالات پر شیدہ نہیں ہیں نے اس کا حسن حاضر شد اور حکم دیکھا ہے۔ جو جاتے ہو کہ اپنی زندگی میں لوگوں کے ساتھ یکساں زندگی بسر کریں اور جو وقت موت کا وقت پہنچا تسلیم و رضا کے ساتھ

عام تہادب فہم فرمایا اور اپنے اہلسنت کو تم میں چھوڑ گئے میں حسن بن علی بن اسطالب ہوں۔ آج مجھے سب کو قیام ہوں۔ مظلوم و مظلومین کی مدد میں ہمت ہمارا ساتھ  
 دوں گا۔ بستر طہیتم میں میرے ساتھ اسی طرح کا بڑا در تو گئے۔ جس کے ساتھ میں جنگ کروں تم بھی اس سے جنگ کرو اور جس صلح کروں اس سے تم بھی صلح کرو۔ میرے  
 تمام اطراف سے ہمیں سنا اور قبول کیا کی صدا میں ملے ہوئے سب ایک مان ہو کر کہنے لگے امیر المومنین جو کچھ رہا میں مبارک کرنا ہوا ہم سب راضی ہیں۔ حاکم احکام و دہوی  
 کی تعمیل کے لئے کمر بستہ ہیں جس خدمت کا حکم ہو گا اسے کمال میں گئے آپ کے ارادوں اور مقصدوں کے پورا کر کے سے آپ کے مارے رکھیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ امیر المومنین  
 حسن بن علی کو کمر بستہ سے اتر لئے دو ہیستہ تک دہ میں رہے معاویہ کے پاس کوئی قاصد بھیجا۔ اسے کچھ لکھا۔ اور نہ کبھی چہم سام کا کچھ ذکر کیا۔ اب عبداللہ بن عباس کا ایک خط  
 نصوحہ آیا مضمون یہ تھا۔ سلام اللہ الرحمن الرحیم۔ خط عبداللہ بن عباس کی طرف سے امیر المومنین حسن بن علی بن اسطالب کے نام ہے۔ اے رسول خدا کے فرزند آگاہ ہو کہ  
 مسلمانوں کے آپ والد کی وفات کے بعد آپ کی بیعت کی ہے اور آپ کو امام ہایا ہے۔ سب دوسری کیلئے مستعد ہیں مگر جو آپ کے کہا ہوا اور معاویہ کے ساتھ صلح میں  
 کرتے ہو اس میں مایوس ہو جاتے ہیں۔ لارم ہے کہ معاویہ کے ساتھ صلح کر کے کیلئے سب کو سست کر دے اور اس سے فائدے کیلئے تیری کر لیتے چاہئے۔ ایسا نہیں اور دوستوں  
 کی خاطر دہری اور رعایت کرنی لارم ہو۔ انکی دلجوئی اور شہداء و اطہار میں سب سے صلح کیجئے۔ یا اکیلے دوسرے لوگوں اور عاملوں کے ساتھ اچھے تر اور فرمائے۔ انکے حال میں  
 اور کام سیر کیجئے کہ ان کے سوا کون سا زیادہ ہوا خواہ نخواستہ۔ سب لوگوں کی دلگیری کرنی چاہئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین علی کوٹ کے مال فقیر میں سادی  
 حصے لگاتے تھے یا اکیلے اور سرداروں اور عاملوں کی طرح کو دوع ہوئے دیتے تھے عطیات میں نہیں بھی دوسروں کی برادر رکھتے تھے ہی وجہ تھی کہ وہ حضرت کے ستر  
 ہوتے چلے اور اس سے علیحدہ ہو کر معاویہ کے چلتے تھے۔ اس سب طریقہ کو اختیار کریں۔ سب محسن کو وسیع کریں۔ باہمی صلح کا روادہ خیال رکھیں۔ خاص عام کے دل  
 کو سجاد اور احسانوں سے گردہ سائیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ دل جیسے عظیمہ صیاح کمال دلاور مدین اور ہوا خواہ تمام خاص و غیرہ ہمہ انجام ہیں پاسکتی معاویہ  
 جیسے سمن سے اس دشمنی سے ہمیں آسکتے واضح ہو کہ اسی گردہ سے جنگ کرنی بیگی جس کے ہوا اسلام کے شروع رہا۔ میں بہت سے معرکے کئے ہیں۔ آپ  
 ترکوں میں جسد تیر رکھتے تھے وہ سید المرسلین اور ان کے دوسروں پر جو حجت کی کھیاں تھے چھوڑے ہیں۔ مگر حکمرانی دہمیں آپ سے محمود کر کے اور ان لیا  
 کہ اس کی موت و رسالت برحق ہے۔ مسلمان ہیں۔ میں نے اور محض رانی کلمہ تہادب پڑھا اور دل سے تصدیق کر کے دھولوں مافوق ہمدھمہ والیں فی قلوبہم ہمارے گسر  
 میں ہو بیٹھے اور بہا مالی۔ اگر قرآن شریف کی تلاوت کی تو تعظیم کلام ربانی بجا لائے۔ بلکہ ہسی اور مذاق کے طور پر پڑھا۔ ہمارے وقت پر بہت سادہ اور عورت سے کھڑے  
 ہو کر غار بڑھ لی۔ اس طریقوں سے اسے آپ کو میکوں اور مرگیدہ اسخاص کے دہرے میں شامل کر لیا۔ طاقت کی لگا ہوں میں یا کہ پاکرہ گئے۔ وہم عن آیات اللہ  
 محض مضمون لے امیر المومنین کو اسی گردہ کے مقابلہ کے لئے نکلا اور شہداء و رادوں اور کمال یقین اور قوی دل کے ساتھ اسے جنگ کرنی ہو۔ انکے کڑوں اور جلیوں پر نہ چلا  
 کیونکہ وہ ہی لوگ ہیں جنہوں نے امیر المومنین علی کو حکم مقرر کر کے محمود کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری کے سوا کسی اور کو عمر عاص کے معاملہ پر رکھنا نہیں چاہتے۔ اور اس معاملہ  
 میں اس قدر بہت اختیار کی کہ آنحضرت نے محمود ہو کر کمال لغت سے ہمیں سرطا اجازت دی کہ مریحوں کا فیصلہ ازراہ مکرر فریق وقوع میں نہ آئے۔ جب عمر عاص نے ابو موسیٰ  
 کو دھوکا دیکر فیصلہ درار دیا جو کاحل سب بیرون ہے تو آنحضرت اس فیصلے پر صامد ہوئے۔ ملکہ حکمرانی کا قصد کیا۔ اور عین اس وقت حکمرام کی ہم کی تاریاں کر کے  
 تھے اور شامی گراہوں کی ہزار ہی کیلئے رواہ ہوئے۔ اسے تھے تہادب کالمہ مرتبہ پایا اور شامل حجت الہی ہو گئے۔ لے امیر المومنین اس معاملہ حلاقت کی طرف متوجہ ہو گئے  
 اور اس حکام امامت کیلئے حوار روئے و شہداء و استحقاق آپ کا حق ہے سب کیلئے دینی اور مادی و نظاموں و قومی ملکی اصلاحوں کو اپنے فیصلہ و تدارک لائے امیر المومنین  
 علی کی وفات کے بعد جو جو اسباب اور امور خلاف امامت کے متعلق واقع ہوئی ہیں انکو دور کیجئے۔ مغض لوگوں کی طبع کو اصلاح سے جو انکا حق ہی  
 اور خود اپنی ذلت و بربکات کی طرف سے قطع کر دیجئے والسلام۔ جو وقت امیر المومنین حسن کے پاس عبداللہ بن عباس کا خط پہنچا آپ نے مضمون خط مذکور  
 کر کے سمجھ لیا کہ عبداللہ بن عباس کی خلافت سے فرماندہ ہمارے ساتھ ہر وقت اور شہداء کی کے حقوق کا بڑا ذکر ہے۔ اس کی کوٹ کیا اور ایک خط لکھا۔ اس میں

نام عبداللہ بن عباس کی خبرت امام حسن



نام حضرت امیر المومنین حسن بن علی بن ابی طالب

جو بنی ہاشم نام از سر

بسم اللہ الرحمن الرحیم عداۃ امیر المومنین حسن بن علی کی طرف سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد کو خیر سبایا اہل دنیا پر رحمت نازل کر نیکی لے انکو برگزیدہ کیا اور ان کے ہاتھوں میں کو مصبوط کر کے کھڑک کی بنیادیں کھینچ دیں خاص عالم کی مشایوں کو ویرت سے مسود کو یا اہل عرب میں سے جس گروہ کو چاہا دوسروں کو ستمنا فرمایا قرآن مجیدی کتاب عطا کر کے خصوصیت کرامت کی حسا کارماہ حیات ختم ہو گیا اور دیناے فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرما گئے تو خلافت و امامت پر بحث ہو گئی کچھ لوگوں نے جھگڑا کیا انصار کی ایک جماعت اور مباحرین کچھ لوگوں نے کہا صلح ہم سے ہو جائے کہ حلفت کے کلاموں کی اصلاح کرنا ہے قریش کے قبیلہ بنی جوف یا اس باب کے تقرر کے لئے ہم نے تفصل اور برتر ہیں کہ وہ ہم سے ملنے کے قریبی رشتہ دار اور ولی و وارث ہیں یہاں تک کہ تم اس معاملہ میں غل و دوہا کرتے ہو خلافت مت جھگڑو مباحرین اور انصار نے جو ادیا مسیک یہی بات ہو اسکے بعد قریش کی مخالفت کی یہ قریش نے بھی دیدہ و دانستہ مخالفت اختیار کی اور طریقہ عدل و انصاف سے محروم ہو کر ہر کوئی لظہر انداز کر دیا ہننے اس خیال سے صراحت کیا کہ سادہ جھگڑا اور مخالفت کرنے سے امور دین و اسلام میں خلل جائے مابا رہنے انکا ساتھ دیا اب ایک تیرے سوا ہننے میں کھ میں اور کسی سے کچھ جھگڑا مافی ہن رہا مجھے سب تحسے کہ ماوجودیکہ توہ میں مسکت رکھتا ہوں اسلام میں کوئی بیگناہی حاصل کی ہے پھر کہیں ہمارے حق کے خلاف ہمسے جھگڑنا ہے ہمارے اور برترے درمیان حکم الہی کافی ہو ہمسے حارثی میں عموما حاج دعا کی ہو کہ ہمسے دنیا کی باجور و دولت سے الگ رکھے تاکہ آہب کی نعمتیں جو ہو جائیں جو کہ امیر المومنین علی نے اسی وفات کے وقت عہدہ خلافت کو میرے حوالہ کر دیا تھا اس لئے امامت اور خلافت بلحاظ لیاقت و قابلیت میرے خیال و راست بھی میرا حق ہے اس بات کو تو بھی جانتا ہے لے معاویہ حد سے ڈرا و سادہ اور باحاضر افعال سے بار آئندہ المسلمین کی اس کا حال کر اور ایسا کام کر جس سے مسلمانوں کا حق نہ ہے بلکہ ان کے کام رولق ہائیں اور اصلاح و سلامتی عائد حال ہو دلا حولہ و لا حولہ الا باللہ والسلام جب لکھا حاکم آپ کو صحابی حبیب بن عبداللہ و الخاریت بن سوید بنی کو دیکر دیا کہ معاویہ کے پاس لجا لے سمجھاؤ اور میری دبا برداری اور اطاعت کی عزت دلاؤ سادہ سادہ جھگڑے ہو مارا کر راہ راست پر آجائے یہ ہونے کا ہوا صیاب فرماتے ہیں ہم ایسا ہی کر گئے اسکے بعد ملک سام کی طرف داہ ہو معاویہ کے پاس شکر سلام کیا وہ خط دیا معاویہ مصموں خط سے دھما ہو کر حرات میں لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم خط سہنا اسکا مصمون حلیم ہوا رشیدی رائے مدراج اور صفائل حقد بیان کئے اداس کے اوصاف لکھے ہیں ہاں وہ ایسے ہی بلکہ ان سے زیادہ مجھے تمام دیا کے لوگ آپ کے حلال اور مرہ عالیشان کو ملے ہوئے ہیں آپ کی مع اور توصیف میں انتہا تصنیف کئے گئے ہیں ارورے احوال و اشعار ہاں در خاص نام میں ہے لے نام تو دنگیر آدم و ذی خلق تو ملے مرہ عالم و اس درت کلیم عمر اں جاؤتس رہت مسیح و مریم انام محمد مسمی حلقہ سمدہ اپن بلند ظام تو در عدم و گرفتہ قدرت و اطلاع وجود پر حاتم و در حدیث امیا مشرف و در حرمت اولیا کرم و ماودہ لوقت حلوہ تو و عرس و در حیرت محرم و یا مدۃ العتاق و پس تور میں و اسماں ہم و آفتاب رسالت کے تمام اوصاف اور دایح احاطہ بخیر سے باہر ہیں اور مزج کے محمل ہنیں امت اور خلافت کے جھگڑوں کے متعلق جو کچھ لکھا اسارہ ہو اور کیا ہے اور کین قریش کی تسکایت کی گئی ہو گویا ہر وہ تسکایت ربان قلم سے ادا نہیں کی گئی اور کسی خاص شخص کی جاس کوہ ہنیں مایا حانا گنڈر بیان سے ظاہر ہے کہ بڑے بڑے رکن و کسب صحابہ صدق فاروق ابو عبیدہ طلحہ زبیر اور دیگر یک لوگوں اور مباحرین جنہوں نے حضرت مصطفیٰ کی وفات کے بعد خلافت تیرے باب علی بن ابی طالب کو دلائی بہت لگائی ہو اور لے ابو محمد مجھے اس بات پر تیری طرف سے بڑا تعجب آتا ہے کیونکہ تجھے جو معلوم ہے کہ حضرت مصطفیٰ کی وفات کے بعد امت میں سے قریش کا تسلط اور خلافت کیلئے امدوں کے اصل و برتر تھا کیونکہ انھیں حضرت بھی قریش تھے عرصہ انصار اور علماء و صلحاء اور مشہور و معروف انخاص لے یہی مصطفیٰ دیکھی کہ خلافت کسی ایسے شخص کو دینا ہے جو زیادہ عالم و زیادہ خدا ترن و مسلمان ہو جس سے سب مقدم ہو لوگوں کے انوکھ صدیق کو جس میں اوصاف موجود تھے ضلیعہ مالہ اور خلافت اسکے حوالہ کر دی اگر انوکھ سے زیادہ عالم و اصل و اسلام کی حرمت کو محفوظ رکھے لے کوئی اور شخص بطور اتا تو خلافت اسکے حوالہ کر دیتی تھی نہ جی صورت میرے اور تمہارے درمیان واقع ہوئی ہے اگر میں جاتا کہ اس کام کے لئے تو مجھ سے زیادہ لائق ہے اور اے اچھی طرح انجام دیکے گا تو میں ہر گز انکار کرتا اور خلافت تیرے حوالہ کرتا لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ تجھ سے یہ کام پوری طرح انجام نہ پائیگا ان دشمنوں کو جو اہل و عہدہ و ہر مان میں لگے ہوئے اور خلافت کے اور و مدہ میں جہلج میں دہ کر سکتا ہوں و سطح تو ہمیں فتنہ کر سکتے گا اگر میں اس خبر پر کہ تیرے حوالہ کر دوں تو مسلمانوں کے ہونے پر غیر

مصل اور بیکار بیٹے رہیں گے طرح طرح کی حراماں پیدا ہو جائیں گی۔ آج تیرا یہ دعویٰ کرنا کہ خلافت یہ راجتی ہوتا ہے کہ تو نے درتہ کے لحاظ سے یہ بات کہی ہو اور اپنا حق طلب کیا ہو لیکن تو جو چاہتا ہو کہ تیرے مائے بہت ہی محرک راہیوں اور لڑائیوں کے اور جو مقام معین مجھ میں دلائیں ہوتی ہیں یہ مقرر دیا تھا کہ میری اور اس کی طرف سے دو شخص ہر طرح قرار دئے جائیں اور وہ جو کچھ فیصلہ کر دس طرح اس لئے لیں اور ہر سوجھ بوجھ بہت کچھ دیکھ کر کے اور علی کو خلافت سے علیحدہ کر دیا تھا۔ پھر حکم علی ہی کا کوئی حق خلافت میں رہا تھا تو وہ کس طرح حق خلافت تھے دستاویز اس لئے آج تو اس کی طرف سے ایسا ہی کہو کہ طلب کرتا ہے اس میں جو کچھ تو کہتا اور دعویٰ کرتا ہے وہ ناحق کوئی اس سے بہتر بات سوچ کیونکہ اگر یہ صورت تھے تو تو تو اسے امام ندیکے گا اس لئے یہی بہتر ہے کہ اس میں دعویٰ سے ہاتھ اٹھاؤ والسلام۔ پھر خط امیر المومنین حسن کے قاصدوں کو دیکھو اب یہی صحت کر دیا اس کے لئے صحت اس میں ہری کو طلب کر کے اور اسامائے قرار دیکھو سام میں چھوڑا اور جو لشکر واکم کر کے ساتھ ہر سواروں کی جمعیت جاب عراق روانہ ہوا۔ امیر المومنین حسن اس حال سے مطلع ہو کر ایسے عاملوں مانوں اور حیلہ اطراف و جواسے حاکموں کے نام دیاں جاری کئے اور معاویہ کی جڑھالی سے جبردار کر کے حکم دیا کہ معاملہ کیلئے تیاری کر لیں ہم سام کے گمراہ لوگوں سے جنگ کر کے لے رواہ ہو گئے جب وہیں جمع ہو گئیں اور حائرہ لیا گیا تو جالیس ہار سوار اور پیدل شمار میں آئے معرہ میں فوجیں ہار جارت کو کوہ میں ہی جگہ پائے مقرر کر کے کوہ سے نکلے اور سام کی طرف ملے اور عبدالرحمان کے دیر سے حکم دیا کہ کیا ص فوجیں ایکٹں آرام بالیا لوقیس بن سعد بن عبادہ کو طلب کر کے اور دوسرا سوار دیکھ حکم دیا کہ بطور حراول لگے بڑھ کر معاویہ کو بیکے قیس کہ ہیں دوسرا سوار ہوں پھر وہ دیکھ دات کے کنارے سے ملک سام کی طرف بڑھا اور امیر المومنین حسن اس جگہ پہنچ کر کوچ کر کے مایں کے مورچوں پر آ بیٹھے۔ یہاں برکئی دن بٹھرے کہ لشکر سور کے نکال کو کوہ کر کے آرام پائے۔ جب یہاں آگے ملے کا قصد کیا تو فوج کے سرداروں اور امیروں کو بلایا انکے حاضر ہونے کے لئے اٹھ کر خط لکھا۔ حیدر اللہ اور حضرت مصطفیٰ یر درود بھیج کر فرمایا لے لو گو تم سے مجھ سے اس منظر پر رعیت کی ہر کہ جس شخص سے صلح کرو گاتم بھی اس صلح رکھو گے اور جس سے لڑو گاتم بھی اس کے ساتھ جنگ لگے۔ حدائے قادر مطلق کی قسم میں کسی شخص سے کشتہ اور عداوت نہیں رکھتا اور مشرق سے لشکر معرب ملک کسی سے بھی دلاعت نہیں کرتا اس کے متفق اور محنت سے ہے کہ اور امین سلامتی اور باہمی اصلاح کو بہت اچھا جانتا ہوں اور پرسیالی عداوت اور تعرقہ اور دشمنی کو برا سمجھتا ہوں والسلام۔ لوگوں امیر المومنین حسن کی زبان مبارک سے باتیں سکر خیال کیا کہ وہ خلافت کو ترک کر کے معاویہ سے صلح کرے۔ اس لئے بہت ہی رعب و عصا لود ہو کر اب بر جھٹھا اور لباس مبارک لوج ڈالا اور بجے سے مصلے کیج لیا انکا تمام سامان اور اسباب بھی لوٹ لیا اور تمام لشکر والوں کی اپنی راہ اختیار کی۔ امیر المومنین حسن نے حال معاویہ دیکھا کہ لاجول ولا قوتہ الا اللہ العلی العظیم۔ اور نہایت ہی رنج اور ملال خاطر کے ساتھ گھوٹے پر سوار ہو کر واپس ہوئے۔ یہی اس کا ایک شخص ساں حراج نام پہلے سے جا کر مایں کے مورچوں میں ایکٹا ریک کلید پر جھب کر چٹھا تھا حروف آچے ہاں سے گئے وہ اٹھ کھڑے کلک کر دوڑا اور جو حراہ تھے میں لے ہوئے فضا اس سے راں مبارک زخمی کر دیا۔ آپ بیٹھیں ہو کر میں پر آ بیٹھے جب ہوش آیا تو چون بہت کھل چکا تھا اور نہایت کمزور ہو گئے تھے۔ لوگوں آپ کے جموں کو مانڈا اور مایں میں لیکر آئے۔ اس وقت وہاں کا حاکم حنار بن ابوعبیدہ کا چچا سعد بن مسعود تھے۔ امیر المومنین کو اس کے سفید محل میں بٹھرایا اور حاضر خدمت رکھ کر طسوں کو علاج کے لئے ملایا۔ انہوں نے زخم کو دیکھ کر کہا کہ علاج بذیر ہے اور جل کر اچھا ہو جائیگا۔ امیر المومنین کو مطمئن رہا چاہے کوئی خوف کا مقام نہیں ہے۔ ابھی طبیب معالجہ میں مصروف تھے کہ معاویہ منج کے بل سے دیکھ دات کو انور قیس بن سعد بن عبادہ کے مقابلہ پر آیا دو میں خوب جنگ ہوئی قیس نے ٹرے جوہر دکھائے اس روبرو کی سخت لڑائی میں طرفین کے بہت سے آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ قیس کو امیر المومنین حسن کے تشریف لائے کا اظہار تھا وہ اس حادثہ اور لشکر کی انتہی سے بحر تھا لڑائی دن دن لڑائیوں میں بیخبر منتہر ہو گئی کہ امام حسن کے لشکر کے باقی ہو کر آپ کا تمام سامان لوٹ لیا اور ایک سخت زخم پہنچا جس کے سبب آپ بہت تکلیف میں ہیں قیس اس خبر کو سن کر نہایت ہی مغموم اور بخیرہ ہو کر پھر بھی اس امر کا کچھ خیال نہ کر کے اور لشکر کو ترتیب دیکر جنگ کیلئے منتہر ہو گیا۔ آج کی لڑائی میں معاویہ قیس کے کئی نامور سردار مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے معاویہ قیس کے اس قاصد بھیج کر پیغام دیا کہ تو کس شخص کے لئے جنگ کر رہا ہے اور کیوں بنیادہ ملنے اور میرے دوستوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ



لشکرے رگستہ ہو کر ساتھ چھوڑ دیا اور ان پر ایک بڑا رحم نہ کیا یا جو جس کے وہ خطرے میں ہو۔ اب ہمارا متہار انڈیا سچا لیدہ ہو بلکہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انرا موقوف کر کے کسی کو اس طرف رد نہ کریں جو ٹھیک ٹھیک خزانے قیس میں ہی یہ حشر بنی تھی کہا اب اس ہی کرنا چاہئے۔ اسکے بعد اس نے خدمت امام حسن میں خط لکھا اور طلبہ حالات سے مطلع کیا امیر المومنین مضمون خط کو پڑھ کر اپنے لشکر کے سرداروں اور محروف شخصوں کو طلب کیا اور ان سے فرمایا اب میں تم سے کیا کہوں اور کیا کام کروں کیا تمہارے مکروہ و دریا درجہ ات اور گناہوں کا ذکر کروں یا تمہاری کبیہہ جصلتوں اور لالائی افعال کا بیان کروں جو میں نے اس وقت سے بھی زیادہ ملاحظہ کیے ہیں جبکہ تم میرے پاس مخالفت اختیار کر کے گروہ درگروہ علیحدہ ہو کر چلے گئے اور معاہدہ سے چلے گئے اور ان کے کاموں کو حراب کر دیا تھا۔ اگرچہ تمہاری ذاب سے باتیں کچھ بعد ہیں ہیں کہو کہ تم وہی شخص ہیں جو حضور نے میرے مائے سر پہ مقرر کر کے لئے محمود کیا اور اس وقت آپ نے احارت دیکھ فرمایا تھا کہ تمہارے حضور کر کے سے میں نے اترے دل سے سر پہوں کا مقرر کرنا تو منظور کیا ہے مگر میری طرف سے عبداللہ بن عباس کو سر پہ قرار دو تو تم سے اس بات کو بھی نہ مانا تھا اور کہا تھا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری کے سوا کسی دوسرے کا قلم منظور نہیں کرتے حالانکہ تم بحولی واقع تھے کہ ابو موسیٰ میرے مائے کا دوست ہے جس میں مرکوب بھی منظور کر لیا اور احارت دیدی لو اس نے جو کچھ کیا وہ کیا مگر میرے پاس اسکے فیصلہ کو قبول نہ کر کے مجھے معاویہ کی جنگ کیلئے کہا تو ہم حرمی حرا گئے اور ردی اور کم ہمیں کے آثار ظاہر کر کے اسکا ساتھ مداحی کے اسی رخ و طال میں انکی احال گئی اور وہ رحمت الہی کے شامل حال ہو گئے۔ اسکے بعد مجھے کسی محسوری اور دواؤ کے بغیر محض اسی دلی جو نبی اور مرضی سے مجھے خلیفہ ماکر سب کی میں نے بھی تمہاری باب ماں لی تمہارے مکروہ و دروغا ماری کا کچھ حال نہ کیا۔ پھر تمہاری سستی اور امداد کے محسوسہ پر اپنے گھر سے نکلا اللہ تعالیٰ جو اسکا گاہ اور عالم و دانا ہے کہ اس میں میری سیت مائل در سب اوصاف تھی میرا اعتقاد و ارادہ بے لوث تھا میری خاص و حاصل و درسا بھی تھا کہ مسلمانوں کو راجس میسر ہو یا کاملاً تفرقہ اور پرستیابی کے بعد رونق اور مارگی پائے۔ العرص میرے ساتھ ہی مجھے کچھ کادہ کیا۔ اس میں نے آپ کو مجھے علیحدہ اور معاہدہ صلح کرونگا تاکہ تمہیں پھر ریح و عصہ لاجی ہو اور پھر مجھے تمہاری شکست دیکھی یہ میں امیر المومنین حسن نے کہا ہے کھائی ایسی بات نہ کہو اور ایسا کام نہ کرنا کہ ہمیں ہمس کی ہر اوسادہ امیر المومنین حسن نے حوائیائے میری آنکھوں کی روشنی جو کچھ تو کہتا ہے مائل در سب ہو مگر کوئے مددگاروں اور وفاداروں کے محسوسہ مرد مہمنوں کے جنگ کر سکتا ہوں اور کس یار و معجور کی امداد سے اسحق طلب کروں تو دیکھتا ہے کہ اس گروہ نے میرے مائے کے ساتھ کیا سلوک کیا اور آج میرے ساتھ کس طرح پیش آئے ہیں۔ اس گروہ کا کیا اعتبار اور ایسے کس امر کی امید ہو سکتی ہے۔ امام حسن نے بڑے کھائی کی یہ باتیں سکر خاموش ہو گئے۔

## معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ حضرت امام حسن کا صلح کرنا

امیر المومنین حسن نے عبداللہ بن حارث بن نوفل بن عبدالمطلب کے جو معاہدہ کا بھائی تھا بلکہ کہا کہ تو معاویہ کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ میں نے یہ امر تحریر کیا ہے کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کے سدوں کے ساتھ سکی کا بڑاؤ کرے اور انکی جاں و مال اور اولاد کی حفاظت رکھے خدا کے حکموں اور مجالعوں اور رسوئی کی سنتوں پر کار بند رہے تو میں خلافت تجھے سو ب کثیرے ساتھ صلح کرونگا اگر تو اسی آدروں کے مطابق چلے گا اور جن حد مراد سنا ہی کرنا چاہیگا اور اس بحوت اور عروہ کو ترک نہ کرنا بلکہ اسی طبیعت کے مذاق پر رہیگا سترعت کے احکام کے مطابق عمل نہ کرے گا تو میں بھی جہانک مکمل ہو گا تیری مخالفت میں کو تش کرونگا جقدر ہو سکے گا تیرے وفقیہ کیلئے لونگا۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ دو میں فیصلہ فرمایگا اور وہی سب اچھا حاکم ہے عبداللہ بن حارث امیر المومنین حسن کے حسب فرماں معاویہ کے پاس گیا اس نے اسے دیکھ کر بوجھ تو کس کام کے لئے آیا ہے عبداللہ نے اسے تحریر کا کچھ نہ کر کیا معاویہ بہاوت ہی تادہوا کہا حسن بن علی کی جو جو امداد اور آرزو ہو بیان کریں میں منتظر اور قبول کرونگا عبداللہ نے کہا امیر المومنین اس معاملہ کے متعلق کئی درجہ استب کی ہیں معاویہ نے کہا بان کہ عبداللہ نے کہا خلافت اس قرار دیر تجھے سوتنی جانی ہے کہ اگر تو پہلے مر گیا تو خلافت جیٹ بن علی کو ملنی چاہئے۔ اور جب تک تو خلیفہ ہے ہر سال پانچ لاکھ درم بیت المال میں سے

دیتا رہے اور دارالحرم اور فارس کا حراج امام حسن کا حق سمجھا جا کر ہر سال حقیقہ عدہ وصول کر لیا جائے معاویہ کے ہاتھ یہ سب باتیں مسطور ہیں جس سے اس امور کو تسلیم کر لیا پھر ایک سفید سادہ کاغذ لکھا اور اس پر اسی انگوٹھی کی مہر سر کر کے عبد اللہ کے حوالہ کر دیا کہا اسے حسن بن علی کے پاس لجا کہ تمہارے تمام مطالب کی مسطوری میں کیا عد حسرتی مہر ہے تمہارے حوالہ کرتا ہوں تم نہیں رکھو کہ تمام امور حسب مراد ہونگے جو کچھ آپ چاہیں اس کا عدیر تحریر کر دیں تاکہ میری اور تمہاری صلح اور اتفاق پر کیا عد گواہ ہے۔ اسے دوستوں کی گواہی اس کا عدیر لکھوا دی جائے عبد اللہ بن حارث وہ دستاویز لیکر امام حسن کی خدمت میں واپس آیا معاویہ کے قریب کے مستہز اور ابو موسیٰ سمحون عبد اللہ بن عامر بن کرزہ عبد اللہ بن سمرہ اور اسی قسم کے اور شخصوں کو اسکے ہمراہ روانہ کیا جب امیر المومنین حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے سربراہ سلام کھالائے اور کہا معاویہ کو سلام کہتا ہے اور قبول کرتا ہے کہ میں نے آپ کی تمام درخواستیں مسطور کر لیں اور اقرار کرتا ہوں کہ میں حلقہ کے ساتھ اچھے سلوک کرونگا حاضر عام کی حفاظت رکھوں گا امیر المومنین حسن نے دیا معاویہ سے جو یہ بات کہی گئی کہ اسکے مرے کے عد میں علیہ ہوگا درست ہمیں ہر میں حلاس کا حوالہ ہند ہیں اگر تجھے اس کی آرزو ہو تو آج ہی اسکے حوالہ کرنا۔ پھر اسے منی کو طلب کر کے دیا لکھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ صلح امام حسن بن علی بن ابیطالب و معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان ہے اس قرار و معاویہ سے صلح اور خلافت اسکے سر کیجائی ہے کہ جس اسکے وفات کا وقت گئے تو کسی کو اس کو اس و بیعت معاویہ کرے حلاس کے معاملہ کو مسورہ کرے دے کہ مسلمان اسی رائے سے جس شخص کو اچھا سمجھیں مقرر کریں۔ دوسری شرط یہ ہے تمام مسلمان اس کی طرف سے اس دانا میں ہیں یعنی ہاتھ یا رماں کسی طرح سے آہیں آزار نہ پہنچایا جائے حلقہ کے ساتھ اچھے سلوک کرے دوسری شرط یہ ہے کہ علی بن ابیطالب کے دوست اور عیر اور خستہ دار جہاں کہیں ہوں اسکے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور اس سے کسی ایک شخص سے بھی تھوڑا یا بہت کچھ نہ توں کرے۔ ان سب باتوں پر معاویہ نے عہد کر لیا خدا تعالیٰ کو ایسے اور گواہ قرار دے لیا اور اقرار کیا کہ اگر ان تمام شرطوں اور اقراروں کو پورا کر لیا کسی قسم کا مکر و حملہ عمل میں نہ لائے گا اور حسن بن علی اور میرے بھائی حسین اور ہمارے اہل و عیال اور عیروں قریوں اور دوستوں اور دشمنوں کے اہلیت کے حق میں علامہ یا پوسندہ کوئی مدی نہ کرے گا وہ دیا کے کسی حق میں اور جواہ کسی حالت میں اس کی طرف سے محفوظ رہے کسی قسم کا خوف نہ دلا یا جائے گا اب سب امور عبد اللہ بن حارث بن لوطی عمر بن ابی سلمہ اور کئی اور شخصوں کی گواہی درج کر لی گئی اور صلح نامہ لکھ کر طریق کی گواہیاں اور حلاس درج ہو گئیں قیس بن سعد بن عبادہ نے یہ خبر سنا کہ ہماریوں نے کہا اب حضرت حسن نے معاملہ کر لیا ہر قسم مخفی دلو باتوں سے اس کا اختیار کر دیا تو بعیر امام کے حکم کے باگراہ کی بیعت اختیار کر لو۔ اسکے ساتھ ہوں کہا اگر وہ بیعت گمراہ کے ساتھ ہوگی مگر اسکے دل سے ہمارے حوں نہیں گے اور ہماری حوں و مال محفوظ رہیں گے اس نے اسی بات کو ہم اچھا سمجھتے ہیں۔ ان قیس نے عراق کی طرف مراحت کی پھر امیروں کے ساتھ اہل کو وہ ہوا معاویہ بھی اس امر میں شکر سمبت کو قہ میں آنا اور دارالامان میں تمام کما امیر المومنین حسن کے پاس دمی بھیج دیا کہ مجھ سے سب کریں۔ آپ حوائج یا کہ میں اسے شرط پر تجھ سے صلح کی ہو کہ تمام آدمیوں کو تیری طرف سے اس صلح معاویہ کے ہامیری طرف سے دمی بخوف رہیں لیکن قیس بن سعد بن عبادہ کو میں امان نہ دوں گا جس نے کہا بھیا اگر بات ہے تو عہد ہمارہ لکھا گیا ہے مجھے مسطور ہیں اگر تو چاہتا ہے کہ یہ عہد نامہ قائم رہے تو قیس کیا تمام لوگوں کو مناد دے معاویہ نے امام حسن سے یہ حوائج کر قیس کو بھی بیاہ دی اور آپ کے تمام حواشہ مسورہ کو مان لیا۔ اب امیر المومنین حسن نے معاویہ کے پاس شریف لاکر ملاقات کی معاویہ نے کہا جس کو بھی بلاؤ کہ جو کچھ امور قرار پائے ہیں آپ وہ بھی عمل درآمد کرے ایک دمی آپ کے ملانے کیلئے گنا اگر آپ انکار کر دیا اور معاویہ کے پاس شریف نہ لائے امیر المومنین حسن نے درمیانے معاویہ تو جس سے ہاتھ اٹھا اور اس کو اس معاملہ پر مجبور کر دیا کہ وہ کبھی تجھ سے بیعت نہ کرے گا حوالہ قتل نہ کرے کیوں نہیں بچے اور کوئی شخص اسے قتل نہیں کر سکتا تا وقتیکہ اسکے اہلیت کام نہ آجائے اور اسکے اہلیت اس وقت تک قتل نہیں ہو سکتے جب اس کی تمام جماعت نہ ماری جائے اور یہ صورت تمام شامی فوجوں کی مصروفیت سے بھی مہرور نہیں ہو سکتی معاویہ آپ سے بایں شکر چاہتا ہے اور امام حسین کو طلب کیا اسکے بعد دمی بھیج کر قیس بن سعد کو طلب کیا اس نے بھی حاضر ہوئے سے انکار کر دیا۔ امام حسن نے اسے بلا کر بھیجا کہ مصلحت ہی ہے جاسا کہ ساتھ بیعت کرے جس کو جواہ دے مسورہ کر کے بیٹے میں تو آپ بیعت کے ہوئے حوں جس سے باہر نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ امیر سرتن سے عہدہ ہر طے آپ کو مان لیا جائے



سیت سے ارادہ کیا اور چاہتا ہوں کہ معاویہ سے کفایت کر لے قیس امیر المومنین حسن آجارت پاکر معاویہ کے پاس گیا اور سیت کر لی معاویہ نے کہا میں جانتا تھا کہ مجھے  
حلاوت ملکر کسی تو رہے ہے قیس کہا میں بھی جانتا تھا کہ مجھے حلاوت ستر ہوا میں ہتیار ہوں۔ جو لوگ ہاں موجود تھے انہوں کو دلو کو سمجھایا اور دھکیا کیا جس طرح میں کاغذ  
حانا رہا ہاں معاویہ کو حلاوت ملگئی اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن حنا امیر المومنین حسن معاویہ کے پاس تشریف لائے گو دے سرداران فوج اور مشہور و معروف امیر  
اور اراکین موجود تھے جلوت کی محفل میں معاویہ حسن کے مخاطب ہو کر کہا اے امام محمد تو بڑی جواہر دردی کی منت کہ یا قائم ہے۔ کسی نے ایسا کیا نہ کبھی کوئی اس کا کام کر سکا ہو  
ابن تم کی سخاوت اور نخست جانداں موت سے بعد ہمیں اب کہ آپ اسباب احسان فرمایا ہے اور آزادوں کی طرح امیر حلاف مجھے حوالہ کر دیا ہے میں دھکے لوگوں کو دیکھی  
اچھی طرح خیال معلوم نہیں اور مجھے یہی خیال کرتا ہوں کہ سادات کا دل ہو حلاف ہوا مل ہو۔ اگر آپ اس سمجھیں تو اس بات میں کچھ کلمے رہاں سر پہ فرما دیں تاکہ  
سب گن گن لیں اور آپ اس احسان سے جو مجھ پر کیا ہے واقف ہو جائیں امیر المومنین فرمایا آسان بات ہو ایسا ہی کر دینگا۔ پھر آگے مہر شریف لجا کر خطہ بیضا اللہ تعالیٰ  
کی حمد و ثناء کے بعد حضرت رسول خدا پر درود بھیجا اور ارشاد کیا اے لوگو آگاہ ہو کہ میری گاری سے رادہ اور کوئی دانائی نہیں در من و محور سے بڑھ کر کوئی سو تو فی نہیں اگر تم  
آج مشرق سے محبت نہ بھی تلاش کر دو گے تو ایسا شخص حکما امام محمد مصطفیٰ اور باب علی مرتضیٰ اور اباں رسول خدا کی بیٹی ہو میرے اور میرے بھائی حبیب کے سوا اور کوئی نہ ہو  
تمہ ہدایت حاصل کر لی ہو ظلم و کفر کی تاریکی سے نکل گئے ہو اور میرے ماما کی بدولت اس سعادت کو پہنچے ہو اللہ تعالیٰ نے میرے ماما کے طفل مکہ و کثرت کی بستی سے نکال کر عرب  
کے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ پہلے گام تھے اب تمام عالم میں مشہور ہو گئے ہو تمہاری تعداد بہت کم تھی اب بہت زیادہ ہو گئی یہ تمام لوگوں پر ظاہر ہے کہ میرے ماما کی حلاف میرے پاس  
کا حق تھا اور ان کے بعد میرا حق تھا۔ اب میں نے فساد کے دھولہ اور اس کی تاسیث کے واسطے اس امر کو غیر شخص سمجھا کہ دیا ہے اور جنگ حدل ہد کر کے مسلمانوں کی جو بری  
کو رو دہنیں رکھا ہے ہاں تم مجھے ملامت کرتے ہو کہ میں نے امر عمر سحق کے حوالہ کر دیا ہے مگر میری یہ ضرورت کے اس سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ اس قدر دوا کر جاؤں جو  
ایکے بعد عمر فاروق اٹھ کر کہا اے عراق والو ہم ہیں اور تم میں بہت سی سرکھ آ رہاں ہونگی جس کے ہاں کی ضرورت نہیں انجام یہ ہو کہ سچ مہر کے گئے اور سب اُن کے  
فیصلہ ہو گئے اور حضرت رسول کے مطابق صادر ہوا ضامہ دی ظاہر کردی۔ سرخوں کے فیصلہ سے اس بات کا حاتمہ کر دیا کہ تم ہم غیبت جانتے اور ظلم کرتے تھے اب حق  
بات اسے مرکز پر آٹھ رہی ہے اور دیا کے لوگوں کو جگہ حدال سے اس ملک سے تلو گزستہ باتوں کا عدد کر دیا اور جاری اطاعت و فرمانبرداری سے اپنی خطاؤں اور اواروں  
کا بدلہ اتارنا چاہئے تاکہ تمہارے دی اور دیوی امور رونق پائیں اور پرستائیاں اور دریا ہاں مٹ جائیں والسلام۔ اسکے بعد معاویہ نے کہا توجہ کیا اے لوگو آگاہ ہو کہ مجھے پہلے  
جہالت ہے میری وفات کے بعد راہ محالیت فساد کا تیوہ اختیار کیا ہے تو یک در اچھے لوگ بگئے ہیں اور فساد اور شرارت سد بہتہ غالب ہے میں مگر  
حضرت محمد رسول خدا کی امت کی قسمت اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کی قرار دی ہے کہ ہر ایک میں یک گ ہی عالم اس اور فاسق و فاجر دلس و حار ہوں۔ اس وقت تک قدرت مگر کر دیا  
ہو چکیں اور جو بریاں وقوع میں آئیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا ہے وہ معذرت ہو گیا ہے۔ الحمد للہ آج تمام موکا انتظام ہو گیا ہے اور دریا ہاں جاتی رہی ہیں بہت ہی حل  
کے بعد حق ہے مرکز پر آٹھ رہا ہے جس میں اس معاملہ کی استا میں جو شرطیں کی تھیں وہ محض یہی میل ملاطہ در اس کے ایک مان ہونے کے واسطے تھیں۔ اب حرا میں ملتی رہی  
ہیں اور فساد کی آگ بجھ گئی ہے اور ہمارا کہنا مسطورہ خلافت ہو گیا ہے اسلئے تمام شرطیں جو میں کی تھیں ذکر دی ہیں اور جو عد میں گئے تھے اب مجھے انکا اعتبار ہے چاہوں  
پوسے کروں چاہوں کروں تم میں کسی کو یہ خیال نہیں کہ میری محالیت کرے تمہیں کو اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے والسلام معاویہ کی یامیں کو تمام آدمی رحم  
اور غضبناک ہو گئے اور معاویہ کو گالیاں دے لگے اور ضد کیا کہ اسے مار ڈالیں قریب تھا کہ بہت فساد اور جو بری واقع ہو معاویہ نے کہا اور اسی گفتگو کے بعد  
میں بن بختہ واری نے امیر المومنین حسن کے پاس عرض کی میں بہت عورتوں کو رہا ہوں مگر کسی طرح شیکل حل نہیں ہوئی اور بڑا تعجب ہے کہ آپ مناد سے کسے صلح کی حالانکہ  
آپ کے پاس چالیس ہزار موار میں موجود تھیں۔ پھر کس واسطے اس کا کام کیا اور ساتھ ہی ابی ذات حاصل در اپنے فریدوں اور اہلبیت اور اپنے شیعوں کے پاس اس سے  
کوئی صاحب جاننے قرار نہیں کر لیا گیا۔ اور صلح نامہ بھی حرف تمہارا در اسکے درمیان لکھا گیا ہے دوسرے آدمی اس سے بہت کم واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاویہ

برسر سرایاں کیا کریں جو دے گئے ہیں انکا مجھے اختیار ہے کہ انہیں بوزا کروں یا نہ کروں اور نہ باتیں آپ کے سامنے کہی ہیں۔ حد کی قسم اس نے محض یہ ہی کوٹا سکے کہ لو ایسا کہا ہو کسی اور کے سائے کو نہیں کہا۔ جسے بڑی جھگڑائی ہے دیکھئے اس معاملہ کا احکام کیا ہو امیر المومنین حسن نے فرمایا اے مسیح کہ کہتا ہو میرا بدل سہو عظم ہی مگر اس کا علاج مسدے کہا اسکی یہ میرے کہ اس حیت اور صلح سے اس کا رکڑوں اور اس کا کام سمجھال کر اسے سادیں کہ تو نے عہد توڑ دیا اور میرے سامنے یہ کہا ہو کہ مجھے ایسے اداؤں کا اختیار ہے کہ بوزے کروں یا نہ کروں آپ مسیح کو جان یا پس میں مرا حال چھوڑ دیا ہو۔ اور مجھے اپنے قول سے پھراریا نہیں۔ اگر مجھے عزت اور مرتبہ کی جو اس ہوئی لو معاویہ کو دیں نصیب تاکہ میرے راز رکھتا ہو سکتا کیوں کہ میں ہر ایک موقع و محل اور کام میں زیادہ مات قدم اور بہت ہی صابر ہوں پھر مکر کرانی کس حساب میں ہے لیکن میں اس صلح کر لینے میں صرف مسلمانوں کی آسائش کا خیال مد نظر رکھا ہو۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی بر راضی رہو اور فعل ہی پر چھوڑ دو لڑائی اور جھگڑا اختیار کرو تاکہ اس صلح کر کے والے آدمی راحت پائیں اور مسدوں کے ہاتھوں سے بچیں۔ اے امیر المومنین حسن مسیح یہ باتیں کر رہے تھے کہ نصو کا ایک شخص عیدہ میں عمر کندی نام کیا اسکے چہرہ پر ایک جھلک جھٹکا آتے جاتے تھے پوچھا کہ یہ کون سا ہے اس نے کہا قیس بن سعد کے ساتھ ہو کر معاویہ کو جنگ کی تھی اس میں یہ حملہ کا تھا جس نے عمر کندی کے کہا اس تو اس رحم سے اسی دل مر جاتا اور ہم بھی سلاک ہو جاتے کہیں نہ دیکھتے۔ آج تمام کام ہمیں کی مرادوں کے موافق میں آتا ہے اور ہم سب ملول اور عمر وہ ہیں۔ اسی زندگی ہو ہمارا مہربانی اور شفقت دعا کر کہا میں میری محنت اور اعتقاد سے خوف ہوں تو نے جو باتیں معاویہ کے درمیان کہیں موقع تھیں میں اسی حکمت پر تیری تسلی اور دل داری کی کوتاہی کرنا مگر لوگ موجود تھے تو رحمیدہ ہو اور دل کو خوش رکھ کیونکہ میں تمہاری ہی راجہ کیلئے یہ کام کیا ہے اور چاہتا کہ تم مسلمان قتل سے بچ رہو۔ مجھے اس پر فادہ کی عزت و مرتبہ اور دولت کیتیر کی عساہیں ہے ان وجوہات سے خلافت کے سرگ عہد کو اپنی گردن پر سے اتار کر اسکے سر پر رکھ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کطرف موصوفہ ہو گیا ہوں۔ تم کو بھی میری حوسی سے حوس ہو جائے پھر ایسی باتیں نہ کہا۔ اے امیر المومنین حسن عہد کو سمجھا ہی رہے تھے کہ ہنساں میں لعل تمہیں لے داخل ہو کر کہا السلام علیک لے موصول کے دلیل کرے والے تھے یہ کیا کیا کہ ہمارے دل توڑ دے اور مسلمانوں کو دولت اور خواری میں متلا کر دیا۔ تم کو لڑا لا رہا تھا کہ ہم تم سے مر رہے اور یہ دلبہ آٹھا لے۔ امیر المومنین نے فرمایا اے حواہ میری باتیں ہی امتہ کے ملک الی کا حال سونچو اور آخرت کے سفر سے پہلے ہی واضح ہو گیا تھا اور ان کے کھینے تھے کہ وہ آپ کے ممبر پر چڑھتے اور گفتگو کرتے تھے۔ یہ امر آپ کو سخت ناگوار کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی تسلی اور تسلی خاطر کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی۔ **إِنَّا أَلَيْنَاكَ فِي كَيْلَةِ الْقَدَرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا كَيْلَةُ الْقَدَرِ لَيْلَةُ الْقَدَرِ لَيْلَةُ الْقَدَرِ لَيْلَةُ الْقَدَرِ لَيْلَةُ الْقَدَرِ** یہ آیت کی بابت ثابت کئی ہزار مہینوں سے ایک سب قدر بہتر ہے۔ پھر آئے یہ بات کہہ صحابہ سے ارشاد کیا کہ صبر کرو اور راہِ رصا پر جلوہ صیب بن نجیہ لے کہا ہمارا معاملہ بہت آسان ہے معاویہ کو ہماری ضرورت ہے اور وہ اس ضرورت کے سبب ہماری خاطر داری کر گیا مگر میں آپ کی طرف کا بہت اندیشہ ہے کہ ایسا ہو معاویہ عہد شکنی اختیار کرے اور آپ کا خیال چھوڑ دے۔ اس فقرہ پر گفتگو بند ہو گئی اور ہر شخص اپنے اپنے گھر چلا گیا۔ اب معاویہ بھی اپنے لشکر سمیت شام کی طرف واپس چلا گیا اور امیر المومنین حسن بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ چلے آئے۔ اور بر وقت مراحت کروری لاحق بھی +

## بصرے والوں کا حال اور معاویہ ابن ابی سفیان سے بگڑنا

حقوق اہل بصرہ کو معلوم ہو گیا کہ امیر المومنین حسن نے معاویہ صلح کر کے خلافت کا عہدہ لے دیا ہے سخت غمگین اور زار راس ہوئے اور کہا ہم معاویہ کا خلیفہ نہیں منظور ہیں کرتے حران بن ابیہ نے جو بصرہ کا مشہور رکن خالوگوں کو دلا سادیا اور نہروا امیر المومنین حسن کے واسطے مضبوط کرکے آپ کی حیت کے لئے لوگوں کو طلب کیا۔ کچھ لوگوں نے آنحضرت کی ہوا حواہی اور فواید جاری کا دم بھرا اور معاویہ پر جو لشکر عمر بن ارتھا کو طلب کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ بصرہ میں داخل ہو کر انکا





کھائی ہے اس حال سے مطلع ہو کر کہا معاویہ یارس ایسے کو اس لئے ایسے سلسلہ میں شامل کرتا ہے کہ بہت سے مددگاروں کے سبب لوالہ العاص میں ایسے کے بیٹوں پر منحصر کرے  
 دوسرا سبب یہ ہے کہ خلافت کی طرف سے جو کچھ کہتا ہے کہ سادہ امرواں غلطہ پڑے۔ اب وہ زیادہ کی حد سے زیادہ مصبوط مناجا جاتا ہے۔ اس قسم کی اور باتیں بھی کہیں۔  
 معاویہ سکرمرواں میں حکم کو خط لکھا۔ وہ اس وقت میرے کا حکم کیا مصبوط خط یہ تھا۔ واضح ہو کہ تیرے کھائی حارت میں حکم کے جو کچھ میری نسبت کہا ہوا اور یارس ایسے کی  
 وجہ سے مجھے حوالہ ام اور عسکریا ہے اور میرے الفاظ استعمال کے ہیں وہ میں سے ہیں اسکا یہ کہا کہ میں امر خلافت میں تیری طرف سے ڈرا ہوں کاش تمہیں  
 خلافت کے کاموں کی انجام دینے کی لیاقت ہوئی تو میں یہ عہدہ بھی کو جو الہ کو دتا۔ حد کی قسم اگر حارت ایسی باتوں کا کہنا ترک کر لیا تو میں اس کے ساتھ بہت سی طرح تیں  
 آؤ گا کہ وہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔ تجھے بھی یہ بات معلوم ہے اور تو نے لوری پوری تنبیہ کرو اسلام مرواں اس خط کو مارا اور مطالبے یا ت کر کے حارت کو ملایا اور  
 وہ خط دیکر کہا ہم ہلاک ہو جائیں گے یا سب سے کہ تو معاویہ کے اس کو معافی طلب کر کہ میری خطا معاف کی جائے۔ حارب نے کہا میں ایسا ہی عمل میں لاؤ گا بھر معاویہ کے ہیں  
 گیا اور اسلام کیا معاویہ بھی حواس ملام دیکر کہا بیٹھ جاؤ۔ حارت نے ٹھکر کہا اگر نہیں پہلے سے معلوم ہوتا کہ یارس ایسے کی طرف آب کی طبیعت اس قدر قابل ہے  
 اور اس کے حال پر سخت سکراں ممدول سے اور یہ امور حسبہ اب معلوم ہو گئے ہیں بہتر سے معلوم ہو جاتے تو ہر ایک امر میں یا د کی وجہ سے دراری کیجائی اور ہر طرح سے  
 اس کی رضا مری کو ایسا دینا سمجھے۔ اب یاد امیر المومنین کا کھائی اور بار اسی کھائی ہو بھر کبھی اس کی نسبت کوئی نے تو بھی یہ کیجائی اور جہاں تک ہو سیکے گا اس کے ساتھ ہر بانی و  
 سعادت سے میں آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ معاویہ کے گفتگو سکرتہ تھا مارا اور حارت پر چہر بانی دوا کر کھاری جلعت عطا کیا اور دایں طالع کی احارت دی عرض مادمیں  
 کی کیفیت تھی اور اس طرح سے معاویہ نے اسے اس کھائی قرار دیا تھا۔ جسے وہ کا انتظام ہو گیا معاویہ زیادہ ملکا کر وہاں کا حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ محالیت ترک کر کے عدل و  
 انصاف و مساوات کا قاعدہ جاری کرے اور یکے کوں کو آسودہ حال و مساوی شخصوں کو گروت میں رکھے اس نے حوائث یا لے امیر المومنین میں ایسا ہی بدولت کر دیا  
 اور تیرے حکم کے متعلق کوئی بات باقی بچھوڑ دیا۔ بھر داخل بصرہ ہو کر لوگوں کو حوت عث داب ٹھایا اور معاویہ کی اطاعت و دربار دراری اور رعیت کی طرف رحمت دلائی  
 اور تمام آدمیوں کو اچھی طرح قانون میں لایا نصف جرموں کو بھی معاف کرنا عرصہ کے ایسا اچھا اور مصبوط سدولت کیا اور ایسا عدل و انصاف طہو میں لایا کہ کسی  
 شخص کو جانے نہ نکالتے رہی راتوں کو مکملوں کے دروازے کھلے رہے اگر کسی کی کوئی تے گلی کو حید یا مارا میں گر پڑتی تو کسی کی کیا محال بھی کہ اسے اٹھا لیتا۔ کوئی اسے بھینسنا تھا  
 یہاں تک کہ اس کا مالک ہی اگر اٹھا لیتا۔ عرض میں تم کا انصاف اور انتظام کیا نیک اور صرف آدمی اس سے محنت کرے لگے اور سریر اور بد معاش مخالف ہو گئے بصرہ  
 کا علاقہ اس کی حکومت کے سخت تے ماد اور حوت حال و فارع المال ہو گیا۔ ماسدے مالدار ہو گئے اور سب کے دلوں میں اس کی محنت جاگ رہی ہو گئی رہتا ہوں نے اس کی  
 بیج اور تعریف میں مقصد سے تصنیف کے

## زیادین ایسے کا جواب خطبہ کہ اس سے پیشتر کسی نے ایسا نہیں کہا

اس عدل و انصاف کے دور میں ایک دن سادی کر اگر لوگوں کو جامع مسجد میں طلب کیا۔ جس سب کے زیادے عمر پر جا کر حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد حضرت  
 محمد مصطفیٰ صلعم پر درود بھیجا۔ اس کے بعد کہا ہے لوگوں نے مجھے اسی تک اچھی طرح ہمیں بجا ما۔ تم نری دھوکا اور غلطی میں مبتلا ہو کیونکہ جس طرح راہ جاہلیت میں جا رہے تھے  
 براوراد سے گناہ کبیرہ اور بڑے بڑے جرموں کے کرے پر دلیر تھے وہی طریقہ آج تھے اختیار کر رکھا ہے۔ مد کار یوں اور حیاتیوں پر دلیر ہو گئے ہو گویا تمہیں مغیبر کی ہدایتوں کو  
 سنا اور کتاب الکی بصیحتوں اور تسمیوں کو بڑھا ہی نہیں ہے۔ اور عادت گراؤں کے تو اب غلطی اور گہرا گراؤں کے عادت رد ماک کی کچھ خبر ہی نہیں ہے۔ تھے فانی دیا  
 کو باقی ہے والی آخرت پر اختیار کر لیا ہے۔ نئے نئے فسق و فجور کا پیشہ لیا ہے۔ تم میں عقل ہی رہی ہے جو ترسے کاموں اور پروردہ متعلو سکر گئے تے دیاس ہی باقی رہی ہو کہ  
 چوروں کو راب کے دفن کیلئے اور سلمانوں کے مال چرائے سے باز رکھتے۔ جواب جلت میں پڑے ہوئے ہوا اور عورتوں کی طرح جیتے ہوئے لالین کاموں کے انجام کی خرابیوں سے



دراہس ڈرتے اور درویشاں کی کچھ بڑا ہنس چلا لکھنے ضرور آسوالا ہے اور درادراہی باتوں کی سرس ہوئے والی ہے تم بڑے مڈر لوگ ہو۔ اے اس جگہ  
 سٹھے والی گروہ کیسی دانائی ہے۔ فحیہات ہیماہ لما تو عدول ریادیکھا ماسیا حرام ہوا اگر اس شہر کو مراد کر کے رئیس کے برابر ہی نہ کر رہا ہو کیونکہ اسکے  
 سو کچھ جاریہ ہنس رہا اور سچی و درستی کویر کام ہنس کل سکنا اسی حد کی قسم جو سسے پر دیا ہو کہ اس شہر کی کوئی حد میں اور قیوم کو سادہ کے مدے اور افری کو انکاری کے  
 عوصل و زبردست کو بیار کے کھائے گرفتار کرونگا تاکہ جاساں مٹ جائیں اور نظام متعل ہو جائے۔ واضح ہے کہ کسی والی ملک جھوٹ جھساہیں رہا اگر میں جھوٹ لو لوں لو  
 جائے کہ تم مجھے سرکشی کرو۔ اے اہل بصرہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ رات کے وقت اسے گھر کے دروازے بند کر دو جس کی کوئی سے عاتی ہے وہ مجھ سے ہے میں اس کے  
 دیے کا صاف ہوں جس وقت مسجد میں خشکی مار رہے ہو کہ لارم ہے کہ اسے گھروں میں چلے جاؤ اور پھر ہر بکلو یہ گلی کوچوں میں بھرو کیونکہ میں نے حکم دیا ہے کہ تم  
 جس کی کو گلی یا بازار میں بڑے بڑے نور اقل کرو۔ لارم ہے کہ رات جاہلیت کی عادتوں سے سرسیر کرو گئی کسی کو کمارے یا آل فلاں یا آل ہی فلاں کہہ کر  
 نکارو اس قسم کو جھوڑو اس امر کی تہہ بارس کرونگا اور جو کوئی جاہلیت کے زمانہ کے قاعدے پر بیکار گیا اسکی ریاں قطع کر دوں گا میں دیکھا ہوں کہ ہم ممالی رہیں جاری  
 کرتے چلے ہو اور اس سے پہلے قواعد رائج نہ تھے انہیں ہل جتا کر رہے ہو۔ اس دھماکا ماراؤ اور کوئی رالی رسمت نکالو۔ یاد ہے کہ مجھے جو خطا سرور ہوئی اسکی جاس  
 سرا مقرر کر دی ہو اس سے ذرا تدارک کرونگا۔ اگر کوئی کسی کو مالی میں دھکا دیکھائیں اے مالی میں عرق کرونگا۔ اور اگر کسی کو حلا کر لارم دے بھی بھوکا جائے گا جو کسی کے گھر میں آفت  
 دیکھا۔ اسکا بیٹ حاکم کیا جائیگا مردہ کا گھن جیسا سوا لارم دے دس ہوگا۔ ہم اپنے ہاتھ اور ریاں کو قالوس رکھو تاکہ میرے ہاتھ اور ریاں اس میں ہو کیونکہ جس کی سے جو  
 ادلی ہوا علیٰ حب کوئی خطا سرور ہوگی وہ گردن مارا جائیگا۔ یہ بھی سمجھ لو کہ اس شہر کے بہت آدمی سیری عداوت بھی اور سرے دل میں عرصہ دراز سے انکی طرف کاکہ ہوئے  
 تھا جو وقت مجھے اس جگہ کی حکومت ملی اور میرا لومس کی غناات اور حکم سے میں یہاں کا حاکم مقرر ہو کر آیا جانتا تو سب کو کیز کر پرامد لالے لیتا اور اناد دل ٹھنڈا کر  
 بکریں سے معاف کر دے کو اچھا سمجھا اور دسمی کا کچھ حال نہ کیا اگر سب باتوں کو دامن کر دیا خوشحال احساں کر گیا اسکے ساتھ احساں کیا جائیگا اور جو دسمی اور عداوت کر گیا  
 وہ اسی سر کو پھینکا۔ اس باتوں کو مانکل درس اور سچ سمجھ لو۔ باہم احسانوں سے بیتیں دو۔ دشمنی اور برائی کو رک کر دو اور جی طرح جان کو کہ میں تمہارا محافظ ہوں  
 اور اس غلے کے ذریعہ سے جو دے مجھے عطا کیا ہو تو کو مصیتوں سے بچاؤں اور ہر قسم کی سختیوں اور تکلیفوں کو میرے ہاتھ سے مالتا ہوں۔ تم کو میری فرما سرداری اور اطاعت  
 لارم ہے اور مجھے تمہارے ساتھ عدل و انصاف سے میں ماتم حقد میری اطاعت میں زیادتی کرے گی میں اسے عدل و انصاف زیادہ کرتا رہوں گا۔ دلوں کی محنت  
 کو اپنے دلوں میں جگہ دے اور انکی اطاعت اور محبت میں ثابت قدم رہو کیونکہ حادثوں کے زمانہ میں ولی ہی تمہاری بہت دیاہ اور حفاظت گاہ ہیں ضرورت کے  
 وقت تم کو وہی بچا سکتے اور امداد کرے کے قابل ہیں۔ ہرگز انکی دسمی اختیار نہ کرنا کیونکہ انکا عصب و سر مارل ہو کر عرصہ دراز کا متا ہے رنجوں اور غموں کا باعث ہوگا۔  
 میری ہی بصیرت ہے اور تم کو اس قدر سمجھا ماتھا۔ استعمر اللہ العظیم لی ولکم لہ نفاذ الرحیم والنفور الکریم۔ یعنی میں اپنے اور تمہارے واسطے اللہ درگزر سے معصرت  
 طلب کرتا ہوں اور وہی خدا قدرت رکھے اور رحم کرے اور بخشنے اور کریم کرے والا ہو جس وقت زیادے یہ خطہ بڑھا اہل بصرہ سے ایک شخص عبداللہ بن ابیہم نے کھڑے  
 ہو کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میرا اللہ تعالیٰ ہے میری ہی عقل و حکمت عطا کی ہو اسکے بعد زیادہ دسمی سے ترک و دار الامارت کو چلا گیا اور بصرہ کا انتظام درست ہو گیا  
 نمایاں ترقی و تازگی ظاہر ہوئی کہتے ہیں کہ اس وقت زیادہ کے خزانہ میں سی لاکھ درم سالانہ حراج و دخل ہوتا تھا ۳۶ لاکھ لشکر پر خرچ کرتا تھا اور ۱۱ لاکھ اپنے مٹوں کو دیتا تھا  
 اور ایک لاکھ درم سال میں دودھ و عارلوں پر لگاتا تھا اور مال میں دوسری لاکھ درم سال مال میں جمع خرچ کرتا اور باقی مطویہ کو بھجوتنا تھا معاویہ نے  
 ریاد میں اس کی لیاقت انتظامی اور دانائی کا شاہدہ اور انکی عدالت کے میحوں کو ملاحظہ کر کے اسکے اوصاف حمیدہ اور صفات شہیدہ کی بڑی تعریف کی اور شہر  
 کو فدیہ مضامات انکی حکومت میں ایذا کر دیا۔ اے یادے خوب ہی رونی و عظمت چال کی نہایت درجہ جو جس ہوا اور عدل و انصاف میں زیادہ کوستش کرے  
 لگا چھ بیٹے بصرہ میں رہتا اور چھ بیٹے کو وہ میں قیام کرتا۔

## معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں خراسان کی حالت

امیر المومنین علیؑ کے دو سوسوں میں سے ایک حصہ خالد بن معمرؓ کی اہمیت میں رہتا تھا اور جنگ صحیہ میں اس نے بڑے بڑے مایاں معرکے جیسے حصار المومنین شہید ہو گئے اور حضرت امام حسنؑ معاویہ سے صلح کر کے خلافت اس کے حوالہ کر دی جیسا کہ مبتدع کر سچکا ہے خالد بن معمر اور اعرابین عبداللہ بنی معاویہ کے پاس گئے دوبارہ پیر سچکا احوال طلب کی اور سچکا دیکھ کر دربار میں پہنچے اسے سلام کیا معاویہ ان کے آئے سے بڑی خوشی ظاہر کی اور بہت اچھی طرح پوچھا اور جاننا کہ خراسان کی حکومت خالد بن معمر کو جس اتفاق اس وقت عمان کا مشا سید تھا سچا معاویہ بڑی تعظیم و تکریم سے اسے اپنے پاس بٹھالیا پھر مخاطب ہو کر کہا اے بیٹے تیری کیا مایاں سہی حاتی ہیں مسعد کہا اے امیر المومنین بیان کر دو کہ کیا مایاں ہیں معاویہ کہا تو کہتا ہے کہ معاویہ کو بعد میں اس کے بیٹے یزید کی سند خلافت کا زیادہ متحق ہوں۔ سعید کہا اگر میں اس کا کلمہ کہتا ہوں تو کہا ہوا۔ سچی اور حق بات ہے۔ حدیث واحد کی قسم میرا پیرید کے پاس اور میری ماں اس کی ماں اصل ہے اور میں خود اس سے بہتر ہوں لیکن ان سب باتوں کے باوجود ہنسے یہ عہدہ میرے ہی واسطے قرار دیا ہے۔ اور جو کچھ تو کرتا ہے ہم سب متعرض ہیں میں معاویہ یا تیں مسک رہا اور کہا اے بھتیجے تو سچ کہتا ہے عثمان مجھ سے اور تیری ماں میری کی ماں بہتر ہے کہو کہ فریبی عورت تیری سے اچھی ہوتی ہے لیکن تیرا یہ کہا کہ میں یزید سے بہتر ہوں میں میری اس بات کو برگر۔ مانو گنا مجھے اسی حد کی قسم جس کے قصہ میں تمام عالم کی جان ہے کہ اگر میرے بھتیجے کی جگہ سے عراق تک ایک سہی تاں دیں اور تمام اس رستی کو مجھ جیسے آدمی اپنے لیے ہاتھ سے تھام لیں تو میں ان سب بے خاص سے یزید کی سہرا اور زیادہ اچھا سمجھو گا۔ مگر ترے حقوق بھی بہت ہیں اور اسے جہنم بونی کرے کہ میں خلافت شرع اور عید از مروت خیال کرتا ہوں۔ تو خوش رہ میں خراسان کا ملک مجھے دیا و مراں اور جھنڈا لیکر وہاں جا اسے کہ اللہ تعالیٰ اس سلطنت کو تیرے ہاتھ سے فتح کرے گا پھر حکم دیا کہ اس کے امیر یا تیں لکھا جا اور طبل اور علم و کچر دیا و میں اسے کو خط لکھ دیا کہ سعید کی تحوہ مقرر کر دی گئی ہے اور اسے مقتدر و درت ہو رو یہ آدمی اور بھیا رہم سچا ہے جائیں اور ایک سیات ہو سیرا تجربہ کار شخص اس کے ہمراہ کر دینا جو خراسان کی آمد و رج اور وصولیت رر کی جبر کے اور بحر میں لانا رہے سعید نے شام سے چلے کا ارادہ کیا عبیدہ بن ابی کمرہ اور اس کا بھائی عمر بن لڑن حرم عثمان کے سرداروں میں سے تھے اس کے پاس آئے اور کہا لھر میں ہمارا وکیل رہتا ہے یہ خط اس کے نام لکھ دیا ہو لیا کہ اسے دسا اور وہ جھنڈا رو یہ تھے دے لیکر سحر کا سامان تیار کر لیا یہ سعید معاویہ کا فرمان اور عبیدہ کا خط لیا اور لھر میں نفل ہو کر زیادہ کے پاس بٹھرا معاویہ کا فرمان اسے دیا۔ زیادہ مصموک واقع ہو کر کہا بجان دل سطور ہے پھر حکم دیا کہ لوگ خاک کے لئے جمع ہو جائیں اور قید جا۔ سے مجرموں اور مفسد شخصوں کو کا لکڑیا کر دیا وہ چار ہزار آدمی تھے سعید کو دیدے اور ادر اور صر سے بھی آدمی دراہم ہوئے شروع ہو گئے۔ اس سعید کے پاس بہت بڑی جمعیت ہو گئی زیادہ جلیل لکھ درم سعید کو دئے اس نے لیکر بیہ ملازموں میں تقسیم کر دئے اور نوج کو مرتکب لیا اس کے بعد عبیدہ اللہ بن ابی کمرہ کے وکیل کو بلا کر وہ بحر ردی اس نے پڑھ کر کہا میں حسب تحریر و پیہ دو گنا مجھے حکم دیا گیا ہے تھے میں لاکھ یا لاکھ لال لکھ درم حوالہ کر دئے سعید نے کہا غلام اس قدر رو یہ کا حکم دیا ہو گا۔ نوے پڑھنے میں کچھ غلطی کی ہے وکیل نے کہا میں غلطی نہیں کی تو مال لے اور مطمئن رہ۔ سعید کو عبیدہ اللہ کی سفارش بخش او مروت پر نہایت نفیحت یا۔ اس کے ایک ملازم نے کہا کہ جب مصلحت یہ ہے کہ عبیدہ ہی کا عطیہ لیں اور اس میں خراسان نہ جائیں کیونکہ میں اس قدر دولت کا کافی سعید نے کہا لشکر راہم ہو چکا ہے اور امیر کے لکھت مت سیر کر دی ہے یہ لیا لکھرا جائے۔ ہو کر خراسان جا ملازم ہو۔ پھر بصرہ سے نکلا عرب کے سردار اور علاقہ بصرہ کے مشہور و معروف آدمی اس کے سامنے تھے۔ اس لشکر جہاد سمیت فارس کی طرف بڑھا جب ہاں تھا مالک بن دہب جو فارس میں رہتا تھا اس کے پاس آیا یہ مالک بن دہب بہت ترا فیض اور جو بصورت بہادر شخص تھا۔ مبتدع یہ میں رہتا اور رستے ٹوٹا تھا مروان بن حکم نے جو معاویہ کی طرف مدینہ کا حاکم تھا کچھ لوگ بھیج کر اسے گردار کرنا چاہا۔ وہ یہ جہنم کر بھا گیا۔ حارث بن حاطب جتنی بے جو مروان کا ماتھ ایک انصاری کو اس کے عصب میں دوڑایا۔ اس نے جلدی سے پہنچ کر مالک اور اس کے ایک غلام جو یہ کو گرفتار کر لیا۔ اور واپس بھرا۔ دو قیدیوں کو اپنے ایک غلام کے حوالے کر کے تاکید کر دی کہ انہیں بہت ہوشیاری اور حفاظت سے بچھے۔ مجھے بھیج دے گا۔



علامہ آپس لار با تھا خود سوار تھا اور ایک تلوار کمر میں لٹکتی تھی بیکانک لکے جھٹ کر تلوار کا قبضہ پکڑ لیا اور علامہ میاں بکڑ لیا مالک سے فوراً روڑ سے تلوار سوت کر اس غلام کے سر پر ایسی ماری کہ وہ قتل ہو کر گر پڑا۔ مالک اس غلام کے گھوڑہ پر سوار ہو کر انصاری کا بیٹھا کیا اور اس نے بیٹھ کر قتل کر دیا پھر بھاگ کر حریں میں اور وہاں فارس میں چلا آیا اور ابادہ ہی رہی اور چوری کا پینہ اصرار کر لیا جس سے وہاں پہنچا تو یہ شخص بھی اس کے پاس حاضر ہوا یہ سجدہ اس کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ کس طرح مدنی بسر کرتا ہے یہ بعد کو لکھ ہوا کہ ایسی شکل و صورت اور قد و قامت کا حسین دل حواں ہو کر کیا اور اس سے لوجھا کہ تو ایسا خوبصورت اور بہادر ہو کر کسے رہی اور چوری اور لوگوں کے ماحق مال کھائے کو گوارا کرتا ہے۔ اس کے حواں ماحص کمرت افلاس کے سسل در دو سر امر یہ ہے کہ میں ہمیشہ بخشش کرنا اور دوسروں اور ملاقاتوں کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہوں مگر میرے ماس دلت ہمیں ہوا پہلے اس فعل کو اختیار کرکھائی کہ کھاؤں اور کھلاؤں سجدہ کہا اگر اس شخصے فارع النال کر دوں تو اس طریقے سے رہ آجائیں گے اس کے کہا کون ہیں بھرتو میں تیری خدمت میں رہ جائیوں کام کر دکھاؤں گا اور تیری نعمت کا ہمیشہ شکر یاد آکر بارہو گا سجدہ نے کہا تو ہمیشہ میرے ساتھ رہا کرتا کہ جو کچھ خدا عطا کرے گا ہم تم مل مال کرکھائیں اور کھلائیں گے میں تم سے ہٹا بھی طرح رکھو گا۔ ہر جیسے میں ماسو درم دارو گا۔ پھر تو جسکو چاہے دسا مالک کے کہا میں مسطور کیا عرض مالک اس کے ساتھ فارس سے مینا بوز میں آیا بعد اللہ میں عامر میں کر کے کچھ آدمی یہاں موجود تھے وہ بھی سجدہ سے اگلے سجدہ نے انکی اچھی طور کی کی اور ایک مہینہ بٹھ کر اور اپنی مہ سے حیرت بیکر کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے بھی محاصل وصول کر کے اور شکر تقسیم کر کے سمرقند کا راستہ لے لے کے قریب بھیک حکم دیا کہ کشتیاں اور ڈونگے واپس کر دو اور دریا کو انکے ذریعہ سے عبور کر جاؤں گے پہلے آپ رہا سے اتر آجیو اس کا لشکر دریا کو عبور کر رہا تھا دوسو حصوں کی آوارسی حوا ہے علامہ کو بیکار رہے تھے ایک کے کہا اے علوان دوسرے کے کہا اے طفرہ سجدہ علوان اور طفرہ کو شکر شگون لیا اور کہا انشا اللہ ہم دس برس عالت آئیں گے اور واپس آئیں گے۔ پھر وہاں سے جیکر بیکار کے دروازہ پر پہنچے اسوقت کارا کے ماساہ ایک عورت حکا توں نام بھی اس کا حوا دے اس ملک کا ماساہ بھانے ہر گنا تو یہ عورت اسکی جگہ پر حکومت کرے لگی یہ سجدہ حوا کہ لڑائی جھڑپے جاتوں نے اس کے ارادہ وافہ ہو کر حوا کے حیدر معر آدمی سجدہ اس بھی صلح کی درخواست کی یہ سجدہ میں لاکھ درم لیکر اس شرط پر صلح مسطور کر لی کہ ہمارے حالے کو واسطے سمرقند کا راستہ چھوڑ دے اور ہر سال سجدہ کرے۔ صلح ٹھہر گئی اور سجدہ نے روئے وصول کر کے حوا کے شاہوں کے میں لڑنے اقل میں لئے اور حکا توں نے بھی ہب سے تحفے میں لئے اور ہر ہر ہر کر لئے۔ سجدہ وہاں سے سمرقند پر آیا اسوقت وہاں سعد اور فرقت کے لوگوں کی جمعیت کم نہ موجود تھی آپسوں نے باہر بیکر سجدہ سے جنگ کی اور سمرقند کے ماساہ اخیدن سار کے ایسی فوج کو سجدہ سے لڑنے کا حکم دیا طریں سے حوا ہب بھلے ہوئے اور بڑی بھ لڑائی ہوئی ایسی اس میں سمرقند کا ایک ہزار در در رنگ کے گھوڑے پر سوار انہی صف سے نکلا اور کاوے دتا ہوا مردو معامل کو طلف کرنا تھا۔ سجدہ کی فوج میں سے کسی شخص نے اس کے معاملہ پر کھلا جابا۔ ساس سے ڈرے تھے مالک میں دیکھ بوجھا نہ شخص حو میداں میں نکلا ہوا ہی کیا کہتا ہی لوگوں کا لڑنے والے کو طلب کرتا ہی۔ اس کے کہا کام میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اسکے یا بھل کر اس سے معاملہ کرے۔ لوگوں نے کہا اس سے شہتے ہیں اور کسی کو اس سے معاملہ کرنے کی حوا نہیں۔ مالک نے کہا یہ نورے عیب کی بات ہے اسکے دوسروں میں سے ایک آدمی بول اٹھا کہ انو اس لڑنا چاہتا ہی مالک نے کہا ہاں اور گھوڑے کو کوڑا کر کے میداں میں نکلا اور سعدی حواں بھجلا۔ دو دوسرے سے لڑے لگے سعدی نے ایک یہ مالک کی طرف مارا حورس کی مدد پر بھٹیا زین کش کر گیا اور مالک بھی دیں پر آ رہا۔ مگر اس نے فوراً حست کر کے سعدی کو مرہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا۔ اس سعدی جانتا تھا کہ اٹھ کھڑا ہو گا مالک نے اسے اس حوا بڑا اور زمین سے اٹھا کر سجدہ کے سامنے لا پھار۔ سجدہ اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اس جہدی کا بھی کو اختیار ہے جو پہلے سو کر مالک سے قتل کیا مالک چار سو درم کے عوض اسکی قوم کے ہاتھ دھوخت کر دیا اور اس کا گھوڑا اور بھیا بھی اٹھ سو درم کو بیچ ڈالے سجدہ اور سمرقند کی فوجوں میں آج خوب جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ عرب کی ماز کا وقت آ گیا۔ حوا ہب ہو گئی تو دونو فوجیں اپنے اپنے قیام گاہوں پر چلی آئیں عرض میں ہی طرح ایک مہینہ تک ہر روز جنگ ہوتی رہی اور سجدہ کی فوج ہر روز غالت ہتی اور سمرقند یوں کہ ہستار آدمی مارے گئے اور بہت سے فید ہو گئے۔ مالک بن دس ہر روز مرہا جب کہ آ اور سجدہ اسکی خجاعت اور دیاری کو دیکھ کر بہت حوش ہونا مگر کوئی غلٹ

یا العام۔ دیا مالک اس باب سے ناراض ہوا اور چاہتا تھا کہ العام اگر اہل حب کہہ ملا تو اس مضمون کا ان کا قطعہ نصف کما حسن سعد کی کتاب شامل بھی سید  
 اس اعتبار کو نہ کر بھی کچھ قوت کی۔ اسکے مالک سید کی بھولکھی اس سید نے جاہا کے لئے قتل کرنے کے لئے عیروں اور دونوں کے سے بار بار اور اسے ملا کر دھیا حلق اور بھاری  
 العام و اور عد رکے مالک اسکا عد قبول کر کے وہ طعت اور العام لیلیا سید اسی طرح سمرقند کے دروازہ پر پڑا ہوا ہر روز جنگ کرتا تھا۔ احکام کار یہ پچھلے کہ سمرقند کو عد سے فتح نہیں  
 کر سکے اسے صلح کرنی تیار ہوا اس صلح کو عینیت سمجھا اور مایہ لاکھ درم دیے کر لئے اور یہ شرط قرار پائی کہ نہر کے دروازے کھولنے حائیں اور سید ایک دروازہ سے اہل ہو کر دوسرے  
 دروازہ سے نکلیں اسکا یہ سہرا والوں کے روئے دیدار سید اقرار کے مطابق ایک دروازہ سہرہ میں اہل ہو کر دوسرے سے نکلیں سمرقند کے بادشاہ نے بھی اس سے صلح کی تھی مخالف اسے دے سید  
 سب طور کر لئے اور لشکر کو خواہ دیو سمر کی دوسری کر لی۔ پھر سمرقند سے ملنا۔ بحار میں انہا کی رودر ٹھہرا ہوا بلکہ بحار کے کہا ہے اسے وعدہ کیوں کر لئے تو بھی اسے اقرار کو یوراکر اور  
 حو میں تباہ ہارے اول میں ہیں نہیں ہمارا اس سہارے سے سہرا ہر ادوں کی رہائی سے انکار کیا اور وہاں روانہ ہو کر دریائے بلخ کو عبور کرتا ہوا امر میں کیا مالک س دیب  
 یہاں پہنچ کر سخت مار ہو گیا اور اسے یہیں ہو گیا کہ اس ماری سے مدد تھی۔ مگر حاکم کا تو ایک قیدیہ تصف کیا جو آختانک گوں کی رہاں رد ہو اس کے دو متغیر ہیں۔  
 لایم سمری ہلال ندس لیلۃ + نوادی العصا ارحی الملائل ملو احنا + الم تولى لعت الصلالتہ بالحدی + و اصحت فی حیت  
 اس عمارت علوانا۔ بھیدہ بہات ہی سہو رہے مالک سمر وہی میں وفات پائی اور اسی جگہ اس کی مری حوڑی منکرل در قافل رات سمجھی حالی ہو حب سید نے اس  
 علوانوں برفصہ کر لیا تو اس کے ماس بیمار دل جمع ہو گئی۔ بھر وہ دہا سے لوٹ کر مدیہ میں آیا اور معاویہ کو خط لکھ کر اس کی حکومت سے استعفا دیا جا ہوا معاویہ بھی اس کا مطلع بھی کیا  
 کہ اس کے پاس بہت سی دولت جمع ہو گئی ہے ان سے سہرا اختیار کرنا نہیں چاہتا۔ اسکا استعفا قبول کر لیا۔ سید مدیہ میں سکونت اختیار کر کے جس سہرا دروں کو بحار سے لایا تھا  
 انہیں اپنے بلع میں گھتی اور اعالی کے کام میں لگا دیا سہرا دروں کو یہ بہت ناگوار کر رکھتا تھا کہ وہ کھیتی اور غار کا کام کر کے آدھی تھے لیکن حکم سید دل بہلائے کے لئے  
 بلع میں گیا اس سہرا دروں کو پھر کر بار دما اور بھاگ کر مدیہ کے ایک پڑائیں چاہے۔ کچھ لوگوں کا بچا کیا۔ احکام یہ ہوا کہ وہ شاہراہ سے بھول کر وریاس سے اسی جگہ مر گئے۔  
 سید کی ایک بیٹی بھی اس کے اسی الجھن تصور لوڈی کو بہات میں قید لاس اور یورپہا گھر سے ماہر نکالا اور سادی کر دی کہ حو شاعر میرے مالک مر سہ میرے حب  
 و خواہ لکھیں گایہ لوڈی رد یور اور لاس سب جو اس کے حم رہے اسکو ملاینگی مدیہ کے شاعر نے اور مرے کہے مگر سید کی بیٹی کو کسی کام مر نہ بندہ آیا یہاں تک قیام نہ  
 کے ایک شخص اگر کہاں تیرے مالک مر نہ حسا تو چاہتی ہے وہاں ہی تصیف کر دے گا۔ اس کے حوائے یا اگر تو ایسا کہے گا تو لوڈی تھے ملاینگی اس شخص سے دو مہینے جو دج  
 کیجاتی ہیں نصف کس سید کی بیٹی کو سدا میں۔ کہا بے صبا میرا جی جاہا تھا ویسی ہی لکھی ہیں۔ پھر لوڈی سمر رد یور اس کے حوالہ کر دی۔ وہ اسعار یہ ہیں۔  
 باعیں ادری و معة + والکی السہد اس سہید + فلقد قتل بعرة + و حلت حقا من بعیر +

## سید بن عثمان بن عفان کے بعد فتح خراسان کے حالات

سید بن عثمان کے مائے جان کے بعد خراسان میں کوئی طاقتور حاکم نہ رہا تھا معاویہ نے زیاد اسے کو خط لکھا کہ خراسان کا انتظام اور قصہ بالکل تمام اور غیر مکمل ہے کسی  
 ایسے شخص کو جو وہاں کی حکومت کے لائق ہو بھیجے زیاد نے معاویہ کے مضمون خط سے مطلع ہو کر ایک عظام کو حکم دیا کہ حکم اسے شرفی کو ملا۔ عظام بھول کر حکم بن عمر غاری  
 کو لے آنا زیاد نے اسے دیکھا اور یہ جان کر کہ عظام کو سہو واقع ہوا ہے ہسکر کہا میں کچھ ارادہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کو اور کچھ مسطور ہے اور حکم بھی جی سحانہ تعالیٰ ہی کے لئے  
 کہا اے حکم تیاری کرے جس کے خراسان کی حکومت تھے دی۔ اور تجھے اس لئے اس ملک حکم معر کیا ہے کہ وہاں کاروبہ وصول کرے اور تہنوں لڑے حکم بن عمر  
 ٹرا صالح اور ملک سخت تنخص تھا وہ حاکم صلح کی خدمت میں بھی پہنچا تھا زیاد کی مات سکر کا زیاد کیا فرمان لیکر زیاد کے پاس سے سہرا آیا اور سادی کر دی  
 کہ جس شخص کو جہاد کا شوق ہو تیاری کر کے میرے ہمراہ خراسان چلے۔ اسکے پاس بہت بری عینیت دہا ہم ہو گئی۔ زیاد نے سب کو خواہ اور دی۔ اس حکم بن عمر



سکر حار کے ساتھ سب حراسان خلا اور فارس کے راستہ سے متوجہ سرحد ہوا۔ ایک ہر سے وصول کرتا ہوا مرو میں پہنچ کر قیام کیا۔ فوج والے تھک گئے تھے۔ حکم نامہ  
 یا جگہ تو حراسان پر بڑھا اور تیار لوٹ کا سامان اور روپیہ چال کیا اسکے بعد مدینہ کی طرف مراجعت کی اور ریادس اسے کو خط لکھا تمام فتوحات سے مطلع کیا اور حقد روپیہ درلیم ہوا تھا  
 اس سے بھی خردا کر گیا ریادے اسکا وہ خط معاویہ کے پاس بھیجا اور لوٹھا کہ اس میں کو جو چاہے معاویہ کو لکھا کہ حکم بن عمر کو لکھ بھیج کہ سب المال تمام کو واپس کر دے  
 اور جو باقی ہے اسکو قاعدہ کے مطابق ہر ایک سے واپس کرے۔ جسے ماکا حوا حکم کے پاس بھیجا اس نے کھڑے ہو کر خط لکھا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کر کے حضرت مصطفیٰ پر  
 درود بھیجا اور کہا اے لوگو معاویہ حکم دیا ہے کہ سب حقد روٹ کا مال حامی سوا وغیرہ چال کیا ہے وہ تمام کے سب المال میں اصل کر دوں مگر میں جسے سولی دے سے سہا ہے کہ اگر میں  
 اور اسماں حلقہ نہ کر کسی شخص کی گردن میں بڑیں اور وہ شخص حد سے زیادہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اسل اور مصیبت پہا کر حوسل رکھیں۔ اس میں جسے سولی دے کے قول کو معاویہ  
 اور ریاد کے حکم سے بڑھتا ہوں۔ جسے جنگ کی ہو اور لوٹ کا مال پایا ہو اس میں سب بچاؤں حصہ علیحدہ کر دیا جاتی سب مہار ہا ہے۔ عرصہ سی طریق پر یا حواں حصہ کا لکر  
 ماتی مال کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ یہ عدا انگی۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ قَسَمْتُ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَیَالَهُمْ وَالسُّوْیَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ سَمَّیْتُ بِیْ اَمِیْدٍ وَوُفِّیْ**  
**فَاَرْحَمُهُمْ** میری وارحی مشہور یعنی اے حلاس مال عیبت کو مسلمانوں پر مساوی حصہ سے تقسیم کر دیا ہے اے حد میں نبی امیت سے مراح ہوں اور وہ مجھے سیرا  
 میں بوجھ کو لکے ہاتھ سے بچا اور انہیں مجھ سے دور کر۔ اس میں عا کے بعد وہ ایک بہت سے زیادہ زندہ رہا رحمت الہی کے شامل حال ہو گا ریادس اسے چال سکر ایک شخص علی  
 بس عدا اللہ یعنی کو نکالیا اور زمان لکھ کر حراسان کی حکومت عطا کی۔ یہ حصہ سب مشہور اور جاب سولی دے کی حد میں سب سعاد حاصل کئے ہوئے تھا اور فتح کے دن اس کے  
 سکر کا حرا دل تھا وہ سب حکم حراسان کو واپس ہو گیا اور مرو میں پہنچا کہ عرصہ کا قیام کیا کہ اس کے لشکرے آرام ہا لیا بھر علاء طعناں اور اس کے مصافات کی طرف بڑھا  
 اور سکو فتح کر کے سید دولت لوٹی۔ اس سے بھی مال عیبت میں سے یا حواں حصہ کا لکر زیادہ کے پاس بھیجا اور باقی اپنی فوج کے لوگوں میں بانٹ دیا اسی اس میں عا کے  
 بہت سے دشمن جمع ہو کر اور لشکر لکھا اس کی طرف بڑھے۔ عا کے زیادہ کو اس حال سے مطلع کر کے مدد مانگی۔ اس نے ریح بن ریاد حارلی عدا اللہ بن الی عقیل نقی کو  
 جو حجاج بن یوسف کا چچا تھا بہت بڑی فوج دیکھو بطور ملکے دانہ کیا۔ جب لشکر غالب کے لشکر میں حاملا تو اس نے فوت باکر حراسان کا دورہ کیا اور سب سے تنہا  
 فتح کر کے تیار مال عیبت حاصل کیا جس میں سے یا حواں حصہ کا لکر زیادہ کے پاس بھیجا اور باقی اپنی فوج میں بانٹ دیا۔ پھر خود تنہا قیام کیا اور فوج کو ادھر  
 ادھر بھیج کر ملک کا بندوبست کر لیا

## شیعان علی بن ابیطالب علیہ السلام کے ساتھ زیاد بن ابیہ کا برتاؤ

اس زمانہ میں زیاد بن ابیہ سیرالمومنین علی کے دوستوں اور محبتوں کا سخت دشمن تھا۔ جہاں کہیں جاتا وہیں قتل کر دیتا۔ لکے ہاتھ باؤں قطع کرتا۔ انھیں  
 نکلوا دیتا تھا اسی طرح اس نے شعیان علی میں سے بہت سے آدمی مار ڈالے تھے معاویہ بھی اسکو اسی فعل کی تحریک کرتا رہا تھا لوگ حضرت علی کی دوستی میں مارے گئے  
 انہیں میں سے مجرب عدی کنزی اور عمر بن حنظل بھی تھے جو سیرالمومنین کے بڑے نامور صحابی تھے سیرالمومنین حسن مثنو اس میں حرس لشکر بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے ہاتھ  
 بلند کر کے بددعا کی اور کہا اے خدا ریاد بن ابیہ کو پکڑ لے اور اسے کسی ملا کو مسلط کر اور اسکو سزا دے تو تمام امور پر قادر ہے۔ اب کی دعا کا تیرنشاہ پڑھنا۔ زیاد بن ابیہ کے  
 ہاتھ کاٹنے کے لگو تھے ہر ایک نے م کی برادر دم ہوا اور ہر ہڈی بڑھتے بڑھتے تمام ہاتھ بڑھ گیا۔ زیاد اس کے درد کی شدت سے بہت بچیں رہتا تھا طیسوں کو طلب کیا  
 سب متفق علیہ کہا اس ہاتھ کو قطع کر دینا چاہئے کہ باقی جسم سلامت ہے۔ زیاد نے کہا مجھ میں ہاتھ کاٹوانے کی طاقت نہیں۔ عرض ردور در مرص رخصتا گیا اور وہ  
 رات دن درد کی شدت سے داؤ داؤ راہ دنا ہی کرتا تھا۔ اسی حال میں سکی جان نکل گئی۔ لوگوں نے اسے تو یہ مقام پر دفن کر دیا۔ زیاد کے مرے کے بعد معاویہ نے اس کی  
 حکومت سمرو بن جندب غزنی کو دی۔ اس کو اصل مصر ہو کر جب مینے تک حکومت کی اسکے بعد معاویہ نے اسے معزول کر کے عبداللہ بن عمر بن عیلام نقی کو اس کی جگہ

مقرر کیا اور اُسے بھی تھکے ہوئے کے بعد موقوف کر کے خالد بن اسد بن عاص بن امیہ کو مامور کیا ایسی اسی امدادیں عید اللہ بن زیاد بن اسد نے معاویہ کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ اگر تو مجھے عراق کی حکومت عطا کرے تو میں ایسا اجماع اہتمام کروں کہ کوئی دوسرا نہ کر سکے معاویہ نے کہا تیرا اب ماہر میں تک عراق کا حاکم رہا اُس نے تجھے کوئی حد ست کیوں نہیں دی عید اللہ نے کہا حد کے واسطے یہ کیا بات ہو اگر امیر المومنین کی یہ بات لوگوں کے گوش رد ہوئی تو وہ مجھے عیناً سمجھیں معاویہ نے کہا میں عراق کا علاقہ دیکر ضرور تجھے تیرے مالک قائم مقام کروں گا اور تیرے مالک کے حقوق کی رعایت اس قدر سے طہور میں لاؤں گا مگر اس وقت مجھے حراساں کا زیادہ خیال اور فکر لاحق ہو تو پہلے حراساں کا رد ہوا کی مہوں اور انتظام سے مجھے مطمئن کر دے پھر میں تجھے عراق کا علاقہ دید و نگاہ عید اللہ نے کہا میں دوا تیرا رہوں میں معاویہ کا دواں لیکر حراساں کی طرف روانہ ہوا۔ اور جو معاملات اٹک فتح ہوئے تھے انہیں بھی اپنے قصہ میں لا کر اور دولت کثیر جمع کی۔ پھر کھار اور مرقند کی طرف گیا وہاں سے بھی مال کثیر حاصل کیا۔ اب اسکو عظمت و قدرت پہونگی کہ حراساں کے ساتھ رادوں کو اپنا غلام سالیہ اور انہیں ایسا مانہ قرار دیکر لڑائیوں پر بھیجتا۔ احکام کار طریقہ میں قرہ جسی کو سلطنت حراساں پر ایسا مانہ مقرر کر کے خود معاویہ کے پاس آیا طرح طرح کے سامان عیبت اور منس قیمت جیریں اور زرد و پیش کیا معاویہ نے اسکی بڑی تعریف کی اور دیکھو کی حکومت دیکر اسکو اس کے باپ کا جانتیں مبادیا عید اللہ نے اپنے باپ کے ڈھنگ پر حکومت کر کے لگا اور حراساں کا انتظام بھی پورا پورا ہو گیا سالارہ حراج معاویہ کے پاس پہونچتا رہا بہت تنگ کہ وہ وفات پا کر اسی حرا کو پہونچا۔

## امیر المومنین حضرت امام حسن کے انتقال کا حال

نقد راویوں سے سنا گیا ہے کہ جب وقت معاویہ مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد مقرر کرے تو اُس کے خیال کیا کہ امام حسن کی زندگی میں بیعت وقوع میں نہ آسکے گی کیونکہ صلح کی شرطوں میں ایک یہ بھی تھی کہ معاویہ ایسی وفات کے وقت خلافت کے معاملہ کو متورہ رجھوڑ جائے اسلئے اُس نے بہتیں کوششیں کی کہ اس میں تاخیر نہ لامت کو دنیا سے رحلت کرنے۔ مردان س حکم کو جسے حضرت رسول الے منہر مدکر دیا تھا مدیرہ بھیج کر ایک الے دمال زہرا لودہ دیا اور کہا جس طرح ہو سکے حیدرہ بہت اشعت س قیس کو جو حسن کی بیوی ہے فریادیکر راضی کر کہ بانسرت کے بعد اس رد مال سے حضرت کا حسم پوچھے اور میری حاجت اُس سے وعدہ کرے کہ حق وقت تو میرا کام کر چکے گی اور حضرت حسن کا انتقال ہو جائیگا تو میں اُسے پچاس ہزار درہم و ننگا اور اسے بیٹے زید سے اسکا نکاح کروں گا مگر و اس معاویہ کے حکم کے مطابق مدیرہ میں نہجیکر طرح طرح کے جلوں اور دیروں سے حیدرہ کو راضی کر لیا کہ معاویہ کے حسب نداء عمل کرے اسلئے ایسا ہی کیا۔ رہے حضرت امام حسن کے جسم میں اثر کیا اور آپ عالم حرکت کی طرف رحلت فرمائی۔ اور حیدرہ نے مال کے لالچ اور گراسوں کے سرگردہ کی وصال کی آمد و میں یہ لالچ حرکت کی۔ عمر س اسحاق کی روایت ہے کہ جب وقت اُس امام عالم مقام کے بدن میں رہے اثر کیا اور وہ صاحب دواس ہو گئے تو میں ہا اور ایک مدیرہ دست آپ کی عیادت کیلئے گیا۔ قریب پہونچ کر پہنے سلام کیا اور پیچھے پہنے تاکہ ایک شخص سے فرمایا ہے کہ جو کچھ پوچھا ہو مجھ سے پوچھ لے۔ اس کے جوابت یا جب تک آپ کو اللہ تعالیٰ صحت بخستے گا میں کچھ پوچھ نہوگا۔ آپ پھر یہی دوا کیا کہ اُس سے بیشتر کہ پوچھے گا موقوف نہ ہو مجھ سے پوچھ لے۔ اُس نے تھوڑی جوا دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ مجھی کئی مرتبہ رہا ہوا ہوں مگر ایک دفعہ کچھ اور حالت ہے۔ دوسرے دن جب میں آپ کی خدمت میں گیا تو دیکھا کہ حضرت امام جیش آپ کے سر ہانے پیچھے ہوئے دریافت کر رہے ہیں کہ اُسے محالی کس نے آپ کو زہر دیا ہو اور کس شخص کی بھست پہونچا ہے فرمایا اگر تیرے کہہ دوں گا تو تم اُسے قتل کر دو الگ الگ امام نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ ارشاد کیا اگر میں اس ہرے نہ ہیدا ہوا دنگا تو اسکی بدبختی اور گمراہی کا دیر بہت ترقی پذیر ہوگا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو وہ بگیاہ مارا جائیگا ایکے بعد جب آپ کامرض بہت طول کر گیا اور آپ نے جاناکہ وفات کا وقت ہو امام جیش کو وصیت کر کے امامت کا مرتبہ حوالہ کیا اور کہا مجھے بعد وفات جناب متوفی کے پاس من کرنا اور اگر اس مرض عوریزی کا اندیشہ ہو تو موقع میں دفن کو تیار غرض جلالہ حسن کی روح تقدس جوار رحمت الہی میں چلی گئی تو غسل اور غسل کے بعد ایک جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت رسول الے کے روضہ مقدس کی طرف لچکتے تاکہ اپنے عیالی کو عالی مرتبہ نانا کے بعد میں



دوس کرین۔ سعید بن ابی عاص مدینہ کے حاکم نے عایتہ کے پاس حکم اطلاع کی کہ چارہ کو دہان میں بہوے دے۔ ام المومنین عایتہ صدیقہ اوٹ رسوا ہو کر اور سعید عثمانی  
گروہ آدمی ہمراہ لکھنؤ کے میں معلول ہوئی۔ سعید بن ابی عاص نے لکھا کہ لکھنؤ کے میں معلول ہوئی اور آج اوٹ پر ٹھکرا سیمیر کے لئے  
کے چارہ کو روکتی اور اُسے اپنے ماما کے ہلو میں میں ہمیں ہولے دتی ہے اسوقت آدمیوں کے دو گروہ ہو گئے کچھ عایتہ کے طرف لڑ گئے اور قریب تھا کہ تلوار چل جائے امام حسینؑ  
حسینیت اپنے مقدس بھائی کا لائے ماما فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس میں کردیا۔ معاویہ امیر المومنین حسن کی وفات کی خبر سے وعدہ کے مطابق مال جمعہ کے  
پاس بھیجا گیا گریہ دے اُس ملعونہ سے نکاح نہ کیا بلکہ کی اولاد میں سے ایک مرد لے اُسکو اپنے عقد میں لیا ہوا حسن سے کئی اولادیں پیدا ہوئیں۔ اور جب کبھی اُن میں  
اور قریبیوں میں کہا جاتی ہوئی تو وہ انہیں مسلمانہ الارواح کہہ کر طعنے دیتے یعنی دو حصہ والی کے بیٹے۔ ایک بن عاتق بن عباس معاویہ کی محفل میں موجود تھا معاویہ کے کلمات  
کی راہ کہا لے عباس تو لے سا کہ حسن بن علیؑ کے ملک سر مرگ کو ترجیح دی اور عالم آخر کو سدھارا۔ عبداللہ بن عباسؑ حکم کلام کے بعد حوا کہا لے معاویہ میرے لئے حو  
عاقبت میں گڑھا کھودا گیا ہو وہ حضرت حسنؑ کی وفات سے صدہیں ہو گیا اور تو اس دُمانے والی میں بدستہ مسد حکومت برپا کر گیا۔ ہم اہلبیت مصطفیٰ اس سے  
بھی رادہ مصیبتوں میں مبتلا ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمکو ان تکالیف سے راحت پہنچائے۔ پھر اس عباس وہاں سے اٹھ کر باہر چلا آیا معاویہ اُسکی رحمتہ حاضر جالی سے  
بہت متعجب ہوا اور کہا میں نے ابی تمام عمر میں عبداللہ بن عباس سے رادہ عقلم اور حاضر جواب کسی دوسرے شخص کو نہیں دیکھا۔ حسامیر المومنین حسنؑ کی وفات کی خبر  
ہر طرف پھیل گئیں اور عمر عاصؑ بھی سُن لی تو معاویہ کے پاس لے کر کہا امیر المومنین حسنؑ اب علیؑ کے انتقال کیا اور اب میدان حالی رنگیا ہو خلافت بعیر کسی جھگڑے کے  
یترے اور تیرے فریادوں کے لئے رگبی ہے اس مصلحت یہ ہے کہ اپنے کسم میں سے کسی کو جس سے لوگ رصاصہ ہوں ولید عہد سے تاکہ تیرے بعد وہ حکومت آرا ہو۔ اور  
لوگ اُسکی وراثت داری کریں اور خلافت تیرے حامداں میں ماتی ہے معاویہ نے کہا تیری لئے بہت درست ہے میں اس معاملہ میں عور و فکر کرونگا اور ایسے شخص کو  
خلیفہ اور ولید عہد قرار دوں گا حوا بن عظیم الشان دُمانہ اریوں کے عہدے کے لائق ہوا اور حوا بنیضی میں رکھ سکے اور حسین اللہ تعالیٰ کی مرضی متاثر ہوا اسکے بعد  
معاویہ نے اپنے عاملوں اور حاکم سرداروں کو لکھ کر اطلاع دی کہ میں برید کو اسامہ ولید عہد قرار دے چاہتا ہوں جب یہ خبر ہر طرف پہنچ گئی تو عرواں حکم سعید بن عاص  
عبداللہ عامر نے معاویہ کے خط کے جواب میں لکھا کہ اس کام میں مائل کرنا چاہئے اس قدر جلدی نہ کرو پہلے مدینہ والوں سے اس امر میں مسورہ لیلیا جائے معاویہ  
انکی رائے کے مطابق توقف کیا اور برید لے اُس سال مکہ کی زیارت کیلئے آکر اسی شہر اور ماموری کے عرص سے بہت سارے حرج کیا اور لوگوں کو گرویدہ  
بالیا۔ حاکم اُسکی مروت اور حسن کا چچا ہو لے لگا۔ حاص عامر جہنم کے معاویہ برید کو ولید عہد قرار دیا گناح طح کے نتیجے نکالنے لگے اور بعض آدمی برید کے خوف سے  
حب رہے معاویہ ہر شخص کو اُسکے عہدہ اور مرتبہ کے موافق العام واکرام دیکر اور حد میں سیر کر کے لوگوں کو تعظیم لالی کہ وہ برید کی سمیت سے رصاصہ ہوا میں  
حد کر کے لوگ بھی مدارات سے پیش آیا اور اکثر رُٹے رُٹے سرداروں اور سپہرہر شخصوں کو بھی اپنی طرف کر لیا۔ پھر آدمی بھی عبداللہ بن برید کو ملنا اور اس امر  
میں متورہ کیا۔ عبداللہ نے کہا کیا تیرا چچا وہی ہے جو تجھ سے حق بات کہے اسل میں تجھے بہت کچھ سوچ سمجھ لیا چاہئے کیونکہ اگر تو اسے ولید عہد قرار کرے گا تو اس  
مہو کہ نہر سدگی اٹھانی پڑے اور مجھے اس معاملہ میں عور کر کے کی ضرورت نہیں۔ میں اس سخت کو علا بہ بیان کرونگا۔ اساجال تہائی میں عرص کر دنگا معاویہ  
اُسکا بیاں سکھایا اور کہا لے بھتیجے لے مجھے ٹھکانے میں ستاعت کا سبق دیا تو نے عجب لیری کی کہ اپنے بھائی برید کی سنت یہ بات سوچی۔ پھر معاویہ آدمی بھیج کر  
احص میں قیس کو طلب کیا اور برید کے معاملہ میں اُس سے مشورہ کیا۔ احص نے کہا اگر سچ کہتا ہوں تو تجھ سے دُتا ہوں اور جھوٹ لوٹا ہوں تو خدا سے خوف کرتا  
ہوں۔ مجھ سے مارا اور اس معاملہ میں مجھ سے کچھ بوجھ۔ یہ معاملہ سات برس تک چل ہی رہا تھا پھر معاویہ اس سات سال کے عرصہ میں سارے لوگوں کو  
برید کی سمیت ہر شہر اور رصاصہ کرنا ہر شہر ہجری میں تمام نہروں کے امرا اور رؤسا کو طلب کیا کہ وہ دُعا و تضرع کے لئے رُٹے رُٹے سردار اور مدینہ کے بھی بعض  
نامور شخص جمع ہوئے اور تمام اراکین اور عہدہ داران ہر دیا رادہ معاویہ کے پاس حاضر ہوئے معاویہ اُن میں سے برید کی سمیت کی سنت متورہ کیا

مدینہ کے ایک شخص محمد بن عمر بن حرم نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر مختار! درمروت اور مالداروں اور ایک سب بچے میں کوئی شخص برید کی رراسی نہیں کر سکتا۔ اور تو نے اس کام کیلئے  
اے عیلم اور تربیت کیا ہو وہ اس عہدہ کے لائق ہے مگر مناسب یہ ہے کہ تو اس میں ادھی زیادہ عہدہ فخر کرے کہ کسی شخص کو سونپ دیا کی سب کا سوا اور مقرر کر جانے قیادت کیوں  
اللہ تعالیٰ دالیاں ملک پوچھے گا کہ رعیت کیل کو کس طرح چھ کیا معاویہ اس سکھنڈی آہ بھری اور کہا اے عمر کے بیٹے توڑا جو آہ ہو اور حومات تو نے ہی اسی عقل و دانائی کے  
موافق کہی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ حضرت مصطفیٰ کے دوستوں کی اولادوں میں میرے بیٹے کے سوا اور بہت سے آدمی ہیں مگر میں ایسے بیٹے کو دوسرے شخص کی بیٹیوں کی سست  
زیادہ عمر پر رکھتا ہوں تمام آدمی معاویہ کی بات سکڑ چب ہو ہے اور اے اے گھر چلے گئے دوسرے دن معاویہ ضحاک بن قیس کو جو نہ ہشام کا کو تو وال تھا طلب کیا اور کہا میں تجھے اس  
مستہور اور نامور لوگوں کو جو حارطہ کے بہنوں کے لئے ہوئے ہیں طلب کرو نگاہ بریک حق میں جو کچھ میں کر چاہتا ہوں وہ کہو نگاہ حق تمام آدمی جمیع ہوا میں اور مجھے خاموش دیکھے تو  
مجھے لو لے برآمدہ کر دیا اور برید کے ولیعہد قرار دیے کی سست مجھے ترغیب ترغیب لانا جو بھی اس میں کچھ اچھی باتیں کہنا۔ اُس نے جواب دیا میں وہاں پہلا لاؤنگا جب حملہ اطراف  
کے امیر اور سردار راہم ہو گئے تو معاویہ تقریر شروع کی۔ پہلے حال الہی کی تعریف کیا اس کی انتہا امتوں اور شہنشاہ کا ذکر کیا اس کے بعد حضرت رسولؐ پر درود بھیجا اس کے  
بعد کہتے اطيعوا اللہ واطيعوا الرسول واولاهم مصلحکم کے متعلق حد باتیں کیا کہ برید کا ذکر چھڑا اس کی مصلحت اور شجاعت اور علم کا تذکرہ کیا۔ اس کا کہ اے  
موقع یا کر اور کھڑے ہو کر معاویہ کے کہا اے امیر المؤمنین حبیب کی تقریر اصلی مدعا تک شہجی ہے لو مار رہا ہے چاہے کیوں کہ دیکھا کی کسی بات کو قیام نہیں اور اس کا انجام موت ہے  
نیر سدا گاہ حد کے واسطے کسی والی کا ہوا بہانہ ضروری بات ہے کہ وہ تیرے لئے خلعت کے کاموں کو انجام دے مجھے کوئی ولیعہد مقرر کر مالا رام ہو جو سلطنت اور رعایا کا اسطعم  
قائم رکھے اور جس قدر معلومات ہو آج برید علم و سماعت اور جس سرت و سخاوت میں تمام آدمیوں سے بڑھا ہو ہے اُسے اس ولیعہد قرار دے اور حکم دے کہ ہم اس کی دوسری اور اطاعت  
وحد و تنگداری اختیار کریں۔ مگر تیرے لئے دیکھا کے لوگ احب یا میں تکیوں اور صیتوں کے راہ میں اس کے بریر ساہ ساہ گیر ہوں مظلوم کے وقت اس سے انصاف طلب کر سکیں  
اور اس کے رعب و انکسار سب تک لوگ اس میں راستے لے حط اور صاف کر دے اے معلوم ہیں صحابہ کرام کہ کجا خاموش ہو گیا۔ پھر سعید بن عاص نے کہا امیر المؤمنین میرے  
کا بیٹا ایسا دولت مند ہے جسکی ذات سے امیدوار رہ سکے ہیں اور وہ ایسا سردار ہے جسکی بدولت اس قانم رہ سکتا ہو وہ سخاوت اور سماعت میں نام پائے ہوئے ہو اور  
عدل و حکومت میں مستہور ہے اگر لو اس سے انصاف کی خواہش کر لیا تو انصاف پائیگا۔ اور اگر کسی خوف و حط کے وقت بہاہ طلب کر لیا تو اس میں حفاظت میں بریگا۔ اے  
امیر تیرا اور خلافت کا سرا دار ہے معاویہ کے کہا بیٹھ جا مرنے والے بہت اچھی صلاح دی اور کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا جو کچھ کہا بہت ٹھیک کہا ہو۔ اس کے بعد برید بن مقبک نے  
برید کی طرف اشارہ کر کے کہا اے امیر المؤمنین! یہ سید شخص ہو پھر تلوار کی طرف لٹکا لکھا اگر کوئی اس امر سے راضی ہو گا تو اس کے واسطے یہ موجود ہے معاویہ کے کہا بیٹھ جا تو نے  
بھی ہب اچھا کہا اس کے بعد حصیں میرے کہا اے امیر المؤمنین اگر نو برید کو ولیعہد مقرر کرے تو میرے لئے رحمت ہو گیا تو خدا کی قسم امت محمدی بر باد ہو جائیگی۔ اس معاویہ نے انھیں  
قیس کی طرف مسموم ہو کر کہا اے امیر المؤمنین! میں نے جو اب تا تو برید کے معاملہ میں اس کے اندر وجہ اور اس کے دیگر حالات کو سمجھنے زیادہ ابھی طبع جانتا ہوں۔ اگر تو  
حالتا ہو کہ وہ خلافت کے کام کو ایسے طریق سے انجام دے سکتا ہو جس سے معاویہ خوش ہو اور امت رسولؐ اچھی آسودگی سے بسر کرے تو اسکی سست کسی سے مشورہ کر کے کی ضرورت  
ہیں اسکو حلیف بنائے اور اگر تجھے یا ت لفظاتی ہو کہ وہ عمدہ طور سے انجام نہ دے سیک گا تو ملک اس کے حوالے کر اور آخرت کا عذاب اپنے سر رہے اور ہر کوئی اس پر ہر کوئی اس پر  
کے سوا اور کچھ کام نہیں ہو معاویہ کے کہا اے امیر المؤمنین! میں نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تجھے سبک لادے۔ اس کے بعد تمام حاضرین نے یہی دیکھی خلافت اور رحمت کو منظور کر لیا اور کھڑے چلے گئے  
معاویہ نے مردان بن حکم کو خط لکھ کر سمیت مدینہ روانہ کیا اور برید کی سمیت کا تذکرہ کیا۔ مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح ہو کہ مصر کے لوگوں اور شام و عراق  
کے نامور لوگوں اور حیرہ کے رئیسوں نے میرے پاس حاضر ہو کر میرے بیٹے برید کے ساتھ خلافت کی واسطے سمیت کر لی ہے اور میں نے اُسے اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے میرے قریبی  
مضمونک مطلع ہو کر مدینہ والوں کی برید کی خلافت کیلئے سمیت لینے والے سلام مردان نے اس خط کو پڑھا کہ آدمی بھیجا اور مدینہ کے نامور انخاص کو طلب کر کے میرے برادر  
تقریر شروع کی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد رسولؐ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو! امیر المؤمنین پر اب بڑھاپا ابھی طبع چھا گیا ہے اس نے خلافت کے باب میں ایک اچھی تقریر



سوچی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صامدی اور امت محمدی کی دستری کا سب ہوگی اور پھر اسکی اطاعت و ماسداری لازم ہوگی لوگوں کے کہا بیاں کر اس نے کیا بات سوچی ہے اس نے حوائیہ کہ وہ ایسے بیٹے کو اسوایہ مہر کر رہا تھا ہر نام لوگ یہ کہ نام سے ہی حاموش رہ گئے عبد الرحمن بن ابی بکر کے کہا تو جھوٹ لوتا ہوا اور وہ شخص بھی جھوٹا ہے جسے تجھے ایسے کلمے کی خرات دلائی ہے۔ خدا کی قسم یہ کہہ کے احوال ایسے نہیں اور جس پسیدہ خصلتوں کا تو نے ذکر کیا وہ اس میں موجود نہیں ہیں۔ ہر ہر اسکی خلات کو سطور کر کے مروان حصہ ہوا اور کہا یہ شخص جو لوں رہا ہے اساررگ شخص ہے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے مایہ والدی قال لوالدہ۔ اُج لکھا مارل ونائی ہے۔ عبد الرحمن کو بھی حصہ آگیا اور کہا اب تو اس لائق ہو گیا کہ میری دست قرانی احکام کو مطاعت دے لگائے دتیں خدا تو وہ شخص ہے جس کے باپ کو اور جو تجھے بھی رسول خدا صلعم نے شہر سے نکال دیا تھا۔ اسکے اندر اٹھارہ سکا یاؤں کیڑا لیا اور کہا ہے دتیں خدا اس میں سے اُتر تو اسے کھڑے ہوئے اور تقریر کر کے لائق نہیں ہی۔ عبد الرحمن نے یہ کہہ کر اُسے مہر سے گھسیٹ لیا سی ایسے کے جو لوگ ہاں حاضر تھے مگر اُسے اور کہا کہ عبد الرحمن کو مار ڈالیں۔ عایتہ صدیقہ کو بھی حسرت ہو گئی۔ حجرہ سے ایک ٹری جا داروڑھ ہونے لگی اور قرین حادہاں کی کچھ عورتیں ہمراہ لے ہوئے مسد میں لئی مروان اُسے دیکھ کر ڈر گیا اور قریب جا کر کہا لے مادر مومنان میں تھے قسم دلاتا ہوں کہ جو کچھ تو کہے سچ ہے کہنا۔ اُس نے کہا میں حق مات ہی کہہ گئی اور گواہی دیتی ہوں کہ رسول خدا نے تجھے اور میرے ماب رحلت کی ہے اور تو مخرج اور مخرج کی اولاد ہے۔ تجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں کہ میرے بھائیوں کے ساتھ اسطرح میں آئے مروان حاموش ہو رہا اور کچھ جوات دیدار عایشہ بھی واپس چلی گئی۔ اب مروان نے معاویہ کے مام حصار واکہ کے تمام حالات سے اطلاع دی معاویہ نے مصوب خط معلوم کر کے ہشیشوں سے کہا کہ مروان عبد الرحمن کی بہت تکایت لکھتا ہے مگر عبد الرحمن بہت بوڑھا اور خجیف ہے اُسے جو کچھ کہا ہے اپنی طرف سے کہہا ہوگا ملک کسی دوسرے کے کہے سے اسطرح میں نہ یا ہوگا۔ لازم ہے کہ میں اُسے رشتاؤں کیونکہ وہ رازرگ شخص اور رازرگ اور ہر شخص کے جواب میں کچھ لکھا اور جج کا قصہ کہ اُس سمت کو رواہ ہوا مدیرہ کے قریب ماتو نہہر کے تمام میرٹیں اور مامور خاص متوالی کے لئے حاضر ہوئے امیر المومنین حسین عبد الرحمن بن ابی بکر۔ اور عبد اللہ بن مسرے بھی اشتغال کی رسم ادا کی معاویہ نے نہیں بچھکے تویری جڑھالی اور کہا میں تمہارے خدا اور کسی کو حوٹا ہوں امیر المومنین حسین نے فرما لے معاویہ ہوتی میں ہم اس کلمے کے سنایاں لڑ نہیں ہیں معاویہ حوائیہ یا تم اسی کلمے کے لائق ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ترے کلمے کے سراور ہو اور زیادہ سختی سے کہا جو کچھ تم کہتے تھے اللہ تعالیٰ اسکے خلاف جاتا تھا اسکا کام کار ایسا ہی ہوا جیسا اللہ لگا کو سطور تھا۔ اور تمہارا چاہا ہوا کام نہ ہوا۔ ابتداء نے مدیرہ میں قیام کیا اور آدمی اس کے سلام کے لئے آئے حائے لگے۔ اس پر سرور عبد الرحمن اور امام حیش بھی گئے معاویہ کے دروازہ پر پہنچا حارت طلب کی معاویہ نے نہیں اندر آئے کی اجازت دی۔ وہ مارا ص ہو کر چلے آئے اور مدیرہ سے ٹکڑا کر اسے لیا۔ اسکے لئے معاویہ مسیح میں مسر پر چھکے حطہ پڑھا۔ حمد الہی کے بعد پیر پر درود پڑھا اور کہا میں ہنس جاتا آج کوں شخص قرین میں لیا ہو جو دے میرے بیٹے سے خلافت کا زیادہ سختی ہے اور جو فصیلت میں ہیں وہ کس میں ہیں میں دیکھا ہوں کہ کچھ آدمی اُسے پسند نہیں کرتے اور اُسے وہ عیب لگاتے ہیں جو ان میں موجود نہیں ہیں۔ وہ لوگ ان ماتوں کا بارہ اُس کے تاؤ فیکہ کہ میری طرف سے کوئی ایسے بلا مارل ہوگی جو انہیں سچ و مباد سے مراد کرے۔ تم اپنے کاموں کو عرض رکھو دحل در معقولات در دور نہو کچھ افتادہ تم پر ہے گی وہ تمہارے فعلوں کی وجہ سے ہوگی اسکے لئے امیر المومنین حیش عبد الرحمن بن ابی بکر عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر کا نام لیکر کہا اگر ان چاروں شخصوں نے اپنی بہتری دیکھ کر زید کی خلافت کو مان لیا تو اچھا ہے ورنہ میں لکے ساتھ وہ سلوک کرونگا جو کرنا چاہئے۔ اسی قسم کی اور سب سی باتیں کہیں اور مسر سے لڑ کر گھر کا راستہ لیا۔ عایشہ نے بھی معاویہ کی باتیں سن لیں معاویہ نے اس کو کہا لے معاویہ تو نے میرے بھائی محمد کو قتل کیا اور مال میں جلادیا اچھا کیا۔ آج مدیرہ میں آکر میرے دوسرے بھائی عبد الرحمن کو شام اچھا ہے اور سخت باتیں کہتا ہے اور رسول خدا کے بعض مشاعر صحابیوں کے فرزند کو تاکہ وہ تینہ کرتا ہے۔ کیا تو اس بات سے واقف نہیں کہ تو طلقا ہے اور طلقا کے لئے خلافت با حائز ہے۔ تیرا باپ خراب میں سے تھا۔ مجھے بتاؤ تے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہے اور کس شخص سے تجھ کو مجھ سے بخون کر دیا ہے۔ اگر میں حکم دیدوں تو اسی وقت تجھ کو گرفتار کر لیں اور تو میرے بھائی کے بدلے مارا جائے۔ مجھے اس حرکت سے کون روک سکتا ہے معاویہ نے حوائیہ مادر مومنان حاموش رہے ہیں کتیرے بھائی محمد کو نہیں مارا۔ مارنے کا حکم دیا تھا۔ ہاں وہ علی ابوطالب کے بیٹے والی مصر تھا جس نے عمر فاروق سے معاویہ

بس جہد کو وہاں بھارتیہ بھائی نے مقابلہ کیا اور انہوں نے اسے مار دیا جس کے اس مات کا حکم دیا تھا۔ ایسے فعل سے خوش تھا۔ اور میری نسبت تیرا کہہا کہ تھے قتل کر دوں میں  
 رسول اللہ کے سہم میں ہوں۔ رعایت نے کہا بیشک عیا تو نے یاں کیا ہی ماہ ہے مگر مجھ سے لوگوں نے کہا ہے کہ لوے میرے بھائی اور عیسیٰ بن علی اور عبداللہ بن عمر اور ریکہ  
 بیٹے اور میرے بھائی عبداللہ کو تیرے ہی پیر کی رتھ حصوں کی مجال ہیں کہ اس جابر مرگن دوں کو سید کرے معاویہ نے کہا ہاں کی تیرا یہ لوگ تو مجھے آنکھوں سے زیادہ پر  
 ہیں اور اگر اس سے کسی کو کوئی نقصان نہ ہو تو قاتل کو موتے زمین پر مردہ رہے دوں مگر میں نے اپنے بیٹے ریکہ کو ویسے مقرر کیا ہے اور اگر مقرر و متار حصوں اس سے منع  
 کر لی ہے اور اسے حلیہ مل گیا ہے۔ یہ جابر دن شخص مسطور ہیں کہوے کیا تو اس پر مرگوا تھا تھیں ہے کہیں سے حور مد کی معیت لی ہو اور تاکہ بلیغ کی ہو اس سے دست بردار ہو جاو  
 عایت نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتی یہ جانتی ہوں کہ تو نے صل کر لیا ہے اس سے بھر جائے مگر اس جابر دن حصوں کی دلجوئی کر کہو تیری مخالفت کریں اور اس معاملہ  
 میں تیری رصاصہ دی کا خیال رکھیں۔ مگر ان کے ساتھ دسلو کی مکر اور کوئی ایسا حکم دیا جس میں کچھ زالی شامل ہو اور مجھے اس کے تدارک کیلئے اٹھا اور مجھے صدہ نہ بچا ہاڑے  
 خدا سے ڈراں مگر دیا سے گرنے اور قریں جانے کا خیال کر اور وہ کام کہ جس سے تیرا ہوا پڑے معاویہ نے کہا میں ایسا ہی عمل میں لاؤں گا اور تیری ہدایت کے مطابق چلوں گا  
 اور جو کچھ تو کہتی ہے اس میں عین بھلائی اور تیری شامل ہے۔ اٹا عایت نے اس حلی آئی اور معاویہ جیسے ہی علی بن عبد الرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمر  
 کو لایا۔ لوگوں نے کہا وہ کہہ کی طرف چلے گئے ہیں معاویہ اس حرکت کو سکھ کر مد ہوا پھوڑی دوسرے آدمی روا کہ اگر عبداللہ بن عباس کو ملا لائے۔ جب عبداللہ آیا معاویہ نے بڑی  
 خاطر تواضع اور عزت اورائی کی اور کہا اس ہر امر میں ہی ہاتھ کا تر کاٹل ہوں کیونکہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں اور ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے اور ایک ہی گاہک ہے اور  
 بانی ہے اور سید ایک دم سے کے ساتھ ہے ہیں رالت و محب سے سر کی ہے۔ اور اب حد درجہ سے حو مخالفت اور عداوت واقع ہو گئی ہے اسکا سلسلہ طست تھی۔  
 اب بیتیرہ اقتدار ہی تہم اور عدی کے قبیلہ کو حاصل بھلا تم اسے رصاصہ تھے اور کبھی مخالفت نہ کی اور جب میں نے مخالف مکر جگہ جگہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد اور  
 حاصل ہے اس امر کا حوالہ نظام کر لیا عیا کہ مکر معلوم ہے میں نے تمہارے حق میں کچھ کی نہ کی۔ میرے اور مرتبہ بڑھ جائے۔ مگر بڑے انعام و اکرام عطا کئے مگر جہاں تک عیا  
 کو بچتا ہوں تم دوسری اور موافق کی کوئی مات نہیں کرتے ملکہ طرح طرح کی تہمتی اور مخالفت کے آثار تمہاری طرف سے دیکھے میں آتے ہیں خصوصاً حصی بن علی کی باتیں جو  
 میرے کالوں تک پہنچائی جاتی ہیں اگر وہ ایسا ہی کہتا ہے تو ماس سے کہ تم اس لڑائیوں کو یاد کرو جو علی بن ابیطالب سے معاویہ کے مہاجر و انصار میرے معاہدہ پر کی ہیں اور اللہ تعالیٰ  
 کی ان بخششوں اور رکتوں کو دیکھو جو میرے حال پر سنا دل ہیں اس قسم کی باتوں اور حرکتوں سے ماراؤ اور یہ خیال متادو کہ تم میں سے کوئی شخص علی اور جس کے مرتبہ  
 کو بھیجے گا۔ نامکس مات کی فکر عت ہے معاویہ نے باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ عبداللہ بن عباس نے اسکی باب قطع کر کے کہا۔ یہ کہتے ایہ کہہا درست ہے کہ ہم عبد مناف کی اولاد  
 ہیں اور ہماری دوستی کی مدت جو کچھ تیرا خیال ہے وہ بھی غلط ہیں ہے اور ابھی یگانگت کے حبال سے جو تو ہماری لدا کا کار و رومد ہے وہ بھی کچھ لمحہ نہیں ٹیک  
 امتدایں جو ریشالی لاص ہو گئی تھی وہ عاتی رہی اور کل اقتدار تھے حاصل ہو گیا اور تیری امید برائی۔ اٹا رم ہے کہ تو دل لاری اور دلجوئی سے میں نے اور دلی بہت  
 پیدا کرے تیرا بارے ساتھ بخششوں اور احسانات سے میں نا کوئی محب کی مات نہیں کیونکہ تیری طبیعت سجاوت اور کرم کی طرف بہت مائل ہے اور جہاں کہنا ہی  
 مال تیرے کوں عطا کرے تو کبھی احساں نہیں جبا۔ تو حنگ کر کے ال سمیتا ہے اور جس میں اڑتا ہے مگر تیرا کہہا کہ علی اور جس دبا سے چلے گئے اور اس جیسا تم میں سے  
 کوئی نہو گایہ بات کہی لازماً تھی کیونکہ حیثین مردہ ہے اور وہ بھی اپنے باپ بیٹا ہی بھرا یا کلنہ کہہا ہر گز اسے کچھ مدینا اور تمام عالم تھے طاعت کر گیا۔ آج دنیا  
 کے تختے تیرے سو کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو ہمارے پیغمبر کی بی بی کا بیٹا ہو معاویہ نے حوالے دیا کہ عبداللہ تو بہت ٹھکانے تھے کہی میں نے تیری بصیحت ماں لی اس کے  
 بعد معاویہ کی طرف روا ہوا اور عبداللہ بن عباس کو ساتھ لیا۔ حب مکہ کے ماس پہنچے تو بڑے بڑے بزرگوں امیروں اور سرداروں کے موعوام الناس تہرے ہر  
 اگر اسکا استقبال کیا امیر المؤمنین جیس بن عبدالرحمان عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر بھی پیشواں کے لئے آئے معاویہ نے انہیں دیکھا کہ ہمارے حیا حیا حیا  
 کی طرف مخاطب ہو کر کہا ہے اب عبداللہ اور بہت سی جوانوں کے سردار تم بہت اچھے ہو پھر عبدالرحمن کی طرف نظر اٹھا کر کہا ہے صدیق کے بیٹے اور قریش کے سردار



مرحبا اسکے اندر عبداللہ بن عمر کو دیکھ کر لولائے فاروق کے بیٹے اور بچہ پیر کے دوست کے فرزند تم اچھی طرح ہو اور اسی طرح عبداللہ بن عمر سر بطور ڈاکٹر کہا رسو لکھ کے دوسب کے بیٹے اور  
 اسکے حارہ و بھالی مرحبا بھر حکم دیا کہ حارس ساریاں لاؤ اور سب نہیں سوار کر کے ساتھ لیا۔ اُسے باتیں کرتا تھا تھا اور جہدہ مسیالی میں آتا تھا۔ بھرکھ میں اصل ہو کر قیام کیا اور چاروں  
 سبھوں کو بہت بھاری خلعت اور انعام دیا اور عطا کئے اور حیش کے خلعت میں اور بھی ایرادی کی اور بہایت ہی عمدہ ملوس بھیجا۔ اور اس کا اساعطیہ لیلیا مگر حیش سے لیا معاویہ  
 بہت دلوں مکہ میں رہا اور یرید کی خلافت اور بیت کا کچھ ذکر کیا۔ پھر ان کے آدمی بھی امیر المومنین حش کو طلب کیا حش پربل لائے تو معاویہ یہاں اچھی طرح میں ماوروی  
 میرانی اور حش طاہر کی بھر کہا میں نے کچھ مطالب ہر کر ماحاتہا ہوں اور امید دار ہوں کہ ہم مہری اس بات کو رد کر گئے اور اچھا جواب دئے جسے تمام بہروں میں دریاں بھر  
 وہاں کے اراکین اور نامور اصحاب اور ملازمین کو ایسے لباس بلیا تھا اور اُسے یرید کی خلافت کیلئے معافی بھی اور مدیدہ والوں کی مرضی سے بھر رکھی تھی کہ کوئی اس کی رضامندی  
 کو اس خیال سے پہل بات سمجھا تھا کہ مدیدہ یرید کی جائے بدلتی ہے اور یہاں اس کے غیر اور کمرہ حرکت موجود ہیں۔ پھر میں ایک دوان بھیجو مدیدہ والوں سے بھی اسکے لئے معیت  
 ایسی جا ہی مگر کچھ لوگوں نے انکار کیا جسے مجھے اس کی توقع بھی نہ تھی۔ مگر میں کسی دوسرے شخص کی خلافت کیلئے زید سے زیادہ لائق سمجھا اور اس کی کو حلیہ قرار دیا۔ حش نے جواب دیا معاویہ  
 حامو تن رہ اور اس معاملہ میں زیادہ اچھی بات کو اختیار کر کیونکہ یرید سے بہتر اور بھی کوئی شخص موجود ہے کہ احکام دہی کے لئے موجود ہے اپنی ذات خاص سے بھی اور ماں باپ  
 کی طرف سے بھی یرید سے زیادہ اچھا ہے معاویہ نے کہا کیا ہمارا مدعا ہے واسطے پر حش نے کہا اگر میں اپنے لئے جو اسد گاہوں کو کوئی عیثیات میں معاویہ نے کہا سوا میں تو کوئی مسکن  
 سب میں کہ تری ماں یرید کی ماں سے بہتر ہے اور تیرے ماں بھی جو صلیب اور سفت اور ردی کی حاکم سولہ اسے حال ہو وہ اور کسی شخص کو میر نہیں مگر اور بددیس خدا کی قسم  
 بہت مجھری اور لومو خلافت کے احکام دہی کے ماں میں وہ مجھ سے بہتر ہے امیر المومنین حش نے کہا سات ہیں ہے کیونکہ مجھے اپنے ماں کی امت اپنی ذات سے زیادہ عزیز ہے زید  
 فاسق و فاجر ہے تو اُسے مجھ سے اچھا تا تا ہی معاویہ نے کہا اے حش حامو تن ہو۔ یرید کی سمت اسما کہ کہیں کہ اگر لوگ اس سے تیرا ذکر کرتے ہیں تو وہ تری سب اچھے ہی حالات  
 ظاہر کرتا ہے حش نے کہا میں جیسا کہ اسکا حال جانتا ہوں کہتا ہوں اور وہ بھی جو کچھ میری سمت حاسا ہوا میں کرتا ہے بھر چھا پاکس لئے معاویہ نے کہا معلوم ہو گیا کہ امیر عبداللہ  
 سلامی سے گھر چلے جاؤ اور اسے حال پر رحم کرو اور ساموگ مجھے رہا یرید کی سمت جو کچھ میں نے تیری ریاں سے سہا ہوا دودھ بھی شس پائیں۔ وہ میرے اور تیرے ماں کے دس  
 ہیں حش حش اٹھ کر واپس چلے گئے پھر معاویہ نے آدمی بھیجو عبدالرحمن کو بلایا اور میں نے لگا۔ عبدالرحمن نے معاویہ کے لئے سے پہلے ہی کہا مجھے یرید کی کربت کو حد کے جملہ  
 کرد اور تو کہتے ہی اصرار سے کیوں کہ ہم یرید کی سب اصرار کر لیں مائل بعاوندہ ہوگا۔ ہاں اس کام کو متورہ پر چھوڑ دے معاویہ نے کہا خدا کی قسم میں تجھے اور تیری گروہ کو  
 حوب بجاتا ہوں میں تیرے لئے وہ سراسر چرکی ہے جو تری لائق ہے اور انجام کار تو اُسے بھگتے گا عبدالرحمن نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے دیا ہی میں اس کی عوص نہ کر لگا  
 اور عقبی میں تجھے عدالت دل کرے گا معاویہ نے کہا اے خدا تو اس شخص کا کام میرے ہاتھوں تمام کر پھر کہا اے شخص جلا جا اور اسی خان پر رحم کھا اور ساموگ ڈرتے رہنا عبدالرحمن  
 نے کہا ہم حد سے بہت ڈرتے ہیں نہیں یرید کی سب کے لئے کچھ کہا اور مجھے کچھ اتد رکھ بھر عتہ میں بھر سوا ہاں سے اٹھ کر واپس چلا آیا۔ اس وقت آدمی بھیجو عبداللہ بن عمر کو بلایا  
 حش وقت وہ آیا بہت غرت سے بٹھایا۔ کہا مجھے تیرا حال معلوم ہے تو ہر وقت اس کا خواستگار ہے اور جانتا ہے کہ دن سے رات اور رات سے دن آجائے اور مجھ کوئی شخص میر  
 یا حلیہ و مزو و انہو۔ لارم ہے کہ تو اس ملک صلب تر قائم ہے اور مخالف اصرار کر کے طرفیں میں فساد دے ڈالے کہ تو کہ لوگوں کی یرید کی خلافت کو منظور کر لیا ہے اور معاویہ خلاف  
 اتبقل اور حکم ہو چکا ہے عبداللہ نے کہا مجھ سے بہتر بھی حلیہ ہو چکے ہیں اور ان کے بیٹے بھی موجود تھے اور سب کے سب تیرے بیٹے سے افضل و بہتر مگر کسی نے بھی اپنے بیٹے  
 کو حلیہ مقرر نہیں کیا تھا۔ تو بھی ایسا ہی کر۔ اور میں خلافت سے آدمی نہیں ہوں میں بہن چاہتا کہ تو نے جب کام کو کر لیا ہے میرے واسطے اُسے درہم و درہم کر دے اگر نام  
 کو میری تیرے بیٹے کو حلیہ ماں لیا ہے تو میں بھی مخالفت اصرار کر دینگا اور اگر سکا اتفاق نہیں ہے تو میں تو عادی الہی کے لئے گوشہ میں ہو چکا ہوں جس پر کافا اتفاق  
 ہوگا اسی کو میں بھی تسلیم کروں گا اور محمد اور سلمانوں کے ایک شخص میں بھی ہوگا معاویہ نے کہا تیری بات بہت عجیب ہے اٹھ اور واپس جلا جا اور ساموگ خوف نہ رہا اب  
 عبداللہ بن عمر کو بلایا وہ اگر مجھ گیا تو معاویہ اس کی طرف نظر پھر کر کہا یہ تو لومری ہے اگر اس کے مکے کے تمام سوانح بھی نہ کر دے جائیں تو نیک اور سے سوانح ہوا ہر جاگی

لے رہے تھے۔ اگاہ ہو کہ میں نے اُن میں سے کسی کو بھی نہ دیکھا اور نہ ہی کسی نے اس کی گیت دیکھی ہے۔ تو بچے واسطے ڈراوڑ محالیت سے پاس رہا۔ اگاہ ہو کہ خلافت پرید کیلئے قرار دیدی گئی ہے اور تمام انتظام ہو چکا ہے۔ عبداللہ بن عمر کے پاس سے ملے تو کوئی مخالفت موجود نہیں۔ مگر لازم ہے کہ تو قتلہ اور فساد کی خبر نہ چائے اور اگر تہ صلیحہ کے طریق سے رخصت ہو جائے تو اس معاملہ کو اپنی وفات کے لئے مستورہ پر چھوڑ دیا اور اگر تو اس خدمت سے سیرار ہو گیا ہے تو علیحدہ ہو جا۔ اور اپنے بیٹے کو خلافت دے۔ یاد رکھ کہ خلافت رسول خدا بہت بڑا کام ہے۔ قیامت کے دن تجھ سے پوچھا جائیگا کہ اس خدمت کو کس حالت پر چھوڑا اور اپنے لئے اسے کس شخص کے سپرد کیا۔ اس معاملہ میں دوبارہ غور کر اور اُس کے شروعات اور انجام کو خوب سمجھ لیا کہ اسے کس طرح اس کلام سے مارا اور سام دلوں کی طرف سے بہت جبردار رہا کہ جو کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اُس نے مجھ سے تنہائی میں کہہ لیا۔ بابت پہل بھی میں نے رداست کی مگر تائی اُن کی رداست مکر سکین اور تجھے حقیقت حال معلوم کر دینگے۔ عبداللہ بن عمر بھی وہاں سے جلا آیا۔ ایک بعد معاویہ کے میں بہت عرصہ تک ہاقریش کے لوگوں کو انعام اور صلحت دیتا رہا۔ مگر سی ہانم کے ساتھ کچھ سلوک کیا۔ عبداللہ بن عباس نے اس سے کہا کہ سی ہانم کو محروم رکھنا چاہئے۔ معاویہ میرے کرم اور سخاوت اور عادتِ حسنہ سے یہ بات بہت ہی بعید ہے کہ ایسی محسنوں سے سی ہانم کو محروم رکھے۔ اُس نے جواب دیا میں نے یہ عہدہ ہوں کہ وہ میرے بیٹے سے معیت نہیں کرتا۔ اس لئے میں نے اپنے سے باہر ہوں کہ سی ہانم کو کچھ دے دوں۔ عبداللہ نے کہا جس کے سوا انہوں نے معیت کر لی ہے۔ اس کے حال پر تو نے ہر مائی وائی اور انہیں اسے احسانات سے محروم رکھنا چاہا۔ وہ لوگ حشیں جیسا مرتبہ نہیں رکھتے۔ پھر عبداللہ بن عباس نے کہا اے معاویہ اگر تو سی ہانم سے اچھا سلوک کر گیا۔ اور ان کو ایسی محسنوں سے محروم رکھ دیا تو میں اس معاملہ میں حاضر رہوں گا۔ تیری سب جیسا کہنا چاہئے کہ لوگوں کو تیری دوسری اور سب سے رکھ کر دے گا۔ معاویہ نے کہا اچھا میں سی ہانم کو بھی اللغات دوں گا۔ پھر ایک سی ہانم کو بھاری اور میں قیمت انعام و خلعت عطا کئے۔ سب لیلے مگر حشیں بن علی نے قبول کیا۔ جتنا معاویہ کے دے والاں سے لگا کر دیا کہ حنا کہنے کے قریب ایک مکر لصب کریں حشیں بن علی۔ عبدالرحمان عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمر کو ملا باحسب سائے اُن سے کہا بھگوتے حشد و محبت ہے تم اس سے آگاہ ہو۔ مجھ سے جہانک ہو سکتا تھا تمہارے ساتھ صلہ رحم کیا گیا اور اسار اللہ تعالیٰ آمیدہ اور بھی زیادہ جس سلوک سے بین تینا ہو گا۔ پھر تمہارا بھائی اور تمہارے بھائی کا بیٹا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم اُسے علیہ ماں لو اور انتظام جو کر دو اور جو کچھ تمہارا دل چاہے اور جو تمہاری آرزو ہو اُسے عمل میں لاؤ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اے معاویہ میں کاموں میں ایک کام کر۔ اگر رسول اللہ کے طریق پر چلنا مسطور ہو تو حضرت نے کسی شخص کو علیہ مقرر نہیں کیا تھا۔ ہاتھ کے دار مالی سے انتقال دیا یا آپ کے بعد بھی لے مشورہ کر کے لو کہ خلافت دی تو آرام سے خلافت کا کام انجام دے۔ حاجت انتقال کو حائیکالوگ جو دیکھ لیں گے اور جسے مساس سمجھیں علیہ سالس گے معاویہ کہ میں لیا کر دے گا۔ کیونکہ میں تم میں ایک بھائی کو دیکھتا اور تمہاری مخالفت سے ڈرتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اگر یہ مسطور نہیں تو لو کہ طریق اختیار کر۔ اگرچہ اُسکے بیٹے اور سندہ موجود تھے اور سب خلافت کے لائق تھے مگر اُس نے اُن سے کسی شخص کو خلافت سدی ملکہ ایک مضبوط قریشی یعنی عمر بن خطاب کو علیہ مایا تو بھی ایسا ہی کر اور اپنے اقربائے علی و عتس کی اولاد میں سے کسی کو علیہ مکر۔ اگر تو اس بات کو بھی نہیں مانتا تو صبا عر حطاس کہ خلافت کو مستورہ پر چھوڑ دیا اور مامور صحابیوں میں سے جس شخص کو مخلص کر دیا کہ اُن سے کسی ایک شخص کو ماہمی مشورہ سے علیہ مایاں۔ چنانچہ لوگوں نے جیسا مساس سمجھا اس عہدہ کا انتظام عثمان کے ہاتھ میں دیدیا اور عمر بھی دربرداشتہ دار رکھا تھا۔ خلافت کے لائق تھے مگر اُس نے بھی انہیں سے کسی کو علیہ مقرر نہ کیا تھا۔ ابھی کہ اور اس کام کو مستورہ پر چھوڑ دے معاویہ کہ میں نے تیری تیوں تحویریں پس لیں اور سمجھ لیا کہ اُنکے علاوہ کچھ اور ہی مسطور ہی عبداللہ نے کہا یہ طمات ہے۔ لو ان تیوں صورتوں میں سے ایک اختیار کرے معاویہ حضرت حشیں بن علی عبدالرحمان اور عبداللہ بن عمر کی طرف خطاب ہو کر کہا تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا ہم بھی یہی جانتے ہیں جو عبداللہ بن عمر کہہ رہا ہے۔ معاویہ کہ میں اللہ ارادہ ہے کہ اس حاوٹن مگر حطے سے منیر جانتا ہوں کہ ہر مکر کچھ مرا طامہ کروں اور لوگوں کو بصوت کروں۔ تمام لوگوں میں غلبہ دہی شخص ہے جو اپنے آپ کو غفلت رکھے اور ہماری حاجت خود در حطرہ سے بچے میں نہیں سامیوں کی طرف سے ڈرتا ہوں اور انجام کیر ہو۔ پھر سنا ٹھکر چلے گئے۔ معاویہ دو ستر گون مسجد میں کر لوگوں کو طلب کیا۔ سب جمع ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر عبدالرحمان بن ابی بکر اور عبداللہ بن عمر بھی مگر چھ گئے تو اب ممبر ہا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور رسول اللہ پر ہر وہ بھیکر سہ و صحت شروع کی اور رفتہ رفتہ لئے مطلب رہا۔



آ رہا کہ اب میں لوگوں کے طرح کی مایوس رہا ہوں مگر اسکا کچھ اعتبار نہیں کل میں نے اسکا کچھ آدمی آسمیں کہہ رہے تھے کہ جسٹس بن علیؓ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ عبداللہ بن عمرؓ  
دعوت اللہ سے ریزید سے خوش نہیں ہیں اور اسکی معیت اختیار نہیں کرتے مجھے انکی بات سے بہت تعجب ہوا یہ حارون ممتاز اور مرزگوں کے درمیان مسلمانوں کے سردار ہیں  
میں نے انکو ملکر ریزید کی معیت کا ذکر کیا انہوں نے لطف و کرم فرمایا اور ریزید کی معیت اختیار کر لی حاسمہ میں نے انکو رد و دیہات کہہ دیا ہوں اگر کسی کو کچھ شک ہے وہ اٹھ کھڑا ہو اور  
یقین حاصل کرے کہ ان بزرگ اعدوں کی ریزید سے معیت کرنی ہو اور انکے ساتھی مل گئے ہیں سام کے امیر اور سردار جو اس جلسہ میں موجود تھے تلواریں سوت کر لوٹے اے اب تو اس  
چاروں کی نفرینیں کب تک کجا جائیگا اور کتنک انکو ٹھٹھا تاڑھتا رہیگا وہ اسقدر عظمت والے ہنس ہیں۔ یہیں حارون نے کہ ابھی انکے سر قلم کر دیں۔ اگر انہوں نے سر کے  
سامنے ریزید کی معیت مان لی تو بہتر ہے ورنہ ہم پوسیدہ معیت کر لیں گے۔ ریزید کا کام مستقل اور محکم ہو چکا ہو اور خدا کا شکر ہے عظمت اور علم بدر کمال  
حاصل ہے بھران جارا دمیوں کی کیا ضرورت ہے حکم دے تو ہم ان حارون کو قتل کر دیں معاویہ کہہ اٹھتے ہو اور تلواریں میاں میں رکھ لو۔ سچاں اللہ تم لوگ سردار و ساد  
کے لئے اسقدر مستعد اور جویری پرستے ہوئے ہو خدا سے ڈرو اے سام والو تم قتل کرنا چاہتے ہو۔ اسکا قتل کرنا بڑا اہم کام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مبادیوں کو مارتا دیکھا  
کام نہیں ہے۔ اور اسکا مدد لیا جائیگا عرض اسی قسم سے انکو سمجھا کر حکم دیا کہ تلواریں میاں میں رکھ لو اسٹام کے امیر و سچ اسی تلواریں سام میں رکھ لیں۔ اور وہ جو س  
خروس حارون جیسٹس بن علیؓ اور وہ تیوں مخص جیران تھے اور کچھ کہہ سکتے تھے۔ سوچے اگر یہ کہتے ہیں کہ مجھے معیت نہیں کی تو ابھی مانے جاتے ہیں اور رہے اساد بھلیاں  
حاموس ہو رہے اور کچھ بولے معاویہ بھی ممبر سے اتر آیا اور لوگ چلے گئے۔ ریزید یہی خیال کیا کہ اس جادوں سرگوں نے بھی ریزید سے معیت کر لی ہے اور اسکی خلافت چڑھی  
ہو گئے ہیں۔ اسکے اندر بڑے شان و محفل سے لشکر ہمراہ لیکر مراجع کی ریزید کے لوگ اس جادوں کے پاس آئے اور ملاپ کر کے لگے کہ پہلے دس ہتھیں معاویہ کے ملاکر ریزید کی معیت کی  
کہا تھا مگر تم راضی نہ ہوئے تھے۔ پھر بوندہ طور پر معیت کر لی ہمیں تمہاری اس بات سے بڑا تعجب ہے جسٹس بن علیؓ فرمایا مجھے ریزید کی معیت اختیار نہیں کی۔ طابہ میں۔ پوسیدہ  
لیکن معاویہ دھوکہ دیا ہے۔ اور اسے گستاخ و روجہ مہر پہنچا کہ اب اور سامیوں کے سرکشی کی راہ سے تلواریں سوس لیں ہم چال دیکھ کر ڈر گئے اور کچھ بولے اور یہی بات سچ ہو لوگ  
کو معاویہ کی ہکاری کا حال معلوم ہو گیا سنے بہت تعجب کیا۔ انصاف معاویہ دلیبی کے وقت اور موقع میں قیام کیا۔ سیکے وقت رقع حاجت کسلے حیمہ سے کھلا۔ قریب ہی  
یالی بھرے کا ایک کنواں تھا معاویہ اسکے اندر چھانکے لگا وہاں سے بحارات اٹھ کر اسکے چہرہ کو لگے جسے مص لحوہ لاحق ہو گیا۔ مکمل تمام اسے حیمہ میں الس یا اور سرسٹ گیا۔  
دوسرے دن لوگوں کو حوسرونی۔ گردہ گردہ میارسی کے لئے آئے شروع ہوئے معاویہ نے کہا آدمیوں کی بیاباں دوستی کی ہوتی ہیں۔ ایک گاہوں کے سبب جملہ اللہ تعالیٰ انہیں گناہ  
کو لگے کہ ہوئے گناہوں کے عفو میں مبتلا کر دیا ہے کہ اور لوگ اسکا حال دیکھ کر عبرت پکڑیں اور گناہوں سے بچیں۔ دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں متامل ہو کہ چہرہ  
میار بکرا اور کلیف اٹھا کر داخل قباب بھائیں۔ آج میں بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ کہا ہو سکتا ہے۔ اگر حیمہ ایک عصبویا رہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ اور اعضا تندرست ہیں۔  
اگر میں چند روز بیمار رہوں تو وہ سدرستی اور آرام کے زمانہ کے مقابل میں بہت کم ہیں اور صحت کا زمانہ زیادہ۔ اب مجھے ہڈا کی تھکے کی قننا نہیں رہی کیونکہ اس نے اسقدر  
مجھ پر اتہام ہر باتیں اور شش مارل دی ہیں کہ میں انکی تفصیل نہیں کر سکتا۔ یہی دولت اور نعمت کے ساتھ عمر در عطا کی یہاں تک کہ آج ستر سال کی عمر میں مجھے عارضہ  
لاحق ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحمت مارل فرمائے اور میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت اور سدرستی عطا کرے حقہ را آدمی دہاں موجود تھے سب دعا کی اور خدا  
اسکی سدرستی کے خواہاں ہوئے پھر اسکے پاس باہر چلے آئے۔ محت و دیکھ لیا گیا وہ بہت گھبراہ اور روئے لگا۔ اسی وقت مروان حاضر ہوا اور لالے امیر نور دیا ہے۔ کہا میں یہ  
رقبانہیں مگر قوی بات ہے کہ ابھی بہت سے کام کرے ماتی مجھے حکومیل بجا مہر کا اس سے اس قدر خاطر ہوں اور گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں انکا اموس آتا ہے۔  
دوسرا سبب یہ ہے کہ بیماری ایسے عصب پر واقع ہوئی ہے جو بہت کھلا ہوا رہتا ہے اور تمام اعضا سے زیادہ اچھا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ علی بن اسطالب کی خلافت کے عرصہ  
میں اور اسکے صحابیوں جو بن عدی وغیرہ کے قتل کر دیے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بلا میں مبتلا کیا ہو اور غداں مرگ میں پہنچا ہو میں یہ تمام مصیبتیں ریزید کی  
محبت کے سبب اٹھا رہا ہوں اگر میرے دل میں اسکی الفت غالب ہوتی تو میں اسے راست پہنچا اور اپنی عیال کی خاطر قہر اختیار کرتا یا ریزید کی محبت نے مجھے اس میں دھنسا

جلے اور جنگ حدل اختیار کرے پر محو کیا تھا یہاں تک کہ آج دشمن محض قہقہا لگا رہے ہیں اور دوست روئے ہیں اسی طرح کی اور جہانیں ہیکر وہاں سے کوچ کا حکم دیا سفر کرتے ہوئے سام میں اصل ہوئے اور ایسے گھر میں قیام کیا۔ اس میں عاصم نے ترقی پا کر علی کیا۔ راتوں کو ریشیاں حوائج پکھتا اور جو رہا ہوا کھسی کھی ٹڑٹڑا لگتا۔ مانی زیادہ بتیا پھر بھی مایس نہ بکھتی۔ ہر دفعہ بیہوش ہو جاتا اور جہن میں تپا حیح حج کر لیتا تھا۔ جس عری اور لے عمر سن حق مجھے کیا ہو گیا تھا کہ تمہاری ساتھ اس طرح میں آیا اور لے اوطال کے بیٹے میں تمہاری مخالفت کیوں اختیار کی تھی لے خدا اور لے میرے سردار اگر تو مجھے عدا میں مبتلا کرے تو میں تم کا مستحق ہوں اور اگر عدا کر دے اور کچھ دے تو تو خدا دکریم اور حیم ہے معاویہ میں حالت میں لستریا رٹا تھا اور ریدائش کے پاس سے دم بھر کے لئے علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ اسی تقراری میں سخت عتی طاری ہوئی ایک قرینی عورت پاس بھی بولی امیر معاویہ مر گیا معاویہ آنکھ کھول دی اور کہا رات مَات مَات الحود القطع الدی من الناس لامن قلیل مصرہ بصر ہاتھ مار کر اور گلے کا لونڈ توڑ کر بھیک دیا اور یہ شعر پڑھا: واد الیہ الشہب اطوارھا والقیت کل مہمۃ الا یبع۔ اسی نام میں رید کہا لے امیر اسی زبان سے کچھ کہہ اور مجھ سے سیت کر کہ سب لوگ سس لیں کیونکہ اب یہی امر ماسے ساد اشر حال دگرگوں ہو جائے اور میرا معاملہ ترے ہاتھ تمام رہ جائے میں آل ابوتراب کے ہاتھ سے بیکس اٹھاؤں معاویہ اسکی باتیں سنتا اور خاموش تھا۔ دوسرے روز مردہ کا دل بھا آدمی بھیج کر ایسے تمام دوستوں انہیں اور سرداروں کو طلب کیا سب آئے وہاں سے کہا خوش آئے اے اندر آئے سے رکے جس لوگوں کو کھانا معاویہ کیس جالے کی مخالفت نہیں رہی اگر معاویہ کو سلام کرتے اور اُسے سخت بیمار دیکھ کر واپس جالے تھے صحاک بن قیس کے پاس جو معاویہ کا نالہ اور کو تو ال تھا بھیج کر دئے اور کہتے تھے امیر سخت بیمار ہو گیا خدا اس میں سے زندہ ہو گیا پھر کمر اور کوں جلسہ ہو گیا تو سہ کر تاپے کر آل لی سیمان کے حادان سے خلافت کلکرا کر اب ابوتراب کے ہاتھ چاڑھے ہم اس بات کو گوارا نہیں کر سکتے بہت سے آدمی صحاک بن قیس اور سلم سے عتہ مری کیا پس جمع ہو گئے کہا تم دو معاویہ کے صحن دست اور دار دار ہو اسکی حالت اب اس درجہ کو پہنچ گئی ہے جسے تم بھی دیکھ رہے ہو ماسے کہ دو لوٹسکے پاس جاؤ اور ضرورت ہو تو اُسے سمجھاؤ اور کہو کہ خلافت اپنے بیٹے رید کے حوالے کر جائے ہم سب اس بات کے آرزو مند ہیں صحاک اور سلم دو معاویہ کیس جاکر سلام کیا کہا آج امیر کفران کیا ہے کچھ آرام ہے معاویہ کہا میں رُسے نہ لے گیا ہوں کچھ سے دیا ہوا ہوں اور انکے معاویہ میں تندہالی کے عدا ڈر رہا ہوں در اسکی رحمت کا امید دار ہوں صحاک نے کہا ایک امیر سے کہا ہے تمام لوگ میرے سخت بیمار دیکھ کر حیدہ ہیں اور بہت ہراساں ہو گئے ہیں قریب کا اختلاف واقع ہو جانے والا لکھ بھی ایٹر شکر خدا رہے لیکن موجودہ حالتوں کا پانا تاپے کہ واقعہ پیش آیا تو کیا حال ہوگا اسکے اور سلم نے کہا لے امیر تمام لوگوں دل رید کی طرف رجوع ہے سب نے سہ کرتے ہیں اور کو اسکے معاملہ میں تردد دیں ہر تم آج بیمار ہو کے معلوم کہ کام کیا ہو مصلحت یہی ہے کہ بیماری کی ریادتی سے پہلے اور مان سہ ہوئے سے مل تو رید سے سب کر لے اور اسکی خلافت کو مستحکم کر دے معاویہ کہا لے سلم تو سچ کہتا ہے بہت سے میں اس بات کا حواس نہ ہوا کہ میرے اندر رید حلیہ ہو کاش قیامت کا طوفان میرے ہی حادان میں چلی جائے۔ ابوتراب کی اولاد کو میری اولاد پر دست میں ہو کر آج مردہ کا دل ہی کا کام کیونکر کیا جائے کیونکہ حکام مدد کے دن کیا جاتے اسکا انجام اچھا نہیں ہوا کل تک انتظار کر دے در اسی بھی قوت آجائیں تو اس کام کو پورا کر دو گا صحاک اور سلم نے کہا لوگ جمع ہیں اور امیر کے واکر رکھ رہے ہیں جس تک رید سے سیت نہ کر لے واس جالے سے انکار کرتے ہیں معاویہ کہا جو لوگ رولہ پر موجود ہیں انہیں نذر آنے کی اجازت دے صحاک اور سلم نے باہر آکر تمام کے ناموں سرداروں میں ستر آدمی منتخب کئے اور معاویہ کیس لینگے یہ ہوں امیر سبکی معاویہ کو سلام کیا معاویہ بہت کمر و آوار سے جواب دیا کہ بکربائے تمام دالو تم مجھ سے راضی ہو سکتے کہا ہم بہت ہی راضی ہیں اور شکر گراہیں کہ ہمہ اور سام کے عوام الناس پر بھی تو نے ٹری جہانیاں اور حقیقتیں دوائی اور دے پڑے احسان کئے ہیں اور تیری انعام دے ہیں ایسی قسم کی اور بہت کچھ تو میں کہیں امیر انہیں علی کی دست بڑے کلھے ہیکر ایسے سروں اور ہبہ پر پوست کی خاک الی علی علی کو ماریا باتیں کہیں معاویہ اور رید کے خون کرنے کیلئے بہت کے عرصہ دیا کو اختیار کر لیا۔ کہا علی اوطال کے عراق سے لشکر کشی کر کے ہمارے بہت سے آدمی قتل کرنے ہمارے ملک خراب کر دلا تھا ہم اسکی اولاد کو حلیہ سانا چاہتے ہماری عین آرزو کہ رید حلیہ نے ہم سب اس بات پر مہم ہیں۔ اگر باری حامیں بھی اس معاملہ میں جاتی ہیں گی تب بھی ہم ذرا میں میں رکھنے معاویہ ان باتوں کو سن کر خوش ہوا انکے بیٹا اور وہاں کو حکم دیا کہ سب دمنوں کو بلالادہ جا کر بلالادہ میں آدھی کھڑی اصل ہو معاویہ کہا لے کو لالہ کو کر دیا کا انجام کار نال ہے اور آدمی کی عمر کا نتیجہ ہوا۔





اسی نوم کو ہاک کر بکار۔ اللہ تعالیٰ کے گناہوں کا ترک ہو کر حرم کے رہے والوں کو اگر گناہوں سے بچنا قیل کر گیا اور اس سے کسی عمر سے بھی بہرہ ور ہو گا کوئی راحت ملے  
نہت۔ سائیکا اور اس دوسرے حسرت لڈیاد کا کھوٹا کے حصہ سے صحت کو بھاریکا میں مدد کی محنت کے سہک کی بات اٹھا رکھی ملک و مال حال کر کے تیرے اذیتیری ارا  
لے لے حضور اگر کھمہ، کچھ عمل سے لے آئے کو اسی اولاد کو کما، در میں تو ایا کم کر چکا ہوں ملک بہت کچھ یادہ۔ تیرہ تھے اختیار سے من تھے اس وقت بھیک کرنا ہوں اگر  
تو ایسے ماں لگا اور یہی وہاں کے مطالب کا سر ہو گا تو تیرے معاملہ کی امداد اور محام بہت اچھے اور ملک ہو گئے تیکر حد آگے تو مستقل راہ اور اچھی سمجھ والا ہے حق ہے دوسروں  
کے مقابلے کئے میدان جنگ میں بکھے تو سیر کی طرح دلم رہا۔ لوٹری کی طرح ڈیولر مصطرب۔ اب تھے مال و دولت کے جمع کر سکی ضرورت ہمیں رہی جس قدر جی چاہے حج کر کے  
کو مس ملیع سے یتیمار اسر فیاں اور جو اہراب اور قیمتی سامان جمع کرتے ہیں۔ اب وہ صبح بکھے دیکر دیا سے طاب ہاتھ جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے تھے تیر طسعت اور اعلیٰ  
ایاقت اور اللہ او انعام میں کی عمل عطا کی ہے دل لگا کر ان اوصاف کو لینے لے محل و موع رترما میں لے ایسے راہ میں جس سے تو بھی واقف ہے علم اور حلم سے کام لیا ہے۔ اور  
دیوان ع کے سرانگے باؤں میں کاٹ کر گرا دے ہیں اور ایسے بہروں کو جو مصوطی اور استحکام میں اسما مل رکھتے تھے محض تیریں کلامی اور حل حلاق کے مرناؤ سے فتح کر لے  
ہیں دیگر سمجھوں کو بھی محسوس اور احساوں سے اسما ہوا خواہ سالیانہ میں تمام دوسرے موافق رکھی مگر کسی نے میرے رار کو نہ حاما۔ تو میرے علم و تواضع اور مرد و  
مخاتات کے ڈھنگ واقف ہے اسی طریق رحلا اور جو امور پہل معلوم ہوں انہیں اختیار کیا مسکاب کو چھڑا کنونکہ سہولت کی قرار سے مشکل کام بھی حل ہو جاتے ہیں۔  
حد در اللہ تعالیٰ کی جلالت سعاد میں کے ساتھ رو میں کروا ساں کام ہیں اور تو اس جہادہ راہوں کے گانگ میں مانوں کے درپہ سے عکس، خود کو ٹھہرا ہوا۔ اور ہاتھ  
محنت کیلئے کسادہ اور عادیں یکے کھسا۔ اور میں مانوں کا خیال رکھا۔ طاہری ماتوں کا علم۔ عمدہ امور کا مسابہ۔ اور کسادہ یتیمی رہا۔ اراں جھہ حروک کے علاوہ  
ماتیں اور بھی ہیں جیسے۔ دامالی۔ قفار۔ علقہ۔ مرقہ۔ سجاد۔ بہادری۔ رقت داب۔ رعنا مائی ورا د کو عیب سے سنا اور کتنی قسم کی سدیدہ یا ناگوارات کہی جاتے تو  
اُسیر تحمل کرنا لے میرے منے تو حلا ہے کہ خلاف کے معاملہ میں میرا نفسہ تھا صبا کوئی بھوکا بھی ہو اور یٹ بھر اہو بھی۔ صبح کو اٹھ کر خلافت کے کاموں کو انجام دیتا  
اور تحصیل کے لئے بے صبر رہتا اور حیات کو سولے کے کرے بہتا تو اور بھی راہ لے صبر رہا۔ مگر کبھی کبھی عکس بھی رہتا اور اوس ہو جاتا تاہم جہاں میں کوشش کو جاری  
رکھا۔ تکلیفوں کو جھلما۔ مرد کا راؤ قائم رکھا ہر معاملہ میں سردماری اور تواضع سے کام لیا یہاں تک تمام آدموں کو اسی دات سے صفا کر لیا۔ یہ سب میرے  
جیواد اور مطیع و واسر راہو سے لے بیٹے اس دنیا کی حلال حیرد و رقاع کرنا اور حرام مانوں کی پاس رہنا۔ رعیت کے ساتھ عدل و انصاف میں آما میں خلافت  
کے معاملہ میں ہری طوط سے حاقینہی سمجھوٹ ڈرنا ہوں ہی الی کر کے بیٹے عبد الرحمن اور عمر بن خطاب کے درندہ اللہ اور عبد اللہ بن مسعود و حبش بن علی بن ابیطالب سے ملکر لوگوں کا  
نیٹا ایسا سمجھ چو ہمیں حورلوں کی محنت میں متول رہتا ہو۔ لے دوستوں کو جو کام کرے دیکھتا ہو وہی کام خود کرے لگتا ہو عورتوں کی صحبت سے سیر نہیں ہوتا لے لو  
جوڑے جسٹل میں ہے اسی میں ہے دے کوئی اعتراض مگر کیونکہ تو نے اس کے حالت مصیبت و برگی سے ہوئے ہیں ماب کی خاطر سے منے کے حالات کا خبر گراں  
رہ اس کے ساتھ رعایت سے متا۔ اور عبد اللہ بن عمر تو بہت ہی ملک محنت تھیں ہر لوگوں سے گھرا ہے۔ حد تعالیٰ کی عبادت اور رضا جوئی کے لیے ہے۔ اس نے دنیا  
کو ترک کر دیا ہے باپ کی طرح لے آرا تھیں ہے عباد و صلاح میں مصروف حوق تو اس نے میرا سلام کہنا اور پیرانی میں ناگراں ہا عطا دینا بعد اللہ بن  
رہی میں تیرے حق میں ان کی طرف سے بہت ہی ڈرنا ہوں کہو کہ وہ بہت ہی سکارہی سی اور لے کا کو را دمی ہے معاملات میں اس کے قول و فعل کا اعتبار نہیں مردوں  
کی طرح اپنی بات اور ارادہ کا نوراہیں کبھی تیرے مقابلہ رہو کے تیر کی طرح چھینے کا کبھی لوٹری کی طرح اسادھو کا دیکھا کہ تو حیران رہا یگا اس کے اسی طرح سلوک  
ہوا جس طرح وہ تھکے سے پیش لے اگر وہ تیری دوستی کی خواہش کر کے مطیع و واسر راہ ہو جائے تو اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا۔ ہاں حبش بن علی بن ابیطالب اس میں  
میں ان کی سست کیا کہوں ہرگز نہ کر توئے نہ ستا۔ جہاں جاسے جانے اور رہے تو کسی امر سے نہ روکا۔ مگر کبھی کبھی تاکید و تنبیہ کرتے رہتا ہرگز نہ سہوکار نہ اٹھاتا اور اس کے  
نہ را جہاں تک ہو سکے اس کی عزت اور حرمت کو قائم رکھنا جب کبھی اس کی اہلیت میں سے کوئی شخص تیرے پاس لے توئے بہت سادہ مال و دولت دیکر خوش کر کے



و اس بھیمساوہ اسے حادثاں کے لوگ ہیں جو اعلیٰ مرتبہ اور درجہ ہی کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اے ہرگز اس امر کا کہ جس میں کا حوں اپی گردوں پر لکھو کہ اسے چلے درہ تو رہا ہو جائیگا ہرگز ہر جس کو کسی طرح کی تکلیف اور ایذا نہ دیا کیونکہ وہ رسولی را کا درند ہے۔ رسولی کا حق لٹھو طاطر رکھا اے میں نے ہر کسی کو تم تو نے دیکھا اور اس ہونگا کہ میں اسے روبرو جیتن کی کیسی کسی مالوں کو سکر محل کرتا تھا۔ اکی یہی وجہ تھی کہ وہ رسولی را کا درند ہے۔ اس معاملہ میں جو کچھ مجھے کہا و احسان تھا سے کہ چکا۔ تجھ حجت قائم کردی اور کچھ ڈرایا اور سمجھا دیا ہے۔ بھیر معاویہ صحاک کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم دو لو اس بل کے گواہ رہا حوں میں یہ مد سے کہی ہے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر دس اکی ہتیرے ہتیر حسن مجھ سے لیلے اور مجھ سے بہت ہی سری طرح میں نے تم سے ہی س روایت ہی کر دینگا۔ اور وہ مجھ سے ہونگا کہ اسکا حوں گردوں پر لکھو کہ اسے سامنے حوں لے بیٹے تو نے سری وصیت سی اور سمجھ لی اور اچھی طرح حال لسا یہ مد سے حوں یا ہاں۔ بھیر معاویہ کہا کہ وہ اور مد سے والوں کی رعایت مد نظر رکھا کیونکہ وہ تیری خوار و سارخ ہیں وہاں کا جو شخص تیرے پاس لے اسے مہربانی کرنا اور در و مال سار۔ جو شخص صر ہوئے نہ ڈرانا۔ بھی یاد رکھ کہ عراق والے ہرگز تجھے اچھا نہ سمجھ گئے۔ تیرے حیر حواہ ہو گئے۔ یاد رکھ وہ اسے ہیں اور تو اسے مہربانی کرتا پڑیو۔ اگر تجھ سے ہر در اکت حاکم اور امیر کے تقرر کے واسطے در حواستیں کرتے رہیں تو پہلے کو معرول اور سے کو معر کرتے رہا کیونکہ کسی عامل کو علیحدہ کر دیا ہر ارا دمیوں کو ملو اسے مار ڈالے یا اپنے سار کھڑا ہوا دیکھنے سے زیادہ آساں مات ہو۔ اے بیٹے سام والوں کے حال سار بہت مہرباں رہا وہ ظاہر اور باطن دوو حالتوں میں تیرے ہوا حواہ ہیں میں انکو بہت دودار مال ہے۔ میں علی ہا در ہیں۔ اگر تجھے کوئی مہم سیانگی اور لڑا پڑگا تو سامی لشکر پھر دوسرے رکھا۔ جب مہداں جنگ سے واپس آئے تو اہیں خلعت و العمام عطا کرنا۔ اس کے بعد معاویہ ٹھڈی آہ بھری اور عش نگلیا۔ پھر حرج ہوتن میں گیا کہا۔ آہ حق اصر ظاہر ہوا اور باطل جاتا رہا۔ پھر کھڑے ہو کر یہ ساجا ہا کی۔ اس کے بعد اپنے گھر والوں تحاک کی اولاد کی طرف کھا۔ اہیں مہابتیں کی کہ خدا سے ڈرے ہو چوسیا اس سے ڈرنا چاہئے کیونکہ خدا سے ڈرنا سب اچھا اعتقاد ہے اور اس شخص پر سب اموس ہے جو خدا سے اور خدا کے عدا سے۔ ڈرے۔ پھر کہا میں ایک دن حضرت مصطفیٰ صلعم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آنحس لے رہے تھے میں نے اس کے چہدا حں اٹھائے اور انک بیٹھی میں رکھ دھوئے اور آج تک موجود ہیں جب میں حواوں تو غسل و کھس کے بعد آنحضرت کے ان سار کنا حوں میں سے غمورے میری آنکھوں کا لون اور مہم میں رکھ دیا۔ پھر ہر حارہ ٹھکرو دھا دیا۔ اور مجھے غمور الرحمن خدا کے حوالہ کر دیا اس کے بعد اسکی آواز سہو گئی پھر کچھ لولا۔ یہ یاد اٹھ کر یہاں خلا آیا سام کے ایک موضع کی طرف جسے حوا راں تینہ کہتے ہیں شکار کھیلے جلا گیا صحاک سے کہہ گیا کہ میں وہاں جا ہوں اس کے حال کی سار بر حیرت رہا۔ معاویہ دوسرے دن مر گیا اور یہ اس کے ماس تھا۔ اس برس میں جیسے ماس بہت اور خلافت کی دمشق میں بان۔ رحلت جیسے اتوار کا دن تھا۔ برس کی عمر پائی۔ امیرہ اللہ تعالیٰ کو جو معلوم ہے۔ اس صحاک س قیس معاویہ کے گھر سے اسکی لیلیں لے ہوئے رآمد ہوا کسی سے کچھ کہتا تھا جامع مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کو طلعت۔ جب سب آگے عمر برٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و تمایاں کی پھر رسولی را درود بھیجا کہ اے لوگو معاویہ کیلئے حکم الہی آئیہنجا۔ اس وقت بائی انکی حوتیاں میں میں ابھی اسکی تجویر تکھیں کا سد دست کر دینگا۔ لارم ہے کہ تم ہر طر و عصر کے دف حاضر ہو جاؤ پھر ممر سے اتر کر یہ کو اس مضمون کا حطر رواہ کیا۔ سم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس خدا کی حمد و تمنا کے بعد جسکو بہتہ تھا ہر اور حکمے مام مد سے فانی ہیں جیسا کہ کلام الی میں وارد ہوا ہے کہ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٌ وَيَسْتَقْبِلُ رَوْحَهُ رَاحَةُ الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یہ خط قیس کے بیٹے صحاک کی حاس سے میرید کے مام ہے اور روئیں بر رسولی را کی خلافت کی سار کنا دیا جاتی ہے کہ اسانی حاصل ہوئی اور معاویہ کی وفات کا پسا دیتا ہوں۔ واللہ وانا اللہ را جوب۔ لارم ہے کہ میرید مضمون خط ہے اطلاع یا کر خلعت تمام اٹھا بھرتے تاکہ مام لوگوں اسے رسول خلافت کی بیعت لیلے۔ والسلام جسوقت یہ خط میرید کے پاس پہنچا اور اسے پڑھا کھڑا ہو گیا رولے بیٹے لگا۔ کچھ در در حکم دبا کہ گھوڑوں بریرین کسا حانے پھر سوار ہو کر حاس دمشق روانہ ہوا اپنے ایک مرے کے تین دن بعد دمشق میں بھی لوگ انتقال کو بلکے جو شخص ہتھیار نہ اٹھا سکا تھا وہ بھی اسلحہ اٹھا کر انتقال کو کل آیا۔ جب ہر لوگ اس کے ماس بھیجے پیرید رونے لگا اور باپ کی قبر گیا۔ وہاں ٹھیکر حوب دیا۔ لوگوں بھی روئے میں اسکا ساتھ دیا۔ پھر سوار ہو کر قبر حصر کا راج کیا حوا اس کے باپ کا ہوا تھا اسوقت سیاہ رتھی عمامہ سر تھا تاب کی تلوار کر سے لگی ہوئی تھی۔ مدید کو میں بھیجا





[illegible]

اور زینح حاکم تھا امام حسنؑ کہا اللہ وانا اللہ احوں اللہ تعالیٰ انکی موت سے تمکو لوٹ عظیم عطا کرے۔ ایسا تو کہ میرے بلا کا کیا سبب وید تھا اس واسطے کہ آپ یرید کی حیات  
 قنول کر لیں کیونکہ تمام مسلمان اس صدام میں اور اسے انکی سبب اعتقاد کر لی ہوا تھے جس کو دیا یہ معاملہ سبب مشکل چوتھائی کی بات ٹھیک ہیں ہوتی کل حسوت یہ حرام ہو جانے اور  
 تو اور لوگوں سے لگے اسوقت مجھے بھی ملا لیا پھر جو کچھ ماسک کا دیکھا جائیگا۔ ولید نے کہا ہے انا عبد اللہ تھے ٹھیک بات کہی مجھے انکی فصیلت اور برگی کے سبب بھی نہیں  
 کی بہت تھی اس دن ان سے واسطے جاؤ کل تمام آدمی جامع میں جمع ہوئے۔ مروان کہا ہے میرا تو جو کہتا ہے یہ جملے نے بھی قید کر لیا تھا کرتی سے سرحد اراکے۔ کہہ تاکہ اگر حیش  
 اس جگہ سے نکلی جائیگا تو اسراف اور بامیگا۔ امام حیش عہد ہو کر انکی طرف ملے اور کہا انکی محال ہو کہ میری طرف سرط سے بھی دیکھ سکے۔ لے مار کے جسے لو میرا سر کاٹے گا یا  
 حکم قتل دیگا۔ اٹھ کر اسامیہ کہ مجھے حقیقت معلوم ہو جائے پھر ولید کی طرف متوجہ ہو کر دیا کیا تو یہ حیش تاکہ ہم سب کو راکہی اہلیت میں ہمارا گھر بدل رحمت اور فتنوں کی  
 آمد و رفت کا مقام ہے یرید کوں ہوتا ہر جسکی رحمت کروں وہ ایک تہائی فاس آدمی ہے مگر جیسا میں کہا ہر کل صبح کو تمام لوگوں کے مجمع کے وقت میں بھی آؤ گا اور جو کہنے کی بات  
 ہوگی اس کے سامنے کہہ دوں گا۔ آپ کی رعایت یہاں طالعہ ادارے سے نکلے اور ان کے دوستوں کو ادارے کے قطر سے ہی ملواریں کال لیں اور ہمارا دلہ کے گھر میں گھس جائیں کہ اسے میں ملیم  
 حیش باہر چلے آئے اور کہا اس بھڑاؤ۔ ہر امام حیش لے گھر چلے آئے مروان ولید سے کہا تو لے میری مات۔ مائی حیش کو چھوڑ دیا۔ حد کی قسم اگر قید یا قتل کر دیتا تو ہم اس دفعہ سے  
 سیکر ہو جاتے۔ ابھی یاتیں ہو ہی رہی تھیں کہ عل دستور ملد ہوا مدیر کے بہت سے ماتھے ولید کے ماس آئے اور کہا لے عند اللہ مطیع کو قفسور اور کس خطا پر قید کیا ہو اس کی  
 مروانی کا حکم اگر اس کوئی حرم ہے تو بیاں کر ہم بھی اس اور مجھے مصف سمجھیں اگر اس کے کوئی خطا ہمیں کی اور تو لے غلط بھی ہے لے قید کر لیا ہے تو ہم پر ہر کسی قید کو گوارا  
 نہ کریں یہ روستی لے قید حرام سے کال لیجائیگے ولید نے کہا میں نے حکم یرید قید کیا ہو ماسک ہا یرید کو میں بھی لکھ چھوڑا اور تم بھی وہاں سو کچھ جواب لے تم تم سب پر عمل کریں۔ ابوہم  
 اس حدیث عدلی نے کھڑے ہو کر کہا ہم تم صدم یرید کے پاس تحریریں بھیجیں اور سام سے کوئی جواب لے لیا اسوقت تک عبد اللہ مطیع قید ہی ہیں بیگناہ عبد اللہ مطیع کے غیروں سے  
 کہا ہم پر گرائے قید میں رہے دیگے پھر قید حرام پر ملے اور اسے چھوڑا لینگے کسی شخص نے بھی کچھ مرامحت نہ کی ولید اس سبب سے بہت مارا اس پر اور چلا کر یرید کو اطلاع دے  
 اور یہی عدلی کی حکایت کر کے مگر کچھ ماسک سمجھا اور اس وقت حال کچھ لکھا۔ دو ستر دن امام حیش ابے مکان سے باہر نہ لپ لائے کہ دیکھیں کیا کیفیت ہے مروان کو حیش ملا  
 کہا ہے انا عبد اللہ تھے لیصحت کرتا ہوں اور تری مھلائی کی بات کہتا ہوں کہ یرید کی رحمت مسطور کرتے ناکہ مجھے کچھ صدمہ اور رنج نہ پہنچے اور یہ حادثہ جلتے رہے بھی تحریر  
 سکو تمہارے ساتھ سب اچھے صلہ لو کہ اگر میری مات مال لوگے تو دس اور دینا دو لوگہ تمہارا مھلا ہو گا۔ امام حیش نے فرمایا انا اللہ وانا اللہ احوں۔ آج اسلام کو درپوش کیا  
 اور آدمی مصیبت میں بھگے لے مروان یرید کوں بھس ہونا ہر جسکی رحمت کیواسطے تو مجھے لیصحت کرتا ہے تو اسے جو اتنا ہے کچھ شراب خوار اور چھوٹا ہو۔ تو لے یہ بات نہ  
 ہی ہو تو قوی اور ادائی کی کہی ہیں مجھے اس لیصحت کیواسطے جو ہر ہر ملا متوں سے زیادہ ہر ترا ہیں کہتا کیونکہ مجھ سے اسی قسم کا صدمہ سرور ہو گئے اور تو اسی اسی مال کے  
 بیٹ سے بھی نہ نکلتا تھا کہ تو لے اے تحفہ رحمت کی جتنی بھر تجھے کس مات کی توقع ہو سکی ہے لے دشمن صدمہ معلوم ہیں کہ ہم سب کی اہلیت میں ہم نہیں سچ جاتے ہیں میں نے اپنا مہم  
 رسول اللہ سے سنا ہے کہ الی علیاں اور طالعہ کیلئے حلاوت حرام ہے جو صدمہ کو میرے عمر بیٹھے دیکھو اسکا بیٹ بھار ڈالنا حد کی قسم مدیرہ الوں نے میرے نام کے ممبر بیٹھے دیکھا اور  
 کچھ نہ کہا لے اس حرکت سے روکا اور میرے ماما کا حکم نالی دیا اسلئے حد لے نہیں یرید کے بچے میں ڈال دیا مروان ابی المومنین کی یاتیں سکر خضہ سے لولا حد کی قسم میں تجھے یرید کی رحمت  
 لے پھر چھوڑ دینگا لے الی بلو تراب تم بہنہ نہ لگتی ہے میں آتے ہو اور الی المومنین کس ہو اور اس قسمی کا قہر نہیں حاصل ہوا امام حیش نے پھر فرمایا لے دشمن حد یرید سے صدمہ ہو جانے  
 بلید ہم اہلیت اور بالک پاکرہ ہیں اور ضلع ہمارے نشان میں یہ نال دیا ہوا بلید اللہ لہذا عتکم الرجوا اہلیت ویطہرکم قطنہا یرید مروان  
 جھکا کر خاموش رہ گیا کچھ بول سکا امام حسنؑ کہا ہے بس زرقا تو لے اتنی رحمت خدائیگی ہیں کہ قیامت کے دن جب قدر کردہ اور ہو گئے تجھے انکی رحمت ہر ش کی جائیگی اور تجھ سے  
 اور یرید میری رحمت سوال کیا جائیگا کہ اس نے حیش کو انکی حق سے محروم رکھا مروان عہد میں مبرا ہوا چلا گیا اور ولید کے پاس جا کر کچھ امام حیش نے کہا نہ تھا سب کہنا یا  
 یرید کے امام خط لکھا اور ولید کے لوگوں کی کیفیت عبد اللہ بن یرید اور امام حیش کے قول اور قید خدام کو توڑ کر عبد اللہ مطیع کے کال لیا لے طالع کیا۔ ابے ایسے آدمی جو کہ عبد اللہ



من ریر کو طلیہ اسے قاصد کہا جا کہدے کہ میں بھی آتا ہوں قاصد واسن کر اسکا سام دلد کو سادیا۔ دلکچھ آدمی بھیجی اور اس نے لٹے بھی ٹال دیا۔ اے لکھنے درے آدمی  
 جیسے شروع کیے یہاں تک اس صاف طور پر دیکھ کر نگار کہے لگے کہ میرے ماس جل اور حب احتار کر درہ وہ تھے قتل کرادنگا۔ عبداللہ کا بھائی جعفر ولید کے ماسن یا در کہا عبداللہ  
 کی طلی میں اس قدر سختی کر دیے سیام بھیجے کی سب ڈر گیا ہی۔ آج کا دن چھوڑے اور دوبارہ رستے بہرہ والوں کو ملائے کل صبح کو وہ تیرے ماسن صر و جائیگا ولید کے کہا بات آسان ہے  
 میری اور رے بھائی کی وہی سل ہی حسا اللہ تعالیٰ دوتا ہی۔ اب موعد ہما لضم الیس لضم تقریب بھرا دی بھیج کر میر کے بیٹے عبداللہ کے دوبارہ رستے بہرہ داروں کو  
 واپس ملا لیا جسے اب ہوگئی عبداللہ نے اپنے بھائی سے واپس کہا میری یہ رستے ہو کہ بھاگ کر کہہ جلا جاؤں تم سب راہ سے جاؤ اور میں رستے سے علیحدہ علیحدہ ہوجاؤں گا کیونکہ میں  
 جانتا ہوں کہ ولید سے ملائے کیلئے آدمی بھیجے گا کہ میں بہ لو لگا تو میری تلاش کا حکم دینگا اس کے عیر اس بخور کے مطابق ساہ راہ پر رواہ ہوئے عبداللہ اور اسکا بھائی جعفر رستے  
 علیحدہ ہو کر حل بکے صبح ہوئی نو ولید نے جعفر عبداللہ کو طلیہ اور حرم خود یا تو جاکا بھاگ گیا ہے سب غصہ ہوا اور گھرا مارواں کہا اب میرے حرجو ہوں کی ابھی اور ماس  
 نصحتوں اور تیردیروں کو سنے گا اور اس پر عمل کرے گا اور کیا ہوگا اسبابی کچھ ظہور میں آسکا۔ عبداللہ کے سوا اور کسی جگہ نہ جائیگا کچھ آدمی اسکی تلاش میں بھیجے کہ لٹے کر لاس  
 عرص ہی اس کے تیس سائڈی سواروں کو اس کے بھیجے دوڑا مادہ لو کہ اس سرعت سے رواہ ہوئے مگر لٹے نہ پایا۔ آج ولید عبداللہ اور اس کے بھائیوں ہی کی گرفتاری میں ضرور ہے  
 حیثیت سے لٹے کچھ کہا بھرا دی بھیج کر عبداللہ کے عیروں رستہ داروں دوستوں اور جڑنگاروں کو کمرڈا کر قریہ جاہ میں دلایا۔ انہی شخصوں میں اسکا بھائی جعفر عبداللہ  
 مطیع بھی تھا جسکی ماں عجمامہ بن مصل بن عصف کی مٹی تھی وہ بھی قریہ جاہ میں ڈال دیا گیا اسکا ایک ستہ دار عبداللہ بن عمر کے ماسن گنا اور کہا ولید عبداللہ بن مطیع کو  
 لیکھا اور عیقا قریہ جاہ میں ڈال دیا ہے اگر تو اسے رہا نہ کر لے تو ہم خود جائیں جو ریری اور جنگ اختیار کریں تا وقتیکہ وہ رہائی نہ لے۔ اگر اس معاملہ میں ہم سب کی حاکمیت بھی جاتی ہوگی  
 تو کچھ برداہیں عبداللہ بن عمر کے ہاتھ جلدی کر دیا وہ مارے مارے میں اس معاملہ میں غور و فکر کرتا ہوں بھرا دی بھیج کر واپس کو لٹا اور سمجھایا کہ سی اسے کو ظلم کر رہا ہے کیونکہ ظلم کا  
 نتیجہ مرادی ہو۔ ایسے معاملات میں حد سے مدد مانگو لوگوں ترہمتیں نہ لگاؤ۔ اگر ہم اس طریق پر چلو گے تو حد ہر کام میں تمہارا مددگار ہوگا۔ ہمیں لوہےس تمہارا حال یہ چھوڑ دینگا  
 عبداللہ بن مطیع نے کیا حاکم کی اور اس پر کون حرم نامت ہو اچے کی یاد اس میں اسے فید کر دیا ہی ابھی فیصلہ دریں ہی تھا کہ ولید کے ماسن انکی تحریروں کا حوالہ کیا لکھا تھا ہمارا  
 خط بھیجا حال معلوم ہوا ولید والوں کی سب حوالہ لکھا ہو کہ ولید میری سبب کی طرف متوجہ ہیں ہوتے انکو دوبارہ طلب کر کے بھرتا کہ ولید تنید کر لی جائے اور اسے حیت لے لی جائے  
 عبداللہ بن میر کو اس کے حال یہ چھوڑ دو وہ ہاں کہیں جائیگا ہماری کمد اس کے گلوگیر سگی لوٹری حامد سے بھاگ کر کہاں جاسکتی ہے اور اس خط کے حوالہ کے ساتھ حیثیت میں علی کا  
 سریرے ماسن محمد نے۔ اگر تو ان تمام احکام کو خاطر خواہ حال آئیگا اور میری اطاعت و وابستہ داری سے ماہر ہوگا تو میں تجھے بہت ثرام تہ عطا کروں گا لشکر کیری سی لاری دو لگا  
 اور توجہ دہل و حمت والا ہو جائیگا۔ اسلام جب نزدیک ہے خط ولید کے ماسن بھیجا اور اسے مصموں ٹھکانا بہت فکر نہ ہوا۔ کہا لاجل ولاقوہ الاما اللہ۔ اگر ولید تمام دنیا کی  
 دولت بھی تجھے دے دے بھی میں در بدر نہ ہوجاؤں گے خون میں ترکیب ہوگا۔ جواہ کچھ ہی کون ہوو۔

## پیر عالمیان محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والسلام کے مزار پر امیر المومنین حسین کاشاکی ہونا

ایک ات کو امام حسین اپنے مکان سے نکل کر اپنے ماما محمد مصطفیٰ صلعم کے روضہ اقدس پر تشریف لائے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں آپ کی فاطمہ کا بیٹا اور عہدار و فرزند ہوں  
 جسکو دنیا سے رحلت فرماتے وقت آپ ات کے حوالہ کیا اور انکو میری عرت و حرمت کرتے رہے کیلئے وصیت فرمائی تھی و اصح ہو کہ انہوں نے آپ کی وصیت کو ٹھلادیا مجھے تنہا  
 چھوڑ دیا میں آج کی رات آپ کی ات کی شکایت کرتا ہوں اور جس کے ماسن کرلوں گا تو در دل کا معصل حال عرص کر دنگا بھیرے سکاہت کر کے اٹھ کھڑے ہوئی۔ مار  
 پڑھے لگے تمام رات رکوع اور سجود میں گزار دی ولید نے اس دن بوقت سب آدمی بھیج کر امام حسین کا حال معلوم کرنا چاہا۔ اور یہ کہ آپ گھر میں موجود ہیں ولید کہا  
 لشکر خدا آٹ بس شہر سے تشریف لیگے اور مجھے ولید کے حکم کی تعمیل کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس بلا سے بچائے۔ جب صبح نمودار ہوئی امام حسین اپنے گھر تشریف لائے دوسری رات

یہی اسی طرح حضرت رسول کی سب مہدس پہلے جید حکومت مارا دکر کے اللہ تعالیٰ کی حساب میں مسامحت کی کر لے حدایتیرے یحییٰ محمد کی خاک، اور میں اسکی مٹی کا مٹا ہوں مجھے ایسا کچھ معاملہ درمیں ہی جس تو ہی آگاہ ہوا اور میرے حالات اور ولی کی صفیوں سے بخوبی واقف ہے کہ میں یہی کو عیر رکھتا ہوں اور رانی سے سرار ہوں لے دوا الحلال والا کرام اس حال کی ک کے طویل اور اس شخص کے واسطے جو اس ترست میں مدون ہے مجھے اسی اور لے رسول کی صامدی کرام و ما اسکے بعد بہت رو اور قمر پھر سر رکھ کر سو ہے جواب میں لے ماما محمد مصطفیٰ صلعم کو دیکھا کہ سب سے دستوں کے ساتھ جو ان کے دائیں بائیں اور لے مجھے موجود ہیں تشریف لائے امام حسین کو لے سید سے لگا لیا پھر تالی مرویہ بکھریا کہ تو عقرت اس شخص کے ساتھ سے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہو گئے میں کر لائیں نہ یہ ہو گا اسوقت تو یہاں سا ہو گا اور وہ تھے ایک قطرہ پانی مدیگے سا جو واس تعاد کے وہ امتد کر گئے کہ میں قصاب کے ان کی سفار میں کر دنگا لے خدا تو انہیں سعاد کی تو من مدے اور انہیں اس دما کی کوئی لذت نصیب ہے میرے سائے جس ہمارے ماں باپ میرے ماں ہیں اور ترے دمدار کے تان ہیں اور بہت میں تیرے واسطے عالمتاں دیے معرہ میں جو عیر بہاد حاصل ہیں ہو سکے ایام حیش جواب ہی میں جواب دیے ہیں کہ لے ماما مجھے لے ماں ہی رکھ لئے مجھے دیا میں اس حال کی ضرورت ہمیں آئے دیا مجھے سہادت کی سحاب حاصل کر لی ضرور ہے اسکے بعد تھکو وہ مدارج اعلیٰ نصیب ہو گئے حکا اللہ تعالیٰ لے وعدہ دیا یا یہ وہ مجھے کھے اور ترے ماں باپ ایک دن حاکمیت سے اٹھایا گیا بہت ہی تعمیں کرامت و ماں گا۔ اب امام حسن مدے سیدار ہو کر بہت رتیاں حاطر سوئے اپنی اہلیت سے جواب لیں کیا اور بقدر عکس تھے کہ اس دن آس کی اہلیت میں سے کوئی اور اساعماکت بجا پھر پے ملے کی طرف چلے کا قصد کیا یا دھی رات کے وقت روضہ رسولی امر حاکم دور کعب مار بیٹھی لے ماما رحمت ہو کر صبح کے وقت لے گھر واپس تشریف لائے محمد جس جیہ بھی آگئے اور کہا لے کھائی میری حال تجھ سے ندا ہو مجھے دیا میں اس کے زیادہ عیر اور کوئی نہیں ہے تم مجھے اپنی حال میں بھی زیادہ عیر ہو میں کھی سے کسی بصیحت کو مار نہیں کھا۔ آج بھی کچھ کہا جاتا ہوں کیونکہ ہم دونوں ایک کے بیٹے ہیں اور ہم مجھے مثل نگاہ کے ہو اور اہلیت میں سے زیادہ یر رگ اور جو امان بہت کے مدار ہو میں کو بصیحت کر جاتا ہوں آپ میری بصیحت کو ماں لیں امام حسین کے ویا لے کھائی ماں کر تھے کما سوجا ہے کہ وہ میری حق میں تمہاری بصیحت فائدہ سے حالی ہوگی محمد نے کہا اب لے آپ کو رید اور اسکے سہر و سق حقد ممکن ہو دور کھیں اور لوگوں لے لے واسطے معیت لیں اگر انہوں سے بیت کر لی اور فرما سرداری سے میں آئے تو سب کو حاکم کے رسولی را کی ست اور علی مریضی کی سرت کے ساتھ زندگانی کیجئے مگر جب موت آئے تو اللہ تعالیٰ اور امان والے اسی طرح آپ سے راضی ہوں جس طرح تمہارے ماں باپ در کھائی سے خوش تھے۔ اور اگر لوگ کسی اور کی معیت اختیار کر لیں اور آپ کی طرف متوجہ ہوں تو حاضری کے ساتھ سکر الہی بحال آکھائے اس ہو جائے پھر گھر سے ماں نہ نکلتے اور لوگوں سے ملنا جلنا سب کر دیکھ لے کیونکہ مجھے اس بات کا شرا اندیشہ ہے کہ آپ کسی نہ نہیں جائیں اور وہاں کے کچھ آدمی آپ کی معیت کر لیں اور کچھ حماکت کریں پھر آپ میں اور ان میں معر کر رانی واقع ہو امام حسین لے جانے یا تھے بہت اچھی بات کہی اس میں نہیں حاما ما مستلوم ہوتا ہے۔ محمد نے کہا فی الحال مکتہ تشریف لے جائے وہاں کے ماسدوں لے آپ سے بیت کر لی لا اچھی بات ہے اور اگر کریں تو آپ میں کو جلیہ جائیں رہاں کے آدمی آپ کے ساتھ دنگے در آئے ہاں کی ٹھنڈی میں تہر بہتر گشت کریں اور دیکھیں کہ کام کیا ہوتا ہو۔ امام حسین سے و ما خدا کی قسم اگر دیا معر میں مرا انک بھی دوست ہو گا اور کسی جگہ بھی اس میں لالہ یا ڈنگاس بھی بریدی سے بیت اختیار کر دنگا کیونکہ رسولی لے آئی فی سبیاں کے حق میں مدعا کی بھی۔ اللہ لا سارک فی برید۔ کہہ کر جمعہ طائوس ہو رہے اور کچھ دینک لے کھائی کے ہمراہ روئے تر ہے حرام حسین لے کہا ہے بھائی اللہ تعالیٰ مجھے حوائیک عطا کرے کہ لوے متفقہ رائے دی اور اچھی رائے دی ہے میں لے تید کرتا ہوں کہ تیری رائے کا بیتہ اچھا ہو گا۔ میں سوقت مکہ چلے کر کہتے ہوں بھائی نصیحتوں اور دوستوں کو لے ہمراہ لے جاتا ہوں وہ سب اس امر میں مجھ سے متفق ہیں اور مخالفت کر گئے اگر ہم دینہ میں رہنا چاہو گے تو کچھ دقت کی بات ہمیں نہیں کوئی رتیاں گنگا لارم ہی کر اں لوگوں کے قول و فعل اور حالات سے جیدار کر جو کچھ اتھات میدا ہوں لے برابر مجھے مطلع کرتے رہو۔ نیز اور اسکے دوستوں کی کوئی بات مجھ سے بوجہ نہ رکھو۔ اسکے بعد انک وصیت نامہ لکھا اور اپنے بھائی کے حوالہ کیا۔

امیر المومنین حسین کا وصیت نامہ اپنے بھائی محمد حنفیہ کے نام



حکام حبش نے مکہ شریف لجا کر لادہ عہد کر لیا تو دواب اور قلم اور کاغذ طلب کر کے وصیت نامہ لکھا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وصیت حبش بن علی نے ایسی تھی  
 محمد حنفیہ کو واسطے لکھی ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد اسکا بھیجا ہوا پیغمبر ہے۔ جو کچھ آنحضرت نے فرمایا سچ ہے۔ بہت اور دوح رح  
 ہے۔ قیامت آیوالی ہے۔ اس کے واقع ہونے میں دراشتک نہیں اللہ تعالیٰ تمام آدمیوں کو قیامت کے روز گردہ کر کے اٹھائے گا جس حبش بن علی کسی ظلم یا فساد یا جواہر یا دوری حق  
 کے اندیشہ کے سبب یہ سے ماہر نہیں جانتا ہوں۔ بلکہ محض امت محمدی کی دوسری کے واسطے جانا اور چاہتا ہوں کہ سبکی کی ہدایت اور مدد کی محالیت کے شرائط کو کوسر  
 طاہر کروں میں نے حاتم مصلح سلم سے اس امر کو متناہی کر حبش کی عمر کا حاتمہ قتل سے ہوگا حبیب بہا شک فرما لے تو بعد اللہ اس عباس کے کہا میری یہ رائے ہے کہ اب  
 یرید کی عیب اختیار کر لیں اور حطیح معاویہ کے راہ میں صبر کیا ہے یرید کے عہد میں بھی صبر کرتے رہیں سہا سہا کے حکم سے کوئی ایسا عمدہ موقعہ پیدا ہو جائے جس سے آپ کو  
 فائدہ پہنچے۔ امیر المومنین حبش نے فرمایا یہ کیا کہتے ہو میں وہ شخص نہیں ہوں جو یرید کی بیعت اصدار کروں اور اس کے کہے پر جوں جوں حضرت رسول خدا نے اس کے اور اس کے  
 آپ کے حق میں جو کچھ فرمایا ہے وہ عیاں ہے۔ بعد اللہ اس عباس کے کہلے اماعہ اللہ آپ کو کچھ فرمایا سچ ہے میں نے بھی آنحضرت سے سنا ہے کہ اب دلتے تھے اے یرید مجھے تیری سچ  
 کیسا معاملہ آ رہا ہے۔ حدایزید کو حرکت دے کیونکہ وہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے فرید حبش بن علی کو قتل کر گیا ماش خدا کی قسم جس کے قصہ قدرت و اختراع میں محمد کی  
 حال پر کہ میرے فرید کو اور کوئی قوم قتل کرے گی مگر وہی لوگ قتل کر سکیں اور کوئی شخص بھی اسکی لہذا درگیا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں مخالفت ڈالے گا۔ پھر بعد اللہ  
 اس عباس کے کہلے خدا سچ ہے، اے حبش میں تمہاری کسی شخص کو نہ روکنا کی بیٹی کا فرید اس کی دانت کے سوا نہیں پاتا اور اس امت پر حضور کی امداد و نصرت اسی میں  
 ہے کہ اس بعیر اللہ تعالیٰ اپنے مومن مسدوں کی ماری اور رکوعہ کو بھی قبول فرمائے گا امام حبش نے فرمایا اے اس عباس لو اس گردہ کو کیا سمجھتا ہے جو رسول خدا کے فرید کو  
 اس کے گھر وطن اور گھاسیالین سے نکال دے اور حرم میں رہے اور تر ب رسول کی ریارت کرے سے محروم کرے اور اس قدر ڈرائے کہ وہ کسی گاؤں اور جگہ میں نہ ٹھہر سکے  
 پھر اسے قتل کا ارادہ کرے حالانکہ اسکی کچھ خطا اور قصور ہو۔ وہ متروک ہو۔ بعد اللہ نے کہا اس کے سوا اور کیا سمجھوں کہ وہ لوگ فرادہ اور رسول کے دشمن ہیں۔ وہا  
 یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالی ولا ید کروں اللہ آقا قلسلا و قلس تھیں نہ سب لائے فرید رسول تم اسرا و سرور اور ررگ شخص ہو رسول خدا کے  
 بیٹے اور رسول کی بیٹی کے نور اور علی مرتضیٰ کے گھر گھستہ ہو یہ خیال نہیں ہو سکا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے افعال سے بھر بیگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص ترے ماما  
 کے راستہ اور طریقہ سے بھرے گا اُسے عاقبت میں کچھ نصیب ہوگا۔ امام حبش نے فرمایا کہ صاحب بھی گواہی دیتا ہوں۔ بعد اللہ نے کہا میری حال آپ سے خدا ہو معلوم ہو گیا  
 کہ آپ بی دفات سے مطلع کرتے اور مجھے اپنے واقعات کی خبر دیتے ہو۔ اور امداد و اعانہ کے خواستگار ہو اسی خدا کی قسم جسے سو کوئی اور خدا نہیں کہ میں آپ کے بڑھکر  
 اس قدر تحسین فرما کر دیکھتا ہوں کہ لنگر گھاسیالین سے اور پھر بھی آپ کے حق مجھ سے ادا ہو گئے۔ بعد اللہ نے عمر کے کہلے اس عباس بن مات سے باز آ پھر امام حبش کی طرف  
 مخالف ہو کر بولائے اماعہ اللہ تم اس راہ کو جو میں لڑ رہا ہوں ہر کر دو اور ہمارے ساتھ مدد کر کو کھلو اور جس طرح اور لوگوں یرید سے بیعت کر لی ہے تم بھی اس بیعت  
 کر لو اور یہ مکان اور یہ مالکی ترست سے آپ انچہ رہوں اور اپنے اور اس گردہ کی تحت قائم ہونے دو جس کے لئے آہم میں کوئی جھٹہ نہیں ہے۔ اگر کم یہ جانتے ہو کہ یرید  
 بیعت کرے تو وہ ہمیں اس کے لئے ضرور مجبور کرے گا اور دوط میں اطمینان سے بیٹھے رہیں گے یا دفن کیا اسکی بیعت اختیار نہ کریں۔ اور ممکن ہے کہ یرید کی عمر بہت تھوڑی ہو اور  
 ہم تم اسکی طرف سے سخت ہو جائیں امام حبش نے فرمایا اسی باتوں پر قہر ہو جتنا کہان در میں قائم ہیں کیا لو سمجھ سکتا ہے کہ میں غلطی پر ہوں۔ اے مایاں کہ کہ میں راہ کاؤں  
 بعد اللہ نے عمر کے کہلے آپ غلطی پر نہیں ہیں نہ آپ ایسا ہوا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کی دھڑکے فرزند کو غلطی یا سہو میں مبتلا کرے مگر آپ بھی سنا ہی ہوگا کہ  
 زمانہ کا رنگ لایا ہوا ہے مادا اُس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور کوئی ایسی حرکت کر نہیں جس کے مقابلہ کی طاقت آپ میں ہو اس لئے نہ اس سے ہمارے ساتھ مدد نہ کرنا  
 چلے چلو۔ امام حبش نے فرمایا میں ہرگز یرید کی بیعت نہ کروں گا بلکہ اپنے ماما رسول خدا کی سنت اور اپنے آپ علی مرتضیٰ کی جھلک اور جھلکے راستہ میں کم طریقہ چلوں گا  
 جو شخص میری اطاعت کرے گا اور حق بات کو منے گا سبکی اور سلامتی حاصل کرے گا اور جو شخص اس کا رکن ہے اسے اطاعت ہے ماہر ہو گا تو میں پھر صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

محمد بن درہم صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھا حاکم و میری بھی وصیت ہے۔ پھر لے بھائی محمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا اللہ تعالیٰ تم کو فوق سب عطا کرے لے بھائی اس میں تم سے  
 جھگڑا ہوا ہوں انیس سال پہلے جس ہدایت پائی اور حد آرگن تر کے ساتھ اندک کسی میں کچھ قدرت رفاقت نہیں ہے۔ ان وصیت نامہ پڑھ کر لے بھائی کو دیدیا اور انہیں حسرت کر کے  
 خواب کے وقت اہلبیت اور غیروں اور دوسلوں سمیت سمت مکہ روانہ ہوئے۔ سبھاں کی سری تاریخ اور شہدہ بھی بھائی سارے عام پر چلے جاتے تھے اور آیت تلامذات  
 وقتے تھے۔ تھوڑے روز بعد اہل بیت و قاتل ریحی میں انھوں نے اظالم میں لے کر چھڑا دھائی مسلم بن عقیل نے کہا اگر تم تارے عام سے علیحدہ ہو کر میرے پاس آ جاؤ  
 عہد اللہ میں رہنے کی طرح حسین کو سہرے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کچھ آدموں کو ہمارے پیچھے بھی رہے۔ ہم تارے عام رہو گے تو آسانی انہیں مل جائیگی اور مشکل واقع ہوگی  
 امام حسینؑ کو سامنے عام اور سیدھے راستہ پر چلنا اچھا ہے ہم اس سے بچیں گے اور مکہ کے حکام اب راضی نہیں گے۔ اور جو حکم ابھی ہے وہ ہو کر ہی رہ گیا عرصہ سہو اور  
 عام راستہ سے صحت اختیار کیا حد فرج بھی ہو گئے کہ حد اللہ میں مطیع عدوی حاضر ہوا اور کہا میری حال آپ پر رہا ہوں فرار نہ ہوئی کہ ان کا ارادہ ہے اور کس عرصہ سے تم سے  
 روایاتی الحال تو مکہ چلے کا قصد ہے اور وہاں شہجے کے لئے اسے معاملات معجز کر کے صحت کے مسائل معلوم ہو گا اسکے مطابق عمل درآمد کرو گا۔ عہد اللہ نے کہا سلامتی اور پیروی  
 حد کر کے آئے ارادہ اور بخیر کے متبادل حال ہے۔ اگر حکم ہو لو جو کچھ میرے دل میں ہے وہ بھی عرصہ کر دوں امام حسینؑ کہا ہاں کہا کہا جاتا ہوں یہاں کر۔ عہد اللہ نے کہا کہ میں بھی  
 آؤں اسی حکم پر قائم رکھا اور اہل کو بدر اور دستہ کرنا۔ آج آپ ہر دار اور ترکے سر اور دہ حصہ میں حد کے گھر میں تمام رکھیں۔ کو فیوں کا کچھ اعتبار نہیں اور لے کسی قول و اقرار  
 کا گھر اگر حد احوال سے آپ کو کوئی حادثہ میں آنگا تو تمام اہلبیت ہلاک ہو جائیں گے بھر اسے دعا خور دیکھو آگے روانہ ہو گئے۔ جس مکہ کے قریب پہنچے اور وہاں کے بیمار لڑکے لگے  
 تو یہ آیت پڑھی۔ ولما اتوا مدین قال عسی لظاہل یهدی سواء السبیل عرصہ داخل مکہ ہو چکے وقت وہاں تمام آدمی استقبال کے لئے آئے بہت  
 ہی تادوسرے ہوئے اب ہر در صبح و شام لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے عہد اللہ میں سر بھی اُسی حکم پر تھا اسکو آگے تشریف لانا ناگوار کر رہا کیونکہ وہ خود اس امر کا  
 حوشمند تھا کہ کوہ والے اس سے محبت کر لیں لیکن اس مطلب کا ظاہر ہو دیا تھا خود بھی ہر در اس کی خدمت میں آئے چلے لگا اور اس کے پیچھے مارٹھا اور ہمراہ رکھ کر حال سنا کرتا اور  
 حوشمند تھا کہ امیر المؤمنین امام حسینؑ کے سامنے مجھے دروغ حاصل ہو گا اور کوئی حصہ مجھ سے محبت کر گیا۔ تنہا کے ہمد کے چند روایتی تھے کہ امام حسینؑ مکہ میں تشریف لاکر میم ہوئے  
 اور رمضان و محرم و ذیقعدہ کا ہمسائے مکہ میں گزارا عہد اللہ بن عباس و عہد اللہ بن عمر بھی مکہ ہی میں تھے انہوں نے مدینہ چلے کا قصد کیا اور حکم ارادہ کر کے تو امام حسینؑ کی خدمت  
 میں حاضر ہوئے عہد اللہ بن عمر نے کہا لے انا عہد اللہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ کوہ والے آپ کے حکاموں کے لئے دسے میں آپ کو انکی طرف سے بہت کچھ احتیاط رکھی اور اپنے آپ کو آلے کا مارا ہے  
 آپ نے فول و اقرار و اعتماد کرنا و دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں پر یہ دعوت کرنی ہو اور مکہ والے بھی دولت و زر کی لالچ سے اُسی کی طرف جھکیں گے آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے یا سہید کر دیں گے  
 آپ قتل ہو جائے سے تمام اہلبیت ربا ہو جائیگی۔ اس لئے آپ اس دامن سے گھٹیں بچیں اور تمام جھگڑوں اور محصوروں سے الگ ہو جائیں امام حسینؑ نے فرمایا لے اس عمر و بنی اس  
 کا کہ یہ لوگ مجھے گھریں بھی نہ ڈھکیں گے اور اگر میں ان سے بھگڑ کر کسی ماحول میں چلا جاؤں گا تو اسی ڈھونڈ کا لیں گے اور جب یہ دیکھ لے مجبور کر دیں گے اور اگر ان کا  
 کوہنگا تو قتل کر دیں گے لے انا عہد اللہ جس توڑ سا ہو گا کہ سی اسرائیل نے جو بھٹے سے سورج کے پھٹنے تک شہر میں قتل کر دیا تھا۔ اسکے بعد بے طعنا تمام مارا روں میں جاٹھے اور اس  
 دین میں مصروف ہو گئے تھے حد لے انکو ایسے ٹرے گناہوں کے لئے نرا دینے میں فیصل کی اور عدالت رل کرے میں جلدی نہ کی مگر انجام کار انکو بچا لیا اور حد ابھی سے بہتر لائیے  
 ہوئے انا عہد اللہ جس حد لے ڈرا دیر سا ساتھ چھوڑا اور امداد سے شہدہ ہوڑ تو میرا دگرارہ اور نہ مار دیا عجز سے یا دگرارہ اگر تو اس وقت مجھ پر اور میرے ساتھ نہیں رہ سکتا تو میں تجھے  
 معاف رکھتا ہوں دعا خیر سے تو دوسروں سے بہتر ہوں وقت کی ماروں کو بد میرے لئے دعا کرتے رہا ان لوگوں کی محبت اختیار کرے میں جلدی کرنا مقدر ضرور توقف کرنا چاہئے  
 کہ مجھے انجام کار کی اطلاع ہو جائے۔ عہد اللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں آپ کے ماکو بگریو کیا اور انہوں نے دنیا کو ترک کر دیا تم اُسی روال کے قریب ہو حد کی قسم تم کو دیا ہی  
 کچھ فائدہ نہیں گا اور نہ تمہارے اہلبیت ہی میں کسی کو سہرے کا گناہ کہ تم سے دنیا دور کر دی گئی ہے اور آخرت حوسٹ اٹھل ہی تمہاری حد لائیے گی۔ لے نہ کرنا تمہارے  
 حسرت کیا اب بھرت لے عہد اللہ بن عباس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میرے باپ کا کیا ہی میرے باپ نے میری عمر دے دی ہے اب تم نے میرا کھانا کھانے کا قصد کیا ہے سلامتی



والیں جلا حاکم اور وہاں رہتے ہیں اور حالات معلوم ہوں انہی مجھے اطلاع دیتے رہا۔ میں مکہ میں قیام رکھوں گا ضلع میں لوگ میرے دوست ہیں گے اور میری مدد کریں گے  
 جس سے معلوم ہوا کہ ایک رات کے بدل گئے ہیں اور میرا ساتھ مدینے تو میں بھی اسی کلمہ کو اختیار کروں گا اور اس میں میرا کلمہ لے جانے کے وقت دیتے تھے کہ حسدا اللہ ولعم الکلیل  
 اور پھر میں کسی اور جگہ جلا حاکم گیا اسکے قیدیوں کے ساتھ لگے امام حسین علیہ السلام کے عمارتیں اور حضرت کریمہ زینب علیہا السلام کے عمارتیں میں قیام کیا۔  
 اور کار در درہ میں مہول ہتھے

## امیر المومنین حسین بن علی کے نام کو فیوں کا پیغام پہنچنا

جب کو در والوں نے سنا کہ امیر المومنین حسین مکہ میں تشریف لائے ہیں تو امیر المومنین کے دوستوں میں کچھ لوگوں نے مسلمانوں میں صدراعظمی کے گھر میں ٹھیکہ کھلے کیا۔ مسلمانوں نے کھڑے ہو کر  
 بڑھا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ساں کر کے منو علیہ السلام اور دو بھیجا۔ پھر حضرت علی کے کچھ مانتے میں گئے اور مدعا کر کے لے کر کھانے کو گئے معہ معاذیکہ مرے کی حرمت میں اور جان لیا ہو کہ شکی  
 حکم یہ دیدے لی۔ اور حاکم لوگوں نے اسکی سیت اختیار کی ہو امام حسین کو اسکی سیت کا کارہر آل الوسیاں کی دوسرا درسی مطور ہیں۔ ان میں تشریف لائے ہیں۔ تم انکے ہوا جو  
 ہو اور اس کے پہلے انکے ایک دوست تھے۔ آج امام حسین کو منتہاری امداد کی ضرورت ہو اگر تم مددگار ہو اور ساتھ دو اور کچھ میں ہیں بہو لو انکے نام خطوط رواہ کر دے ارادوں سے آگاہی  
 دو۔ اور اگر یہ جانتے ہو کہ تم کو کالی شستی اور دل خوشی میرا ہوگی اپنے اقراروں کو لو اور اگر کوئی تو حاموس ہو جو کہ کیونکہ اچھی اس ہم کا عار ہی ہے انھیں صرف کو لے وعدوں اور  
 امداد کا پھر دوسرے دلاؤ۔ ان سے لوگوں کو رخصت و عت حوائث یا کہ پیچھے تیرا کہنا اور مطور کر لیا ہاں ہم انھیں صرف کی مدد کریں گے انکی صامدی میں ہماری حامی بھی حالی ہیں گی تو کچھ  
 کی بات ہمیں سلیاں انہی اس معاملہ کی دست شکم قرار اور مدد لینے اور حجت قائم کی کہ یو فانی کرانے قول سے ہمراہ سے مہابت ہی سحائی اور دلی ارادہ سے حوائث یا کہ ہم نکل  
 ثبات قدم ہیں امام حسین کی حوسودی کیلئے جابن تہا مدینے اسلیاں انہی کہا کہ تم لوگ امام حسین کے نام ایک خط بھیج کر دے دلی ارادہ واقفاد سے مطلع کرو اور خود  
 کر دو کہ یہاں حائیں یہو ہوں کہا ترا ہی لکھا گا ہی ہو اسی طرف سے ایک خط لکھ کر تم کے ارادوں سے مطلع کر دے سلیاں کہا بہتر یہی ہے کہ تم سے علیحدہ علیحدہ ایک خط لکھ کر رواہ  
 کر دے عرض کے اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ اسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط حسین بن علی امیر المومنین کے نام سلیاں میں فردا در دست ہو کہ حجت من مطاہر رفاہ سے مدد و عتد  
 میں دہلی اور ماتی اور علم شیعوں در اسلام کے حیر و اسوں کی طرف سے لکھا جا تا ہو کہ ہم سے منتہارے اور تہا باریا کے مکار دہم کی موت سے خوش ہیں اور سکر الہی کا لائے ہیں کہ اسکو ہلاک  
 کر دیا جس جیلوں فیروں در مکاریوں اس کے خلاف رقصہ کیا تھا ان نری حصلتوں اور مدوم حالات کی شرح ہمیں ہو سکتی وہ ملاوں کی صامدی بچے لکے سروں حکومت کرنا تھا  
 اس کے اچھے چھ لوگوں کو قتل کرنا بد میں تم خاص کو مردہ رکھنا تھا انعام کا اللہ جل ساتھ ملے ظالموں میں نعرہ ڈال دیا۔ بعد اللہ کا عدل اب تم کو اللہ شکر کا وہ دیا سے  
 اٹھ گیا اسے تاجا تا ہو کہ اسکا عین ثناء اسکی جگہ بیٹھ گیا ہو ہم اسکی خلافت اور ماری سے صامدی ہمیں در کھی پس کریں گے ہم پہلے کے پاس ہوا حواہ اور دوست سے اب تہا ہئے و کار  
 اور حواہ ہیں۔ ان خطوں کے مضمون اطلاع ہوتے ہی حضور سحادت و برکت کے ساتھ تشریف لائیں ہمارے پاس جو نئی و حرمی کے ساتھ آئیں ہمارے دربار میں اب ہمارا حکم اور جلیع میں  
 آج ہمارا نہ کوئی امیر ہے نہ بیوا حکے تھے ہم مار حواہ دوسری ماریں داکرین۔ لہذا بن سیرید کی طرف سے ہمارے موجود ہے مگر اسے کوئی عت یا در حواہ سرجال نہیں دیں رات  
 محل ماریت میں بڑا تہا ہو۔ کوئی اسے حراج دیتا ہو۔ اس کے پاس جاتا ہو اگر وہ کسی کو طلب کرے تو کوئی اسکا کہا نہیں کرتا یا لکل بے وقعت امیر ہے اگر تہا ہی درجہ است قبول  
 ہوا کہ تشریف لے آئیں گے تو ہم اسے یہاں سے کالہ گئے۔ بجز رعایت اب کی تشریف لانے ہی لشکر خیم کر دیں گے اچھی حاصی قوت ہم پہنچ جائیگی بجز شام پر چڑھائی کر کے بد حواہ دشمن کو دور  
 کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ حد ہمارے کاموں کو ہمارے وسیلہ سے درست کر دیگا والسلام علیک رحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر خط بیٹ کر اور میں  
 لگا کر دشمنوں عبد اللہ بن سلیم ہمدانی اور عبد اللہ بن سمع سکری کے حوالے کر دے کہ امیر المومنین حسین کی خدمت میں پہنچا دیں یہو ہوں کہ ہم چکر وہ خط جو لے کر دے امام حسین نہیں  
 پڑھ کر احوال دریافت کر کے حاصوش ہو ہے۔ قاصدوں کو فرمایا خطوں کا جواب لکھا صرف نہ خوش کر کے واپس بھیج دیا یہو ہوں کہ فیوں کا پیغام حال عرض کیا ایک دے کرے بڑا

صورت نامہ کو فیوں کا پیغام حسین





[illegible]





تھیں کو حکام مقل تھا ایک ہزار درم دیکر کہا ہاتھ میں لے کر اور علی کی گروہ کے آدمیوں کے پاس علی اور اسکے حادداں کا چرواہا ہوں جب مجھے مسلم کے سامنے لیجائیں تو  
 انکی چرواہی خا کر کہا میں ایک ہزار درم لایا ہوں اب وہ رویہ اپنے کاموں میں صرف کر دے رویہ کر تھکے اسما ہوا حواہ سمجھے لگیں اسادوست حاکم بھر وسہ کر گئے بھر دوسرے  
 پاس کر جو کچھ حالات دیکھے اور اُسے گانچہ سے بیان کر دیا معقل عبد اللہ کی ہدایت کے مطابق رویہ لیکر کوہ کی جامع مسجد میں حاضر اتفاق امیر المومنین علی کی گروہ کے ایک  
 مسلم بن عویس سدری کو دیکھا اسکے پاس ٹھیکر کہا پیش نام کا باسدرہ ہوں ایک ہزار درم میرے پاس ہیں سہا ہوں کہ حادداں سو سے کوئی شخص یہاں آیا ہوا ہے در بدر چلا  
 کے واسطے لوگوں سے بیعت لے رہا ہے اگر وہ ہرالی کر کے مجھے اسکے پاس پہنچانے اور میں اسکی رمارت سے مترب ہو جاؤں تو یہاں دیدن کہ وہ ایسے جرج میں لگاؤں تیرا بہت ہی  
 احسان مہر ہو گا اگر وہ چاہے تو میں اُس شخص کے پاس جانے سے پہلے تھے سے مع کر لوں مسلم بن عویس نے حاکم کو وہ سچ لولا ہے۔ سچ نول وقسم لیکر اور مصوطہ عہد یہاں لیکر آیا  
 تو اب لو جلا جا کل میرے پاس میں تھے اسکے پاس پہنچا دو گا معقل وہاں چلا آیا اور عبد اللہ سے سٹال کہہ دیا اُس نے کہا دیکھ دروں کیطرح اس کام کو احکام دیا۔ بھر  
 لوگوں سے تریک س عبد الاعور ہدالی کا حال پوچھا تو لہر اسکے ساتھ آیا تھا اور کوہ میں پہنچ کر سب سار ہو گیا تھا گھر سے باہر آ سکتا تھا یہاں کہا وہ بہت ہی مالواں ہو گیا  
 عبد اللہ نے کہا ہم کل اسکی عیاد کیلئے جائینگے تریک مسلم کا حال معلوم کیا اُس نے کہا اے مسلم کل عبد اللہ میری عبادت کیلئے آنگام اُس نے باتوں میں معول کر لوں گا  
 اور تم اندر سے نکل کر اُسے لہر سے سیر ملاک کر دیا۔ بھر تہر کو وہ آپ کے قصہ میں آتا تھا اور اگر اس حصار پو تو لہر کو بھی مرے نصرف میں لاؤ گا دوسرے دن عبد اللہ سوار ہو کر ہلی کے  
 دروازہ پر آیا اور تریک کی عبادت کیلئے گھوڑہ سے اتر کر اسکے پاس جائیٹھا سیر کر اُس سے گفتگو کرے لگا اور جس امر کو وہ پوچھا اُسے بتاتا رہا اور چاہا کہ مسلم کل کر اسکا کام  
 تمام کرے اور صر مسلم نے تواریاں سہا کر کے حاکم کے اندر سے نکل کر عبد اللہ کا کام تمام کرے ہالی نے کہا حد کیواسطے ایسا کام مکر میرے گھر میں بہت ہے اور عورتیں ہیں قتل کے  
 واقعہ سے بہت خوف کھائیں مسلم بن عقیل نے مارا ص ہو کر ملوار ہاتھ سے ڈال دی سیر کیا اب بھی عبد اللہ کو باتوں میں متحول رکھنے کی کوسس کر رہا ہے اور کچھ کچھ مامن ریاوت  
 کرتا رہا کہ اب بھی مسلم بن عقیل آکر ایسے مار دالے آخر عبد اللہ کو بھی کچھ سہا ہو گیا دل میں ڈرا اور وہاں سے اٹھ چلا آیا۔ عبد اللہ کے جانے کے بعد مسلم اور ہالی باہر آئے تریک نے  
 کہا میں اچھا موقع کھودیا کیوں باہر آکر اُسے ہلاک کر دیا مسلم نے کہا مجھے ہالی نے اسل مرے روک دیا اور کہا مری عورتیں اور بچے اسکے قتل سے خوف کھائیں گے تریک نے دو  
 کو ملا س کی اور کہا اس بد اعتقاد جاسق کو بہت آسانی سے پکڑ سکتے تھے تھے ٹری غلطی کی پھر ایسا موقع ہاتھ آئے گا سیر کیا میں دل اور رہد رہا بھر جرج جی کے سامن  
 حال ہو گیا یہ شخص بھر کے سر رگل اور اراکین میں سے تھا امیر المومنین علی کا مداح شاعر تھا ایسے کلام کو بوسیدہ رکھتا معتد اسخاص کے سوا کسی غیر کو نہ سنا تھا عبد اللہ  
 دار الامارہ نکل کر اسکے حصارہ کی مار بڑھی بھر ایسے مکاں بولا گیا دوسرے دن معقل نے مسلم بن عویس کے پاس آکر کہا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مکہ سے آئے ہوئے شخص کے  
 پاس لیجائو گا کہ میں ریاوت کر لوں اور یہاں دیدوں شاید تو ایسے وعدہ پھر گیس راہ تہرالی ایسے اقرار کو پورا کر مسلم نے کہا میں بیا اور پورا کر دینگا تریک کی وفات کے  
 وصت نہ ہوئی تھی کیونکہ وہ ٹرائیک در امیر المومنین علی کے خیر خواہ تھیں میں تمام معقل نے کہا کہ وہ شخص جو مکہ سے آہوا ہو ہالی کے گھر میں موجود ہے مسلم نے کہا ہاں  
 پھر اُسے ایسے ہواہ مسلم بن عقیل کی حد میں حاضر کیا مسلم نے اُسے مرھا کہا اور اُسے قریب بٹھا کر اُس سے بیعت لی معقل نے رویہ میں کہا جسے مسلم نے قتل کر لیا معقل تمام دل کے  
 پاس ہا اور طرح طرح کی ماسن اور دوسری کے دعو کرتا رہا حاکم ات ہو گئی وہاں سے رحت ہو کر عبد اللہ کے پاس آیا مسلم کا تمام حال کہہ دیا اُس نے کہا تو مسلم کے پاس رابر آتا تھا اور  
 حدت گزاری میں سچی کرتا رہا کیونکہ اگر تو اسکے پاس جانے سے پیٹھ رہا اور جا گیا تو میری طرف سے سب پیدا ہو جائیگا اور مسلم اُس گھر سے نکل کر کسی دوسرے مکاں میں جا رہا ہے گا  
 اسکے بعد عبد اللہ نے آدمی بھیج کر محمد بن اسعد اسماءس حاصہ فلاری اور عمر بن حجاج رمدی کو نکالایا اور کہا ہالی ایک دن میرے پاس ہیں یا میرا حال دریافت کیا گیا ہیں  
 اسکا کچھ حال معلوم ہے کہ وہ کس سے ہے ہیں آیا یہاں نہیں کہا وہ بہت باتوں اور کرد و چور ہوا ہے اسلے اسکی خدمت میں ضرر نہیں ہو سکتا اُس نے کہا ہاں پہلے تو غلب تھا  
 اور اب تبدل ہے کسی قسم کی شکایت مائی نہیں ہی پھر کیوں جا رہے ہیں اور میرے پاس میں تکیا تکل تم اسکے پاس جاؤ اور اس علیہ رہے بر مانت کر دے کہو مجھ سے  
 جانے کے لئے آئے اور جو درجہ و اطاعت اس پر واجب ہے بالائے میں ہمیشہ اسیر ہواں رہا ہوں اب در زیادہ اچھا سلوک کر دے گا انہوں نے کہا اس پر جرم بھی یہ باتیں

ہوئی رہی جس کے عید اللہ کا ایک صدمہ مگر مالک میں بلوغ بھی آیا اور کہا اللہ تعالیٰ امیر کو محفوظ رکھے ایسا فتح و فاک اور جادہ کی طرف سے اس کے کہا میں کہ ایک سال کے بعد اس کے ارادے سے تہہ کے ماہر گیا ہوا تھا اس کے گرد بھر ہوا ایک شخص کو دکھا کہ کوہ نکلا سہاقت پروردی سے مدد کی طرف ہا ہا میں اس کے بھی گھوڑا ڈالا اور حال لوجھا تو کوں شخص ہے اور کہاں حال ہے اس کے کہا میں یہ کہ ہے دالا ہوں بھروسے گھوڑے سے آخر کو دریافت کیا تیرے پاس کوئی خط ہو اس کے اقرار کیا تو میں نے اس کے کٹڑوں کی ملائی لی ایک سرسدا خط ملا۔ وہ ہے اور اس شخص کو سر کے دروازہ پر پہرہ کے اندر دیدیا ہا ہا عید اللہ کے خط لیکر کھولا مصموں پر تھا۔ مسلم عقل کی طرف سے حیث میں علی اس اربطالک معلوم ہو کر میں کوہ میں نہجاً تمام سید لوگوں کے لئے آپ کیلئے شعب لی میں ہر شخص کو دلی رضا و عمت سے آپ کی معیت اختیار کر لی ہو میں نے ان کے نام لکھ لئے ہیں۔ آپ اس خط کے مصنف سے مطلع ہوتے ہی فوراً چلے آئیں کسی دھڑیر کریں کیونکہ کوئے والے دل سے آگے جیروا اور دست ہیل دریرید سے متفرق اسلام عید اللہ کے کہا جس شخص کے پاس سے خط ملا ہا ہا اسے میرے سامنے لا۔ مالک جلے آیا۔ عید اللہ کے پوچھا تو کوں ہے اس شخص کا نام یا میں ہی ہا تمام کا ہوا خواہ ہوں پھر لو چھوڑا نام کیا ہا ہا جس کے کہا عید اللہ عیطیں۔ پھر لوجھایا خط تھے کس دیو یا کہ حیث کے پاس لیجائے اس کے جواب میں یا مالک نے دھی غور سے دیا تھا۔ کہا ہا ہا اس کا نام جاتا ہا ہا اس کے کہا میں م سے واقف نہیں۔ عید اللہ کے کہا تو دو ناموں میں سے ایک سات اختیار کرنا تو اس شخص کا نام تانے جس کے تھے یہ خط دما تھا مالک نے دوسرے ہاتھ سے سج جانے درہ میں تھے فل کر دوں گا۔ اس کے کہا میں ہر گرام تباہ و بگا اور اگر سری جانی جانی ہے تو کچھ روا ہیں۔ عید اللہ کے حکم دیکھتے قتل کر دیا رحمتہ اللہ علیہ۔ پھر محمد اسع۔ عمر بن حجاج۔ اسامہ بن حارثہ کی طرف مودہ ہو کر کہا جاؤ ہالی سے کہو میرے پاس تباہ ہے۔ وہ وہاں اٹھ کر ہالی کے گھرنے اور دکھا کہ ہالی گھر میں موجود ہے اسے سلام کیا لوجھا کہ امیر کے پاس کسے نہیں جاتا ہا اس کے تھے کئی مرتبہ یاد کیا ہا ہا میرے حاضر ہونے سے آکر رہے حاضر ہے اس کے جواب میں یاری کی دھم نہیں جاسکا چلے گھر کی طرف ابھی تک نہیں لی نہ ہوں کہا ہے تری طرف سے ہی عد میں کہا تھا اس کے قول کیا اور کہا میں تباہوں کہ وہ سدرس ہو گیا ہا ہا ہر کلا اور اسے گھر کے دروازہ پر بیٹھا ہا ہا اور آدمی اس کے پاس جمع ہوئے ہیں اسے کہہ اس کے پاس جانے کیونکہ وہ صاحب سے اسے شخص کے سدا اچھا ہر سادہ کسی بھی اور ظلم کا حال کرے حاکم یا مورا تھا خاص کی طرف سے اور تو آج اسے قتل کا سردار ہے۔ ہم تھے قسم دلاتے ہیں لوہے حال پر رحم کرنا اور جہاں سادہ امیر کے پاس جل ہالی کے کہا سب اچھا میں جلتا اس کے لہذا سی ہوتا کہ مگر کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر اٹ لوگوں کے ہمراہ دارالامارہ میں گیا اس کا دل گھرا ہا اور بدی و مہارت کے برتاؤ ہو رہا حال گرا۔ اسامہ بن حارثہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا لے کھائی مجھے اس معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ مدخل کی وقوع میں نیگی۔ اسامہ نے کہا سبحان اللہ یہ کلمات ہونے لگے تھے یہ حال مالک غلط ہیں۔ اپنے دل سے سوسن دور کر اور ہر طرح سے مطمئن رہ۔ مصلیٰ کے سوا اور کوئی امر ظاہر ہو گا عرض عید اللہ کے پاس آئے اس وقت قاصی تہج عید اللہ کے پاس بیٹھا تھا حشوت دور سے ہالی کو آئے دکھا قاصی سرچ سے مخاطب ہو کر کہا ۱۵ اور دنیا یہاں ویوید قتل + عد متروک میں حملہ میں عرواد + ہالی یہ ریت سکر گھرا اور کہا لے اس کے کہا میں اس کے ہا ہا کی قسم لے ہالی تو نے مسلم بن عقیل کو اسے گھر میں لا کر رکھ چھوڑا ہے اور نہ دیکھو سب لوگوں کو سلج کر کے مکان کے ارد گرد رویم کیا ہا ہا اور تو جانتا ہے کہ میں اس باتوں سے محروم ہوں یقین کر کریری تمام کثوت مجھے معلوم ہیں۔ ہالی نے کہا مجھے ان امور کی کچھ خبر نہیں عید اللہ کے کہا میرا کہا مالک سچ ہے پھر مصل کو لا کر ہالی سے کہا لوہے جاتا ہا ہا۔ اب ہالی سمجھ گیا کہ یہ کیا بات ہو اور مصل عید اللہ کا جاسوس تھا قرہ رسول کا دوست تھا عید اللہ کو اس کے سب حالات معلوم ہو گئے ہیں۔ اب ہالی نے اقرار کر لیا اور کہا اللہ تعالیٰ امیر کو محفوظ رکھے خدا کی قسم میں نے کسی شخص کو مسلم کے بلانے کیواسطے نہیں بھیجا۔ اسے بلا مگر نصف تک وقت میں ایک شخص کو دکھا کہ میرے گھر کا راہ کا طالب ہو رہے تھے اس بات پر نرمی آئی کہ اسے بیادہ دوں اور تباہ چھوڑ دوں اسے اس کو پاہ دی اب تھے اس کا حال معلوم ہو گا احارت دے کہ دالیں حاکم اسے عد کر دیں کہ کہیں اور چلا جائے میں جبر کرتا ہوں کہ اس شخص کو اپنے گھر سے روا کر دوں گا تو تیرے پاس ہر جہاں لگا ہا ہا نے کہا جب تک تو اس کو بیان نہ کرے گا میرے پاس نہ جاسکا ہالی نے کہا میں کبھی ایسی بات نہ کروں گا کیونکہ اگر شروع و مروت جائز نہیں کہ یہاں دے ہوئے شخص کو شہر کے چوڑے کر دیں ہا ہا عرب کی عادت اور حشوت ابھی نہیں ہو چکا ہے اسے فعل کیلئے تکلف ہے میں ہرگز اسے تیرے سامنے نہ لاؤں گا اور اپنے واسطے اس سے عیب اور عار کو گوارا نہ کروں گا۔ میں نے ہا ہالی نے کہا لے امیر و راسی ویر کی مصلحت دے کہ میں ہالی سے دو دو باتیں کر لوں عید اللہ نے کہا اسی مکان میں جو کہنا ہا ہا مسلم بن عرق نے ہالی کا ہاتھ پکڑا اور ایک کتے



میں لکھا کر سچا لکھتا تو ایسی زندگی سے کیوں سیرا رہا ہے ایسے محوں اور کدہ والوں کے حال پر رحم کر۔ مسلمان غفل کیوں واسطے اب کو ہلاک کر۔ اگر ہم حصوں میں سے کوئی راہ راہ لکھتے سے ملتا اور لودیتا تو عیب کی بات تھی مگر جس ایک مرد سے تنہا جسکے ہم میں تو گزرا ہے مانگتا ہو تو حوالہ کر دیا کوئی علت سترم کی بات ہمیں ہانی لے کہا ہلا کی سترم ہر اے سے ٹھکریہ مات سے میں اس سترم کو کبھی گوارا کر دگا اور تھوڑا کے بیٹے کے قاصد اور ایسے ہاں اور سادہ دے ہوئے کو ہر گز دتمس کے سامنے میں مکر و گناج مکے مدہ ہوں اور میرے ہاتھ پاؤں چلتے اور دوتا آتے اور دوسرے میرے ہمراہ ہیں ایسا ہوا ممکن نہیں بلکہ خدا کی قسم اگر میں ہا بھی رہا تو دگا اور میرا کوئی مرد گوارا اور یار و غما ہر بھی سر پگات بھی یہ عارہ اٹھاؤ دگا۔ مسلمان عمر سے عید اللہ کے ماسن البس لے آیا اور کہا ایسے کوئی بصحت کارگر ہوگی اور وہ ہم میں عمل کو ہمارے حوالہ کر گیا۔ عید اللہ یادہ عصاک ہر کو لادھ کی قسم اگر دوسرے میرے ماسن لایا تو تیرا ستر اور دگا ہانی لے کہا کسی مجال پر جو میرے ساتھ اسطرح میں آسکے اگر تو ایسا جیال بھی دل میں لایا تو جماعت کینہ میرے عوں کے لئے کیوں اسطرح اٹھ کر ہے گھر کو گھیر لیگی۔ عید اللہ لے کہا تو مجھے تنہوں اور اپنے عیروں سے ڈرتا ہے۔ کہ کبر ایک ہی لکڑی جو سامنے رکھی ہوئی تھی اٹھالی اور ہانی کے مہر پر ماری حس ایک عوں اور پاک بھٹ کر عوں نہ بھلا دریب ہی عید اللہ کا ایک سیاہی تلوار ہاتھ میں لے کھڑا تھا ہانی لے اس کے مصبر ہاتھ ڈال دیا ہا کدوا سوت لے مگر ایک اور سیاہی لے ہاتھ بکڑا لیا اور عید اللہ بچ کر کہا ایسے گرفتار کر کے اسی مکان کی ایک کونجی میں سدر کو دوسرا میں حارہ لے کھڑے ہو کر کہا لے امر تو ہے مجھے کہا تھا اور ہم ایسے تیرے پاس لئے تھے اسکے لئے سے بہت تو اسکے واسطے اچھے اچھے وعدے کئے تھے اٹھ آیا تو عید اللہ دھسے جیتا آیا اور مالک ثردی اسکے ہر اور ڈاڑھی کو عوں سے رنگین کو دیا۔ پھر اسے عید اللہ میں الیاء تیری رحمتی سے بات بہت ہی عید ہے اور اس سب توں سے ٹھکرا لیا ہے قتل کرنا چاہتا ہے کچھ کوئی اٹھتا ترنا کر چاہئے تھا عید اللہ لے اسے عصہ کی حالت میں حکم دیا کہ اسے دربار کو مردہ ہو جا کہ اس کے مردہ رہے کی امید نہ رہی تو اسار لے کہا امانت دے اما ایسے اصوں لے ہانی ہم تھے موت کا سامان ملتے ہیں اور اب یہ معاملہ ہاتھ سے کل چکا ہے ہانی کے دست داری مدح والے سوار ہو کر دارالامارہ پہلے اور ہجوم کر کے ملدار واروں کو لے تھے عید اللہ لے پوچھا کیا ساعل دستور ہے لوگوں نے کہا ہانی کے عیروں کو کھڑکی ہے کہ اسے لے ہلاک کر دیا ہو اسلئے وہ مجتمع ہو کر دربارہ پر پہنچے ہیں عید اللہ لے قاصی شریح سے کہا اٹھ کر دارالہانی کو دیکھ بھر مکان سے نکل کر اسکے دستہ دلوں کو سمجھا دے کہ ہانی صحیح سلامت ہے تم کس لئے دیا کرتے اور قتلہ اٹھاتے ہو جس کی لے تم نے لیا کہا کہ اسے ہانی کو مرادیا ہے وہ جھوٹا شریح لے مکان سے نکل کر اسکے عیروں کو یہی بات سادی وہ سب پاس چلے گئے۔ عید اللہ بھی محل سے نکل کر جامع مسجد میں آیا اور ممبر پر چڑھ کر حدوتہ کے بعد دائیں بائیں حارہ نکھا کہ اسکے سیاہی ہر طرف منتشر ہیں اور گرد کا دھبہ ہر کھلے کھڑے ہیں۔ کہا لے کو دوالو اللہ جل شانہ کی عادت احسا کر محمد مصطفیٰ کی سمت پہنچا اور علما کی روس سے نہ ہو صاحب حکومت کی اطاعت و دوسراری سے سر پر پھرد۔ درہ ہلاک ہوا لگے قتلہ اور سادے سے بچو نہیں تو بھیاؤ گناہ میں تیرے حجت تمام کئے دیتا ہوں اور یہی کی طرف سے خوف لاتا ہوں اسی اعتبار میں اسے شور و عمل سا اور پوچھا کیا ساعل ہے لوگوں نے کہا لے امیر بچ کر چلا کہ مسلمان عقیل لے جماعت کثیر کے ساتھ جہوں حبش میں علی کی بیت اختیار کر لی پھر چٹھالی کوئی اور درہ تیرے مارے کے ارادہ سے آتا ہے عید اللہ فوراً ممبر سے تر کر دارالامارہ میں چلا آیا اور دربارے سے کھڑے مسلمان عقیل کے پاس بہت حاضری اور آراستہ لشکر جمع ہو گیا لوگ چند لے لے لیکر آپ کے پاس آتے تھے یہاں تک اٹھارہ ہزار آدمی آپ پہلے ہو گئے کہ دارالامارہ کے دربارہ پر پہنچے عید اللہ اور اسکے مات کو سخت گالیاں دیتے تھے اور میرے عید اللہ کا لشکر بھی فوج کے مقابلہ پر کھڑا کر دیا۔ لکڑی سے حبس ہوئی عید اللہ اور اسکے اراکین دربارہ ان کو دھتوں پتھر پہلے دیکھ رہے تھے اور عید اللہ کا ایک دست کثیر میں تنہا کوٹھے پر کھڑا ہوا۔ آوارہ لے کہا ہاتھ لے لوگو اور لے حبس کے دوستوں اور لے مسلمان عقیل باہی حالوں پر رحم کر داور لے اہل و عیال کد شمش ہو کر نہ شامی فوجیں اہل ہوا حاسن ہیں اور امیر عید اللہ نے قسم کھالی ہے کہ اگر تم شام تک کسی طرح جنگ کرتے رہے اور مقابلہ سے مار لے تو تمہاری جاگیریں صطیح کھائیں گی اور تمہارے سب کو چروں کو اس منہ سے نکال کر شام کو پھینک دگا اور جو موک عوں بیگاہوں کو گرفتار کر دگا اور عھاگ جانے والوں کے لئے موجودہ انخاص کو سزا دنگاہ۔ باتیں منکر جن لوگوں کے سامنے بیٹھ کر تھی وہ پوگئے دس دس ہیں میں دیوں کا گردہ کھسکے لگا آسیں کہتے تھے۔ ہم اس سنا دس کس شریک ہوں۔ آپ گھر چل کر کون پوچھیں اور پوچھیں کہ انہیں کیا ہونا ہے۔ عمل بھی انہیں خراب ہونے لایا تھا کہ وہ اٹھارہ ہزار مسلح آدمی جو مسلم بن عقیل کے ساتھ تھے کے سب کھانگے ایک شخص بھی آپ کے ساتھ رہا۔ مسلم نے اپنے آپ کے اکل جہاں اور لے یار دے درکار پر کہا لا اھول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ سب کس کیا ہوئے اور کہاں چلے گئے۔ پھر گھر پر سوار ہو کر کوئی گلی کو چوں گا کہ

ایک محلہ سے دو ستر محالیں چلتے تھے یہاں تک ایک زحی عورت طوع نام کے درویش پر پہنچے یہ عورت اس میں سے کسی کی جو روحی حصے اس سوہر کے لئے حرموت کے ایک خان سے نکاح کر لیا تھا اور اس سے ایک عورت پیدا ہوئی اس وقت یہ عورت اپنے درویش کے ساتھ رہتی تھی مسلم نے سلام کیا اس نے جواب سلام کے لئے بوجھ تیار کیا مطلب یہ مسلم نے کہا مجھے یہ کہنے کی بات ہے میں بہت ہی سادہ ہوں عورت گھر میں پانی کا آنکھوہ بھرنے والی مسلم نے گھوڑے سے اتر کر اور اس کے دروازہ پر بیٹھ کر پانی پیا۔ عورت نے بوجھ اب تو کہاں جا گیا کہ اتنا کیا حال ہو مسلم نے کہا اس شہر میں یہ کوئی گھر نہیں جہاں میں بیٹھ رہوں میں انہوں میں اور میرے حقدور دوست اور ہم راہی تھی سب علیحدہ ہو گئے اور مجھے تنہا چھوڑ دیا میں ایک بہت بڑے برگہ انداز کا شخص ہوں اگر تو مجھ سے اچھا سلوک کرے گی اور اب گھر میں بیاہ دیگی تو اس کی حرا دو تو جہاں میں حرا دو رسول سے مانگی اس نے بوجھ ان کو اس شخص سے مسلم نے کہا لے عورت اس بات کو۔ بوجھ اس نے جو اب تو مجھ سے اپنا حال جیسا اور صحت تک مجھے معلوم ہو جائیگا کہ تو کو کون سا وقت تک میں تجھے اپنے گھر میں رکھ سکوں۔ درویش کیونکہ اس شہر میں سادہ عظیم بھلا ہوا ہے اور عید اللہ بن زیاد لہو سے یہاں آیا ہے مسلم نے کہا لے عورت اگر تو مجھے جہاں لیگی تو یقین ہے کہ تیری بہرانی سے میں آئینی اور مجھے اپنے گھر میں بیاہ دیگی میں مسلم عقیل سے اس مطالب ہوں میرے ساتھیوں آج مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ دروست نہ ہو گئے میں تنہا رہ گیا تو یہاں آنا اس عورت نے کہا حرا دو جائے میرے گھر میں تشریف لیجئے۔ مسلم اس کے گھر میں چلے گئے اور اس نے آپ کو کوٹھری میں بیٹھا کر حرا دو کر دیا۔ اور کھانا ساسے لار کھا۔ مسلم نے کچھ کھایا۔ اسی وقت اس کا منیا آیا اور ماں کو دیکھا کہ رولی ہوئی کھسی اندر جاتی اور کھسی باہر آتی ہے۔ بوجھ تیار یہ کیا حال ہے اس نے جواب دیا یا منیا ابھی مسلم عقیل سے ہمارے گھر آکر سادہ لے وہ گھر میں موجود ہیں اور میں انکی حرا دو گزاری میں مصروف ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو اب عطا کرے اس کا منا سکر حرا دوں ہو رہا۔ بھر کچھ دیک کے اندر لاکھ عبداللہ سے سادہ کر کے تمام لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا اور جو دوسرے بیٹھ کر دما کے بند کہا تھا کہ مسلم نے اس شہر میں کفر سے اور سادہ بیا کیا اور جب کوئی مطلب حاصل نہ کر سکا تو تھا گیا جہاں بچہ تم سے بھی اچھی طرح واقف ہو اور مجھے بھی یقین ہے کہ وہ شہر سے باہر نہیں گیا کسی نہ کسی گھر میں بوسیدہ ہے اس لئے آگاہ رہو کہ جس گھر میں مسلم بیا گیا وہاں اس گھر والے کو قتل اور عام مال و اسات کے مراد کر دوں گا اور جو شخص مسلم کو میرے پاس پکڑ کر لاؤں گا یا اسکی حرا دوں گا میں اسکی ساتھ سمار العام و اکرام سے پیش کر دوں گا کہ وہ والو حرا دے ڈرو اور مخالفت کے پاس حرا دو اسکے اندر بچہ کہا تو شخص مسلم کو میرے پاس لاؤں گا میں اسے دس ہزار درہم دوں گا اور یہ دس اسکی تیری قدر و منزلت کر دیا اور میں بھی اسکی حرا دوں گا۔ اسکے لئے عبداللہ نے حصہ بن بیکر کو ملا یا اور کہا تمام مکالوں کی تلاسی لے کر مسلم کو بیکر لاؤ جس سے کہا ہے ابھی اس وقت محمد بن سہت بھی عبداللہ کے پاس گیا عبداللہ نے کہا جو اب مجھ سے ایک صلح لیں ہے۔ اس نے کہا لے اس فرمائے وہ کما ستورہ ہے جو کچھ میرا حیا ہو گا غرض کر دوں گا۔ عبداللہ نے کہا مسلم اسی شہر میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ باہر نہیں گیا اب اسکی حرا دو سے لے کر اسکی بیوی۔ محمد عبداللہ کے پاس بیٹھ کر اس معاملہ کی مامیں کرنے لگا اس نے میں اس عورت کے بیٹے کے گھر میں مسلم بھی ہوئے تھے عبدالرحمن بن محمد اس وقت کو اس کی حرا دو اور عبدالرحمن نے اپنے اب ماجد کے کان میں بھونکی عبداللہ نے کہا تیرے بیٹے لے تجھ کے کان میں کیا کہا۔ محمد نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کو عطا کئے تھی حرا دو کی بات ہے عبداللہ نے کہا میں سمجھتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ ہوں اس کے کہا میرا منیا گیا کہ مسلم عقیل ایک عورت طوع نام کے گھوڑوں بوسیدہ ہے عبداللہ بہت خوش ہوا اور کہا مجھے بہت شرا العام اور خلعت دیا جائیگا حرا دے کر لاؤ۔ عمر بن حرا دو جو حرا دو کرنا تھا حکم دیا کہ میں سواروں کو ہمراہ لیکر اس گھر کے قریب تھا مسلم نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سکر جان لیا کہ میری گرفتاری کے لئے آئے ہیں انھوں نے اس پر ہنسی۔ اب وہ لوگ بھی دروازہ پر پہنچے تھے اور گھر کو لگادی تھی کہ اندر آئیں مسلم نے یہ حال دیکھ کر تنہا کیا اور کہا لے اس میرے کیلئے مستعد ہو جائے آدم کی اولاد کا احکام یہی ہے۔ بھڑو سے کہا خدا تجھ کو جسے اور بواب عظیم عطا فرمائے تیرا منیا اس ظالم اور ماحر اس قوم کو مجھ سے حرا دے لانا۔ گھر کا دروازہ کھول دے اس عورت کے دروازہ کھولا اور مسلم عصا کی سیر کی طرح چھٹ کر گھر سے باہر نکلے اور ایک ہی جملہ میں اسکی شخص کو مار گرایا۔ لوگوں نے عبداللہ سے کہا کہ مسلم مقابلہ سے پس ہوا اور کئی شخص مار ڈالے اس نے محمد سے کہا بھیجا کہ تھے صرف ایک شخص کی گرفتاری کے لئے میں سوار حرا دے لے کر آئے تھے میرے پاس بچہ لائے۔ تو نے اسے کیوں جنگ کر لے اور کئی شخصوں کو ہلاک کر لیا موقع دیا کہ کسی مکروری اور عاری کی بات ہے مسلم اگرچہ بہادر شخص تھا مگر ایک ہی دفعی





حورری سے ایسا دل جوس کرتا ہو گا کچھ گناہ ہی بہشت عید اللہ لے کہا لے فاس تو لے سمجھ کر ہم اختیار کی تھی کہ کام بجا لگے مگر تو اس عہدہ کے لائق نہ تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیاب ہوئے دا اور اس شخص کو نصیب کیا جسے انکے لائق نہ تھا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے ہو گا۔ عید اللہ لے بوجھا کیا تو سمجھتا تھا کہ حیثیت کو خلافت ملی انکی مسلم لے کہا کہ میں سمجھے ہونے تھا وہ شخص حیا ل ہی تھا۔ لکن یہی امر عید اللہ لے کہا اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو خدا تجھے مار ڈالے مسلم لے جو ان یا تجھے جیسے حیثیت جیل اور سرپرست لے شخص کے ہاتھ سے ماحورری کا ہوا کچھ مشکل بات ہے۔ ہر جگہ کی قسم اگر میرے ساتھ وہ آدمی بھی ہے تو اور در اسامانی ملجا تو کچھ اس شخص میں مرا کھلا دیتا۔ فی الحقیقت جس شخص نے اس مکان کی عیاد ڈالی ہے وہ ملعون تھا اگر تو مجھے مار ڈالے گا مصمم ارادہ رکھتا ہو تو قریب میں کسی شخص کو مرے ماس صبح کہ اس سے کچھ وصیت کی بایں کہوں۔ عید اللہ لے عمر میں سعد بن وقاص کو آپ کے ماس بھیجا کہ کچھ وصیت کرنی ہے اس سے کہہ دیجائی۔ عمر سعد نے مسلم لے ماس کر کہا جو وصیت کرنی مجھ سے کہ میں اسے کا لاد لگا مسلم لے کہا جو میری اور اسی قزاق کو کھاتا ہے آج مجھے تری مرور ہو اور وصیت کرنا چاہا ہوں واضح ہے کہ جو میری باتوں کو عور سے منے اور میری حواس کو کھا لائے عمر سعد کہا تو سمجھتا ہو اور مجھ پر ص ہو گیا کہ تری وصیت کو لورا کروں گو تو اسی حال پر ظلم نہ کر لو میرے جی کا مٹا ہے۔ جو کچھ کہا ہے میں کر مسلم لے کہا میں اس بہتر میں ماس سودرم کا قصدا رہوں مرے ماسے جانے کے لئے میرے گھوڑے اور ررہ اور اسلحہ کو کھڑا کر دیا۔ بھڑکھڑکے علی کو حط بھیج کر مرے حال سے مطلع کر دیا اور میری طرف سے لکھ دیا کہ ہر گز ہر گز عریان کی طرف نہ صرف لانا۔ ورنہ جو میرا حال ہو وہی تمہارے ساتھ سلوک ہو گا۔ عمر سعد عید اللہ لے وصیت کا ذکر کیا اس نے کہا گھوڑے اور اسلحہ سے قصہ کی ادائیگی کو جسے کچھ تعلق نہیں کوئی ممانعت کر سکتا ہو مگر مسلم کی لاس پر قتل بھی ہمارا ہی اختیار رہے گا جو کچھ ہم چاہیں گے کرینگے اور حیثیت میں علی کی نسبت یہ بات ہو اگر وہ ہم پر حملہ کرے گا تو ہم بھی اس پر حملہ آور ہونگے اور اگر ہمیں ایسا دنگا اور خلافت حاصل کر لیا اسلئے ہم نے لڑنا تو ہم بھی حامیوں پر بیگے لے مسلم عقیل ہو اس بہتر میں کر کے آیا کھا حالانکہ اس شخص کی حالت اور حاکم سب عمرہ غالب میں تھے لے اگر رشتہ دانی مسلم لے کہا میں اس بہتر کے لوگوں کو مسروق اور پریاں کرے کی عرص سے۔ آیا تھا مگر جو کہ میرے سرے فاعلے جاری کرے ہیں بمصر و روم کے ماسا ہوں اور اراں کے حاکموں جیسے تو میں کا سراو کر کھا ہر طبقہ کے ساتھ مسرت کے خلاف عمل و رکنہ ہوتا ہے۔ امر معروف و نکرہ ہونا کوئی شخص مدی سے نہیں دکتا اسلئے امیر المومنین جیسے مجھے احکام بھیجا کہ امر معروف اور نہی منکر کے طریق کو جاری کرں جس حد کو اللہ تعالیٰ کے احکام اور مجھ پر نصیحت کی سنت رحلاؤں کو کہ اسلام میں علی کی وفات کے بعد خلافت ہمارا حق تھا اور ہم بھی اس بات سے حوث قف ہو۔ حواہ اسے مالو مارہ مالو لیکر علی بن اسطال رجوا نام مرحی اور طیفہ مطلق تھے سب سے پہلے مجھے حرج کیا اور ہماری تمہاری وہی کسبت ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام میں داتا ہے۔ وسیع علم اللہ یو ظلموا اسی مقلد متقلوب عبد اللہ بن رباڈے یہ کلام سکر بھائی کی ریاں درار کی اور خدا اور رسول کا درایاں کیا اور امیر المومنین علی حسین و مسلم کی سنت مالان العا مہمہ سے کالے مسلم لے کہا ترے اور ترے باپ کے اور اس شخص کے منہ میں حاک جسے تجھے منیر نایا لے دتمیں خدا ان کلمات کے ہم خود سراو ہو۔ تیرے مابے ماد کا کوئی باب ہی معلوم نہ تھا صرف معاویہ وائرہ اسلام سے خارج ہو نیکے لدر یاد و لدر لیا کو لے حادداں سے ملے کر لیا تھا۔ اور الحیات للعتیں کا مصموں صادق آیا۔ اب تو جو جا ہے کہ اور کہ ہم اہلبیت بوب میں سے ہیں ہمیشہ ہم مصائب ازل سے ہیں۔ ہم راضی رضا ہیں عبد اللہ لے کہا اسے مکان کی جھت بریجا کر قتل کر دے مسلم لے کہا اگر تو دیشی ہو یا اور مجھے تری رستہ داری ہوتی تو مجھے اس طرح قتل نہ کرتا اور اگر تو لے باک مٹا ہوتا تو حادداں موت کے ساتھ ایسی عداوت سے میں نہ آتا۔ عید اللہ لے ان مالوں سے زیادہ ہر ایک حسی سلمی شخص کو جبکہ سر پرنا دنگ میں مسلم لے ملواری تھی ملا کر کہا مسلم کو جھت بریجا اور لے ہاتھ سے قتل کر کے اپنا بدل لے دے شخص مسلم کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لگایا۔ ہمارا راہ میں سلم تسبیح اور استغفار میں متحول ہے کہتے جاتے تھے۔ اللہم اھکمل دنیا و دین تو مصلح لونا۔ عرص شامی لے تھا کہ جسم مبارک سے علی کو دیا۔ مسلم پر خدا کی جھت ہو۔ بھر و جھٹ لویا یہ وار کوٹھے سے اتر کر عبد اللہ کے پاس آیا اس نے اسے رشتہاں حال دیکھا جو جھٹھے کیا ہوا۔ مسلم کو قتل کیا یا نہیں اس سے جواب یا ہاں مسلم کو قتل کر دیا مگر مجھے عیب نہ ملا۔ آیا اسکا سر کاٹنے کے لئے ایک باہ فام بد صورت شخص لڑا وہ دانتوں سے ہونٹ جاتا ہوا ہمارے جھٹھے سے میری طرف بھٹتا اور انکی سے میری طرف تارہ کرنا تھا۔ میں اس قدر ڈرا کہ عمر بھر کسی نے سے لیا۔ ڈرا تھا عید اللہ لے ہر کہا تو لے پہلے کسی ایسا کام نہ کیا تھا اس سے تری طبعیت میں





ار راسی کوئی عرصہ سال نہیں کی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ایک حکم لگا دیا ہے اور میرے واسطے جو عمر کرنا چاہا عمر کر دیا ہے تیری نصیبی مالوں مائوں وہ چمکے ہوئے گاموں ہر ایک  
سوائے اور وہ مال کے ساتھ حلق کی ناگہوری اس طرح کھینچ رہی ہے کہ اس کے خلاف ہر ایک شمس رکھا ہے۔ عسکر کچھ ہر باد اور واس جلا گیا۔ اسی تار میں عبداللہ بن عباس بھی لکھیں  
اگلا اور اس لئے جو میں جس کے گہا سیری حال آپ روزانہ سنا ہوں کہ تم عراق کے کارادہ رکھتے ہو مجھے بھی معلوم ہو کہ آپ کس لئے اور کس لئے اسد راسیا کرتے ہو آپ کو دماغہ درار سے  
مجھے وہاں جاسکی اگر وہی ال راہ ہے کہ وہاں حلوں عبداللہ بن عباس کہا آپ عراق والوں کو سب اچھی طرح دیکھے بھالے اور سوچے سمجھے ہوئے نہیں ہوں کبھی کسی کے ساتھ دھکا  
رنا وہیں کیا۔ کل ہی کا ذکر ہے کہ کچھ والدہ رگوار اور مسن بھائی کو عراق میں مارا ہے۔ ان ہاں رعید اللہ بن زیاد جو تیروں کا تیر اور ماہہ شاد ہے لشکر کثیر کے ساتھ موجود اور  
محاسب یرد ماہور ہے جیسا کہ اسی کے عماراد بھائی مسلم کو کچھ قتل کر دیا تمام لوگوں کو رو رو سیم دے دیکر باطردار سالیار ہے۔ وہاں کے تمام آدمی مال درر کے بندے ہیں۔  
مجھے اندیشہ ہے کہ مباد آپ کے مار ڈالنے کا قصد کریں۔ آپ کو اسی دانت کیلئے احتیاط لازم ہے وہاں تشریف لیجائیں اسی حرم میں ہیں آپ کو دیا مجھے عراق میں کتنے ہونامہ  
میں مائے بھالے سے زیادہ بید ہے اور جو کچھ مقدس میں لکھا احکا ہے وہ سبک اسے اسے وقت پر ہو کر رہ گیا۔ علاوہ ایں میں میں میں بھی اور بھی عور کو فنگا اور شکار دیکھو گنا  
عمر جوئے فرمایا لگی اہم عمل کرو گنا۔ عبداللہ بن عباس بھی حاضر ہوا اسلام کر کے پیچھا گیا اور کچھ مال کے لئے لولا صد کی قسم اگر عراق میں حقدار آپ کو دوست ہیں انکا دسواں حصہ  
بھی میرے دوست ہوتے تو میں ایک دن بھی یہاں نہ بٹھرتا میں خیال کرتا ہوں کہ تم عراق چلے جاؤ تو تہار اکام سجا رہا۔ اور ادا صل ہوگی ماس سو خلی میں کیوں پڑے ہو۔  
کس نے ہی ایک سلسلے عاری کرتے ہو کہ ہم ہا حلوں کی اولاد وہیں حالانکہ وہ اس وقت کے ہیں عبداللہ بن عباس کے یقینگو امام حسین کی جیروا ہی کی راہ نہ کہی تھی بلکہ اسکا بھائی  
کہ امام حسین کے سے بھائی کے قدر تھ جائیگی اور اہل بکیری عیت اختیار کر لیگے امام حسین اسکی عرض کو سمجھ گئے اور کچھ عرات دیا دوسرے دن عبداللہ بن عباس نے  
امام حسین کے باطن صر سو کر کہا آپ کے معاملہ کی سب ادا درات میرے خیال میں آئی ہے اگر آپ بول دیجائیں تو عرض کروں آپ کے ارشاد کیا جو کچھ کہا ہے یہاں کر میرے فائدہ سے  
ہر گرجاں ہو گا عبداللہ بن عباس کے آپ میں کو تشریف لیجائیں کیونکہ وہاں آپ کے ہوا حواہ سب ہیں اور وہ جگہ بھی دور ہو وہاں بٹھ کر اطراف و جوار کو خطرہ نہ کریں لوگوں  
کو ابی و ماسداری کیلئے ملائیں۔ امام حسین فرمایا لے جا کے بیٹھے تیری محنت و مسقت اور جیروا ہی اور عقدرت کا حال بھولی معلوم ہے۔ مگر میں اسے دل میں فیصلہ کر لیا ہے اور تم  
ارادہ ہے کہ سمر عراق اختیار کروں۔ آپ کی طرح ہے۔ یہ ارادہ مس نہیں ہو سکتا عبداللہ بن عباس کے پیکر سر جھکا لیا اور کچھ دیر کے لئے کہا اگر آپ بول راہ کو بول کر گئے اور کسی طرح سکو  
ترک فرمائیں گے تو اس عورتوں بھوں اور عیروں رشتہ داروں کو آپ پر ہار لیجائے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ حد نہ خواستہ آپ شہد ہو گئے تو آپ کی اولاد مراد اور ہلاک ہو جائیگی۔ حد کی  
قسم آپ کے سے تشریف لیج کر عبداللہ بن عباس کو جو دل کر لیگا روہ ابی دلی مراد کو شہنشاہ کیا کیونکہ حد نہ آپ کے میں جو خود ہیں کوئی شخص اسکی طرف متوجہ ہو گا۔ حد  
آپ یہاں سے بھالے جائیں گے تو وہ لوگوں کو اسی معیہ کی ترغیب کا اور ریاست اختیار کر لیا لیر المؤمنین حسین بن علی فرمایا میں عور کو گنا اور اللہ تعالیٰ سے نیکی کا طالع ہو گا عبداللہ  
بن عباس کے پاس سے ماہر چلے آئے اور کہتے تھے جس کی طرف اسوس صدافسون میں محو ہو کر انکا ساتھ چھوڑا ہوں اور میں جاتا ہوں کہ عراق میں انکا احکام کیا ہو گا اتنا  
راہ میں عبداللہ بن عباس بھی مل گیا اس سے کہا۔ قد حلت لانی دلیت معاشری + مالک اس دیر معجزی + حلال لانی حویضی و اصغری  
لے سر سیر جوں ہو کہ حسین سمر عراق کا بختہ ارادہ کر لیا۔ اب کچھ ہی ہو وہ یہاں سے تشریف لیجائیں گے اور محارترے حوالے کر دیں گے اب تو میدان حالی مانگا عبداللہ بن عباس  
نے اس باتوں کا کچھ حواہ یا جو وقت مدبہ میں یہ خبر پہنچی کہ امام حسین عراق کا ارادہ رکھتے ہیں عبداللہ بن عباس کے نام خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ بخت  
عراق تشریف لیجا ماحاتے ہیں بل راہ کا عمل میں لا ماس نہیں میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ ہر گرجاں آپ عراق لیجائیں مگر ہی میں قیام رکھیں کیونکہ آپ اس راہ  
اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ آپ کو شہد کر دیں و سب دست اور غیر اور تغلقس تہا ہو جائیں اگر انخواستہ آپ کو شہید کر دیا تو فوراً اسلام لے جاؤ گا مسلمانوں کے دل جو آپ  
والسہ میں سکستہ ہو جائیں گے اسی حال پر رحم کرو عراق کی طرف حلوں میں کے واسطے یریدا و رینی اسکیے اور امیروں کی طرف لمان حال کر دوا گیا بھر طریان کے ساتھ  
مختار میں ہا آپ کی اہلیت اور اولاد بھی امن حفاظت سے رہی گے سب کے سب یریدا و رینی اسکیے۔ ہر گرجاں مہری التجا سے دگر نہ کچھ گنا و اسلام لیر المؤمنین حسین



اس حلقہ کو جو اب میں لکھا تھا راجا آیا میری نسبت حق تعالیٰ کی شفقت کا اظہار کیا گیا ہے مجھے سب علوم ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ میں نے ماحصر محمد مصطفیٰ رسول اللہ سے سنا رکھا ہے کہ میں جیٹوں کے لوگوں میں بھی جا چھبوں گا سبھی یہ قوم مجھے کھوڑے کی اور ڈھوڑ نکالے اور قتل کرے گی اور میری ہلاکت میں ایسی بے رحمی اختیار کرے گی جیسی یہودیوں نے بنتہ کے لڑکی کی تھی عمر بن سعید بن معاذ بھی مدینہ سے لکھا واضح ہو کہ میں سننا ہی کتاب عراق طے نہیں اس ارادہ کو ترک کئے۔ کیونکہ وہاں جانا اچھا نہیں۔ اس ہی دنوں میں آپ چچرے بھائی مسلم کو کوہ میں بہید کر دیا ہے اب مجھے اب کا اندیشہ ہے اس لئے یہ خط لکھ کر اسے بھائی بچھی اس سعید کو آپ کی حریت میں بھجوتا ہوں اس کے ہمراہ اب مدینہ میں علی بن ابیہاں براس و امان ہیں آپ کے اہلبیہ کیلئے بھی امان ہے اس کے علاوہ احسان و صلہ اور اچھا ہمسایہ بھی ہوگا میں اس میں ہر خدا کو گواہ کرتا ہوں اور وہی کو دلیل و دلیل ہے والسلام۔ آپ جواب میں لکھا واضح ہو کہ جو شخص اچھا ہے اچھا ہی کی عبادت اور محمد مصطفیٰ کی سنت کی ترغیب لانا ہو مگر اس کی مخالفت نہیں کرتے اور تو بے بھی کچھ کمی نہیں کی کہ مجھے احسان و صلہ اور امان کی طرف ملانا مگر سے اچھی حد کی مہار ہے اور جو شخص میا میں حد سے ڈیرنگا وہ قیام کے دن سپاہ۔ مانگا میں اسے اور تیرے واسطے حد سے ایک عمل کا جو استغفار ہوں جس سے حد صاف ہو اللہ تعالیٰ دیا اور آخر دو لوگوں میں حرلے جیر عطا کرے والسلام۔ اسی آسا میں برید کی طرف سے ایک مظلوم تحریر مدینہ میں آئی۔ بہایت ہی عمدہ استعارے اور ہر قسم کی باتیں کو تھیں جیٹوں میں علی کو تعظیم و تملیپ سے یاد کیا تھا۔ اساعبر اور رتہ داریاں کر کے کچھ فصائل مسافت حامدانی فضیلت اور اخلاق حسہ کا ذکر بھی تھا اس کے بعد راجا تھی کہ جیٹوں مجھ سے موافقت اختیار کر کے اس جنگ حد کو مگر کرنے دوستی و رفاقت میں سے ہیں آئے۔ غرض یہ نہیں بہت طول طویل درج کی تھیں مدینہ والوں نے یہ استعارہ بھرا ایک معمر شخص کے ہاتھ امیر المومنین جیٹوں کی حد میں بھیجئے امام حسینؑ سمجھ گئے کہ یہ استعارہ میرے لکھے ہیں لکھے جواب میں کلام الہی کی یہ بیت تحریر وادی لیسما اللہ الرحمن الرحیم فان کذبوا فقل علی وکم عملکم راستہ پریشوں مما اعل واداری مما تعلمون۔ اب امیر المومنین جیٹوں عراق کا قصد کیا جس جس کو ہمراہ لیا تھا دس دس دیار سرحد اور ایک ایک اورٹ دیکھ کر کہہ اور صفا و مردہ کا طواف کیا پھر اہلبیت کیلئے کھاوے درس کر دئے ترویج کے وقت ۹۔ دی الحی کو مغل کے دن مکہ سے نکلے عر رستہ وارد دست اور ملازم سب ملکر ۲۷ آدمی ہمراہ تھے۔ جب عراق کے دیہات میں تھے ہی اس کا ایک شخص ملا انام جس نے بوجھا تو کہا اسے آتا ہے اس نے حوائج یا عراق سے لو بھادوں کی کیا قیمت اور تجھے کیا کیا حالات معلوم ہیں اس نے کہا وہاں کے لوگوں کے دل اب کی طرف مائل ہیں اور ان کی تلواریں ہی اس کی طرف ٹھکی ہوئی ہیں اور حکم حدائے حلیل کا حکم ہے آپ فرمایا بھائی ہی اسد توجہ کہتا ہے۔ یعمل اللہ ما یشاء و حکمہ ما یرید۔ اللہ جو چاہتا ہے سو کرے اور جس ارادہ حکم دیتا ہے اس نے کہا بھائی درود رسول آپ ہمت کے کما سے ہیں یوم بد عوا کل اناس دام صومر۔ آپ فرمایا امام دو ہیں ایک سیدھے راہ کی ہدای کرتا ہے دوسرا مگر اس کی طرف لیجا تا ہے۔ اور جو گروہ اس کی سروری کرتا ہے وہ دور جی ہے۔ العوض ح لیس عتہ کو امام حسن کی روانگی اور سفر عراق کی خبر ہوئی اس وقت عید اللہ کو اس مضمون کا خط لکھا واضح ہو کہ جیٹوں میں علی عراق کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ وہ فاطمہ کا دنیا اور فاطمہ محمد مصطفیٰ کی بیٹی ہے ہر گز ہر گز لکھ لیا نہ دیا اور نہ تیری دیا اور دین دو برباد ہو جائیگے اور کوئی خرابی ہو اور عائد کر لیا کیونکہ پھر کسی تعمیر سے اس کا عاوصہ ہو سیکے گا اگر لو نے اس کے ساتھ مدی کی تو قیامت تک طاعت کو مادر یگی والسلام۔ عند اللہ کے دل کے خط پر دراتوجہ کی امام حسنؑ حریم ہرل پر پھرا ایک دن قیام فرمایا دوسروں امام حسینؑ کی بہن ریب آپ کے پاس کر کہا بھائی کل تب کو میں ایک عتبہ فارسی تھی۔ آپ فرماتے تھے کیا سنا ریت ہے کہا میں حمیم سے ماہر نکل آئی تھی اور بہت متحرک تھی کیا کیا فازیہ کی اور وہ یہ دونو شعر تھے ۵۔ اہل باعین محمد و من یکی علی السہداء بعدی + علی قومہ یوسفہم المملیاء + مقداد الی الخ اعدی + آپ کہا ہے بہن جو کچھ حکم خدا ہے وہ ظاہر ہوگا اور ہم حکم الہی سے راضی ہیں۔ پھر میں نے کچھ کر کے ثعلبہ مقام پر بٹھرا اور امام حسینؑ کیجہ پر سر رکھ کر کچھ یو بھی سولے تھے کہ سخت بقیار ہو کر اٹھ بیٹھے اور اکھوڑے اس کا بادی تھے آپ کے درند علی اکثر نے پوچھ لے والد سید گوار میری جاں اب برقرار ہو اور آپ کی آنکھیں کبھی آنسو سے تر ہوں میں رو کا کیا سست فرما میں ایک اٹیکھا ہے اور اس وقت کا جواب ہمیشہ سچا ہوتا ہے میں اب بھی سو گیا تھا انک سوار کو دیکھا کچھ میرے پاس کر کہتا ہے بے حسین تم عراق کی طرف چلے میں جلدی کرے ہو اور موت تمہارے تعاقب میں

حلدی کر رہی ہو کہ بہت میں لچائے معلوم ہو گیا کہ موت بہت قریب علی اکبر کو چلائے ماب کیا ہم حق رہیں میں۔ امیر المومنین کہا میں کہ ہم حق ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے علی اکبر نے کہا ہم حق ہیں تو موت سے کیا ڈرا امام حسینؑ کہا نے فرید تو نے دل جس کو دیا اللہ تعالیٰ کھے آخر عطا کرے دوسرے دن صبح کے وقت ایک کئی الوہریرہ اردی نے جسٹس علی کی حد میں حاضر ہو کر سلام کیا اور کہا نے فرید رسولؐ تم سب سے حرم خدا اور حرم رسولؐ سے جلنے لے آئیے تو مالکے اماہریرہ ہی امیر ہمارا مال مار لیا ہے صبر کیا ہمارا حق دیا لیا ہے صبر کیا ہمیں سب کہا ہے صبر کیا اتقل کر ماحا تو میں ہائے کلن یا لے الوہریرہ حد کی قسم میں مایوس کچھتہ سے مارا تو نگا اور میری ہلاکت کے لئے اللہ تعالیٰ اُس لوگوں کو دل و جوری کا لہان سنا گیا ایک مرد ست قوم اسر مسلط ہو گئی جو انہیں لیا دلسل و جوار گچی صبار دست کرد کو حرا کرتا ہے اُس گروہ کی مادتاہ ایک رب ہو گئی وہ انکی جان و مال پر قصد کر گئی اور یہ لوگ حرا و ماحار اس کے حکم کو مانگے پھر امام حسینؑ اُس سرل سے کوچ کر کے مقام توق قیام دیا ہوئے درودن ساعرے حاضر ہو کر سلام کے بعد ایک قلم مارک سر لورہ یا امام نے بوجھا تو کہا نے آتا ہی اُس کے کہا کوہ سے پھر درایت دیا دیا ہاں لوگوں کا کیا حال ہے اور نگئے دل کس طرف میں عرض کی تکتہ دل آپ کی حاس میں در بلواریں ہی امیر کی طرف مگر حکم الہی آسان مارل ہوتا اور صراحتا ہوا یہ ہوتا ہی امام حسینؑ فرما سچ ہے اے اللہ یفعل یا لیساء وکل یوم دھو فی ستاں درودن عرض کی یا حضرت آپ کو دیکھوں جاتے ہیں اور کس سے اُن لوگوں برا عدا کیا حاتا ہوا ہاں کے ماسدے اعتماد کے لائق نہیں ہیں۔ کیا آپ نہیں سنا کہ تہا سے حارا دھانی مسلم عقل کو کس طرح ہلاک کر دیا امام نے دیکھے اور دیا یہ حمد اللہ مسلمہ اقلقد صار لالی لاوحہ و یحامہ و حجتہ و عہد ابدہ اسکا حوض نما اُسے پورا کر دیا اور انکی نہیں کی۔ درودن امام حسینؑ کو رحمت کر کے حلا گیا اور امیر المومنینؑ نے دہائے صحر کے قہر متخاں کے قریب حیمیں ہوئے ایک اپرہہ نصرت اور اس کے سامنے سرہ گڑا ہوا تلوار لنگتی اور گھوڑا تھاں سر رہا ہوا دیکھا پوچھا کیا کسا سر اپرہہ ہے۔ لوگوں کہا یہ ایک کوئی عدا تہیں حوصی کا سر اپرہہ ہے کہ ایسے ایک متکا رجحان میں سرودن حصی کو پھیرائے طلب کیا۔ حجاج نے اس کے قریب جا کر سلام کیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے تجھے نعمت عیز و رفیع عطا کی اور افعال بیکراں تختہ نازل فرمایا ہے اُس نے بوجھا وہ کون حیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشی ہے جو امیر المومنینؑ حسینؑ رسولؐ کے فرید اس حکم کو کس نے غیر واقرا اور انہیں اظہار اور ابائی و موالی اور حرا سب ہمراہ ہیں اور تجھے طلب کیا ہے اگر تو قبول کرے گا انکی مدد کرے گا تو اب عظیم ہاں گیا اور مارا گیا تو تہید دل میں تہاد ہو گا۔ عہد اللہ کے ہاں اسے کوہ سے نکل آیا ہوں کہ امام حسینؑ ہاں نشر لیا لائے اور میں نے مدد کر لی حابی تو کہ کر سکوں گا کیونکہ تمام کو وہ لوگوں کی مینیں بدل گئی ہیں دیا کی محنت میں مسلا ہو کر عہد اللہ رس ریا کے طرفدار ہو گئے ہیں یہ عدا تہمدی کے ساتھ دامن کر سیر اسلام تھا اور آپ کو یہ طالت سادے حجاج نے امیر المومنینؑ کے ماسلس آکر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا عرض کر دیا امیر المومنینؑ اپنے جد رستہ دار اور دھانی سہراہ لیکر اس کے ماس گئے عہد اللہ حضرت کو شریف لائے دیکھا کھڑکھڑا ہوا عظیم و حکیم سے ہیں آما۔ امام حسینؑ کا دست مارک پڑ کر صبر و کھیر بٹھالیا آپ حرد و رالہی کے بعد فرمایا اے عہد اللہ تیرے سہرے آدمیوں جو کسے سٹا مور اور کس تہیں ہیں حلیہ حجاج صحر کے لئے کہ ہم سٹا کے ہوا حواہ اور حواہ و مدد گھر میں آپ ہائے یاس چلے تھے میں اسل مکر و قول کے لئے قتل کیا کسی حط کا جوئے یا تو مکر حط آئے جاہ میں اُن لوگوں کے قول و اقرا کر دیکھ حرم حد سے صحر کیا اور اس طرف یا ران گروں معاملہ دیکھتا ہوں میرے چچا اور دھانی مسلم کی سمیت اٹھارہ ہزار آدمیوں کی اور جنگ کے لئے نکلے جب ارانی سرور ہو گئی یوعس ہو کر میں اُسے علیحدہ ہو گئے اُسے تہا چھوڑ دیا اور سر ریا کے حوالے کر دیا اُسے ٹری ایدادی کے ساتھ تہید کیا اُسے تہا ہوں کہ یہ یہ کی و ماہواری کے ساتھ بڑا ہ کی طرف نل ہو گئے ہیں لے علیہ اللہ تو حوا تہا ہے کہ تجھے جو کچھ کی مادی پلور میں لگی اللہ تعالیٰ ویسی ہی جزا دیگا میں حاتا ہوں کہ تو اس وقت تو کہ تمام گوتہ گناہوں کی بری ہو جا۔ ہم رسولؐ محمد مصطفیٰؐ کی اہلبیت ہیں ہماری امداد کر اور اس معاملہ میں ہمارا ساتھ ہے۔ جعفر ہو سکے ہمارے دشمنوں کو ہمارے معاملہ سے دفع کر علیہ اللہ نے کہا لے فرید رسولؐ اگر کوہ میں آپ کچھ ایسے دوست اور مددگار ہوئے تو آپ کا ساتھ دیتے تو میں سب پہلے آپ کے واسطے جنگ کرتا یا مگر آپ کے تمام دوست مددگار اور سب اعتقاد بدل چکے اور عہدے مل گئی ہیں میں حاتا ہوں کہ آپ یہ گھوڑی طختہ نام ملیں۔ حد کی قسم اس گھوڑی کو میں جس نور کے مجھے ڈالا ہے اُسی کو حایا ہو اور جب اس پر سواری ہو کر کھاکاں لے تو کوئی شخص مجھ تک نہیں پہنچ سکا ہے۔ ادیہ تلوار بھی جس چیز لگائی ہے صاف اس سے نکل گئی ہے۔ یہ دو جو حیران پیری طرف سے قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں تیرے پاس اس گھوڑی اور تلوار کی لالچ سے نہیں آیا ہوں بلکہ یہ دعا ہے کہ تو میرا ساتھ دے اور میرے دشمنوں کے لئے اگر تو اپنی جان کو بے غریزہ کھانا حاتا ہے تو میں





سوار کرادیا اور جل بکھلے۔ کوئی لکڑی راتہ روکا اور چلے سے مانے لکے اہلبیب کا راسہ روکتے ہی امام حسینؑ قصہ سسر پانچہ ڈالا اور کہا اے لبرید کسے تو اس لوگوں میں  
 چلے دیتا تیری ماں ترے سوگ میں تھی۔ خرے جوابے مایاں رسول اللہؐ اگر کوئی اور شخص میری ماں کا نام لےتا تو میں تلوار کی دھارسے حوات تا بگڑا اور آکے ماں کی حرم  
 بہت بُری ہے۔ کچھ نہیں کہہ سکا لیکن بہت ہی عید اللہ کے پاس ضرور بچلو لگا۔ حسینؑ کہا اس بھر۔ حادثہ گوار تیرے ارادہ کی مجھے دراپرواہ نہیں تو کیا کر سکا ہے خرے کہا اگر  
 میری اور میرے لشکر کی حایں بھی اس محلہ میں حالی رہیں تو بھی مجھے گوار ہے میں عید اللہ کے پاس ضرور بچلوں گا۔ امام حسینؑ کہا اچھا اے لشکر سے کلکے سامنے آؤ میری  
 لئے ہمارے ہونٹ علیحدہ ہو کر ترے سامنے آتا ہوں کہ دلوں میں جگ کریں۔ اگر تو مجھے مار ڈالا تو تیرے امیر کی اور تیری مراد رائیگی اور تو مار گیا تو حلق تیرے بچے  
 آرا دو جا نیگی۔ خرے کہا اے اللہ مجھے آسے جگے بدل کرے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ کہنا ہے کہ آپ کے ساتھ سے علیحدہ ہوں یہاں تک کہ آپ کو عید اللہ کے  
 پاس نہجا دوں۔ خدا کی قسم مجھے سخت ناگوار ہے کوئی ایسی بات کہوں یا کوئی ایسی حرکت کروں جو ان کے ماخوس معلوم ہو کر کیا کروں دوسرے کا مقرر کیا ہوا ہوں اور محکوم  
 مجبور ہوتا ہوں اس گروہ سے سمیت کر رکھی ہے اور ان کے حکم سے آپ کے پاس نہجا ہوں اور جو جانتا ہوں کہ قیام کے دن تمام حلقے کو آپ ہی کے مامی شعا سے کی ضرورت  
 پڑے گی میں حیراں و برتاں اور خوف دہ ہوں کہ آپ کے لئے کی موت پڑے۔ پھر شعا کی آمد کیا خاک ہو سکتی ہے خدا کو اسے مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوگئی جس سے  
 حضرت کے جسم مبارک کو کچھ تکلیف نہ تھی تو دما اور آرحب دونوں گہ میرے اسطرحی موجود ہے۔ اور اگر آپ کو عید اللہ کے پاس نہجاؤں تو میں کو دینا حل نہیں ہو سکتا۔ ہاں  
 دوسرا وسیع ہے۔ خدا کی بیاہ میامب کے دن آپ کے مامی شعا سے سے خود میرے بچے کی سبب بھی بہتر ہے کہ اگر کسی طرف بکھاؤں۔ آپ سے علم سے ہیں بلکہ کسی اور غیر مشہور  
 سے کسی اور سمت کو چلے جائیں اور میں عید اللہ کو لکھ دوں گا کہ حسینؑ کی اور طرف جلا گیا مجھے نہیں ملا۔ پھر تو مجھے آپ کے مامی شعا کی کچھ امید بانی رہیگی اور اے حسینؑ میں  
 قسم لیتا ہوں کہ اسی جاں برجم کو کوہ بجاؤں آپ کہا اے حکایت تو یہ بات اسلئے کہتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ خرے کہا ہاں اے فرید رسولؐ میں دراصلی شکل در نہ نہیں ہے  
 آپ سلامتی سے کہ کو داس چلے جائیں میرا مونس حسینؑ سے اسے دوسو سال کہا تم سے کوئی شخص اس سابع عام کے سوا کوہ کے اگلی غیر مشہور سے بھی واقف ہو طراح بن  
 عدلی کہا اے فرید رسولؐ میں یکل در استہ سے بھی واقف ہوں آپ نے فرمایا اچھا اس اسے سے لگے آگے رواہ ہو کر میں لیل طراح آگے ہو لیا اور امیر المومنین حسینؑ کی نسبت  
 و اصحاب اس کے پیچھے چلے دوسرے دن طراح نے مقام عدلی مات نہجا و قیام کرنے کے بعد دیکھا کہ جیسا کہ اس کے اس مقام پر نہجا ہے امام حسینؑ پوچھا ہمارے  
 پیچھے پیچھے یہاں تک چلے آئے کا کاسا سے کیا لوے۔ کہا تھا کہ غیر معروہ است سے آپ جہاں جاہیں چلے جائیں ہم یہاں چلے آئے اور تو کسے ہمارے تالیاں قدم چلے یہاں نہجا  
 خرے کہا حاکم پاس گھبر سے رواہ ہو گئے تھے تو عید اللہ کا ایک اور خط آیا حسینؑ مجھے رول اور کم ہمت کہہ کر سخت تاکہ اور ملامت کی ہو کہ امام حسینؑ کو کیوں چلے دیا اور میرے  
 پاس لایا حسینؑ کہا اب میں بیوہ چلے دے۔ خرے کہا ہر گز نہ جانے دوں گا۔ اب میرے فالو کی بات نہیں رہی یہ قاصد عید اللہ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے کہ میرے ہمراہ  
 رکھ کر ایک گفتگو اور کارروائی کو اس سے چاہئے امیر المومنین حسینؑ کے دوستوں میں سے ایک شخص میرے قسین کلی نے کہا آپ میں حارب دید مجھے کہ ایسے جنگ کریں نہیں کہ  
 کے موقع پر جو جو کے معاملہ کر لے کی است ایک ساتھ لڑا کچھ مشکل نہیں آپ فرمایا یہ سچ ہے کہ میں لڑائی میں پہل نہیں کر سکتا مگر یہ لوگ لڑائی شروع کر دیں تو میں ان کے  
 دفعیہ کے لئے جنگ کروں گا۔ اور صاف ہے کہ اس وقت ہم کو لڑائی کی طرف رواہ جو ہاں کیونکہ وہاں سے درگاہ فرستے یہ لوگ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی اُسے جنگ کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے  
 حواسگارانہات ہو گئے۔ اجسرت کی آنکھوں میں شک بھر لے اور آپ اسی حکم قیام فرمایا۔ خرے ایک بڑا سواروں سمیت مقابل میں نہجا۔ امیر المومنین حسینؑ نے قلم دیات اور  
 کاغذ لگا کر ان کوئی سرداروں کے نام دے دئی اور وہ کی امید تھی اس میں معمول کے خط لکھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ علیہ السلام بن محمدؑ  
 مسیب بن نجہ رفاعہ بن شداد و عید اللہ دال اور جماعت مومنین کو معلوم ہو کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو جو حرام مالوں کو حلال سمجھتا اللہ تعالیٰ  
 کا عہد توڑا رسولؐ خدا کی قسم کو مٹا اور طوق خدا کے ساتھ ظلم اور گناہوں کے ساتھ زندگانی نہ کرے۔ اچھا مجھے اور ان کے قول و فعل کو سن کر اے اللہ کے دربار سے انکار کرے  
 اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں لیکر جائے۔ ہمارا حق نہیں لیا۔ گناہ میں شیطان کی فتنہ داری کرنے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت لے کر اللہ کو



حلال اور حلال کو حرام سمجھنے میں اور من اسے مانا کی حالات کیلئے اس سے بہتر اور حق دار ہوں۔ تم نے جو خط مجھے بھیجا ہے اور قاصدوں کی رانی وعدہ کئے ہیں وہ سب میں یاد رہی ہوں گے۔ اگر کم اسے وعدوں کو پورا نہ کر دے اور غشکی گوشت اور مٹی تو یہ پور بھی مجھے بعد نہیں ہیں میرے بھائی اور چیرے بھائی مسلم کے ساتھ تھے ایسا ہی کیا انکی مخالفت اختیار کی جو شخص بہتار اور فلوں پر پھر و سر کرے یا بہتارے تول کو سج سمجھے وہ معذور ہے ومن دکت فالعنادک علی نفسه وسیدعی للہ علمکم والسلام میرا جس خط کو سدر کے چمپکا دی اور قیس بن جبریل لوی کے حوالہ کر کے فرمایا کہ وہ پہچان کرے نامی اسی خاص کو دیا دیدیں کہا سدر جسم اور وہ خط لیکر کا س کو درواہ ہوا عبد اللہ نے میرے بہت احسان راستوں پر سفر کر رکھے تھے کہ بہت ہونٹاری سے حرلیہ ہیں کہ حیث بن علی کی طرف سے کہ انی حصص لئے تو نے میرے پاس بکڑ لائیں قیس کو وہ کے قرب محکمہ دور عبداللہ کے ایک ملازم حصص بن میر کو دکھا اس سے ڈر کر خط خاک کر دیا حصص نے اسے ساتھیوں کہا میں کسی بکڑ لائیں اور خط کے برے اٹھا لیں۔ میرے عبداللہ کے پاس لیگئے اسکا اور خط خاک کر دیے کا حال سنا اب میرا بیوہ کو اپنے اسے کہا علی بن اسباط کے گروہ کا ایک آدمی ہوں بوجھا لوے خط کیوں بھاڑا الکاہل اسنے کہ اسکے مصحف سے تو واقف ہو جائے پھر بوجھا وہ خط اسے لکھا تھا کہا امیر المؤمنین حسن بن علی نے پھر بوجھا کہ تنصوص کے نام تھا۔ کہا کوہ کے ان لوگوں کے نام تھا جن میں میں حصص اب میرا بیوہ عصاک ہو کر قسم کھائی کہ تو میرے سامنے سے کالے مانیکا حد تک نہ تارا گا کہ وہ خط کن تنصوص کے نام تھا یا میرے خط علی اور حسن اور حسن کو سخت شست نہ کہنگا این دولو مالوں میں ایک باب احصار کر لی جاے تب میرے ہاتھ سے رہائی ماسکا ہو۔ درمیان میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دو گا دیدیں کہا میں ان لوگوں کو جو حصص ہیں حکم امام حیث نے خط لکھا تھا ابہن سطح تاسکتا ہوں با سخت شست کہا بہت آساں مات ہے یا او کتابا ہیں میرے ٹھیکر ویسا ہی کہندو گا۔ سیریا دے حکم دانا کہ اُسے جامع مسجد میں لیا کہ تمام خلعت کے سلسلے میرے ٹکڑے بنا کر وہ سب تنصوص کو سنا کر علی اور اسکی اولاد پر بس دسترا کہے قیس کو مسجد میں لیا کہ میرے ٹکڑے دایا اور لوگ آئے لگے تمام مسجد را دیوں کے پھر گئی قیس نے میرے ٹکڑے ہو کر سب اچھا خط ہے میرے مضطرب درد و عجز کا اہلبیت موت کی تعریف و توصیف کی اور امیر المؤمنین علی حسن و حسن برادر و عجز کا تمام اہلبیت کی مدائح اور اوصاف جملة طاہر کے پھر عبداللہ اور اسنے مالے یاد راوری ہمد خلعت بھیجکر امام حیث کا تمام حال کہہ سنا اور آپکے بہت سے اوصاف و اکرام سنائیں کہ کے لوگوں کو سعیت کی ترغیب ملی۔ لوگوں عبداللہ سے خیال تھا کہ حکم دانا کہ لائیں اور کو ٹکڑے لیا کر سرگون گراؤں جس سے سٹہ پاں جو جو ہو جائے یہ یک صبح ہادت پاکر حب الہی کے ساحل حال ہو گیا امر المؤمنین حسن بن علی سے آگاہ ہو کر دانا عبداللہ و اما اللہ احسن اور بہت دیر تک دتے رہے اور کہا اللہ تعالیٰ قیس پر رحمت مارل و ما ئے اس نے اس اوصاف ادا کر دیا خدا نے ایک حرا عطا کرے آپکے اصحاب میں سے ایک حصص ملال بن مایع نے عرض کی یاس رسول اللہ تمہارے ماما محمد مضطرب عام لوگوں کو اساد دوست۔ سا سکے بعض آدمی آپکے بچے دوست تھے اور کچھ منافق تھے ظاہر میں زما لوں سے دوستی کا جو کیا کرتے تھے اور کچھ لوگ اپنے دلوں میں عداوت کو نوتیدہ رکھتے تھے ہی آپکے والد علی مرتضیٰ کی کیفیت بھی کچھ آدمی آپکے دوست اور بوجھاوا تھے دماسرداری اور اعانت پیش آتے تھے اور بعض ربانی دعویٰ کرتے رہتے تھے۔ اس جو شخص اپنے عہد کو توڑ ڈالے اور آپکے خلاف بول جائے وہ اسکا دلاد کچھ ہی لگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آلے رد کر دے۔ اپنے شر و مزاج طرف عالم احباب ہم خدمت شکاری کے لئے موجود ہیں۔ ہرگز آپ خدا ہو گئے اور حکم الہی مرا صبی رہیں گے۔ ہمارا دوست وہی شخص ہو گا جو آپ کو عمر سمجھے گا اور جو شخص آپ کو دشمن جانیکا وہ ہمارا بھی دشمن ہو گا امام حسن نے دعا حیردی کہ اسی اولاد بھائیوں اور حامدان کو اپنے سامنے طلب کیا اور انکے ہر سپرد کار کو روئے لگے اور کہا اے خدا ہم تیرے پیغمبر کی عزت میں ان لوگوں میں گھر سے کالا بھرا مکہ حرم سے علیحدہ کیا۔ سی امیہ ہمارے قتل و گرفتاری اور ظلم و ستم میں درا کوتاہی نہیں کرے۔ لئے خدا تو طالموں ہمارا دلائے۔ ایک اور وہاں سے بمست کر بلا سحر کیا منزل منزل حلے جاتے۔ سدہ یا محبوب کا دن دوسری محرم شعبہ جاری کو وارد کر بلا ہوئے امام حسینؑ پوچھا ہی زمین کر ملا ہی ہوا ہوں کہا ہاں ہی میرا ان کر ملا ہی آپ کو یا ہاں یا بندگی اور بصیرت کی حکم ہے ہماری قلنگاہ۔ ہمارے لوگوں کا احاطہ اور ہمارا دلوں کی جائے جواب یہی حکم ہو گی! یہی خاک ہمارے خون ہیں اسباب کو دنیا و مات کے کنارے ایک طرف تارا اور خیمہ کھڑے کئے بھائی اور چچا را بھائی ہر ایک اپنے اپنے واسطے ایک جیمہ لگاتا تھا اصول امام حسینؑ کے جیمہ کے گرد آپ کے دوستوں اور محسوس کے جیمے ہو گئے۔ سب اپنے جیموں میں رام سے لیٹ رہے اور امام حسینؑ اپنی تلوار کی صفائی میں مصروف ہوئے غلام اور بخاری آپکے پاس حاضر تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے انکار فرمایا ہر تم با جداد اف لاك من حلیلی + کم لاك بالاشراف + لا حلیلی + من طالبی صاحب قلبی + ما اقرب لوجد من الروحی + ولا

حی سالٹ السیل + واسما الامرا لای الجلسل + آب کی ہوں ریسلم کلوم نے آدرا کر کہا ہے بھائی کیسی آدرا ہے حویہ قتل کا یقین کے ہوئے ہر حوت  
 سے فرمایا ہے ہن لو ترک القضا لمام ریٹ نے کہا واسکملہ لے کاس میں مرعائی اور میں مد کھتی میں نے لے ماما محمد مصطفیٰ کی وفات دیکھی ایسے ماب علی کامر ماد کھیا  
 اسی ماکن ماکیرہ ماں فاطمہ ہر اکاسر سے گر جائے کاللم سبا۔ ایسے مابے بھائی جس کی شہادت کی مصیبت تھیلی اب بھائی جسٹ خود یاس باقی رہ گیا ہر مجھے ایسی حسرتا اور  
 لے اتعال کی جرتیا ہر۔ ہائے میں لومرئی اسوس مصیتوں اور لاؤں کی مجھ متلا کے حال یراموس۔ اور اسی قسم کے کلمات و مالی اور ولی بھیں بام اہلب ایکے ساتھ  
 ملکر دے لگے۔ ام کلثوم کا سیاں تھا د محمد اوعلیا لور کیا اما عبداللہ امام حسین اہلسلمی وائے اور کہتے تھے لے خواہر کر اور مصی الہی یرامی رہ کیونکہ خدا تعالیٰ نے میں سے  
 لیکر آسمان تک سی سے کو بہتگی کی ریدگی عطا نہیں کی۔ کسی کو عطا کر گیا سنا ہو جائے صرف ایک اب مال کے سوا تمام مخلوقات ہلاک ہو جوالی ہے سب کو اُس نے  
 اپنی قدرت کاملہ سے سید کیا ہر اور کئی اسی مصی اور ارادہ کے مطابق میت و مالود کردنگا مرے ماماں مایہ اور بھائی مجھ سے بہتر اور زیادہ غیر تھے اسی طرح وہ بھی ہاں  
 سیکر میں ملگے تمام دیا والوں کو حسب محمد مصطفیٰ اسی کی وفات کا خیال ہی موب بر صولانا ہر بھرا تا دیکھا ہے ہوں ام کلثوم لے ریسلور لے فاطمہ جب مجھے ڈالیں  
 تو برگر کرے۔ بھار مامہ۔ لوجا اور ایسے کلیمے رماں۔ بگا لدا ہے حدرامی ہیہی ایسی اتسا میں مخری آہنجا اور حسب کے حیوں کرار اسما حمید لگایا اور عبداللہ میں زیادہ کو  
 خط لکھ کر حیث کے وار کر لیا ہوں اور دیا م کرے سے مطلع کیا عبداللہ میں زیادہ امام حسین کو خط لکھا کہ جس میں سہا ہر کے کر لاکے وصل تمام کیا ہر اور آج ہی رید کا خط مرے  
 پاس نہ تھا ہر اور حکم ہاں کہتے تھے کہ کو دھل جو کہ دونوں سر بر سوڈوں۔ کھالے کا ذکر کھیوں یا آٹسکی و اسرار کی احصار کر کے جب کریں والسلام حب یہ خط آپ کے پاس نہ تھا  
 تر صکر ہاتھ سے ڈال دیا اور کہا وہ قوم ہر گر فلاح۔ مائنگی جو مخلوق کی حوامدی کسلے حالی کی مارامی احصار کرنی ہے عید اللہ کے قاصدے خط کا حواں بگا آئے فرمایا اس کا  
 جواب کچھ نہیں۔ دون حقہ علم۔ کلمہ۔ اللہ اب فاصد حوات لے لیر والس گنا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اس زیادہ سے سیاں کو دیا رہ رادہ عصداک ہو کر لیرا لیرا  
 اور دونوں سے لولا کہ جسٹ کو جس طرح ہو سکے مل ہی کر سا ہائے ہم میں کون تحصیل میں حدت کو لے دہم تھا اور جسٹ کو قتل کرنا ہے میں اسکے صل میں جو تہر اور علاوہ مانگو گے  
 دو گنا کی سچس اس باب کا کچھ حوات دیا۔ اسی دن عمر سع کے مام ایک ناں جاری کیا اور تہرے اور اسکا لواج عطا کر کے حکم دیا کہ وہاں جا اور حرا یوں کو در کر عمر سع کے رماں لکر  
 اس طرف حاما جانا اس رادہ نے کہا لے عمر لے دیکھا کہ کسی نے امام جسٹ جگ کر کیا ارادہ نہیں کیا ہر ہے کہ لو اس ہم کو اکام لے اور جسٹ لڑے کیواسطے جا۔ اور اس طرف سے  
 مجھے مطمئن اور فاع کر کے پھر تہرے کی حکومت یرا ما اس کا کر کہا لے امیر اگر تو مجھے جسٹ س علی کے معاملہ جالے سے مخاف رکھے تو بہت ہی بڑا احساں مالو گنا اس یاد  
 لولا اچھا میں معاف کیا مگر یہ ماں دالیں بکریاے گھر میں ہوئے کیونکہ یہ علاؤا سنی شخص کا حق ہر جو حیث میں علی کا کام تمام کر گیا۔ عمر نے کہا تو مجھے ایک ن کی جہلت دی  
 کیا میں مکر و اچھی طرح سوچ سمجھ لوں اس رادے اجارت دی اور عمر نے لے گھر آکر دوستوں عزیزوں اور بھائی سدوں سمجھو کہ کاسی اچھا جا ما کہ وہ جسٹ کے قتل کیواسطے  
 جانے سے لے ڈرایا۔ عمر ہر جبرہ حواسکی ہن کا بھائی بھائی اسکی طرف متوجہ ہو کر لایا ہر جو جسٹ لڑے اور لے قتل کر کے کا فعل لے دہم لیا ور یہ لوگنا و عظیم کامرک ہو گا  
 حد کی قسم اگر دیا میں تیرے ماس کچھ بھی مانی رہے لو اس سے ہر ہے کہ و آخرت میں حیث کا خون گردن بر لیکر جائے۔ عمر سن کر خاموش تھا اور اسکا دل کلوم سے سے بار  
 نہ آتا تھا۔ دوسرے دن لوٹ صبح میں زیادہ کیا سن یا اس کو بھارتی کیا لے قرار مانی۔ کہا لے امیر لے پہلے انعام عطا کیا لیرہ حیث میں علی کا تذکرہ کیا۔ لوگ مجھے پر کیا  
 دیکھے اگر تو آج مجھ سے دیاں دالیں لیلیگا لو مجھے بدامت حاصل ہوگی تو ہر مانی واکر مجھے حیث کے قتل کیواسطے۔ بھیج اور سے کی حکومت میرے ہی پاس رہے نہ کو میں اور سے  
 مامور سردار اسادس حارہ و محمد بن اشعہ اور کثیر بن تہان غیر موجود ہیں میں سے ہر شخص اس حدت کو مسطور کر کے امیر کے دل کو اس طرف سے مطمئن اور فاع کر دینا براہ مہربانی  
 مجھے امام جسٹ کے قتل سے معاف رکھ اس زیادہ لے کہا لو میرے سامنے سرداران کو دکا مام لیتا ہے وہ سب ہری لطیف میں اگر تو اس فکر سے مجھے مطمئن کر دینا لو میرے نزدیک  
 تو بہت ہی عزیز ہو گا ورنہ لے کا فرمان دالیں کر کے لے گھر جائیے پھر میں تجھے کسی کام کی تکلیف نہ دینگا عمر سراج ہو رہا اور اس زیادہ لیرا میں ہو کر اگر تو بھائی کا  
 اور جسٹ جگ کر کے میرا حکم بجا۔ لایا گا لو میں تجھے ابھی قتل کر دواں گا اور گھر لٹاؤ دو گا۔ بعد میں کچھ ہی کیوں ہو۔ عمر نے کہا جسٹ اسکی صورت پر ہی اندر صورت اللہ تعالیٰ





میں اہل کوئی درجہ اس پر کہ بے شک حاکم دنیا میں میرے لئے کے حدودہ لوگ عدول سے گھر گئے اور اقرار اور رے گئے سب سے میں ابھی مکہ کو واپس جاتا ہوں حیثیت میں علی کی پیر گزشت ہے جو تحریر کرتا ہوں اور وہ دالہ اس کا قصہ لکھا ہے یہ ہتھے اختیار ہے تیری آگاہی کیلئے لکھا گیا ہے والسلام۔ جب عمر بڑھ گیا یہ خط میں زیادہ لکھا کہ دیر تک سوچتا رہا اور لولاب ہمارے کچھ میں شکر و اچل ریکا ارادہ رکھتا ہے یہ جاہ ہوگا کہ اس جیل سے ہمارے ہاتھ سے بچ کر نکلائے جو اس میں لکھا اسکی باتو سیر دراتو حکم اس خط کے دیکھتے ہی حقیقت سے یرید کی محبت کیلئے کہ اگر وہ سطور اور قول کر کے محب یرید اختیار کر لے تو اور رائی درہ خط ہو سکے لئے میرے پاس نہجا والسلام۔ عمر سحرے اس تحریر کو پڑھتے ہی کہا انا اللہ دانا الیہ احوں۔ اس میں ہم کا انجام تھا جو خورالہ میں حیثیت سے یرید کی محبت کیلئے کی سب جیسا کہ اس رادے لکھا تھا کچھ کہہ لکھا کہ وہ کھلی سمجھا تھا کہ اس گفتگو سے کچھ فائدہ نہیں حیثیت میں علی پرگز یرید کی محبت اختیار کر لگا عید اللہ اس حکم کی روانگی کے دوسرے دن صاحب مسجد کو وہیں حاکم لوگوں کو طلب کیا احب حاضر ہو گئے عمر پڑھ کر جو دراتو رانی کے بعد مصطفیٰ پر در و دھجھا اور کہا لے لوگو تمہارے کرد و فعل الیہ سمعنا کو آ رہا ہے لکھا تھا و ماطل سخی اور میری ہر حال میں دیکھ لیا ہے کہ تمہاری دلاری کرتے ہے میں یرید کی ایک حویک میں اور جو اس عہد سے اور عہد کے حق میں اسکی لطیف کرم اور جو دوسرا رحم و انصاف و حسن لوگ سے بھی کم آگاہ ہو۔ عام اقسام کے قتلہ و فساد اور ملاؤں کو استحکام سلطنت کے واسطے درکنا اور ہر طرف راجہ دارام کا دور ہو گیا راستوں کا حطرہ جاتا رہا لے رانہ میں مسعودوں اور کسروں کے قتلے سار کر دئے مال و دولت کی کثرت حاصل کی درادالی پرستم کی برکتوں کا رذل۔ سواہوں اور وطنیوں کی ترغیبات معاش اور ررق کے طریقوں کا دوامی انتظام جو محض اسکے اطلاق حسد اور عادات کیا ہے سے وقوع میں لئے ہیں تھے پڑھ نہیں ہیں۔ آج اسکا دماغ آیا پڑھتے حکم ہے کہ تمہارے حال سے زیادہ ہر مانی کوں تھا ہوں اور وطنیوں میں ایک بیار کی حکمہ سو سودیا رٹھا کر تکمیل کوں اور ہمیں اسکے دس حیثیت میں علی سے لئے کیلئے سمجھوں تم ان باتوں کو جس دکھ اور اطاعت و فاسداری سے میں آؤ والسلام۔ عمر سے آخر حکم دیا کہ جو حوں کو رد مال اور رسد کا ساماں عطا کیا جاو کہ وہ جنگ کی تیاریاں کر کے دس گر ملا میں عمر سعد سے حاملہ حیثیت میں علی سے لئے کیلئے سب پہلے جو مامور تھے مادہ ہوا وہ عمر سعدی الحوش تھا جابر ہر اسوار لیکر عمر سعد سے جلا لیا اسکے پاس نو ہزار سادہ ہو گئی۔ یزید بن زکاک کلجی دو ہزار کی جمعیت لیکر گیا۔ اسکے بچے ہی بچے ایک اور سردار حصین بن یحییٰ کوئی حارہ ہر آدمی لیکر تھجا یہاں سے فریہ ماری تین ہزار ایک در حصین و ہزار کی جمع سے حاملہ بھرا اور اسوار یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے عمر سعد کی فوج کی تعداد میں ہر سو گئی اب عید اللہ نے آدمی بھجھا کر سیت رنجی ہو گیا تھا حیثیت میں علی سے جنگ کر کے کیلئے مستعد ہو جاوہ حدت مارا ص ہوا۔ کوئی مہانہ مایا احکام کار لے آپ کو ملخص مایا اور جواب میں کہلا بھیجا کہ میں امیر کا دوسرا سردار ہوں مگر مجھے صعب لائق ہے۔ ہر بانی و مکر مجھے اسی مہلت دیا ہے کہ عارضہ خانا ہے جسوقت صحت حاصل ہوگی امیر کے مایکے مطابق حاکم عدوت کا لاؤنگا۔ عید اللہ نے لکھا تیری بیماری کا حال مجھے خوب معلوم ہے مایہ میں اور اس گروہ میں شامل ہو چکی سنت کلام میں صراحتا ہے۔ واد العوالدین اموا قالوا اما زاد احوالنا سیاطیلم قالوا اما حکمنا اما نحن مسہرؤف اگر حیثیت میں علی سے لئے اور عمر سعد سے حاملے کے ساتھ عمر سعدی و اسرار میں مد بطر ہے لولاعدر لمحت تمام جلا جا۔ یہ پیام سکر سنیت سے گیا کہ ہانا کھر گروہ اور عید اللہ میری سادٹ سے واقف ہو گیا ہے۔ ڈراما غشا کے وقت کرائے کے جہرہ اور رنگ کو تمیز کر کے عید اللہ کے پاس گیا۔ وہ اُسے لے آئے دیکھا جو جس ہوا حرا کبکریے پاس اٹھالیا اور کہا لازم ہے کہ تو آج رات ہی کو ساماں سو در س کر کے علی الصبح ایک ہزار سواروں کے ساتھ جلا جا اور عمر سعد سے جا مل سنیت لے کہا امیر کا حکم ہے اُسے محالہ لاؤنگا۔ دس دن صبح کے وقت ایک ہر اسوار لیکر عید اللہ کے پاس ہر اسوار و دو ہر کم کے حجاب بن جو کو ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ ویدیالہ العوس عمر سعد کی فوج میں نہیں ہر اسوار و پیدل ہو گئے اب عید اللہ نے عمر سعد کو حاکم لکھا کہ حیثیت میں علی سے جنگ کر کے لے اب کوئی مہانہ نہیں رہا۔ فوج کی کمی کی تکلیف تھی سو اب بھی میں رہی تیرے پاس نہیں ہر اسوار و پیدل کی جواز فوج موجود ہے جو ہر طرح سے سار و ساماں اور واسطے سے مکمل اور آراستہ ہے اب تیرا تمام انتظام در س ہو گیا ہے لازم ہے کہ تمام حالات سے جو امام حیثیت کے ساتھ تھے سنیں تیں مثل جنگ حدال دعوہ سب مجھے مطلع کرتا رہے۔ ہر روز صبح اور تمام کے وقت میرے پاس تیرے قاصد پہنچتے ہیں اور تیری تحریریں مثل حالات و واقعات مجھے ملتی ہیں۔ اسلئے تمام کو نہایت ضروری اور فرض سمجھتا و السلام۔ عمر میں قسم کی اور اور ضروری تاکیدیں لکھ لکھ کر اور قاصد بھجھا کر عمر سعد کے حالات کے مطلع ہونا اور اس ہم سے بہت و محنت فایز ہوئے کی تہیکر تار ہا اور عمر سعد حیثیت میں علی سے جنگ کر کے لکھا کہ خود اپنی گردن پہنے سے ڈرنا اور بھجھا تھا ہنا شک عمر سعد کے جیوں پر گز گئے



عید اللہ ہر در خط رحطی حکم عمر سعد کو قتل امام حسین کی تعزیت بحریص دلا مار با قصہ کوتاہ عمر سعد کا لشکر اب کے کنارے آٹا امام حسن اور ان کے دوسوں کو مانی سے روک دیا۔ اسلئے آپر تنگی نے علم کیا امیر المومنین حسین سے تشریف اور عور لوں کے چہرے سے محاسبہ اُمس قدم چکر میں کھودی نور پانی کا ایک حسمہ ہاں صاف اور جو سگوار شیریں برآمد ہوا۔ اسے حکم دیا کہ سب لوگ پانی لی لیں درنگیں بھریں جس سے میرا ہو گئے اور تنگیں بھر کر چلے گئے وہ جتنے اسی جگہ ٹھہر گیا اور پھر کسی نے اسے یہاں عید اللہ کو بھی یہ خبر لی اسے عمر سعد کو لکھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علی اور اس کے ہوا ہوں کو میں کھود کر مانی حاصل کیا ہوا اور اب میں کوئی تکلیف اور دوس میں نہیں آئی ہوں اس خط کے پہنچنے ہی حیش بن علی اور اس کے دوسوں کو کوئیں کھودنے سے روک دے اور ایک منظرہ پانی حاصل نہ کرے جس طرح ابھول غماں کو مانی نہیں یا وہ بھی انکو مانی کا ایک منظرہ ریا ورات سے پیے دے اس حکم کے پہنچنے ہی اس حیش بن علی کے حلاوت یادہ سعی اور سعی اختیار کی اور دریا وراں رہے ٹھانے کا انکی لڑائی برے پڑے پائے پھر اپنی گروہ میں سے عمر بن حجاج رسی کو سوار دریل دیکر کہا کہ تو رات کے گناہوں کی حفاظت کر اور حیش یا کسی ہمراہ کو ہر گز ایک قطہ مانی نہ لیے دے۔ پھر ایک درخص کو ندا کر مادی کرادی کہ اے میرا فاطمہ فرید رتوئی اچھے اس مانی کا ایک منظرہ لیجئے گا تاؤ دیکر موت کا دالہ چکے گا یا عید اللہ میں راد کی وراہداری اختیار کر گیا امیر المومنین حسین نے آوارس کو کہا تو کوں سمجھ ہے جو یہ صدادے رہا ہے اس کہا میں عمر الرحمن بن حصین اردی ہوں آتے مایا اللہم اقلد عطا وکافور لہ ادا ایسی لے صلاتو اسے یاس سے ہلاک کر اور اسے کھسی بجیو رایت پر کہ وہ مدحت یار ہوا اور تنگی اسعد عالم ہوئی کہ سعد پانی ملاتے تھے یاس میں راکھی ہوتی تھی اور وہ یاس ہی یاس بکارا ہوا مالک درج کے حوالے ہو گیا۔ قصہ حیش اور اصحاب تنگی کا بہت علم ہوا اسے اپنے خبر بھائی عباس بن علی کو کہا اور میں سوار اور تنگی میں مل گیا کہ یاس تنگیں لجاؤ اور دیکر ورات سے لحد عباس بن علی نے مٹو کر لیا اور اس گروہ کو میکوریا ورات کے کنارے آئے عمر پرہ دار تھا پکار کوں شخص مانی لیتا ہو۔ ہلال بن یافع نے کہا میں تیرے جگا ٹیٹا مانی سے آہوں۔ عمر نے کہا مانی سے مجھے گوارا ہو۔ ہلال نے کہا اے عمر کھچو لے میں کس طرح مانی لی سکتا ہوں حکم حیش بن علی اور اس کے دردماس سے ہلاک ہوئے حالے ہیں عمر نے کہا مجھے حالات علوم ہیں مگر میرے بس کی بات نہیں میں مقرر کیا ہوا ہوں اور محکوم محصور ہوتا ہے ہلال نے ایسے دوستوں سے کہا آؤ یا بی بھرو۔ عمر بھی سمجھ گیا کہ حیش کے دوست مانی لیے آئے ہیں۔ روکے کے لئے جنگ میں آیا حیش کے دوستوں میں سے کچھ لڑے لگے اور بعض مشکوک کھڑے میں مصروف ہوئے ادویاتی سے سیراب ہو کر بھری ہوئی مسکس لیں اور صبح سلاط داس طے آئے اس سے کوئی شخص ہند نہیں ہوا اور عمر کے حطر و دار مارے گئے امام حیش کے ساتھی ان مسکوں کا پانی سکر سار ہو گئے دوسرے دن امام حیش نے عمر سعد کے پاس آدمی بھکر پیغام دیا کہ تجھ سے کچھ کہا ہے راب کیونہ مجھ سے ملنا اور میری باتیں سن لیا۔ عمر ایک مہینہ سوار ہوا ہراہ لکڑیے لشکر گاہ سے نکلا امیر المومنین حسین نے اپنے ہمراہی سواروں سے کہا تم پرے ہٹ کر پڑو وہ پرے سرگئے۔ عباس بن علی اور علی اکبر آپ کے ساتھ ہے عمر نے بھی اپنے ساتھ کے سواروں کو اسی طرح بھیجے ہٹا دیا۔ اسکا علام لاجن اور شیا حصن اس کے پاس ٹھہرے رہے امام حیش نے فرمایا اے عمر سعد تجھ کو موس ہو کیا تو اس حد تک جسکی طرف تمام مخلوق مرکر رجوع کر سوا مانی ہے نہیں تو رات اور مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہو حالانکہ تو حاتا ہو کس کوں شخص ہوں تو اسن داجلا دریا منرا کام سے باز آ اور جس کام میں میں اور دنیا کی بھلائی شامل ہو اسے اختیار کر میرے پاس چلا آ۔ اس مگر اس سے نکل اس مکار و بنائے مجھ اور تجھ سے بہت شخصوں کو دیکھا ہے اسمر و ر ہوا دینھیں کر کیسی اور سلاسی اسی امر موقوف ہے جو میں تجھ سے کہہ رہا ہوں۔ اس نے کہا سچاں اللہ آپ بہت ٹھیک بات کہی ہو لیکن آپ کے پاس جے آئے میں اس بات کا اندیشہ ہی کہ میرے مکان کو بر باد کر دیگے حیش نے کہا سچاں اللہ یہ کیا ہوں ہی اگر عادلانہ مصلطے کی دوسی کے سب سے یاس تیرا مکان بر باد کیا جائے تو بھی کچھ نقصان کی بات نہیں اس کے عوض بہت میں تیرے لئے کئی محل تیرے جائیگے۔ علاوہ اس جب تو میرے ہمراہ رہیگا تو میں تیرے موجودہ گھر سے بھی اچھا گھر نوادونگا۔ عمر نے کہا میرے پاس در حیر اور شاداب ملک ہے میں بر باد لئے ضبط کر لیا اور میری اولاد مجھ پر بچائیگی امام حیش نے کہا اس سے بھی مطمئن رہتے اسکی عوص میں سے بھی زیادہ در حیر اور سرور شاداب کی وہ حلال سے حجاز میں عطا کوں گا عمر سکر فاش ہو رہا کچھ جواب دیا امیر المومنین حسین نے کہا دیکھو آپ جس نے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے اور عاقبت میں تجھے میں اللہ تعالیٰ نے فضل سے امید کرتا ہوں کہ تجھے عراق کی گہیوں کھانی نصیب ہوگی عمر نے کہا اے حیش اگر میں اس کے عوض ہو ہی کھاؤ گا۔ لیکن لے شکر گاہ کو اس چلا گیا۔ دوسرے دن علی الصبح ابن زیاد کا ایک مانی عمر سعد کے پاس پہنچا

حسین سحر شمس اور ملامت کرے ہوئے اُسے ردال مکرورے بہت لکھا کھلا اور لو جھٹکا کا استقدر دیر اور تامل کو واسطے کر رکھا ہوا اور کیوں حیل ڈال رکھی ہے اگر حسین اور  
اُن کے دو سپریدی کی سمیت اختیار اور اس کی دواسر داری قبول کریں تو ضرور میرے پاس بیٹیاں لشکر موجود ہے حملہ کر کے سب کو قتل اور اعصابیدہ کر دے کیونکہ وہ اسی سر  
مستحق ہیں اور اگر تو اس کام کو کیا اور حسین نے راسد نہیں کرتا تو اس خط کے نتیجے ہی تو دونوں کی حکومت اور امیر الامرانی کا عہدہ ہمردی الحوش کو دیگر جو علیحدہ ہوجا رہے نہرو  
سر دار لشکر کیا ہو چیش کا معاملہ ابھر چوڑے بچے مخیر نے عطمت و نزرگی عطا کی مگر بھی یہی سمجھا تا ہوں کہ حیثیت کے جنگ کا فیصلہ اور حالت کر کے لئے قتل کرتا تھا خدا دربار  
اور اطاعت کا مسئلہ دورہ تو خود جانتا ہے کہاں دو آموز میں سے ایک صبر و احتیار کرنا پڑ گیا حسب یہ خط لکھا جا یا کسی آدمی کو دیگر بھیجے ایک شخص عبداللہ بن محمل عامری  
لکھڑے ہو کر کہا اللہ امیر کو تدبیرت رکھے مجھے کچھ عرض کرنا ہے اگر قبول ہو جائے تو اس پر زیادہ کہا بیان کر اس نے کہا علی بن ابیطالب حق وقت کو وہ میں شریف لانے تھے تو میری  
چارادہیں ام المومنین کا کیا تھا اُس میں بیٹے عباس حضور اور عبداللہ پیدا ہوئے میرے وہ بیٹوں بجا محض حسین بن علی کے ساتھ میں اگر تیری اجازت ہو تو تیری طرف سے  
ابنیں اماں لکھ بھیجوں ٹری ہی رعایت ہو گی بسر یاد لے کہا میں بتیوں کو اماں دی عبد اللہ بن محمل نے عباس وحضر وعبداللہ کے نام خط لکھا انکو صورت حال  
مطلع کیا اور ایسے ایک غلام عرفان نام کو خط دیکر کہا کہ خاص اُن ہی کو دیا اور حوالہ لیکر طلدی والسن ماوہ کیا اور خط عباس وحضر وعبداللہ کو دیا آہوں گے لکھ کہا ہمارے ناموں  
کو مارا سلام کہتا اور سادینا کہ میں تمہارے اماں کی ضرورت نہیں ہو کیونکہ صدرا کی اماں باپ مرحومہ کی اماں افضل اور بہتر ہے۔ علام نے والیس کر جو کچھ ساتھ اس محل سے  
کہدار اسلام میرالمومنین حسین ایسے دوستوں ملارموں بھائوں اور اہل حامداں کو طلب کیا حسب جمع ہو گئے محمد و ثار الہی کے کنویرہ کلیمے فرمائے ۴۵۱ ملاقات الحمد للہ  
علی ما علم سما من القرآن وفیتنا فی الدین واکرم مشاہیر قلنا بمسما محمد وجعلت لنا الصلوات واسماءا وافئدة وجعلنا من  
الکتا کوں بحرس کی طرف مخاطب ہو کر کہا میں تمام دیسا میں سے راہ و فادار اور اچھے دوست میں دیکھتا اور لے لیا اہلیت سے زیادہ متفق و مہربان اور یک سو  
کسی اور کے اہلیت کوتا ہوں اللہ تعالیٰ انہیں اچھا بلادلے مجھ میرے حق میں ذرا کمی ہیں کی اور میں بہتری بہترین اور صلاحی اسی بات میں سمجھتا ہوں کہ جب ات  
ہو جانے لے میرے دوست و رفیق اور حامداں والو بھائی سردار و ملار موتم میں ہر شخص میرے بھائیوں اور درپردہ میں سے ایک ایک کا ہاتھ مکر کر طرف دل چاہے جلا جا یو کیونکہ  
تم جہاں کہیں جاؤ گے لوگ بھی طرح میں آئیں گے۔ کوئی شخص مجھے تعرض نہ کرے گا۔ تم مجھے اسمگتہ ہا جھوٹا و کیونکہ ان لوگوں کو صرف مجھ سے دشمنی ہے وہ مجھے تنہا بالکل قتل  
کرینگے اور مجھے کچھ کہیں گے۔ میرے سامنے جانے کے بعد تم مردہ رہو گے حضرت امام حسین سے یہ مانیں نہ کرو بھائیوں اور اہلیت نے کہا معاذ اللہ ہم اس امر سے ہرگز حاضر نہیں کہ  
آپ کے دوست ہمارا ہاتھ پکڑ کر جگہ لے بھوس۔ لوگ ہیں کیا کہیں گے اگر ہم نے امام اور میو اور سردار کو چھوڑ کر جلے جائیگے ابھی تک جس کے مقابلہ برلیک تر بھی نہیں  
چھوڑا نہ تلوار ہی کا دیا کیا ہے۔ میرے کام میں ہنس آنے پانے ہیں لے درپردہ رسول پھر ہم حضور کو تنہا کیونکر چھوڑ سکے ہیں۔ ہم ہرگز اس حد آہوں گے متکثر بن میں جاں سے  
آپ کے دشمنوں سے جنگ کرینگے۔ ہماری حامل در سراپ پر قرآن ہوں ایسی زندگی برعت ہے جواب کہ اندراتی رہے مسلم بن عویص اسدی نے کہا لے درپردہ رسول کیونکہ  
ممکن ہے کہ ہم آپ کو اٹھا کر چھوڑ کر اسی جوتنی حال کریں پھر مجھے زیادہ کمحت صحیح نمایاں اور کوں ہوگا ہم ایسے فعل سے خدا کی سیاف مانگتے ہیں اور آپ کی رکاب تقدس سے  
علیحدہ نہو گے میری جان آپ پر فدا ہو متکثر راسی طاقت بھی بدن میں اتنی ریگی اور ساں جلتی ہوگی اسوقت تک بھی ہم آپ کے سلسلے دشمنوں سے لڑتے رہیں گے۔  
یہاں تک کہ ہمارے زمرے ٹوٹ جائیں گے اور تلواریں کہہ کر حرکت ہو جائیں گی خدا کی قسم اگر ایک ہتھیار بھی ہاتھ میں نہ لے گا تو جنگ میں جان پر لگی حتی الامکان  
ان دشمنوں کو لڑینگے اور خود دم تک حضور کی وصادی حال کرنے میں سعی ہو گئے اور انشا اللہ ہم آپ کی خدمت نگاری میں اپنی چاہیں صرف کرینگے ایسی قسم کی  
لکھو اور اور دستوں اور عزیزوں کی زبانوں بھی لدا ہوں۔ پھر پردہ میں حبیب اللہ کی موت آئی تیخص بہت ہی اثر اعباد پر ہر مقام پر پھر روز سے جاتا اور شب  
پھر عبادت حاصل مصروف رہتا پہلا لے درپردہ رسول خاندانے اور دیدہ خاطر اور طوق العین علی مرتضیٰ برابر خوش چینی میں سے معاملہ میں سخت پیران اور مشکوں  
کوئی تدبیر سمجھیں نہیں آتی یہ ادل جانتا ہے کہ ہرج کے پاس جا کر سمجھاؤں شاید کسی عظمت اور ستی کو وہ کہہ سکا اور وہ میری صحبت میں لے کر آئے ہیں



مصلحت کو لے کر قبول فرمائیں تو احارت عطا کیا جائے امام حسینؑ کو یا جو کچھ تھے سارے لہجہ ہوتا ہی عمل میں لا۔ رید عمر سعدؓ کو اس گیا وہ جیم میں بیٹھا تھا حصول حارب کے بعد  
اندر گیا اور سلام کے بعد بیٹھا گیا۔ عمر سعد مارا ہوا اور لولا کیا میں سلمان ہمیں ہوں اور خدا رسول کو ہمیں بچاتا ہوں جو تو نے مجھے سلام نہیں کیا۔ رید نے کہا اگر تو مسلمان یا  
اور خدا رسول کے دیں بچتا تو رتوں کی راکے فرید اور اس کے اہلبیت سے جنگ کیوں کرتا؟ اس پر پالی سدا کرتا ہے عمر تو مسلمان ہو گا بھی دنگو کرتا ہو اور محمد مصطفیٰؐ نے سہمی بھی کر رہا ہے  
کیا اچھا مدد پس دردن ہے جو تو اصرار کرے ہوئے ہی۔ دریا درات امام حسینؑ اور اہلبیت رسولؐ در فریدان امام حسینؑ کے سامنے ہار رہا ہو اس کا خدا حکمتا ہوا پالی لڑ کے سامنے  
اور چھوٹے چھوٹے معصوم کے سیاسی کی سدا سے بچاں ہو جاتے ہیں اور تیرا لشکر اور درندہ چرندے اور تمام رید ملک کے اور سوز تک اس سے سراب ہو ہیں پھر تو ہی انصاف سے  
کہہ کہ مجھے مسلمان کیوں کر کہا جائے تو محض رحم و احسان سے سدا لظالم تھیں۔ عمر سعدؓ یہ باتیں سکر سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر سر اٹھا کر لولا لے رید تو سر کھتا ہے  
جو شخص ہیں س علیؑ اور اس کی اولاد سے لڑا اور اس کا حق تھیں گادہ دورج میں جا رہا مگر لے رید کے کا علاقہ بہت وسیع اور رزحیہ مجھ سے وہ نہیں چھوڑا جاتا۔ میرا دل خشک  
اور دماغ والی کی ہوں سے مار بہت تباہ کرنے لگا تھا تو تنقاوت جھانسی ہو اور میری آنکھوں میں نعمت و دولت اور آسودگی و عظمت و حکومت کا رنگ جم گیا ہے میں سمجھتا ہوں  
کہ بہت ہی نرا کام کرتا ہوں مگر کیا کروں سلطنت و حکومت عمتی ہے اس سے شہرہ نہیں موزر سکا۔ رید کو اس کی مدد تھی اور سنگدلی ریت تھوٹا یا دلسن کر حضرت امام حسینؑ  
سے کہا عمر سعدؓ ریت گرا ہی میں مبتلا ہو گیا ہو حکومت سے کی لالچ میں کے قتل کو آساں مات سمجھا ہے اور درار واپس کرتا میں دیکھ لیا کہ ایسے ارادہ سے مارے آگیا اور جو  
حدمت اس کے سر کی کسی ہو تھے عمل میں لایا گیا امام حسینؑ سمجھ گئے کہ صورت واقعہ کیا ہو ہے اصحاب کے حکم دیا کہ جیو کس گرد حقد کھو کر لڑا دیو کس عہد و اور ہر طرف سے آگ دیو کہ  
یہ لوگ ہمارے خلیوں نکات آسکیں اور یہیں ایک سب کے سوا اور کسی طرف میں معاملہ کرنے کی ضرورت لاحق ہو۔ اصحاب و ماں بھالائے لیکر عمر میں سے ایک ٹھون سوار مالک  
س حورہ نام حقد کے ماں کر کھڑا ہوا اور لولا لے جیس س علیؑ تو لے آگ کی طرف بہت جلدی کی آتش دورج میں جلے سے پہلے ہی اس میں یاس اپنے گرد آگ جلائی آپس  
حوادث یا لے ملعونوں کو جھوٹ لولتا ہو لولہ کریم درجیم کا دم سے ہے پھر لوگوں کو جھانک لیا امام ہے کہا مالک س حورہ امام حسینؑ کہا لے حاد تو ایسے دسا ہی میں آگ کی  
گرمی کا مارا جھکا اور عقی سے تیرا کیا آگ سے جلا۔ دعا فوراً قبول ہو گئی یا لکے گھوڑا آگے بڑھایا اور وہ آگ سے ٹھکر کر کھٹکا گیا لگام ہاتھ سے کل گئی گھوڑا اُسے ہر طرف  
و دڑنا لے پھرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اور اس کا ایک پاؤں رکاب میں الجھ گیا۔ گھوڑا اُسے دستور تمام گلہ پگھلتا ہوا پھرتا تھا احکام کا حقد کے پاس سے گرا  
اور وہ رکات سے چھوٹ کر جلتی ہوئی آگ میں گر پڑا اور جیتا جلتا ہوا حکم کر گیا۔ امیر المومنین حسینؑ نے کہا لے حاد تو لے میری دعا قبول وانی تیرے اصل و جنت سے بھی اس سے  
لے حاد پھر تیرے پیر کے اہلبیت اور حکمرانوں سے ہیں جو شخص ہم پر ظلم کرتا اور سارا حق چھینا ہے اسے ہمارا بدلہ لے اٹھ سمیع الدین علو دافع اللہ عمر کے لشکر سے محمد س  
اشت بے آواز دی کہ لے جیس محمد مصطفیٰؐ سے تھے کہا تو اس حال ہے آگے دست مدعا ہو کر کہا لے حاد اس اسعد دعویٰ کرتا ہے کہ تیرے پیر سے میری کوئی قربت نہیں۔ تو  
اے بھی آج ہی بیل و خوار کر اور بہت جلدی لے اس کہہ کی سرفے اس وقت اس نعمت کو پیاب کی ضرورت ہوئی لشکر سے برے بہت کر ایک گلہ ٹھکیا حقائق ایک  
سورج رہنمائی کیا اس سورج میں ایک باہر کھو لے کلکر اس کے عصویر ڈکٹ اور اس کی ہوا ہی کا ست میں گر کر ٹوٹے لگا احکام کا درج میں داخل ہوا اب عمر کے حکم دیا کہ  
لشکر گھوڑوں پر سوار ہو کر حسینؑ بن علیؑ کے جیوں کی طرف بڑھے۔ امام حسینؑ اس وقت سر راہ پر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور میدان گئی بھی آپ کی بہن زینبؓ حاتون سہرا لے  
آکر کہا لے حاد تیرا دعا قبول کرے فرید و شکر تو یہ نہ چاہا دیا لے پہلی موت در آنچھ چھپ گئی تھی حوا میں کچھ اکیرے امام محمد مصطفیٰؐ اور اب علیؑ ترھی اور عصمت  
اللہ و خاتونؓ اور حواؓ جہاں جس محنتی سدا یک گلہ جمع ہیں اور کہتے ہیں لے جیس متاد ہو کر بھی ہمارا سب بچ گیا۔ میں ملکی باتیں سن ہی رہا تھا کہ تم جگادیا۔ لے بہن  
یقین ہے کہ تم عمر جیسے ابو خاندگا۔ زینبؓ گریہ راری کرنے اور نہ بیٹھے لگی سب نے دیا لے بہن حاتونؓ رہ آوار سے نہ رو کو نہ یہ لوگ تیری آوار سکو ملاست کریں گے  
پھر لے حواؓ عباسؑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا حاکم اب لوگوں کو جو جھکے تم کیوں لے ہو۔ عباسؑ اے بھائیوں سے کہا میرے ساتھ جھوس سوار ہو کر عمر کے لشکر کے مقابلہ کرے  
جو اور جو جھکے تم کیوں لے ہو۔ ہوں کہا عید اللہ بن ریا کا فرمان آیا ہو کہ حسینؑ بن علیؑ اور اس کے بھائیوں سے زینبؓ کی محبت کو اگر وہ اختیار کریں تو بہتر ہے ورنہ ہم لے جگ لے

عاس کے کہا اور آدھ کو امیر المومنین جس سے عرض کر دوں وہ لوگ اسی ایسی جگہ پر ٹھہر گئے اور عاس کے آس کی حد میں حاضر ہو کمال عرض کیا یا ام حمیس سر جھکا لیا اور عاس کھڑے  
تھے اور اسی اُن لوگوں کے گفتگو میں مصروف تھے حبیب بن مطاہر اسدی نے کہا قیامت کے دن حاتم اللہ تعالیٰ کے سامنے حارے تو بہت ہی سری قوم ہوں گی اور ہجر کے درم  
اور اہلبیت اور اہل عابد راہدیکہ کوں کے قانون میں سمار ہو گئے امام حسینؑ بیٹے بیٹے ہوئے اُن لوگوں کے لڑنے کی تہذیب سوج ہے تھے ایسے کھائی عاس کے کہا میں جانتا ہوں کہ آج  
کی رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہوں اور حد سے بختی طلب کروں اور اس قوم کے مقابلہ جنگ حدل کر سکے لے مدد اور اعانت جاہوں تم اُن لوگوں سے  
کہو کہ آج والس حلے حائیل در عبادت حدل کے لئے رات بھر کی جہل دیں کل صبح کو ہم سر کر آ رہو گئے عاس نے کہا جس کو جو جام سادیا اور کہا اس وقت والس حلے حائیل  
دن اور آج کی رات کی جہل دو عمرے سے لڑ چکا تیرے نزدیک کیا مصلحت ہے جہل دیں یا ہمیں بے عمر لے کر آیا تو ہے میں کچھ نہیں جانتا۔ عمر لے کر کہا کہ کاش میں اس کے  
مہوتا اور اس شخص سے پڑتا۔ عمر بن حجاج ریدی نے کہا سنا اللہ یہ لوگ جسے میں لڑے بھیجے اگر ترک اور دلیم بھی ہوتے تو انکی اتنی سی درجہ اس کو ضرور منظور کرتا  
حالانکہ یہ تو عیسویوں کے سردار محمد مصطفیٰ کے اہلبیت میں عمر لے کر آیا کہہ دو میں تمہاری درجہ اس کی اور کل صبح تک کی جہل نہی اور لشکر سے کہا والس حلے عمر  
مگر ہر کے لشکر کے والس حلے امیر المومنین جس سے تمام رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری رکوع و سجود میں مصروف رہے اور گریہ و زاری کے ساتھ اسی بختی اور کھات  
کی دعا مانگتے تھے اسی طرح ایک کھائی اور درمدا اور تمام اہلبیت اور دوست رات بھر مصروف عبادت رہے دم بھر کے لئے بھی کوئی نہ سویا ساسی معصرت کی دعائیں  
مانگے اور تسبیح تہلیل میں جو تھے صبح کے وقت جنت جہنم حور گراماں دنہ کے خوف لرزاں و ترساں مام حکایت نمودار ہوا تو عمر بن سعد لشکر کی تزیین کے لئے اٹھا دین  
مار و بر عمر بن حجاج ریدی کو اور بانیں پہلو بھر دی المومنین کو مقرر کیا سواروں پر غزوہ میں قیس کو اور بیا دوں شہیت میں سعی کو سرداری دی اور اس جھڈا رید کے  
حوالے کیا امیر المومنین جس سے بھی بر سر قیس کو جارت سب راست اور حبیب بن مطاہر کو بانیں طرف قائم کیا اور جھڈا لے کھائی عاس کو دیا جس وقت طریق کی  
حصص قائم ہو گئیں بر سر قیس بھلائی لے آئے ٹھکر عمر سعد کہا کیا امیر المومنین جس سے جنگ کر گیا اُسے حوائ یا ہاں لڑو گا اور اس عمر میں بہت سے تنے سے سرو گئے  
بر سر حصص کہا تم اب نہیں والس کیوں نہیں جلد دے کہ یہ یاد یہ حلے حائیل لے کو دے والو کیا تمہیں ہی حطیر حطیچ امیر المومنین کو طلب نہیں کیا تھا کیا تم بھول گئے  
اور اس معصوم عہد و بیاں کو جس میں خدا کو گواہ کیا تھا توڑ ڈالنا حار رکھتے ہو۔ بھڑک کی طلسمی سبقت در سالہ اور تائید کسے بھی تم تو بے لکھتے اور عورت تھے کہ صفت  
تم یہاں آ جاؤ گے ہم تمہارا ساتھ دیگے اور حشر گزاری سے میتیں نیگے۔ تمہارا قاروں پر بھروسہ کر کے یہاں آئے تو تم آئے دسمو کے دوس گئے اور تلواریں سوب کر وھا  
بر آجھے آسکی اولاد در پانی نہ کر دما۔ آب حراب جس مام آدمی فائدہ اٹھائے ہیں یہودی محوی رسا اور جنگی جید در سٹائی مینے ہیں ار تم کتوں اور حیوان تک  
کلاس سے ہمیں روکتے کیا سست کہ عیسوی کی دیرت اور اٹھال کو بیا سامارتے ایک قطرہ مانی نہیں دتے ہو یہ کو سامہ ہے اور قیامت کے دن محمد مصطفیٰ کو کیا جواب دو گے  
اور اس گناہ کا کیا عذر کر گئے۔ ہا کہمہ اسقا کہمہ اللہ نوم الفیامہ فاس الفومہ لمتہ۔ عمر کے سر میں سے کچھ لوگوں آواری لے بریر ہم نہیں سمجھتے کہ تو کیا  
کہہ رہے ہیں کہ یہاں میں تعین حق در سمجھا ناہوں اس قدر تمہاری گمراہی اور راہدہ ہوتی جانی ہے اور مجھے تمہارا افعال سے زیادہ عورت ہوتی ہے لے خدا تو جو جانتا ہے  
میں اس قوم سے سیرا ہوں تو اب میں ہلاک کر اور ایک ظلموں کی سرائے میں لوگوں تیر کماں مرا بھ ڈالا اور کئی تیرا سکی طرف جھوٹے سریر واپس جلا آیا امیر المومنین  
حسینؑ آگے بڑھ کر اس گروہ کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور لشکر کو در پیل ڈالی عمر کو دیکھا کہ سزاراں لشکر کے سج میں کھڑا ہے۔ تھوڑی دیر تک عجب دیکھا پھر فرمایا الحمد للہ کہ خدا  
فانی اور میت و مالو دہوئے والی جگہ ہے پس بکے مگر جلتے ہیں محبت اور راحت کسی ش کو قیام نہیں۔ یک نخت وہ شخص جو اس نیکی فائز اور بے اصل  
جیروں کی طرف میل نہیں کرتا اور نصیحت ہے جو اسکی فدا ہونے والی ہے قیام مور کی حواہش رکھتا اور اسکی دما داری کے پھر سو پر عقلی مستیا ہے اور شخص ای  
کہ اسکی بعیتیں جتنے فرار ہنگی۔ عرصہ اسی قسم کی باتیں لے دل سے دیا ہے تھے۔ پھر آواز بلند لکھو بصحبتیں کرنے لگے اور نہایت عمدہ تقریر کی اور نیکی کاری کی تاکہ اسکی  
عمر نہ ختم ہو کہ اب کلام قطع کر دے کہ وہ اپنے مالک مینا ہے اگر اسے بولے دو گے تو دن اور رات اسی میں گزرا گا اور بولے سے دانہ کر گیا تھوڑی المومنین آگے بڑھ کر



اے حیثیت کا ایک طول طویل لائحہ عمل کر کے رہو گے تمہارا اس سے کیا مطلب؟ امام حسینؑ کہا میں کیا تھا ہوں کہ میں محمد مصطفیٰؐ کا ورید ہوں میں کوئی حرم نہیں کیا  
 حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار نہیں دیا جسکے سبب ہر ملک کو راجا و احب ہو جاتا۔ مجھ سے ماراؤ مجھے رشتہ و کدھالے و اگر تم مجھے نہیں جانتے تو ایک دفعہ اور سیفدار ایسا  
 حملہ و رست تائے دینا ہوں میں اس شخص کا دنیا ہوں جو سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور جس سے پہلے محمد مصطفیٰؐ کی پیروی کو سچا مامی میری ماں فاطمہؑ پر  
 رسول اللہؐ کی بیٹی ہے۔ مجھے سنا ہی ہوگا کہ میرے بھائی اور میرے حق میں حسرت لے و یا ہاں کہ جس وحشیہ و امان حب کے سردار میں یہ سردی الخوس نے کہا نہیں  
 سمجھا کہ تم کہا کہتے ہو حیثیت میں علیؑ اسکا کہ کلمہ سکر حاموتن ہو رہے جس میں مطاہرے کہا لے و تم نے اسے یقین ہے کہ تو خدا کو ایک نہیں سمجھا بلکہ ستر حرفوں سے  
 یوحنا ہے۔ میں گواہی دیا ہوں کہ تو جو کچھ کہتا ہے اسے جو سمجھتا ہے اور حالے تیرے دل پر چہر لگا دی ہے۔ امیر المومنینؑ میں کہا تو نے اسحق ادا کر دیا انکو یہ باتیں  
 دراموتن ہو گئی حکم صادر ہو چکا ہے اس میں در اساتغر و تامل نہیں ہو سکا میں اسے ما اور ماں مایہ و بھائی گرسنہ رگوں کے دیدار کا منتنا ہوں اور اللہ تعالیٰ  
 نے میری سست حکم لگا دیا ہر جگہ کی طرح ملنے والا نہیں ہے۔ جو کچھ مقتدر میں ہے ہر عظیم اس سے راضی ہوں اور حکیم الہی بچا ہے ولہ الحکمہ والدہ مرحوم  
 اس عمر سے آگے ٹھہرا اور امام حسینؑ کے معاملہ کھڑے ہو کر ایک سیرکماں میں جوڑ کر اس کی طرف بھیکا اور بکار کر کہا گواہ رہو اور عید اللہ کے سامنے گواہی دیا کہ سبھی  
 امام حسینؑ کی طرف میں تیرے چھوڑا ہوا تیرا امام حسینؑ کے سامنے میں رکھتا اور اسے بھیجے ہٹ کر دیا م کیا اب عمر کا لشکر آگے ٹھہرا اور تیرے لئے شروع کئے امیر المومنینؑ ایسے اصحاب  
 کہا تیرے جو ہماری طرف آتے ہیں ہونگے قاصد ہیں موت سے چارہ نہیں اور بالخصوص کامر اکھکھا ہے لے دوستو تیار ہو جاؤ اور حکیم الہی کیلئے کس کس کو العیون ملے ہوں  
 کے اصحاب کا شمار ۸۰ تھا اور عمر کا لشکر ان میں ہزار۔ اب جنگ کیلئے ٹھہرے تو امام حسینؑ کے اصحاب اس پر حملہ کیا اور قتل کا مارا کر دیا یا جس آدمی مار ڈالے۔ امیر المومنینؑ میں علیؑ  
 دیا یا اللہ تعالیٰ قوم گر اسلئے مارا ص ہوا اچھا کہ وہ چاند سورج اور آگ کو بوجھے تھے اس قوم پر جس عصا رل ہوگا کہ وہ جہنم خدا کی دھڑکے قتل کرے ہر  
 مسیح ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم وہ اپنی کسی مراد کو نہیں چھوڑے اور میں ہی طرح چہرہ رحوں لگائے حساب اپنی کے سامنے حاضر ہو گا۔ اس کے بعد مد آوار سے دیا یا کوئی دروازہ  
 ہے جو میری دوا دے یا کوئی مددگار ہے جو خدا تعالیٰ کی جو سودی کیلئے اہلبیت پر میرے اس ملا کے دور کرنے میں سعی کرے۔ جس پر ید ریاچی نے امیر المومنینؑ کی آوار  
 سئی اور گھوڑے کو ہمیر کر کے لشکر عمر سے نکل آیا امام حسینؑ کی حدت میں ہر سو رکھنے کی یاں رسول اللہؐ آگے لڑے کیواسلئے سے پہلے میں کلکرا یا تھا اب آپ پاس  
 اسلئے حاضر ہوا ہوں سے پہلے جو تھیں آپ کے ہم کاب ہو کر مارا جاوے بھی میں ہی ہوں تا قیامت کے دن تمہارا ما کی شفاعت مجھے نصیب ہو۔ عرصہ سے پہلے جس شخص نے  
 اس قوم سے جنگ کی وہ جس زند ریاچی تھا۔ رحوں ہو کر حملہ کیا اور متواتر حملے مارا ہاں تاکہ اس کے گھوڑے کے اوں کاٹ دے اور جس میں پر گڑا اور بیدل  
 ہو کر تار یا ہیم پر حملے کرتا اور تیرے سے کام لیا تھا کہتے ہی آدمیوں کو ہلا کیا احکام کا سخت زخمی ہو کر گرا اور امام حسینؑ کے آدمی اسے اٹھا لائے ابھی کچھ جان باقی  
 تھی امیر المومنینؑ دست مبارک سے اس کے چہرہ کی خاک لے بچھتے تھے اور دواتے تھے تیری مال تیرا نام حراست رکھا تھا اس میں یا میں تیرا نام حرا تھا اور عاقبت میں تو  
 دوزخ کی آگ سے ٹھٹھکی آرا دے چھڑکی روح یہ جو تیری سکر حاب بہت پروار کر گئی۔ امیر اللہ کی رحمت ہو۔ اس تیرے حیرت مہدالی جوڑا عائد و زابہا حملہ آور ہوا اور  
 خوب جنگ کی جملوں کے وقت کہنا تھا کہ لے در در رسول اللہؐ کے قاتلو میرے سامنے آؤ عمر کے طوہاروں میں ایک شخص بکیرس اوس اس پر حملہ کر کے تلوار ماری اور میں پر  
 اگر کاروا ڈالا میرا اللہ کی رحمت ہو۔ اب تمام لوگ بیکر کو نصحت ملامت کرے لگے کہ تو بے بریر ہیے عائد را بہ سمجھ کو قتل کر دیا۔ اس کے چھیرے بھائی عسدر میں حاضر ہے بھی  
 میرے قتل پر لئے ترم دلائی۔ وہ کبھی بھی ایسے وقت ایشیاں ہوا کہ اس کی بی بی یا بی بی عائدہ تھی اور وہ اسی ترم دگی میں مر گیا۔ بریر کے بعد عمر بن خالد ددی نے کلکرا  
 حرا و جنگ کی شہادت مانی۔ پھر سلم بن عویس اسدی حملہ آور ہوا سخت حویری کے بعد زخم شدید کھا کر شہید ہو گیا۔ اسر خدا کی رحمت ہو۔ اب ایک لک بن اوس مالکی تلوار  
 سونٹ کا باڑا اور کئی بہادر وں کو قتل کر کے درجہ شہادت حاصل کیا اور رحمت الہی کے حاصل حال ہو گیا۔ اس کے بعد ہلال بن مافع نے اسے شقیہ پر حملہ کیا اور شہادت  
 حرا کرنا ہوا شہید ہو گیا۔ پھر حباب بن ارت انصاری حملہ آور ہوا اور کچھ عرصہ تک جنگ کر کے جوار رحمت الہی میں جا پہنچا۔ عمر بن جوادہ نے بھی حملہ کر کے





اصول کے سامنے لیگئے اور آوارہ کی طالع قوم اگر تہا رجاہ میں گہگاہوں تو اس کے لئے کوئی حطاہس کی اسے ایک گھٹن مالی بلاد و حیثیت علی کی آوارہ سکرانے  
ایک سنی نے حضرت کی طرف تیرا راجہ سیر جوار کے گلے کو حصید یا ہوا حضرت کے ماروس بیوست ہو گیا تیر کے کاتے ہی کھ کی روح پر وار کر گئی اسلمو میں لاس لیکر واپس گئے اور اس کی  
مال کو دیکر کہا بے نیاز کھ جوں کور سے سیراب ہو گیا۔ انام حیثیت لشکر کمار کا راج کیا اور یہ رجر ٹھکر کھرا القوم و دل مار عمو + عی و اب اللہ رٹ لتقلید  
فلو اقد ما علیسا واس + حس انکھ کر مہ لاکھویں + یا القوم من اداس و حل جمع الجمع لاهل الحرمین + مہ صناد و او تو  
کلمہ + ما احتیاجی الرضا المجلدین + لم یحاج اللہ فی سعادہ + بلعبید اللہ لسلال کافوس + واس سعد قد و مالی عو  
محدود کو قوف العاطلین + لانتی کان فی حل + اہیر فحری لصیاء الفرو دین + لعلی الحرمین لعدا النسی + والسی  
الفرس فی لوالدین + کو میں کی طرف متوجہ ہوئے اور دیا تیر لہے سیر کے اہلیت کو تھے قتل کر دیا۔ بچے اور لڑکے کسی کو باقی کھوڑا اور جاری جویری میں  
سید علو کا حال لاکھ تم جاتے ہو کہ ہم کون ہیں۔ اور یہ بھی جاتے ہو کہ تہا راجہ کوں شخص ہے۔ کیا تھے ہی تھے۔ ملا نا اور وعدے کے تھے جس تہا راجہ رصا مہدی کے لئے  
میں جلدی کر کے آیا تو وہی تلواریں جو تھے دتھماں دیں کے واسطے فراہم دتیر کر کھی عین موت موت کر میری مقابل آئے اور میرے دسموں کل ٹھیکے چالاک مہری طرف تہا راجہ  
میں کی کمی بے روائی وقوع میں نہیں آئی تھی۔ اس کے کوئی گناہ ہی کیا تھا کاس تم دسموں کے لئے سے شتر تھے حرکت دینے اور لے وعدوں کھجائے کا حال لکھتے تھے میں دھڑلے کا  
ارادہ ترک کر دنا میر تھہر کہیں یہاں یا تو تھے رواد وار سمع ہایت رگر کر ایماں کچرا ع کو لے ہاتھوں گل کر دیا آپ یہ فرما ہے تھے اور کوئی شخص کچھ حواش دیکھتا تھا۔ اس کے  
لعدا ہے اس طرح تلوار کھیت کر صیا کوئی حاشا ہا دھو لتیا اور رنگی سے مایوس ہوتا ہے۔ اس مدحتوں کی طرف ٹھے اور لڑے والے کو طلت بہت سے آدموں کو تسمیر کے  
گھاٹ اتار کر درج میں گر دیا یا حکام کا ترمودی الحوس بہت سے سوار اور بدل لیکر آب کی طرف ٹھا۔ آب کچھ دیر تک س تہا اس فوج کیر سے لڑے رہے۔ اہل ملعوں کے  
سچ میں ٹکر آب کو اہل حرم سے علیہ کر دیا اور اہلیت رتو لحد کے جیوں کی طرف جھکے امیر المومنین اس حال کو متا بدہ کر کے زیادہ عصا ک ہو کر آوارہ کی کمال الوسیاں ملا لکھ  
دیں کی تو کاتنی نہیں مگر کیا تم قوم عرب بھی نہیں ہو تھیں مہر نہیں تی کہ میرا بل حرم سے تعرض کرنا چاہے ہو میرے کہا حش نو کیا کہتا ہے اور تیرا مدعا کیا ہے۔ آئیے فرمایا  
تم میرے طلب کریوں حملہ کرتے ہو۔ تہا راجہ عاتوہر میرا ملاک کر دیا ہے میں یہاں کھڑا ہوں اور تھے جنگ کر رہا ہوں کسی کو میرے لہجہ کے جیوں کے پاس جاتے دے تھرے کہا لے  
فائل کے مٹے تیری بات مجھے مسطور ہے اس وقت اس لوگوں کو ڈانٹا جو آپ کے جیوں کی طرف جا رہے تھے اور کہا اس چلے آؤ اس جیوں کچھ تعرض کر جیوں رٹو یڑو کہ اسے سوا اور  
کسی سے کچھ عرض نہیں ہوا ہ سب کے سب جیوں رٹو یڑو چلے جاتے تھے امام جیوں مارا کر ٹا دیتے تھے اسی سو کر آرائی کے اتا میں آپ رہا میں علیہ لکھ گھوڑے  
کو بجای خرات کھوڑا ملعوں آپ کو روکتے اور دوات برہ جانے دیتے تھے۔ ایک ملعون الوصوق نے ایک تیر آب کی میاں پر مارا۔ آپ وہ تیر کا لکھتے یا جوں سے عام  
چہرہ اور رتیں مبارک تر ہو گئی اسوقت امام جیوں فرما دیتے تھے کہ لے خدا نو دیکھتا ہے کہ اس قوم کے ہاتھ سے میرا کیا حال ہو رہا ہے خدا تو ہمیں ہلاک کر دے گا بھٹ  
نہ کھو۔ پھر میرا عصا کی طرح حملہ کیا اور اس فاسقوں کو مارا کر ڈھیر کر دیا۔ آخر کار ان کھوڑوں تیر سے سارے شروع کے آب اس کے تیر سے سارے برکھاتے اور دوات تھے کہ لے  
مدخت امنہ تو لے اپنے سیر کا ذرا اس کی اور اس کی اولاد کو قتل کرے میں ٹری میاں کی سے کام لیا خدا کی قسم اسن لت کی جو میں مجھے دگاہ الہی سے بہت بڑی عزت کی  
بند ہو اور یقین جاتا ہوں کہ تم دلیل و جوار ہو گے اور خدا تم سے میرا بد لایگا جیوں بن نہیں سکوں لے بکار کر کہا لے سرفاطہ کس طریق سے اندیرا ملد ہے لیگا۔ آپ فرمایا  
کہ تم میں دشمنی اور عداوت ڈالبا کہ تم ہمیں ایک دے سرے کو مارا کر جاؤ گے اسکے بعد وہ تیرا سعادنا مل فرمایا۔ ترمودی الحوس نے کہا تم کیوں بر لگا ہے ہو تیخص جو کی  
کرت سے بہت ناتواں ہو گیا ہے اور ایک دمی سے زیادہ بھی نہیں سب ملکا سیر جکر کروہ چار طرف سے ٹوٹ بڑے اور گھر کر تیرے اور تلواریں مارتے تھے ایک ملعون اور  
سب کے ایک ایک بائیں ہاتھ پر تلوار جاری اور ایک اور بخت عربون متینہ حقیقی لے بہت کی جانب ہو کر دتیں مبارک تلوار لگائی اور ایک تیرے میں سے جسے سنان اس  
اس کی کتے تھے سیر تیر مارا جو تھے بد کا صانع اس دھبہ مری لے ہاں سیر رہا کیا امیر المومنین کھوڑے سے گر پڑے اور زمین پر پٹھکر سید سے تیر کا لاخون نہ نکلا۔ دو

باقہ ملا کر جم کے چکر کھتے تھے اور حب لب بھر جاتی تھی تو بے سہ اور ریت مقدس رتل لیتے تھے اور پلے تھے میں اسی طرح ہر جوں لگائے اور ڈانسی کو جوں کے چکر لگائے  
 لیے ماما کے پاس جاؤ گئے۔ عمر سعد آگ جیال بچھا کر گھوڑا بڑھایا اور ہر سارک کے قریب بچھا اسی ساد سے کہا گھوڑوں کے آتر کر اسکا کام تمام کر دو اور سرس سے آتر لو بصر سرست  
 صالی گھوڑے سے آتر کڑ گئے ٹھہرا۔ وہ ص کی بیاری میں ملا تھا حبیب کے قریب بچھا رہیں سارک بکڑی اور جا ہا کہ سرس سے خدا کرے امام شمس کہا ابوہی مروص کتا ہے جس  
 سے جواب میں بچھا اٹھا لہرے کہا تو میری سست ایسا کہتا ہے بلوار کا لکڑی سارک پر گر گئے اور کہے لگا۔ ادمحاکم الیوم ولھسی القلم علما یقینا الیس وہ  
 عمر سعد نکلا اٹھا کہ کھلا نکم۔ ان ایلاک حرم من نکلمہ۔ رحمتہ لو کہ جو ب در سے مگر تھا مگر وہ کاٹ۔ کرتی تھی عمر سعد نے عصہ ہو کر ایک حص جولی میں یہ  
 ہر صبی بلوں کو جو جا بے سب راست بکڑ تھا کہا ہا تو حنین کا کام تمام کر خولی سے گھوڑے سے آتر کر فرزند رسول خدا قرۃ العین علیٰ نرعی اور راجہ حاکم فاطمہ ہر کا سر سارک  
 میں علیہ کو دیا۔ العزیز امیر المؤمنین میں علی کے تہید ہوئے کے بعد ہی تمیم کے ایک شخص اسود میں حطام سے آپ کی بلوار اٹھا لی جو یہ میں خود خضر می سے جسم سارک کا کڑے تاکر  
 ہر سے وہ واسیوت رص میں متلا ہو گیا اور سر مال بکڑ گئے۔ بھر میں عمر خدیجے اور تاراکہ میں لی ایسیوت اسکی ٹانگس گنیں ٹھکے سے دراہ ہٹ سکا اور عمر بکڑا ہر سکا  
 حارس برید اردی سے دستار لیکر سر ریٹ لی اسے مرص حرام لاس ہو گیا مالک اس سر کدی سے رہے ہر لی وہ دیوانہ ہو گیا کچھ سمجھ سکتا تھا کہ کیا کہتا اور کیا سنا ہے اسے تہا  
 میں اسی ہی طرح آمد می نمودار ہوئی کہ دیا لہر ہو گئی کوئی شخص ایک دوسرے کو دیکھ سکتا تھا سب کو ہی خیال ہو گیا کہ محاسم عداہات اسل ہو کی علامت ہے اور ایسیوت سے  
 خدا ترع ہو جائیگا۔ بھڑی دیر کے بعد وہ آمد می حالی رہی امام حنین کا گھوڑا میدان میں دوڑتا بھیرا بھا۔ اس واس کر اساتہ اور شالی حنین میں علی کے جوں کے چکر  
 کی اور حنینا و احلا لو گوں جیال سے پڑ لیں وہ بھاگ کر عورتوں کے چکر کے گرد بھیرے اور ہسائے لگا اہلیت امام حنین کے گھوڑے کی آوار سنکر حال کیا کہ وہ شریب لائے ہیں بکڑ  
 ہر میں جوں کے چکر اسکی طرف دوڑ کر بچھا آگ کی سواری کا گھوڑا حالی بکڑا ہے اور جوں میں ترے سمجھ گئے کہ امام نے تہاد مانی روٹے لگے ریت میں کر کے روتی اور سہ  
 بیٹی بھی اور کتی تھی و امیر علیک اسما کو آب کو کچھ ہر میں کہ ایک حنین رکھا گری اور کس طرح اسے قتل کر دیا اور اسکی نعش ایک کو میدان میں بھیکر دیا و امیر آپ اہلیت  
 فید ہو گئے اور در رد جنگل میں حفاظت طے ہیں دوسرے دسمن انکے حال پر رہے ہیں۔ اب عمر مقورات کے جیوں کے پاس آکر بکڑا ہوا اور مع حکم داکر گھوڑوں کے آتر خدیو میں  
 گھس جاتے جو سے کم پارادہ پاؤں لٹ لو سکر لے خدیو میں گھس گئے اور جو چر دیکھی اٹھائی بکڑے علی اس حنین حیدر حال کر دیکھا کہ وہ سر ساریڈے میں تلوار بھیکر جا ہا کہ انہیں بھی  
 قتل کر دے حمید بن مسلم نے کہا سحال الداس ہمارے قتل سے تو مارا یہ تو ہمارے پتھرے کہا عبد اللہ بن زیاد کا یہی حکم ہے۔ سلم نے کہا بچھا اس میں ہر محمہ قطعے لو کیا جواب لگا آخر  
 کیا تو ہر میں حال تاکر سمیر کے اہلیت میں تہران ماتوں سے سرمد ہو کر اٹھ گیا علی اس حنین کے قتل سے مارا یہ حکم دیا کہ رسول خدا کا اہلیت کے جیوں کو آگ لگا دو۔ لوگوں نے آگ لگا کر  
 حاداب سو کر مارا دیا امیر المؤمنین حنین کے اہلیت اور غیر واقرا اور دوتوں میں سے کر لاس ہر تادی نہیں بکڑے تھے۔ دستوں میں محرف دو شخص متوجہ میں تمام اسدی لو  
 سکینے کا یہ علام اور اولاد میں بھی دو حاس علی بن حنین جو ہار بھے اور ایک لڑکا عمر بن حنین حوسات میں سے کا قاضیہ بچے۔ عمر سعد امام حنین کا سربارک بکیر بن مالک  
 کے ہاتھ اس ریاد کے پاس بھجریا۔ اسے آگ سر مقدس میں زیاد کے سامنے رکھ کر۔ استعارے سے ۵۰ املاء رکالی حصہ و ذہباً ادا قلیت الملک المصحح و من  
 یصل القلتین فی الصتی۔ قلیت حیر الداس اما و اباب و حیر ہما وید کروں النساء یعنی مجھے یہ یاد دولت عطا کر دینے میں ایسے بادشاہ کو قتل  
 کیا اور اسکا سر ترے سے ملا کر کھدیا ہے۔ جو ہا یہ ہی تنان و شکوہ اور غلب و الا تھا بچہ میں اسے دونو قبول کی طرف نماز بھی تھی اور اہل علم کے اس کے مقابلہ پر  
 مال و دیار کی طرف سے زیادہ ٹھہرا تھا عیال و تہا اسکو صساک ہوا اور کہا تہا حنین لیا تھا جسے تو کس نے اسے قتل کیا خدا کی قسم تو عمر سے  
 کچھ لیا کتا تھے بھی اسی کے پاس بھجتا ہوں کیا کر اسے قتل کر دیا امیر المؤمنین حنین کو تہید کرنے اور سربارک عبد اللہ کے پاس دیا کر کے بڑا ملعون اس غیب کو کر لیا  
 سے دوسرے کو وہ کی طرف پلے اہلیت رسول خدا کو ہرا لیا ملعون میں بہت سے آدمی بے فعل پخت نامہ پختیان تھے بکڑے تھے علی بن حنین نے جو اسوقت جاری سے  
 بہت ہی ماتوں ہو رہے تھے وہاں لوگ میرے باپ دے جانے کو قتل کر دیں تھے میں کیا قتل کرنے کو ان لوگوں نے عمر سعد واسی کے وقت ہر دوں کے قتل میں اس کے حکم دیا



کے سروں پر کھینچیں مائیں سر تو ان قیدیوں کو جو وہ ہی قید کو حکام در احصین میں غیر تھا اور کدہ کو حکام سرگردہ قیس میں شعث تھا چھ سری اس کو شکاری ہلال میں اوروں اور باج سرا  
 اردو کو دے ماتی ملکہ ترغیف کے حوالہ کے امیر المومنین جیش کی عورتوں بچوں دروڈیوں کو نملوں اور کادوں میں سوار کر کے کوہ کی طرف روانہ ہوئے عمر کے چلنے کے بعد عاتر قیس کے  
 ماسدوں کے سہیدوں کی لاشیں اس جگہ پر کر دیں جس وقت یہ قیادت اتر کر کوہ کے قریب پہنچا اس ریا دلوں کے حکم دیا کہ جیش میں علی کے سر کو تمام سہیدوں کے سروں کے آگے سروں پر  
 رکھ کر سہرہ میں داخل ہوں اس سنی ارلی کے دربارداروں نے ایسا ہی کیا سروں کو سروں پر رکھ کر کوہ کے گلی کو حوں اور باروں کے گرنے جٹ و مارہ امام حسین کا سر مقدس میں زیاد  
 کے سامنے لائے تو وہ مدحت لیں ہیرہ اور مالوں کو اٹھا کر کھینچے لگا لگا گاہ اٹکے محسوس ہا ہوں کو عرس ہوا اس کے وہ عرس سولے رالور رکھ لیا اشیوت گلوئے سارک سے  
 حوں کا ایک قطرہ نکلا رالور گرا جو کدوں سے گرتا اور رال میں ماسور کرتا ہوا اکل گیا۔ وہ ماسور سب اندر بودار بھا ہر جہر جوا حوں و وطنوں کے علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا اس  
 وہ قتی ہمسایہ ماسور بر مسکت کتنا بھلا کدو طار ہو جس وقت امام میں العادین اور العادین رسولی کو اس زیاد کے دربار میں لینگے نور سب در اس زیاد میں  
 طعن و جہد ہوئے لگے اور علی بن جیش نے ماسوہ کیا اس زیاد میں آپ کے قتل کا ارادہ کیا مگر زینب عاتوں کی تفراری کے سلسلے ارادہ رتوں مار آیا حکم دیا کہ مجھے اس گرو  
 کی درد سری سے بچاؤ۔ یہاں سے نکال کر اس مکان میں لجاؤ و ماسوہ حکم کالائے اسکے بعد اس زیاد کے رجز قیس مجھ سے قطعہ در سردی الحوس کو حکم دیا کہ علی بن جیش اور جند  
 ماعصب کو تہہ دلوں کے سروں کے ساتھ دستق میں برید کے ماس لجا لیں۔ وہ ملا علی بن جیش کے حکم سے جامداں موت کو لیکر محاسب نام روانہ ہوئے جٹ مسق میں پہنچے  
 سہیدوں کے سر اور علی بن جیش اور مسورات اہلبیت رسولی کو برید کے سامنے میں کیا اس عصب حکم دیا کہ جامداں موتی کے سرگردہ کا سطلانی طست میں کہیں  
 اور اس زیاد کے فاصدوں کی کھیت پوچھیے لگا۔ سردی الحوس میں اقمہ کا حال تفصیل داریاں کیا کہ اسے جس میں علی اٹھارہ غیر ن اور ساٹھ دوسلوں پہرہ کھلا  
 میں دار ہوا پہرہ کر کے یہ مقابلہ کیلئے تھے۔ لڑائی کے شروع کرے سے پہلے پہنچے کہا عبید اللہ کا حکم قبول کرنا یا نہ کرنے مستعد ہونا جس کے جنگ کا اختیار کیا۔ لڑائی کا سماں صبح  
 کے نکلنے سے دو پہر تک ہائیم سیر ملاؤں کی طرح ٹوٹ بڑے بھڑی در میں س کا حاکم کر دیا۔ رات کی لائیں خون میں تھڑی ہوئی میدان میں ٹری ہیں در سے سوچ تپ  
 رہا ہو۔ ہوا اس پر خاک ال رہی ہے۔ گرد اور جلیں ان کے حاد میں ہیں۔ سردے۔ حال اس کے گھر دیر کے لئے سر جھکا لیا بھر سر اٹھا کہ۔ استارہ پڑھے سے لیم استاح مد  
 شہد دا + وقع الحرج من وقع الدمل + لاهلوا واستهلوا ورجاء واستحوا القتل فی عدا کاستل + لست من عتہ  
 اب لم اسقہ + من ابی احمد ما کاں قتل + لعنہ ہا ستم ما ملکا قلا + حبر جاء ولا وحی ہزل + امام ریں العادین اور  
 قہرات سر ابرہہ عصمت و طہارت برید سے ماسوہ کیا سحت و شست اور کٹے حواں شائے بریدے دکھا کہ حلققت امیر المومنین جیش کے قتل کے سبب ہمیں بھی بچا  
 شمر اور اسکے ہمراہیوں بڑنظاہر عتہ ہوا اور کہا میں تمہاری و ماسوہ جیش کے قتل کو بھی جوس ہوتا۔ سر مر جاہ ر لعت ہو کہ ایسے ترے کام کا شکر ہو  
 پھر علی بن جیش اور جہا اہلبیس کی روانگی کا ساماں ہیا کر کے اور سہیدوں کے سر دیکر معاں میں لسنر انصاری کو میں سو سواروں کی جمیعت سے ہمراہ کیا اور  
 اس واجب التعظیم گردہ کو رحمت کر دیا۔ علی بن جیش ہوں محیوں حصیوں اور تمام عیروں کو ہمراہ لیکر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے صغر کی میوتن ریح ہیر لکویں  
 جیش اور تمام سہیدوں کے سر ان کے حصوں میں لکھی کر کے دس کٹے۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے اور اپنے ناماں رگوار کی تربت مقدس پر پہنچ کر قیام دمایا۔ + +

الحمد للہ کہ کتاب تاریخ اعظم کوئی فصلہ و کرمہ ماتہام کار بردار این مطبع یوسفی دہلی ضلع ۱۶ میں چھپ کر شائع ہوئی۔ یہ کتاب  
 حسب ایکٹ ۲۵ء داخل فہرست رجسٹری گورنمنٹ ہو چکی ہے چونکہ اسکے ترجمہ میں زبردستی صرف ہوا ہے کوئی  
 صاحب قصد طبع نفرمائیں۔ بجا بل مفت قلیل نقصان زد کثیر ناخائیں۔ بوجہ اہل باطن و دین + جتہ کتاب کی ضرورت اور  
 دینیو پے اہل طلب فرمائیں نور روانہ کیا مینگے + العبد سید علی حسین ملک مطبع یوسفی دہلی

# اعلان واجب الزمان

اس کتاب کا ترجمہ بصرف زر کثیر کرایا گیا ہے مترجم نے جاں کا ہی میں کوئی دقیقہ

فرو گذاشت نہیں فرمایا اس بنا پر اس کتاب کی حبسری بموجب

ایکٹ ۱۹۲۵ء کے درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ

کرا دی گئی ہے۔ تاجران کتب و مالکانِ مطابع کی خدمت

میں گزارش ہے کہ کوئی صاحب اسکے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد

نفرمائیں۔ نفع کی امید میں ضررِ عظیم نہ اٹھائیں۔ جب قدر کتابوں کی ضرورت

ہو۔ مطبع سے بصیفہ ویلیو پے ایبل طلب فرمائیں۔ فوراً تعمیل ہوگی۔

العا

سید علی حسین مالک مطبع یوسفی شہر دہلی